

भारत सरकार
GOVERNMENT OF INDIA
राष्ट्रीय पुस्तकालय, कलकत्ता ।
NATIONAL LIBRARY, CALCUTTA.

वर्ग संख्या 297.4
Class No.
पुस्तक संख्या SA618
Book No.

प्रा० पु०/म. ल. ३८.

H7/Dm/NL/Ca/75-1,9,688-1-3-82-CHPG.

شماره ۴۲

الکتاب

کتاب الاسرار

نقشبندی هندی

مع وایع

دفعه اول

این کتاب در بیان اسرار و مخفیات است که در عالم این دنیا
نمی توان یافت و در آنجا که در عالم غیب است
تجرباتی که در آنجا است و در آنجا که در عالم غیب است

نقشبندی هندی

مع وایع

دفعه اول

نقشبندی هندی

مع وایع

نصوحی آپارم بنیظیر قابل دیکے تاوگر نلسه

اردو ترجمہ کتاب نسیات الانس

یہ نسیات کا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نقشبندی مدظلہ العالی کی اپنے تفسیفات میں سے ہے
حضرت مصنف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں اس کتاب میں حضرت نے تمام اولیاء اللہ کے
ماہر معارف کی کلام اللہ کے تفصیل مکتبہ کتبہ میں یاد جس طریقہ سے بیان مجھے میں عجیب غریب
کتاب ہے میں وہ ان کے کلام و جو تا تو ان با صفا اولیاء اللہ گذری ہیں ان کے حالات میں حضرت
نے نہایت تحقیق سے لکھے ہیں جس کے اہل مسائل تصوف پر ایک نہ بہت بحث کی ہے نہایت
سلیس و جامعہ ترجمہ ہونے کی بنا پر ان کے لئے کرنا کیا ہے قیمت

اردو ترجمہ کتاب جو اہر طویہ

یہ نسیات کا عالم نقش مراد بندہ تقسیم چل رہا ہے کہ گوید نقشبند
یہ کتاب حضرت بزرگوار سیدنا مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف
شام غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف ہے اس کتاب میں جناب حضرت
علیہ السلام نے جناب مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف
مکتبہ بزرگوار نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں قیمت

اردو ترجمہ کتاب حیات الطاہرین

اس تبرک کتاب میں حضرت مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف
مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف ہے اس کتاب میں جناب حضرت
علیہ السلام نے جناب مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف
مکتبہ بزرگوار نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں قیمت

اردو ترجمہ کتاب حضرت خواجه شمس الدین نقشبندی علیہ السلام

ان صاحب کتاب نے بات میں حضرت مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف
مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف ہے اس کتاب میں جناب حضرت
علیہ السلام نے جناب مولانا شاہ غلام احمد صاحب نقشبندی مجددی علیہ السلام کی تصنیف
مکتبہ بزرگوار نقشبندیہ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں قیمت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیراچہ از جانب طبع کنند

(23)

جے جہ و شہادت اس فانی ارض و مادہ ملک پر دور کو ہے جو احمد اسے بتر اور ادا کرے
شہر ہے وہ ایسی پاک فضا ہے کہ جس کے ستمناہ میں سے ایک شہر ہے جس کی ذات پاک و لیلہ و لیلہ
ہے۔ وہ ملک خزانہ اور خزانہ ہے۔ وہ ایک کائنات خلق ہے کہ اپنے بے لختا تھا اخل و کرم سے اپنے
برگزیدہ اور خاص بندوں کو طرح پر پکارتا ہے۔ وہ ایسا حکیم و عارف ہے کہ نہ عارفی ہمارے اور نہ
ووقت کے نازلوں کو اپنے خاص قرب و محبت کے وصالی فائدہ سے وصال کا خاص خاص شربت
پکارتا ہے۔ زبانون عابدوں، سالکوں، عارفوں اور اپنے ویدار کے طالبوں میں ستم نہیں ایسی
طرف پکارتا ہے۔ انہیں اپنی راہ پائی اور قبولیت کی وجہ سے طامات و عبادات کی توفیق و غایت
کر کے ملوک اور حضرت کا مژدہ پکارتا ہے۔ اپنے سیدہ اسان عظیم جانے ان قبروں کو حضرت و حضرت
کا جیش پیار تھی لباس پہنا تا ہے۔ نیز اپنی تعلیمات کاملہ کے اہلکار سے اپنے پیاروں کے سینہ کی روشن
و شہر کر تا ہے۔ اور اپنی معرفت کے پراسرار خزانوں سے ان کے دلوں کو مال کر تا ہے۔
اور وہ دوتا خود اس مادی اکل و شہل بے بدل پر جس کی شان پاک میں دما از ستمناہ
الآنہ و حال میں اسے تبارک و تعالیٰ نے نازل فرما کر وہوں جہان کی سرکاری سے سرفراز فرمایا۔
یعنی ذات پاک امر مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایسا یہ جو عین۔ وہ ذات پاک قدسی صفات
ہے جس نے لاکھ در لاکھ خلق اللہ کو کفر و ضلالت کے تاریک گڑھوں سے نکال کر اویں
تقریب ربانی پر پہنچایا۔ وہ وہ ذات ہے کہ جس کی ستمناہ کی متابعت میں باخلاص تمام دل لگایا۔
اس نے دینی اور دنیاوی نعمتوں کو حاصل کیا۔ ظاہری باطنی خزانوں کا مالک بنا۔ دعوای اور ابلی
لذتوں کا سزا پایا۔ وہ وہ ذات مقدس ہے کہ جس نے اس کی طرف عاجزی سے سر فکڑ کیا۔ اس
نے دونوں جہانوں کے قصوں سے خلاصی حاصل کی۔ وہ وہ سرکار ہے کہ جس کی شکل کے
وقت دل سے اس کی طرف رجوع کیا۔ اس کی تمام شکلات ایک پل میں آسان ہوئیں۔ وہ وہ
عالی سرکار ہے۔ کہ جس کی صفیت اور پریشانی کے وقت حضور کو یاد فرمایا۔ فوراً اسکی
ادامہ کے لئے پھر چنچہ اور آئینہ ان پریشانوں سے نجات دی۔

غرض کہ اس سرکار کا تبارک کے کہا کیا اور صفات اور محاسن بیان کئے جاویں۔ اس سرکار میں
بڑے بڑے شخص و بزرگ اپنی عاجزی دکھانے میں۔ تو میر سے جیسے کم مایہ اور بے ہوشان کا کچھ نہیں
کہ اس سرکار میں اور وہ ادب ہے۔ اس لئے میں اب قول میں جہاں اشعار لغویہ لکھ کر پھر اسکو فرستے
یہاں کے پھر کرتا ہوں۔ اور وہ اشعار ایک سو شتہ دل سکھیں۔

تورا بدست عشق عشق عشق عشق عشق عشق عشق عشق عشق عشق عشق
 از شد عاشق و عشق پیدا بر سبب خیال آدم پیدا
 محمد عزون اسرار عشق است محمد مطلع الازار عشق است
 بسیار باغ عشق آدم محمد مدوش و مرغ عشق آدم محمد
 محمد سر بسر نور ظهور است سر اچا جسم او نور جلال نور است
 محمد را چو گویم چشم به کوه پیر صبر را که است پر نور
 بر یک قدمه نور است ساری بر گل طفت او با صفت ساری
 از سر سبزستان محبت ترو تازہ گلستان محبت
 صد سلام از نام سر بر رخ دم ہم بر آل و صحبہ کل شکوہ ہم

پہرہ دفتر مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ

آج حد تک بفضل ہے سات سال ہوئے کہ اسے پہلے میں نے سلسلہ کتب تقدس اردو میں کتاب
 مقاصد السالکین کا ترجمہ کر کے شائع کیا تھا۔ الحمد للہ اس کے بعد اس عرصہ سات سال میں کتب تقدس
 اردو ترجمہ کا سلسلہ ترقی کرتا گیا اور کچھ ایک سے زیادہ کتابیں ترتیب ہو کر چھپ چکی ہیں جن میں یہ مکتوبات
 مکتوبات شریف بھی شامل ہیں۔ یہ عرض کروینا شاید بے جا نہ ہو گا۔ کہ ان کتابوں کے ترجمہ کرانے میں نے
 کوشش بلخی کی یا اپنی لیاقت اور کارگزاری سے اس قدر کامیابی حاصل کی۔ نہیں ہو گئی تھی۔ بلکہ بعض ضل
 تانی اور اوراد و عافی بزرگان نظام کی ہے۔ وہ سن آئم کر من دانم۔

عرصہ چار سال کا ہوا ہے کہ خطبہ قدس السالکین زبدۃ العارفین قبول درگاہ ربطیم محبوب
 ربنا الخیر حضرت حاجی سلطان حافظ محمد عبدالکیم نقشبندی مجددی مجدد نشین راولپنڈی جو کچھ رو سیاہ
 کے پیشوائے عالم و نامور سید حاجی بقابل درگاہ۔ بانی مشق جود و سخا۔ اودی راہ و راہ ستر علی شہ قان بال
 نقشبندی حضرت قبلہ عالم حاجی خواجہ سید حسین شاہ اودھارہ ہی قدس سرہ العزیز کے مرشد زادہ کی ہیت ہیں۔
 تقریباً عرصہ سترہ شریف شریف فرمایا ہو رہے تھے۔ چونکہ کچھ رو سیاہ کو اپنے طریق کے بزرگان نظام
 سے ایک خاص تعلق ہے۔ اور میں انکی خدمت کو اپنا وسیلہ نجات جاننا ہوں۔ اور ان کی قدوسی کو اپنا عقد
 تصدیق و توثیق خیال کرتا ہوں۔ اس لئے انکی خدمت بابرکت میں تہذیبی کو مشاہدہ و خدمت کے طور پر چند کتب تقدس
 سلسلہ کتب تقدس سلسلہ کتب تقدس کی خدمت میں پیش کیا۔ حافظ صاحب قبلہ نے میرے سلسلہ شریفی اور وقت
 ہر کچھ رو سیاہ پر کمال شہادت فرمائی اور میں پیش کردہ کتابوں کو نہایت محبت و عقیدت سے قبول فرمایا اور اپنے
 ترجمہ میں جناب قبلہ حافظ صاحب نے زلی مبارک ہو فرمایا کہ کیا ایسا ہو جو دفتر مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ ہو چھاپ دیا جائے
 اور اس کے ساتھ حضرت سید علی خاں کا ترجمہ بھی کر دیا جائے کہ مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ ہو چھاپ دیا جائے کہ
 مولانا آدوہ ہر ماہ اور ترجمہ نہیں جیسے آج کل کے لوگ اپنے کتب تقدس میں نے عرض کیا کہ جناب دہر و عزایات فرمائی

پھر کچھ کے اہل نسبت اور کچھ کے بیگانہ اور قابل اہانت کی طرح کہیں۔ یہی سچا حقیقت مولوی محمد شمس
روم خانہ صاحب قبلہ کے اور مفسرین عظام میں سے ہیں۔ وہ لکھتے تھے کہ اگر ترمذی باطل نسبت نہیں کہو
مگر مولوی صاحب کا ترمذی ہے تو کونسا نسبت ہی بحث کے بعد حضرت قبلہ عالم حافظ صاحب نے فرمایا کہ
اگر ان کتابات شیعہ کا ترجمہ مولوی قاضی عالم الدین صاحب مولوی قاضی (روم خانہ صاحب) نے کیا
قبلہ کے جیسے اگر مولوی صاحب نے کیا ہے تو بہت خوب ہو۔ کیونکہ وہ بعض ضابطہ طبع سے ترجمہ کرتے
لکھا ہوا ہے۔ اور وہ نہایت چمکی سے ترجمہ کر چکے۔ پھر ترجمہ قاضی صاحب جو صوفیوں میں وقت
تشریف فرما تھے اور ایشیہ جناب قبلہ حافظ صاحب کے استاد مولوی محمد زکریا اور شایعہ خوشی سے
انہوں نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ ان کی مندرست پر مسمانی ہو کر حضرت قبلہ عالم خانہ صاحب
بست خوش ہوئے۔ اور کہتے تھے ان کی اس کامیابی کے لئے دعا خیر فرمائی۔

کتابت شریف کا ترجمہ کا کوئی آسان کلمہ متعین نہ کر کے کتابت شریف میں ایسے ایسے باب کے نام لکھ کر رکھے۔ جو علم کے تمام اور لوگ سے بہت ہمارے ہیں۔ ان کے ساتھ اور احوال کو اس کے صاحب مال کے اور شکل سے سمجھ کر کہنے اور خصوصاً اس نام میں تو نقطہ اقبال ہے۔ کہ کتابت شریف میں اصل عبارت فارسی کو بھی شاید ہی کوئی صاحب ہمسائی پڑھ سکے۔ چہ جائیکہ ان کے مطابق اصناف سے واقفیت حاصل کئے۔ پس میں اندہ بھر میرا اندیشہ کہ کتابت شریف میں تعلیم آپ نہیں۔ بعد ان کے کتاب میں کوئی کتاب تصنیف تحریر نہ کی جاسکتی۔ چنانچہ میں یہ ایک سیریا سے فیض پائی تھا۔ جو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ کی رہنمائی میں ترجمان سے جاری ہوا۔ گو یا اس میں جو کچھ حضرت نے مروج قرار دیا وہ بالکل انصاف ہے۔ پھر لکھی کتاب کے ترجمہ کرنے میں حضرت مروت کا قاضی صاحب کو جن میں شکوک کا سامنا کر کے اس سے مدد و رہنمائی ہوئے۔ ان میں انیس کا حصہ تھا اور میرا ایمان ہے کہ یہ ترجمہ بالحدود و حافی ضرور گاہ کا فایده تمام جہانوں اللہ تعالیٰ عظیم ہمیں سکھائی صاحب کے بارگاہ اقدس سے سزا تمام کو پہنچا میری وی و ما ہے کہ اس تذکرے تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کے بعد تعالیٰ اور میرزا گاہ عالیہ تشریف لے چکے جو حضرت مراد ناما خانہ جی صاحب علیہ الرحمۃ وکرماتہ العالیہ پر فائز المرحوم کے اور ان میں اپنے خود باطنی سے بالا کر کے کیا و حضرت میں برہم دینی بخشے۔ آمین ثم آمین !

اس دیا چہ میں میرزا علی قلی بہ کجا حضرت قبلہ حافظ جی صاحب کے ان احسانات اور عنایات باطنی کا
جو مجھ کو کسٹار پر بغاوتانہ طور پر فرما رہے ہیں کہ ذکر و دل حضرت حافظ جی صاحب قبلہ کے ایام سفر حجاز کی
عنایات ملیکہ کا حال کھیل کود میں نے دیکھی ہیں یہ انکو پگڈنڈی میں گریویر کو ملا دے حضرت قبلہ حافظ صاحب نے
سنگاہ ہو کر کیلے فرمایا کہ میری بابت کسی کو فراموش نہ کیا جائے میری وفات کی نسبت لوگوں کو کسی قسم کا
خیال نہ دیا میری عزت کا وہ جیسا میرے بانی کا باعث ہو بلکہ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں ان کو
اپنی انعام و جناب نے یہی فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو مجھ میں تم سے ناراض ہو چکا ہے میں حضرت کے حکم
کی تعمیل کر کے ان حضرات اعلیٰ کے لکھنے اور بیان کرنے سے غفلت کر کے کتنا عار و زبان کو بند کرنا ہوں مگر وہ
انوں پر اتار دے عرض کرنا چاہتا کہ حضرت قبلہ حافظ جی صاحب کی ذات بابرکات اس وقت بہت ہی نعمت ہے۔

اللہ کی خدمت میں توبہ ماننا بھی صاحب کی نراستہ صفات کو دیکھ کر قائم رکھے اور طلباء کو آپ کی ان بات پاک سے
 مستفید فرماتا ہے۔ بعض حضرات کا شاید خیال ہو کہ میں نے مانتا صاحب قبل کی بہت تعریف و توصیف
 بیان کی ہے۔ مگر کوئی میرے دل سے پوچھے حضرت صاحب قبل کی تعریف اس غرض سے نہیں کرتی کہ آپ اس
 ترجمہ کے کچھ بچے ہیں یا آپ کے ایک کتنے حلیف نے اس کا ترجمہ کر دیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ یہ ہے کہ
 خدمت قبلہ کا نظریہ یہ ہے کہ میں کیا وہ اور صاف گرامی اور وہ وہ عادات حسنہ دیکھتا ہوں جو میرے آدمی برحق
 حضرت قبلہ پر شہدی و روانی پڑنے کے لیے تمام شرائط طبع میں مقیم ہے کہ حضرت کا خطابی صاحب کی ہر ایک بات میں
 پختہ پختہ لے مانتا ہے۔ کاجھلک لکھتا ہے جو کچھ ہے بے انتہا صاحب کے کھنڈار ہے میں بہت بڑا شکر گزار ہوں کہ اگر آپ
 حق پرست ہیں میں اپنے کہہ رہا ہوں کہ میرا شعلہ جنت حضرت و میرا حشر جہنم انصاف نقشبندی کی مجددی ہمارا شعلہ جنت
 قبلہ و ماسی خواہر مانتا ہے جو اس عالم میں نقشبندی کاوری مروی جو تائید علیہ کا شکر و داد کروں جنہوں نے
 میری گزارش پر فرمایا کہ زیادہ توجہ فرماؤ ان کتابت شریفہ کے ساتھ چھاپنے کے لئے حضرت طلبہ ربانی
 غرض مکتبی میرے ربانی امام ربانی جرنلہ علیہ کی نوٹری یہ ہے جو ہر مجددی تحریر کردی جس کے شائقین کتابت
 شریفہ کے سب سے مضمون میں ملاحظہ فرمائیے۔ خواہر میرا صاحب کی ذات بابرکات طالبانِ اہل کے
 لئے بہت بڑی قیمت ہے۔ یا سید میرا یاد رکھیں کہ اہل ذوق و شوق اس بات پر حیرت منہ کریں۔ یہ بہت کم ہے
 مانتا ہے اس وقت تو صفات کو دیکھ کر اس مانتا اور اس چہرہ فیض باطنی کو جو امر وہ سے پیدا کیا کہ میں یا
 باری ہو ہے۔ تاہم قیامت عدالتی عطا فرما دے

التماس

اخیر میں تمام ناظرین کو توبہ شریف سے دست بستہ التماس کرتا ہوں کہ وہ جن قلماس صحیفہ شریفہ
 کو ملاحظہ فرمادیں۔ توجہ قبول نہمائیں۔ ہر شائقین پر لازم ہے کہ وہ مجھ و سبیا گرفتار ہو اور ہوس
 بے سرو سامان گناہوں میں مبتلا کے لئے ضرور خداوند عالمین سے جو تمام جہانوں کا مالک الملک ہے
 میری غفلت و وسوسہ ایساں کے لئے اللہ اٹھا کر خدا مافراویں۔ تاکہ ان صاحبوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ
 میرا فقرہ بخیر کرے۔ اور اپنے مقبولوں کے زیر قدم جبکہ ہے۔ اور جس اقتدار پر ایسے ہیں۔ اسی غلام
 ہو۔ اور حشر میں بھی میرا جی اعتقاد ہو۔ اور مجھے نیک عمل کی توفیق اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی پیروی نصیب کرے۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں کے سالک میری
 ارادت اور عقیدت اس طرح قیامت کے روز بھی ہو جس طرح اب ہے۔ اہل ان کے زیر سایہ چوں
 نیز نہایت ادب سے التماس ہے کہ اس بیباہ میں اگر کسی جگہ کوئی بے باط عبارت ہے جو
 یا سلسلہ جبار میں کوئی نقص ہو تو ناظرین میری کم مائی کو ملاحظہ کر کے جو شرم پرشی سے کام لیں۔

نیاہد و السلام

گشتکار۔ ملک فضل الدین۔ تاجر کتب۔ بازار کشمیری لاہور۔ ۲۸ نومبر ۱۳۸۹ھ

فہرست مضامین جواہرِ محمدیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	خطبہ کتاب	۱	جناب مخدوم کے ممتاز و قیمتی۔
۲	پہلا جوہر	۲	جناب مخدوم کے مریدین و تلامذہ۔
۳	حضرت مجددؑ کے کبار اہل ایمان و فضائل	۳	جناب مخدوم کی صفات۔
۴	حالات کے بیان میں۔	۴	جناب مخدوم کی کرامات۔
۵	آپ کا نام۔ لقب۔ نسب اور طریقہ۔	۵	دوسرا جوہر
۶	آپ کا نسب۔	۶	حضرت مجددؑ کی طوالت اہد آپ کے
۷	آپ کے فاضل حالات	۷	علم شریعت اور طہارت کے بیان میں
۸	فرغ شاہ کاہلی کے حالات	۸	آپ کے تلامذہ کے متعلق آیات و احادیث
۹	امام فرح الدینؒ کے حالات۔	۹	آپ کے متعلق اہل ایمان کے رشتہ اہل
۱۰	تقریر قلم و شاہ شہر سرحد	۱۰	حضرت غوث پاکؒ کا ارشاد۔
۱۱	آپ کے والد جناب مخدوم عیداد صاحب	۱۱	حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد
۱۲	شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی عیادت	۱۲	حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد۔
۱۳	جناب مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ	۱۳	حضرت مولود قیصریؒ کا ارشاد۔
۱۴	رکن الدین سے خلافت۔	۱۴	حضرت خلیل اللہ بدخشیؒ کا لہجہ۔
۱۵	جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال گیتی سے	۱۵	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کا ارشاد۔
۱۶	طریقہ قادریہ میں خلافت۔	۱۶	نہجین کی پیشین گوئی
۱۷	جناب مخدوم کا حضرت شیخ سے ہفتادہ	۱۷	ارکان سلطنت کی فہرست
۱۸	جناب مخدوم کے خوارق و کرامات	۱۸	حضرت مخدوم کا کشف۔
۱۹	جناب مخدوم کی تصانیف۔	۱۹	اکبر بادشاہ پر ایک جلی کتاب کا ذیل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸	تعلیم و کرام اسم ذاتیہ -	۱۲	زود اور مجبور اسلام کی ضرورت -
۱۹	عروجی وقت -	۱۳	آپ کی ولایت یا سعادت کا بیان -
۱۸	مقام طلال و خلد الخلاء -	۱۴	اثبات ولایت کے واقعات -
۱۹	مرتبہ علمی -	۱۵	آپ کا زمانہ طفولیت -
۱۹	مقام بیعت و حضور نقشبندیہ -	۱۶	آپ اور حضرت شاہ کمال لکھنوی -
۱۹	مقام فنا و فنی شمس -	۱۷	آپ کا علم شریعت -
۲۱	مقام حق الیقین و مع الیقین -	۱۸	آپ کے اپنے والد ماجد سے استفادہ -
۲۰	مرتبہ فرق بعد الحق -	۱۹	آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقہ کبرویہ کی اجازت -
۲۰	نسبت واریت و جبریت -	۲۰	سند مصافحہ -
۲۱	آپ کے متعلق حضرت خواجہ کے خیالات -	۲۱	آپ کا اپنے والد ماجد سے خلافت -
۲۱	حضرت خواجہ کی جناب میں آپ کی تکلیف -	۲۲	آپ کا -
۲۲	خواجہ رح کی آپ پر عنایت -	۲۳	آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی ترمیم کرنا -
۲۳	آپ کو حضرت خواجہ سے خلافت -	۲۴	افضالیہ طریقہ نقشبندیہ -
۲۴	آپ کا دور اسفر علی اور حضرت خواجہ کی مزید عنایت -	۲۵	آپ کا سفر علی اور حضرت خواجہ باقی باہر سے نیا زندگی -
۲۴	آپ کی سرسند شریف کو اپنی -	۲۶	طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی ہیبت اور قلب کا ہماری ہونا -
۲۴	آپ اور حضرت فرانسس کے آداب -	۲۷	حضرت خواجہ کا بعض اوقات کو آپ کے ظاہر فرمایا -
۲۴	حضرت خواجہ پاک کے خود کی حوالگی اور شیخ اسکند قادری نے آپ کی حالت -	۲۸	آپ کے بعض حالات خدا کے قلم سے -
۲۵	ادراج اولیاء اللہ کی آمد اور آپ کے شخصیات -		
۲۵	سرسند شریف میں اولیاء اللہ کا مجرم		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰	آپ کے متفرق حالات -	۲۰	اور انھیں مسلم کا فیصلہ -
۲۲	آپ کا علیہ شریف	۲۱	سب مصلحت کی نسبت کا طریقہ ہند
۲۳	آپ کے اطلاق و مباحث اور وضع		میں شمول
۲۵	آپ کے عقائد -	۲۲	تسلیم نسبت کا رویہ -
۲۵	آپ کے شانہ و مقام	۲۳	آپ کا تیسرا مقدمہ اور حضرت خواجہ
۲۶	آپ کے آداب بیت الخلاء -		کے آپ کے متعلق ارتقا -
۲۶	آپ کے آداب وضو -	۲۴	آپ کے نام حضرت خواجہ کے بعض
۲۸	آپ کی نماز تہجد و روز اور رات		خطوط -
۲۹	آپ کی نماز فجر	۲۹	آپ کی سہ ماہی شریف کو واپسی
۲۹	آپ کا حلقہ ذکر و توجہ -		سفر لاہور -
۲۹	آپ کی نماز اشراق و نماز استسارہ -	۲۹	حضرت خواجہ کی خبر و سال اور
	دن نماز اجماع -		آپ کی روانگی لاہور سے -
۵۰	آپ کی خلوت	۳۰	آپ کے بعض ناچیزہ کار پر بیانیوں
۵۱	آپ کی نماز چاشت -		کی ایک حرکت -
۵۱	آپ کا طعام اور قیلولہ	۳۰	خاطیوں کی توبہ اور معذرت -
۵۲	آپ کی نماز فی الزوال -	۳۰	خاطیوں کے قصور کی معافی -
۵۲	آپ کی نماز ظہر	۳۰	آپ کے شیوخ اور مسائل -
۵۲	آپ کا حلقہ ذکر و توجہ و تعلیم دین و نماز		تیسرا حصہ
	عصر ختم خواجگان -	۳۲	حضرت محمد کے مخصوص کمالات اور
۵۳	آپ کی نماز عشاء و دوہرہ -		اخلاق و اعمال کے بیان میں
۵۳	آپ کے اوراد -	۳۴	آپ کے مخصوص کمالات -
۵۴	عام مسائل نماز -	۳۵	آپ کی کرامتیں -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۰	آپ کے طریقہ کی تعلیم اور دیگر	۵۵	آپ کی تاریخ و حیدرین و تراویح وغیرہ
	طریق سے فرق	۵۶	چوتھا جرم
۶۱	آپ کا مرض الموت		حضرت مجدد کی تصانیف کی طریقہ و حکم
۶۲	آپ کا وصال اور عمر شریف	۵۷	صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں
۶۳	آپ کا دفن اور اس زمین کی	۵۸	آپ کی تصانیف -
	فصلیت	۵۹	آپ کے کتبوبات شریف
۶۴	آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں	۶۰	کتبوبات شریف کی تردیدات
۶۵	آپ کے خلفاء		تردید کے جوابات
۶۶	تضامہ تصنیف -		شافیہ

سہاگنی کی تصدیق ہوگی۔

آپ کے جو بزرگ مرچ ۱۰ ایف و عوفین کے آفتاب فتح ہا بیٹہ ایمان کے ہست

ملاست - آفتاب چار ایٹمیں حضرت ناری و قیلم غلیظہ و سل شہید اور جلدتہ جلیل احمد سہاگنی

ہیں جن کی شاہی حضور ناصر بنست اندر من رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

بقول جعفر صمد آپ کی لہر مد ایل سادست ہے شیخ ناصر مد بلاجم و جلیل و عوفین و عوفین و عوفین

فتح تابیین سے ہیں۔

و اعظم صغر تک یفانان ملک مجاہدیں ہی ۱- شیخ مسود غلطی عباسیہ کے ہر اسعد الغفار

بند و شریفین اگر تسمیہ شلہ شیخ یدیان نے اپنے خاندانی علوم تسمیہ کر کے حضرت سہری قلی سے ہی

بند کہد میں نہ انت پائی جس سلسلہ کا نام سہری تسمیہ ہے۔

فرغ شاہ سہری آپ حضرت فرید بن سہری شکر کے بھی بیٹا ملی ہیں۔ یحییٰ فرید بن شیخ جمال الدین

کے ملاست - سلیمان بن قاضی شیب بن محمد بن محمد بن سہری شیخ محمد بن فرغ شاہ آپ

حاکم ہندوستان مدینہ کابل سے تھے مسلمان شہر لوں میں آپ پہلے تھے جس میں ہندوستان

ہو گیا ہے خاندان سہری کے سہری تعمیر لائیں بہت بہتوں کو قتل اکھاڑ شکرین کو تہ تیغ کر دیکر

جوتہ کیوں کو قتل کیا اس کے بعد آپ نے ملک یمن - توہن - ہندوستان و فرغانہ کے شکرین کو تہ تیغ کر دیکر

کابل میں خاندان فرغ شاہوں میں زمینداری تسمیہ کر کے اور مستحکم مدوقا تم گئے۔ جواب شکر کے سب

مال برقرار ہیں۔ آخر انھوں نے امامت ترک فرما کے ایک مدہ میں و شکر کابل سے ہندوستان قاسم

پہنچا۔ عدالت اختیار فرمائی۔ اب وہ مدہ فرغ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ و سہری نے والد ہندوستان حضرت فرغ شاہ کابل کے بعد بائیں چہرے سے ہوا آخر عمر میں

انہوں نے بھی سب ماہ و جلیل و قیاد ہی ترک کر دیا اور شکرین ہو گئے تھے۔

امیر بن و سہری فرغ شاہ نے علاوہ تعلیم خاندانی حضرت شیخ طہیر خراب دین سہری

سے بھی خلافت پائی ان کے بعد ان کے فرزند شیخ شیب غلیظہ و جالطین ہو گئے۔ ان کے بعد

ان کے فرزند شیخ عبد اللہ بائیں ہو گئے۔ اور انہوں نے حضرت بہا الدین نکر سے بھی خلافت

پائی بعد وہ خلافت خاندانی کا شہر مدہ یہ یکے بعد دیگرے خاندان یکے میں منتقل ہوتے رہے۔

تھے کہ حضرت علامہ فتح الدین مد غلیظہ ہو گئے۔

نام رکھ لیا آپ جامع علم و ادب تھے اپنے ملامد کے غلیظہ نام ہو گئے۔ بعد موت سے

کے حالات - اشارے کہہ سکتے تھے کیا جن کی تعداد گریب ۱۰۰۰ کے کتب و ادب میں تھے

ہے۔ باقاعدہ آپ تمام ان علاقہ کھان میں سید جمال الدین بخاری مدہم ہائیاں کے غلیظہ کابل ہو گئے

اور نہ تھا تا قدس مخدوم صاحب آپ ہی کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا ۔
ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے ایک صاحب زادہ صاحب کسی بھڑی پر کچھ گا رہے تھے
راہ سے کوئی حرکت جانی تھی۔ آمد میں کرتاڑ ہوئی اور گر گئی۔ اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب آپ
کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لڑکے کی گردن نہیں ٹوٹی۔ نورانی لڑکا دوسرے زمین
پر گرا۔ اور گردن ٹوٹ کر مر گیا ۔

قدس مخدوم صاحب نے بیچ لڑکے سر نہ رکب (سبیر اور نہ جگل) سے نہ اکثر ہتھ پٹال سے۔ چند ہو گیا
شیر سر بند ۔ نام بکن کی وجہ تو یہ ہے اس طرح بھی ہے کہ کبھی اس قدر پر ایک ہتھ تک
جگل شیریں کا وطن تھا۔ ایک روز فیروز شاہ غلی کے خدمت میں جگل میں سے عکال شاہی خوش
گواہر سے دہی لے چلا ہے تھے۔ کن میں سے ایک شخص طرف و صاحب دل تھا۔ اس نے وہاں
چشم باطن سے ایک فرقت اللہ سے فوق العرش تک محیط ملاحظہ کیا۔ اور خیال کیا۔ کہ کیا
عجب ہے یہاں سے کوئی بزرگ طویل قدر ظاہر ہوں۔ پس جب یہ صاحب دل ادبی ہو گئے۔ تو بڑا
کے حق ہو گیا۔ اس سے چوہاں آئے میرے تھے۔ اس کا تذکرہ کیا۔ کن پاس کا بہت بڑا شہر آپ
نے بادشاہ سے کہا کہ اسے سب میں سید بہت پر عظمت ہی آتی ہے کہ بدعت میں نہ ہوتے
سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ حیران کن پیدا ہوگا۔ جو اب وقت بعد واسعہ اور فیضان الایات
نیرت سے ملاحظہ ہو گا اور اولیاء سابقین کی سب نعمتیں اس کو حاصل ہوں گی۔ اس کے ظہور کا
مقام آج غلامی میں معلوم ہوا ہے۔ وہاں کچھ آبادی بھی ہو جائے۔ تو بہتر ہے۔ بادشاہ نے
اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو بطور خاص اس کام کی سربراہی کی خدمت کچھ فرمائی۔ وہ فی اعتراف
چار آدمی ہمارے لیکر اس جگہ میں تشریف لے گئے۔ اور ایک ٹالفر تمام ہند کے قصد کیا گیا
اور تعمیر میں مصروف ہوئے۔ مگر جس قدر تعمیر کا قصد کو تیار ہو ملتا۔ رات کو سب گر جاتا تھا۔ چند
اس کا شش کیا۔ سب دریافت نہ ہوا۔ بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے مخدوم صاحب
کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے اپنے خلیفہ امام تاج الدین کو جو ذریعہ صرف کے برابر
فرماتے اس کام کی سربراہی کے لئے مامور فرمایا۔ اور وہاں کی تعلیم اور ولایت دیکر روانہ کیا
انہوں نے ہر موقع پر چکا چنے ذریعہ باطن سے اس کا سبب دیا نہ کیا۔ تو یہ معلوم ہوا۔ کہ شاہی
پیاروں نے شاہ شرف دینی قدس سرہنگ میں پر کر کام میں لگا رکھا ہے۔ و رات کو اٹھنا ل کر
محل خلعت لگا دیتے ہیں۔ آپ نے قدس صاحب سے بہت خدمت کی۔ وہاں کا احوال کیا تو قدس
صاحب نے فرمایا۔ کہ میں کچھ بولنے کے لئے آگیا کرتا تھا۔ اب اللہ نے آپ کو ایک عید ان کے
دلاوت کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ جو تاجند نے زمین سے کفر و شرک کی خلعت کو دور کر کے لگا دیا

مذہب صاحبوں نے کائنات میں ہمیشہ کمال کی بنیاد رکھی۔ جو ہر مذہب میں تیار ہو گیا بشر
آباد اور نہایت چمک چمک رہا ہے

موجودہ گوکہ ملک چین اس وقت خدایت پرین کو براہین سے

مصر میں شریف میں شاہجہان بادشاہ نے جو حضرت امام باقی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد رکھ
میں اور نہایت مستند تھا۔ کشتہ میں ایک علی شریف علی اور بدیع تھیں کہ ایک شریف کی بادی
اور ترقی ہی بعد وہ جب سلطان اور ملک نریب تھیں کہ ایک کن میں ضرورت ہو گیا یہاں تکوں نے
میں پاکر شکر کوٹ ملک کے اجاڑا یا شہر سے نہ تھیں۔ تاریخ بیان ہے۔ اب کہ کہ آبادی باقی
ہے۔ چہ سال ۱۰۰۰ مسرت۔ جو سفر تک حضرت امام باقی قدس سرہ العزیزہ کا عرس ہو گیا ہے۔ ہزار ہا گنت
بزرگ جمع ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس عرس میں شرف شریف کی پابندی محفوظ رکھی جاتی ہے۔
صبح شام صرف کلام اللہ شریف کا غم ہوتا ہے بعض صاحب نعتیہ حمد و حمد تعریف بھی پڑھتے ہیں
یہ نہ وہی کے شمال و مغرب میں ہر فرنگ اور لاہور سے بجا نہایت مشرق ہر فرنگ اور کابل
سے ۱۵ فرنگ واقع ہے۔

آپ کے والد ماجد حضرت آقہ العزیزین محمد صاحب الامداد قدس سرہ آپ کے والد ماجد پر طریقت ہیں۔
شیخ عبدالقدوس شکر پوری کی خدمت میں پہنچا یا ان سے بیعت کی تلقین ملا کہ اور
اور ان سے فراموشی پائے۔ آپ کے آقا و عابد پر قیام کر کے کتب کی درخواست کی۔ شیخ نے یہ
ارشاد فرمایا کہ چلے آپ علوم و دینیہ حاصل کریں۔ بعد اس علم کے حاصل کرنے کے لئے کہو
باندھیں تو مناسب ہے کہ وہ ایشیہ بے علم مثل تمام ہے نہ کہ ہے۔ جب آپ نے عرض کیا کہ
بہی زیست کا انتخاب نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کا وقت ابھی بہت دور ہے۔ اس کا
کو آپ ایک خاص کام لینا ہے۔ آپ کی پیشانی میں ایک علی برحق کا نور جلوہ گر ہے۔ اس کا علم ہوتا
ضروری ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کو وسیلہ قرب الہی گرداؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے شیخ کی کبریٰ
کی طرف خیال کیا۔ فرمایا شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں خود تھا سے علوم دینیہ کی تکمیل کرنے کے وقت
تک سید حیات نہ دے۔ تو ہمارا اہل اجزاء وہ مرچو ہے۔ آپ یہ مصر پر چلے آئے ہوں گے ان سے نصرت
ہوئے۔ ۶۔ صبر سے کہیں تا کرم او چھا کنند

آپ تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہونے پر پانچ تھے کہ شیخ کے وصال کی خبر ملی بہت
کہ حسرت افسوس کیا۔ پھر تھیں تحصیل اپنے تھیں شریف کی سیاحت کرتے ہوئے کئی سال کے بعد
شیخ قدس سرہ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔

جناب محمد کی حضرت صاحبزادہ شیخ کنان الدین دس سرور نے جو دسین کو حضرت شیخ دس سرور جناب
 شیخ کنان کی خدمت میں تھے۔ انہوں نے اس کے بعد آپ کا
 کمال جو اولاد بہت جلد نوازا اور کائنات سے سرور آپ کے عیش و عشرت میں آپ کو طریقہ قادریہ اور
 پرستی صابریہ کا فرق و خلافت عنایت فرمائی۔ نصیح و نصیحت عرفی و باطنی میں خلافت نامہ لکھا گیا اس
 موقع پر شیخ اس کے شروع کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے۔

بشارت لقد انجز الاله لکما عکلا
 وکونکب المکمل بالانوار المکمل
 ترجمہ غلام بشارت تو کو دولت و قبل و نمود
 و آسمان صفحہ شمس بر آرد
 و سے انان بشارت اندھاں نمود

جناب محمد کی حضرت شاد کمال شاد صاحب الکرامہ پائل میں سرحد مشرقین سے جو چار فرشتے
 کتب کا دس سے خلافت
 حضرت اگر سلوک عرفیہ قادریہ سے ملے کیا۔ اور فواید و برکات سے بالخصوص نسبت فریت وصال کی
 حضرت اور باقی دس سرور اللہ نے شاہ صاحب کی نسبت چنانچہ کتاب مبارک و اسرار و اسرار
 صاحب جنابت تو یہ و خرقہ عظیمہ فرماتے ہیں۔ آپ کو نسبت جناب است و ان جلال
 میں پھرا گئے تھے۔ جب ذات عروجی۔ اکثر سحر و تنویر میں شرف ہر جہو جاتا ہے وہاں پہلے
 جاتے۔ اس شرف کے باشندے آپ کی خدمت کرتے۔ کھداتے پلاتے آرام سے رکھتے۔ جب بھی مٹی
 وہ شرف و نظروں سے خاصہ سحر باشندے نوازد ہو جاتے۔

حضرت امام ربانی دس سرور العزیز نے بھی فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو جب خانان کلامیہ کے شیخ
 کا کشف ہوتا ہے۔ کہ بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے شاد صاحب جیسا کوئی بندہ گنہگار
 نہیں آتا۔ تاریخ ہجری ۱۰۸۰ مطابق سنہ ۱۶۷۰ء سال شاد صاحب نے وصال فرمایا۔ جس کے بعد
 مصافحات سرحد شریف میں دفن ہوئے۔

جناب محمد کا شیخ آپ نے کابل سے جہانگیر آباد میں تھے۔ شہر پور میں حضرت شیخ دس سرور
 شیخ سے استفادہ اور جوہر میں حضرت سید علی قوامی اور جوہر میں شاد صاحب سے استفادہ فرمایا۔
 جناب لایم اگر آدمی آپ سے فواید لے لے۔ آپ سے کہ سطر یا دس سرور یا لایم یا لایم
 کی طواریق میں طاعت کی حق۔ آپ انکسار کرنے فرماتے۔ بھائی میں تو ان کی مشیت و عین
 برحقہ کا واقع ہے کہ رات کو رتی جنس اتفاق آپ کے حجرہ میں چلا گیا۔ اور آپ کے ہر حجرہ کا منہ
 منہ چلا چلا یا یا یا چلا چلا منہ سے بیان کیا۔ دو گھر گئے۔ دیکھا تو آپ کے گھر میں حضور
 ربیب سند ہایا۔ آپ سے حاضر عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا ذکر کسی سے نہ کرنے۔

جناب محمد صاحب علم شریعت و طریقت میں کئی رسالے آپ کے تصنیف ہیں ان میں سے سب سے پہلے
کی تصانیف ہیں۔ کونزہ حقائق مشہور ہیں۔ ان کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ اسرار و حقائق
آپ نے ان میں لکھے ہیں سب الہامی ہیں۔

جناب محمد صاحب علم آپ ہر نوادہ فرما سکتے تھے شیخ نورانی رحمہ اللہ کے متبع ہر انہیں کہتے تھے کہ
ہدایت کی تعلیم۔ اختلاف تھے۔ اس میں کے کلام کے دقائق و اسرار کی بیان میں آپ پر طبعی
تھیں تھیں کہ آپ تصوف میں سے عوارف المعارف اور نصیر حکم اور سوانح الخیر و دیگر تصانیف
شیخ فرید الدین گیلانی ہے آپ نے جو حقائق تھے مثلاً وحدت الوجود کی تعلیم و جو ای طرح سے کہ تھے اور
فرماتے تھے کہ ہمارا عمل ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے اس میں حقیقت ہے کہ بہت کم نثر ہے
نورانی ہے۔ اصل ہے شیخ گیلانی ہی علیہ رحمۃ اللہ کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ آپ نے ایک دفعہ
ارشاد فرمایا کہ میں ظاہر میں رویت و مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ سے طراوت و پھل و پھول پر
سر ملا یتقان فائدہ نہیں، آپ سے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے یتقان کے معنی دریافت
کئے۔ تو فرمایا کہ اگر خواہ یہ شاہد و شہرہ میں اعتبار کی اہمیت بھی جتنی نہ رہے۔ قال شیخ
عبد اللہ بیانی سرحدی اللہ تعالیٰ شہدہ نظم

حقیقت ہے جز خدا و دیدن روانہ نیست کہ بیشک در د عالم خود غایت نیست
نئے گرم کہ عالم او سجدہ نہ کہ اس نسبت ہر کون رویت
نہ او عالم شد و سکے عالم او شد ہر را اس چہیں دیدن غلط نیست
آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اسرار و حقائق شرح اور بدانت سے کہ کوئی طاقت
ہے کسی مدد و لیس کو جب خلاف شرع پاتا ہوں۔ اس کی محبت ترک کر دیتا ہوں۔ جب
بھہر کسی امر کا کثرت ہوتا ہے۔ تو قرآن و حدیث و شاہد عدول کے رویہ اس کو پیش
کرنا ہوتا ہے۔ اگر ان سے مطابقت ہو جاتی ہے۔ تو قبول کر لیتا ہوں۔ ورنہ رد کر دیتا
ہوں۔

جناب محمد صاحب علم آپ کے ہزاروں مرید اور حوذا شاگرد تھے علم شریعت اور طریقت کی تعلیم جاری
کے مریدین تھے۔ تھے۔ قدوة المشائخ شیخ میرک لاہوری مصنف شطریات و سفینۃ الاولیاء وغیرہ
استاد و ظاہر و باطنی شاہ و مراد و امام شاگرد آپ کے مرید اور تلمیذ تھے بعض اوقات آپ لوگوں
سے ایسے ایسے اسرار و معجزات کا بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء و فحول اس کے
کچھ نہیں جانتے۔ اور بہت ہی غرض و غصہ کے بعد کہتے تھے۔ نظم
ایا بے بقا نہ دہ بجان مگر اند بیروں نہ کوں در جہانے کو گز

کس حد تک یہی حال لوٹنا چاہئے۔ لیکن طے نہ ہو کہ یا زبان دگراند

جنتِ خلد کی خدمت سے۔ چنانچہ کلمہ پڑھتے ہوئے آپ نے کئی مرتبہ شاد فرمایا یہ بات وہی ہے جو شیخ
نہ گوارہ شیخ عبدالقدوس نے فرمائی تھی۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا
تختہ انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ حضورؐ وہ کیا بات فرماتے ہیں، چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ ہستی
مخلوق ہے۔ لیکن اس کو یہ مجرور کی آگاہی نہ ملے کہ انہیں خود دیکھ کر کتاب ہے۔ آپ نے عرض
کیا کہ کہہ کہ کہہ دیجیت فرمائیے۔ فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کتنا ہے۔ اور میں محبتِ اہلبیت
میں سرشار ہوں۔ یہ شخصہ کہہ دیا میں متفق ہوں۔

یعنی بحق یعنی فاطمہ کو بر قول ایسا کنی خاتمہ

تاریخ ۱۰ رجبِ مستحضر ۱۰ سال وصال فرمایا۔ مزار شریف سرخند میں بجا
شمال ایک میل پر واقع ہے۔

جنتِ خلد کی خدمت سے آپ کی شادی ایک جنگِ ندی سے بقاء سکندران جو اب ضلع بلخند میں ایک
کی اور ۵۰۔ انصاف ہے جہاں تھی۔ ان کے بطن سے سات حیزا کو لہ ہوئے۔

(۱)۔ شیخ شاد نور انہوں نے حضرت خدوم سے غلامی و باطنی تعلیم و مہارت پائی۔

(۲)۔ شیخ مسعود۔ یہ حضرت خواجہ باقی بانندہ قدس سرہ کے مرید ہوئے۔

(۳)۔ آپ کا نام اور کوئی کیفیت معلوم ہو سکی۔

(۴)۔ شیخ احمد (المہربانی) آپ کے حالات جو ہر دو میں مفصل مندرج ہیں۔

(۵)۔ شیخ غلام محمد } دونوں صاحبوں کے حالات مکتوبات شریف جلد اول میں مندرج ہیں۔
(۶)۔ شیخ نوادہ }

(۷)۔ آپ کا نام و کیفیت معلوم نہ ہو سکی۔

میں، حرمِ مدی کے شروع میں وہاں رہا دشت ہوں کے درمیان ایک شہر پیدا ہوا جگہ پر نام نام اور
 وزیرِ نشان ہو گا جس میں وہاں کو اپنے ساتھ جنت میں لے جایں گا۔

آپ کی نسبت اولیاءِ سابقین کی شائق

حضرت پیکر جابر بن عبد اللہ غفیری کی آمد کی اطلاع پر ایک اکبر نے اپنے والدِ ثانی کا
 کارِ شاد چنانچہ حضورِ مسیح کی کتبِ جبر سے متعلق ہے کہ ایک روز حضرت فرست پانچواں فریق
 قتل و کشتی مٹا دیں اور قریب فراموش تھے۔ یہاں تک کہ آپ فراموش ہوئے۔ اس سے تمام عالم متحیر ہو گیا۔
 اور پھر آپ کے ہاتھوں میں ہر سال کے بعد جبکہ عالم میں ہرگز درست نہیں ہائے گی۔ یہاں تک کہ حضرت
 پیدا ہوئے۔ وہ دنیا کے ہرگز کے نام کو نیا اور کریم۔ دینِ محمدی کے سرے سے تازگی نہیں لگا۔ یہی
 صحبت کیلئے سعادت ہوئی۔ اس کے صاحبزادہ اور غلام بارگاہِ نصرت کے صاحبزادے ہیں۔
 اس کے بعد آپ نے اپنے خدیوہ کو اپنے کلاہ سے مل کر کہ اپنے صاحبزادہ مستقیم علی بن
 محمد و زانی رضی اللہ عنہ کے لئے پیش کیا۔ اور اعلان فرمایا۔ کہ جب میں بزرگ کا غلام ہوؤں ان کے والد
 کو اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی داد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح پہن رہے ہوں۔
 حتیٰ کہ تین سو مرتبہ حضرت پران پیر کے پوتے مسیحیہ۔ مسکنہ فارسی نے آپ کے حوالہ کیا۔ جس کا
 مفصل بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

حضرت شیخ احمد جام انتہا کی صلاحیت و علم و ہوش و تدبیر میں سرورِ العزیزین و تدبیر کے سرورِ العزیزین و تدبیر
 کا اثر تھا۔ ان کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے وہی ہو سکتا ہے۔ ان کے آخر کے صاحب
 جو کہ ۱۰۰ سال پہلے پیدا ہوئے۔ سب سے افضل ہیں۔

شیخ کے فرزند شیخ محمد الدین تیس سرورِ العزیزین و تدبیر میں کتاب و تدابیر میں صاحبِ حکمت و تدبیر
 تیس سرور کے باپ کے اندر پہلے وہ آدمیوں نے نصیحت کی تھی میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر میں ان کا
 کے حالات کے کتبوں میں رقم بھی۔ مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں آپ نے فرمایا اب یہاں تک
 بعد ایک بزرگ میرا نام پتلا ہو گا۔ اس کے حالات سب سے کہیں افضل اور ان صاحبِ کلام ہوں گے۔
 حضرت صاحبِ انصاف لاس میں سرورِ العزیزین نے بھی شیخ احمد جام کا مقدمہ نہ کیا۔ بلکہ ان کی ہے۔ ان کی
 ہاں کا اثر تھا۔ سنہ وفات سنہ ۱۰۰۰ کی ہے۔ چنانچہ حضرت امام باقر کا حضورِ شہداء میں ہوا۔ ان کا شیخ
 سے پہلے سے چاہا تھا۔ ان کی بات یہاں کہ وہ بزرگ آپ کی ہیں۔

حضرت ابو حضرت وادو جیسی شایع نصیر میں حکمِ مستند و قیصری کی دوسری فصل میں لکھتے ہیں۔ کہ
 حضرت ابو جبرائیل ہمارا کب کا وہ جزو سال کا ہو گا ہے۔ چنانچہ ابو جبرائیل ہمارے کی طرف سے کا زاد

ہی ہزار سال کا ہے۔ اس نعمت میں ہی ہزار سال جیسا کہ ثابت دل بابت مصلحت علیہ السلام نہیا چکا۔ وہ
دین کی اصلاح اور دینی کرم کا ہے۔

حضرت خلیل رضی اللہ عنہ شیخ خلیل خلیل رضی اللہ عنہ ہیں بلکہ ہے۔ کہ شیخ نے ایک سفر فرمایا جو کہ ایک سفر
کا نام ہے۔ ان کے طرفہ قیادت نہ ہو سکتے تھے کہ ان کے پاس وہ گداہوں نے ایک خط بطور خطا لکھ کر آپ کے نام
فرمایا کہ اول اپنے خلیفہ خواجہ جلال الدین بدخشی کو دیا۔ جو مستند و جبرئیل القدس میں آپ کے
خمس میں پیش کیا گیا۔ اس میں آپ کے دعا کے لئے ہستیا کی گئی تھی۔ آپ نے اس خط فرما کر
ان کے لئے دعا فرمائی کہ اگر آپ شیخ خلیل رضی اللہ عنہ کا مقام کیا یاد کیا نہایت میں نظر آتا ہے۔

و علی شاہ کرم حضرت شیخ سید شمس الدین شیخ نظام الدین شیخ عیسیٰ بن مرشدی اکابر اولیائے دین
کے اسم کی احسان میں ہوگا اگر کہ بارشاہ کی بدین اور ان کی حکومت کے کے ترقی مسلم کی ہندو
کے لئے خاستہ رہا کرتے تھے۔ اور اس وقت جب لڑائی مانی فرماتے۔ تو ہندو و تارک آخرت جب ایک
ام وقت محمد سلام کا ظہور ہوگا۔ وہ سب بدینی اور مصلحت کو دور فرما کر اور قیامت تک اس کا
لہذا ہی رہیگا۔

سفر شیخ جلال الدین کے بیت کے دست شیخ نے فرمایا تھا کہ آپ کی پیشانی میں ایک نانی برحق کا
خون کا لکھنا۔ اور جہلہ کر ہے۔ اس سے شرق و غرب مدین ہوں گے۔ بہت مصلحت اور ہونے
میں اگر اس وقت تک نہ رہا۔ تو اس کو جہلہ قریب لائی اگر نا نکلا۔

تینوں کی پیشانی پر رضی اللہ عنہم جو فضل منسوب ہے کہ ہم مشفقہ میں نایابان اعظم کی خلعت کے دھار
میں دیکھی تھی۔ اور اتفاق حبیبیہ کہ کتیر میں سے ایک ستارہ طور پہاڑ ہے جو ہندو و عالم مسلم
مابین دین کے مابین وقت تک کہیں نہ رہا نکلا۔ اس کے بعد خراج کا ہر وقت کے کئی موقوفہ نام
کو دینہ تارکی خلیفہ کا۔

اور کائنات سلطنت انکان سلطنت امیری شیخ سلطان اور خان اعظم اور دارالہمام مسجد جلیل نے چند
کی خاتون۔ چاہیں اس بار میں دیکھیں۔ ان کی تعمیر کے لئے حضرت شیخ جلال کی یاد دہانی کے لئے
حضرت کرایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہر سترہ سو روپے کا مالک ہے۔ وہ کسی دلی برحق کی وصیت ہے
اور گولوں کا وہ جو ناندہ کھمبوں کا بنا جاتا کفر و جنت کا دھرم ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپ کے والدین ایک روز قریش میں دیکھا۔
کا کشت۔ کہ عالم میں ایک کھیل تھی ہے۔ خاک ہندو اور کچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ایک خزانہ کے
ہندو کے چھل میں سے جہاں روشن ہو گیا۔ اور برقی فاطمہ نے چھک کر سب دندوں کو ہلاک کر دیا۔

بہر کیونکہ یہ ہیں۔ کہ ایک شخص، کھنڈی جڑیگ منہ نہیں ہے۔ اس کی ہندوں طرف سے ہے لہذا
 ہی ہندو ایک منہ نہ کھوٹے ہیں۔ غلوں۔ زندیقوں۔ لائوں اور عابدوں کو لا کر ان کے منہ میں
 پیش کو کے کپڑوں کی طرح کر کے ہیں منادی بنائے رہا ہے۔ نقل جا۔ الحق و حق الباطل
 کا حق و حق الباطل ہے حق الباطل باطل باطل باطل ہے۔ حق و حق الباطل کا حق و حق الباطل
 کا۔ آج کے زمانہ کے لئے کہ آپ کے ایک فرزند گویا جو باطل امیڈا ہے ہر گویا ہر گویا ہر گویا
 در سے شریک و دوست کی تاریکی و دور اور دین محمدی کو روٹی اور دروغ باطل ہے کہ ۔

کچھ انہیں کتاب میں ایک آیت بھی ملے یا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ اَمْرِ اَنْتَ اَعْلَمُ
فَاِنَّکَ اَلْبَاقِی (درجہ) اے بھرتو گمانے کنذبح مت کہ اوہ تو نور مجا تو شکا نہ تیرا منہ میں ہو کہ
شخص ملاتیں پادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ لہذا فیہی ہر کس و تاس کو اشتیاق اور اہم
وقت محمد اسلام کے لئے سب چشم بردار تھے نظر

آپ کی ولادت باسعادت کا بیان

منقول ہے کہ مارچ ۱۸۵۷ء میں جبکہ کو ایک فوجی انقلاب آسان سے ظاہر ہوا اس کا قیام
خلفیت نے شاہد کیا۔ اسی تاریخ میں اپنے شہر ماحہ جہد گروہی قرار پکڑا۔ عالم میں سوشلی کے آثار

نہار کے اس کا دین استوار ہوئے زمین و آسمان میں غلط شاہی بلند ہوا اور غلط خبریں
عزت سے مٹ کر مٹ گئیں

شور تھا ہر سو کہ شاہنشاہ جلال کی ہے
ہے کھنڈہ الف ثانی کی انہوں میں شاہ
وہ کرنے کو جانتی شکر کی تار کھیاں
تقیر وہ تو سنت ہر طرف چلا گیا

آئے وہاں ہر گز اس شاہ کے مبارک

کیونکہ دستوں خیر ہر مٹا لے گئے

برگز نے وقت کل ہر مہم بعد اس آئے کیے و جلال افارہ و بھول عامی چھٹے
یونٹ سے شب جمعہ کو بتایا کہ سوال اللہ و بزرگ کل سے پہلے شہر میں شروع ہوا
اپنے ہوا جہاں آ رہا ہے عام و عالیاں کو سننے کیا ہر گل ہونے پہ لڑتا اور ہر شہر و ہوش
شاہ نور تھا ہر قسم

نائب خیر لور اپید ہر قسم کے آئے وہ پیدا ہونے حق کے ولی جیسے احکام دین پیدا ہوئے وہ پہلے پیدا کر جن کی شانیں ہت وہ ذات احمدی اسرار حق صدق صمدی ہے ان سے چٹا اور شہانی دیا کہ ہے منظور ظہیر افارہ پاک صلی ان سے ہر سو ہو گئے روشن بزم ان کے کاتہ ہی شکار کے نشان	فیر چشم ہر قسمی پیدا ہونے جن کے لفظ حق و شیخ دینی عامی شرح میں پیدا ہوئے آئینہ خیر جن ہوں قرآن میں جس سے میں پڑا ہوں خود حق عدل فاروقی میں آیا انبلا ترتباتی صلہ کا ہے یہاں سے نور میں وہ بے شک سایہ فاخر قال صلی اللہ صلی کا لچور یٹ گیا دنیا سے بے شک کمان
---	---

یہ کہ حالت باسعادت کے وقت کاتہ واقعہ پیش آئے جس کی تفصیل دوسرے قیوم میں
یہ سند ہے۔

(۱) کل اولیاء ائمہ سے جس جگہ آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارک باہمی۔ اور آپ کے حاج
عالیہ بیان کئے +

(۲) آپ کے والد ماجد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر نبیاء علیہم السلام کو دیکھا کہ شریف

اور نسوہر تک حاصل فرمائی۔ اور نسبت فروہیت و توفیق جبارانہ ان کو فن کے شیوخ سے
 ہوئی تھی حال فرماں پشیمان اس کو اپنے اپنی کتاب بہ روحانی ذکر و تامل سے کہ اس
 درویش کو دولت نسبت فروہیت اپنے پادری کے اس سے حاصل ہوئی۔ جو ان کو ایک بزرگ
 توفیق بخشید کہ اس کے اپنے شاہ کیل کی توفیق قادی سے حاصل ہوئے نیز اس درویش کو توفیق
 جباریت نافذ کر دیا کہ اپنے والد ماجد سے ہی ہوئی۔ جو ان کو ان کے شہتہ طریق شیعین
 سے حاصل ہوئی تھی۔

آپ کے والد کا طریق حضرت محرم قدس سرہ نے طریق نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے درویشوں
 نقشبندیہ کی وصف کرنا سے مجھے اور کتب میں دیکھے تھے۔ اس بابہ کی خواہ راہ اور اس طریق
 کا مرکز و طائیفہ نقشبندیہ کے پائے آیا ہے۔ یہ نکالیں طریقہ کے درویشوں سے خالی ہے۔ اور
 انہوں سے کہ ہم کو اس سلسلہ طیبہ سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔

نقشبندیہ کا طریق حضرت محرم قدس سرہ نے طریق نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے درویشوں
 نقشبندیہ کی وصف کرنا سے مجھے اور کتب میں دیکھے تھے۔ اس بابہ کی خواہ راہ اور اس طریق
 کا مرکز و طائیفہ نقشبندیہ کے پائے آیا ہے۔ یہ نکالیں طریقہ کے درویشوں سے خالی ہے۔ اور
 انہوں سے کہ ہم کو اس سلسلہ طیبہ سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔

کیا سلسلہ میں سلسلہ نقشبندیہ ہے جو نقشبندیہ ہے وہ طیف میں چلے ہے
 جس کو فصل سلسلہ نقشبندیہ ہے ناشارعت ہے وہ ارجحہ ہے
 طالب کو استواری ایمان ہے نصیب جس کے سبب مرتبہ اس کا وجود ہے
 جو لاگو شریعت خرائیں دیکھے کس وہ کس قیام سے ان کا عمل ہے
 جو ان معرفت کی ترقی کے واسطے سب سے سلسلہ میں ان کے عمل ہے

آپ کا سفر علی حضرت خاتم ہمشیر سے آپ کو حج بیت اللہ و زیارت و خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہائی پائے سے نیاز سندی۔ کاشوق تھا اس لئے آپ پیشہ بے چین بنے اور ہم تھے تھے۔ کہو کہ

آپ کے والد ماجد میں پیدا ہوئے تھے جو جنگی خدمت کے آپ انکی عاقبت گوارا نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے والد نے سختہ و سختی سے فاضل فرمایا۔ مشعلہ میں آپ کے چچ کی شخص سے سفارش سے آپ کو ریلی پہنچے۔ مولانا صاحب نے میری سہرا آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ باقی بلوچ کے غلاموں میں سے تھے۔ عاقبت ہوئی۔ انہوں نے آپ کے خواجہ صاحب کے کلمات کا اظہار کر کے طاعت کرنے کے لئے حرم کی۔ اور بیان کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اس سلسلہ علیہ نقشبندیہ میں فروگیرا ہیں۔ اور ہر چار طرقت و مردانہ ایک آپ کی نظیر نہیں۔ آپ کی ایک نظیریں و فیض طریقیوں کو حاصل ہوتا ہے۔ خواجہ طریقیوں میں بہت سے چلوں اور مشفق و عاشق سے کسی کو مکمل نہیں ہوتا۔ چنانچہ اپنے اپنے والد ماجد سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ و اکابر سلسلہ کے حالات سے اسکا دل میں دیکھتے تھے۔ اور میں نسبت کی قابلیت و استعداد آپ کو جواہر کہتے تھے۔ آپ مرانا کے جواہر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب کی یہ عادت تھی کہ کسی سے کوئی نئی غرض نہ فرماتے۔ البتہ آپ کے حضرت خواجہ صاحب کے عادت نہ تھا کہ فرمایا۔ میں چند روز قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ کے ایک بہت قیام کا وعدہ کیا لیکن مدت رفتہ ایک ماہ دو ہفتہ کی نسبت ہو گیا تھی۔

فرمان فرمایا کہ میں آپ کی اسکی دور درمی نگاہ سے ملنے کا آقا تعریف کشمکش حضرت خواجہ صاحب کے لئے بہت اور ترقیب کا جاری ہوتا۔ لیکن خود ارادہ ہوئی۔ اور آپ پر مشرق انابت افادہ طریقہ خواجگان علیہ السلام نے تہذیب کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے حضرت خواجہ علیہ السلام سے بیعت کے لئے دعا است کی۔ پھر عرض کرنے کے بلا شکی۔ اور عادت عادت حضرت خواجہ علیہ السلام نے آپ کو خدمت میں منصب فرما کر مریکیا۔ ذکر طریقی قیام فرمایا۔ نوراً آپ کا دل نوکر ہو گیا۔ اور تمام عادت و تہذیب و انانیت تمام حاصل ہو کر فرمایا۔

ترقیات میں عروج حاصل ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کے عادت بعد چند روز کے جب حضرت خواجہ نے آپ کے اندر آکر بدلتا ہوا مشعلہ آپ سے خدا فرمایا۔ کامل صحابہ کے غلام میں آپ کے وہ عادت اور واقعات بیان فرماتے۔ جو آپ پر کسی سال پیشتر گذرے تھے۔

(۱) مرشدی حضرت خواجہ محمد اکملی تھیں۔ سہرا عزیز نے جب ہاتھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ ہندوستان ہاتھ و دل تم سے اس سلسلہ شریف کا دعایہ ہو گا میں نے جو کچھ کہتے آپ کو اس کے لائق نہ پایا۔ تو میں کہنے لگا۔ آپ کے بلکہ بہت تیار کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جب ارشاد فرمایا۔ کہ تو ایک طریقی کو کہہ سکتا ہے۔ تو دیکھا میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا۔ کہ اگر یہ طریقی میرے ساتھ بہت تیار تو بلکہ اس سفر میں کثرت میں حاصل ہوگی۔ پھر اس خیال کے وہ طریقی میرے ہاتھ پر آئے۔ اور

میں نے اپنا اٹھاپن اس کے شہ میں ڈالا۔ اس نے میرے منہ میں شکنہالی بیج کو جس نے چاقو
 حضرت کی مدد سے بیان کیا ہے اسے اسٹا دیا۔ طوطی سندھستان کا چمک رہا ہے۔ میں نے اسے وہی
 تربیت کے ایک یا سب سے نکلیا۔ کہ عالم اس کے نصیب سے تیار ہو گا۔ اس شخص سے نہیں فائدہ پہنچا۔
 میں اس قدر کہ آپ کے عمل چلیق پاتا ہوں۔

۱۲۰۔ جب ہم کہا ہے شہر میں رہ رہے تھے۔ تو وہاں میں دیکھا تھا۔ کہ میں ایک قطب کے چار
 میں آتا ہوں۔ پھر اس کا مکھ بھی بتایا گیا۔ میں صبح کو شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں
 نکلا۔ مگر میں میں حدیثوں کو دیکھا۔ وہ آثار پائے اور کسی میں علامت قطبیت ظاہر نہیں
 نے کہا تھا کہ اس خبر کا کوئی شخص اس امر کی قابلیت رکھتا ہو جو آئندہ ظاہر ہو۔ جب سے میں نے تم کو
 دیکھا۔ حدیث کے طوطی پڑا۔ اس کی قابلیت بھی میں نے تھامے اندھائیوں کی۔

اس میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چل غم نے روشن کیا۔ اور اس کی کٹائی ساحت اساعت
 برسی گئی۔ حدیثوں نے اس سے اور بہت سے چل غم روشن کئے۔ جب میں کھستہ کے وقت دوا میں پہنچا
 قدس دیباہ میں بہت سی شعلیں روشن دیکھیں۔ اس قدر کو بھی میں تھامے حالات سے متعلق
 سمجھتا ہوں۔ بالآخر ان دو تین ماہ کے اندر جو کچھ آپ کو میں تربیت خواجہ خراجگان خواجہ پیر حضرت
 خواجہ باقی باللہ سے حاصل ہوا اس کی نحو و تفسیر زیادہ بہ تحقیق میرے۔

آپ کے بعض حالات آپ نے ایک لب کی غرض از غیب کے لئے جو اپنا حال بیان کیا ہے وہ بڑا
 خدا آپ کے علم سے۔ لکھا جاتا ہے کہ وہ التلیل بدل ہوا۔ انکیز۔ جب اس حدیث کو اس کی موت پہنچا
 ہوئی۔ تو ثابت ہوئی اس کی سین صد کا ہوئی۔ کہ یہ غیر ولایت پناہ حقیقت آگاہ دلی طریق اندراج
 تھا بیت فی بطلت والی السبیل الموصل الی قدر حیات الکو کا یہ نہ سونہ الدین اوصی حقیقتا
 واما انما المراد بالقی قدس مرہ انسانی کی خدمت میں پہنچا۔ جو غمناکے کیا سبب عید غلبہ نہ سے ہیں؟
 خلیفہ و کرامات اول اس حدیث کو اپنے کرام ذات کی تعلیق۔ اور بطریق صحت قدس و جہ کی زبان
 کج کفر کے ظہور سے انتہا تمام ہو۔ مسئلہ شوق و اشتیاق سے گریہ و زاری کرنے لگا۔

وہ سچی و خلد ایک ہزار کے بعد ہمارے بخودی ایک دیا ہے محیط۔ اور حدود و اشغال عالم اس دریا کے سوا
 میں نہیں رہے۔ رفتہ رفتہ اس کیفیت بخودی کے اندھ بھی غلبہ کیا۔ کبھی ایک پرستگ بھی آو بھی وہاں
 اور کبھی تمام شبیں نے اپنے خوابوں کی خدمت میں یکذیت بیان کی۔ تو اپنے فرمایا کہ کو ایک
 قسم کی فطرت حاصل ہوئی ہے۔

روح خاکی و ہم و خم و فک۔ ست روح آبی حوسکاست و فنا ست
 نہ بکھن و فنا و فناء اس کے بعد اپنے ذکر کو نے سے منہ کر دیا۔ میں موجود ذکر کی نگاہ داشتہ کر لکھ

[illegible]

فیصلی] اس کے بعد ایک خدیوہ رنگ کاغذ پر ہوا۔ جو تمام اشیاء کو محیط قند میں نے اس کی کیفیت بھی
عرض کی۔ تو ارشاد فرمایا: کہ فساد جو اس فوہ میں کھلاؤ دیتا ہے علم الہی ہے کہ بواسطہ تسبیح و تہلیل
حق سبحانہ ان اشیاء کے ساتھ جو بالادہ اوستی میں واقع ہیں مضبوط ہے۔ لہذا اس تضاد کی بھی نئی کرنی
پا جائے۔ اس کے بعد اس فوہ مضبوط میں القیاض نقل ہوا اور رنگ ہر سفید رنگ مٹی کی صورت
میں نقطہ کے برابر رہ گیا۔

نہایت دشمن فرمایا اس نقطہ تک بھی لڑی کرنے پر پہنچے اور حیرت میں آنا چاہتے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا
نقشبندیہ - [تو] پھر وہ نقطہ میں نہ آئی ہو گیا۔ اور میرے ظاہر رہتی کہ اس مقام پر خود بخود غور و
فکر سے نہ آتی ہے میں نے یہ کیفیت عرض خدمت کی۔ تو فرمایا یہی حضور نقشبندیہ ہے۔ اور
نقشبندیہ یہ عبارت اسی حضور و گمانی سے ہے اور اس حضور کو حضور غیبی بھی کہتے ہیں۔ اس کی تمام
الذرائع انسانی فی العبادۃ کا ہے۔ اس طریق میں طالب کو بجز اخذ غیبیت یہ تمام حاصل ہوتا ہے اور
دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے۔ تو بڑے کم ہے۔ یہ خدمت اور محنت و مجاہد سے
اس فیکر کہ یہ تمام ابتداء کے تعلیم و ترسیماں درون و باہر چٹ روز حاصل ہو گیا۔

مقدم بن جعفر و زعفران اس کے بعد چرایک روز قیام حاصل ہوئی۔ جسے فنا جی تھی کہتے ہیں۔ یہاں
میں اس قدر وسعت پیدا ہوئی کہ تمام مہمان عرش سے فرش تک اس کے پہلو میں رانی کے دانہ کے
بازار دکھائی دیتے تھے۔

مصدق الحق یقین دیکھیں | اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اور ہر فرد عالم کو بلکہ ہر فرقہ کو حق دیکھا۔
ہر فرقہ کو دیدیم حال تو بدیدیم ہر جا کو دیدیم ہر کوسے کو دیدیم
اس کے بعد ہر فرقہ عالم کو الگ الگ اپنا زمین دیکھا۔ اور اپنے آپ کو بلکہ ہر فرقہ کو اس قدر ضبط
اور تسبیح پایا کہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سما جائیں۔ اور میں نے اپنے آپ کو اور
ہر فرقہ کو کہا کہ تو ضبط پایا کہ اشکال و صورت عالم اس میں ضمنی مثل لائے گئے کے پایا ہیں۔ اس کے بعد
میں نے اپنے آپ کو بلکہ ہر فرقہ کو قدم جمع عالم پایا۔ جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہ کی خدمت
میں عرض کی۔ تو فرمایا: نوید من رتبہ حق یقین ہی ہے۔ اور مجمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے

اس کے بعد صمدی شکل عالم کو عینا کراول میں سے حق پایا۔ اس وقت موجدیم پایا۔ اور نہایت عجب
 پیدا ہوا۔ اور اس وقت مجھ کو نصیر المکر کی عبارت ہوئیں نے حضرت ولید ماجد سے حق تعالیٰ یا ذاتی اور
 لی بعد حکیمین مثل اضطراب ہوئی۔ یہ وہی ہے ان شئت اقلنا اے اللہ کہ حق و ان
 شئت اقلنا انشاء خلق و ان شئت اقلنا انشاء حق من و جسم و خلقی من و جسم
 و ان شئت اقلنا یا کثیرۃ بعد ان یزیدینہما۔ ترجمہ یہ کہ ہوتا ہے کہ کہ کہ عالم حق ہے
 یا کہ عالم خلق ہے کسی اعتبار سے حق اور کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز ذکر دونوں میں کہ بہترین ہے
 ہے۔ نظم

احمد کو مطلق میں جان خلق و خدا ایک
 دیکھنا تو عید ہے بولنا ترک ادب
 پر ہے حقیقی دوزی عالم حق میں نمود
 اس کے سوا اعلیٰ کھول نہ نہا ادب
 صوفیہ کا یاد رکھتا جو کلمہ کبیر
 خلق نہ ہو جائے حق نہ ہو جائے رب

مستشرق جلیجی ابدہ میں نے آپ کی خدمت بابر گشت میں حاضر ہوا کر اپنا حال عرض کیا۔ ارشاد
 فرمایا۔ ابھی تمنا و خواہش افادتیں ہوا تم اپنے کام میں مشغول رہو۔ یہاں تک کہ جو درود و ہم
 کے درمیان تم پر نظر ہاں ہو جائے۔ میں نے نصیر المکر کی عبارت سے جو شعر ہم تم پر ہے پڑھ
 کر سنائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شمع نے جو کلمہ ہے۔ وہ قرعہ کمال کامل نہیں ہے۔ کہ جو کلمہ امتیاز
 ابتدائی مقامات میں سے ہے۔ میں حسب المکر اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اللہ عز و جل نے آپ کی توجہ
 سے کامل دوزخ میں موجود درود ہم کے درمیان تم پر نظر ہر کردی۔ یہاں تک کہ میں نے بعد تحقیق کو
 درود خیالی سے ممتاز فرمایا۔ اس مقامات و احوال کو بھی درود ہم میں پایا۔ اس عبارت میں ابھر ایک ذات
 درود کے اور کلمہ دیکھا ہے

ذکر کن فکر تا گرد و عیاں نے کائنات کے کہ باشد بختیار

جب یہ ملت میں سے عرض خدمت کی۔ تو ارشاد ہوا کہ مستشرق بعد کلمہ ہی ہے۔ اس امتیاز میں
 تک ہے اس مقام کو مشائخ طائفتہ مرتبہ تکمیل کہ ہے۔ انتہی کلمہ الشریف

فہمیت مرادیت و جہیت [احاصل آپ نے وقایع علیہ و عامہ اہل مرضیہ و احوال شریفہ بہت ہی عمدی
 فہمیت میں حاصل فرمائیے۔ جو اندھا کوں کو برسل میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

چیز سے کہ انبیاء را حاصل ہندو کل اں چیز بے شقت آسان شدت ملا

حضرت خواجہ صاحب نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی۔ کہ آپ میں نسبت مجوسیہ و ملوہیت
 ہے۔ اور اس نسبتہ الملک کو خطا بلکہ مردیہ و جہیت کی نسبت و اولیٰ کو بلا جہت و شقت بہت جلد
 سلوک سے پہنچتا ہے۔

کیم ہوش ان ترانی جیب ماحور میں رانی

بہیں و طلق سستہ بیانی بیان پر کھینچا فدا

آپ کے تعلق حضرت خلیفۃ المسیحؑ سے جس میں مدد آپ کو ضرورت خواہ عہدِ اربعہ کی خدمت یا برکت میں کرنے کے خیالات -

فطامین و الفاظ تحریر فرمائے۔

مہلت مکتوب

شیخ احمد مروت دست مبارک سے کہ فرمایا تو کمال
مذہب چند فقیر بالمشیت برخواست کرد مجاہد
سپہا را از مدگار اوقات او شہاد و شہد باں ماند
کہ چرخ شود کہ ظلمہ از دور روشن گردد لعلش فتنہ
حوال کا طرہ و براۓ فقیرین پرست و ان شیخ
مشا کا لہ باعدان و اقبا واد ہر دم سرور واد
طہرہ ہمارا چند سے رو کا کونے ملازمت کردہ از
جو اہوا و طراقت ہستہ او اس کے عیبہ اندہ و فرشتہ
آں شیخ کا طہل اندہ اسرار بکسی اندہ باجمہر خیر
طہرہ اندہ اللہ تبارک و تعالیٰ و تعالیٰ
و ہمارے عجب ارادہ انہی کلمہ لکھتے ہیں۔

ترجیمہ

ابن ہرند سے کہیں نہ گشتی جو نہیں شہدہ فاضل اند
کیر اہل تہذیب خیر چند مدد ان کی صحبت میں نشست
و مدد سے کہیں نہ گشتی مجاہد مددگار و شہاد
کیا وہ ایک چراغ ہیں جو ایک ظلم کو نہ کرینگے
احمد فقیر کے یقین میں کہ اوقات ہمارے ہر گشت
ان کے چند بھائی بامدھی ہیں جو سب کسب نیک
بزرگ ہیں انہی ہر وقت ان کی خدمت کیلئے خاصیت
میں حاضر رہتے ہیں انہوں نے آپ کی صحبت میں بڑی بڑی
ہستہ میں کمال کی ہیں شیخ کے صاحبزادہ جو بھی ہستہ
ہیں انہوں میں ہیں اور شجر و طبیعت ضلئے تعالیٰ انکا اہل طہر
سخت نکوے فرائض فاضل ہستہ سے کہ ہمارے فاضل

حضرت خلیفہ کی جناب آپ فرماتے ہیں کہ جس مدد میں ضرورت خواہ عہدِ اربعہ کی خدمت یا برکت میں حاضر ہوا۔
میں اپنی عقیدت اندہ طہرہ و طہرہ کی۔ بھرتیوں ہو گیا کہ خدمت میں جس جہانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم
سے مجھے اس کی آیتا تک پہنچا دے گا چہ چند کہ میں اپنے نفس مال و قصاص حاصل پر نظر کر کے بھرتے ہو
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

و دنیا کے کمال خیالات کی نفی کرتا تھا۔ لیکن کسی طرح میرے دل سے یہ خیال نہ جاتا تھا بسا اوقات چہ
بیوقوفی زبان پر جاری رہتی تھی۔

انہیں اور یکہ از تویر و لم تا نیست
یقین دائم کہ آخر خواہمست یا نیست
اس کے بعد حضرت اہتر اقی میں گئے و دنیا سے ہجر و انکسار سے آجیہ ہو کر لعل شہ فرائیاد و فاضل ہو گئے۔
آپ کو خواہ کی جناب میں جو اہل اعتقاد کی تھی اس کی کیفیت خود آپ نے اپنی کتاب ہمد و ملو
میں اس طرح تحریر فرمائی ہے۔ کہ ہمارے حضرت خواجہ کے ساتھ مرشد اپنی اپنی لیاقت کے بموجب

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صحبت اور تربیت اور سوائے حضرت خواجہ صاحب کے کسی کو نصیب نہیں ہوا مگر آپس ہزار ہا درشت کہے کہ کچھ کمرے سے اعتقاد کے بموجب فیضان حاصل ہوا
 حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک روز کا آپ ذکر فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اکثر اوقات ان خود رشتگی جو علامت فانیات ہے مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ اور حضرت علیہ رحمۃ
 نے میرے ہر انداز صحبت و شیخ و تابع جنسی کی تکمیل فرمائی کہ تھا کہ جلد مریدین سے ملنے کے کوئے و حالات
 دریافت کر کے آپ کی خدمت میں بیان کیا کریں۔ لیکن میرے لئے خاص طور پر حکم تھا کہ جو کسی کی صحبت
 کے میں اپنے حالات خود عرض کیا کروں۔ بلکہ بعض اوقات خود حضرت یاد کر کے دریافت فرماتے تھے۔
 گویا یہاں اب اکثر خاموش رہتا تھا۔ اور کچھ نہ کہتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے خود فرمایا کہ تم
 اپنے حالات کے بیان کرنے میں خاموش رہتے ہو بیان کرنے میں کیوں تاثر کیا کرتے ہو۔ اور
 میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ میں کیا ہوں۔ جو میرے حالات کی کیا ہیں جو گشت گذار کہوں۔ آپ نے احوال
 فرمایا کہ بلکہ دو کا ست جو کہ واقعات پیش آیا کریں بیان کیا کرو۔ اسی زمانہ میں اتفاقاً مجھ پر ایک
 واقعہ پیش آیا کہ شیخ صاحب کی طرف میں متوجہ ہوا۔ اور تصرف کیا اور خود ہو کر میرے ہر طرف سے آپ
 کے احوال فرماتے فرماتے دو حق میں نے غبار پر کیا۔ سنتے ہی آپ کا حال متغیر ہو گیا اور حاضرین ہمسہ
 تربیت و تربیت سمجھتے ہوئے غامضی فرمادے

آپ اور حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ نے حضرت خواجہ علی المرتضیٰؒ نے بارگاہ حق ہماورد کیا۔ آپ بھی عظیمیؒ طالب علم تھے۔ آپ کے تلمیذ کے تلمیذ ہیں اور جو کمال تک پہنچے گا شکلا اکیا۔ اور آپ کے کلمات اور اصلاح کے محاذ پر ترقی پزیر و کمینہ کر کے ایک ساعت میں خلعت خلافت سے آپ کو سرفرازی بخشی۔ وہ آپ کے وطن اوتھ میں شریف کی طرف توجہ فرمایا۔ آپ پر جب افتاد پر بند لگا دیا۔ طالبین اور ہدایت سالکین میں تخیل بچنے۔ تھوڑے ہی عرصے میں عہدہ اعلیٰ بلکہ کو سادف پناہ خدا کا لگا کر دیا +

آپ کا وہ سراغ قریب ہی ہے۔
حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن علی رشتی

پھر آپ کے سب سے فیض گنجین میں شوق و یارِ جاں بالکمال مرشد مدقِ صبح نیک ہوا۔
ابغرض حصولِ خدمتِ مطہر سے دل آسے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے
آپ کی غیور قدم کی خبر فرستے اور سن کر اس خادمِ کابلی دروازہ تک استقبال کے لئے تشریف فرما ہوئے۔
اور ضایۂ تہدی اعلا و احترام کے ساتھ اپنے رفیقِ نظر اعظم الخلفاء سراجِ مدنیہ کو اپنے ہمراہ متعلقہ مشرفیت
میں لاکر فرست دیا۔ یہاں پہنچ کر آپ کے کماوات اہلِ سعادت کو اس قدر مدح و مبالغہ ہوا کہ آپ کے ہستیا و
عالی کے خصائص میں جو سرا و معانی ظہور فرمے ہوئے۔ جنہیں خواجہ علیہ الرحمۃ خود ہی طرح سے افشا

آپ کی سہولت کو رہا جس قدر حضرت باطنی برکت سے مالا حضرت خواجہ علیہ السلام کو مل نہیں اٹھا کر کے
 سب آپ کو خطا فرماتے۔ اور اسی ارشاد آپ کے سر مبارک پر کہ کر نام غلام کی ہدایت اور میری برکتی توفیق
 آپ کے حوالہ کی ہے۔ آپ کے وطن اٹک کی طرف آپ کو فرصت فرمایا۔ مدت تک آپ رہ گئے، مابعد
 طالبین طریق صوفیہ و صفا کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوئے آپ کی کہہ سکتے ہیں مابعد حضرت کے فرما پر کہ
 سے مستفید ہے۔ آپ اس زمانہ میں اپنے مالا علیہ السلام مقام و مقام کی کائنات اٹک قیامت مروجین
 طالبین کے ماحول سے اطلاع دیکر اپنے پیروں کو اس سے تفسیر ملاحہ فرماتے تھے۔ پیروں کو آپ
 کے ملاحہ کی توفیق کی بظاہر دیکھا چہ نیز تربیت سالکوں کی کو اٹک و اٹک غلطی سے آپ کو مطلع
 فرماتے۔ اور ان کے بعض ملاحہ کی کیفیات کو آپ سے متفہم فرماتے تھے۔ آپ انکی قابلیت سے
 توفیق کا وہ ہیں۔ اہل کمال کے کہ جو اب اس میں توجہ فرماتے تھے حضرت خواجہ صاحب علیہ السلام
 آپ کے اور کمال و کشف صحیح کی توفیق و توصیف تحریر فرماتے تھے۔

آپ اور حضرت خواجہ راجا باجوڑ کے آپ نے سے حکامات بلند مراتب اور جن سے سرفراز تھے۔ مگر اپنے
 کے آداب - اور خد گوار کی اسی عظمت ادب کرتے تھے۔ کہ اس سے اولیاء و متقدم
 شہید ہوتی۔ صاحب زبرد القامات تھے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ علیہ السلام کے خلیفہ خواجہ علیہ السلام
 اپنے پر بھائی حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی توفیق و توصیف کرنے کے بعد بیان
 فرماتے تھے کہ آپ باجوڑ و مروجین و کثرت اہلیت اپنے پیروں کے کتاب کی کمال عبادت
 کرتے ہیں۔ حضرت کے شریکوں میں آپ جیسا با ادب نہ کوئی خلیفہ تھا۔ اور کوئی مرید جیسا
 چکا اور جب زیادہ برکات آپ کو نصیب ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کا وہ ذکر کرتے ہیں کہ میں با ادب
 ارشاد حضرت خواجہ آپ کے جلسہ کے لئے ایک جوشی میں نے آپ کے کما۔ کہ حضرت یا فرماتے ہیں
 آپ کے چہرہ کا رنگ نئی ہو گیا۔ اور غرض وہم سے اس قدر مضطرب ہوئے کہ تمام بدن میں ہلچل مچ گیا
 اس وقت مجھ کو خبر پائی کہ کرام کلام منقول بابا یا کہ نزدیکان راجہ راجہ جی رہا ہے۔

حضرت خوش پاک و شہر قی حاکمی سائیں میں ملکہ ہوا ہے کہ قطب الہی حضرت خواجہ علیہ السلام نے
 ارشاد سکندر نظام الدین آپ کی خلافت اپنا فرقہ مبارک اپنے ہاشمیں مہاجرانہ حضرت سید تاج الدین
 عبد الرزاق قدس سرہ العزیز کو آپ کے حوالہ کرنے کے لئے توفیق فرمایا تھا۔ آپ کے
 جانشینوں میں یکے بعد دیگر سے (۱) آٹھ چلا آتا تھا۔ وہ اسی سال آپ کے حوالہ کیا گیا۔ اس کی تفصیل
 یہ ہے کہ حضرت شاہ کبیر اللہ قدس سرہ العزیز سے ان کے والد حضرت شاہ کمال گشتی نے
 خواجہ میں ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ اس فرقہ مبارک کے واسطے میں نے حضرت خواجہ علیہ السلام کے لئے
 فرمائی تھی۔ شیخ احمد سہروردی ظاہر ہوئے ہیں ان کے والد کبیر انہوں نے تفریق کے لئے بعض

کر لے میں یہ خیال کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کی خدمت میں جیسے تو بہتر ہے۔ پھر وہ بارہا اپنے کام پر
 جا کر یہ فرمائی۔ پھر انہوں نے آدھریسری مرتبہ بحالہ غرضیال ظاہر کر کے فرمایا۔ کہ اگر تم اپنی
 خیریت اور نسبت کی خاطر چاہتے ہو تو نہ ذرا سہارے کے واسطے کے واسطے کر دو۔ ورنہ تمہاری
 نسبت سے کامت میں سبب کرنی جائیگی۔ شاہ سکنہ ہیبت زدہ ہو کر خرقہ شریف لیکر آپ کی خدمت
 میں تشریف لے گئے۔ آپ بعد نماز صبح مسجداً تشریف لے گئے۔ اکرہ تو میں دخول اراقہ فرمایا ہے۔ تھے۔ آپ
 جب باغ ہوئے شاہ صاحب نے قاضی خان حالیہ قاریہ کی خلافت آپ کو عطا کی اور خرقہ مبارک آپ
 کے حضور فرمایا۔ آپ نے زینب تنہا لے کر کیا نسبت تو دیکھئے آپ نے آپ کو عطا کیا نسبت
 نسبتیہ بخلاف سبب ہوئی۔ یہ نسبت تو دریکہ کھل ہو گیا۔ ایسا ہی کئی مرتبہ ہوا۔

ادوار اولیاء کی کہ اس شخص میں شیخ باکست حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین
 ائمہ اچکے کو سبقت دیتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ من بعدہ سلسلہ شریفہ فرماتے۔ ان کے بعد
 نور پور حضرت خواجہ سید محمد بن قسبند و حضرت امیر المؤمنین سید ناصر الدین گیسوئی اللہ عنہما۔ شیخ
 بزرگمان سلسلہ شریف فرماتے۔ دو فرقہ تھے۔ پہلا حضرت سید محمد علی غوثی اللہ عنہ
 نے فرمایا کہ حضرت محمد ذات ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں میں ہی جو سہ ہندوستان کے سید مکیال قادری
 کے حق کی زبان میں منکر الہی نسبت مائل رکھا ہے۔ لہذا ان پر ہندو سلسلہ کی خدمت اور ان کے حق
 بڑا حق ہے۔ حضرت خواجہ قسبند نے فرمایا۔ کہ ہمارے طریق کا استحقاق اسی وجہ سے ہے۔ ان پر یاد ہے
 کہ قبیلہ ہندو غلیظہ خواجہ باقی باشت کے حضرت خاتم ارسل سلیم کی امانت محمودہ انہوں نے پائی
 ہے۔ دو فرقہ ہندو۔ ان کے ادوار قیام میں ہی نسبت کہہ رہی تھی۔ کہ ادوار مقدسہ اکابر سلسلہ
 چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنا دھرم سے میل پیش فرمایا۔ کہ آپ کے ہندگوں
 کی نسبت آگاہی واجبہ دای ہمارے سلسلہ کی ہے۔ ادوار نے ہمارے ہی آغوشِ پدش میں نشوونما
 پایا ہے۔ اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت مائل کی ہے۔ لہذا ہمارے سلسلہ کا حق
 سب سے زیادہ ہے۔ اس طرح ادوار حالیہ ہر دورہ یکوہ طریق کے مشائخ علیہم السلام کی بھی تشریف
 فرما ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنا دھرم سے میل پیش کیا۔ غرض کہ قاطبہ تیج سلاسل کے پیشرو شیخ
 کا اجتماع ہو گیا۔ ادوار مابین ان میں دودھال شروع ہوا۔ ہر ایک سلسلہ کے قریب ایک پنجاب کی نسبت
 اپنے سلسلہ کے ساتھ خواہش کر رہے تھے۔ کہ کیا انیس کے سلسلہ کے شیخ قرار دیتے جائیں۔

سرہن شریف میں مولانا کاہوم سلطان احمد کشی مولانا بدیع الدین اپنی اپنی قاریہ میں قطعاً انہیں کہ اس وقت
 وہ آفتاب صبح کو صاف فرماتا۔ اولیاء و نسبت کا سرہن میں نہیں ہوا تھا۔ کہ شہزادہ نواح شہر کے دیوانے
 قسبات کے کوچہ بازار داران اولیاء گرام سے پھر گئے۔ ارغشیان سلسلہ ہر کی مسجد سے آخر وقت تار

خبر تک ہی ہو کر رہا۔ تاکہ خیر ساری خصوصیت تمام اس میں منسلک کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا۔ اور غرض یہ
 عزت کے لئے ایک رنگ کا نقل اور دوسرا دیکر فیصلہ کر لیا۔ کہ تب سب بزرگوار اپنی اپنی کامیابی نسبت
 تمام و کمال میں بزرگ کے حوالہ کریں۔ نہ یہ سب سلسلوں میں داخل ہو جائیں اور تم سب کو ملال التساوی ہو
 نہ محسوس نہ مگر یہ سلسلہ نقشہ بند غیر البشری اور انبیاء میں حضرت مصطفیٰ کبر معنی اللہ عنہ سے جلتا
 ہے۔ انداز میں اتباع نسبت سیدہ امتیاب بہ حضرت نامہ فیہ نسبت کے زیادہ ملحوظ ہے لہذا یہ سلسلہ تمام
 درجات کو یکے سے زیادہ تر مناسبت کے کتاب ہے جس میں یہ سلسلہ اور سلسلہ قادریہ و سہروردیہ و باب شاہ
 حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ تمدن پا چکے۔ اور دوسرے سلسلہ کمال کی رو سے نسبت
 بھی ان سے فوق ہوں گے۔

پھر بعض کی نسبت یہ کہ ہم یہ سب متابع نظام نے اپنے اپنے لئے کیا است اور ہمیں یہاں تقاضا میں چاہیے
 حقیقت یہ ہے کہ ان کو اپنے طریق میں ستر اجاڑنا لایا اور ان کو اپنی نسبت خاصہ سے جو جانی رہی
 ہے۔ سادات باریات اپنا بھی ہم آپ کو خصوصیت کے عطا ہونے کے متبع کر لیا۔ پس طریقہ مجددیہ تمام
 اہمیت کی اولیاد کے سلسلوں کو جامع ہے اور اس طریق کے سب کتبوں کو ہر ایک سلسلہ کے حوالہ کا فیض
 حاصل ہوتا ہے اور سلسلہ کے مشعل کی عنایت اس کے شامل حال ہوتی تھی چنانچہ حضرات
 قیوم اور سب سلسلوں میں اگر کوئی فرقہ تھے مگر بعد آپ کے لیا گیا اتباع فیض شیعہ اسے نقشہ بند کیا اور
 طریقوں کے اور طریق میں مرید کے لئے کی مخالفت ہو گئی۔ کہ بعض طریق میں جامع بھی رہ سکتے ہیں اور
 اس طریق میں جامع ہے

باب دوم و سلسلہ مزامیر بشت ممنوع از آیات تفسیر

تفسیر آیات خاصہ ایک روز کا ذکر ہے۔ کیا ایک اصطلاح نے ذوق کیفیت طریقہ قادریہ کی خواہش ظاہر
 کیا ہے ان کو اپنی محبت میں رہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ و صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔
 آپ نے پر نسبت اکابر قادریہ کا اہتمام کرنے لگے۔ جو اس کو دین روز گذر گئے۔ آپ کے اجل برحق
 تاجرانہ نسبت تقابلیہ کے عینہ میں تھے۔ اپنے احوال میں بیکل و بیسی۔ عبادہ و عبادان میں سے ایک
 صاحب نے جس بیکل و فیض احوال کی آپ سے شکایت کی کہ میں دو تین روز سے اپنی نسبت کو بیکار نہ پاسا
 ہوں میں معلوم نہیں کیا قصور مرتد ہوا۔ دوسرے مددیش نے بھی ان کو اسی طرح کی شکایت
 کی۔ آپ نے فرمایا تم سے کوئی قصور مرتد نہیں ہوا۔ اس بیکل کی وجہ یہ ہے کہ تم انوار کا نقشہ بند و رضی اللہ
 عنہ سے نسبت رکھتے ہو میں ان صاحب کو دین روز سے نسبت اکابر قادریہ پر ہمارے ہوں اس
 کے اہل کا رستہ تھیں نا ہے۔ چونکہ اس نسبت سے مناسبت نہیں رکھتے ہوں حال معلوم ہو چاہے
 اپنی سیر کا بغیر ان نسبت یہ کی طرف توجہ کر چکے تو بیکل کی تادیب و مہم جوئی کی چاہیے تو ایسی رہا۔

لیکن نیست آنچہ حقیقت آن نوسند می نمود
چون خداوند سره خود من مرید خرقا نیکن
مگر توفیق بدین قسمت می بود با وجود پریش بریز
من میگرد - هرگز صفت آن بے صفتک نمی
باشد گفت این آثار صفات چرا جان نمک
و فرم طلب محاسبه کند از هر کجا هست بشام
ایشان رسد و پیے آن نرودند بکنون تانی
و اهل دلت از دستستانی و بیے نیادی است
سرفوت باشارت است

مگر طبع خواہد من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین
بایست نشو غفل و اراده باین است صفائے
عز و جل بر آفرینی باید مرسته گرداناد و از
عجب و پندار غلطی نشود - و بقیة التصدیق
سیادت آید بر صانع نیشا پوری سلطان افکار
طلب خود در چون در تحقیقی این بر تفسیر او کما
ایشان داد - اسلامی از خود لایزم بر حکمت
شمار ستاد و شرفا و لذت قدس بقدر مستعد و
بر دست میگردند - توجہ بکلف کامل یا بنظر اهل

حضرت محمد و علی مرتضیٰ سے اس کتب بشریت کا سنیت عاجزی اور لگاؤ کی وجہ سے کیا کتب
کتب است شریعت کی مبادل میں موجود ہے - و مراعاتی ماو کے بعد حضرت خواجہ علی دہلوی نے آپ کے
نام پر کتب فرمایا تھا جو مجتہد ترمذی نے قبول میں نہ کیا تھا ہے -

اہل کتب

ان فقہائے فخر و سائیں مداندہ و اہل کتب
بجز یہ کہ وہ بانی برساند و درست کرد عرض
نیا نندی بدگوار و ولایت کردہ اصل کے میں
یک کار و اوصاف صادق حال سے کو اندر

ہو حقیقت حال سے کسی تالی ہے - پر اندسار
توس ہر طرف سے ہیں کہ میں مطہر و حسن
تر قفل کا سرے ہوں لیکن اگر اس وقت نہ ہو
ہو تے تو بارود پوری ہمیشہ مرید ہوتے -
جبکہ بن بے صفتوں کی ریخت ہو آثار صفات
نیک گفتا کس طبع سے اس جالندانی کی طلبی
نہ کریں - اور ہاں کہیں سے ان کے دل میں
خوش ہو بخیر اس بچھا نہ کریں - اب دیر تالی ہوا
بے پودانی او بیے بنانی طبعین کہ توفیق تھا
سے طبع خواہد من سلطان دین

خاک بر فرق قناعت بعد ازین

ابن موطع بھی قیاس ہے اور اولاد و گھڑی ہے
کند اس کو ہیا کر ہے - اور خود اور خودی
سے شہادت کتاب سیادت آید پر صانع نیشا پوری
نیشا پور قیام و مقصود کی طلب کا ظاہر کیا ہے کہ
دست اس کا تحقیقی نہ تھا ان کے افکار کا منافع
کرنا شگافی سے جو یہ علوم ہوا ہندو کو آپ کی
میں جاری کیا انشاء اللہ تعالیٰ پر جب نبی ہندو کے
ہو یا یہ بچے اور کامل توجہ اور بانی ہیں کہ ان کے

حضرت محمد و علی مرتضیٰ سے اس کتب بشریت کا سنیت عاجزی اور لگاؤ کی وجہ سے کیا کتب
کتب است شریعت کی مبادل میں موجود ہے - و مراعاتی ماو کے بعد حضرت خواجہ علی دہلوی نے آپ کے
نام پر کتب فرمایا تھا جو مجتہد ترمذی نے قبول میں نہ کیا تھا ہے -

توبہ

ان فقہائے فخر و سائیں مداندہ و اہل کتب
بجز یہ کہ وہ بانی برساند و درست کرد عرض
نیا نندی بدگوار و ولایت کردہ اصل کے میں
یک کار و اوصاف صادق حال سے کو اندر

آپ کے وطن مشرفین حضرت

نہیوں کی توجہ حضرت شیخ تاج الدین رحمہ اللہ سے حضرت نور صاحب کے خلیفہ اہل حق و کون کے
 مختلف تھے اپنی نسبت کو سب پر کر آپ کے خلاف تمام پڑھے شروع کئے۔ من پڑھنا۔ حدیث سے ایک
 نے جو صاحب کشف تھا۔ یہ لکھا کہ ہم میں سے ہر ایک ایک ایک پر لکھ دیا گیا۔ ناگاہ کہ وہ ہر ایک کو
 اپنے پہلی جلی ایک خط سب پر لکھ دیا۔ اور فرمایا کہ "حضرت مجدد ملت ثانی کے مخالفین کے
 خلاف کے" پڑھئے۔ جو حضرت صاحب کے لئے لکھا گیا۔ اہل حق کی توجہ سے فارش اور سیف و تاج کو دے
 گئے۔ یہ ائمہ میں آتے ہی سب شکرین میں ان و مرگن سے گئے۔ خواجہ شیخ تاج نے خواب میں دیکھا کہ
 ایک عظیم الشان محل ہے۔ اکابر اولیاء اس میں تشریف فرما ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہ و مولانا عظیم
 ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ نے شیخ سے خطاب فرمایا کہ تمہاری نسبت کی سب اور برابری کا
 باعث حضرت مجدد صاحب کی طرہ اشارہ کر کے ان کی مخالفت سے بچنا۔ خواجہ شیخ ملاح کے اس
 قسم کی خاموشی نے ان کو بھی ظاہر ہوئی۔ یہاں شیخ تاج نے خلیفہ ابوسعام الدین احمد اور مولانا محمد کو
 جو حضرت غلام کے داماد تھے۔ نہایت تضرع کے ساتھ اپنی غلطی سے آگاہ اور غیب کی کیفیت سے
 مطلع کر کے سندھ کی طرف سے آپ حضرت مجدد ملت ثانی علیہ السلام سے معافی کی درخواست کریں۔
 غلطیوں کی معافی [خواجه ابوسعام الدین احمد نے بھی رخصت کیا۔ کہ حضرت صاحب رفقہ افروز ہیں۔ وہ خط لکھا
 رہے ہیں۔ اس میں حضرت مجدد علیہ السلام کی تعریف و توصیف کر کے آپ کی مجددیت اور توحید کی
 تصدیق فرماتے ہیں۔ آپ نے اس قدر لکھی آپ نے ان شکر پر بھائیوں سے ذکر کیا۔ سب نے توجہ و
 ہمت قرار دیا کہ حضرت مجدد علیہ السلام کی طرف توجہ کیا۔ شیخ تاج نے ایک درخواست اپنی اور دیگر
 پر بھائیوں کی خطا کی معذرت کے متعلق آپ کی خدمت میں تحریر کی۔ اور جب آپ حضرت
 خواجہ قدس سرہ کے حرم کی تقریب میں دہلی تشریف لائے۔ مع کل مشرکین غلط سرسختی اپنی دستاویز
 اپنے گھر میں ڈالے۔ آپ کے استقبال کے لئے دہلی سے کوئٹہ تک حاضر ہوئے۔ اور آپ سے تضرع
 کی صدقہ دلی سے معافی مانگی۔ آپ نے ہر اوقات مسلسل ترحم فرما کر سب نصرت کو معاف فرمایا۔ انظر

کہا اور کیا میں بخان مجدد ملت ہے	قلیوں میں اور غوثیوں میں واقع ہے
شکر ہے شیخ احمد سرمدی کا وہی	دورانہ جس پر فیض آتی کا ہے
جو اتفاقاً کہتے ہیں انکی جناب میں	ان کا جہان میں تیرا ہے
صدیق سے حرم و تہذیب و عقل	کیا مستند سلسلہ نقشبند ہے

آپ کے مشورہ و اصلاح [آپ نے اپنی مرضی سے فیض پایا اور خلافت حاصل کی۔]

۱۱۔ حضرت شیخ بیگم علی گری۔ ان سے آپ نے سوائے تحصیل ملتان ہری طرفہ گریز فرمایا۔

یہ خلافت بھی پائی۔ شجرہ نسب ذیل ہے :-

بیعتہ پھرئی۔ مکمل الدین حسین خاندان حاجی محمد خیر شانی۔ شاہ بنداری۔ شہید الدین امیر علی
خواجه اسحاق جیلانی سیدی پوری۔ شیخ محمد رادقانی۔ ملا ملا سنانی۔ شیخ عبدالغفور علی شیخ احمد جیلانی
شیخ علی اللہ۔ شیخ محمد الدین بنداری۔ شیخ محمد الدین بٹری +

دعا حضرت حاجی عبدالرحمن بنشی کابی سوات۔ حاجی ملائی۔ ابن سے اپنے مصارف کیا۔ اور
انہوں نے اپنے شیوخ سے۔ پس سند مصارف حسب ذیل ہے :-

حاجی عبدالرحمن بنشی کابی حدود بہ حاجی درزی۔ ملا ملا سلطان۔ ابھی سمر۔ ملا سل شیخ محمد
شیخ سعید حسن حبشی۔ حضرت مصطفیٰ ابن علیہ وسلم +

(نوٹ)۔ ان میں سے ایک صاحب جن ہیں +

دعا حضرت محمد عظیمہ مدد آپ کے والد ماجد ان سے تہذیب طریقوں میں تہذیب خلافت
پائی۔ شجرہ نسب ذیل ہے :-

۱۱۔ سلسلہ فاروقیہ۔ یہ آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ ان کا شیخو بیعتہ آپ کا جسی شیخو مدد
محمد راقل ہے +

۱۲۔ سلسلہ سری سخیہ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں
آپ کی تہذیبیں پشت کے دادا خواجہ سلمان بن محمود سے حضرت سری سخی خلیفہ حضرت محمود
سے خلافت پائی ہے۔ اور ان کا شیخو مدد ہے +

۱۳۔ سلسلہ سرور دینہ شہابیت۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔
اس میں آپ کے باجدوں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف نے حضرت شیخ الشیوخ
شہاب الدین سرور دین سے خلافت پائی ہے۔ اور ان کا شیخو مدد ہے +

۱۴۔ سلسلہ سرور دینہ بیانیہ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس
میں آپ کے باجدوں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد بن عبد اللہ بن زکریا ملکانی سے
خلافت پائی ہے۔ اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے +

۱۵۔ سلسلہ سرور دینہ وحشیہ ملائیت۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے
اس میں آپ کے باجدوں پشت کے دادا حضرت امام شریع الدین پائی قدر سرحد سے حضرت عیال الدین
محمد جانیوں سے خلافت پائی ہے۔ اور ان خاندان سرور دین میں حضرت شیخ رکن الدین خیر حضرت زکریا
ملکانی کے اور خاندان پشت میں حضرت چراغ دہلی خلیفہ حضرت مجتبیٰ الدین کے خلیفہ تھے +

۱۶۔ سلسلہ قادریہ جدید حسین بن شیخ عبداللہ مدد شیخ رکن الدین۔ مدیر سید بابا امیر قادری

ششیلہ امہ بی بی قادری۔ ششیلہ مہدی قادری۔ ششیلہ عبدالقادر ششیلہ غورمن۔ ششیلہ بھنجر
 ششیلہ بھسار۔ ششیلہ عبدالغفار تاج الدین حضرت غوث پاک۔ سیدہ سالہ سعیدہ
 بی بی۔ سیتھی زامہ سیدہ۔ سیدہ داؤ۔ سیدہ روس مفتی۔ سیدہ جہانہ۔ سیدہ بی بی اجون۔
 سیدہ جہانہ بی بی۔ سیدہ بی بی حضرت ام حسین۔ حضرت ام من۔ حضرت ام علی رضی۔
 حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

وہا جسے قلند یہ یعنی بڑا شیخ رکن الدین - شیخ عبدالقدوس - شیخ عزیزتلمذ و خدیو -
شاہ محمد قطب الدین بنیانی - میر تقی میر - قلند - سید نصر دوی - علی اعجاز کی صوابی حضرت سے
بولی خدا سے اللہ علیہ وسلم

وہر سلسلہ چشتیہ مبارکہ۔ بعد ازاں شیخ عبد القادر بن شیخ محمد بن شیخ احمد عارف۔ شیخ
عبد القادر بن شیخ عبد اللہ بن شیخ شمس الدین ترک۔ بعد ازاں شیخ علی احمد مبارکہ۔ بابا فرید الدین گنج شکر۔
خواجہ قطب الدین۔ خواجہ ابوالحسن مسعود الدین۔ شیخ عثمان مبارکی و حاجی شریف زبانی۔
قطب الدین سرور۔ ناصر الدین ابو یوسف ابو محمد ابو احمد ابوال۔ ابو اسحق شامی۔ مشاہیر و نویسی۔
ابن الدین بہرہ بصری۔ عبد الدین خلیفہ مرثی۔ سلطان ابراہیم فیصل بن عیاض۔ عبدالقادر بن زبیر۔
شیخ حسن ابوری۔ حضرت علی نقی۔ حضرت مولیٰ خدا علیہ السلام۔

۱۹۰۱ء میں سید محمد علی نے سید عبداللہ بن سید محمد گیسو دہا زیہ - بعد از شیخ عبدالحق دہلوی کے - شیخ محمد امین محمد قلی نام
 دہلوی - شیخ حسین محمد امین - سید عبداللہ بن سید محمد گیسو دہا زیہ - خواجہ نصیر الدین محمد چرخ دہلوی - شیخ
 نظام الدین محمد ربیع الہی - ابا فرید مذکور بالا

و اما حقیقت نظامی و سیاسی به نظم شیخ مددین محمد شیخ سعدات شیخ فتح الله شیخ مصطفی
طبیعی پرزغ دلموی ذکر - انچه

۱) پہلے حقیقت نظر میں جائیں۔ بعد ازاں شیخ کا پیش کردہ مسودہ پڑھیں۔ بعد ازاں اصل عبارت لکھی جائے۔

۱۱۷۔ سلسلہ قادریہ جلالیہ۔ بعد نام محمد مہاشایاں کے میر تقی۔ ابو اسامی و فضل جلالی
محمد قاضی۔ محمد قطب الدین۔ شمس الدین علی الافغان۔ شمس الدین سجاد۔ حضرت غوث پاک شیخ ابو سعید شیخ
ابو الحسن۔ شیخ ابو خضر۔ شیخ ابو فضل عبد الوہاب۔ شیخ ابو بکر شمس۔ شیخ ابو القاسم۔ جانیہ سہیلی۔
صوفی کرخی۔ امام رضا۔ امام کاظم۔ امام صادق۔ امام محمد باقر۔ امام سجاد۔ امام حسین۔ امام حسن۔ حضرت
امام علی مرتضیٰ کریم علیہ وجہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۳) - سلسلہ کبرویہ جلالیہ - بعد از امام محمد غزالی کے سید حمید الدین بروجردی شیخ شمس الدین

شیخ حطاب خاوری۔ شیخ احمد بابا مال جوہی۔ شیخ نعم الدین کوری۔ مولانا

(۱۲)۔ سلسلہ سہروردیہ جہاں یہ بھگت نام تکمیل و چہا نیل کے۔ شیخ رکن الدین۔ شیخ سعد الدین۔

شیخ بہار الدین ذکر کیا۔ شیخ "محمد شہاب الدین" شیخ راجیب "محمد غریب" پاک شیخ ابو سعید نکلا۔

(۱۵) - سولہم حاریرہ - بنام سید گل کے حکام میں طبرستان قطب دار - شیخ طیفور شاہی - شاہ

میرزا یزدانی شاهزاده بین المللین شاهی محمد رشید عالم بهاء حضرت ابو کبیر صیقلی جناب الله عز و جل حضرت علی
کرم الله وجهه در رحمتی خدا صلی الله علیه و سلم

(۴) حضرت خواجہ باقی باللہ دکن سے طریقہ نقشبندیہ میں آپ کے خلافت میں شہرہ پے۔ کہ

مضروب باق باشد. خواجه الکی، خواجه ویش محمد خواجه محمد خواجه سید بختی. خواجه ویش محمد خواجه سید بختی.

خواجہ بہار اللہ کی نقشبندیہ - خواجہ سید امیر کلال - خواجہ بابا ساس - خواجہ گل خردن اقلشی - خواجہ محمد انور

لغوی۔ خواجہ عارف بزرگ۔ خواجہ عبدالغفار محمد خان۔ خواجہ ابوسعف ہراتی۔ خواجہ ابوبکر

خادمہ علی۔ خادمہ ابو الحسن فرقانی۔ خواجہ بازید مسکنی۔ حضرت امام عظیمہ روضہ حضرت علی اکرم

بن محمد بن حضرت عثمان فارسی حضرت مصطفیٰ زکریا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

وہی شخص جو کہ غلو ہو رہا ہے کہ اس میں حضرت ابراہیمؑ کے لیے حضرت ابو الحسنؑ کا نام ہے۔

[illegible]

فان الله اعلم بالصواب

[illegible]

سیری - یونی وفاق - بولنگام سیریل - ابو بکر سیریل - طاہر سیریل - سمری سیریل - سمری سیریل

وہر وزیر شاہان مہمور کو فخر و تہنیت فرستادہ کہ رضوانہ

(۵۰) - حضور سیدہ سلیمانہ میں سے آپ کے محمد ماضی حضرت کوٹ پات کی اہمیت اور

مردی فادیه جیتی می طاعتی - محبوب دلی ہے۔

سید فاضل سید عطاء اللہ - سید سعید علی - سید رفیع الرحمن - سید یونس - سید یحییٰ

عالم سید ابو الفضل - سید ارمین لؤلؤ - سید حسن الدین محمدان - سید شاه فیصل - سید محمد باقر

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تیسرا جوہر

حضرت مجدد کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال کے بیان میں

آپ کے مخصوص کمالات | جو کہ کلام اللہ علیہ السلام میں مخصوص ہونے کے ساتھ آپ کو عطا فرمائے۔ زبان قلم اس کے بیان سے عاجز اور قلم تقریر سے قاصر ہے۔ بطور شرف و تکرار خود کو مختصر فرماتے ہیں کہ دل کو بچھنے میں نہ

۱۔ آپ کا غیر تقیہ طینت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔

۲۔ آپ مجدد ملت ثانی یعنی دین کو نئے سوسے سے تازگی بخشے ہوئے ہیں۔

۳۔ آپ پریم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعث قیام الہامی ہیں۔

۴۔ آپ کو خونیۃ الہوت کے خطاب سے سرفرازی عطا ہوئی۔

۵۔ آپ کی مرتبہ زبیریت عطا ہوا۔

۶۔ آپ مجروحہ قلب طرار باعشوب جہان عالم جان پر مطلب و شاد و باعث بقولہ ایمان نام ہیں۔

۷۔ آپ کے ہی سلسلہ میں قیام سے تک قطب ماحار شاہ ہو کر چلے گئے۔

۸۔ حضرت امام ہدیٰ آخروں میں آپ کے ہی خلفاء و سلسلہ سے پہلے گئے۔

۹۔ آپ کو مقام محبوبیت فائزہ عطا کیا گیا۔

۱۰۔ آپ مقام سابقین اولین پہنچے جو اصحابِ یمن سے بھی آگے ہے۔

۱۱۔ آپ کو سیاست و لادست محترمہ عطا ہوئی۔

۱۲۔ آپ درصا پرینے بندوں کو خدا سے ملانے والے ہیں۔

۱۳۔ آپ کو شہادت اخلاقیہ عطا ہوئی اور علیہ السلام و اصحاب کے راست عطا ہوئی۔

۱۴۔ آپ نے بے واسطہ اللہ پاک سے کلام سنا لیا۔

۱۵۔ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔

۱۶۔ آپ کا سر و قلعہات قرآنی و ظاہر کئے گئے۔

۱۷۔ آپ کو علم سوا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ و سب سے سیم عطا ہوا۔

۱۸۔ آپ کے حضرت خضر و الیاس نے نکاح پر موت و حیات کی کیفیت ظاہر کی۔

۱۲۱۔ آپ پر ایمان میں یقین رکھنا کہ آپ کا کوئی دھماکا ہی ہرگز نہیں
 (نقشہ) دوسرے لوگوں میں کوئی یقین نہ پڑے گا کہ آپ کی تفتیش کی جیسے علم یقین ہی
 کا جزو ہے ۔

۱۲۲۔ آپ پر ایمان میں یقین رکھنا کہ آپ کا کوئی دھماکا ہی ہرگز نہیں
 ۱۲۳۔ آپ کو شہر کا بار بار مراجعت و تکرار حضور مسلم سرفراز ہونے
 ۱۲۴۔ آپ کی نواہد کے لئے کعبہ شریف، کعبہ اور آپ کی خانقاہ و شریف کے گزیر سے آپ زفر
 برقعہ و اسبست و گونج کھج تر لایا اور آپ زفر پلایا ۔
 ۱۲۵۔ آپ کی خانقاہ و شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ عطا ہوا ۔
 (نوشہ) زمین مقدس آپ کی مسجد کے شمال کی جانب سے، طویل پائلیں جنوب سے، مسجد مبارک
 سے شروع ہو کر قریب مبارک کے عقب شمال کی طرف ہو کر چلی گئی ہے ۔ اور عرض اس زمین کا مرکز
 ہے ۔ جو دولت مرانی کے دیوانہ سے غریب کی جانب کوئیں نکلتی ہے ۔
 ۱۲۶۔ آپ کے طریق میں عامی اور اہل کے فیضان منہج اور شامل ہیں اس لئے آپ کا طریقہ
 افضل ہے ۔

۱۲۷۔ آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے اور اس میں مخالفت الیحد کے علاوہ کوئی
 ثبوت بھی شامل ہیں ۔
 ۱۲۸۔ آپ کے سلسلہ کے کل مرتبین دو قیامت تک ہوں گے کہ آپ کو کھلانے گئے ۔
 ۱۲۹۔ آپ پر گزشتہ وہ آئندہ ملاقات مشکف ہونے ۔

آپ کی کتابیں
 اگر کسی غیر بیانی سے کوئی باطل غلط فہمی میں آئے ۔ تو اس کو چھوڑ گئے ہیں
 اور کیا گاتے سے ظاہر ہو کہ وہ کلامت ہے وہ مستند ۔ انبیاء علیہ السلام کو کلامت اس لئے عطا کئے
 گئے کہ کفار پر ہیبت ہو ۔ اور وہ ایمان لائیں ۔ اور لایا کہ اس لئے کلامت مقرر ہوئی ۔ کہ فاسق و فاجر
 کریں ۔ اور کلامت پر آویں ۔ مگر کلامت کے ظہور و عدم ظہور سے خارج ہونے میں کم و بیش لازم نہیں
 آتی ۔ ظاہر ہے کہ صاحب کبار کے مرتبہ کو ثبوت سے بڑھتی دلی نہیں پہنچ سکتا ۔ امدان سے متقابلہ
 اور امدان کے خلاف بہت کم ظاہر ہوئے ۔ آپ سے پیشا و گزرات ظاہر ہوئیں ۔ بعض نے ۱۰۰۰
 اور بعض نے اس سے زیادہ فراہم کی ہیں ۔ لیکن میں صرف ۲۰۰ کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں ۔ مندرجہ ملاقات
 میں مذکور ہے کہ آپ کے ایک فاضل نے بیان فرمایا ۔ کہ آغا جانے اس عقیدہ ایک مرتبہ ایسی توجہ فرمائی
 کہ میں اس کلامت کو اگر چہ مشکوک پر ڈالوں ۔ تو یقین ہے کہ وہ جہی ہو جائے ۔ اور اہل عالم پر کلامت تو
 اسے ممکن ہو جائے گی کہ یہ کلامت ہی ہے ۔ کہ نہ مانہ اخیر ہے شروع فساد کا معدن اور خیر و برکات خلی

۷۔ آپ کے قابضیت کے ایک مرتبہ کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کا امتیاق پیدا
ہو گیا آپ نے ان کو قطب نامہ کی طرف دیکھنے کے لئے اشارہ فرمایا اس میں سے حضرت غوث غلام
ہوئے جس نے اچھی طرح سے آپ کی زیارت کرنی۔ دو مرتبہ پھر میں بھی ہو گئے۔

۸۔ آپ کے ایک مرتبہ سورہ ناس کو پڑھنے کی کا وقت پیش آیا۔ ان کا سلوک کے باقی تھا۔
اب ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمائے کہ گویا۔

۹۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ افسوس کہ وہ بزرگ میری میں صاحب کبار
ایک نظر میں داخل ہو جیتے تھے بے محنت سے بھی کہ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا
فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بے محنت ہے جب وہ تم سے حاضر خدمت ہو اس کی بے بسی کی حاجات
میں قسمت باطنی سے مالا مال ہو گیا۔

۱۰۔ چونکہ آپ کے فیض سے بہت سے اہل قہر بھی مستفید ہو کر علی ہو گئے۔ ایک شخص نے یہ بھی
یہ خدمت کی کہ میرا بھائی آپ کی خدمت میں آیا کر عرض کرنا۔ جب جتنا نہ دیا گیا۔ آپ نے کو بڑی مروت
کا دل ہماری پہنچا۔ اسی شب اس کے اقربا نے اس کی کیفیت کو خواب میں دیکھا۔

۱۱۔ سورہ فاتحہ پڑھ کر کسی نے فانی شاہ کی شہرت سن کر ایک خط لکھ کر اس کے آپ کی خدمت
میں لکھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر اس کے ہفت روزہ کا اس سے فوری طور پر خط لکھا کہ وہ اس کے ہفت روزہ میں ہفت روزہ
خدمت ہو کر رہے اور خدمت پائی۔

۱۲۔ جہانگیر بادشاہ۔ اور شاہ جہاں شاہ جہاں کی باہم فتنہ و فساد ہوئی۔ یہ فتنہ متاثر ہوئی تھی۔ فتنہ آیت
نے باہم فتنہ فتنہ کو لگا لگا بلکہ فتنہ پائی کی دی گئی تھی۔ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ
جو آپ نے فرمایا تھا۔

۱۳۔ جہانگیر بادشاہ نے اس کو دیکھ کر بڑی غصہ کیا اس نے اس سے مستند اور چاہی اس آپ
نے اس کو دیکھ کر اس کا خط لکھا۔ تین چار روز میں بادشاہ نے اس کے جواب کے خط و خطاب سے اس
کو سرفراز کر دیا۔

۱۴۔ بادشاہ کو ایک مرتبہ کثرت خطاب ہوا۔ اس سے اس نے اس سے اس کے ایک ایک باطنی کے
پاؤں سے بندھا کر مارتا مارا جاتے۔ اس نے اس میں عیب دیکھ کر شریف ہو کر کہا۔ آپ کے خزانہ اور
ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ جب وہ دیکھ کر اس میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کے خطاب کے طعنت
سے سرفراز فرمایا۔

۱۵۔ آپ نے فرمایا کہ میری خدمت میں حاضر ہوا۔ خواہ غریب و فاقہ رس کے مورد غنا و ثروت تھے۔
وہ ان میں غریب میں غریب کو سبب بنی سبب دہم ہوا۔ اس میں اس کی خدمت تکلیف ہونے لگی۔ آپ نے

دعا، فرمائی ہیں جب تک کہ تم نہ متوجہ نہ کیا۔ بادش نہیں ہوئی۔

۱۱۔ اسی مسجد کی ایک یود نہایت غنیہ تھی۔ وہ گنہگار نہ تھی۔ وہ نے فرمایا کہ میں نے ابھی نہیں لیٹی۔ جب وہ اپنے پیچھے سے اہل بیت کے لئے دعا کرتی تھی۔

یہ سارا کلمہ سن کر وہاں کے لوگ حیران رہ گئے۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو ایک عجیب و غریب شخص ہے۔ اس کی باتیں سنی ہوئی ہیں۔

اولیاد هست قدرت از الله
تیر هست باز گر خانه در راه

انکه وای بر من چه باشد مرده نیز / نرنگد کرد و از نسبی آن عزیز

۱۰۔ شب بڑے کو آپ پر غلہ کر دیں گی۔ کسی سال ایک وصال ہوگا۔ چن بچہ ویسا ہی بنوگا۔

ہم آج اپنے آپ سے وصل سے پہلے اپنی میات کے ایامِ وقیعہ ظاہر فرمائیں گے جس کے بعد وفات کی تصدیق ہوگی ۔

۲۰۔ آپ نے اپنے رسائل سے ایک مضامین کل جلال انصاف کے مستحق خلی کو ملت کیا
عین کرو یا تھا۔ ویسا ہی ہوا +

۱۰۔ آپ کا ایک عقیدہ غلطہ کسی شریعت کاغزو کے مقابلہ میں غلط ہے۔ اور آپ کو کوئی کیا یاد کرتے ہیں آپ نور احمد سے ملنے۔ اس کی مدد کی۔ وہ نور غالب ہو گیا۔

۳۳۔ ہزاروں کافراؤں کے دستِ بیاگ پر شرفِ باسلام ہوئے۔

۲۳۔ حضرت شیخ اہم بنوی قدس سرہ العزیزہ کو صرف تین روز میں کمال سلوک ملے کر ان کے خلافت عطا فرمائی۔

۲۴۔ ایک بنگالی مددگار نے آپ سے طریقہ حاصل کیا جب بیٹس پر چڑھتے تو یہ داندھواں صبر پر بہت مشکل کو جاتا تھا۔

۴۵۔ ایک سوداگر پر اپنے توبہ فرمائی۔ پہلے ہی مرتبہ میں وہ دو کوش لاد بجناب ہو کر گھر بار سے دست بردار ہو گیا۔ دوسری مرتبہ جب آپ اپنے توبہ دہی تو ہوش میں آ کر سنا کہ ہو گیا۔

۱۶۔ ایک جذبی آپس کی خدمت میں کھاراحت کے لئے حاضر ہوا آپ ایک ہی مرتبہ انکی طرف توجہ فرمائی لیکن انھیں چھوڑ دیا ۔

۷۸ ایک رجب کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کے ملتے ہیں جو ماضی و ماضی قرآن شریف پڑھتے تھے میں نے۔
آپ نے فرمایا کہ ”ہم نے ان پر رحم کر لیا“ وہ فوراً آپ کے ہر گئے ۔

۴۸۔ ایک مرتبہ آپ نے سوئم گرام میں سفر فرمایا وہاں میں ہوا نہایت گرم تھی۔ خادموں نے دھواں بکشت کر کے

نے عرض کیا آپ نے دعا کی۔ اور ابرو ہٹا کر دیکھا۔

۲۱۔ آپ کے ایک سرور کو راجل میں شہر لے گھیر لیا۔ اس نے آپ کو یاد کیا۔ فرما آپ مصداق میں
نے ہوئے نورانی شہر کو یاد کر چکا تھا۔ اور خیریت ہو گئے۔ ہمارے میں نے دیکھ کر اس سے دریافت کیا
کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اس نے کہا میرے چچ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تھے۔
۲۲۔ آپ کے ایک سرور پر کوئی شخص عرض پہنچا کہ اس کے اعضاء اکثر عکس ہو گئے۔ جو گئے ہو گئے
نے آپ کی خدمت میں اس کی طرف سے سعادت کی۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کی توجہ
سے وہ اچھا ہو گیا۔

۲۳۔ آپ کسی امیر کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے ایک خندہ کو وہاں جہانے کے باعث
بگلائی ہوئی۔ اور تفسیر غنی نے ضابطہ تخی کے ساتھ اس کو تفسیر کیا۔ اور یہاں پر عرض کا نتیجہ یہ ہوا کہ
استغفار کر۔

۲۴۔ ایک طالب حضرت امیر صادق سے سبب بنا زہمت حضرت امیر المؤمنین علی کم اندہ جہانے
رکھتا تھا اس نے آپ کے کتبہات شریفین میں کھدا کیا۔ کلام پاک کے ذریعہ یہ صاحب کبار کے
منکر کی ایک ہی سزا ہے خواہ وہ حضرت صدیق اکبر کا کھدا کرے یا امیر صادق کا اس پر وہ طالب علم
معرض ہوا اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کو حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا۔
انہوں نے فرمایا جو وہاں کتبہات پر اعتراض کرے گا۔ اور جنگ باہمی کے امر کسی حد سے کو مسلم
نہیں ہو سکتا۔

۲۵۔ ایک عذراپ کا ترقی خاں کی قبر پر گزرا۔ وہاں توں کو محاسب میں گرفتار پایا۔ بارگاہِ اہدیت
میں مالک اللہ پاک نے آپ کی دعا سے اس کی حضرت زہراؑ کی روح اس کے ایک دوست نے اس کو
طوابع میں کیلید ترقی خاں نے آپ کی شفقت سے اپنی نفرت کی کیفیت بیان کی۔

۲۶۔ آپ کے سروروں یا معتقدوں میں سے اگر کوئی شخص کسی بیمار ہوئے۔ تو وہ آپ کی توجہ فرماتے
ہی اچھا ہو جاتا تھا تا ایک شخص اپنے گھر میں اس کو درویش ہوا۔ آپ نے بوقت سحر اس کے محل پر
توجہ فرمائی۔ اسی وقت سے اس کو آرام ہونا شروع ہوا۔ اور صبح تک بالکل اچھا ہو گیا۔

۲۷۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کچھ خفقہ پیش کیا۔ اور کسی مرید کی دعا گوشت کے لئے
استعداد کی تھی آپ نے اس کو تہلیل نہیں فرمایا۔ اور خدای ویر تک واقعہ کر کے فرمایا ہم اس کی حضرت کو کئے
دعا کرتے ہیں۔ بعد از سلام ہوا۔ کہ اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

۲۸۔ ایک بزرگ خواجہ جمال الدین میں آپ کی خدمت میں ہتھافہ کی عرض سے حاضر
ہوئے۔ آپ نے فرمایا تیرا دل عورت میں منہمک ہے۔ جب تک تو اس سے پاک نہ ہو جائے۔ کچھ مصل

نہیں ہو سکتا۔ اس نے شکر تفتیح کر کے قوی کی خواہشات ظاہر ہونے لگیں۔

۳۷۔ آپ کے بھائی شیخ محمد قاضی کے ساتھ قنصر گئے ہونے سے ایک روز پہلے ہی آپ نے فرمایا۔
 کہ میں شیخ محمد کو چہنہ کاوش کیا محض کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ جو اس کی ترقی حاصل ہوگی۔ جب سے
 سے قاضی اہل آقا۔ اس بنا کی طرف۔ صرف تہذیب ہوئی۔

۳۸۔ آپ کی خدمت میں ایک مدینہ شریف کا ایک سال پہلے ایک بیت لکھنے کا عزم معصوم ہے
 آپ نے فرمایا کہ لکھنا تو عاقبت میں نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد اس نے چہنہ کاوش کی۔ مگر نہ
 جا سکا۔ اس کے بعد کئی سال تک وہ ایسا کرتا رہا۔ مگر ناکام رہا۔

۳۹۔ حضرت خاجہ عام الدین نے آپ کو خط لکھا کہ میرا بیٹا کو ہلے کا وہ ہے۔ آپ نے جواب
 میں تحریر فرمایا کہ آپ کا بیٹا معلوم نہیں ہوتا۔ انہوں نے کل انتظام کر لیا۔ مگر بیٹا نہ ہو سکا۔
 ۴۰۔ ایک مدینہ شریف نے آپ کے ہاں کی راہ دریافت کی۔ آپ نے ایک مدنی کا نکاح اس کو کھلایا
 اور افضی باطنی کا اور اثر اس پر پھیل گیا۔

۴۱۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں دو کا تولد ہونے کے لئے ہستیا کی۔ آپ نے
 غور کر کے فرمایا تیری صورت بالکل ہے۔ اگر تو دوسری شادی کر لیا۔ تو تو کا پتہ نہ ہوگا۔ جب اس نے
 دوسری شادی کی تو کا تولد ہوا۔

۴۲۔ جب آپ کا وہ سال ہوا تو آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد صادق کے مقبرہ میں
 دوسری قبر کی تعمیر شروع ہوئی۔ آپ کے واسطے صاحبزادے کی قبر میں مشرق سے لکھنا لکھی۔ اور آپ
 درمیان مدفون ہوئے۔

آپ کے مشرقی مآثر [چون ہی حوصہ میں آپ کے کلمات کا عالمگیر شہرہ ہوا۔ مدینہ شریف کی علمی حلقہ میں
 ہر ایک میں آپ کے خلفہ پہنچ گئے۔ اس وقت میں بانیہ ہدایت گرم ہوا۔ فرما فرمایا ان بہن تو ان جملہ
 نے ان کے ہاتھوں پر سمیت کی۔ بارشادہ ہند کے حکم میں بھی شیخ علی الدین آپ کے نامور خلیفہ مشرقی
 حلقہ توجہ سے۔ نہ لکھتے تھے ان کے حلقہ مآثر میں مثال ہر گئے۔ اکثر اراکان امت نے بیت کی۔
 شرکاء پرست سے نفرت نہیں۔ شہرہ شہرہ یہ خبر آج صحت قاضی مدیر غلام کو بطریق اللہ شہرہ تھا پہنچی
 اور وہ پہلے سے حضرت کے حالات سے بخبر تھے تھا۔ کہ آپ کو صاحب باطل کی تردید سے خاص
 دلچسپی ہے۔ ایک سال بعد بعد افضی میں حضور فرمایا ہے۔ اس کو شیخ مدینہ شریف کا شکر میں تمام
 اور کتب کے طریق کی اشاعت بہت تارک اور ہوئی۔ اور شہرہ و روز مروج کی مکتبہ میں تھا کہ ایک
 معزز و شاہ کو تہنایا کر عرض کیا کہ حضور سب زندہ کے ایک شاخ اور اہل جو علم عرب میں ماہر ہے اور
 اسے مختلف مدینہ شریف سے شناخت پائی ہے۔ جو اسے خود بیت کا کیا ہے۔ اور انہی اس نے

خلیفہ کے ملک و ملک پروردگار نے ہی۔ ہزار ہا سال پہلے آویں کے تھا۔ کہ یہ جو ہے۔ کئی
 بادشاہ ملک غیر ملکہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ ہمارے ملک میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے۔
 اکثر امرا و سلاطین۔ خاندانوں۔ سپہ سالاروں۔ صاحبزادوں۔ سفیران اعظم۔ سادات و اشراف
 اسلام خاں۔ سکنت خاں۔ حیدر خاں۔ درگزی خاں۔ دھیراؤں۔ کہ یہ علاقہ گوشہ گوشہ میں
 اب معلوم ہوا ہے کہ اس نے ایک ایک سالہ سلطنت کو بے شمار سیاہ و نیلا کئے ہیں۔ خوف ہے کہ
 قلعہ میں کوئی ایسا شکل نمودار ہو جائے جس قدر اس کے مستغنی ہیں۔ سلول ان کا دور
 فیصلہ پر تیار کر دیا جائے۔ تو ہر ایک نظام آئندہ ہو سکے گا۔ بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آتی
 اور وہ سرے ہی روز۔ علم و اصلاح و باطن حق و متدبر کے خاندانوں کو ملک و کون کی صوبہ داری
 پر اور سپہ سالاروں کو ملک و جنگل کی صوبہ داری پر اور سفار خاںوں کو ملک و مالوہ کی صوبہ داری
 پر صابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پر اور اسی طرح سے چار سو حکام کو آپ کے مستغنی خاص
 تھے۔ و بعد از ان حکام کا حکم بنا کر ہر ایک کے مقامات تبدیل۔ پہلے کی طرف و بعد ان کی
 تبادلات۔ نے ایک فریق حضرت کے نام میں جس میں آپ کی وفات کا احتیاق ظاہر کر کے کتاب
 کو سرحد میں و مستغنی درخت دی گئی تھی۔ و بعد حکام سرحد ملکہ کیا۔ و حکام سرحد کو
 تاکید کی۔ کہ خود حاضر ہو کر پیش کش کرے۔

و ان کے نظام پر و ان کے سلاطین و اشراف حضرت اقدس تمام واقعات بادشاہی اپنے
 خدمت کے روز و رات بیان فرماتے جتھے تھے۔ حتیٰ کہ ایک سفارشا و فرمایا۔ کہ و ما و نہی اگانہ
 اور نہ عیب تھے کوئی نئی ایسا نہیں ہے جس کو وہ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو۔ و ما و نہی اگانہ
 اگانہ و ابھی تھے کوئی نئی ایسا نہیں ہے جس کو بلاؤں میں نہ رکھا گیا ہو۔ و ابھی تھے کوئی
 ان کے تھے بلا قدر محبت آتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ہمارے حالات اور اعمال کو اولیاء اللہ کے
 حالات اور اعمال سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ مگر کسی نبی و غمہ وہ پرفت ہوں یا ابوب
 یا کوئی اور ہوں۔ بغیر مجال کی سیر کے سلوک پورا نہیں ہو سکتا۔ اور اب رضی اللہ عنہ ایسی ہی معلوم
 ہوئی ہے کہ ہم کو ایسی سیر کرنی جائے۔ کہ حکام سرحد حکم شاہی دیکھ حاضر دولہ چکے صاحبزادہ کا
 حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد مصدق کو کہستان کی لڑائی شصت کیا۔ اس حال میں
 و اس وقت میں حاضر الوقت مریدین لشکر سلطانی کی طرف رہی ہو گئے۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کیا۔ و اس کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا۔ و بعد آپ ان نمونوں میں
 پہلے سے آپ کے لئے علاوہ تھے مقیم ہوئے۔
 جب آپ کو بادشاہ کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو ان میں دربار کے بموجب آپ نے

کہ جس وقت تک یہ پیشانی فیزق کے لئے نہیں جاتی اور فائدہ آئندہ ہے۔ سر پہ بھی
 دین بہت دین پناہ ست حسین شاہ ست حسین و بلو شاہ مسطکین
 سرور و نداد ست دوست نہید دانشک بنائے عالم دست حسین
 بادشاہ پر اس نسبت کو بڑا عزیز ہوا۔ اور خوف نہ ہو کہ خدیر سے خندہ کیا۔ کہ واقعی جوابی بلکہ شخص
 ہے اس کو دوبار سے اس طرح جانے نہ دیا جائے۔ اور خوف فساد و فتنہ ہے۔ نہ کرنے دلتے
 دی کران کو ملکہ بافضل قلعہ گوہیار میں نظر بند کھا جلتے تو شاہ ہے آپ کو سہرا میں
 قیامتیں بھیج دیگاہ

آپ نے اس پہنچنے ہی ایک ایک خط اپنے مل فغان کے نام پر مضمون ارسال فرمایا کہ
 میری یہ کیفیت ہے۔ اور یہ سب میری رضا مندی سے ہے خیر واپس لوگ کسی قسم کی پیش
 اور حرکت نہ کرنا

ہر چند کہ میری ہر روز ایک ہفتہ میں آواز ملتا ہے کہ میری ہر روز
 سلاوازی وقت کا بل سے مدعا ہو کر کئی منزل تک آگیا تھا۔ مگر نہ نامی اور نہ گئی پہنچے ہی
 باز نہ

ایک روز آپ نے بیٹے فرمایا کہ اب ہمارے کبریاں اتنی بڑی ہو گئی۔ اور بہت جلد
 یہاں سے روانہ ہو گئی۔ قلعہ کے تمام مال آپ کے گرویدہ اور حقد حاکم بخش ہو گئے تھے۔
 سب کو مال معلوم کر کے آپ کی مفارقت کا اثر ہوا یہاں یہ کیفیت تھی۔ اور وہاں بادشاہ کو ایک
 روز کسی کے مال پر اچانک سے سخت سے میں پر پھینکا کہ یا جو بہت زور ہو کر ہوا ہو گیا تھا۔ ہر چند
 ضعا بے ہوتے تھے کوئی فائدہ نہ تھا۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں
 کہ تو نے مجھ کو بامدادت کی بے عزتی کی ہے۔ تو جس عذاب اپنی میں گرفتار ہے وہ اس کی
 دیا کے دفع نہ ہو گا۔ اگر تم کو اپنی اعدا ہا ہست کی غیرت نظر ہے تو اس کی طرف رجوع کر۔ بادشاہ
 نے خواب بیدار ہوتے ہی آپ کی مدافعی کا حکم جاری کیا۔ اور آپ کی وجہ سے کل ہندوستان کے
 قیدیوں کو نکالیا۔ اور ایک عرصہ ارشد اپنے عزیزوں کے ہاتھ سے حضرت کی خدمت میں تھمن
 ہستہ مار چھا فی فغانہ کر کے قادم ہستہ اوزم سے مشون ہوئے کی ہستہ مار کی حکم
 جب ہر ادب پر مشن بود کا نظور تامل کی گیا یوں چسٹ گئی میں
 ہر کے شرمندہ شد۔ ہر خط اپنے
 اپنے اس کے جواب میں کچھ شرمندہ پیش گئے۔ بادشاہ نے سب نظر کر لئے۔ آپ نے اس سے وہی

میں تین روز سجدہ شریف کیلئے سے بیزاروں محسوس کنندہ تھے قادیانوی میں علی آبادی میں سب ایک
جمال باکمال سے مشرف ہوئے پھر آپ مام شکر پاؤں شاہی بنے۔ بادشاہ قادیان تھا۔ دل مسد
شاہیوں اور دیر غم آپ کے احق بال کے سے فرم ہوئے۔ آپ محل شاہی میں انورین لے گئے۔
آپ کے اہل و عیال فرمائی۔ امیر بادشاہ کو حکم دیا۔ کہ اپنی خطا کو یاد کر کے روتا رہے۔ بہت جلد پاؤں
کو صحت ہو گئی۔ آپ کے قدموں پر گر گیا سلسلہ حقیقت میں داخل ہوا۔ اور حکم شروع ہوئی گئے۔
والہ۔ سجادہ ہا ہائل موقوف کر دیا گیا۔

۲۰۰۔ گاؤں کشی میں آزادلی گیش۔ کوشتہ برہنہ باریک جھٹہ صر ہے۔

۵۵۱ بادشاہ اور اس کا کن دوست نے ایک ایک گھنٹہ سبھا عام کر دی اور وہ پانچ بجے کے وقت سے
 شروع کی۔ اس کا باب تیار ہوئے۔ سب نے کھائے ۔

رہے۔ جہاں جہاں انگلیس میں مسیحی شہید کی گئی تھیں وہاں۔ رقیہ کی گئیں۔

(۵)۔ ارباب عام کے قریب ایک طرف مسجد تعمیر ہوئی، دوسری طرف باغ و شاد و گلستان تھا۔ یہ کے قریب جماعت نماز پڑھتے تھے۔

(۶)۔ فہرہ بشیر عقیقہ شرعی ملحق و قاضی معزود ہوتے۔

(۱)۔ کفار پر جزئیہ منکر رہا +

۱۷۰۔ جس قدر قانونِ خلافت شریعہ شریف جاری ہے۔ سو یک قدم سرنگ کیے گئے ۔

(۷) - جملہ پراسرار و مرموز جاہلیت و کفر کے گھمبے ۔

اسلام کو نئے سرے سے مدق اور دین میں تازگی تلقی مسلمانوں کے دل
بارغ باغ اور گنار کے پھینے بارغ و بارغ ہونے۔ نظم

ہر طریت ہے مسکت ہندی کی دھوم میں رفتن چارسو دینی علوم

ہو گیا مجھ کو جس شیطان خبریہ

لا فروع فی علم آخیر و حدیث

ہے جہاں میں تندرہ دیں کا خوش

ہیچو ما و سنت نبوی کریم

مست گل ہیں اور غنچے قواق ہیں

بہشتی ہیں وہاں کشتاقیں

پتی پتی سے عیاں ہے تازگی

پہلے صابہ تخت باغ نبی

درجہ اولیٰ کا تفسیر فصل اول

ہے تباہی پٹیوں کی مرحبا

اس کے بعد کوثر نے آؤ آؤ علی سے بددینی کے فتنے وہ ارج لینے کے لئے سے بھی ابڑھیں کیں۔
 کبھی اس کے بعد وہ شہر شری محمد بن قیس کی اہلیان سے نکاح کیا کہ باو شاہ کو گرہ کرے، رجب وہ اس
 میں بھی ناکام رہا۔ بعد ازاں باو شاہ سہ ماہی باو شاہ سے اپنے والد سے ملنے جاتا تھا کہ کوثر نے اس کو اپنے والد سے

محبوب پاروں کو جیسا جب وہ جی حضرت کی کوئلوں کی محبت سمجھا دے وہ جی ہے۔ اور تیل کو دے
 گئے۔ اس کے بعد ہم صوفیوں میں اسلام کا مروج ہوا۔ اسی طرح سے مالکیر بادشاہ کا حکم نکلیا جو
 آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ علیہ الرحمۃ کا مروج تھا۔ ہمایوں میں اسلام کو روکن کی کوشش
 رہی۔ انشا اللہ تعالیٰ فیما بعد ہم آپ کے خلیفہ اور مریدین سے لیا ہوا دین و تاریخ شروع
 ستین ہوتی رہی گی

بارہوی تائید صحت = جمن

آپ کا چہرہ صحت مند اور کامل تھا۔ آپ تنگ انداز اور آپ کا رنگ گندہ۔ گونہ لعل بر طبیعتی
 تھا۔ آپ کے چہرہ صحت مند اور کامل تھا۔ آپ تنگ انداز اور آپ کا رنگ گندہ۔ گونہ لعل بر طبیعتی
 مبارک پر کچھ میل نہ جوتا تھا۔ آپ کے پسینہ میں گرمی ہو یا برسات کسی موسم میں کوہ آتی تھی۔
 آپ کی پیشانی کٹ دیتی تھی۔ اس پر سجدہ کا نشان۔ اور پیشانی سے مٹی تک ایک رخ خط کشہ تھا
 جو ہمیشہ چمکتا رہتا تھا۔ آپ کے ابرو سیاہ باریک کھلاؤں میں ڈھکی ہوئی تھیں۔ سرخی مثل سفیدی و
 سیاہی نہایت گرمی۔ آپ کی ہڈی بلند لمب تر تھیں۔ چہرہ متوسطہ۔ اذنان متصل اور روشن تھے۔ آپ کی
 ریش ہندک بانو کشکوہ درج۔ اندر نسا باریک پر بال بٹھاؤ نہ تھے۔ آپ کے ریشے ہلکے
 سفیدی غالب تھی۔ ہاتھ کھلے۔ انگلیاں باریک۔ ہاتھ نہایت لطیف۔ ہاں شہرست صاف
 سیتہ فیض تھیں۔ پر بالوں کا مروج ایکسا۔ ایک خط تھا۔ آپ کی کمر بستہ تھی اور نازک تھی۔

آپ کے تعلق عبادت اور شریعت آپ کے خلق سر پرانہ تھی۔ شکر علیہ وسلم و تابعین۔ شہد و دوام و تمام
 و شہد و تمام و کل آپ کے عبادت میں داخل تھے۔ جنازہ کے ساتھ مشاہدیت کہتے۔ بڑا ایش مثل
 کے لئے اپنی امت صرف فرماتے۔ اور بعض کی عبادت فرماتے۔ سفرات معاش میں ہر دم کرتے رہے
 مرض کے لئے تو مسجد دل فرماتے۔ صمد ہزارہ آدمی شہنا پاتے۔ ایام سنن پر شہد اور شہد کا سفر
 فراموش کے وقت اور عبادت فرماتے۔ اور سر سے دونوں کو سفر کے لئے فرماتے جاتے تھے۔ غلو
 شرح جلدوں اور علم و عقول میں شرکت فرماتے۔ خاص موقوف میں شریک ہوتے۔ اگر کسی مروج
 پر نہا بھی تو آپ خرم آپ سے ترک ہو جاتے۔ آپ بہت استغفار فرماتے تھے۔ غلطی پر چلے اور کافیت
 پر شکر کہتے تھے۔ یہ کہ انھیں فراموش کو کرنا چاہتے۔ ہر امر میں آداب و شکر محظوظ اور اجتناب بہت
 محظوظ کہتے تھے۔ لباس بھی آپ کے پر شہد شریف تھا۔ ہر عامر میں کدوؤں سے کھانوں پر
 کھانے ہوتے۔ ایک میں سرگ کوڑیاں کہتے تھے۔ ستین چک اپنی سلی ہوئی نہ ہوتی تھیں۔ پاجامہ
 شہد سے ہوتا کسی نفیس سا رنگ۔ جو نامولی۔ ہاتھ میں عصا۔ کاندھے پر جانا ناز خیر اور حسین
 ہر لباس پر فراموش نہایت فرماتے تھے۔

[illegible]

آپ نے ان حالات میں بھی کچھ غرضیہ مسئلہ عنہ کے محامد میں غلطی کر کے بعض کا اشتہار
میں غلطی کی تردید کرتے ہیں۔ کلمات توحید و وحدی کا بخار چاقو و مال نامیہ اور ایسے کمال کی تفسیر
کو نامہ کرتے ہیں۔ حافظ سے

روزی سزا کا صلہ ہے وائے اُن مائل کہ غضب نہ شتانہ پہلے رحمانی
سعادت و عید شہودی کو قہید و دوی ہوا در صحرای سحر نہ نزع بیستے تھے۔ ذکر ہر کو خلاف موجب
جائستہ اور ایک کشتی کہ پہلے فرعونیت اور خلافت امت است۔ سجدہ قبور کہ اور صلح اور فہم اور حذل
و چراغ اس عرس کو ناجائز فرطہ اندیشی سے منع کرتے تھے نفس میلاد شریف کو جائز اور طہر مرقہ
کو ناجائز فرطہ تھے۔ گنہ گار است قبور کا حق اور اولیائے امت سے دعا جانے کہ در مسکن اور ایصال ثواب
عبادہ عالی اصیل کو جائز اور عام اور مسنون کہ خواہ کوئی چہن و ادا کرے۔ دہل سنت قرار دیتے تھے
اور طواف و بوسہ و ہی تہنہ کو مکروہ و جائز تھے۔ عزرا است و عہد پر بندہ گوارا پر شروع شریعت آپ ہاتھ
پھیر کر چہرہ کا نور سے چلتے تھے۔ یا عراس کو بھی ترک فرمایا تھا۔ حق الامکان حرام تھا۔ میں
جس کے شفق غنیمت پر پائے مل فرماتے تھے۔ چنانچہ اس فرض سے آپ خود امت کو لے گئے۔ کہ
سعد فاتحہ نمازیں پڑھیں۔ اور قرآن غلط الامام بھی نہ ہو۔ اور چونکہ امام عظیم کے قزو یک قبرستان میں
قرآن شریف پڑھنا مکروہ اور ان سکوت کر امام محمد و امام ابو یوسف کے نزدیک روا ہے۔ گاہے
آپ پڑھتے تھے اور محکمات ترک نہ کیا اور مسنونہ و مکتوبات کرتے تھے +

آپ کے خیال سے وہ مال آپ پر ہیستہ ہو یا حضرت دوسرے کو دیا جائے اور بعد نصف شب بیدار ہو کر اور یہ

يَتَمِشُّ فِي الْعُودِ يَدِينَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ لِحُفَظَةِ وَثَرِ اللَّهِ وَحُكْمِ لِسْمَا
وَالْأَرْضِ وَبِحَقِّ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَقِّ الَّذِي كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يُدْرِكُونَ
هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلَكُمْ وَأَخْرَجَ مِنْكُمْ جَفَنًا وَآخَرًا ثُمَّ
لَمْ تَرْوُا. وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ مِنْ يُعَذِّبُهُمْ كُلًّا بِجَهَنَّمَ
كَيْدًا وَتَعْلِيمًا مَا كُنْتُمْ

[illegible][illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کی ولادت اور صحبت [بعد از ان نمود میں تشریف لیا تھا۔ اور بقضائے حال بعضی مرقن شریف پڑھتے اور کچھ کچھ لکھ لکھ کر کرتے۔ اور گاہ گاہ طالبانِ خدا کو بعد از طلب کے لوالہ پس فرماتے اور آپ کی کمال کے مرقن ارشاد فرماتا اور یہاں الفاظ ایسا ہوتا۔ کہ ان کا احوال غنیہ نکلا پھیلا اور توجہ بایں شرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے۔ اور کبھی خامی خاص، جصاص کو طلب فرما کر اسراف خاص و معارف خاص بیان فرماتے اور ان کے پوشیدہ رکھنے کو کوشش کرتے۔ اور معارف غنیہ بیان کرتے قدرت کو محسوس ہوتا۔ کہ گویا القا و اعطایاں کرتے ہیں۔ ہاں ایسا اتفاق ہوتا کہ میر تقی میر صاحب کو فی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے سمجھتے تھے مگر اس معرفت سے متوجہ

حضرت خلیفہ اعظمؒ نے فرمایا کہ اس کے حال اسی ہے جس کا ذکر فرماتے ہو کہ تمام کے غرضت
 و انجاء ملت وہم ذکر حضرت راقبیت و اخلاص علی کی تائید فرماتے ہو کہ اگر ایک طبیب کا لفظ
 لا الہ الا اللہ شہد حق معلوم اللہ کی شہادت فرماتے ہو کہ یہ فرماتے کہ تمام عالم کا باطن اس کے
 مثل نظر کے ہے بقا بلکہ یہ اس کے محض ہے اور فرماتے کہ یہ ملکیت جامع کائنات و ایت نور
 ہے۔ اور فرماتے کہ حق کو معلوم ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک رقبہ کہ پر چند ہی ہوش
 میں رکھ دے تو بھی گناہ گار نہیں ہے۔ اور فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آدمی نہیں ہے۔
 کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کے تکرار سے مستغرق ہو جائے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی آدمی
 میرے نہیں اور میریوں کو کتبہ حق کے مطالعہ کی تاکید فرماتے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون سا مسئلہ حق ہے
 اور کون سفیر آدمی۔ یہاں تک کہ وہ حضرت کے علم ہوا پس سے خاموشی کی جامعیت حق
 اور اسباب پر اس قدر ہر مشقت ہمہ بیت غالب تھی۔ کہ مجال انبساط ہم ندن دینی۔ اور حضرت
 کی تکلیف اس وجہ کی تھی کہ باوجود قوت و کثرت کا ہر روز ہر وقت ہر لمحہ کسی اثر تھوڑی سی
 اور بے نیل درست علم ہر آپ ہو باقی۔ اور گاہ کہ اندکے بیان حقائق میں تھوڑی سی گنج گنجناہ عود
 ہو جاتا۔

ابھی کی یادداشت ہے کہ نادر خانی نے نادر شاہ کی آتش کشتی کو دیکھا تھا۔ ہر چند کہ کچھ نکتہ جو اول
 تحریر ہے۔ وہاں بھی نہیں۔ حال یہ کہ نادر خانی بڑے بکھرے پڑے تھے۔ اور کبھی بسبب قلت انیس ہجرت
 پر جو کمال بنام افراق پڑے تھا فرماتے۔ اور کبھی وہی بدل پارہ کشت نادر شاہ میں بند فاقہ۔ جو
 اسید اور دانش اور ذلیل اور دانشمندی اور جہاں تھیں تھے۔ اہل محل میں نادر خانی
 دینی احوال میں اکثر غلام فرما کر سوئے ہوئے فرماتے تھے کہ آتی اتنی مرناس عود کا دن مات میں پڑے
 محال اتفاق ہو جاتا۔ اسی نادر خانی غلوت میں اور فرماتے تھے۔

ابھی کا معلوم تھا کہ بعد مجلس میں شریعت نے جلتے امکا کا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزند من
 اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے تھے۔ اور خادموں میں سے اگر کوئی شخص موجود ہو جاتا تو اس کے
 حصہ کا کھا مار کر چھوڑ دیتے تھے۔ اور اسے ارشاد فرماتے۔ حضرت کے گھر کا کھا نا ضایت النفع ہو جاتا
 نقل ہے کہ جب حضرت شہزادہ سلطان کے ہمراہ تھے بادشاہ کا گھر میں ہندوستان میں ہوا حضرت
 نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھا تا کھا کر ضایت خوش ہوا۔ اور کھا کھا کر فرمایا کھا نا کبھی نہیں
 کھا یا ہو گا۔ کیونکہ وہ کسی سرپرست اور بڑے دست و طارت اس کے کھانے میں کھا نا باقرا
 کا تجربہ ہے۔ کہ جو شاہ حضرت علی مرشدی و مولیٰ حضرت حافظ عباس علی صاحب قادی
 الشہیدی کی محراب میں تھے کہ گھر کے کھانے میں خوار وہ کبھی کسی شک پر تاملتے پاتے

كَالْمَلِكِ بِمَا آتَاهُ اللَّهُ وَحْدَهُ مَا كَانَتْ يَدُكَ لَهُ لَمْ تَمْلِكْ وَلَهُ الْحَمْدُ يَوْمَ الْآخِرَةِ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَلَمْ يَكُنْ أَهْلًا لَّكَ الْخَلْقُ وَالْإِنْسَانُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
شَكِيرٌ اور بھی آپ تشدد میں آشوب و شہادت دے اٹھائے تھے۔ اور یہی جو عتقاد
نقل سوائے تراویح اور کسوف و زہرے تھے۔ اور نماز خسوف منفرد ادا کرتے تھے۔

آپ کی نماز بعد دوپہر نماز بعد کو جس طرح کہ علماء منصفین نے فرمایا ہے۔ اسی طرح ادا کرتے اور
و تراویح وغیرہ۔ بعد فرض جو سات دفعہ صلاہ اخصا سات دفعہ عزوتین مع ہر نماز
اور احتیاطاً بعد ادا کے بعد صلاۃ ظہر کو دہرے کرتے۔ کہ کل شراکہ بعد قبلہ بعض فقہاء اس وقت
پائی نہیں جاتیں۔ اور اس طرح نیت کرتے **نَوَيْتُ أَنْ أَصَلِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى أَرْبَعَ
رَكَاتٍ أَوْ فَرْضَ الظُّلُمِ أَحَدًا رَكَاتٍ وَفَتْحَهُ وَفَتْحَهُ آيَةً وَ تَرْجَمَ** میں نے پانچ
رکعت آخر فرض ظہر کی نیت کی پایا وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا اس وقت تک۔ اگر
کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز بعد کو دہرے تو منفرد ادا کرتے اور اسی طرح سے سفر میں
بھی طریقہ جاری رکھتے۔ اور آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں عکافات کرتے اور شہر و دیہ
میں عزوت نیت کرتے۔ اور ان عکافات میں طاعت و اذکار و صیام کی طرف بہت اہمیت
ہوتے۔ اور بعد وڑھتے۔ اور شہر ہائے بعد کو مع اصحاب ملت کر کے وہ شریف پڑھتے
غیرہ بعض کورہ میں بغیریں یا دہرے کرتے۔ اور مشرقی راج کو مایوں کی مشابہت کے سبب
ماخوذ نہ ہوتے۔ صرف بعض اویسیہ نافہ طاعت کرتے تھے۔ اور مغربی راج میں ہر روز نماز
عشاء اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے اور تعریف بغیر عروہ کو بیچنے ان حکام کی
بساں بھائی تھی جن کو حاجی لوگ عرفات میں کہتے ہیں آپ کرہ ملتے تھے۔ اور ان تاریخ
کی میں نعت ادا کرتے اور سفر و حضر میں کعبہ تمام ادا کرتے اور تین قرآن شریف سے کم نہ پڑھا
یہ رقم نہ کرتے۔ اور ہر چار رکعت و راج کے بعد تین ائمہ شایعات **ذِي الْمَكْرِبِ وَالْمَكْلُوبِ
سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظِيمَةِ وَالْقَبِيحَةِ وَالْقَذَرَةِ وَالْكَبِيرِ وَالْمَذْمُومِ
سُبْحَانَ الْمَكْرُوتِ الْفَحْشِ الْبِخَامِ وَالْأَيْمُونِ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ
ذِي الْمَكْلُوبَةِ وَالرُّوحِ الْهَمْدُ أَحْمَدُكَ مِنْ النَّارِ** اور ہر دو رکعت کے بعد یہ
دعا پڑھتے **يَا كَرِيمُ لَكَ رُفِعَ يَا كَرِيمُ الْإِحْسَانُ أَحْسَنُ صَلَاتِنَا
يَا حَسْبَنَا يَا كَرِيمُ يَا اللَّهُ ارْحَمْ كُلَّ تَوَّابٍ بِرَبِّهِ عَامِلٌ هَيَّ اللَّهُمَّ
رَبَّنَا بِمَعْلَمَةِ الْوُطْنِ وَالْجَنَّةِ رَفَعُوا بِلَاةٍ مِنَ الْفَكَارِ يَا اللَّهُمَّ يَا
حَافِظَ الْفَتْحَةِ وَالْمَكْرِيبِ وَخَلِّصْنَا يَا حَسْبَنَا يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ**

یاد دینے یا بلا اور کیا یا چیر یا بچیر یا بچیر میرے ملک و قضاہ کیلئے
الہامیہ الکتب حفظ کیے گئے تھے کا طعن تھا کیا محفوظ رہے یا غفلت سے یا غفلت
تلافی کے لئے؟ ان کے لئے محفوظ و الحافظیہ و الحفاظات اللہ الیہ المرجع
والاعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ بعد ازاں یہ مسئلہ نکلا کہ
فرطت تھے اور حلقہ میں اس لئے قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا اور غارت و فیر میں اس طرح
قرأت پڑھتے تھے کہ گویا اگلے مہینے میں اس الفاظ میں فرطتے جاتے ہیں۔ اور سامعین کے بڑی
طرح سے حلاوت ہوتا تھا کہ اس قرآن اس قرآن کے مابین جو فرق ہے۔ بہت سے کوئی جو کہ
مرد بھی دہراتے تھے۔ کہتے کہ حضرت قرآن اس حد سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ ان کے دل سے
نکلے ہیں۔ اور ہرگز کہ وہ بلا جہاد نہ پڑھتے تھے اور غارت و فیر میں اکثر سامعین کو غفلت کی حالت
میں لیکن حضرت کو بھی کہہ دیتی تھی۔ اور اس طرح کھڑے کھڑے قرآن سمجھتے۔ غرض اللہ تعالیٰ ہم پر رحم
فرمائے۔ کہ ایک مہذب میں حضرت سے عرض کیا کہ کیا بابت ہے کہ آپ کو کبھی غفلت
میں نہ پڑتی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مدد دے اور قرآن فراموش نہیں ہوتی کہ کبھی بھی جہاد کا سفر میں نہ پڑا
پہنچے تک تلاوت قرآن فرطتے۔ اور میں کہتا آیت سجدہ آتی۔ فی الغد سجدہ آتی۔ آتی کہ
عرین پر سجدہ کرتے۔ اور حالت غفلت میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ و سات بلکہ نو دیکھنا
پڑھتے اور کبھی تین مرتبہ پڑھنا قصداً فرطتے حسب موقع اور فرطتے کہ شرماتی ہے۔ کہ باوجود
آنستہ استطاعت حالت انفراد میں اہل تسبیحات پڑھنا قصداً کیا جاتے۔ اور حالت جماعت
میں اس قدر کہ کھڑے ہی بیزارفت تین مرتبہ کہیں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پوچھا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصانیف تعلیم طاقہ وصال
صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں

آپ کی تصانیف علوم شریعت، مساوات، طریقت میں آپ کی بی شمار تصانیف ہیں۔ ان میں
صورت و تعین غایت میں کما حد و باقی رہ گئے تھے۔ جو صد و تیرہ شہرت کو پہنچیں (۱۳۴۰ء میں)
۱۔ اشارات النہج۔ اس میں آپ نے ابو الفضل و فیروہ و ہرچہ ابو کھضر محمد بن کے اعمال کا ذکر کے
آنحضرت صلی علیہ وسلم کا بہ لائل عقیدہ نقلیہ نہایت شریع و بطل سے ثبوت دیا ہے۔
۲۔ رسالہ رد الغرض۔ اس میں آپ نے شیخ رشیدہ کے اس رسالہ کا رد میں لیکن جو بی بی بیہ
جو انمول نے بوقت محاصرہ مشرق مقدس ہمارا دوا و دوا لہذا کفر کفر کرنے اور ان کا مال روختے کے جواز
میں لکھا تھا۔

- ۳۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باؤں الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ۴۔ تلیفات حضرت خواجہ باؤں الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی پر تحریر کیا ہے۔
- ۵۔ رسالہ علم صریح۔
- ۶۔ رسالہ مالا سے خواجہ بنگان نقشبند۔
- ۷۔ رسالہ تہذیبیہ۔
- ۸۔ رسالہ کا شفا و غیبیہ۔
- ۹۔ رسالہ آداب المریدین۔
- ۱۰۔ رسالہ الہید و روح۔
- ۱۱۔ رسالہ صاف و لدنیہ۔

رسالہ نمبر ۱۱ اور ۱۲ میں آپ نے اپنے حکم شہادت اور مقامات خاصہ بیان فرماتے ہیں۔ ان رسالوں
کے سوا آپ کے ۱۳ مکتوب ہیں۔ کم از کم ان میں نہ لایا گیا تھا۔
آپ کے کتابت خریف اپنے کل مکتوب (۱۳۴۲ء میں) میں نویں جلد میں منقسم ہیں۔

جلد اول۔ موسم باسم تاریخی ذخیرہ المعارف اس میں ہر جہت سے خواجہ عزیز مرسل یا بعد اصحاب
 بعد ۱۲۱۳ مکتوب میں۔ اس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا بار محمد الہیہ بخشی دہلوی نے لکھا
 میں جمع کیا۔

(نوٹ) بخش مختلف بختان کا اور طالعان کا نام اس میں ایک شہر کا نام ہے
 جلد ثانی۔ موسم باسم تاریخی خواجہ خلائق اس میں صرف ۱۹۹ مکتوب ہیں۔ اس کو آپ کے
 خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی مصاری نے لکھا جس میں جمع کیا۔
 جلد ثالث۔ موسم باسم تاریخی میرزا فتح علی خان اس میں ۱۲۳ مکتوب ہیں۔ اس کو آپ کے
 خلیفہ حضرت مولانا حاج محمد شمس پوری نے لکھا جس میں جمع کیا۔

آپ کے مکتوبات قدسی آیات میں اعطاء معارف اور عمدہ حقائق بیان کئے ہیں
 عربیہ و فارسیہ کے علاوہ مرآۃ مشائخ نے انکو طالع کر کے آپ کی مجددیت کی تصدیق کی۔ اصحاب کی
 تصانیف کی توصیف میں تقریبات اور بعض نے تحریر کئے۔ واضح ہو کہ مکتوبات شریف کو غنائین
 کی فہرست مرتبہ دو اقسام سے ہے۔ ایک یہ کہ سبب مراد یا مودودی نہاد مسعود آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم دین میں بڑے بڑے نقائص اور غلطیوں پر تیار ہو گئیں تھیں۔ دوسرا کہ بری کے
 ہر نامہ سلاموں میں ایک حمد گروہ قائم ہو گیا تھا۔ جو توحید کو بغیر صالحہ اسلام کے ملے کافی
 سمجھتا تھا۔ غلطیوں نے بطلانِ نبوت پر کتا میں لکھ دی تھیں۔ جاہل صوفیوں نے طریقت کو
 قرابت سے علیحدہ کر دیا اور شیعہ اور اہل حق۔ انکام قرآن و احادیث کی پابندی کو بالائے طاق
 رکھ دیا تھا۔ تمام امور اسلام میں غیر نبوی تھی و کشف اور سادہ سبب لسانی میں فرق باقی تھا۔
 صرف لے متقدمین کے غلطیات کی نقد غلط توجیہات قائم کر کے ان کو قابلِ عمل و مآثر قرار دیا جاتا
 تھا۔ جب آپ فائز ہوئے آپ نے اپنی تصنیفات میں ہماری حضرت صاحبِ مسیحہ کیوں
 کامتذکرہ کیا۔ اور کتاب سنت سے ہر امر کا فیصلہ فرما دیا۔ اور جہادِ شرع کلامِ طہ و نیا و تقدیر
 کا کشف حقیقی کے درجہ میں شمار فرمایا تھا۔ اس کو بھی صاف کر دیا مثلاً ارشاد حضرت شیخ اکبر
 اَللّٰہُ لَا یُکَلِّمُ الضَّالِّیْنَ اَوْ یُفَصِّلُ لَہُمُ الشَّیْءَ۔ وغیرہ مقایسہ سلوک کے بیان میں اگر کسی سے کچھ چوک یا
 غلطی ہوئی تھی اس کو بھی آچھٹا سمجھ کر کے وضاحت کر دی۔ مثلاً بنیائے شیخ نے نصیحتیں حکم میں
 رتبہ مع اللہ و تزیید کہ اعظم ترین قیام قصد صدق تعمیر فرمایا کہ تو کلمہ و کلمہ فی حق و کلمہ فی حق
 (ترجمہ) آپ نے اسکی تصحیح میں مکتوب ۷۹ دوسری جلد میں تحریر فرمایا ہے۔

اصل عبارت	ترجمہ
نہ کہ طریقت تفسیر است و تہجد اسلام طریقت	کہ طریقت کا تفسیر تفسیر ہے اور اسلام طریقت

تشریح ہر قدر فرق کہ در میان تشبیہ و تخریجیت
ہماں قدر فرق کہ در میان کفر و اسلام طریقہ است
و انکہ کفر و تشبیہ تخریجیت کردہ اند و انکہ کمال
و انستاد آن تخریجیت تخریجیت تخریجیت است کہ
در نظر شان تخریجیت در آمدہ است و الا تشبیہ
بہر یا کہ یا تشبیہ تخریجیت جمع شود و تشبیہ
الذات ان محض نام تخریجیت

۵

بہر جا شود و ہر آسشکارا
شہاراجز نہاں بودن چہ ہارا

کافیہ تخریجیت جس قدر فرق کہ در میان تشبیہ و تخریجیت
کے ہے اسی قدر فرق در میان کفر و اسلام طریقہ
کے ہے۔ و انکہ کفر و تشبیہ تخریجیت کردہ اند و انکہ کمال
کو جمع کیا ہے اور اس کو کمال خیال کیا ہے۔
در عقیدت وہ تخریجیت کو نہیں بلکہ جس کو تخریجیت
نے تخریجیت کہا ہے واقع میں وہ بھی تشبیہ ہی
ہے۔ و تشبیہ کو کیا نسبت ہے۔ تخریجیت ہی
ساتھ میں جمع ہونے کے لہذا ان کی ایک ہی مثال تخریجیت
ہو جائے۔ چنانچہ تخریجیت ہی کہ آقا کے رہنے
مسلک سے نہیں چلکتے۔

دوسرے یہ کہ چکے بعض کتبوں میں و معارف اور مقامات عالیہ بیان ہوئے ہیں۔ جو
اشاراتی نے آپ کو غصہ میں طرد پرہ شرکت دیگر دیوانہ و غلطی کے ہیں۔ چیکہ امامت۔
سابقیت۔ خالصیت۔ تخلیقیت۔ مسالت۔ اور تخریجیت۔ پھر دین الف ثانی سے دیگر کلمات نبوت
در مسالت وغیرہ۔

کتوبات شریف
کی تریب است۔ اور نہایت زلیہ ہر ذی علم کو دشوار ہے۔ پھر تریب کرنا خواہ وہ غلط ہو یا صحیح تو مشکل
ہے تاہم بعض بعض کتب کی تردید ضرور تھی۔ اور اس کے دو باعث ہوئے۔
ایک یہ کہ آپ کا ایک سرمد من خان اضافی آپ کے منہوف ہو کر کچھ سودت مکتوبات شریف
چکر کر کے بھاگتا۔ اس نے اس میں تریب اور تخریجیت کے متعدد نقول کر کے بعض اغواحات
دقت کے پاس بھیج دیں۔ جس نے دیکھا آپ سے غیر مستعد ہو گیا۔ بعض بعض نے تردید بھی
مکرمات من خان کے افسر کا تخریجیت کا بھی لوگوں کو علم ہوتا تھا۔ جس میں نے تردید بھی تھی۔
معدت پناہی۔

چنانچہ نفع محمد محمودی چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالحق
کے صاحبزادہ مولانا ازہر الحق سے سلام ہوا کہ آپ کے مکتوبات شریف کے ترمیم شیخ نے رسالہ لکھا
تھا جب ان کو من خان کی تخریجیت کا ورق معلوم ہوا۔ قائلوں نے معدت کا مکتوب لکھا۔
حالانکہ کتاب مجدد و مجدد افشا اور شیخ پیر بھائی اور حضرت خواجہ کے مرید ہیں۔
و وسبب باعث یہ ہوا کہ جب آپ کی ذات پاک کلمات سے کلمات ظاہر اور کلمات باہر کا اظہار

ہو اور ہر طرف فرستت پیلا خلعت شرک و بدعت قد ہونی تا جب ملک شہر و دیہات پر پڑ
میں آتش حسد بھڑکی۔ اور آپ کی کلام جو نظام کی تردید میں کوشاں ہوئے محو صلح ہو گئی تھیں
ایک سالہ بنام اشتباہ لکھا۔ اور محمد عارف اور عبد اللہ سودا کی کو اخراج کے ان سے کچھ نہ ہوا
فرما کر کے سید محمد بن نجی مہنی کے پاس پہنچا اس سے بھی آپ کے مکتوب کا رد لکھوایا اور
اس کا یہ جواب لکھی نام لکھا گیا۔ اور کٹھنی نے بعد ازاں آپ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بندہ کی
کے مکتوبات کے رد میں ایک سالہ لکھا اور اس کا نام اسرار الناسک لکھا +

جمعیۃ کے جوابات ان تردیدوں کے جواب بھی نہایت بسط و شرح سے لکھے گئے اگرچہ شیخ کے حضرت
کربینے کے بعد ان کے یہاں کی تردید کی ضرورت باقی رہی لیکن مولانا اکیل احمد سکنہ قدوسی نے
اس کے جواب میں جیسے محمد زید اشتباہ و محو صلح کا وہاں ممکن جواب اور احمدیہ تحریر کیا۔ اور اس
میں طعنات و اشاعتی کے سالہ اسرار الناسک کا بھی جواب دیدیا +

ایلاہ الہی علیہ السلام ایک نہایت ہی غیر معتبر و بالکل ہی بے حقیقت و مبالغہ مزین فریضوں کے
تاریخ ہمارے نے اس کی سمجھ کی تصدیق پر سرین کرنے سے کلیتہً انکار فرمادیا۔ تاہم حضرت مولانا تقی
سیالکوٹی نے اس کا مفصل جواب لکھا۔ اس کا نام الکلام اللہ فی مدایرہ البیرونی لکھا۔ اور علامہ
دقت شیخ زادین محمد بیگ نے بھی رد بندہ بنی میں ایک مفصل سالہ لکھا۔ اس سالہ کی صحت پر
طاهر حسن شریفین مثل عبد اللہ افندی شیخ احمد الشیشی سید عبد الحق عہدی العہدی۔ امام علی عطری
عفتی الشافعی عبد الرحمن بن محمد مصلح الامام المصطفیٰ محمد بن عبد الحسیٰ الجندی۔ شیخ من العہدی شریفین
بن احمد الشیشی نے نویں اور دہم لکھے۔ شیخ منظم عالم محمد سید محمد افندی اور شیخ الامام مہدی
محمد منظم سب حنفیہ شیخ عبد اللہ افندی حنفی زادہ نے تقریریں لکھیں۔ ان کے مضمون کا اثر
عشرہ حاصل ہے۔ کہ شیخ مصلح نے جو جواب دیے اور ان کے جواب میں اس کے اصرار و خلاف اور
عبد اللہ سودا نے عتوبات قدس آیات سے عالم ربانی عارف حقائق حضرت شیخ احمد بندہ کی
نہایتی میں سب کچھ تحریر اور کی پیش گوئی کے عہد کو کے بعد ہی نہ کثیر سید محمد بن علی مہنی
کے پاس رد لکھنے کی غرض سے جیسے برادری نے طبع نفسانی رد لکھ دیا۔ فوراً ہی ماضی اجل عالم
باجل شیخ زادین محمد بیگ نے آپ کے اصل مکتوبات بندہ بنی میں لکھا کر مبالغہ کیا۔ تو ثابت ہوا کہ
وہ اصل محمد بن بندہ مکتوب تھے۔ اور حقیقت ان کا کلام محمد بن نظام صاف اور متعلق کا نتیجہ اور
شراعت اور احکام کا خزینہ ہے۔ ایسے کلام کی تردید ضلالت میں لگائی ظاہر ہے۔ ان کے مکتوب
کو دستہ اعلیٰ قرار دینا +

آپ کے بیان کی تائید سے حق اور باطل کے سلوک میں رہنے کی ہر بات قابل ہے۔

۱۔ سیر الی اللہ۔ اس میں عالم خالق۔ عالم امر۔ وحدیت اور وحدیت کی سیر ہوتی ہے۔
 ۲۔ سیر فی اللہ۔ اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے۔ جس کو آپ اپنی تحقیق میں فرماتے
 ہیں۔ کہ یہ سیر حق تعالیٰ کے ساتھ وحدیت کی ہے۔

۳۔ سیر میں اللہ باحمد۔ اس میں احدیت سے کثرت خلق کی طرقت نزول کی سیر ہوتی ہے۔
 (نوش) ہر مقام خلق سے مخلوق تحت العرش۔ عالم امر سے مخلوق فوق العرش ملائک
 وغیرہ۔ احدیت سے متصل صفات الہی وحدت سے مجمل صفات الہی۔ احدیت سے ذات
 بحت ہے جو ہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے۔ یہی بارگاہ تہجد ایک مرتبہ انسان عالم مرتبہ
 کہلاتے ہیں۔ اور یہ رتبہ حق امتیازی میں درجہ و یکہ ہی ذات ہے۔ جو مقام سے ممکن
 تاک موجود ہے۔

آپ کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے۔

۱۔ ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء۔ اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے۔ نیز وہ صغریٰ کو
 دیگر اولیاء نے "سیر فی اللہ" سمجھا ہے۔ اور حقیقت میں وہ سیر کمال ہے۔
 ۲۔ ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء۔ اس میں اصل اسماء و صفات کی سیر ہوتی ہے۔
 جو اور طریقوں میں نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اور ۱۲ یا ۱۳ مقامات مفصلہ ذیل ہیں۔ جن کی ذات بحت اس سلوک میں
 نظر ہوتے ہیں۔

(۱)۔ ولایت علیا یا ولایت ملائک۔ (۲)۔ ولایت نبوت۔ (۳)۔ کالات رسالت (۴)
 کالات اولیاء الصغریٰ اس کے بعد یا (۵)۔ قیوت اشیا یا (۶)۔ حقیقت کعبہ (۷)۔ حقیقت قرآن (۸)۔
 حقیقت صلوٰۃ (۹)۔ بعض لوگوں کو حقیقت صوم (۱۰)۔ عبودیت صرفہ (۱۱)۔ عبودیت یا (۱۲)۔ خلعت
 حقیقتہ برسمہ (۱۳)۔ جمیع حقیقتہ برسمہ (۱۴)۔ عبودیت کمتر حقیقت محمدیہ (۱۵)۔ عبودیت مافوقہ
 حقیقتہ محمدیہ (۱۶)۔ تین ہی درجہ تین درجہ ہی اس کے بعد دائرہ فاضلین کے لئے ذات بحت
 روح الصفات الثانیۃ الحقیقیۃ۔

آپ کی مرض الموت شب برات صغریٰ کو آپ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرمایا کہ کسی سال میں کی
 حتیٰ کہ آپ عید الفطر کی نماز سے فراغت پا کر دولت ہرگز کو شرف لائے۔ تو اپنے خلفاء اور مریدین
 سے فرمایا کہ کہ جو یہ حد طاعت نماز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر روز ۲۴ سال ہوگی۔ اور
 اس کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپ سب کو لازم ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل
 کرتے رہیں۔ پانچ بار روز کے اندر ہی آپ کو مرض حقیق النفس کا دورہ شروع ہو گیا۔

مٹی کے چرباؤں پر مستطرد ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ لوایم باقیہ تھا چہ فرماوی او سیکب لہذا اپنے
 والد ماجد کے مزار طریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور وہیں تک مراقب رہے اور
 اس قبرستان کے اہل قبور کے لئے بہت کچھ دعا و مغفرت فرمائی۔ اور وہاں سے جدا ہو کر
 حضرت امام رفیع الدین کے مزار پر تشریف لے گئے۔ اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا اور وہاں
 کے اہل قبور کے لئے دعا و مغفرت فرما کر رخصت ہوئے۔ اور صلیحہ خانہ کو تشریف لائے مٹی کے
 ۲۲ صحر کو آپ نے اپنے مریں اور صاحبزادگان سے فرمایا کہ اللہ پاک مجھ کو سب کچھ عطا
 فرما چکا جو بشر کو عطا کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب کرب پر ہستہ خواہ آپ کی جدائی کے بعد
 ہونے کا ہوا۔ ۲۳ صحر کو آپ نے تمام لباس فقرا کو خیرات کر دیا اور عرض مذکور کا غلبہ شروع ہوا
 وہ شب جس کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ یا ہمارا تمام آپ اٹھ کر بیٹھے۔ اور جو عقاب کو منکشف
 ہوئے تھے۔ بیان فرماتے کہ میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہنچا۔ اور آواز آئی۔
 کہ یہ حقیقت کعبہ ہے اس کے بعد اور عروج ہوا۔ اور مقام صفات حقیقیہ تک پہنچا
 جو وجود ذات موجد ہیں۔ پھر میں شیوانات ذاتیہ تک پہنچا۔ وہاں سے صفات بہت تک
 پہنچا۔ جو ہر قسم کے اعتبارات و نسبتوں سے مطلق ہے۔ اور اگر غلیظت نے ان تک نہ نہیں
 پائی ہے +

اس کے بعد صفت کا غلبہ ہوا۔ حمد کی نثار و منو کے کھڑے ہو کر کدوا فرمائی۔ صبح کی نماز
 بھی جماعت پڑھ لی۔ اور ہندی کا یہ صحر معدنیان ہوا۔ ۶
 آج ملاو کے پیاسب بگ دیواں دار
 (ترجمہ) آج وہ دوسرے ملا جس مدرسہ کو دنیا کو قربان کروں +
 پھر اشراق کی غارت گیت کے ساتھ ادا کی اور تمام لاجیہ نافذہ پڑھتے رہے اور اقبہ
 میں بھی مصروف ہو رہا تھے۔ یہ سترہ اس طرح سے بیٹھتے پر شمالی طرف منہ قبلہ کی طرف
 وابتدا تھے کھڑی سیارک کے نیچے اور ذکر میں مشغول ہوئے۔ سانس کی تیزی کو صاحبزادہ
 صاحب نے دیکھ کر عرض کیا کہ مزاج کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا: "اچھا ہے جو دور رکھتا نماز پڑھ چکے
 ہیں کافی ہے" یہ حکم آپ کا آخری کلام تھا اس کے بعد ارشاد اللہ جل جلالہ
 آپ کا وصال ۱۸ صحر ۱۲۸۷ھ روز دوشنبہ یا سہ شنبہ کو وقت اشراق دائمی اجل کو آپ
 نے یہ یکسر فرمائی اور اس بیان غالی سے طرف عالم ہامد لئی کے رحلت فرمائی۔ اور عمر شریف آپ کی
 ۶۳ سال کی ہوئی +

نقل ہے کہ اس بعد زمین و آسمان بے حرکت ہوئے۔ اور آسمان کا ہر شے اس کا چاند طرف سے

شریف اور تاج ہے۔ اسی طرف سے کتاب حسن تصدیق ہے۔ آپ کو فصل میتہ وقتہ و تہہ و تہہ میں
آیا کہ وہ دن ہاتھ مثل غمان کے قیام کے بست تھے۔ کئی مرتبہ غسل دیتے وقت کھلنے لگے۔ پھر
وہیے ہی ہو گئے۔ اور آپ کا چہرہ مہلک منقسم تھا۔ میں جو جب حد سنت آپ کو کھلے یا گیا
آپ کا دھن لہ رہا۔ آپ کا دھن شریف وہی گنبد ہے جس میں آپ کے بڑے صاحبزادہ کا قبر
زمین کی فسیل ہے۔ اور یہاں حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ اور یہ گنبد شریفیاض
بیشرو میں واقع ہے۔ جس کی تفصیل تیسرے جوہر میں مذکور ہوئی ہے۔ یہ گنبد شریف کچھ بڑی
عمارت نہیں ہے۔ بلکہ وہ نہایت کچھ میں آپ کے صاحبزادہ قیوم ثانی یاران کے صاحبزادہ کا قبر
ہیں کہیں صبح اور رطلع ہیں۔ جس وقت کہ آپ کا چہرہ در حد مہلک و گنبد شریف پہلایا گیا
ہے۔ فوراً صاحبزادہ صاحب کی قبر سارنگ باجہ شرقی تقریباً ایک ہاتھ ہٹ گئی۔ اور جب
وہ صبح ہو گئی۔ پھر نائب غرب آپ کی قبر کو کھودی گئی۔ اس میں آپ مدفون ہوئے۔ وہی
زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے صاحبزادگان آپ کے سب (۱) صاحبزادہ اور ۳ صاحبزادیاں تھیں۔
اور صاحبزادیاں - ۱۔ اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ آپ کے متعلقہ میں
پیدا ہوئے۔ پھر شریعی جہر میں علوم ظاہر و باطن میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابر کا ہیں
الارض و انقسام کے فضائل میں تھے۔ بتایا ہے ۱۷۱۱ھ اول ہجرت ۱۷۱۱ھ میں ۸ سال بعد ازاں بیانی
وصال فرمایا۔ متعلق ذفات واقعات عجیب پیش آئے۔ اہل تفصیل کے کتب میں مسطور ہے جس
وقت کہ آپ کا نام نامی و باقی یاروں ہیضہ و طاعون کے لئے نقش تجرب ہے۔ پھر اسی
گنبد سارنگ میں مدفون ہیں جس کی تفصیل اور برصفا ہے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک
صاحبزادہ شیخ محمد تھے۔

۲۔ خیرینہ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ عنہ آپ کے شہداء میں پیدا ہوئے آپ
جس علوم ظاہری و باطنی میں مثل براۃ عظم کے کامل و مکمل تھے۔ بتایا ہے ہر جمادی الثانی ۱۱۸۱ھ
آپ کا وصال ہوا۔ اس قبر میں بجانب شرقی آپ مدفون ہوئے۔ اور آپ کے لئے بھی جگہ
مخل حضرت علامہ گواہ و مدد شریفی میں کو صبح ہو گئی تھی۔ آپ کے صاحبزادہ اور شیخ
صاحبزادیاں تھیں۔

۳۔ شاہ محمد شاہ ۲۔ شاہ طہا ۳۔ مولوی فرخ شاہ ۴۔ شیخ سلیمان ۵۔ شیخ عبداللہ
شیخ خلیل اللہ ۶۔ شیخ محمد یقوب ۷۔ شیخ محمد تقی ۸۔

۹۔ مولیٰ صاحبزادہ ۱۰۔ مولیٰ صاحبزادہ ۱۱۔ مولیٰ صاحبزادہ ۱۲۔ مولیٰ صاحبزادہ ۱۳۔ مولیٰ صاحبزادہ ۱۴۔

۱۳۔ عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد مصطفیٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ ششہد میں بدنام ہوئی
 پیدا ہوئے۔ آپ بھی علوم ظاہر و باطن میں فرید و برآمد و عیسوی و عیسوی تھے۔ بعد اللہ زندگوار آپ
 ہی کو منصب کیویت سے سرفرازی بخشی گئی۔ بتاریخ ۱۰ رجب الاول ششہد ۱۰۰۰ھ آپ کا وصال ہوا
 ایک غلام اسی گنبد میں آپ کا مزار شریف ہے۔ اور اس کے قریب ایک شیخ البیان سب
 ہی ہے جو آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔ آپ کے ۲ صاحبزادے تھے +
 ۱۔ حضرت شیخ محمد صبیحہ اللہ ولادت ۱۰۰۰ھ وفات ۱۰۰۰ھ رجب الاول ششہد ۱۰۰۰ھ مزار شریف
 بدنام رہا کہ حضرت قیوم ثانی میں ہے +

۲۔ حضرت شیخ محمد بن محمد بن علی قیوم ثالث ولادت ۱۰۰۰ھ وفات ۱۰۰۰ھ
 ۱۰۰۰ھ مزار شریف ایک گنبد بزرگ مجانب شمال واقع ہے +
 واقع ہو کہ حضرت خواجہ محمد میر قیوم رابع آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد
 کا ولادت میں بچے ہیں۔ گویا آپ کے بیرو ہیں +

۳۔ حضرت خواجہ محمد عید اللہ معروف بہ رابع الشریعہ ولادت ۱۰۰۰ھ شہان ششہد ۱۰۰۰ھ
 وفات بتاریخ ۱۰ رجب الاول ششہد ۱۰۰۰ھ مزار شریف ۱۰۰۰ھ حضرت قیوم ثانی میں ہے +
 ۴۔ حضرت خواجہ محمد شرف ولادت ۱۰۰۰ھ وفات ۱۰۰۰ھ میں ہے +
 ۵۔ حضرت خواجہ محمد سیف الدین معروف بہ محمدی ولادت ۱۰۰۰ھ وفات بتاریخ
 ۱۰۰۰ھ جمادی الاول ششہد ۱۰۰۰ھ مزار شریف ایک گنبد کھنڈ ہیں بجانب جنوب واقع ہے +
 ۶۔ حضرت شیخ محمد صدیق معروف بہ مقبول اللہ وفات ۱۰۰۰ھ وفات ۱۰۰۰ھ
 میں مزار شریف علیحدہ مقبرہ میں بدنام ہے محمد حضرت قیوم ثانی واقع ہے +

۷۔ حضرت خواجہ محمد فرخ رضی اللہ عنہ آپ کے بھرا ۱۰۰۰ھ سال بحالت طالب علمی فرمایا +
 ۸۔ حضرت خواجہ محمد علی آپ کے بھرا ۱۰۰۰ھ سال وصال فرمایا +
 ۹۔ حضرت خواجہ محمد شرف آپ کے بھرا ۱۰۰۰ھ سال وصال فرمایا +
 ۱۰۔ حضرت خواجہ محمد علی آپ کی ولادت ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ اور بتاریخ ۱۰ رجب الاول
 وصال فرمایا ۱۰۰۰ھ مزار شریف ۱۰۰۰ھ حضرت قیوم اول کے مجانب غرب ایک گنبد میں ہے
 آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی +

۱۔ شیخ منیا الدین یوسف ۱۰۰۰ھ شیخ زین العابدین ۱۰۰۰ھ شیخ مرزا ۱۰۰۰ھ صاحبزادی بی بی
 زین النساء +
 حضرت قیوم اول کی صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے (۱) بی بی زینہ (۲) بی بی فاطمہ

مسلم کے ایک بھائی کی ہوتی موعی زخم و زلفت
 کا وہ فیض ہے جو ہے یہ بڑا بے سلوک اکرم
 کیا اچھلے انفرادیت و کیمہ کرائے کے

ہے ذلت بخت نقطہ مجدد الف ثانی کا
 ہے سرور و سرب یکجا مجدد الف ثانی کا
 کہ ہے جودہ الہی کا مجدد الف ثانی کا

ایضاً قصیدہ ترتیب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
 جہاں کاشی مولوی ہزار احمد عبدالرحیم بیگ صاحب کن ضلع گنڈوڑ
 مدرسہ خلیفہ حق مضافہ ظلم

تعالیٰ اللہ کے یا رہے آنحضرت کی رحمت کا
 کہ ہے وہ گوہر یکتا خدا کی برقدست کا
 وہ ہے قطب زمان بل قطب اقطابا ہے
 طرہ غوث اللہ نے نور حضرت پر نظر کر کے
 پس زبان کا دوست سخن بصدوق کسانق ہے
 جہاں پائے مبارک ہیں خمشاودہ عالم کے
 قدم صدیق اکبر بر خضایت لطف و غنی ہے
 منہب ملت ہے ان کا حضرت فاضل حق
 کہ گستاخ میں طرح پاک کی تحقیق اور بھیج
 ہے نسبت آپ کی قدم بھی چروں کی تہجے
 گیا وہ شاہ ہے شمع حرم کبریائی تک
 طریق آپ کا نور نبوت اور ولایت ہے
 کیا الحمد و برکت اور ضلالت کو جہاں
 تھا حسب دین جی گر داب بحر علم عقل میں

ہے نام پاک شیخ احمد گل باغ ولایت کا
 علیہ ہے رسول اللہ کی نور بشامت کا
 ستارہ ہے بعد و خلائ و سالے نور رحمت کا
 عطا فرمادیا پہلے ہی سے طرہ خلافت کا
 ہے جہاں ولی اللہ ولی رب و رحمت کا
 وہاں صدیق اکبر کا ہے سرشاہ صداقت کا
 جہاں سر ہے مجدد آفتاب ولایت کا
 جہاں کے بادشاہوں پر شاہ ہے جہاں ہشت کا
 طریق باطنی سے بھی مشایخ و عرف ضلالت کا
 وہ درجہ خاص ہے صدیق اکبر و نبی جہاں تک
 کہ تقاد و مقدر اقطاب اور اہل ولایت کا
 ضحاہ تا یحییٰ کا اور سرکار رسالت کا
 معاون شرع نبوی کا طریقہ حقیقت کا
 کیا وہ بند محمد گبر و کافر کی شرارت کا

رہے تاہاں اخیر الف ثانی تک طریقہ
 ہے کیونکہ در حق گوایں ماں تکلی مراد



ترجمہ دفتر اول

مکتوبات

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے،
 کئی درجہ اس سے بڑھ کر جس کی تمام نعمت نے تعریف کی جیسے کہ ہمارا رب چاہتا
 اور پسند کرتا ہے۔ اور صلوة وسلام ہم ائمہ حضرت مسیح علیہ السلام پر جو کہ خدا تعالیٰ
 نے تمام جہانوں کو لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جب تک کہ ذکر کرنے والے آپ کو یاد کر لیا
 غفلت کو نہ ملے آپ کے ذکر سے غافل رہیں جیسے کہ آپ کی شان کے لائق اور
 مناسب ہے۔ اور صلوة وسلام ہو آپ کی آل اور اصحاب پر جو نیکو کار اور مستحق اور
 پرہیزگار ہیں۔

اس کے بعد واضح ہو کہ غوث العقیقین اور قطب الصائغین ویت پوری
 کی دلیل روشن اور شریعت نبوی کی حجت۔ اور مسلمانوں کے شیوا رہا ہے امام اور شیخ
 حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی اعدا ان کو سلامت اور قائم و دائم کہے
 کہ پاک نشانات والے مکتوبات میں سے یہ پہلا دفتر ہے جس کو اس پاک مرگاہ کے
 غلاموں میں گسترین اور حقیر غلام مایہ محمد جدید پوشی طاقتالی نے جمع کر کے تحریر کیا ہے

ہیں اس پر نہ اس کا نفع طالبانِ خدا کو پہنچے وَالْمَسْئُولُ مِنَ اللَّهِ نَجَاتُ
الْعِصْمَةِ وَالْإِثْمِ (اور عصمت و تقویٰ اللہ کی طرف سے ہے) +

مکتبہ

ان حالات کے بیان میں جو اسم ظاہر سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور اس کے
کے ایک خاص قسم کے فہم اور ان عروج و جہت کے بیان میں وہ عرش پر واقع ہو
ہیں۔ اور وہ جہت جہت۔ اور بعض اہل اللہ کے مراتب کے ناموں میں اپنے
پیر و مرگوار کی طرف لکھا ہے۔ اور وہ سطحِ کامل و وسوں کو کامل کرنے والا کامل
ملایت کے درجوں تک پہنچانے والا۔ ایسے دستہ کی طرف ہدایت کرنے والا
جس کے بتائیں اتنا مندرج ہے پسندیدہ دین کی تائید کرنے والا اور
شیخ اور امام محمد باقی باللہ نقشبندی سرائی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے
بیمید کو پاک کرے اور ایسے اعلیٰ درجہ تک اس کو پہنچائے جس کی وہ
آرزو رکھتا ہے۔

مفسر کے غلاموں میں سے کثیرین غلام احمد خدمت عالی میں نظر آئے
اور حضور کے حکم شریف کے مطابق گستاخی کرتا ہے۔ اپنے حال پر نشانِ حضور کے پیش
کر کے کہ اس سے راہ (راہِ ساوک) میں حق تعالیٰ اسم ظاہر کی حقیت سے اس قدر
جولوہ کر پڑا کہ تمام ہشیامیں خاصِ تجلی کے ساتھ ظن و غلطی ظاہر ہوا۔ خاص کر جو توں
کے لباس میں۔ بلکہ ان کے جڑ اور اعضا میں بنیاد اظہار ہوا۔ اور میں اس کو دکھائی
ملیج ہوا کہ کیا عرض کروں۔ اور میں اس تا ابداری میں بے انتہا تیار تھا۔ جو ظن و اس
لباس میں تھا وہ کسی اور جگہ نہ تھا۔ وہ عمدہ عمدہ خصوصیتیں اور عجیب عجیب خوبیاں جو
اس لباس میں ظاہر ہوئیں کسی اور نمونہ سے ظاہر نہ ہوں۔ میں اس کے آگے گنبد پانی
پانی بکرا جاتا تھا۔ اور ایسے ہی ہر کھانے پینے پہننے کی چیز میں انگ انگ ہلہ۔ گر
ہوا۔ جو لطافت اور جلال کے لہر پر تکلف کھانے میں تھی وہ کسی اور کھانے میں تھی
اور میٹھے پانی سے نیکر پھیلے اور کڑے پانی تک بھی خرق تھا۔ بلکہ ہر لذیذ اور خیر و برکت
وجہات کے مختلف کمرے و جہت جدا جدا ایک کمال خصوصیت تھی۔ بندہ اس تجلی

کی خصوصیتوں کو ذریعہ تحریر و عرض نہیں کر سکتا۔ مگر دستِ اقدس میں ماضی ہوتا تو شاید عرض کر سکتا۔ لیکن ان تنبیہات کے وقت یقیناً ملنے والی تھی اور نہ تھا۔ اس کی تائید حکمت تھا۔ اور جسے تقدیر و ان کی طرف توجہ نہ ہوتا تھا۔ لیکن مغلوب تھا اور کوئی بار نہ جاتا تھا۔ اسی حالت میں معلوم ہوا کہ یہ تجلی تشریفِ حیات کے خلاف نہیں ہے۔ اور باطن ویسے ہی اس تشریفِ حیات میں گرفتار ہے۔ اور ظاہر کی طرف باطل متوجہ نہیں ہے۔ اور ظاہر کو جو اس نسبت تشریف سے خالی اور بیک تھا۔ اس تجلی سے شرف فرمایا اور اسی میں نے ایسا ہی معلوم کر لیا کہ باطن ہرگز بھی نظریں بستہ نہیں ہے۔ اور تمام معلومات اور مشاہدات سے مبرا رہتا ہے۔ اور ظاہر کو جو کثرت اور ذوق کی طرف متوجہ تھا، ان تجلیات کی سعادت بخشی ہے۔ پھر مدت کے بعد یہ تنبیہات پوشیدہ ہو گئیں۔ اور وہی حیرانی اور نادانی کی نسبت طاری ہو گئی۔ وصالِ کائنات کے بعد ان تجلیات کے جانِ کمال نہ تھیں۔ شہناز گوارا اور یہ سب تنبیہات اس طرح پوشیدہ ہو گئیں گویا کہ کچھ بھی نہ تھیں۔ اور اس کے بعد ایک خاص قضا ظاہر ہوئی۔ اور شیک وہ تعین بھی جو تعین ذاتی کے فرد کے معین ہوا تھا، وہ اس فنا میں گم ہو گیا۔ اور آیتِ اقدس اور نفسانیت کا کوئی اثر نہ رہا۔ اس وقت اسلامِ حق کے تمام شرک نفس کے دور ہونے کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ اسی لیے ہی اعمال کو کوتاہ دیکھا اور نیکیاں اور ادا دین کی کثرت نہ دیکھنا ظاہر میں نے کما غرض عبودیت اور اتہاس کے بعض نشاں اس کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی توجہ کی برکت سے بندگی کی حقیقت تک پہنچائے۔ اور عرش پر بہت دفعہ عروج واقع ہوئے ہیں۔

پہلی مرتبہ عروج واقع ہوا۔ اور سفر طے کرنے کے بعد جب عرش پہنچا عرش کے نیچے بہشتِ مشاء میں آیا۔ اس وقت دل میں گذرا کہ میں جنت میں ہوں۔ اس کے مقامات کا مشاہدہ کروں۔ جب اس طرف متوجہ ہوا۔ ان کے مقامات نظر آئے۔ اور ان فصول کو بھی ان کے درجوں کے اختلاف کے موافق مکان اور مرتبہ اور شوق و ذوق کے لحاظ سے ان مقاموں میں دیکھا۔

دوسری مرتبہ عروج واقع ہوا۔ بڑے بڑے مشائخ اور اہلِ باطن بہشت اور خلفائے راشدین کے مقامات اور حضرت عیسا علیہ السلام کا خاص

مقام اور ایسے ہی درجہ بدرجہ تمام چیزوں اور مخلوق کے مقام اور مرتبہ فرشتوں کے
مقامات عرش کے اور پشادہ میں آئے۔ اور عرش پر اس قدر عروج واقع ہوا کہ مرکز
اِس سے لیکر عرش یا اس سے کچھ کم تک اور حضرت نوح علیہ السلام کے
مقام تک ختم ہوا۔ اور اس مقام کے اوپر بلکہ اسی مقام میں تھوڑی سی بنی ہی میں چند
شعاع مثل شیخ معروف کو بھی علیہ السلام شیخ ابو سعید خراذی علیہ السلام تھے
اور باقی شائع میں سے بعض اس مقام کے نیچے مقام رکھتے تھے اور بعض شائع اسی مقام
میں تھے لیکن ذرا نیچے مثل شیخ علاؤ الدین سہلانی اور شیخ نجم الدین
کفری کے اور اس مقام کے اوپر امامان اہلسنت اور ان کے اوپر عظماء راشدین بنو ان
اللہ تعالیٰ علیہم رحمہم تھے۔ اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات انھیں
میں سے اللہ علیہ السلام کے مقام سے ایک طرف مقرر تھے۔ اور ایسے ہی ملائکہ مقربین
صلوات اللہ علیہم اجمعین کے مقامات اس مقام سے دوسری طرف جما
تھے۔ لیکن انھیں سے اللہ علیہ السلام کا مقام تمام مقامات سے بلند و برتر تھا۔
وَاللّٰهُ شَهِيدٌ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْر كُلِّهَا (اور حقیقت حال کو ہر لمحے طور پر
اللہ تعالیٰ ہی جانتے والا ہے) اور جب پابتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے
عروج واقع ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بے ارادہ بھی واقع ہو جاتا ہے۔ اور
کچھ اور ہی دیکھا جاتا ہے اور بعض عروجوں کے نیچے بھی سترتب ہوتے ہیں۔ اور اکثر
چیزیں بحال جاتی ہیں۔ اور چند چاہتا ہوں کہ بعض مقامات کو کدو لوں تاکہ عریضہ کھتے
کے وقت یاد آجائیں لیکن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نظر میں تھیرا اور بیچ دکھائی دیتے ہیں
کا کھٹنا تو کجا۔ ان سے تو وہی کرنا مناسب ہے۔

عریضہ کھتے وقت بعض چیزیں یاد نہیں عریضہ ختم کرنے تک یاد نہیں
تاکہ کبھی جاتیں اس لئے یاد رکھنا بھی نہ کی۔

ملا قاسم علی کا حال بہتر ہے اس پر استہلاک اور استغراق (یعنی فنا)
کا غلبہ ہے۔ اور اس نے جذبہ کے تمام مقامات سے اوپر قدم رکھا ہے۔ اور صفات
کو حوالہ مل رہا ہے دیکھتا تھا اب باوجود اس کے صفات کو اپنے سے جدا دیکھتا ہے
اور اپنے آپ کو محض خالی پاتا ہے۔ بلکہ اُس نے کو بھی کہ جس کے ساتھ صفات قائم ہیں

اپنے سے تباہ و برباد ہے اور اپنے آپ کو اس نور سے الگ پاتا ہے۔ اور وہ سر سے
یاروں کے حال ہی دن بدن بدتر ہو رہی اور ترقی میں ہیں۔ وہ سر سے خلیفہ میں نشاۃ العزیز
مفضل عرض کیا جاوے گا۔

مکتوب ۲

ترقیوں کے حامل ہونے اور خداوند تعالیٰ کی مدد و انہوں پر نگر کرنے کے بیلا
میں۔ یہ بھی اپنے پیر خدا کو اقدس تر کی خدمت میں اخص ہے۔

حضرت کے غلاموں میں سے عابد غلام احمد علی کریم کے کہنا شاہ
محمد نے رمضان کے مبارک مہینے کے قریب ہفتار مکہ کے حکم پہنچایا۔ یہ قدرت
علی کہ رمضان شریف تک اپنے آپ کو حضرت قدسوی سے مشرف کر سکے۔ ناچار
اس کے گزر چاہئے پر اپنے آپ کو قتل دی۔ خداوند تعالیٰ کی مدد و انہوں اور غلاموں کی
نسبت و حضور کی بکثرت سے اس خاکسار پر پے و پے بھیج رہی ہیں کیا عرض کرے

مثنوی سن آں خاکم کا برف بہا ہوا
کند از لطف برین قطرہ بارہی
اگر مرد یازن صمد تر نام
چہ سز و شکر لطفش کے تو نام
تو محمد نبی ہوں برف بہا ہوا
کے رحمت سے چہ قطرہ بارہی
اگر بہا ہوں میں سے نہاں ہو
نہ پھر بھی شکرت کچھ بیاں جو
اگر چاہے قسم کے احوال کا ظاہر کرنا، جرات نہ شافی کا رجب اور خیر و نیات پر مثال
سن سلمیٰ جو خرم و اراشت از خاک
سز و گرجہ نام سزا از خاک
تو محمد انبیا خاک کی تپ نہ کو شینے
کروں کی فکر نہ سرور زفاکے

عالم خود بقا کی ابتدا اور ریح الآخر کے اخیر سے ہے اور اب تک خاص تھا کے
ساتھ ہر ایک مدت میں مشرف فرماتے ہیں۔ ابتدا حضرت شیخ محمد علی بن محمد سر
کی تجلی ذاتی سے ہے۔ کبھی سو میں لاتے ہیں بھی پھر سکھیں لیجاتے ہیں۔ وہ اس دل
و عودج میں حمد و حمد علوم اور عجیب عجیب معارف کا فیضان فرماتے ہیں۔ اور ہر چیز
میں خاص احسان الہی و انعام اس اور شہود کے ساتھ جو اس مقام کے بقا کے مناسب
مشرف فرماتے ہیں۔

تختان شریف کی چھٹی تاریخ کو ایسے بھگت شریف فرمایا اسیا اہل ان و
 اہل اس میں سے ہر ایک کو یہ علم ہوتا ہے کہ ستمدار کی حمایت میں
 کس سے ۔ اور وہ اصل میں جو حال کے مناسب تھا وہ اس حال چھٹا اور جذبہ کی بہت
 بہت تار پر گئی ہے ۔ اور یہی اشد میں ہر مقام جذبہ کے مناسب ہے ۔ قدم نکلیے
 جس سے پورا ہو سکے ۔ اور یہی اسی قدر بھگت اس پر ستر شہر ہوگی زیادہ کمال ہوگی
 اور جس قدر بھگت زیادہ کمال ہوگی اسی قدر بھگت زیادہ ہوگا ۔ اور جس قدر بھگت زیادہ ہوگا اسی قدر
 شریعت محمد کے موافق علوم کا فیضان ہوگا ۔ کیونکہ مکمل صوفیائے مسیحی حضرت امام السلام
 کے لئے تھا ۔ اور وہ ہمارے دین میں ان سے صادر ہوئے ہیں ۔ شریعت کے احکام
 اور عقائد میں ۔ جو ذات و صفات کے بارے میں بیان فرماتے ہیں ۔ اور ان احکام کے
 ظاہر کی مخالفت بغیر شکر سے ہے ۔ حساب و حساب جو اس کا کس پر کاغذ ہو گئے ہیں
 بلکہ شرعی مسائل کی تفصیل اور ان کی بیان ہے ۔ ۔ استدلالی علم کشفی اور ضروری
 سے بدلتا جا رہا ہے ۔ اور ہر علم مفصل بتاتا ہے ۔

کہ جو ہم شریعت اس جو شریعت

توحید و توحید

مذہبوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کستانی تک ذہنیت پہنچ جائے ۔ ۔ بندہ ہاں کہ صدودنہ

توحید و توحید

پاؤں بندہ کو اپنی جہانے

مکہ و مدینہ

یہوں کے ایک خاص مقام پر رک جائے اور بعض یاہوں کے اس مقام سے
 گزرتے اور قبلی ذات کے مقامات تک پہنچنے کے بیان میں ۔ یہی اپنے پر
 قدس ہر ایک کی خدمت میں لکھا ہے ۔

گزارش ہے کہ وہ یار جو یہاں ہیں اور ایسے ہی وہاں کے ۔ ہر ایک ان میں
 خاص مقام پر رکھا ہے ۔ ان مقامات سے ان کے لئے کا طریق شکل ہے ۔ بندہ
 اس قدر طاقت جو اس مقام کے مناسب ہے اپنے آپ میں نہیں پاتا ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ
 حضور کی توجہ کی برکت سے سنی جئے ۔

میں خاکسار کے توشیوں سے ایک آدمی اس مقام سے گزر کر تجلیاتِ ثانی کے
بدرِ بکس پہنچ گیا ہے۔ اس کا حال بہت اچھا ہے۔ خاکسار کے قدم پہ قدم کھتا ہے
دوسروں کے حق میں بڑی امید ہے۔

دوسرے یہ عرض ہے کہ وہاں کے بڑوں میں سے بعض نے عقربین کے طریق
کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے۔ ان کے محل کے اوقاف ابار کا طریق ہے۔ غرض جو
یقین کلموں نے حاصل کیا ہے وہ بھی طبعیت سے۔ اسی طریق پر حکم فرماتا چلے گا
ہر کسے باہر کا ہے۔ مافقہ

ترجمہ ہر اک کو بنایا ہے ہر اک کام کی خاطر
مفضل جو یہاں کے نام لکھے ہیں اس کے برزاتِ ذکی کو حضور سے ملنے نہ ملے اس کے
نیا وہ گستاخی نہ کی۔

حزینہ لکھنے کے لیے میری سیدنا شہلا حسین نے اپنی شغولی مرتبہ میرا
دیکھا کہ گویا ایک نئے دروازہ پر پہنچا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ دروازہ جوت ہے۔ اس کے
اندھ کو نظر کر رہا ہے۔ حضور کو وہ اس خاکسار کے دیکھتا ہے اور ہر چند کہ اسٹیشن کر رہا ہے کہ اپنے
آپ کو اس کے اندر ڈالے۔ لیکن اس کے ہاتھوں پاری نہیں کرتے۔

مکتوبہ

بڑے درجے والے جینے ماہِ رمضان کی فضیلتوں اور حقیقت محمدی علیہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں۔ یہ بھی اپنے پیرِ زہرا کی خدمت میں لکھا ہے۔
حضور کے خادموں میں سے ذیل اور فقیر خادم گزارش کرتا ہے کہ مدت سے
حضور کا کوئی نو در شکار صادر نہیں ہوا۔ اور اس بلند درگاہ کے خادموں کے احوال کی
کوئی اطلاع نہیں ملی۔ ہر دم انتظار میں ہے۔ ماہِ مبارک رمضان شریف کا آساہنہ کہ جو
اس جیسے کو قرآن مجید کے ساتھ جو تمام ذاتی اور شیریاتی کالات کا جامع ہے اور دوا
اس میں افضل ہے جس میں کسی غلطیت کو راہ نہیں اور تقابلیت سے ملے یعنی حقیقت محمدیہ
اس کا اصل ہے۔ بڑی مناسبت ہے۔ اور اسی مناسبت کی وجہ سے اس جیسے میں قرآن
مجید کا نزول واقع ہوا۔ مَنَظُورِ مَضَافِ الدِّعَیِ اَیُّرُ لَفِیہِ الْقُرْآنُ اس بات کا

مستحق ہے۔ اور اس میں جنت سکے۔ اس میں جنت بھی تمام خیرات و برکات کا جامع اور
جو رکت و خیر کو تمام سال میں ہر گز نہ ہٹائیں گے اور وہ کسی ماہ سے پہنچے۔ اس مبارک
کی بھلائی برکتوں کے دیکھ کا ایک قلم ہے۔ اس میں جنت کی برکت تمام سال کی برکت
ہے۔ اور اس میں کافروں کا قتل کا قلم ہے۔ فطوٰیٰ لیلین منہن علیہ
ہذا الشہر المبارک و رکعتی غنۃ و قلیل لیلین یحط علیہ قلم من
انوار کات و حیرۃ من انوار کات ہیں اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس پر یہ بینہ
تر شنی خوشی گذر گیا اور برکت ہے اس شخص کے لئے جس پر یہ بینہ ناماں گیا اور اس کے
خیرات و برکات سے محروم۔

اور نیز قرآن مجید کا ختم کرنا اس میں اس واسطے مستحق ہوا ہے تاکہ تمام
اصلی کمالات اور اعلیٰ برکات حاصل ہو جائیں مگر جمعیت یہ بتاؤں گی ان فی حقہ
میں جو حکایت و کلام متعلق ہیں حکایت یہ ہیں جس نے ان دونوں کو جمع کیا اور یہ
کہ وہ اس میں جنت کی برکات و خیرات سے محروم نہ رہے۔

وہ برکتیں جو اس میں جنت کے دنوں سے وابستہ ہیں وہ اور ہیں۔ اور حاصل
جو اس میں جنت کی باتوں کے متعلق ہیں وہ اور ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہی حکمت کے سبب
یہ حکم پھر کے انظار میں جلدی کرنا اور سھر کی میں دیر کرنا نہ لے و فہم ہے تاکہ وہ دنوں
و قوتوں کے حصوں کے درمیان پوری پوری امتیاز حاصل ہو جائے۔

قابلیت آونے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور جس سے حرا و حقیقت محمدی
علیہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم و القلیات (اس کے منظر پر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم) وہ وہ
کی قابلیت نام صفات کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ جیسے کہ بعض
حکم کیا ہے۔ بلکہ ذات کی قابلیت اس علم کے استیلا ہے جو ان تمام اشیاء و شئیوں
کمالات سے متعلق ہے جو قرآن مجید کی حقیقت کا حامل ہیں۔ اور قابلیت و تقاضا
نام صفات کے مناسب ہے اور انہی صفات کی واسطہ اور صفات کے درمیان بزرگوں
کی طرح ہے۔ وہ دو سبب آریا ہے علیہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں۔ یہی قابلیت
ان اعتبارات کے لحاظ سے جو اس میں مندرج ہیں شیخ متعلق ہو گئی ہے۔ وہ قابلیت
جس کو حقیقت محمدی (علیہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ اگرچہ حقیقت یہ کہتی ہے لیکن صفات

نہ اس سے ملے گا نہیں جسے کوئی مانع پر وہ در بیان میں نہیں ہے۔ اور تشریحی شریک
 کروں کے حقائق اس علم کے مستبانے ہیں بعض بان کماوت کے ساتھ تعلق ہو جائے
 ذات کی قابیلیتیں ہیں۔ اور وہ قابیلیت محمدیہ اشرفی نے کی ذات پاک اور ان صفات
 قابیلیتوں کے در بیان پر مدح کی طرح ہے۔ اور ان بعض کا حکم اس پر ہے کہ قابیلیت
 محمدیہ کا قدم گاہ سرف نامہ صفات میں ہے اور غایت صفات کے عروج کی نہایت
 اس قابیلیت تک ہے۔ اسی وجہ سے اس کو نہ صرف سلسلہ علیہ ذکر و علم کی طرف
 منسوب کیا ہے۔ اور نہ کہ یہ قابیلیت انصاف ہرگز مکرر نہیں ہوتی۔ اس واسطے
 ان بعض نے جس حکم کا ہے کہ حقیقت محمدی ہمیشہ مائل ہے۔ وہ قابیلیت محمدیہ
 یعنی مظہر مصلوۃ اشرفیت کے لئے ذات باری تعالیٰ میں مجزوا اعتبار سے نظر سے
 دور ہونا ممکن بلکہ واقع ہے۔ اور قابیلیت انصاف بھی اگر چاہتا رہی ہے لیکن پرستش
 ہونے کی وجہ سے ان صفات کے زنگیں بنی ہوئی ہے۔ جو خود دائرہ کے ساتھ
 خارج میں موجود ہیں۔ اور اس کو وہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ اسی واسطے ہمیشہ تک اس کے
 مائل ہونے کا حکم کرتے ہیں۔

اس قسم کے علم پر گناہاں عظمت کی باسعیت ہے بہت وار و
 ہیں۔ اور ان میں اگر کثرت کے پرچوں میں لکھے جاتے ہیں تمام عظمت تمام عظمت کے
 علمی و فانی کا نشانہ ہے۔ اور مرتبہ فرویت دائرہ اصل کے معارف وار و ہونے کا واسطہ
 ہے۔ ان دو دونوں میں تمام عظمت اور تہ فرویت کے جمع ہونے کے بغیر اصل اور
 اصل کے در بیان تیز کرنا مشکل ہے۔

بعض مشائخ قابیلیت ازل کو کہ جسے یقین دل کہتے ہیں ات سے زیادہ
 نہیں جانتے۔ اور اس قابیلیت کے مشہور کو بھی ذاتی خیال کرتے ہیں۔ وَالْحَقُّ يَكْفُفُ
 وَالْأَمْرُ مَا أَوْصَحُّ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ يَخْلُقُ الْحَقُّ وَهُوَ يَخْلُقُ الْخَلْقَ وَالْحَقُّ يَخْلُقُ
 ہے جو جس نے تحقیق کی حقیقت اور وہی ہے جس کو میں نے واضح کیا۔ اور اللہ تعالیٰ
 حق بکار کرتا ہے اور یہی ہے بہت کی ہدایت بخشتا ہے۔

وہ سالہا میں کے حکمت کے لئے خاک کو عام ہوا تھا اس کے پیرا کر نے کی فطرت
 نہیں لی۔ اسی طرح مصلوۃ نے ہونے میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت اس وقت میں کیا

ہوئی۔ زیادہ تر سائل ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔

مکتوب

مختصر ایوں میں سے ایک مختصر اور خواجہ برہان الدین کی سفارش اور اس کے احوال کے بیان میں۔ یہ بھی دستخط پر نیک و قدس تہذیب کی خدمت میں لکھا ہے۔
حضرت کا تقریر نامہ عرض کرنا ہے کہ ایک سال حضرت خواجہ برہان الدین کی خدمت میں
کی طرفیت کے بیان میں لکھا۔ سال خدمت کیا گیا ہے امید ہے کہ حضرت کی تہذیب میں
تین سالہ بھی سہوہ ہی ہے۔ چونکہ خواجہ برہان جلد ہی روانہ ہوئے۔ اس واسطے سے نقل
کرنے کی فرصت نہ ملی۔

خاکسار کا خیال ہے کہ اس سال کے ساتھ کچھ اور علوم میں ملے جائیں۔ چونکہ
میرا یہ سلسلہ الاحرار و فقہ کے لئے اسی وقت حل میں یہ خیال آیا کہ حضرت کے
کروں کہ حضرت اس سال کے بعض علوم کے بارے میں کچھ لکھیں۔ یا اس فقیر کو امر کریں کہ اس کے
بارے میں کچھ لکھے۔ یہ مادہ نہایت قیمتی ہو گیا تھا کہ اسی کتاب میں اس سہوہ کے بعض علوم
مختصر ہو گئے۔ اس سلسلہ الاحرار کے بعض علوم میں اس سہوہ
کے ضمن میں بیان کئے گئے۔ اگر اس سہوہ کو اس سال کا مکمل بنائیں تو اس میں ہر سال ہے۔
اور اگر بعض مناسب علوم کو اس سے انتخاب کر کے اس سال کے ساتھ ملا دیں تو بھی مناسب
ہے۔ زیادہ دیر ہی دوسرے سے کہتے ہیں۔

خواجہ برہان نے اس وقت میں اچھا کام کیا ہے۔ اس وقت سے کچھ بھی ہو
مقام خیر کے مناسب ہے۔ حجاب لیا ہے۔ خواجہ برہان کا دل صوبہ ہندو کی جاری
مدد و معاش کی وجہ سے پریشان رہتا تھا۔ اس واسطے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ہے
جس طرح فرمائیں گے اس کے لئے مہلک ہو گا۔

مکتوب

ہندو پارہ ملک کے محل جو تھانہ جلال و جمالی وہ فوجیوں کے ساتھ رہت
پالے۔ اور ان کے ساتھ ان کے مسافرات اور نسبت نقش ہندی کی توقیت کے

بیان میں۔ یہی لکھنے پر نگار کا اہمیت میں لکھا ہے۔

حضور کا کثرین زندہ لعل عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی نورانی
کی برکت سے جذبہ اور طلوع کے دونوں طریقوں اور جلال و جلال کی دونوں سمتوں
سے حریت ذاتی۔ اس جلال میں جلال ہے اور جلال میں جلال ہے۔

حال اقل سیدہ کے بعض حاشیوں میں اس عبارت کو اپنے ظاہری مفہوم
سے پھر کر اپنے ہی مفہوم پر مل گیا ہے۔ حالانکہ عبارت اپنے ظاہر پر محال ہے نیز ذیل
کے قابل نہیں ہے۔ اور اس حریت کی علامت محبت ذاتی سے تحقق ہوتا ہے۔ یہی
تحقق سے چلے سکتا نہیں۔ اور محبت ذاتی خدا کی علامت ہے۔ اور خدا سے مراد
ماسوے اللہ کا فرہوش ہوجانا ہے۔

پس جب تک علوم پر ایک طور پر سینے کے میدان سے صاف نہ ہو جائیں اور
جہاں مطلق کے ساتھ تحقق نہ ہو جائیں۔ فنا کا کچھ حصہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ صورت محال ہی
ہے۔ اس کا زائل ہونا ممکن نہیں۔ ایسا نہیں کہ کسی حاصل ہو جائے۔ اور کہیں مل ہوگا۔
مطل کلام یہ ہے کہ بقا سے پہلے جہالت محض ہے اور بقا کے بعد جہالت اور
علم دونوں اکٹھے ہیں۔ عین تاوانی کی حالت میں شعور میں ہے۔ اور عین حیرت کے وقت
حضور میں کہیں مقام مرتبہ حق یقین کا ہے۔ جہاں علم و عین ایک دوسرے کے جواب
نہیں ہیں۔ اور وہ علم و عین ایسی بات سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ احاطہ اعتبار سے
خارج ہے۔ اس حالت کے بعد جو اگر علم ہے تو اپنے آپ میں ہے۔ اھا کہ شود ہے
تو وہ بھی اپنے آپ میں ہے۔ جب تک نظر باہر میں ہے۔ بجا میں ہے۔ اگرچہ اپنے آپ
ہی میں نظر رکھی ہو نظر باہر سے اسل منقطع ہو جاتی پانے۔

حضرت خواجہ بزرگ دین خواجہ بھاء الدین نقشبند قدس سرہ
فرماتے ہیں کہ ازل اللہ فنا و بقا کے بعد جو کچھ کہتے ہیں اپنے آپ میں کہتے ہیں۔ اور جو
کچھ پہچانتے ہیں اپنے آپ میں پہچانتے ہیں۔ اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہی ہے۔
یہاں سے صاف طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ شود اور معرفت اور حیرت برف
اپنے نفس میں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی باہر میں نہیں ہے۔ جب تک ان تینوں میں
ایک بھی باہر میں ہے اگرچہ اپنے آپ میں لکھا ہو۔ حال میں نہیں ہوتی بقا کیسے حاصل

ہو جائیگی۔ قیاد قیامیں ثابت رہتی رہی ہے۔ اور یہ قیاد مطلق ہے۔ اور مطلق قیاد عام ہے۔
اور بقایا کے اندازہ کے موافق ہے۔ اسی واسطے بعض اہل مشرق قیاد تھا کے ساتھ
محقق ہونے کے بعد ہر جہاں بھی شہود دیکھتے ہیں۔ لیکن ان عذروں میں شیخ نقشبند
تس مرتبہ کی نسبت تمام نسبتوں سے برتر ہے ۵

نہ کہ کویزہ و نہ کہ کسندہ یعنی
توحید ۵ کوئی نسبت نہ کر کے سکندہ بن نہیں جاتا
مستقلہ سرور کوئی قسندہ بن نہیں جاتا

جب اس سلسلہ کے بڑے بڑے مشائخ میں سے ایک زیادہ بہت سے
عزروں کے بعد اس نسبت سے مشرف کرتے ہیں تو دوسرے سلسلوں کی نسبت
کیا بیان کیا جائے ؟

یہ نسبت حضرت خواجہ عبداللطیف عجمی والی قدس سرہ کی ہے۔ اور اس
نسبت کو کامل اور پورا کرنے والے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ ہاکو الدین
نقشبند قدس سرہ ہیں۔ اور ان کے پیروں میں سے حضرت خواجہ
علاء الدین قدس سرہ اس دولت سے مشرف ہوئے تھے ۵
ایک دولت مستلکوں کا رہند

توحید ۵ بڑی اسطے ہے یہ دولت عابدیہ سے کس کو

عجب معاملہ ہے کہ چھوٹا بلا و مصیبت واقع ہوتی تھی فحش و خوشی
باعث ہوتی تھی اور فحش من گھڑیدہ کہتا تھا۔ اور کچھ دنیاوی اسباب سے کم ہوتا
تھا۔ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور اسی قسم کی خواہش کرتا تھا۔ اب جب کہ عالم اسباب میں
لانے میں اور اپنی عاجزی اور محتاجی پر نظر پڑی ہے۔ اگر توڑا سا بھی ضرر لاحق ہو جاتا
ہے تو چھپے ہی صدر میں ایک قسم کا غم پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ جلد ہی دور ہو جاتا ہے
اور کچھ نہیں رہتا ہے۔ اور ایسے ہی پہلے اگر بلا و مصیبت کے واقع کرنے کے لئے دعا
کرتا تھا اس سے اس کا رفع کن مقصود نہ ہوتا تھا۔ بلکہ امر اذ غوفی کی تائید تھی
ہوتی تھی۔ لیکن اب قیاد سے مقصود بلا و مصیبت کا رفع کرنا ہے۔ اور وہ خوف حزن
جوزائے ہو گئے ہوئے تھے۔ اب پھر رجوع کرتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ مال سکھ کی

وہ جس سے تمام کائنات میں جز و کسب نامی اور خوف و حزن اور شادی جیسے عام فوجوں
 لاوا تھا ہے۔ دیکھ ہی اس غائب کو بھی لاحق ہے۔ ابتدا میں بھی جب کہ عات سے بلا کا بلع کرنا
 حتمہ ضرور تھا۔ یہ بات دل کو چھیننے والی تھی لیکن پائل ناب تھا۔ دل میں گزرتا تھا کہ کیا
 عیاں و غلوہ و اسلام کی زخاں کس کی نہ تھی کہ جس سے اپنی جادو کا مائل ہونا مقصود ہو۔ اب
 جب کہ فقیر اس حالت سے سخت ہوا۔ اور حقیقت کا رظا ہوئی تو معلوم ہوا کہ حقیقت
 علیہ السلام و اسلام کی دعائیں جز و کسب نامی اور خوف و حزن کے سبب سے قہیں
 کہ حلق امر کی تابعداری کے لئے۔ بعض امور چھاپہ ہوئے ہیں جس کے موافق کسی کسی کی
 مرض کو نے میں استغاثی کرتا ہے۔

مکتوب

اپنے بعض عجیب غریب حوال اور بعض ضروری استفسار کے متعلق۔ یہ ہیں

پیریز کو اگر کی خدمت میں لکھا ہے۔
 خاکسار نے سلام احمد کی یہ گزارش ہے کہ اس مقام میں جو عیش کے اور تھا
 انہی روع کو بطریق عروج و ان پڑھا تھا۔ اور وہ مقام حضرت خواجہ بزرگ یعنی خواجہ قاضی
 قدس ترقی سے مشغول تھا۔ کچھ زمانہ کے بعد ہونے والی مقام میں ہی پایا اس
 وقت ایسا خیال میں گذرا کہ یہ عالم ساجد کا سارا انصاف و غلیات سے اپنے چھپا گیا ہے
 اور اس کا کچھ نام و نشان نہ رہا۔ اور اس مقام میں لایا ہے کہ میں سے بعض کے سوا اور کوئی
 نہ تھا۔ اس وقت کہ تمام عالم کو اپنے ساتھ ایک ہی جگہ اور ایک ہی مقام میں شریک کیا ہے
 بہت حیرت حاصل ہوتی ہے کہ باوجود تمام سچائی کے اپنے آپ کو ان کے ساتھ دیکھتا
 ہے۔

افترض وہ حالت ہو کہ کسی کسی حال ہوتی تھی کہ میں نے خود رہتا تھا اور وہ عالم
 اور نہ تھوڑے کچھ آتا تھا نہ علم میں۔ اب وہ حالت انہی ہے۔ اور خلقت عالم کا وجود
 دیدہ و دانش سے نکل گیا ہے۔

بعد ازاں اسی مقام میں ایک مرتبہ محل ظاہر ہوا۔ جس کے ساتھ میری ریکی تھی۔
 جس میں محل پر چڑھ گیا اور وہ مقام بھی عالم کی طرح آہستہ آہستہ چھپ چکا گیا۔ اور میں

ہرگز ہی اپنے آپ کو اپری کی طرف پرستار نہ معلوم کرتا تھا۔ اتفاقاً دوسرے شہزادی نماز و
 کرا کا کہ ایک بہت بلند مقام ظاہر ہوا۔ اور شاخ نقشہ بند یہ قدس سرہم سے پار
 شعلہ شعلہ کی اس مقام میں لکھا۔ اور دوسرے شاخ مثل مسید الطائفہ وغیرہ میں
 عاں تھے۔ اور بعض دوسرے شاخ اس مقام کے پورے۔ لیکن اس کے پاؤں کو لکھے
 ہونے بیٹھے ہیں۔ اور بعض اپنے اپنے درجے کے موافق اس سے نیچے تھے۔ اور میں نے
 اپنے آپ کو اس مقام سے بہت قدر پایا۔ بلکہ کہ نسبت نہ دیکھیں اس واقعہ سے میں
 نہایت بیزار ہوا۔ قریب تھا کہ وہاں نہ چو کر کل ماؤں۔ اور غم و غصہ کی زیادتی کے باعث
 جسم جان سے قالی ہو جاؤں۔ کچھ نہ تو اسی طرح حال رہا۔ آخر حضور کی توجہ عالی سے پہنچے
 آپ کو اس مقام کے مناسب دیکھا۔ لہذا اپنے سر کو اس مقام کے مقابل پایا اور بہت بہت
 جا کر اس مقام کے درجہ لکھا۔ توجہ کے بعد ایسا اس میں گذرا کہ یہ مقام ہمیں تمام کا مقام ہے
 کہ سلوک کے تمام کرنے کے بعد اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ سلوک کو تمام کئے جوئے بعد
 میں مقام سے کچھ جتن نہیں ہے۔ اور نیز اس وقت ایسا خیال پیدا ہوا کہ اس مقام پر پہنچنا۔
 اس واقعہ کا اثر اور توجہ ہے۔ جو حضور کی خدمت و عازت میں لکھا تھا۔ اور عرض کیا تھا
 کہ حضرت اعلیٰ کو حمد اللہ و جھنڈ فرماتے ہیں کہ میں اس واسطے آیا ہوں کہ تجھ کو نماز
 کا علم سکھائوں۔ اور تب میں اپنی طرح متجدد ہوا۔ تو تمام غلطی سے راضی ہو گیا
 اٹھ تھانے ملکہ جمیع کے درمیان اس مقام کو حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے حضور میں
 پایا۔ و اللہ اعلم

دوسرے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بڑے انفاق ہر گزری نکلتے جاتے ہیں۔ بعض
 دماغ کی طرح جو دے نکلتے ہیں۔ اور بعض دھوئیں کی طرح باہر نکلتے ہیں۔ بعض اوقات
 خیال میں آتا ہے کہ سب نکل گئے ہیں۔ پھر دوسرے وقت کچھ اور ہی ظاہر ہوتا ہے اور
 نکتہ معلوم ہوتا ہے

دوسری عرض ہے کہ یا بعض امراض اور خیموں کے دفع کرنے کے لئے توجہ کرتا
 اس باعث پر شرط ہے کہ آواز معلوم ہونا چاہئے کہ توجہ کرنے میں غلطی نہ تھائے کی
 رہنمائی ہے یا نہیں یا تو اس بات پر شرط نہیں ہے

دشمنات کی ظاہر و باہر سے و حضرت نور علیہ السلام اور ان کے

سے متاثر ہے، مفہوم ہوتا ہے کہ توجہ نہ کرنا اس بات پر مشروط نہیں ہے اس باب میں
مناسب حکم فرمائیں۔ مادہ اس کے اس توجہ کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

تیسری عرض ہے کہ حضور ثابت ہو جانے کے بعد طالبوں کو ان کے مددگار
اور حضور کی نگہداشت کاہر کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور حضور کا کونسا مرتبہ ہے جس میں ذکر
نہیں کہتے۔ لیکن بعض ایسے ہیں جنہوں نے اول سے آخر تک ذکر کیا ہے اور باطل کو اس سے
نہیں سکے۔ اور کام نہایت کم پٹھا ہے حقیقت حال جیسی ہو اس کے مناسب
امر فرمائیں۔

چوتھی عرض ہے کہ حضرت خواجہ عبداللہ احمد اقدس مؤلف نے
فقرات میں فرماتے ہیں کہ خرد کر کے لے کر کرتے ہیں کیونکہ بعض ایسے متاسد ہیں جو غیور
کے حامل نہیں ہوتے۔ ان کا حاصل کسب معین فرمائیں۔

پانچویں حدیث اقدس میں عرض ہے کہ بعض طالب طریقہ کیلئے کی طلب ظاہر
کرتے ہیں لیکن تقدیر میں اضیاط نہیں کر سکتے۔ اور مادہ اس میں اعتدالی کے حضور اور
ایک قسم کا استغراق پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اگر طریقہ کے بارہ میں تاکید بکھائے تو طلب کی
سستی کے باعث طریقہ کو باطل ترک کر دیتے ہیں۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔ اور بعض
دوسرے ایسے ہیں جو بطریق مادہ اس سلسلہ شریعت پر مست ہونا اور ملنا چاہتے ہیں
بغیر اس بات کے کہ ذکر کیلئے کی طلب کریں۔ اس قسم کا بیونہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جائز
ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے۔ زیادہ گستاخی بڑی ہے اولیٰ میں نقل ہے۔

مکتوب

ان احوال کے بیان میں جو صحابہ بقاء سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ بھی پہنچو میرزا محمد
کی خدمت میں لکھا ہے۔

فارس احمد کی گزارش ہے کہ جب سے صوم میں لائے ہیں اور بقاء بخشی ہے۔

جب سے عجیب غریب علوم اور عمدہ عمدہ غیر متناہدہ صوفیہ پے در پے تائید اور د
ہو رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر تو حقیقی صوفیہ کے بیان اور مان کی مشہور و متعلیٰ مصلحت کے
ساتھ موافقت نہیں رکھتے۔ مسئلہ وحدت و نمود اور اس کے تعلقات کی نسبت جو کچھ

صرف نے بیان کیا ہے، ابتدا میں اس حال سے شرف ہوا۔ اور شرف میں مدت کا شمار
 کامل ہوا اس مقام سے کسی وجہ سے اوپر لے گئے۔ اور اس ضمن میں کئی قسم کے علوم کا پکا
 قرار دیا۔ لیکن کلام کی کوئی کلام صریح طور پر ان مقامات اور مصارف کے مصداق پائی نہیں جاتی
 ولایت ان میں سے بعض بزرگوں کے کلام شریف میں اجمالی رموز اور اشارات ہیں۔ لیکن ان
 علوم کی صحت پر ظاہر شریعت اور علمائے اہل سنت کے اجماع کی موافقت گواہی عاقل سے
 ظاہر شدہ میت کے ساتھ کسی چیز میں مخالفت نہیں رکھتے۔ ان حکام و اہل کے متولی رسول
 کے ساتھ کچھ موافقت نہیں رکھتے۔ بلکہ علمائے اسلام میں سے وہ لوگ جو اہل سنت و
 جماعت سے مخالفت رکھتے ہیں۔ ان کے اہل بھی موافق نہیں ہیں۔

استقامت مع الفضل کا مسئلہ مشکف ہو گیا ہے۔ فعل سے پہلے انسان کچھ
 قدم نہیں رکھتا فعل کے ساتھ ہی قدرت بنتے ہیں۔ اور اسباب و احسان کی سلاستی پر
 تحقیق لیتے ہیں جیسے کہ علمائے اہل سنت و جماعت نے ثابت کیا ہے۔ اور اس مقام
 میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کے قدم پر پاتا ہے۔ آپ اسی
 مقام میں ہوئے ہیں۔ اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی
 اس مقام سے حد حاصل ہے۔ اور اس مسئلہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ
 عبدالحق مجدد دہلوی قدس سرہ اور شاخ متقدمین سے حضرت خواجہ معرفت
 کوخی اور امام دادا و دھانی اور حضرت حسن بھری اور خواجہ حبیب مجیب
 قدس سرہم اس مقام میں تھے۔ ان سب کمال کا حاصل تھا اور نیکی ہے۔ اور کام علاج سے
 گزر چکا ہے۔ جب تک جواب یعنی پورے کئے ہوئے تھے۔ ان کے سن کر سننے کے لئے
 سنی کوشش کی جاتی تھی۔ اب اس کی زندگی اس کا جواب ہے ع

فَلَا طَيْبَ لَهَا وَلَا ذَائِبَ قَٰ

قوجہد ع نہیں طیب کوئی اس کا اور نہ افسوس کر

شاید کسی کی نیکی اور بے مناسبتی کا وصل و اتصال نام نہاں ہے۔ اس نے افسوس اور سزا

کامیت حال کے موافق ہے

کڑی سزا کبھی ہو سکتی

دراشدہ فتنہ کی عازم و دو

نہیں طلب کو کمال اس کی سزا

ترجمہ سے محنت و سزا ہو اور سزا کو سزا

تو کہاں ہے اور قادم کون ہے اور شہد کیبت ع
خلق راجعت کے سایہ او

وجہ ۶ کب در وقت کثرت و غلبہ

تو کہتا ہے کہ یہ دنیا کا بانی ہے (خاک کو مار مار کے ساتھ کیا نسبت ہے) اپنے
آپ کو اور ایسے ہی تارہاں کو جندہ مخلوق غیر کا درجہ ملتا ہے اور عاقبت قاضی توفیق
بکثرت ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نسبت ثابت نہیں کرتا۔ ایک دوسرے کا مین اور

آئینہ ہونا کہا ۶

تو کہہ ام شمسہ در آید او
کسی آئینہ میں آتا نہیں وہ

اور اہل سنت و جماعت کے علماء کا ہر آپ بعض اہل حق میں بیگنی است و صفا
انہی میں ان کی حقیقی نقیہ کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ وہ کوتاہی اور کمی میں کے
تعداد میں بیک و تکمیل و کفایت و توفیق ہے۔ اور بعض صوفی باوجود ریاضتوں اور مجاہدوں کے
چونکہ ذات و صفات میں اس قدر دست غفیر نہیں رکھتے۔ وہ جمال الہی میں پائیدار
جاتا۔ اور علماء و طالب علموں سے بہت محبت پیدا ہو گئی ہے اور ان کا طریقہ بچا مسلم
ہو گیا ہے اور سارے کونوں نے گروہ میں ہو۔ اور ملکوتیہ کامقدمات اور جو
ایک طالب کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔ اور ہذا یہ فقہ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اور حقیقت
اور اساطیر میں ملنے کے ساتھ شریک ہے۔ اور ایسے ہی حق تعالیٰ کو تو عالم کا میں چاہتا
ہے اور نہ عالم کے متصل اور نہ منفصل اور نہ عالم کے ساتھ اور نہ عالم سے جدا اور نہ محیط
اور نہ ساری۔ اور ذات اور صفات اور افعال کو اس کا پیدا کیا ہوا جاتا ہے۔ شریک
ان کی صفات اس کی صفات میں اور نہ ان کے افعال اس کے افعال۔ بلکہ افعال میں اس کی
قدرت کو مؤثر جانتا ہے۔ اور مخلوقات کی قدرت کے لئے کوئی تاثیر نہیں جانتا جیسے کہ
علمائے تکلمین کا مذہب ہے۔ اور ایسے ہی صفات سب کو موجود جانتا ہے۔ اور
حق تعالیٰ کو مرید و منتار کہتا ہے۔ اور قدرت کو صحت عمل اور قدرت کے معنوں
میں یقینی طور پر خیال کرتا ہے۔ ان معنوں میں اگر چاہیگا کر گیا اور اگر نہ چاہیگا تو نہ کریگا۔
کر شریک شانی منتہی چاہتا ہے۔ جیسے کہ مکمل یعنی خلاصہ اور بعض دوسرے کا قول ہے کہ
بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے اور حکماء خلاصہ کے اس کے موافق ہے۔ اور مشہد

فقد اذکر کما فی الہدایۃ الیٰ ہدایت کے طور پر بتاتا ہے۔ **فَلَمَّا اُولٰٓئِکَ اِنْ یَسْتَفِیْکُمْ**
فِیْ شَیْءٍ کَذِبْتَ یشک کا ایک کلمہ کا استہسا ہے کہ جس طرح چاہے اپنے کسی حق پر کسی
 اور کذبیت کا سند دے کو کذب و حق میں بنا کر اس بات سے بھی ایجاب نہ کرے۔ **فَلَمَّا**
اُولٰٓئِکَ اِنْ یَسْتَفِیْکُمْ اُولٰٓئِکَ وہ وہ لوگ ہاگ علت اسے جو چاہتا
 ہے کہ اسے سچے بتائیں۔ چھوٹے کا عرض کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کا
 اس کے لئے یہ گستاخ کی ج

بندہ باید کہ حسد خود و اند

ترجمہ جمع چاہئے بندہ کو اپنی ہر چاہنے

مکتوب

اس اہل کے بیان میں یہ نچلا کرنے کے تمام معنی تمام زبان سے مناسب لکھتے
 ہیں۔ یہ بھی ہنرمیں فرد کو اس کی ضرورت میں لکھا ہے۔

یہ سیارہ بد بخت اور بد خوشگاہ اپنے وقت و حال پر ضرور مایل و مکمل رہے
 فرماتے ہوا تھا کیا عرض کرے جس کا کام سرسبز کرنے کی توفیق جاری ہے۔ اور اس کا
 عمل حرکت اور اپنے کارک کر رہے ملحق کی نظر گاہ یعنی اپنے عمارت و جو کو آراستہ
 کیا ہوا ہے۔ اور غفلت تھانے کے نظر یعنی دل کو خواب کیا ہوا ہے۔ اس کی ساری حرکت
 ظاہر کے آہستہ کرنے پر مبنی ہوئی ہے۔ اور اس کا باطن اس بات سے جوش و خروش میں
 ہے۔ اس کا حال اس کے حال کے مخالف ہے اور اس کا حال اس کے اپنے خیال پر مبنی ہے
 اس غریب خیال سے کہا جوتا ہے۔ اور اس حال حال سے کیا بنتا ہے۔ بد بختی اور خسارت
 کو حاصل ہے۔ اور سرکش اور مگر ابھی اس کے شغل حال۔ نفاذ اور شہادت کا پیدا اور
 ظلم و معصیت کا خلا ہے۔ عرض مجرم عیوب اور مجرم و گناہ۔ اس کی نیکیاں لعنت اور
 روکنے کے مہن ہیں۔ اس کی جلا جلا طعن و فن کرنے کے متعلق۔ **وَمَنْ تَقَادِرُ**
الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنَ یَلْعَنُ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان کو
 صحت سے کہے اس کے حق میں دل کو ہوا ہے۔ اور کھنڈن صاف چہ لکھن لکھن
مِیْنَامِیْہِ **وَالْقُرْآنَ** بہت سے مقررہ جالیسے ہیں جن کو روزہ سے سولہ

ہر کہ بیان کے لئے کامل نہیں ہوتا اس کے شان میں چاہا ہے۔

پس اس سے اس شخص پر جو حاصل ہو مرتبہ کامل حد درجہ مہیا ہو۔ اس کا
معلق اس کے تمام ہوں کی انتہا تک ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہے۔ اس کی وہاں
کی تمام باتوں کی طرح برائی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ بری ہے۔ لکن ساقی اللہ
فیہ خیر آدمی جو کہ کرتے ہوئے ہی ہوتا ہے اس بات کا صدق ہے
انہم جو بڑھتے نہ پاتے

توجہ ۴ نہیں کہہ سکتے۔ جو کہ تم کہتے

اس کی مرضی ذاتی ہے جو مطلق قبول نہیں کرتی۔ اور اس کا رد اصل ہے جو اس قبول نہیں
کرتا۔ جو بڑی ذاتی ہو وہ ہر ذات سے جدا نہیں ہوتا

یا ہی ہر جہتی کے رد کو خود سنگ است

ترجمہ ۴ یا ہی ہر جہتی سے جدا ہے جو ہوتی ہے

یا کیا جائے۔ وَمَا ظَنَّمَهُمْ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظُنُّونَ ۖ وَاللَّهُ
بِأَعْيُنِنَا ۖ سَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، ہاں فیہ فیہ کے
بجائے مرض برتا چاہتے۔ وَبَعَثْنَا هَارُونَ بِآلِ فِرْعَوْنَ بِآيَاتِنَا ۚ وَأَمْرٌ فِرْعَوْنَ بِأَخِيهِ
نہیں ہوتی جاتی ہیں، فیہ و کمال مہیا تھا شو نقص اس کے لئے چاہتے تھے۔ من جہاں کے
نقص کی ضرورت ہے۔ اور آیت نہیں ہوتا کسی شے کے مقابل۔

جیسا معلوم ہوا اگر غیر کے لئے شر اور کمال کے لئے نقص منزا کرنے کے ہے
تو اس چیز میں نقص نہ تھا۔ لہذا وہ جو کہ اس قدر فیہ و کمال اس میں زیادہ غاواں ہو گا
جیسا کہ اس کے قدم نے حق کے معنی پیدا کئے اور شرارت و نقص
کمال کا عمل ہو گیا۔

پس یہی وجہ ہے کہ تمام عہدیت تمام مقامات سے بلند ہے۔ یہ کہ عہدیت
عہدیت میں کامل اور ہر سے طرہ پر پانے چلتے ہیں۔ مجبوروں کو اس مقام سے
بے خبر کرتے ہیں اور عہدیت شرور کے اوق سے لذت پاتے ہیں۔ ہندگی میں لذت کا
ہوتا اور اس کے ساتھ اس پر نا مجبوروں کے ساتھ نقص اس سے مجبوروں کا اس
کے ساتھ ہوتا ہے اور مجبوروں کا اس مجبور کی ہندگی میں۔ اس اس میں ان کو

اس آیت نفس کی اولیت سے طرف کوئے اور اس قدرت سے سرخرو فرماتے ہیں۔
 اس میدان کے تیز و تھار شمس و دین و دنیا کے سوار اور اولین آخرین کے
 سر و جیبے قبل الخلدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور جس کسی کو محض اپنے تصور
 سے یہ دولت بخشنا چاہتے ہیں۔ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال
 عظمت فرماتے ہیں۔ اور اس سبب سے اس کو بلند و رب پر لے جاتے ہیں۔ ذوق
 فضل اللہ تو تیبہ من ینکک واملہ ذوالفضل فی فضلہ۔ اللہ تعالیٰ و فضل
 جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ قائلے بٹھنے فضل و العیہ۔
 کمال شراد نفس سے مراد اس کا علم ذوقی ہے نہ یک شدرٹ نفس
 متصف ہو۔ اس علم والا اللہ تعالیٰ کے انوار سے متعلق ہے۔ اور یہ علم بھی
 کے ثمروں میں ہے۔ فرات و نفس کو اس مقام میں کیا مجال ہے۔ سوائے اس کے
 علم کے متعلق ہو۔ یہ علم خود و نام کی وجہ سے غیر نفس ہے کہ جس کے چلو میں
 شروع کیا دیتا ہے۔ یہ عاقل نفس مطہر کے اپنے مقام پر تگنے کے بعد ہے۔
 جس بندہ جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ ڈالے اور کام بیان کشتہ
 اپنے مولے بخشانے کے کمال سے پہنچے ہو۔ پس اس کا کیا حال ہو گا۔ جو اس
 آپ کو میں سوا جانتے۔ اور اپنی صفات کو اس ذات پاک کی صفات خیال کرے
 تعالیٰ اللہ عن ذلک علی حکیم و اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت
 ہے) یا مراد صفات میں یا اور ذوق ہے اس عقیدے والے لوگ اس گروہ
 شامل ہیں جن کے حق میں یہ آیت ہے۔ ذوق الیقین یصلو ذوق فی انشاء
 ان لوگوں کو چھوڑ دو جس کے نالوں میں محاذ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہیں کا جذبہ
 مقدم ہے۔ مجبورین میں سے ہے۔ لیکن مجبوری میں جذبہ کا اول ہونا ضروری ہے
 جذبہ میں مجبوری کے ایک قسم کے سبب حاصل ہیں کہ جن کے بغیر جذب نہیں ہوتا
 وہ معنی ہوا مرض سے پیدا ہونے ہیں۔ ذوق نہیں ہیں۔ اور وہ ذوق معنی کسی شے
 معطل ہو رہا ہے نہیں ہیں جس طرح ہر منتہی کو خود جذبہ حاصل ہے۔ لیکن مجبورین
 میں داخل ہے۔ ذوق مجبورین میں اسی طرح عارض کے سبب مجبوری کے
 رہ گئے ہیں۔ اور یہ بعض سبب کی میں کافی نہیں ہے۔ اور وہ عارض تفسیر اور

اور جس نسبت میں حضرت محمد ﷺ اور سلم کا تعلق ہے اگر بعض اہل حق میں جو صحیح
 پاس کے لئے حاصل ہونے کا باعث ہے۔ بلکہ حق میں ہی اتباع ہی ہے۔ اور جو وہاں
 میں ان ذوالنسل سفور کا غور میں حضرت سلمہ اللہ علیہ السلام کی تسبیح سے کہتے
 ہے۔ بلکہ کہتے ہیں۔ وہ ذاتی معنی میں حضرت سلمہ اللہ علیہ السلام کی ذاتی نسبت
 کی وجہ سے ہیں۔ اور وہ اسم جو اس کا۔ یہ ہے اس معریت کے حق میں اس اسم کے ساتھ
 واقع ہوا ہے جو حضرت سلمہ اللہ علیہ السلام کا ہے۔ اور وہاں سے یہ سادات
 حاصل کی ہے۔ **وَاللّٰهُ شَهِيدٌ اَنَّكَ لَا تَكْفُرُ بِالْغُلَامِ وَالْمَرْجَمِ وَالْمَذْنَبِ وَاللّٰهُ**
يُحْيِي الْمَوْتِ وَيُخْذِلُ الْغُلَامِ وَالْمَرْجَمِ ہوتا ہے ہر طرف اشارہ
 ہے۔ ہر طرف اشارہ ہے اور سید عارستہ دیکھا ہے،

مکتوب

خیرشور مہمانی میں قرب و بعد و فوق و وصل کے حاصل ہونے اور
 ان کے مناسب بعض ملام کے بارہ میں۔ یہ بھی اپنے پریر کو اس کی خدمت
 میں لکھا ہے۔

حضرت کا اقرار و عرض کرتا ہے کہ مدت ہوئی ہے کہ اس بندہ درگاہ و کھانوں
 کے ملاقات سے، طالع نہیں پہنچی۔ ہر دم انتظار ہی ہے۔
 عجیبیت اگر زندہ شو جان فرزند چوں اس بارہ انداز پہلے ہے
 مے جدا ہونے لگا کر اب آئے
 محبت نہیں کہری جان نذر ہو جائے
 چاہتا ہے کہ خدمت کی دولت کے لائق نہیں ہے۔ جا
 میں ہیں کہ رسد زور ہنگ پر ہم
 زور ۲ میں ہیں ہے کہ لئے دوسے ہنگ پر ہم
 محبت صادق ہے کہ بعد کا نام قرب رکھ ہے اور نہایت فراق کو وصل کہتے ہیں
 تو یاد حقیقت اس کے ضمن میں قرب و وصل کی نفی کی طرف اشارہ کیا
 ہے۔ **شعر**

كَيْفَ اَرْسَلْنَاكَ اِلَىٰ مَكَّةَ وَذَلِكَ

قُلُّلٍ يَخْبِي اِلَىٰ ذُو قَرْصٍ حَيْثُ مَنَعْتَ

ترجمہ: حالے جاہل کس میں میں نے رکھا۔ راہ میں میں نے غلطکار دھماکا
ہیں اس واسطے ہمیشہ کا علم اس واسطے رکھا کہ اس پر ہے۔ غواہ کو بھی غواہ کر رہی کی
ازادہ پر فرما ہوتا ہے کہ

یہی دنیا کے سلسلہ راہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرادیت اور عیسیٰ علیہ
مقام کے لئے عیسیٰ علیہ السلام مرادیت سے ہو نہیں سکتے۔ اس واسطے کہ کہ حال کی صورت
میں خبر دی ہے کہ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آید و تکتہ مکتہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور حال کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر کے فرمایا کہ وہی فکر کرنے
وہی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مآذ ذیٰ بنی
میشل مآذ ذیٰ بنی (میں تو مجھے ایسا دیکھی ہے کسی اور بنی کو ویسی ایسا نہیں دیکھی)۔
حب و محبت کے وجہ کو اٹھا سکتے ہیں۔ محو ہوں کلاس و وجہ کا اٹھا کر
ہے۔ یہ قصہ کہی تم نہیں ہوا۔

قَبْلَ ذَٰلِكَ اَلْعِشْقُ لَا يَفْصِدُ مَا هُوَ

قَبْلَ عِشْقِ كَاثِبِ خَبَام

ترجمہ ۲
حال و عیسیٰ علیہ السلام ایک قسم کا جذبہ محبت ہے۔ اس کے
امور سے پہلے محبت کے غامضوں کی طرف گئے تھے ہیں۔ انزل خدمت طاعت
کاشوق بجا کر کے ان حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے۔

آزل اقل اس نے اپنے بعض اور اداوں کو ظاہر کیا تھا۔ جب اس بارہ میں
خاکسار کی طرف سے عشق معلوم کی۔ تو اب موت ملاقات پر ماضی ہو کر اس نے
چند باتیں لکھیں۔ زیادہ مستحق۔ اس سے کہہ رہے ہیں۔

مکتوب

بعض اشعار اور اپنے قصور کو دیکھنے اور تمام مسائل احوال میں اپنے آپ کو
تصاویر قسمت زدہ جاننے کا مقام حاصل ہونے۔ اور شیخ ابو سعید ابو المغیر

کی کلام کے مترادف ہونے کے بیان میں کہ انہوں نے فرمایا ہے میں نہیں جانتا
ہے اگر اہل سب سے۔ اور بعض لوگوں کے احوال کے بیان میں :- چنانچہ
پروردگار کی خدمت میں کہتا ہے :-

حنو کے نکاح میں سے عاجز علاء اسحاق کی بیگماری سے کہ وہ مقام
اہل بنو ملے پہلے اپنے آپ کو دیکھا تھا۔ جب حنو کے بنو ملے کے موافق پر اس کو
علائے کیا، تینوں مختلفہ رضی اللہ عنہم کو جو اس مقام میں نظر آئے، لیکن وہ ان کا
دور نہ دیکھتا تھا۔ پہل دفعہ نظر میں آئے :-

چنانچہ اہل بیت میں سے سوائے امین الشیعہ اور اصحاب
زین العابدین، رضی اللہ عنہم، کے اس مقام میں قرار و ثبات نہیں
رکھتے لیکن جو اس میں واقع ہوا ہے۔ بڑی باریک نظر سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ
اہل اچھاپ کو اس مقام سے مناسب نہیں تھا۔ یہ بے نسبتی وہ قسم کی ہے :-
ایک قسم کی طرف میں کوئی طریقہ ظاہر ہونے کی وجہ سے بے نسبتی ظاہری
ہو جاتی ہے۔ اور جب اس کی طرف کوئی رستہ دکھایا جاتا ہے۔ وہ بے نسبتی وہ
ہو جاتی ہے :-

دوسری بے نسبتی مطلق ہے۔ جو کسی طرح لا ہونے کے قابل نہیں ہے۔
اور وہ مادہ جس مقام کی طرف پہنچنے والے ہیں۔ صرف وہ ہیں جو اپنا تیسرا نہیں رکھتے
یعنی وہ رستوں کے ساتھ نظر میں آتے ہیں۔ ظاہر نہیں ہوتا :-
ایک قسم کے اپنا نقصان قصور دیکھیں اور تمام نیک کاموں میں باوجود قدرت ہند
کے اپنی خیریتوں کو تا صدمت زدہ خیال کریں :-

دوسرے شیخ کمال مجذوب کی صحبت جس نے لوگوں کو تمام کیا ہو :-
اللہ تعالیٰ نے حضور کی مربانی کی طفیل پہلا طریق ہستیا کے موافق عین
فرمایا ہے۔ نیک اعمال میں سے کوئی عمل وقوع میں نہیں آتا۔ مگر یہ کہ اپنے آپ کو اس عمل
میں قسمت زدہ بناتا ہے۔ بلکہ جب تک کسی کی قسم کی قسمت نہ ملے یہ بے قرار رہے گا
رہتا ہے۔ اور اپنے نزدیک ایسا جانتا ہے کہ کوئی عمل ایسا صادر نہیں ہوتا جو اس طرف کے
فرشتوں کے قابل ہو۔ اور جانتا ہے کہ وہ اس طرف کے اعمال نیک عملوں سے خالی ہے :-

اور اس کے لئے واسطوں کی ہیں۔ بظاہر دیکھا۔ کسی کے فائق کیسے ہو گا۔ اور شخص
جو جان میں ہے۔ سچے کو کافر و کفر اور فائق کھوکھلے سے کسی شبہ سے بڑھتا ہے
اور اس سب سے بڑھتا ہے آپ کو خیال کرنا ہے۔ اور جذبہ کی جہت پر سید الی اللہ
کے مقام پر نے سے پوری ہو گئی تھی۔ یقیناً اس کے بعد لازم اور تعلقات رکھنے تھے۔
اس مقام کے ضمن میں جو مقام سید الی اللہ کے مرکز میں واقع ہوئے تھے۔ فہمے
ہوئے۔ اور اس مقام کے احوال پتہ عینہ میں منتقل تھے۔ لکھے ہیں۔ وہ ہو سکتا ہے کہ
حضرت خواجہ احمد رضا سے مراد نے جو اس کام کے خاتمہ کو لیا ہے۔ اس سے
اس کی مراد یہی ہوتا ہو۔ جو تعلقات اور سیرت الی اللہ کی تحقیق کے بعد ثابت ہوئی ہے۔
اور مقام سے مراد وہی ہے اسی قیام کی قسموں میں سے ہے۔

و یکس رہا نگرد و دست نیست رہ دربار گاہ بکربلا
تربیت جب تک نشان ہو چلنے فنا تب تک ہرگز نہیں ملتا خدا
اور اس مقام کے نامناسب ملک بھی جو دو گروہ میں نظر میں ہیں +

ایک گروہ تو اس مقام کی طرف متوجہ ہے۔ اور وہاں تک پہنچنے کا طریق تلاش
کر رہا ہے۔ اور دوسرا گروہ اس مقام کی طرف کوئی التفات تو نہ نہیں کرتا۔ اور حضور
کی توجہ اس مقام تک پہنچنے کے راستوں میں سے دوسرے طریق کی طرف لیا وہ
ظاہر ہوتی ہے۔ اور اسی طریق کے ساتھ مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ جو تک بندہ حضور
کی جانب سے ماثر ہے۔ اس لئے حضور کے ارشاد کے موافق بعض امور میں حیوانات
دستخانی کی۔ ورنہ شیخ من ہاں احمد پانہ کہ ہستم ہستم
ترجمہ ۲ نہیں ہوں محمد وہی پرانا غلام +

دوسری عرض یہ ہے کہ دوسری دفعہ اس مقام کے لائحہ کے وقت
ہست سے مقام ایک دوسرے کے اوپر ظاہر ہوئے۔ نیز دوسری چیز سے توجہ کرنے
کے بعد جب اس چند مقام سے اوپر کے مقام میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ غلام اللہ و اللہ
رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔ اور دوسرے مقام کا جو اس مقام میں ہوا۔ واقع ہوا۔ اس لئے
اور یہ مقام بھی کمال و ارشاد کا مقام ہے۔ اور ایسے ہی اس مقام سے اوپر کے دو مقام ہیں
جن کا اب ذکر ہوتا ہے۔ ان کے مقام ہیں۔ اور اس مقام کے اوپر ایک اور مقام

نظر آیا۔ جب اس مقام میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام ہے اور دوسرے خلفاء کا کسی دامن مجبور واقع ہوا ہے۔ اور اس مقام سے یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا۔ بندہ اس مقام پر بھی پہنچا اور اپنے شاگردوں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کو ہر مقام میں اپنے ساتھ ہر دیا گیا تھا۔ اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام میں مجبور واقع ہو گیا ہے۔ سو اسے مجبور اور مقام اور وہ اور ثابت کے کچھ فرق نہیں ہے۔ اور اس مقام کے اوپر سو اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ و سلم کے اور کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام کے مقابل ایک اور نہایت عمدہ اور انی مقام کہ اس میں کیا کہی نظر میں آیا تھا ظاہر ہوا۔ اور وہ مقام اس مقام سے تھوڑا سا بلند تھا جس طرح کو سطح زمین سے ذرا بلند بناتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ وہ مقام عجب بیت کا مقام ہے۔ اور وہ مقام یکتا و بقیع تھا۔ اپنے آپکے بھی اس مقام کے جس سے زمین معلوم کیا۔

اس کے بعد اسی کیفیت میں اپنے آپ کو طعن پایا۔ ہوا یا یا مل کے ٹکڑے کی طرح اطراف میں پھیل گیا۔ اور بعض اطراف کو ٹھیرایا۔ اور حضرت خواجہ درگاہ جہا و الدین نقشبند قدس سرہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام میں پہنچا۔ بندہ اپنے آپ کو اس کیفیت میں جو عرض کی گئی ہے۔ اس مقام کے مقابل مقام میں پاتا ہے۔

دوسری عرض ہے کہ اس محل میں ارشاد کے ساتھ مشغول ہونے کو ترک کرنا پسند معلوم نہیں ہوتا۔ کیسے ترک کیا جائے۔ جب کہ جہان گمراہی کے مجبور میں غرق ہوا جاتا ہے۔ اور شخص اپنے آپ میں جہان کو اس مجبور سے نکالنے کی طاقت پاتا ہے۔ وہ کس طرح اپنے آپ کو معاف رکھ سکتا ہے۔ ہر منہ اور کام و پیش میں اس پر جس مشغول ہونا ضروری ہو پسندیدہ ہے۔ لیکن اس شرط پر کہ بعض دوسروں اور خواہشوں سے جو اس محل کے آفتابیں ظاہر ہوتی ہیں۔ توبہ و استغفار کو لازم رکھا جائے۔ اسی شرط سے رخصت داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس شرط کے عائد کے بغیر نمایاں داخل نہیں ہوتا۔ اور نیچے ٹھہر جاتا ہے۔ لیکن حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت خواجہ علا و الدین عطاء قدس سرہما کے اور میں اس شرط کے عائد کے بغیر داخل پسندیدہ ہے۔

اور اس کتاب کے سبب اس شہر کے ہر شخص کے لیے کئی ضابطہ وضع ہو گیا ہے۔
تیسرا باب ہے +

دوسری عرض یہ ہے کہ حضرات میں حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر
رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں میں مذکور ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کتاب کے
شیخ و کاتب کا ذکر یہ سن ادا اقل نظر میں شکل معلوم ہوا۔ کیونکہ حضرت شیخ ابو الخیر
عربی قدس سرہ دورانی کے تاجدار یہ کہتے ہیں کہ میں کا زائل ہو چکا اور اللہ تعالیٰ
کے احکامات میں سے ایک معلوم ہے۔ محال ہے۔ ورنہ علم حالات سے بہرہ لے کر
ابو جب بن زائل نہ ہو۔ اگر کتاب کا نگار۔ اور اسی طرح یہ بات کہ میں ثابت و برقرار
ہوئی ہوئی تھی۔ حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ کا حق کچھ عارض نہیں ہوتا۔ قضا
پر جی تو یہ کے بعد حق تسلط نے اس حق کا جب ظاہر فرمایا۔ اور ثابت ہو گیا کہ یقین
رہتا ہے و آخر۔ اور اپنے آپ میں ہی ان مسنون کو معلوم کر لیا۔ کچھ مشکل نہ رہی۔
اس حضرت کا مقصد بھی نظر آیا +

یہ تمام اس مقام سے جو حضرت شیخ ابو الخیر کے تاجداروں نے بیان فرمایا ہے
بہت بلند ہے۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ مخالفت و جھگڑا نہیں
رکتیں۔ ایک ایک جگہ سے ہے اور دوسری ایک مقام سے منفصل کن و ماری کام
اور شیخ کا باعث ہے +

اور نیز کہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس
کے دوام کی نسبت فرمایا ہے۔ وہ بھی ظاہر ہوا کہ حدیث کس چیز سے مراد ہے۔ اور اس
کا دوام کیا ہے۔ اور پہلے آپ میں ہی اس حدیث کو دانی معلوم کیا گیا۔ یہ ثناء و ثناء
ہے +

اور دوسری عرض یہ ہے کہ کتاب کا دیکھنا ہرگز اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ مگر وہ
کتاب جس میں ان بزرگ شائع کے کلمات اور مراتب کا ذکر لکھا ہوا ہے۔ جو مقامات
میں واقع ہوئے ہیں۔ تو اس قسم کی کتاب کا مطالعہ اچھا محسوس ہے۔ اور متقدمین شائع کے
طے حدیث سے ہمارے جگہ جلی ذاتی برآں ہے۔ جو حضرت تفسیر یہ کتاب ایک عالمی ہے اور
آئندہ کے نیکو جہتی +

وہ ایک بہت پسندیدہ ہیں۔ تحقیق اور حقائق کی کتاب میں اور نہ صکرۃ حید کی باتوں اور مراتب کے موازنات کو مطالعہ نہیں کر سکتا۔ اپنے آپ کو اس بارہ میں حضرت شیخ علاء الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت مناسب پاتا ہے۔ اور ذوق و حال میں اس سلسلہ میں شیخ موصوف کے ساتھ متفق ہے۔ لیکن ساتھ مضمون انکار اور شدت تکلف آنے نہیں دیتا۔

اور یہ مرض ہو کہ کسی دماغ بعض امراض کے ذریعہ کے لئے توجہ کی گئی۔ اور اس اثر ظاہر ہوا۔ اور ایسے ہی بعض فردوں کے حال و عالم بزرع میں ظاہر ہوئے تھے۔ ان کے بچہ و تحریف کے رنج کرنے کے لئے بھی توجہ کی گئی۔ لیکن اب توجہ پر طاقت نہیں رہی۔ کیونکہ اب فقیر کسی چیز پر اپنے آپ کو جمع نہیں کر سکتا۔ لوگوں کی نظر سے بعض تکلیفیں فقیر پر گزریں اور جنوں نے بہت ظلم و ستم کئے۔ اور اس طرف کے بہت سے شعلتین کو ناحق و بے جا وطن کر دیا لیکن فقیر کے دل پر کسی قسم کا جبار اور رنج نہیں آیا۔ چہ جائیکہ ان کے ساتھ بھائی کرنے کا خیال دل میں گزرتا۔

بعض جنوں نے مقام جذبہ سے شہود و معرفت حاصل کی ہے اور ابھی تک سلوک کی منزلوں میں قیام نہیں کیا۔ ان کا تھوڑا سا حوالہ حال عرض کرتا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جذبہ کی جہت تمام ہو جانے کے بعد سلوک کی دولت سے شرف فرمائیگا۔ شیخ غوث اسی مقام میں بند ہے اور نقطہ فوق میں جذبہ کے مقام میں نہیں پہنچا۔ حرکات و سکنات میں تکلیف دیتا ہے۔ اور وہ اس قباحت و زل کو نہیں سمجھتا۔ بغیر ارادہ کے اس کا کام تو قہر میں پڑ جاتا ہے۔ اور ایسے ہی ملزایاں کے کام و ادب کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے توقع میں پڑ جاتے ہیں۔ اس بارہ میں حیران ہے کہ اس طرف سے کوئی ارادہ ان کے توقف کا نہیں ہے۔ بلکہ ان کی ترقی کا ارادہ ہے۔ چار ارادہ ان کے کانوں میں درو واقع ہو جاتی ہے۔ درود راہ تو بہت نزدیک ہے۔

مولانا مہمود اخیر لفظ تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس نے جذبہ کے کام کو پورا کر لیا ہے۔ اور اس مقام کی برزخیت میں پہنچ گیا ہے۔ اور فوق کو کس جہت نہایت تک پہنچا ہے۔ اول اول صفات کو بکواس نہ کہ جس سے صفات قیام میں اس نے اپنے آپ

سے جدا دیکھا۔ اور اپنے آپ کو فتح قالی معلوم کیا۔ بعد ازاں صفات کو ذات سے جدا دیکھا
اور اس بار میں مقام جذبہ کی ادریت تک پہنچ گیا۔ اب اپنے آپ کو اور جہان کو ہر اکم کیا
ہے نہ زنا عاقل کا قائل ہے اور ذہنیت کا۔ اور جہانوں کے جن کی طرف پراسرار توجہ ہے
کہ حیرت اور نادانی کے سوا اسے کچھ مسائل نہیں۔

سینہ شاہ حسین بھی مقام جذبہ سے اسی نقطہ تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس کا
سر نقطہ تک پہنچ گیا ہے۔ اور نیسے ہی صفات کو ذات سے جدا دیکھتا ہے۔ لیکن وہ
ادھک سب جگہ پایا ہے اور انکو سے محفوظ ہے۔ اور نیسے ہی میاں جعفر بھی مغربی
نقطہ کے نزدیک پہنچ گیا ہے۔ اور بہت شوق والا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ خواہ
حسین کے قریب قریب ہے۔ اور دوسرے باروں میں بھی فرق ظاہر ہوتا جاتا ہے۔
میاں شیخی اور شیخ عیسیٰ اور شیخ حکیمال جب میں نقطہ فوق تک
پہنچ گئے ہیں۔ اور شیخ کمال بھی نزول کی طرف متوجہ ہے۔ اور شیخ ناگوری نقطہ فوق
کی تریں آیا ہوا ہے۔ لیکن ابھی بہت سطر و کشیش ہے۔ اور بیاں کے باروں میں
اب تک شہدایہ نیکو اس آدمی نقطہ فوق کی تریں نے ہو گئے ہیں۔ بعض نقطہ شہدایہ
جو کہ نزول کی طرف متوجہ ہیں۔ بعض دوسرے یا قریب ہیں۔ بعض سید۔

میاں شیخ مرزا مل اپنے آپ کو کمال ہے اور صفات کو اس سے دیکھتا ہے
اور مطلق کو سب جگہ پایا ہے۔ اور ہشیار کو سب کی طرح ہے۔ افسار مانا ہے۔ ہر
پہنچ معلوم کرتا ہے۔

مولانا خاں کے بارہ میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو دلوں کی تعلیم کے لئے
اجازت دینا دل پسند ہے۔ لیکن اجازت جو جذبہ کے مناسب ہے۔ اگرچہ بعض اتر
اچی رہ گئے ہیں جن کا اس کو استفادہ کرنا ضروری تھا۔ لیکن مدد ہونے میں ہمدی کی
اور توفیق کیا۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہے۔ جس طرح اس کے کام کی بہتری سمجھنے
مافر فرمائی گئے۔ جو کچھ اس کے صوم میں متاع عرض کروایا۔ و انھنک عینہ کے سفر
اور حکم آپ ہی کہ ہے۔

خواجہ ضیاء الدین محمد چند روز تک یہاں رہا کچھ حضور و جمعہ، کمال
کی قی۔ اور اسبابِ معیشت کی کمی کی وجہ سے اپنے آپ کو خاطر میں نہ رکھ سکے۔ اور اپنے

شکر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سنانا سیر کر کے دیکھا جس کی طرف متوجہ ہے۔ قدس سے
جنور جمیعت نکلتا ہے۔ بعض کا دلوس کی وجہ سے زیادہ ترقی نہ کر سکا۔ زیادہ لکھنا
گستاخی ہے غ

بندہ باد کہ حسنہ طود داند

وجہ ۶

چاہتے بندہ کو اپنی حد پہنچانے

عزیزہ کہنے کے بعد ایک ایسی کیفیت کا ہر ہونی اور ایسا حال پیش آیا جس کا
بیان تحریر میں نہیں آ سکتا۔ اس حال میں فکسے اسادی ثابت ہوئی۔ جیسے کہ پہلے طارون
سے ارادہ کا تعلق بطرف ہوا تھا۔ لیکن ارادہ اصل باقی تھا۔ جیسے کہ مسیحیوں میں عرض
کیا گیا تھا۔ اب ارادہ بھی دور ہو گیا ہے اور اس وقت نہ مراد باقی رہی ہے نہ ارادہ۔ اور
اس نفا کی صورت بھی نظر آئی۔ اور بعض علوم جو اس مقام کے مناسب ہیں خالص ہونے
پر نگران علوم کا باہر کی ہمارے پرشیدگی وجہ سے لکھنا دشوار تھا۔ اس واسطے علم کی پاک آبی
علوم کے نکلنے سے روک لی۔ اور اس نفا کے ثمرات ہونے اور علوم کے فیضان کے
وقت وحدت کو بچے ایک خاص نظر ظاہر ہونی ہے۔ اگرچہ یہ بات ثابت ہے کہ کچھ
کے علاوہ ملے کوئی نظر ملکہ نسبت نہیں ہے۔ لیکن بندہ جو کچھ پامس ہے عرض کرتا ہے۔ اگر
جب تک یقینی طور پر ثابت نہیں ہوا کہنے میں جرأت نہیں کی۔ اور اس مقام کی صورت
وحدت کے پرے اس طرح دیکھتا ہے۔ جیسے آگرہ دہلی کے پرے ہے۔ اور کچھ بڑے
اس میں نہیں پاتا۔ اگرچہ نظریں نہ وحدت ہے نہ اس کا ماوراء سلب میرانی اور نادانی
اسی طرح صاف ہے۔ اور اس پر سے کچھ فرق نہیں ہوا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا عرض کروں
سب تناقض و تناقض ہے جو کہنے میں نہیں آتا۔ اور حال بے شبہ ثابت ہے۔
اَسْتَعِیْزُ بِاللّٰهِ کَا تُوْبُ اِلٰی اللّٰهِ مِنْ جَمِیْعٍ مَا سَكَّرَ اللّٰهُ کَا تُوْبُ اِلٰی اللّٰهِ
وَنَاظِرًا اِلٰی اللّٰهِ مِنْ خَشْشٍ اَلْحَمْدُ ہوں اور توبہ کرتا ہوں ان تمام قیل و فعل و ارادہ
ونظر سے جس کو اللہ تعالیٰ کر دے جانتا ہے۔

اور نیز اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ پہلے جو کچھ فکسے صفات سے جانتا تھا۔
حقیقت میں صفات کی خصوصیت اور ان کے باہر امتیاز کی فنا تھی۔ جو وحدت کے
حسوس میں مندرج ہوئی تھی۔ اور خصوصیتیں وہ ہو گئی تھیں۔ اب اصل صفات بھی اگرچہ
ایک دوسری میں ملنے بچنے کے طریق پر ہوں۔ بطرف ہو گئی ہے۔ اور حاکم حدیث نے

کسی چیز کو نہیں چھوڑا اور وہ تیز بخلم و سانی یا تفصیلی کے مرتبہ سے خاص ہوتی تھی۔
 نہ ہی اور تمام نظر خاص ہوتا تھی۔ اہل کائنات اللہ و کذب یکنی مکتوباتی و کذب الانفاق
 (اشفاق اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور ماہدی و مہدی ہی ہے جیسے کہ تمام اہل کتب
 ہو گیا ہے۔ اور پچھلے اس حدیث کے مضمون کا صرف علم ہی تھا کہ حال یعنی اب علم
 حال دونوں میں ہیں۔ تہذیب کے تحت و غلط پڑا کہ وہ غلط ہے۔

دوسرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مروت کا قسم علی کو مقام تحیل سے حصہ حاصل
 ہے۔ ایسے ہی بیان کے بعض باروں کو بھی اس مقام سے حصہ حاصل ہوا ہے اور معلوم ہوتا
 ہے۔ و اللہ سنبھانہ اعلیٰ و حق تعالیٰ اعلیٰ (اور حقیقت حال کو اللہ ہی
 جانتا ہے)۔

مکتوب ۱۲

تھا و تھا کہ تمام اور ہر چیز کی خاص تو ہے کے طور حال ہو لے اور یہی اشارہ
 یعنی ذاتی برقی و غیر کی حقیقت کے بیان میں۔ انہیں ہر فرد کو ان کی بحث
 میں لکھا ہے۔

کترین بندہ احمد عرض کرتا ہے۔ اپنی تقریروں کی نسبت کیا عرض کرے۔
 ماشاء اللہ کائنات و ماکہ و ماکہ کذب یکنی و کذب الانفاق و کذب الانفاق
 انہیں ہر فرد کو لے لیا اور جو نہ چاہتا تھا۔ اور نہیں ہے کہ ہر فرد
 پھر نے کی طاقت اور شکی کرنے کی کثرت مگر اللہ تعالیٰ بنہ شان کی مدد سے۔

تھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور بقا باللہ کے عت م سے تعلق رکھتے تھے یعنی
 تعالیٰ نے اپنی طاعت سے ظاہر کر دئے۔ اور ایسا ہی معلوم کیا کہ ہر شے کی وجہ
 خاص کیا ہے۔ اور یہی ہے اللہ کی معنی ہے۔ اور حق ذاتی برقی کیا جاتی ہے۔
 اور احمدی مشرب کون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ مروت و مروت کو دکھاتے اور
 سیر کرتے ہیں۔ اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کا اولیاء اللہ نے نشان دیا ہے کہ اس کو
 راستہ میں چھوڑ جائیں۔ اور نہ دکھائیں۔ قبول من لیس بلکہ علیہ جو کوئی خدا کی گاہ
 میں قبول ہوتا ہے جو سب ہی قبول ہوتا ہے۔ جس طرح کہ اہل مشیاء کو پیدا ہوتا ہوتا جاتا

ہے۔ قابضوں اور مستبدوں کے ہل کو بھی پیدا کیا تھا اور اسی کا بنایا ہوا جانا ہے
خدا تعالیٰ قابضوں کا حکم نہیں ہے۔ نہ رہے ہی کسی چیز کو اس پر حاکم ہونا چاہئے نہ وہ
نفاذ میں مناسبت نہیں م۔ بندہ بایہ کہ حسنہ خود داد

پیشے بندہ کو بنی قدر سچا ہے

مکتوب

دشمن کی لمبائی اور غم کو غم و محنت کے ساتھ مطابقت کرنے
کے مطابق ہیں۔ اپنے پروردگار کی خدمت میں لکھا ہے۔

کثیر بن بندہ عرض کرتا ہے۔ اوس پروردگار اوس پر اسے کفر پر بنے نہایت
اور لکھا ہے۔ سید اس جلدی سے اور داد داد و عنایت اس کثرت سے
اسی وجہ سے مشائخ عظام نے فرمایا ہے کہ سید اہل اللہ پنجاہ ہزار سال کا مسکند
قَسْرُجِ الْمَلَايِكَةِ وَالْقُوَّةِ الْإِلهِيَةِ يَوْجُورُ كَانِ حَقّاً أَوْ كُفْرًا فَتَحْمِلِينَ الْكَفْرَ سَنَةً
اور جیسے اس کی طرف فرشتے اور روح اس میں ہیں اس کا قول یہاں جڑا ہوا ہے اس میں
شاید انہی میں سے کی طرف اشارہ ہے۔ جب کام نامہ سیدی تک پہنچ گیا۔ اور اس سیدی
مقطع ہو گئیں۔ مَحَالِّ ذِي يَكُونُ الْغَيْثُ مِنْ بَعْدِ مَا قَطَطُوا وَيَكْثُرُ دَحْشَتُهُ
انہی کے تھامنے وہ ذات پاک ہے جو نامہ سیدی کے بعد بارش تامل فرماتا اور رحمت عام
پھیلاتا ہے یعنی خداوند تعالیٰ دو بار ہوا ۛ

چند روزہ جو لکے ہیں کہ اشیا میں سید واقع ہوا ہے۔ اور طالبوں اور عربوں
نے پھر جرم کیا ہے۔ ان کا کام شروع کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی اپنے آپ کو اس مقام تک
قابل نہیں ہوتا۔ لیکن لوگوں کے اصرار سے ہر وقت دعا کے باعث کچھ نہیں کہتا۔ اور
مسئلہ توحید میں جو پہلے نزہد تھا۔ جیسے کہ کئی دفع عرض کیا گیا تھا۔ اور افضال و صفات کو
اصل سے جانتا تھا۔ جب اہل حقیقت معلوم ہوئی۔ وہ تردد و دوہا ہو گیا۔ اور ہر اندہ دست
و لاپتہ ہر ادب کے عقول سے غالب معلوم کیا اور اس میں کمال زیادہ دیکھا اور افضال
و صفات کو بھی اور ہی رنگ میں معلوم کیا۔ سب کو ایک ایک کر کے دکھایا اور پھر کو کثرت
کرایا۔ اور شک و شبہ بالکل دور ہو گیا اور تمام کشفی علوم ظاہر و باطن کے مطابق ہو گئے

اور ظاہر شریعت سے سر موافقت نہ دیکھی۔ اور یہ بعض مطالبہ کشوں کوئی ہر شریعت کے خلاف بیان کرتے ہیں یا سہ سے ہے یا نہ کی وجہ سے۔ باطنی ظاہر کے کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اثناسیہ ماہ میں ماسک کو مخالفت نظر آتی ہے اور تو یہ صریح کی طرف اشارہ ہو رہا ہے لیکن خفیہ حقیقی باطنی کو ظاہر شریعت کے موافق معلوم کرتا ہے۔

علماء اصحاب نے نگاروں کے درمیان ہی تھوڑی فرق ہے کہ علمائے ائمہ سے پہلے علم کے بیان لیتے ہیں۔ اور یہ نیز گواہانہ دے کشف اور ذوق کے پالیتے ہیں۔ اور ان کے صورت حال پر اس مخالفت سے بڑھ کر نہ نقل دلیل اور کوئی ہے۔ بلکہ خفیہ مخالفت و کلامیاتی لسانی قابل ہے جس میں نہیں جانتا یا عرض کروں۔ بعض احوال کے کھنکھاتی توفیق نہیں کھاتا اور طول میں ہی ان کے کھنکھاتی کی تلاش نہیں۔ شاید اس میں کوئی شکست ہوگی۔ اس پر ہر کے افسوس کہ فریب پروری کی توجہ سے محروم نہ رکھیں۔ اور ماہ میں نہ چھوڑیں۔

ہیں سخن ماہوں تو سہا بود
گر فزون کرد و قش افروز
ہر جہ سے اس کی امید ہے ابتدا
کز یاد ہو تو پھر ہے ذریعہ
نیا دہشتہ غیباں سب نہیں مع

بہت زیادہ کہ مزہ خود داند

مکتوب

ان واقعات کے قابل ہونے کے بیان میں جو اثناسیہ ماہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور بعض مستشرقین نے مٹی طابوں کے احوال کے بیان میں۔ اپنے پرے بڑھ کر قدس ترقی کی طرف کھنکھاتے۔

کترین خادمہ احمد عرض کرتا ہے کہ وہ جلیاقت جو مراتب کوئی میں ظاہر ہوئی تھیں۔ ان میں سے بعض کا بیان سابقہ عرض میں کیا گیا تھا اس کے بعد مرتبہ و جہت جو صفات کلیہ کا معنی ہے۔ ظاہر ہوا۔ اور یہ صورت سیاہ رنگ عورت کی صورت میں جھلک ہوا۔ اور اس کے بعد مرتبہ اقدیت و راز قدر کی صورت میں کہ ہر ایک و ہر پارہ کھنکھاتے۔ اور یہ دونوں جہتیں تقابلیت کے طور پر ظاہر ہو گئیں۔ یہ خلاف

پہلی تخلیوں کے کہ وہ اس پر نظر ہوتی تھیں۔ اسی اثنا میں موت کی خواہش پیدا ہوئی
اور وہ اپنا نظریہ یا کہ کوئی ایسی ایک شخص ہو جو دریا سے مسیحا کے کنارہ پر مگر وہ ہے۔ اس
ارادہ پر کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈالے۔ لیکن قہقہے سے اس کو دسی کے ساتھ ہیرا منیہ
باتدعا ہے کہ وہ دریا میں جا نہیں سکتا۔ اس میں دسی سے مراد غیر اپنے ہنر کی
تعماتیت سمجھتا تھا۔ اور آرزو کرتا تھا کہ وہ دسی فوت جاوے۔ مگر نیز ایک ایسی خاص
کیفیت دسی ہوئی کہ اس وقت بطریق فوق معلوم ہوا کہ دل کی کوئی خواہش حتمی
کے ساتھ نہیں رہی۔

اس کے بعد صفت ثلثا یہ کہ جنہیں نے باہمت ہر مخلوق اور مخلوق کے
مختلف قصہ میں سے ایک ہی تھیں، نظر آتیں۔ اس کے بعد وہ خصوصیتیں سب کی سب اپنے
اپنے مخلوق اور مخلوق سے لگتیں اور باقی نہ رہیں مگر قیہ جو یہ کہ طور پر۔ اور خصوصیت
سب کے ایک ہونے کی صورت بھی نظر آئی۔ اور اس وقت معلوم ہوا کہ اب تو سارے
حقیقی طور پر صفات کو اہل کے ساتھ مل گیا۔ اور خصوصیات سے الگ ہونے کو پہلے
صفات کو اہل سے ہاتھ کھڑی نہ رکھتا تھا۔ مگر یہ کہ جس کے طریق یہ ہو۔ جیسے کہ جعلی
صوری ہوں کو حاصل ہے۔ اور حقیقی اس کو ثابت ہو گئی۔

اس حالت کے ثابت ہونے کے بعد وہ صفات اپنے آپ میں لہ اپنے
غیر میں تھیں ایک ہی انداز پائیں۔ اور کل و جمل کی تیز آٹھ گئی۔ اس وقت شرک غنی کے
کئی قسم کے باریک سو سے خلاصی تیر ہوئی۔ اور اس وقت دعوش رہا اور نہ دیش نہ
زمانہ نہ مکان نہ جہالت نہ حدود۔ اگر بالفرض کئی سال تک فکر کریں ہرگز علم میں نہ آئے
کہ ہمارے کا ایک قدرہ میں پیدا ہوا ہوتا ہے۔

اس کے بعد اپنا یقین اور اپنی وجہ خاص بھی نظر آئی۔ اور اپنے یقین کو اس
پہنچنے ہونے پر اس کے کپڑے کی طرح معلوم کیا جس کو کسی شخص نے پہنا ہوا ہو۔ اور اس شخص کو
میں نے اپنی وجہ خاص جانا لیکن حقایقیت کے طور پر سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد اس شخص کے اور نزدیک ہی پست۔ دین نظر آئی اور اپنے اس کے
اس پست کا یقین معلوم کیا۔ اور اس یقین کے بعد کہ اپنے سے بیگانہ دیکھا اور وہ فور
جس پرست میں تھا دکھائی دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ فرنگ سے غائب ہو گیا۔ اور

یہ پست نہ بارہی نظر سے نہ رہ گئے۔ اور ہی پہلی جات آتی ہ

من واقعہ ذکر کی تصویر میں طرح علم میں آتی ہے عرض کرتا ہے تاکہ اس کی روش
و کھلی معلوم ہو جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ صورت ذکر میں نہایت ہے جو خوب
کے درمیان بنزاد ہر رخ کے ہے جس کی وہ طرف ایک دوسری سے جدا ہوتی
ہوتی ہیں۔ اور کمال فرق کے ساتھ متفق ہیں۔ اور وہ پلاست جو میں پائے کپڑے اور
کے درمیان واقع ہوا ہے۔ وہ وہ اور عدم کے درمیان ہر رخ ہے۔ اور اپنے آپ کو
جو اگر کار وہی پست معلوم کیا۔ اور رشتہ میں پہنچنے کی طرف اقلد ہے۔ اور پلاست
بھی یہ اقسام میں اپنے آپ کو وہ اور عدم کے درمیان برقی معلوم کرتا تھا۔ ایک ایک
وہ اتفاق کی نسبت سے تھا۔ اور اب نفس کی طرف نظر ہے۔ ایک اور فرق بھی
ہے وقت نگاہ ہر وقت تھا۔ لیکن غصے کے وقت بدل گیا۔ جو کچھ ہمیشہ حال ہے میراث
ہے۔ اور کبھی کبھی اسی طرح عجیب غریب حال تھا ہوتے ہیں اور وہ ہر طے ہیں۔ اور
کی معرفت و رہائی ہے۔ اور بعض اوقات کی تصویر میں عاجز رہا ہے۔ اور اگر کچھ
علم میں آتا ہے اس پر پھر وہ نہیں کرتا۔ یہ اسطے و بعضوں کے ارسال کرنے
کتابی کرتا ہے تاکہ حضور کے جہت لانے سے کسی اور کا یقینی علم حاصل ہو جائے۔ اس
کو حق کی بات نہوں سے دنیائے کینی کے تعلقات کی گرفتاری سے نہایت جبرٹ
ورنہ کام پست شکل ہے

بے قیادت حق و صانع حق کہ کاشادہ پست مشرق

حرم سے اول حق اور حق تفسیر کی نہایت کے سوا

ہے مملکت اس سبب کہ چو فرقت ہی ہوا

شیخ عبد اللہ نیازی کا بیٹا شیخ علی جو مرند کے مشہور شاعر ہیں

ہے اور عباسی عبد العزیز اس سے واقف ہے۔ قہر ہر وہ نیاز مند کی حرا
کرتا ہے۔ اور اس کو طریقہ میں داخل ہونے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور
بڑے صدق و نیاز ہے۔ انہما کرتا ہے۔ میں نے اس کو کہا ہے کہ استوار کرے
مناسبت رکھتا ہے۔ اور جن بڑوں نے یہاں ذکر کی تعلیم حاصل کی ہے اکثر ان میں
طریق و بطور میں مشغول ہیں۔ اور بعض ان میں سے واقعات میں دیکھ کر رابطہ حاصل کرے

موا آتے ہیں۔ اور بعض اُپنی سے واپس آنے سے پہلے رابطہ رکھتے تھے۔ اور اقل
 حضور و مستغرق میں جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض صفات کا اصل سے دیکھتے ہیں اور
 حق نہیں دیکھتے۔ یہی کوئی بھی توحید اور انوار اور کشف کے راہ پر نہیں جاتا۔

ملا قاسم علی اور ملا مودود محمد علی اور عبدالمؤمن نظام مقام
 لیب سے نقطہ فوق تک پہنچے ہوئے ہیں لیکن ملا قاسم علی نزول کی طرف توجہ
 لیتا ہے۔ اور ان دونوں کی نسبت معلوم نہیں کہ نزول کی طرف تائیں۔ اور حقیقت
 قدری نقطہ کے نزدیک ہے لیکن ایسی کمٹاں جیسے پنچا۔

ملا عبدالحق بن لفظ کے نزدیک ہے لیکن ابھی ترقی ہی مسافت
 بیان ہے۔

ملا عبدالحق نے حضور راہِ حضور میں کسترق حاصل کیا ہے۔ اور نیز
 بتا ہے کہ پائل خلق یعنی ماٹہ قائلے کو ہشیار میں ترقی مسافت سے دیکھتا ہوں اور
 نفل کو اس سے بانٹتا ہوں۔ حضور کی دولت ہے جو ظہور اور ستودوں کو پہنچا رہی
 ہے۔ اور اس کمینہ کو اس کے پنچانے میں کچھ حصہ نہیں ملے گا۔

میں ہوں احمد باریہ کہ ہستم ہستم
 میں ہوں احمد باریہ پناہ غلام

حضور نے ایک دن واقعات میں سے کسی واقع میں فرمایا تھا کہ اگر خاکسار
 کی عزتیت کے سنے نہ ہوتے تو مقصود تک پہنچنے میں بہت توقف واقع ہو جاتا۔
 و نسبت کو جس جو خاکسار کی عزتیت کو حضور کی ہدایت کے ساتھ ہے۔ بیان فرمایا۔
 و بات سے بڑی چارسی امید نکلتی ہے۔ اور یہ جرات گستاخی میں اسٹیج
 صبر ہے۔

مکتوبہ ۱

ان احوال کی کیا باتیں جو عیوض اور نزول کے مقامات کے مناسب ہیں
 سے ہشیار اسواد کے۔ اپنے پیڑگار کی خدمت میں لکھا ہے :-
 اس حاضر نائب ماجد فاقد قبل سررض کی یہ عرض ہے کہ بندہ ذاتوں سے

اس کو دھو نہنا تھا تو اپنے آپ کو پاتا تھا۔ اس کے بعد اس کا کام بیان تک پہنچا کر اگلی پک
ذبح کرنا تھا تو اس کو پاتا تھا۔ اب اس کو کم کیا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو پاتا ہے۔ یا دہر
گم کرنے کے اس کا دھو نہنے والا نہیں ہے۔ اور باوجود ثابت ہونے نقصان و کم کاری
کے اس کے چاہئے والا نہیں ہے +

قلم کی رُو سے حاضر و واجد و مقبل ہے۔ اور از مصلہ ذوق کے
غائب و خائف و معروض ہے۔ اس کا ظاہریت ہے اور باطن قناعت میں بقا میں
قانی ہے اور بین قناعت میں باقی۔ لیکن قناعت علی ہے اور قناعت ذوقی +

اس کا کاروبار ہیوط و نزول پر آفیر ہے۔ اور مصروف و عروج سے
رہنچا ہے۔ اور جس طرح اس کو مقام قلب سے قلب کے پیر نے والے یعنی حق تعالیٰ
کی طرف لے گئے تھے۔ اب پھر حق تعالیٰ کی طرف سے مقام قلب میں پہنچے
آئے ہیں +

فقس سے روح کے آزاد ہونے اور نفس کے مطہر ہونے کا ذکر کے لغویوں
منجھنے کے باوجود اس کی رُو کو۔ نفع اور نفس کی دو جہتوں کا جامع بنایا ہے۔ اور
ان دو جہتوں اطراف کی برزخیت سے اس کو شرف فرمایا ہے۔ اور اس کو اس برزخیت
کے مکمل ہونے کی وجہ سے لوق سے فائدہ اٹھانا اور راحت کو فائدہ دینا۔ دونوں کو
ایک ہی وقت میں حاصل فرمایا ہے۔ فائدہ حاصل کرنے کے وقت فائدہ دینے والے
لوق فائدہ پہنچانے کی حالت میں فائدہ حاصل کر رہا ہے

اگر ایم ششوع میں سود شروہ در نویم بس گھبرا بشکند
سویسہ اگر کون سود جو اس کا سبیل اگر کسوں طاقت قلم میں ہو کما

اس کے بعد عرض ہے کہ دست چپ مراد ہے قلب سے جو حق تعالیٰ
کی طاعت و راج کرنے سے پہلے حاصل ہے۔ لوق سے قبول کرنے کے بعد جو مقام
قلب میں اتر آتے ہیں۔ وہ مقام اور ہے جو چپ درست کا برسر ہے۔ جیسے کہ
اس فن کے جاننے والوں پر ظاہر ہے۔ اور وہ مخدوم جنہوں نے سلوک حاصل
نہیں کیا۔ صاحبان دل ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ تک پہنچنا مسلوک پر منحصر ہے۔ اور کسی
شخص کے ساتھ مقام کے متعلق ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس شخص کو اس مقام میں

یہ مقام اس شان اور اس مقام والوں سے اس کو ملتا ہے۔ استیلا کا حال یہ ہے کہ
مقبول اس تیار ہو کر اس کے ہم کر رہے ہیں۔ جذبہ کی سبقت اور بقا کے خاص ہے
جو اس مقام کے مناسب علوم اور طرائف کا سہارا ہے۔ مقام قبیلے علوم کی تحقیق اور
جذبہ اور سلوک اور فناء بقا کی حقیقت وغیرہ و غیرہ رسالہ قرار میں منتقل غرض یہ ہے کہ
محبوب سید شاہ حسن علی بی رونا ہو رہے۔ اس واسطے اس کے
تقل کرنے کی فرمائش کی۔ چیکے انشا۔ اللہ تعالیٰ شرف حالہ حاصل کرے۔ یعنی وہ رسالہ
حضور کے مصلحت میں آویگا۔

غیر متوقف (یعنی خاکسار) فوق سے نیچے تمام تہیں کیا ہے لیکن اس کی
توجہ عالم کی طرف نہیں ہے۔ فوق کی جانب توجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ عروج فوقانی برکات
طبیعت کے تھا۔ اس لئے (خاکسار) طبیعت پر جذبہ کے ساتھ مناسبت رکھتا تھا۔ فوق کو
تزلزل کے وقت اپنے ہر ذرہ چیز نہیں لیا۔ وہ تھوڑی سی نسبت جو طبیعت کے خلاف ہے
سے تھی۔ اور عروج اس توجہ کا اثر تھا۔ جذبہ کی نسبت میں بھی ایک اس طرح باقی ہے جسکو
جسم میں روح اور اندھیرے میں نور۔ یہ جذبہ مذکور حضرات خواجگان قدس سرہم کے جذبہ
سے الگ ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو حضرات خواجگان اسرار قدس سرہم کو اپنے بزرگ
باپ دادوں سے پہنچا ہے۔ اور ان کو اس مقام میں شان خاص حاصل ہوا ہے۔ کہ کوئی نوع
میں بعض طاہروں سے روکا گیا تھا کہ خواجہ وسعۃ اللہ علیہ کہ جیسے کہ وہ ہوتے ہیں وہ
غیر متوقف یعنی خاکسار لے کر رہا ہے۔ اس واقع کے اثر کا طور اس مقام میں ہے یہ جذبہ
مقام افادہ کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا۔ اس مقام میں بیخود فوق کی طرف توجہ ہے۔
اور دائمی سکاس کو لازم ہے۔

جذبہ کے بعض مقامات جذبہ میں داخل ہونے کے بعد سلوک کے مخالف ہیں۔
اور بعض دوسرے سلوک کے مخالف نہیں ہیں۔ ان میں داخل ہونے کے بعد سلوک
کے لئے متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ جذبہ اس میں داخل ہونے کے بعد سلوک کو مخالف ہے۔
اور جذبہ ٹھیکے وقت اس مقام کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اس مقام کے بعض واقعات
ظاہر ہوئے۔ جب تک باعث نہ ہو توجہ منسوخ ہوتی۔ واللہ شفیقاۃ اعلم بحقیقۃ
الحکام اور حقیقت محل کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے والا ہے۔

چند مہینے ہوئے ہیں کہ وہ عزیز شرفت خاکسار اپنے اہل گھر کے ہمکنار ہوئے ہیں۔ لیکن اس مقام پر مذکورہ میں کامل طور پر داخل نہیں ہوا۔ اس مقام کے مناسب علم کا نہ ہونا۔ اور پھر ان توجہ اس مقام میں داخل ہونے سے مانع ہے۔ امید ہے کہ ان بے حریص کما حقہ عارفین و عابدین کے واسطے اس وقت اس مقام میں پورے طور پر داخل ہو جائیگا۔ اس کے بعد پھر خواہ اجراء قدس سوا کہ وہ عزیز شرفت یعنی خاکسار پورے طور پر کما حقہ ہو جائیگا۔

مکتوب ۱۶

عروج و ترقی و غیرہ کے احوال کے بیان میں۔ اپنے عزیز و گوارہ قدس متذکر خدمت میں لکھا ہے۔

قالب حقیقی گزارش ہے کہ مولانا علاؤ الدین نے حضور کا نواز شامہ پناہ ایک مقدمہ مذکورہ کے کشف میں وقت کے موافق مسودہ لکھا گیا۔ ان علوم مذکورہ کے بعض مقامات و نکات میں دل میں گڑھے تھے۔ لیکن ابھی ان کے کھنکھنے کی غرضت نہ تھی کہ عامل عربیز ہزار و اندھ ہو گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ خدمت اقدس میں بھیجا ہوا تھا آپ ایک اور رسالہ جو صحیح و درست لکھا ہوا تھا بھیجا ہے۔ اور یہ رسالہ بعض باتوں کی اصلاح سے کھینچا گیا ہے۔ باتوں نے انہیں کی تھی کہ یہی خصوصیتیں تھیں جو طریقت میں نفع ہیں۔ اور ان کے موافق زندگی بسر کیا جائے۔ اسی رسالہ کے تقریر پر ہی برکتوں کا وہ ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد یہاں معلوم ہوا کہ حضرت وصال ہوا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے بہت سے شاخ کے ساتھ حاضر ہیں۔ اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور شاخ کو دکھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس قسم کے افعال و اعمال کرنے چاہئیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے معاونت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ملت اور عزیز اور خود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدبر و مکرر سے ہیں۔ یہ تعظیمت لیا ہے۔ اور اسی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرکے

برکات کا راز و شہادت

کروں کہ میں مشکل کوئی کام

مکرم و نافع

ترجمہ

جس کو جسے خاک کا جھڑکا نہ مت سے وہیں آئے ہے۔ فوق کی طرف تھی رہا
ہونے کے سبب صفت ہر شاد کے ساتھ چنداں نہایت نہیں کتا کچھ مدت تک یہ
ارادہ رہا کہ کوفہ نہیں ہو جائے۔ اور لوگ صحبت میں خیر ہر کی طرح نظر آتے رہے تو غرض
کا ارادہ نہ پختہ ہو سکا۔ لیکن احمدیہ اس کے موافق نہیں آتا تھا۔ قرب کے مراسم میں اس
ان کی کوئی غایت اور اجتہاد نہیں ہے۔ اجتہاد رہے مگر مستوح حاصل ہوا۔ اور ہوتا
ہے۔ اور کسی اور بھیجائے میں۔ اور کسی غیبی نے آتے میں کل بقدر فوقی شان و غرض
ہر دن ایک نئی شان امدتی حالت میں ہے، تمام مشائخ کے متعلق ہے ان شاء اللہ
عروج ہنر ہوا۔

جنگے بڑنڈریں بجز ہست جان در گاہ و دوست در دست
ترجمہ اثر از ہنر سے مٹی کو یک سر گرایا بر در در گاہ و بر تر

اس اشعار میں اگر مشائخ کے روحانیت کے توسط اور واسطہ در واسطہ ہونے،
کو گنتے ملوں تو بات ایسی ہو جائے۔ غرض تمام مقامات اصلی سے ملتی مقامات کی مانند
گذر کر آیا۔ خدا کی عنایتوں کا کیا بیان کرے۔ فیصل مقبول بلاء علیہ جو شخص قبول ہوا
ہے بل سبب وسیلہ قبول ہوا ہے، اس قصہ کا ریت اور من کے کلمات ظاہر کئے کہینہ
کیا عرض کرے۔

ماہ ذی الحجہ میں نزول کے درجوں میں مقام قلب تک پہنچے نے آئے۔ اور
پہ مقام گیل و ارشاد کا مقام ہے۔ لیکن بھی اس مقام کے لئے تمام و کمال تک پہنچانے
والی چیزیں درکار ہیں۔ دیکھئے کب حاصل ہوتی ہیں۔ یہ کام آسان نہیں ہے۔ بار خرد
مراوند ہونے کے اس قدر منزلتیں ملے کرنی پڑتی ہیں کہ مریوں کو غرور میں بھی ان کا
ملے کر تائید نہیں ہوتا۔ بلکہ اس قسم کے کمالات مراد مندوں ہی کے ساتھ حضور میں
مرید اس جگہ قدم نہیں رکھتے۔ افراد کا نہایت عروج مقام اصل کے ابتدا تک ہے۔ اس کے
آگے افراد کو بھی گز نہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل
الاعظم یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو پا رہا ہے دیتا ہے۔

تکلیف ارشاد کے مراتب میں توقف کی وجہ یہ ہے۔ اور نہ اہمیت کا نہ ہونا
ظہر لیکن فوراً ظاہر ہونے کے بجائے۔ کسی اور سے۔ لوگ اپنے اپنے فیصل کے

اگر ہوتا تھا۔ نیاز ہر کھنے لگان ایسا تھا۔ نہ اس مقام سے بڑھ کر کے ایزد تک
 پہنچنے لگتا ہے۔ لیکن پورے طور پر نزل نہیں کیا ہے۔ اور باقی عزیز بھی اس مقام کے
 نیچے تھے۔ غرض کہ اسی مقام فوق کی راہ سے نزل کی طرف متوجہ ہیں۔ اس
 بعد جو کیفیت ظاہر ہوئی۔ اور معرض خلوت میں آویں عرض کی جاوے گی۔ اگر صاحب بناوی
 اپنے حال کے ظاہر ہونے کے بعد آپ کے قہر سے بہتر ہے۔ چونکہ اس قضیہ نزل کا
 ملاحظہ ہونا قوی تھا۔ اور خاکسار کو سہل لینے کی وجہ سے شرف لائق ہوا تھا۔ اس
 واسطے اس نزل کے انعام کار میں مشغول نہ ہوا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر ظاہر کیا جاوے گا۔

مکتوب

تکلیف کے بیان میں جو لوگوں کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ اور ولایت کی تین قسم
 کے درجے کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ جو اس کی ذات وغیرہ ہوتا ہے۔
 پہنچے ہر فرد کو اس کی خدمت میں کھتا ہے۔

بندہ کتب پر تفصیل احمد بن عبد اللہ مد کی گزارش ہے کہ جب تک حالات
 واردات ظاہر ہوتے تھے۔ ان کے عرض کرنے میں تستانی اور جرات کرتا تھا۔ لیکن
 جب حق تعالیٰ نے فیض کی درگ تو تہ کی برکت سے احوال کی تلاشی سے آنا دے دیا۔
 اور لوگوں سے نکلنے کے ساتھ مشرف فرمایا۔ تو حیرت و ریشائی کے سوا کچھ نہ آیا۔ اور
 دس سے چالی اور قرب سے بعد کے سوا کچھ مائل نہ ہوا۔ اور معرفت سے ناواں اور
 علم سے جہل کے سوا کچھ زیادہ نہ ہوا۔ اس واسطے نیاز ناموں میں توقف واقع ہوا۔ اور
 صرف مدد غیروں کا عرض کرنا مناسب نہ ہوتا۔ اس کے علاوہ حل ایسا سر ہو گیا ہے
 کہ کسی اور میں سرگرمی نہیں کرتا۔ اور بیکاروں کی طرح کسی کام میں مشغول نہیں ہو سکتا۔

مذہب ہم دکن بیچ بیچا ہے و نیز ہم دکن بیچ بیچا ہے
 ترمیم ہے بیچا ہوں میں بلکہ کتر بیچا ہے
 بیچا ہے پھر کام کیا کچھ ہو سکے

مبہم اہل سخن کو بیان کرتے ہیں +

تنبیہ ہے کہ اب حق تعالیٰ سے مشرف فرمایا ہے کہ جس جگہ علم و بین ایک

وہ سرے کے محاب نہیں ہیں۔ اور تباہ و برباد ہیں۔ میں میرے وہ بنے نشانی میں
میں شہر ہے۔ اور نفس نیستی حضور میں۔ باوجود علم و معرفت کے میں نامانی
کی نہایت کے ساتھ کہ نہیں ہے

عجب دست کو من پہلے سرگرداں

عجب سرے کو اہل اور پریشان

ترجمہ ۲

اللہ تعالیٰ نے بعض اپنی خود ذات سے کہ اس کے وجود میں ترقیات بخشی ہیں +
مقام طہارت سے اور مقام شہادت سے اور طہارت کو شہادت سے بھی
نسبت ہے جو محلی قسم کی کو محلی ذات سے۔ بلکہ طہارت و شہادت کا درمیانی بعد ان
دونوں تخیلوں کے درمیانی بعد سے کئی درجے زیادہ ہے۔ اور مقام شہادت سے
نور مقام صدیقیت ہے۔ اور وہ فرق جو ان دونوں مقاموں کے درمیان ہے وہ
تو کسی عبارت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور کسی اشارے سے بیان کیا جاسکتا ہے۔
اور اس مقام سے اور اس مقام جوت کے (یعنی صابا المقننۃ و التبیان) +
کوئی مقام نہیں ہے۔ بلکہ کسی مقام صدیقیت اور جوت کے درمیان کوئی اور مقام ہوا ہو
بلکہ محل ہے۔ اور اس کے محل ہونے کا یکم صریح اور صریح کشف سے معلوم ہوا ہے۔
اور یہ جو بعض اہل اللہ نے ان دونوں مقاموں کے درمیان واسطہ ثابت کیا ہے
اور اس کا نام امتداد ہے۔ اس سے بھی خوف فرمایا۔ اور اس مقام کی حقیقت
پر اطلع بخشی +

بہت سی توجہ اور بیشمار عاجزی کے بعد قول اسی طرح جیسے کہ بزرگوں نے
فرمایا ہے۔ ظاہر ہوا۔ لیکن آخر کار اصل حقیقت معلوم ہو گئی۔ ان عروج کے وقت
مقام صدیقیت کے محل ہونے کے بعد وہ مقام محل ہوتا ہے۔ لیکن واسطہ ہوتا
مقام کامل ہے۔ ظاہری ملاقات کے بعد انشا اللہ اس کی حقیقت کو مفصل عرض
کیا جاتا ہے۔ وہ مقام بند ہے۔ اور عروج کی منزلوں میں اس مقام سے اور اور کوئی
مقام معلوم نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر وہ جود کا نراند ہونا اسی مقام میں ظاہر
ہوتا ہے۔ جیسے ملائکہ اہل حق کے نزدیک مقبول ثابت ہے۔ لکن اللہ تعالیٰ
سَعْدِیْمُ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی کوشش کی جزا سے فیروز ہے، اور یہاں خود

میں رستہ میں جاتا ہے۔ اور اس سے اہم عروج واقع ہوتا ہے +

اور اس کا ہم رکب الہین شیعہ علاؤ الدولہ علیہ السلام نے اپنی بعض تصنیفات میں فرماتے ہیں کہ عالم وجود کے اس بادشاہ و زود کا نام ہے۔ اور مقام ستر تہیت مقام بقا ہے جو عالم کی طرف توجہ رکھتا ہے۔ اور اس مقام سے نیچے مقام ثروت پر برحقیت میں باقتر ہے۔ اور اس میں کمال سمجھ رہا ہے۔ مقام قربت ان دونوں مقاموں کے درمیان بیوقوف اور واسطہ ہونے کی بابت نہیں کہتا۔ کیونکہ اس کی توجہ تشریف صرف کی طرف ہے اور عروج کا انتہا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔

دہم کی تشریح صبر و استقامت
مطلوبی آئینے کے بیچہ کباب ہے
کتابوں میں دو اساتذہ اہل بحار کے

شرعی نظری استعمالی علوم کو ضروری کشفی بنادیا ہے۔ اور اس سے مشربیت کے حصول سے سرگرم مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ اسی اجمالی علوم کو تفصیل کر دیا ہے۔ اور نظریات سے ضرورت کی طرف لائے ہیں +

کسی شخص نے حضرت خواجہ بزرگ دہس تراف سے پوچھا کہ سلک سے مقصود کیا ہے فرمایا تاکہ اجمال معرفت تفصیل اور مستند ہائی کشفی ہو جائے۔ اور نہ فرمایا کہ اس کے سوا کچھ اور علوم حاصل ہوتے ہیں۔ ان رستہ میں بہت سے علوم و معارف ظاہر ہوتے ہیں جن سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور جب تک مامک نہایت کے نہایت دسبے تک جو صبر و بصیرت کا مقام ہے نہ پہنچے۔ ان علوم سے حصہ حاصل نہیں کرتا۔ قیالیکت شیعہ فرقہ اربعہ من اہل اہلہ لقائہ یلین یخمنون ہذا المقام القریف و لیس یفہم مقامہ یعلوم ہذا المقام و مقارنہ قما و جمہ و فوق کل ذی علیہ علیہ السلام رکاش میں جانتا کہ بعض اہل ائمہ اس مقام شریف کے حصول کے قائل ہیں۔ حالانکہ ان کو اس مقام کے علوم اور معارف کے ساتھ کچھ نہایت بہت نہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ اور ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے +

اور مسئلہ فقہاء و فہم کے مانہ اطلاع بخشی۔ اور اس کو اس طرح بتلایا کہ شریعت ہفتہ

کے ظہر اس سے کسی طرح مخالف نہیں۔ اور وہ جاب کے نقص اور جہ کی تیزیش سے پاک وصاف ہے۔ اور نظم میں جو وصیقات کے چاند کی طرح ہے۔
 تعجب کی بات ہے کہ جب پرستہ اصول شریعت کے مخالف نہیں ہے
 تو پھر میں کو کون چشیدہ دکھا ہے۔ ہاں اگر اس میں خود مخالفت جاتی تو اس کا چھپانا
 چشیدہ رکھنا مناسب تھا۔ لَا يَنْفُكُ عَنْهَا بَعْضُ الْعُقَلَاءِ کہتا ہے اس سے
 کوئی پوچھ نہیں سکتا، ۵

کواز ہرہ امکا زہیم تو کشایہاں جز جہیم تو
 کر کو طاقت کھائے کر کرے قریبیم کے زبان کوٹ

علوم و مسافت پر بیماری کی طرح اس طرح ہر ہے جس کو قوت مدد ان کے ہواشت
 کرنے سے عاجز ہے۔ قوت مدد کہ تو غرہ قہیر ہے۔ وَالْاَلَاءُ يَخْلُفُ عَطَايَا الْمَلَائِكَةِ لَا
 مَطْلَاةَ وَوَرْدَ بَاوِشَاءِ عَطِيَّوْنَ كَوْسِ لِي سَوَائِيَاں اٹھا سکتی ہیں، ۵

اہل اول یہ شوق تھا کہ ان عجیب علم کو کھج جائے۔ مگر اس ادنیٰ توفیق پاتا
 تھا۔ اور اسی وجہ سے بیقرار رہتا تھا۔ آخر کار قسلی ذرائی کہ ان علوم کے فیضان سے مکہ
 کا مال کرنا مستعد ہے نہ کہ علوم کا یاد کرنا۔ جیسے کہ اسب علم اس واسطے علم حاصل کرتے
 ہیں کہ سورتیت کا مکہ حاصل کریں۔ نہ اس لئے کہ صرف دنیوی فروع کے مسائل متنازع کریں
 ان میں سے بعض علوم عرض کرتا ہے :-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَيْسَ كَيْتِلِبَ شَيْءٌ وَهُوَ الشَّيْءُ الْبَقِيَّةُ وَنَحْنُ
 اُس کے کوئی چیز اور وہی ہے سننا و بکنا، کلام کہ اَوَّلُ حَقِّ تَنْزِيهِ عَمَّا كُنَّا نَحْتَسِبُ
 جیسے کہ خود ظاہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول وَهُوَ الشَّيْءُ الْبَقِيَّةُ اِس تَنْزِيهِ كَوْنِ
 وکال کرنا ۱۱ ہے۔ ۵

اس کا بیان یہ ہے کہ جو کچھ عالم کے لئے سمجھ و بصیرت کے ثابت ہوئے ہیں
 باہم مشابہت کے غیوت کا وہ ہم گذرتا ہے مگر چرغ غرضی ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے
 اس وہم کے دور کرنے کے لئے عام سے سمجھ و بصیرت کی نفی کر دی یعنی مَيْكَيْتِم
 و بَقِيَّةُ وَهِيَ عِلْمٌ بِلُطَائِفِهَا ہوتا ہے۔ اور سمجھ و بصیرت مخلوقات میں پیدا ہے۔
 دیکھتے اور سننے میں کچھ نمل نہیں ملتی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ سمجھ و بصیرت کو پیدا کرتا

ہے۔ اسی طرح ان دو مختلف سکیم پیدا کرنے کے بعد بطریق عادت سماع و رویت بنی دیکھنے
 اور نہ دیکھنے کو پیدا کرتا ہے نیز اس امر کے کہ ان صفات کی تاثیر ہو۔ اور اگر ہم بطریق اصل پر
 تو ان میں تاثیر ہی کسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ پس جس طرح ان کے اصلی جواد محض ہیں اسی طرح
 ان کے صفات میں جواد محض ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت سے پھر میں کام پڑ
 کر ہے۔ تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ ممکنات میں پھر لازم کرنا ہو ہے۔ پس جس طرح پھر جواد محض ہے
 اس میں پختہ ہیں اگر باغرض موجود ہو تو جواد محض ہے۔ اس سے حرف و آواز کے ظاہر
 ہونے میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ لہذا صفات اسی طرح پر ہیں۔

غرض جب یہ دو مستقین اور دو ناہر تھیں۔ ان دونوں کی نفی کے لئے اللہ تعالیٰ
 نے خاص کیا۔ اور ان دونوں کی نفی سے باقی صفات کی نفی بطریق اولیٰ لازم نہ آتی ہے۔
 حق تعالیٰ نے اہل علم کی صفت کو پیدا کیا۔ جہاں ان معلوم کی طرف اس کی
 توجہ پیدا کی۔ جہاں ان معلوم کے ساتھ اس کا تحقق پیدا کیا۔ بعد ازاں معلوم کو اس پیش
 کیا۔ پس علم کی صفت پیدا کرنے کے بعد صرف بعضی مادہ کے طور پر کشفات کو اس میں
 پیدا کیا۔ مگر ہر جہے کہ علم کو اس کشفات میں کیا دخل ہو گا۔
 اسی طرح اول توح کی صفت کو پیدا کیا۔ جہاں ان شعور کی طرف توجہ لوگن
 لگا۔ جہاں ان مشنات بعد ازاں شعور کا ادراک پیدا کیا۔

اسی طرح اول بصیر کو پیدا کیا۔ بعد ازاں وحیری کا پشاد و شہاد کی طرف توجہ
 جہاں ان رویت میں دیکھنا۔ جہاں ان دیکھی ہوئی چیز کا ادراک پیدا کیا۔ یعنی بدلتیاس
 ہیں توح و بصیر وہی ہو سکتا ہے کہ یہ دو مختلف اس کے سماع و رویت کا پیدا کیا
 اور جب ایسا نہیں ہے تو سوائے خدا کے کوئی توح و بصیر نہیں ہے۔ پس
 ثابت ہوا کہ ان کے صفات ان کے اصل کی طرح جواد نہیں ہیں۔ پس اگر کام سے یہ مقصود ہے
 کہ ان سے تمام صفات کی نفی طور پر نفی ہو جائے۔ نہ یہ کہ ان کے لئے صفات ثابت ہوں
 اور یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ثابت ہیں۔ کیونکہ اس سے محذور اور تشبیہ کا باہم صحیح
 لازم آتا ہے۔ بلکہ تمام رویت کریم میں تشبیہ کا اثبات اور کلی طور پر تشبیہ کی نفی ہے۔

علم اول یعنی ان کی صفت کو خاص فیصلے سے اس لئے ثابت کرنا۔ اور ان کے
 اصول کو محض جواد ماننا اور پراساں اور کوئے کی طرح معلوم کرنا کہ پانی و گاہ سے ظاہر ہے

مقام و صحت کے مناسب ملے ہے۔ اور قلب و زہن میں کی منفعت کو ہی ہمارے لیے
معلوم کرنا اور تمام کام کرنا۔ بات کرنا، محقق متحقق اور فہم و بینتوں اور بھی مراد ہے اور یہی
مراد ہیں مقام و صحت کے مناسب ملے ہے۔

ہیں یہاں سے بھی وہ فتنہات کا وسیلہ فرقہ فتنہ مہر جاگے۔ د
فقیہین یذل علی الذین یؤذونہم الخیرۃ یتیمین عن الجحیم الفتنۃ نیرہ قطار بہت پر د
کرتے ہیں وہ قطار بڑے منہ کی خبر دیتا ہے ج

سارے گھر سے اڑ جاؤں گی

حرجہ ۴ نظر ہے سال انچا اپنی بار سے

اور ایسے ہی اس عالم مقادیر کے لوگ مخلوقات کے افعال کو بھی مردہ اور جامد کی طرح سمجھتے ہیں۔ نہ یہ کہیں افعال کو حق تسلیم کرنے کی طرف منسوب کریں۔ اور ان افعال کی اصل شہ قائلے کو بائیں۔ **تَعَالَى اللَّهُ ذَٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا** (اللہ تعالیٰ کی ذات اس نسبت سے بلند ہے) مثلاً کوئی شخص چہرہ کو ہلاتا ہے اور حرکت دیتا ہے تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص متحرک ہے۔ بلکہ چہرہ میں حرکت کا یہ بلوکرنے والا ہے اور چہرہ متحرک ہے۔ اور جو اس کے جس طرح کہ چہرہ بجاہد بعض ہے۔ اسی طرح اس کی حرکت بھی بجاہد بعض ہے۔ اور اگر بالفرض اس حرکت سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا۔ تو یہ نہیں کہتے کہ چہرہ نے مارا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے مارا۔ اور مارتے شہ صیت **تَشْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى تَعْقِيْلًا** کہ قول اس علم کے موافق ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ مخلوقات سے افعال کے صادر ہونے کے باوجود وہ جامد و فسل اور ادھی ہوں یا اختیار ہی۔ ان افعال کے مفعول قائلے کے اور پیدا کئے ہوئے ہیں اور مخلوقات کے فعل کو ان کے مخلوق اور مصنوع ہونے میں کچھ دخل نہیں۔ ان کو افعال چند حرکتیں ہیں۔ بلکہ اس امر کے ان کے لئے معمول کے بندہ میں کچھ تاثیر ہو۔ اگر کہیں کہ اس تقدیر پر افعال کو خواب و فذاب کا مارنا یا بیخاندہ ہے جیسے کہ چہرہ کو کسی امر کے لئے حرکت کریں۔ اور اس کے فعل پر روح و ذمہ منسوب کریں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سنگ اور مخلوق کے درمیان فرق ہے۔ کیونکہ طبیعت قدرت اور ارادت پر وابستہ ہے۔ درنگ میں ارادت نہیں۔ لیکن جب ان کی ارادت بھی حق قائلے کی مخلوق ہے۔ بلکہ اس بات کے کمراد کے مفعول میں اس کی تاثیر ہو۔ اور ارادت بھی مردہ کی طرح ہے۔ اس قائلے

میاں شاہ حسین کو سدا کا طریق رکھنا ہے۔ اور اس میں مکتبہ کا سہارا ملے گا۔
 کہ وہ اس سے اس کو نکال جائے۔ تاکہ عزت و تکرار اہل حق سے ہے کچھ جانے۔
 عہد صادق پھرین سے اپنے آپ کو ضبط نہیں کر سکتا۔ اگر سزا میں ہوا جاتا
 ہے بہت ترقی کرتا ہے۔ اور اس کو کہہ سکتے ہیں ہوا تھا۔ بڑی ترقی کی۔ اور مقام جیت
 میں فرق ہے۔ میرٹ میں بغیر کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے۔ اور طبعیت خود ہی
 اسی مقام میں ہے۔ اس لیے بھی بہت ترقی کی ہے۔ اور اس بغیر کے خوشیوں میں سے
 ایک ہے اس کے اس کمال بہت بلند ہے۔ تین سالہ بچے کے تو ایک ہے۔ اور شہد

مکتوب ۱۹

بعض ماحتمدوں کی سفارش میں۔ اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا جو۔
 قادم بغیر کی عرض ہے کہ شکر سے ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ دہلی میں
 کے ولیفہ دار فقرا کا روپیہ گذشتہ فصل غریبہ کی بابت حضور کے بندہ کو گاہ کا
 کے حال پتا ہے تاکہ حق ثابت کرنے کے بعد حق داروں کو پہنچا دیں۔ اس لیے تسامی
 کی گئی ہے کہ ہرگز نہ ملے۔ شیعہ ابو الحسن ماقطہ اہل علم کے نام اور ہرگز نہ ملے۔
 شیعہ شاہ محمد ماقطہ کے نام تو اب شیخ کی سرکار سے ستر ہے۔ دونوں کو گاہ کا
 شخص نہ دیکھ رہے ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ اور انہوں نے اپنے کسی مستبر آدمی کو بھیجا
 ہے کہ فرزند کو پہنچے جو تو ان دونوں مذکورہ باوجود ان خاص کا مدد یہ حال غریبہ ہرگز کے حوالہ
 کریں۔ یہ دونوں شخص سر نہ ہیں سو جو دیں۔

مکتوب ۲۰

یہ بھی اسل ماحتمدوں کی سفارش میں اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں لکھا ہے۔
 خادم حیر کی یہ گزارش ہے کہ دوبارہ حبیب اللہ سر نہ کی والدہ اور اس کی
 بیوی اور وہ سب بزرگوں کے وظائف کے بارہ میں جو غریبہ کے ضمن میں لکھے ہوئے
 ہیں حضور کے بندہ گاہ کے خادموں کو تکلیف دیتا ہے تاکہ گاہ کا خاص کے وظائف

کا رہنمائی میں آیا ہوا ہو۔ مولانا اعلیٰ کو طرہٴ ایمان لوگوں کی تسلی کریں۔ بعض طریق
وکالت کے اور بعض بطریق اصالت کے کرتے ہیں۔ مدار سلطنت نہ تھے ہوں
تو ذکر وہ بالا اشخاص زندہ مایہ جو وہ ہیں۔ چہ وانوں کے درست کرنے کی انتہا کرتے ہیں
زیادہ کھنڈناستی ہے۔

مکتوب ۲۱

ولایت کے درجوں خاص کو ولایت تہری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجوں کے
بیان میں۔ اور طریقہ علیہ تعشید کی تعریف۔ حدیث بزرگوں کی نسبت کی بندی
اور باقی تمام طریقوں پاس طریق کی فضیلت اس بیان میں کہ ایک حضور و مانی ہے
عالمی قاری موصوفی و ہرری کے بیٹے شیخ محمد علی کی طرف لکھا ہے :-
آپ کا مکتوب سب مشہور ہے جو اس بندہ ضعیف کے نام لکھا ہوا تھا پہلا۔ اللہ تعالیٰ
تم کو نوازا جو وہ ہے۔ اور تمہارا کام آسان کرے۔ اور تمہارے بیٹے کو کھلے۔ اور تمہارے
خدا قبول فرمے۔ بھوت سبہ بشر علیہ طے آلا عقلات و اشکات و زنج بصر یعنی یہی
چشم ہے پاک ہیں۔

میرے بھائی! جان لو۔ جب تک وہ نجات جو نجات معروف کے پہلے ہے
مذہب اہل اللہ اس کو فنا سے قیہ کرتے ہیں۔ ثابت نہ ہو جائے۔ مشہور قائل کی جاسی ہیں
پوچھنا محال ہے۔ بلکہ خالی جوئے میوہوں اور انسانی جوئی خداؤں کی پستش سے
نجات نہیں مل سکتی۔ اس کے سوا نہ تو اسلام کی حقیقت کو نہ شک ہے اور نہ ہی کمال
ایمان میں ہو سکتا ہے۔ بھلا پھر خدا کے بندوں کے گروہ میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں۔
اور اتنا دے دے تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ فنا پہلا قدم ہے اور درجات
ولایت میں لکھا جاتا ہے اور پڑا بھاری کا ہے جو ابتدا میں حاصل ہو جاتا ہے پس بھی
کرامت ہریت کے اول سے اس کے آخر کا حال اور اس کی ابتدا سے اس کی انتہا کا درجہ
قیاس کیا جائے کسی نے کیا اچھا کیا ہے

قیاس کن رنگستان بن بھار مراد

قیاس کرو مرے بلخ سے بھاری

ترجمہ ۲

کسی اور نے بھی یہی کہا ہے ۶

سایہ لکھو سہارے بارش پھرا

ترجمہ ۶ ظہر ہے حال پہلا بنی بار سے

اور عایت کے بہت سے صوبے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ کے قدم پر
ایک ہی عیت ہے جو اس بنی سے مخصوص ہے۔ اور اس کے درجہ بات میں سے بندہ اور
اس کے وہی درجہ ہے جو اس کے غیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پہ ہے۔ کیونکہ وہ جتنی فانی
جس میں اس صفت و شہادت و اعتبارات کا اثبات کے طور پر بندہ فانی کے طور پر کچھ ثابت
ہے۔ بلکہ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیت ہی سے مخصوص ہے
اور اس مقام میں تمام وجودی اہل مستباری پر وہ کما ذوال ہو جاتا ہے اور یعنی طور پر ثابت
ہوتا ہے۔ پس اس وقت کمال جلالی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ جتنی ثابت ہوتا ہے نہ
فانی اور یعنی۔ اور اس عزیز اور جو مقام سے شخصیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال بعد از
کو بڑا حصہ حاصل ہوتا ہے +

پس اگر ہم اس لئے دوست کے حاصل کرنے اور اس بندہ و جگہ کی تسلیہ کے لئے جو
ہو۔ تو شخصیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابھاری لازم کلا۔ اور یہ جمیلی ذاتی کچھ شائع
رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک برقی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی راگہ کی طرف سے برق کی
طرح تھوڑی سی نسبت کے لئے تمام حجاب اٹھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد سادہ صفات
کے ہر شے کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ذاتی انوار غیروں میں ڈھانپا جاتا ہے۔ پس حضور ذاتی
برق کی طرح ایک طرح ہوتا ہے۔ اور نصیبت ذاتی بہت کثرت سے۔ اور شائع نقشہ بندہ میں کمال
کے نزدیک یہ حضور ذاتی دائمی ہے۔ اور ان بزرگواروں کے نزدیک نائل ہو جاتے والی
اور نصیبت کے ہر لئے والی حضور کا کچھ اعتبار نہیں ہے +

پس ان بزرگواروں کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے۔ اور نصیبت سے
ان کی ہر اور حضور ذاتی دائمی ہے۔ اور ان سب باتوں سے نیا وہ قہمب کی بات یہ ہے کہ
ان کا ان کے طریق میں شایستہ۔ ابتدا میں درج ہے۔ اور یہ جد گوارا اس سر میں رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے پیرو ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی پہلی ہی سمت میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا تھا جو وہ مردوں کو ان میں ہی نہیں حاصل ہو سکتا۔

اور یہ بات انہیں اتنا واضح ہونے کے سبب ہے +

تہی میں طرح و اہمیت محدثہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام بیسیوں نورانیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی باتوں سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح ان بزرگوں کی روایت بھی تمام اولیاء حق میں کی روایتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اس طرح بڑھ کر ہے۔ جب تک کہ اس کی روایت صحیح صریح کبریٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے +

اس کا دل شائع میں سے بعض افراد کو یہ نسبت حاصل ہوتی ہے جسکی وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت سے تحت لباس ہے۔ جیسے کہ حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ نے اس حدیث کے دوام کی جھڑپی ہے۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بیٹہ شیخ ہر سید نکھرے اس مراد کو پہنچا ہے۔ جیسے کہ صاحب نقی لے نقل کیا ہے۔ اور اس طریقہ علیہ نقیہ کے بعض کلمات کے کنارے سے غرض ہے کہ کلاموں کو اس طریقہ علیہ کی طرف نسبت پیدا ہو۔ ورنہ کجائیں اور کجائیں بزرگوں کے کلمات کا بیان۔ سو ہمارا دوام صاحب کی میں فرماتے ہیں +

شرح معینہ مستطاب	پھر راز عشق باہر دنیاں
لیکھتے و منظر مارہرند	پیشانیوں کو فوہ قدس سرہ
تربوہ نامناسب ہے کہوں کا بیا	مثل راز عشق چاہئے نہاں
لیکھتے صفت پائیں ہوا	اور اس کے غرض سرایش آ

فَاَنَّا لَا مُعْتَكِفُكَ وَ عَلَيَّ جَنِيحٌ مِّنْ اَشْيَعِ اَهْلُ دَعَا اَمِّہَا رَاہِ اَن لُّوْگُوں پرمیں جو چاہا
کے تاج ہیں سلام ہو +

مکتوب ۲۲

روح و نفس کے درمیانی تعلق اور ان کے نزول و خروج اور فنا و تجدید کی روشنی
مذہب اصفہان کے بقا۔ اور مغلوب الحلال درویشوں اور ان لوگوں کے درمیان
فوق کے بیان میں جو مقام دعوت کی طرف مایل ہیں شیخ محمد مصطفیٰ
لاہوری کے بیٹے شیخ عبد الجبار کی طرف لکھا ہے +
پاک اور نتر ہے وہ ذات جس نے نور کو ظلمت کے ساتھ جمیں کیا اور کائناتی

جو جنت سے بری ہے مکاری کے ساتھ جو جنت میں رہے بہتر نہ کیا۔ اور خلعت کو فاری
تقریباً مجرب کر دیا پس وہ درجہ اس پر لایق ہو گیا۔ اور کمال محبت سے اس کے ساتھ گیا
تا کہ اس تعلق سے اس کی روشنی زیادہ ہو جائے۔ اور خلعت کی ہرمانگی سے اس کی صفائی
کامل ہو جائے جس طرح کہ آئینہ کو جبے قیل کرنا۔ اور اس کی صفات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں
تو پہلے اس کو مٹی سے تیار کر دیتے ہیں۔ تا کہ مٹی کی خلعت کی ہرمانگی سے اس کی صفائی
ظاہر ہو جائے۔ اور مٹی کی صفات کی وجہ سے اس کی روشنی زیادہ ہو جائے۔

پس اس قصہ نے لفظی عشق کے مشاہدہ میں طوق ہونے اور مغربی جسم سے
تعلق ہونے کے باعث جو کچھ اسکو پہلے قدسی شہود سے حاصل تھا وہ اس کو روا بجا آئی
ذات اور اپنے وجود کے مستحقات سے بھی پیچیدہ ہو گیا۔ اور اس کی جلیبی سے اسکی
مشہدہ یعنی بائیں ہاتھ والوں میں سے ہو گیا۔ اور اس کی صحبت میں اصحاب میجنہ
یعنی دین و دنیا والوں کے فضائل کو ضائع کر دیا۔ پس اگر اسی استغراق کے متکرم ہو گیا
را اور طوق و آزادی کے میدان میں نہ بچا۔ تو اس پر ہزار خسوس ہے۔ کیونکہ اس کے
وجود سے جو قصود حاصل ہوئے۔ جیسا کہ اس کی استعداد کا جو ہر وہی ضائع ہو گیا۔ قصبات
ضلالہ کا بیکندہ اس پر گرا کر ہو گیا۔ اور بالکل کی توفیق اس کو مل گئی۔ اور خدا کی عنایت
اس کے شامل حال ہوئی۔ تو اس نے شفقت سے سرگوا کیا۔ اور جو کچھ اس سے گم ہوا
تھا یا دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کیا۔

نے امید ہونے تو اس عزم و جہد سے

ترجمہ سے

سے میری امید بیلج و عزم و جہد سے

مٹی پھر کی طرف ہر وہی گرا رہا

اگر اس کو دوبارہ اپنے قدسی مطلوب کے مشاہدہ میں اچھی طرح استغراق حاصل ہو گیا۔ اور
بارگاہ مقدس کی طرف پے سے طور پر توجہ نصیب ہو گئی۔ تو اس وقت خلعت اس کے کعب
ہو جائیگی۔ اور اس کے آثار کے غلبوں میں سندس ہو جائیگی۔ پس جب یہ استغراق اس میں
مکمل ہو جائے کہ ظہوری تعلق کو باطل میں مل جائے۔ اور اپنی ذوات اور اپنے وجود کے
توابع سے مٹی پر پیچیدہ ہو جائے۔ اور مشاہدہ نورانہ نور میں قائم ہو جائے۔ اور اس کے ہر وہی
کے پیچھے سے مطلوب کے حضور حال ہو جائے تو فنا کے بعد ہی وہی سے مشرف ہو جائیگا۔

اور اگر اس شہود میں غشا حاصل ہوئے کہ اس میں کو مشہود میں تباحی حاصل ہوگئی تو فنا
 بقا کی دو باتیں اس کو پورے طور پر مکمل ہونیں۔ اور اب ہم دعوت و اطاعت میں پہنچ چکے ہیں
 پس اس وقت اس کا حال وہ اردوں سے خالی نہیں ہے۔ یا تو اس کو مشہود میں غل ہو رہا ہوگا
 اور وہ بھی استہلاک ہو گیا ہوگا۔ یا طاقت کو اشد تعاضل کی طرف بلائے کے لئے راجع
 ہوگا۔ اس طرح پر کہ اس کا باطن اشد تعاضل کے ساتھ اداس کا غلبہ خلق کے ساتھ ہوگا۔
 اور اس وقت خود اس طاقت سے جو اس میں مندرج ہے وہ اپنے مطلوب کی طرف متوجہ ہے
 آئندہ جو چاہے۔ اور اس تاویلی کے باعث اصحاب یمن میں ہائے اشد و اوس
 ہو جاتا ہے۔ اگر حقیقت میں اس کے لئے درست ہے نہ چپ۔ لیکن بہت بہت
 اس کے حال کے خلاف اور اس کے کمال کے مناسب ہے۔ کیونکہ یمن بہت میں دونوں طرف
 کے مشترک ہونے کے باوجود درست راست خیریت کی جہت کا جامع ہے۔ چنانچہ اشد
 تعاضل کی شائیں ارد ہے کلنا یکنہ یکنہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں بائیں ہاتھ کی طرح ہیں
 اور وہ طاقت اس نور سے بند کی اور طاقت کے مقام میں آتی ہے۔ اور ہمارے مزدوں
 کو کافی سے نور بلکہ اس کا خلاصہ ہے۔ اور بہت میں قہید ہوتی ہوئی طاقت سے
 نفس ہے۔ اور ظاہر و باطن سے بھی ہماری مراد یہی ہے۔
 اگر کوئی کہے کہ او دیا سے مغلوب الحال کو بھی عالم کے ساتھ مشہود اس کی طرف
 توجہ دہلے نہ ہو تو غلط فہم ہو جاتا ہے۔
 پس انہی امور پر پوری توجہ اور استہلاک فنا کے کیا مئے ہیں۔ اور ان کے اور
 ان لوگوں کے درمیان جو دعوت کے لئے عام کی طرف راجع ہیں کیا فرق ہے؟
 ہم کہتے ہیں کہ استہلاک اور توجہ تمام مادہ ہے روح و نفس دونوں کی اکٹھی توجہ
 سے بعد اس کے کہ روح کے اندر میں نفس مندرج ہو جائے۔ جیسے کہ پہلے اس کی طرف
 اشارہ کیا گیا ہے۔ اور عالم کے ساتھ اس کا شعور جو اس وقت ہے اور عقائد کے ذریعے
 جو تیسرے جو نفس کے لئے تفصیلات کی مانند ہیں۔ پس محل منقص اپنے مشہود کے مطابق
 کے باطن کو مالی باتھ کے ضمن میں سنبھال اور کافی رہتا ہے۔ اور اس کی تفصیل پہلے
 ہی شعور پر باقی رہتی ہے۔ بیضاں کے کہ اس میں کسی قسم کا شعور واقع ہو۔ بلکہ اس
 شخص کے جو عالم کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ اس کا نفس اطمینان حاصل کرنے کے بعد ان

اور سے دعوت کے لئے ہمارے ملے تاکہ اس کو عالم کے ساتھ مناسبت حاصل ہو جاتی ہے
اور اس مناسبت کے سبب سے اس کی دعوت مقبول ہو جاتی ہے۔ لیکن اس بات کا
بیان کہ نفس میں ہے۔ اور اس کے واسطے وہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو نفس کا قلب
صنوبری کے ساتھ تعلق ہے اور جب صنوبری کا تعلق حقیقت جامع قلبیہ کے وسیع
نفس کے ساتھ ہے۔ اور نفع سے محروم رہا۔ وہ اصل پر نفس پر تامل جو کرنے میں ہر
اس کے رسید سے تمام تو نے وہاں پر نفس پر تامل میں پس ایہ اضافہ کا
جملہ پر نفس میں موجود ہے۔ اس بیان سے دونوں گروہوں کے درمیان
فرق ظاہر ہوا۔

اللہ جانتا چاہئے کہ ہر گروہ ہما جان سکریں سے ہے اور دوسرا صاحب محبوب
میں سے۔ اور شرافت پہلے سکریں ہے اور افضلیت دوسرے کے لئے۔ اور وہاں
مقام و ہیت کے مناسب ہے۔ اور دوسرا نبوت کے مناسب۔ اللہ تعالیٰ ہم کی
اور یا کی کرتوں سے شرف فرمائے اور دنیا سے ہمیں فضیلت و استقامت کی کمال شایستگی پر
ثابت قدم رکھے۔ صَلَوَاتُ اللہ وَسَلَامُہُ عَلٰی قَبَائِلِہِ عَلَیْہِمْ وَاٰلِہٖمْ وَسَلَّمَ
اَنْحَرَانِہٖ مِنَ الْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَرَبِّہِمَا اللہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ یَوْمُ الْاٰدِیْنَ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے نبی پر اور تمام انبیاء پر اور نبی صلوات اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اور ملائکہ مقربین اور بندگان صالحین پر حق استقامت و سلام و تامل ہو۔ آمین
کاتب معروفہ عالمہ ارجحیوں ہونے کے باعث حوی کو بھی مرح زبانا تھا۔
لیکن ہر کتاب کا کتب شریف عربی میں لکھا ہوا تھا۔ اس واسطے اس کے موافق
عربی میں لکھا گیا۔ و استقام

مکتوب

یہ مکتوب صراطِ حق پر گزرنے سے منع کرنے اور اس کے نقصان کے بیان میں
اور ان کتاب سے جو اہل کفر سے مشابہت میں نہایت تفریق کرنے کے بیان میں
عبدالرحیم بن خاندان کی طرف اس کے خط کے جواب میں لکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب نبی البشر صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیضان فرمادے۔ آمین

یہی نیک بہ کامرانی ہے کہ جس میں جو آدمی کو حال سے غالی تعل و میں سے غالی ہم
 سے بجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میں شخص پر ہم کرے۔ جس نے ہمیں کہا +
 نیک بخت صادق جانی نے تمہارا خط پہنچایا۔ اور زبان حریفان سے بختیا کا

ہاں میاں تمہا بیان لیا۔ پس میں نے یہ شعر پڑھا +
 اَهْلًا لِّسَعْدَى وَالرَّسُولِ وَحَبَدًا
 وَجْهَ الرَّسُولِ بِحَيْثُ وَجْهَ الْمُرْسِلِ

اور یہ + مرحبا لعلیٰ و کا صد دلہارا دین رویت تھو طبر خوار
 مرحبا صد مرحبا لعلیٰ کا صد
 دیکھتا ہے گویا و بخت و لہا کا

لعلیٰ کا لعلیٰ کے طور کو قبول کرنے والے بھائی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے فضل کو قوت
 سے ظہور میں دے۔ جان لے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہی انہوں میں شخص پر جس نے
 اس میں کچھ نہ بویا۔ اور اپنی استعداد کی ذمہ کو بیکار رہنے دیا۔ وہ اپنے اعمال کے بیج کو
 ضائع کر دیا +

اور جانتا پہنچنے کہ زمین کا ضائع ہو دیکھا کرتا ہے طریق پر ہے۔ ایک ایک کہ اس میں
 بکھرے ہوئے۔ اور دوسرا یہ کہ اس میں ناپاک اور غراب بیج غلے۔ اور پہلی قسم کی نسبت
 دوسری قسم ضاعت میں بہت معر اور زیادہ فساد میں ہے۔ جیسے کہ چوتھہ نہیں
 ہے۔ اور بیج کا ناپاک اور غراب ہونا اس طرح پر ہے کہ ناقص سا ملک سے طریقہ اخذ
 کریں۔ اور اس کی راہ چلیں بیکار و حرص ہو اسکے تابع ہوتا ہے۔ اور حرص ہو اس کے
 کی کچھ تاثیر نہیں ہوتی۔ اور اگر بالفرض تاثیر ہو بھی۔ تو اس کی حرص کو بھی نیا دہ کر لی نہیں
 اس سے سیار ہی پر سیاہی حاصل ہوگی۔ اور نیز ناقص کو چونکہ خود حاصل نہیں ہے۔ خدا کی
 طرقت پہنچانے والے اور پہنچانے والے راستوں کے درمیان تیز حاصل نہیں ہے
 اور ایسے طالبوں کی مختلف استعدادوں کے درمیان فرق نہیں جانتا۔ اور جب اس
 نے طریق جذبہ اور سلوک کے درمیان تیز نہ کی۔ تو بسا اوقات طالب کی استعداد
 ابتدا میں طریق جذبہ کے مناسب ہوتی ہے اور طریق سلوک سے نامناسب ہوتی ہے
 اور ناقص فیج نے راستوں اور مختلف استعدادوں کے درمیان تیز کے نہ ہونے کی اسٹ

ابتداء میں اس کو طریق سلوک پر بتلایا۔ تو اُس نے، راہ حق سے، اس کو گمراہ کر دیا۔ جیسے کہ وہ خود گمراہ ہے۔

پس جب شیخ کامل محل ایسے طالب کی حریت کرنی چاہے۔ اور اس کو اس طریق پر چلا کر چاہے تو اس کو چاہئے کہ اول اس سے اس چیز کو دور کرے جو ناقص شیخ سے اس کو پہنچتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے سبب سے اس کا بگاڑ ہوا ہے اس کی اصلاح و درستی کرے۔ پھر اس کی استعداد کے مناسب انتہائیچ اس کی استعداد کی زیریں میں ڈالے۔ پس اس طرح انتہائیچ دیکھا۔

حالانکہ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے کام سے یا یہاں تک جیسے چاہے کہنے والے شریعت اور کتب
بست بڑا کرے کیونکہ یہ کلمہ اور اس کا کہنے وہ فرائض تعالیٰ اور اس کے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پسند نہ کرے ہے۔ اور مسلمان کو فرائض کے ساتھ
صلوات رکھنے اور ان پر بھی کرنے کے لئے امر ہیں۔ پس ایسے نبی سے ہم سے کلام کرنا
واجب ہے۔

اور یہ بعض مشائخ قدس سرہم کی حیا۔ توں میں شکر کے عقبہ کے وقت کنوڑ
تعریف اور تہنیت کی تفریب بخود غیرہ پائی جاتی ہے۔ توں کا منہم ظاہر ہے
بہرہ ادا دل تو میری طرف ہے۔ کیونکہ اہل شکر کی کلام چھ منہم پر چل کی جاتی ہے۔ اور
اپنے ظاہر سے ہرگز نہ کہتی ہے۔ اس لئے کہ وہ شکر کے عقبہ کے وقت اس قسم کے
منہمات کے کہ کتاب میں منہم ہیں۔ باوجودیکہ ان بزرگواروں کے نزدیک کفر و فتنہ
اسلام شیعہ کی نسبت نقص موجب ہے۔ اور وہ لوگ جو اہل مکہ نہیں ہیں وہ ان کی تقلید
کریں تو منہم نہیں ہیں نہ ہی ان کے نزدیک اور نہ ہی اہل شیعہ کے نزدیک۔ کیونکہ
ہر چیز کے لئے خاص موسم اور وقت ہوتا ہے کہ وہ چیز اس موسم میں اچھی معلوم ہوتی ہے
اور وہ موسم اس میں بڑی۔ اور حالاً آدمی ایک کو دوسری پر تپاس نہیں کرتا۔

پس میری طرف سے اس کو تپاس کریں کہ اس موسم کو دور کرنے۔ اور کسی اچھے
موسم سے بدل دیوے۔ اور ملحق آپ کو سلامی تحفہ کے لقب کرے۔ کیونکہ یہ بات
مسلمان کے حال و حال کے موافق اور اس اسلام کے مناسب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پسند نہ کرے ہے۔ اور اس میں اس تہمت سے
بچنا ہے جس سے بچنے کے لئے ہم آہم ہیں۔ (انقوائین مؤاخذہ التہم ایسی تہی کلام
کہ اس پر کسی قسم کا جبار نہیں ہے۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَفَعْنَا قُلُوبَهُمْ خَلْفَ أَعْيُنِهِمْ فَهُمْ لَا يَخْشَوْنَ
بندہ مومن مشرک سے جہنم ہے۔

وَأَمَّا أَنتُمُ فَاذْكُرُوا أَنَّمَا أَلْهَيْتُمُ الْبَشَرَ إِيَّاهُ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

پروہایت پر چلتا ہے۔

کتاب ۲۴

اس بیان میں کسوں کی کاٹن بائیں ہے۔ اور اس بیان میں کون کا تعلق ایک ہے
 لیا وہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اور اس بیان میں کہ محبت خالق کا طور محبوب کے
 شیخ و خاتم کو مساوی جانتے کہ مستند ہے۔ اور اس بیان میں کہ ملازمین کی جگہ
 اور بار کی عبادت میں کیا فرق ہے۔ اور اس بیان میں کہ مقرب کا حال آیا۔
 اور ان اولیاء کے درمیان جو محبت تعلق کی طرف راجع ہیں کیا فرق ہے۔
 محمد علیہ السلام کی طرف کھنکھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب تبارک و تعالیٰ کے اللہ علیہ السلام کی طویل آپ کو
 دوست رکھے اور عافیت بخشے۔ آمین آمین آمین آمین آمین کے ساتھ ہے جس
 اس کی دوستی ہے +

پس مبارک ہے وہ شخص جس کے دل میں خدا کی محبت کے سوا کسی اور کی
 محبت نہ ہو۔ اور اس کے سوا کسی اور کا طالب نہ ہو۔ پس یہاں شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 ہے اور نظر میں ان کے ساتھ مشغول ہے۔ اور کائنات باطن صوفی کی یہی شان ہے یعنی
 حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور خلق سے جدا ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ کائنات
 میں خلق کے ساتھ ہے اور حقیقت میں اس سے جدا۔ اور دل کی محبت کا تعلق ایک ہے
 نیا وہ کے ساتھ نہیں ہوتا پس جب تک اس کی محبت کا تعلق اس ایک سے ہوگا اس کے
 پاس اس سے اس کی محبت نہ ہوگی۔ اور یہ جو اس کی مرادوں کی کثرت اور بہت قسم کی مثال
 مثل لایع لولا دور واری اور تعریف اور لوگوں میں عزت و شان وغیرہ کے ساتھ اس
 کی محبت کا تعلق دیکھا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں بھی اس کا محبوب ایسا ہی چیز ہے
 اور وہ اس کا اپنا نفس ہے۔ اور ان سب چیزوں کی محبت اس کے اپنے نفس کی محبت
 کی فرع اور شاخ ہے۔ کیونکہ وہ ان سب چیزوں کو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے نہ کہ
 اپنے آپ کو ان کے لئے۔ پس جیسے اس کے اپنے نفس کی محبت نازل ہو جائے۔ تو ان تمام
 چیزوں کی محبت بھی بالشیعہ طور پر جائیگی۔ اسی جیسے کہتے ہیں کہ بندہ اور حق تعالیٰ
 کے درمیان حجاب بندہ کا اپنا نفس ہے نہ کہ جہان۔ کیونکہ اس کا ذاتی مقصود جہان نہیں

نامر جاہل جو جلسے بند اس کا مقصود اپنے نفس کے سعادہ کچھ نہیں ہیں بلکہ وہ مر جاہل
 اس کا اپنا نفس ہو گا نہ کوئی دوست پس جب تک بندہ اپنے نفس کی عبادت سے بالکل
 پاک نہ ہو جائے حق تعالیٰ اس کی مراد میں ہو سکتا اور نہ ہی حق تعالیٰ کی محبت اس کے
 دل میں آسکتی ہے۔ اور یہاں سے دوستی فلسفہ طلاق کے بعد جو تحقیق ذاتی سے وابستہ ہے
 طاعت و محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ ظلمات کا جو سے طور پر رنج ہو نامتصور نہیں جب تک
 کہ کسوٹی اچھی طرح روشن نہ ہو جائے پس جب یہ محبت جس کو محبت ذاتی سے تعبیر کرتے
 ہیں کامل ہو جائے تو اس وقت محبت کے نزدیک محبوب کا انعام اور ایلام کیاں معلوم
 ہو سکتا ہے پس اس کو اس وقت افلاص حقیقی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی عبادت عظام
 اسی کے لئے کرتا ہے نہ اپنے نفس کے لئے یعنی انعام کی طلب اور رنج کے دفع کرنے کی خوش
 سے نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ دونوں اس کے نزدیک برابر ہیں۔ اور یہ درجہ مقربین کہتے ہیں کیونکہ
 برابر محبت ذاتی کی عبادت سے کامیاب ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کی عبادت
 خوف و طمع کی نیت سے کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں امر ان کے اپنے نفس کی طرف راجع
 ہیں اس سے ثابت ہوا کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے لگاتار ہیں۔ پس ابرار کے حقا
 ایک سے نیکیاں ہیں اور ایک سے بڑیاں ہیں اور مقربین کے حسنات خاص اور
 محض نیکیاں ہیں۔

ان مقربین میں سے بھی بعض لوگ بقول کمال سے موصوف ہوں اور عالم
 اسباب کی طرف نزول کرنے کے بعد خوف و طمع کی نیت پر خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن
 اس کا خوف و طمع ان کے اپنے نفسوں کی طرف راجع نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس کی ضمانتی
 کی طمع پر اور اس کے غضب سے ڈر کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی جنت
 کو وہ اس واسطے طلب کرتے ہیں کہ وہ اس کی رضا کا مقام ہے نہ اپنے نفسوں کے حظ
 و فائدہ کے لئے۔ اور وہ رنج سے اس واسطے پناہ مانگتے ہیں کہ اس کے غضب کا مقام
 ہے۔ نہ کہ اپنی جانوں سے رنج و عالم کو دور کرنے کے لئے کیونکہ یہ بزرگوار نفسوں کی غلامی
 سے آزاد ہو کر خاص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو گئے ہیں۔ اور مقربین کے مرتبہ میں
 سے یہ درجہ نہایت اعلیٰ ہے۔ اور اس مرتبہ ملنے شخص کو ولایت خاصہ کے مرتبہ سے
 مستصفا ہونے کے بعد مقام نبوت کے کمال سے کامل حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ

نفس جو علم اسباب کی طرف تڑپ کرے وہ مغلوبِ عمل اور بیاں سے ہے اور اس کو مقارن نہ کرے کہ اس سے کچھ فرقہ حاصل نہیں ہے۔ اس لئے وہ محکمِ بدشاہ کے میں لائق نہ ہوگا۔ برصغورِ ہند کے

وَذَلَّلْنَا اللَّهُ تَعَالَى نَفْسَهُ هَذَا الْأَحْكَامُ بِمُحَرَّمَةِ سَيِّدِ الْبَشَرِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ أَهْلُهَا وَأَتَابِعَهُ مِنَ الْعَقَلَاءِ أَفْضَلُهَا وَسَيِّدِ الْبَشَرِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ أَهْلُهَا خَلْقَ الْكَوْمَةِ عَنْ أَحَبِّ اللَّهِ تَعَالَى بِهِمْ كُوسِيْدَ الْبَشَرِ سَيِّدُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَهُوَ أَتَابِعَهُ كِي طِفْلِ ابْنِ بَرْكَوَارِوْنِ كِي حَبْتِ عِلَافِ رَاسِ كِي كُوْمَرِ آوِي سِي كِي سَاقِ بِي مِيں كِي مِيں كُو حَبْتِ مِيں۔ وَالسَّلَامُ قَلَا وَآخِرًا

مکتوب ۲۵

حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی متابعت پر ترغیب دینے کے بیان میں مکتوب
بحان کی طرف لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو سلامت رکھے اور آپ کے سینے کو کھولے اور آپ کے نفس کو پاک کرے اور آپ کے ہونے کے پرانے کو نرم کرے۔ یہ سب آپ کے لئے ہے اور سرور، شرف اور انکسار کے تمام کمالات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہ بیداری پر ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اپنی صفاتِ عظیمہ کو علم کی متابعت اور ان کے خلفائے راشدین، مدین کی متابعت کو لازم کر لیں۔ کیونکہ وہ ہدایت کے شاخ اور روایت کے آفتاب ہیں۔ پس جس شخص کو ان کی تابعداری کا شرف حاصل ہوا، فَقَدْ كَانَتْ قُوَّةُ كَيْفِيَّتِهِمْ (وہ دونوں جہان میں تبعہ کر کا سیاب ہوا) اور جو ان کی متابعت پر پیدا ہوا، فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا لَا يُعِيدُ (وہ غمٹ لگا ہوا)۔

بقیہ مضمون یہ ہے کہ شیخو سلطانِ رحمہم کے دونوں بیٹوں کے لئے گذارہ و میراث کی بہت تنگی ہو چکی ہے۔ اس واسطے انجناب سے التماس ہے کہ ان کی ہر طرح مدد و اعانت کریں۔ کیونکہ آپ اس بات کے فائق ہیں۔ بلکہ غلطی تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی حاجتوں کو چھڑا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ

نیا وہ توفیق دے۔ اور خود بہتری کو آپ کا مقصد بنائے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی عَمَلِكُمْ خَدٰی
عَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ اَهْدٰی۔ آپ کو اور تمام ہدایت کی، اور پرچہ دہوں کے سلام

مکتوب

اس بیان میں کہ شوقِ ابرار کو بتا ہے، مقررین کو نہیں بتاتا۔ اس مقام کے
مناسب علوم کے بیان میں شیخ عالم رانا صاحبی عقدِ ابوری کی طرف
لکھا گیا ہے:-

اے عالم رانا! تم کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت
کے سید سے بہت پڑا بہت قدم رکھے +

حدیث قدسی میں ار ہے: لَا طَالَ شَوْقٌ اِلَّا بَرَّ اِلٰی یَقَاتِ
وَاَنَا اَلْمُقَرَّبُ اِلَیْہِمْ اَمْثَلُ شَوْقٍ اِذَا جَوَّارًا اَبَارًا کَا شَوْقٍ مِیْرے دیدار کے لئے جسے
بند کیا۔ میں اس سے بھی زیادہ ان کی طرف مشتاق ہوں +

اللہ تعالیٰ نے شوق کو دیدار کے لئے ثابت کیا۔ یہ کہ مقررین صلیین کو شوق
نہیں تھا۔ اس لئے کہ شوقِ مطلوب کے گرم ہونے کو چاہتا ہے، اور مطلوب کا کم ہونا
میں کے دل میں مفتوح ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ انسان اپنے نفس کی طرف اشتیاق نہیں
کھتا۔ حالانکہ اپنے نفس سے اس کو بڑی محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ مطلوب یعنی اپنے
آپ کو کم کرنا اس کے لئے ثابت نہیں +

اپنے غریب اصل کا حال جو اللہ کے ساتھ باقی، اور اپنے نفس سے غافل ہے اللہ کے
کے ساتھ ایسا ہے۔ جیسے انسان کا حال اپنے نفس کے ساتھ +

پس ثابت ہوا کہ ابرار ہی مشتاق ہوتے ہیں کیونکہ وہ عیاق ہیں۔ اور
ایران سے جاری مراد وہ شخص ہے جو مقرب اصل نہ ہو۔ خواہ ابتدائیں جو یا وسط میں۔

اگرچہ وسط سے رانی کے دانے کے برابر باقی رہا ہو کسی نے کیا اچھا کہا ہے
فراق دوست اگر نکلتا ہے اندک نیت دروہا بد اگر نیم دوست بسیار است

ترجمہ: فراق دوست تو بڑا بھی بہت ہے حق میں عاشق کے
اگر جو نیم تو بہت ابھی تو بھی سخت مشکل ہے +

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک سی
کو دیکھا کہ قرآن پڑھ رہا تھا۔ روزنامہ ہے۔ اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ہم بھی یہی کرتے
کرتے تھے۔ لیکن ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا مع بابائے الذم کی
قسم سے ہے۔

تو فرمایا کہ اپنے دل سے شوقِ حبیبِ خدا پر باقی باللہ قدس سرہ سے منسوب کر
آپ کو یاد کرتے تھے کہ مثنوی میں یہ بات اس شوقِ مہربان کی تازہ ذکر ہے۔ جو
اس کو پہلے حاصل تھا۔

تو شوق کے دور ہونے کے بعد اہل مقام سے بڑھ کر اہل ایک اور مقام ہے
اور وہ ادراک و معرفت سے مجرور نا امید کی مقام ہے۔ کیونکہ شوق وہاں ہوتا ہے
جس کو مطلوب حاصل ہونے کی امید ہو۔ پس جہاں امید نہیں شوق بھی نہیں۔ اور جب
نہایت کمال تک پہنچنے والا ایسا کمال شخص عالم کی طرف بہ دستورِ جمیع کتب ہے۔ تو
عالم کی طرف سے جمیع کتب سے مطلوبہ کے نام ہونے کی وجہ سے پھر بھی شوق اس کی طرف
خود نہیں کرتا۔ یہ کہ اس کے شوق کے غالب ہونے کا باعث مطلوبہ کی گہرائی نہیں تھا
بلکہ اس نا امید کی حاصل ہونا تھا۔ جو جمیع کے بعد اب بھی موجود ہے۔ یہ خلاف پہلے
کمال کے کمال کی طرف سے جمیع کرنے کے وقت فقدان کے حاصل ہونے سے جو اول
زائل ہو چکا تھا۔ پھر اس کی طرف شوق ہو کر رہا ہے۔ پس جمیع سے فقدان یعنی مطلوبہ کی
گہرائی نہ گئی۔ تو وہ شوق جس کے زائل ہونے سے دور ہو گیا ہوا تھا۔ پھر حاصل ہو گیا
یہ نہیں کہا جاتا کہ وصول الی اللہ کے مراتب کبھی منقطع نہیں ہوتے۔ پس ان مراتب میں
سے بعض کی توقع کی جاتی ہے۔ اس وقت مقربِ اہل کے لئے بھی شوق کا جو تصور
ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ مراتب وصول الی اللہ منقطع نہ ہونا تفصیل پر پڑنی ہے۔ جو
اسا و صفات و اشیاء و امتیازات میں واقع ہے۔ اور اس مالک کے حق میں نہایت
مکمل پہنچنا تصور نہیں۔ اور اس سے کبھی شوق زائل نہیں ہوتا ہے۔ اور جس کا ہم ذکر
کرتے ہیں وہ ختمی و اہل ہے جس نے ان مراتب کو حوالی طور پر طے کیا ہے۔ اور
ایسے مقام تک پہنچ گیا ہے جس کو کسی عبارت سے تعبیر کر سکتے ہیں اور نہ کسی ظاہر
سے اس کو بیان کر سکتے ہیں۔ پس اس پر جو واقعہ تصور نہیں ہے۔ اسی واسطے اس

شوق اور طلب ہی زائل ہوتا ہے۔ اور چاہے وہ کیا کہے۔ کیونکہ یہ لوگ ہیں۔ جو
 صفات کی تکلیف سے عروج کر کے دوبارہ اس تک پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ ان میں لوگوں کے جو
 صفات میں تفصیل ہو۔ ہر ایک میں سادہ حیوانات میں ترتیب اور یہ کہنے لگے ہیں۔ کیونکہ
 یہ لوگ تجلیات صفات میں ہمیشہ تک محسوس رہتے ہیں۔ اور مراتب و مراحل ان کے
 حق میں صفات تک ہی ہیں۔ اور بارگاہ خداوندی تک عروج کرتا صفات و اعتبارات
 میں اجمال میر کے سوا کسی سے مستحکم نہیں۔ اور جس کا یہ سادہ تفصیلی طور پر واقع ہوا۔ وہ
 صفات اور اعتبارات میں تقدیر ہے۔ اور اس سے ملحق و طلب زائل نہ ہوا۔ اور اس سے
 وجہ تو ابد دور نہ ہوا۔ پس شوق و قہار دالے لوگ تجلیات صفات دالے لوگ ہیں
 اور جب یہ لوگ شوق اور وجہ میں رہیں۔ تجلیات ذاتی سے ان کو کچھ قدر مائل نہیں ہوتا
 پس اگر کوئی کہے کہ اس کا اندازہ قہار کی طرف سے شوق کے کیا ہے۔ یہ کہہ
 اس سے کوئی چیز منتقل نہیں۔ تو میں کہتا ہوں شوق کا ذکر اس جا ممکن ہے کہ صفت
 شاکست کی قسم ہے۔ یہ۔ اور اس میں شدت کا ذکر اس اعتبار سے ہو کہ کچھ عمدہ
 جبار غلطہ قہار کے کی طرف منسوب کیا جائے۔ وہ شدید اور غالب ہوتا ہے۔ نسبت
 اس چیز کے جو بندہ ضعیف کی طرف منسوب کیا جائے۔ یہ جواب علامہ کے طریق پر ہے
 اور بندہ ضعیف یعنی خاکسار کے نزدیک اور کئی قسم کے جواب ہیں۔ جو طریق صوفیہ کے
 مناسب ہیں۔ لیکن جواب ایک قسم کا منکر چاہئے ہیں۔ اور منکر کے بعد ان کا بیان کرتا
 اچھا نہیں بلکہ جائز نہیں۔ کیونکہ مست احمد ہیں اور ہر شیا پر پوچھے جائیں گے۔ اور اب
 میرا حل محض ہر شیا پر ہے۔ اس واسطے ان کا ذکر کرتا میرے حال کے مناسب نہیں
 ہے۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَآخِرًا وَالْعَمَلُ وَالْاَسْلَامُ عَنِ النَّبِیِّ دَاوُدَ**
وَسُوْرَتًا۔ اَوَّلًا وَآخِرًا سَبَّحْتَ عَلَیْہِ السَّلاٰمُ کے لئے ہے۔ اور اس کے بقی
 پر پیشہ ملتو و سلام ہو۔

مکتوب ۲۷

مترجم علیہ نقشبندی کی تعریف اور ان کے درگاہوں کی جندی نسبت کے بیان
 میں۔ خواجہ عجم کی طرف لکھا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اَضَلَّ سَبْعُ عَرِیْفٍ اَسْمَیْ

لکھو اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو +

تمہارے مبارک نام پر مجاز سے کرم کے من مخلص کے نام لکھا ہوا تھا۔ جس کے لئے سے غیریت و شوش ہوا۔ غنا آپ کو خدمت رکھے بغیر نہیں چاہتا کہ آپ کو تحیف دے بغیر اس بات کے کہ اس طریقہ علیہ تقبیلہ کی تعریف کرے +

میرے محترم! میں سلسلہ صیغے بزرگواروں کی عبارتوں میں لکھا ہے کہ ہماری نسبت سب نسبتوں سے بہتر ہے۔ نسبت سے ان کی اور حضور کا کہی ہو۔ اور حضور کو اس کے نزدیک بہتر ہے حضور سے نسبت ہے میں کو یا دوست سے تعبیر کرتے ہیں +

پس ان بزرگواروں کی نسبت سے مراد یا دوست ہے۔ اور یا دوست جو اس غیر کے قلم کا مرتبہ قرار پا رہا ہے۔ اس تفصیل پر پیش ہے کہ تجلی ذاتی حضرت ذات کے حضور سے مراد ہے۔ جو ہے ماحققہ اسامی و صفات و مشیون و اعتبارات کے علاوہ اور شائع نفس تجلی کو تجلی برقی کہا ہے۔ یعنی قواری ویر کے لئے شیون اعتبارات رفع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر مشیون اعتبارات کے ہر سے چھا جاتے ہیں۔ پس اس تقدیر پر حضور سے نسبت متصور نہیں۔ بلکہ قواری ویر حضور ہے۔ اکثر اوقات نسبت میں یہ نسبت حق و ہر دون کے نزدیک بہتر نہیں ہے۔ حالانکہ اس تجلی کو دور سے سلسلہ کے شائع لئے نہایت اہمیت کہا ہے۔ اور جس وقت یہ حضور آئی ہو جائے اور ہر پہلے میں آئے اور ہمیشہ ہے پر وہ اسامی و صفات و مشیون اعتبارات کے علاوہ کہ ہر تو اس وقت حضور سے نسبت ہو گا۔ پس ان بزرگواروں کی نسبت کو دور مروت کی نسبت کے ساتھ قیاس کرنا چاہئے۔ اور سب سے مختلف سب سے برتر جاننا چاہئے۔ اس قسم کا حضور اگرچہ بہت لوگوں کو معید معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ۵

هَيْفَا لَا رَجَائَ اِلَّا بِالنَّبِيِّ الْعَلِيِّ

وَلِلَّهِ اَشَقُّ اَلْمُسْكِينِ مَا يَنْجُو عِشْرَتَهُ

لا جہ سے نہایت محروم کو اپنی دولت مبارک عاشقوں کو درگفت

نسبت دینیسی نامہ او قیل الوجود ہے کہ اگر باغرض ایسی بزرگ سلسلہ سے شائع

کے طے کیاں کی جائے۔ یہ کہان ہے کہ میں سے اگر اتنا کر دیں اور ہرگز یقین نہ
 کریں۔ وہ نسبت ہم اس میں ظاہر ہو نہ لگے کے شائع میں متعارف ہو نہ رہے
 ہے ق ق ق ق کے حضور اور رشود سے اس میں پر کشا ہی ہو نہ رہی کے وصف کے
 پاک ہو اور وہ ہے اس جو ہے جو چاہے سستہ حضور سے غالی ہو اگرچہ فوق
 کی نسبت کہ ہرگز نہ ہے نہ بظاہر نہ اور قبول کرتا ہے۔ یہ نسبت صرف مقام بندہ میں
 ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اس کی نوعیت کے لئے کوئی وجہ ظاہر نہیں ہے۔ جو
 یادداشت سابقہ کے کہ میں کو مائل ہوتا ہست بندہ اور مقامات سلوک کے تمام ہوتے
 کے بعد ہے۔ اور اس کے وہ جنی بندی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے اگر پوشیدہ کی ہے
 تو صرف اس کے مائل ہونے میں ہی ہے۔ اگر کوئی حاسد حد کے باعث انکار کرے
 تو اس قصہ اپنے قصص کی وجہ سے منکر ہو جائے تو مندور ہے ۵

قاصد عکاز میں طائفہ اخص مقصود	عاشق حلقہ برام جزاں میں نمود را
بر شیان جہاں بیت میں مسلمانہ	رو باز صید چار کھلا میں مسلمانہ
نئے کر کوئی قاصد کے طعنات کے مائل ہے	تو یہ تو بہ جزاں پلاؤں میں اس کا لگ
غیر میں حکمت ہے جوئے اس سلسلے کے سب	توٹ جانے کوثری کیسے پھر سلسلہ

مکتوب ۲۸

بندی حال کے بیان میں عراج حکم کی طرف نکلا ہے۔ یہ لکھی جاتی ہیں
 قمر ہے جس سے نزل و بعد کا وہ ہر پیدا ہوتا ہے۔
 آپ کا مبارک نامہ جاز سے کہم کے اس شخص کے نام لکھا ہوا تھا، فقیر اس کے
 صادر ہونے سے خوش ہوا اور اس کے مطالعہ سے شرف و نفا۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہو
 کہ تہ اولیٰ قیدیوں کو یاد کریں۔ اور کس قدر بھاری دولت ہے کہ وہ اہل لوگ جو کہ مارا
 کی غمخیزی کریں۔ یہ چاہے جو نے جب اپنے آپ کو وصال کے فائق نہ پایا۔ ناچار بدلتی
 کے گوش میں پوشیدہ ہو گیا۔ اور قریب سے بھاگ کر بند میں سام لیا۔ اور اتصال
 سے انفصال کے ساتھ قرار پکڑا۔ اور جب آزادی کے اختیار کرنے میں گرفتاری دیکھی۔
 ناچار گرفتاری کو اختیار کیا ہے ۵

لئے چ کی ذرا صحت سے صفا کی غاصت خانہ ہو گا دیوں میں نہ کی۔ پہنے یا دوس میں سے
 شام کو اس وقت صبح وہ دیکھا فرما لکھن طبعی حاجت میں حاضر نہیں ہوا۔ بعد میں نے
 بعض کی کہ وہ اکثر رات کو جاگ رہتا ہے۔ شاید میں نلت سو گیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر
 تیرا رات سو یا رہتا اور صبح کی نماز حاجت کے ساتھ اور اگر تو اس کے علاوہ جتنی تیری
 سبب کی حاجت کرنا اور کدہ سے جینا اگرچہ تیری ہی ہونے ہے چاہے کہ تیری ہو۔ ذکر کرنا
 ظہر و عصر ہوتا ہو جو کئی وجہ سے جتنی ہے۔ اس کو اس عبادت اور احتساب کے ساتھ یہ امر
 جمع ہوں۔ تو فقط نماز کو دروغاً بھائی کی مایاں ہے۔ وید ذریعہ تحریر و افتاد و در
 بیخامہ بیخامہ ہے +

شانہ آ کے طور پر ایک ایک کا صدق کرنا جس طرح کہ نقل طور پر ہونے کے پناہ
 صدق کرنے سے کسی وجہ سے جتنی ہے۔ ویسے ہی اس نامک کے صدق کرنے میں کوئی دیکھ
 عبادت کرنا شفا اس کو کسی ایسی حالت کو دینا جس میں سے کئی وجہ سے جتنی ہے +
 پس نماز عفتن کو تہ صلی رات کے بعد اور اگر تہ صلی رات کو قیام میں نماز تہ صلی کی تاکید کا
 وسیلہ بنا کر حاجت برآ ہے۔ کیونکہ تہ صلی رات کے بعد نماز عفتن کا ایسے وقت
 میں اور ان کدہ سے ہے۔ نماز اس کو حاجت سے اعلیٰ کی مواد کو حاجت سے جتنی ہے۔ کیونکہ نماز
 عفتن کا دیکھنا اور صلی رات تک ان کے نزدیک جنان ہے۔ اور نصف ات کے بعد کدہ
 میں کدہ و مسلمان کے مقابل سے کدہ جو میں ہی ہے۔ اور شافعیہ یعنی رات عفتن کے نزدیک
 نماز عفتن کا اس وقت اور ان جائز ہی نہیں۔ پس قیام میں یعنی تہ صلی اور ذوق و محبت کے
 حاصل ہونے کے لئے اس وقت میں اس امر کو ترک ہو کر حاجت برآ ہے۔ اس فرض کے
 لئے وتر کے اور کہ میں تاخیر کرنا ہی کافی ہے۔ اور یہ تاخیر ہی مقرب ہے۔ وتر بھی اپنے
 وقت میں ادا ہو جاتے ہیں۔ اور تہ صلی اور صبح کے وقت جاننے کی غرض میں حاصل ہو جائی ہو
 میں اس میں کو ترک کر دینا چاہئے اور گدہ شتہ نمازوں کو پورا کرنا چاہئے +
 انہم حکم کو فی روضہ نے وضو کے آداب میں سے ایک اور کچے ترک ہونے
 کے باعث پش چالی سال کی نمازوں کو قصداً فرمایا +

اور نیز شتمل پانی جس سے صدف اور ناپائی کو دور کیا ہو یا اس کو قدرت یعنی عبادت
 و ثواب کی نیت سے استعمال کیا ہو۔ وضو کے وقت مناسب بھیں کہ لوگ اس کو نہیں

کیونکہ وہ اپنی اہم جہتم حتمہ شیعہ کے نزدیک غیر محفوظ ہے۔ اور نہ اسے مسلمانوں کے
پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کا یہ کہ وہ مکہ ہے۔ اس ضمن کے باقی کلمہ وہ اپنی اپنی حالت
فرمایا ہے۔ اگر کوئی اس سے حقہ کے طلب کرے۔ تو اس کو وہ اپنی دیوے •

اس غم کے لئے فرمیں کہ اب یہ وہ اس ملک کا امن واقعہ تھا۔ یہ امن
 واقعہ میں ایسا عالم برزوا تھا کہ فقیر کے دست کے متصل ہائی کو نہیں وہ بڑا عوامی
 جیتر امنی کی گنج خانہ نہ ہوا۔ غم کو کہ تھا کہ ابوں کی طرف بڑھ کر جو کچھ سبب
 علیا۔ کہ ان کے غم سے کرنے کے بعد وہ وہ جہاد کی نیت نہ کریں۔ تو جو حق رہا پانی
 میں ہوتا۔ یہ عید جو ذکر کے فہ اب کی نیت کے بغیر جو حقے فہ کے پانی کو پینے کیلئے دیا
 تھو نیز سبب آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بعض لفظ ان کے مہر جو
 کرتے ہیں۔ اور زمین دہی پہن لکھتے نہیں کرتے۔ اس لعل کی بڑائی آفتاب کے زیادہ
 ظاہر ہے۔ ان کو منع کریں اور بڑی تاکید کریں کہ اس قسم کے فعلوں سے بچنا ہر ایک آدمی
 کے لئے ضروری ہے۔ خاص کر اس شخص کے لئے جو فلق کا اقتدار و پیشوا بننا چاہو۔

اس قسم کے افسانے پر ہنر کرنا خاتیت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے پیرو
ہوتا ہے اور اس کے افسانوں کی طاقت اور کیفیت کے ساتھ بلکہ عجیب و غریب سوس ٹیڑھا بن جاتا ہے۔

تقریباً اس کردہ کے علوم احوال کے طور پر ہیں۔ اور احوال احوال کے نتیجہ اور
 ہیں۔ اور احوال کے علوم سے ان شخص کو درست ملتی ہے جس نے احوال کو درست کیا ہو۔ اور
 ان کے اچھے طرح اور ان کے پرچار ہو۔ اور احوال کا صحیح اندر درست طریق پر اور ان کا اس وقت
 یہ سبوتا ہے جب کہ احوال کو چھاننے اور اس کی کیفیت کو جاننے۔ اور وہ احکام شرعی مثلاً
 نماز۔ روزہ۔ باقی فرض اور معاملات اور نکاح و طلاق و بیع و شریعت۔ اور ہر ایک
 اس چیز کا علم ہے جو حق تعالیٰ نے اس پر واجب کیا ہے اور اس کی طرف اس کو دل
 فرمایا ہے۔ اور علوم کسی ہیں۔ ان کے سیکھنے سے کسی کو چارہ نہیں ہے۔

قدیم و جدیدوں کے درمیان ہے۔ ایک نوجوان جو علم حاصل کرنے سے پہلے اس کا طلب میں جوتا ہے۔ دوسرا وہ نوجوان جو علم حاصل کرنے کے بعد اس کے اشغال میں جوتا ہے۔ ♦

پیشکش کے لئے اس کی مجلسِ بابر کی کتاب تصوف کے ذکر ہو تا رہتا ہے۔ اسی

کرے۔ اور عیث قدیم سے یہ تصور ہے۔ اور کمالی اور کمالی میں کمالی کے لئے۔ وہ چیز
 نے باہر سے زیادہ کچھ نہیں رکھتا۔ اور اپنے دامن میں لے نہیں سکتا۔
 قزہ کس نیک و پس بد ہو کر چھوٹے نیک و پس بد ہو کر چھوٹے نیک و پس بد ہو کر چھوٹے
 زجریہ ذرا چھوٹے نیک و پس بد ہو کر چھوٹے نیک و پس بد ہو کر چھوٹے نیک و پس بد ہو کر چھوٹے
 یعنی یہ انسانی میں بھی مائل ہیں۔ جو کہ کی نہایت میں جیسے یہ ہے۔

حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ کمالی
 قادر ہونے کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے آپ میں دیکھتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں اپنے آپ
 میں چاہتے ہیں۔ اور ان کی حیرت نہیں ہو جو میں ہے۔ *و فی انفسیکم انکلا بعبودۃ*
 اس سے پہلے جو میر کہ ہے یہ انسانی میں داخل ہے کہ اس کا مائل بیکالی ہے
 یہ اصل کا لفظ اصل مطلب کے مائل ہونے کی نسبت اطلاق کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ میں خود
 شریعت اور اسباب کے ہے۔

شکوہ انسانی سے کوئی شخص ہم میں بڑے۔ اور اس کو حق صوری کے شکوہ کی
 طرح جو حق کے نفس میں ہے خیال نہ کرے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ حق صوری میں قسم کی جو
 یہ آفاق میں داخل ہے۔ اور مرتبہ علم الیقین میں مائل ہے۔ اور شکوہ انسانی مرتبہ حق الیقین میں
 ہے۔ جو مراتب کمال کا نہایت ہے۔ اور شکوہ کا لفظ اس مقام میں بیان عبارت کی
 نفس کے باعث ہوا ہے۔ ورنہ جیسے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ چھوٹے ہیں۔ اس مطلب
 کے ساتھ ان کی نسبت بھی بے مشبہ ہے۔ چنانچہ کہ ان کی طرف انہیں

تعلیل ہے کہ کیف و قیاس
 ایک قسم ناموس استناس نہ
 تر جہ ہے نہ اولیٰ نہ ہر اک ایسا قیاس
 فکرمے یا قیاس کا استناس نہ ہر گز نہیں
 ہر گز نہ ہر گز نہیں ہر گز نہیں ہر گز نہیں

اور شکوہ انسانی اور شکوہ صوری ذکر کے باہر متحد ہونے کے اور کمالی اور کمالی میں
 بقدر شخص کا مائل ہونا ہے۔ کیونکہ حق صوری فنا کرنے والی نہیں ہے۔ اگرچہ حق میں سے
 تمہاری سی قید، فغرتی ہے۔ یہ حق فنا کی مدد نہیں پہنچاتی۔ پس بقیہ جو وہاں کہ
 اس کمال میں مائل ہے۔ اور یہ انسانی خود پوری پوری فنا اور کمال بقا کے بعد ہے۔ یہی اصل ہے

سوفت کی گلی کے باعث ان دشمن قبلہ کے دیران طوق نہیں کر سکتے۔ اور نہ چارہ بخانا و نہ ظلم کر سکتے ہیں۔ اور مسلمہ کریں کہ تباہی آتی ہے تو یہ تباہی تباہی سے تباہی کی گلی ہے۔ اور مسیح و کور و کور و کور سب قتالی ہیں نہ وہ بخانا ہوا و کور ہے ہیں۔ خوشایا اس ہم سے نہ اس پر ہائیں +

اس مضمون سے کوئی نہ کہے کہ بجاؤ اپنے آپ کو حق تعالیٰ کا عین حلوم کر
 سناؤ۔ یہاں سے۔ اگر مضمون اس قوم کی بعض عبارات میں غور ہو جائے اس
 کا ہم جواب کہتے ہیں کہ یہ بجاؤ۔ کہے قمار میں بعض کو اسی استغراق و نیستی کے بعد جو
 فنا کے شاد ہے حال ہوتا ہے اور شاخ لخت بلند یہ قدس سرور اسے وجود خدا
 سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ فنا سے پہلے ہے۔ اور اس کے لئے فعال تصور ہے۔ بلا واقع
 ہے۔ کہیں اس سے اس کو کہے جیتے ہیں اور کہیں پرویہ جیتے ہیں۔ اور وہ بجاؤ فنا کے کامل
 کے بعد ہے۔ فعال و فعل سے لغو غلط ہے۔ ان کی خدا و انی نہ ہے۔ اور میں بقائیں فانی
 اور میں نہائیں باقی ہیں۔ اور وہ فنا و بجاؤ زوال پذیر ہیں۔ احوال و ظہور و نیست ہیں۔
 اور جس کا ہر ذکر کہے ہیں۔ وہ ایسے نہیں +

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جو عہد و دور ہجرت
میں غور نہیں کرتا۔ پس بالضرورت ان کا وقت وہی ہوگا اور ان کا حال عامی۔ بلکہ ان کے نحو
ذکوئی وقت مہرے زمان۔ ان کا کار و قوتوں کے یہ کر لے و اے کے ساتھ ہے۔ اور
ان کا سادہ احوال کمر بھرنے والے کے ساتھ ہیں۔ ذوال کا قبول کرنا وقت و حال سے ٹھیک
ہے۔ اور وہ جو وقت و حال سے گزر جائے وہ زمان سے محفوظ ہے۔ ذلک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء و اعلمہ ذوالفضل العظیم۔ ان شاء تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا
ہے بخشا ہے اور اس کا تعلق ہے فضل الاسبہ کوئی شخص کمان ذکر سے کہ وقت کا دوام
اُس وقت کے آثار از قریب تعین و فیو کے باقی رہنے کے اعتبار سے بیان کیا ہے۔ نہیں
بلکہ وہ اہم عینِ وقت کے لئے ہے اور ہر شے نفسِ جان کے لئے۔ اور جن سے حق بات کوئی چیز
نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر کشتہ میں کہ بعض ظنِ گناہ سے معصون بہت لپا ہو گیا۔

ابہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب حق قدامت کی پانچ گانہ کے میدان میں خن کی مجال نہیں ہے۔ تو پھر ہم اپنی زندگی اور ذات و عاجزی کی نسبت

گنہگار کرتے ہیں۔ انسانی پیدائش سے مقصود وظیفہ بندگی کا ادا کرنا ہے۔ اور اگرچہ امور
وسط میں کسی کو عشق و محبت دیا جانے تو اس سے مقصود اسوۂ شائستہ سے اس طرح قطع
کرنا ہے کہ نہ عشق و محبت ذاتی میں تصور نہیں ہے۔ بلکہ تمام محبت کے مال پہنچ
کا ذریعہ ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کا بندہ اور مخلوق ہے جب کہ اسوۂ شائستہ کی
گفتاری و بندگی سے فائدہ ہو۔ پھر ماضی یا ہائے۔ اور عشق و محبت صرف اس
انتظام کو سبب ہیں۔ اسی واسطے ماحبہ اہل بیت میں سے نہایت کامر تہ تمام محبت
ہے۔ اور روایت کے درجوں میں تمام عبودیت سے لوہہ کوئی قائم نہیں۔ اس نظام میں
لپٹنے والے کے ساتھ اپنے لئے کوئی نسبت نہیں ہوتا۔ مگر بندے کی طرف سے احتیاج اور
مولا کی طرف سے از روئے ذات و صفت کے پوری پوری استغناء نہیں کہ اپنے
آپ کو اس کی ذات کے ساتھ مابین صفات کو اس کی صفات کے ساتھ اور اپنے فعل
کو اس کے افعال کے ساتھ کسی وجہ سے مناسب جاننے غلیظت کا اطلاق بھی بجا نہ آتا
ہے۔ اس سے بھی پاک و منزہ جانتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کو با حق اور اپنے آپ کو
مخلوق جانتے ہیں۔ اس سے زیادہ کہنے کی کچھ جرات نہیں کرتے۔

ترغیب عمل جو بعض بزرگواروں کو آنتے راہ میں حاصل ہوتی ہے۔ اور حق تعالیٰ
کے ساتھ کسی کو با حق نہیں جانتے۔ یہ بزرگ اسنی نقشبندیہ قدس سرہم جانتے ہیں کہ ان
افعال کا پیدا کرنے والا اور با حق تعالیٰ ہے نہ کہ ان افعال کا اختیار کرتے والا۔ کیونکہ
یہ بات خود نزدیک ہے کہ زندگی اور احوال کا ایک پتہ چلتی ہے۔

اس مضمون کو اس مثال سے واضح کرتے ہیں۔ شکار کوئی شعیبہ باز پر فے کے پیچھے
بیٹھ کر چند جامدی صورتوں کو حرکت میں لاتا ہے۔ اور محبت غریبہ افعال میں پیدا کرتا
ہے۔ تو وہ لوگ جو غلط فہمی ہیں۔ جانتے ہیں کہ ان جامدی صورتوں میں ان افعال کا کیا اثر
وہ پروہ نہیں شغف ہے۔ لیکن افعال کو اختیار کرنے والی وہی صورتیں ہیں۔ اسی واسطے کہتے
ہیں کہ صورت متحرک ہے اور یہ نہیں کہتے کہ شعیبہ باز متحرک ہے۔

ہوگ و حقیقت اس حکم میں حق کو ظاہر کرنے والے ہیں اور سچے ہیں۔ یعنی
شیخ القشندہ رحمہ اللہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مشائخ بھی اس حکم پر با حق ہیں
اور صحت فعل کے ساتھ حکم کرنا سکرایت کی قسم سے ہے۔ بلکہ میرا حق یہی ہے کہ کامل

میشہ میں۔ اور انسانی کا خالق ایک ہی ہے۔ اور یہی ہی وہ ہمارے جہاد میں ہونی
 چاہی ہے۔ وہ بھی اندر وقت و غیب میں پڑتی ہے اور غور و فکر کے درمیان
 ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ اندر و شری کے صریح و خفیہ ہوں اگر بال جبر بھی تھا تو
 خود سر سے ہے۔ اور حق ہی سے ہم ملا ہے اس وقت و جاہت نے تحقیق کیا ہے
 اور اس کے ساتھ قریا امدادی یا شکر وقت یا غیب حال اور یہاں جہاد تمام عبادت
 میں یہ ہے۔ اس کے واسطے میں ایک قسم کا ثبات ہے

گروہ شیعہ میں یہ ہے

شیعہ میں کیڑھیں ہیں

ترجمہ

کسی شخص نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے سوال کیا کہ
 لوگ سے مقصود کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کہ جو سال سورت فصیلی ہو جائے
 اور استاد ہالی نفس سے بدل جائے۔ اور یہ نہ فرمایا کہ سارے شیعہ میں سے زیادہ کوئی
 اور وقت خاص کی جائے۔ ان میں سے ہر شیعہ میں سے زیادہ بعض اور ہیں
 ہیں۔ لیکن اگر شایعہ کا ایک پہنچ جائے تو وہ اور زمانہ پانچ ہو کہ وہ جو جانتے ہیں۔
 اور وہی سارے شیعہ میں فصل طریقی معلوم ہوتے ہیں۔ اور استاد ہالی کی نگاہ سے کشف
 کے ظاہر میں آجاتے ہیں۔ یعنی یہی سارے شیعہ میں اس علم کو پذیرہ دے دے
 کرتے تھے۔ یہ بزرگ اور اسام کے مہربان علوم کو اس میں حق تعالیٰ سے افکار ہیں۔
 علمائے ان علوم کو شراعی سے افکار کے دھل کے طریق پر بیان کیا ہے۔ یہ علوم میں طبع
 و نبی صمیم فصل کا و اسلام کو تفصیل اور کشفی طریقی حاصل تھے۔ ان کو بھی اسی طبع پر حاصل ہو
 ہیں۔ فرق و بیان میں صرف اساتذہ و تربیت کا ہے

اس کے کان کے لئے مودیا میں سے بعض کو دور و زمانہ فرقوں اور زبانوں
 کے بعد منتخب فرماتے ہیں

آراء وہ تھا کہ اجمالی استاد ہالی کے ایک سبب کو نکھوں لیکن کا قذنے کو تا ہی
 کی۔ شاید اس میں خدا سے تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی۔ و اسلام

مکتوب ۳۱

توحید و ہادی کے غور اور حق تعالیٰ کے قرب و برکت ذرا کی تحقیق
اس مقام سے گذر جانے کے بیان میں سچ چند سوال و جواب کے جو اس مقام
کی تحقیق سے متعلق رکھتے ہیں طبع صوفی کی طرف سے لکھا گیا ہے :-
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا أَفْعَوْ سَيِّدُ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ
وَعَلَيْهِمْ وَعَلَىٰ الْإِصْنَمِ مِنَ الْبُطُوفِ أَمَّا أَفْعَاؤُهَا وَمِنْ الْمَلَائِكَةِ أَمْ أَفْعَاؤُهَا
حق تعالیٰ ہم کو حضرت سید المرسلین علیہ السلام سے ملنے کے لیے آرزو ہے کہ وہ ہم کو علم کی تہذیب
پر تہذیب رکھے ۔

ایک شخص نے جو آپ کی مجلس مبارک میں حاضر تھا بیان کیا کہ میں شیخ فاضل
تفسیری کے کس درویش نے اسی مجلس میں اس فقیر کی نسبت ذکر کیا اور کہا کہ فقیر و مرید
ہو کر ان کا کرتا ہے ۔

اس ناکمل شخص نے اس فقیر سے اس کی جو کچھ اس حقیقت میں ہے
آپ کے مدرسوں کی طرف سے ملنے کا کوئی اس نقل سے کوئی قسم کی باتیں نہ بنائیں ۔ اور
بدظنی میں نہ پڑ جائیں کیونکہ بعض جن گناہ ہے جس نے اس کے سوال کو کھل کر کہہ چننا
کہہ کر آپ کو حقیقت بتا ہے ۔

میرے مذہب و کرم و فقیر کا اعتقاد ان لوگوں سے اہل توحید کا مشرب تھا ۔ اور فقیر
کے والد بزرگوار قس سرور نظام اسی مشرب پر رہے ہیں ۔ اور باطن میں پوری کھدی غمراہی
مال و منے نے باوجود جو تہذیب کسفی کی جانب رکھتے تھے ۔ ان کا ہشتالہ ہمیشہ ہی برحق
ہمدا ۔ اور اس سچائیوں کے موافق کوفیقہ کا بیٹا آدھا فقیہ ہوا ہے ۔ فقیر کو اس مشرب سے کھنڈ
علم کے بہت فائدہ اور بڑی لذت حاصل تھی ۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے فضل اپنے کرم سے
ارشاد و ہدایت کی بناء دے حقائق و معارف کو جاننے والے ہندو یہ دین کی تائید
کرنے والے بدلے طبع اور نوسے اور قدیر حضرت خواجہ محمد محمد باقی عیس سر
کی خدمت و صحبت نصیب کی ۔ اور انہوں نے فقیر کو طریقہ الیقین شہنشاہی تعلیم فرمایا ۔ اور
اس سکین کے حال نہ پر بڑی توجہ فرمائی ۔

مذہب اہل حق کی تائید کے لئے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب سچ ہے۔ اور اس
کشف میں جس سے بظاہر باوقی پیدا ہوئی۔ اور اس مقام کے علم و معرفت سے بہت فائدہ ہوگا
اور اس مرتبہ کے فرق میں سے شاید ہی کوئی قسیدہ دیکھیں جو جس کو فقیر پر کشف کیا ہو۔
اور شیخ علی الدین ابن عربی کے معارف کے دقائق کو سمجھنے کا ہر فرمایا۔ اور
تعلیمیاتی میں کہا کہ اس شخص نے بیان فرمایا ہے کہ اس کے سوا عروج کی نہایت
نہیں جانتا۔ اس قابل کی شان میں کہتا ہے۔ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ إِلَّا انْقِدَارُ الْخَلْقِ۔
اس کے بعد وہ ہم شخص کے ساتھ نہیں۔ خیر اس قابل سے بھی بشارت ہوئی۔ اور اس قابل
کے علم و معارف میں ہر شیخ کا قیادہ لایت سے غور کرنا جائز ہے۔ مفصل معلوم ہوئے
اور مذکورہ تفسیر علی اس نوید میں اس وجہ سے کہ اس نے کتب و بیض و بیض میں یہ حضرت
خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں کہے تھے۔ ان دو باتوں کو جو سراسر سلیس لکھا تھا
لے۔ یہ تائید شریعت و احکام کی ہے۔ قسٹ کا فوری وقت ترسانی ہے
کفر و ایمان کشف و کشف پر بھی لکھا ہے۔ کفر و ایمان ہر وہ انداز و ایمانی ہے

ترجمہ

یہ شریعت معلوم ہے وہ حق ہے۔ ایک سب ہی ہمارا کفر و ایمان پر
ترک اور وہ اس پر ہی کفر و ایمان ہے۔ کفر و ایمان ہمارے ایمان میں لکھا ہے
اور یہ حال ہے۔ اس لئے کہ اس میں سے سبوں تک نوبت پہنچ گئی۔ ان کا حق تعالیٰ
کی غایت میں غایت ہے۔ یہ جو طیب سے میدان کفر میں آئی۔ اور یہ چوٹی اور چوٹی کے چہرہ
وہ جاننے والے پر وہ کو دہر کر دیا۔ وہ پہلے معلوم جو اتحاد اور وحدت و جو کی خبر دیتے تھے
مردل ہو گئے۔ اور احاطہ اور سران اور قرب اور محبت و فائز جو اس مقام میں ظاہر
ہوئی تھی پوشیدہ ہو گئی۔ اور یہی طور پر معلوم ہو گیا کہ حق تعالیٰ کے عالم کے ساتھ ان
مذکورہ باتوں سے کوئی بھی نسبت ثابت نہیں۔ حق تعالیٰ کا اس ط اور قرب معلوم ہے
جیسے کہ اہل حق کے نزدیک ثابت اور مقرر ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ کی کوشش کی جزا دے
اور حق تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہے۔ خدا خدا ہے۔ اور عالم عالم۔ حق تعالیٰ
یہ چوٹی چوٹی ہے۔ اور عالم سراسر چوٹی اور چوٹی کے دانے سے اٹھا ہے۔ یہ چوٹی کو چوٹی
کا بھی نہیں کر سکتے۔ واجب الہی کا میں اور قدیم حادث کا میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔

تشیع احمد جازمہد کا میں نہیں بن سکتا۔ جہاں کہ ان کا عقیدہ ہے اہل حق علیہ السلام پر ہے۔
 ہے۔ اور ایک کو دوسرے پر نازل کرنے کا جوت کو لوہے پر تشیع ہے۔
 تہذیب ہے کہ شیخ علی الدین اور اس کے تلامذہ میں تھا کہ ان کی بات کو
 جنوں مطلق کہتے ہیں۔ اور کسی سید کے ساتھ اس کو مہم نہیں دیتے تھے۔ اور وہ دین
 اس کے علاوہ اہل حق و قرب اور حقیقت ذاتی ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ حکم حق تعالیٰ
 کی ذات پر ہے۔

پس ہندوئی ہے جو اس کے اہل سنت و جماعت نے بیان کیا ہے کہ وہ
 میں اور احاطہ میں ہے۔ اور تہذیب و جودی کے مشرب کے مخالف طور و معارف
 کے حامل ہونے سے وقت یہ غیر ثابت یقیناً رہا۔ کیونکہ اس کے بعد سے بڑے گروہ کو ملی
 اعلیٰ امر بنانا تھا۔ اور عاجزی اور نراہی سے دھاک کا تھا کہ یہ حضرت اہل حق و جانے
 بیان کہ اس کے حجاب مٹنے سے زائل ہو گئے۔ اور ان کے حقیقت منصفانہ
 اور معلوم ہو گیا کہ عالم ہر حق و حقیقت کی بات کا آئینہ اور اس کے ظلمات کا جلوہ دار ہے۔
 یعنی مظہر ہر حق و حقیقت میں اور اہل حق میں نہیں ہے۔ جیسے کہ تہذیب و جودی دونوں مذہب
 ہے۔ یہ بحث اس مقالے سے خارج ہو جاتی ہے۔

شیخ اسی اہل حق نے پانچ سو تہذیب کا است کو ظہر کرے۔ اور اپنی تہذیب
 خوبوں کو واضح کرے۔ تو اس نے حروف اور آوازوں کو آباد کیا۔ اور ان حروف
 اور آوازوں کے تہذیبوں میں اپنے پرشیدہ کلمات کو ظہر کیا۔ اس صورت میں نہیں
 کہہ سکتے کہ یہ حروف اور آواز جو ان حروف کلمات کے لئے آئے اور ظہر میں۔ ان کلمات
 کا میں نہیں یا بالذات ان کی است کو حیدر ہیں۔ یا بالذات ان کے قریب میں۔
 یا ان کے ساتھ حقیقت ذاتی۔ کہتے ہیں۔ بلکہ ان کے درمیان وایت اور ولایت کی
 کی نسبت ہے۔ حروف اور آواز ان کلمات پر صرف ولایت کرنے والے ہیں۔ اور
 وہ کلمات اپنی محض غیر حقیقت حالت ہیں۔ وہ نسبتیں جو پیدا ہوئی ہیں وہی اور
 خیالی ہیں حقیقت میں ان نسبتوں سے کوئی ثابت نہیں لیکن جب ان کلمات
 اور حروف اور آوازوں کے درمیان ظاہر حقیقت اور مظہریت اور ولایت اور ولایت
 کی نسبت ہے۔ یہی مشابہت بعض حروفوں کے باعث بعض لوگوں کے لئے ان ہی

نہیں کے حال نہ کہ باعث ہو جاتی ہے اور حقیقت میں وہ کائنات الٰہیہ جو
 ہے قابل اور پاک ہیں۔ اور جس کا ہر ذرہ رستہ میں میں ہی ذات اور ملکیت اور
 غلامیت و تمکیریت کے ساتھ ہے اور کوئی نسبت فیض ہے۔ مادہ اپنے ساتھ
 کے وجود کے ساتھ استوار ہے اس کے اسالی اور اسالی کو اس کے لئے
 منظر ہے۔ ایسی حالت بعض ماضوں کے باعث بعض کے لئے وہی باہم و باعث
 ہو جاتا ہے +

بعض کے توحید کے مراتب کی کثرت میں حکام پہنچتی ہے کیونکہ ان مراتب
 کی صورت توحید میں نقش ہو جاتی ہے۔ اور بعض دوسروں کو توحید کا علم اس کا کلام
 ان حکام کے ساتھ ایک قسم کا ذوق بخشنا ہے اور توحید کی یہ دونوں باتیں محفل
 منیف ہیں۔ اور انہوں میں داخل ہیں حال کے ساتھ جو تعلق نہیں ہیں۔ اور بعض
 دوسروں کے لئے ان حکام کا نشا جزا کا غلبہ ہے۔ نیز انہوں کی نسبت کلام
 کے باعث محبوب کا غلبہ کی طرف سے دور ہو جاتا ہے۔ اور انہوں کے ساتھ کچھ
 دکھائی نہیں دیتا۔ نہ یہ کہ حقیقت میں محبوب کی کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات اس اور قبل اور
 شرع کے خلاف ہے۔ اور کبھی ہی حقیقت اس طرح اور قرب ذاتی کے ساتھ حکم کرنے کا
 باعث ہو جاتی ہے۔ اور توحید کی یہ قسم پہلی دونوں قسموں سے اعلیٰ ہے اور اس کا حال
 میں داخل ہے۔ اگرچہ اصل حقیقت کے مطابق اور شہادت کے موافق نہیں ہے۔ اور شہادت
 اور اصل حقیقت کے ساتھ اس کا مطابق کرنا محض حقیقت ہے۔ اس لئے حقیقت یہ وہ فلسفہ
 کے کہ ان میں سے اصل مسئلہ حقیقی چاہتے ہیں کہ اپنے قول فاسد کو تو ان میں شہادت کے
 کے مطابق کریں۔ کتاب اخوان الصفا وغیرہ اسی قسم کی ہے +

حاصل کلام یہ ہے کہ خطائے کثرتی خطائے اجتہادی کا مکر رکھتی ہے انہیں سے
 طاقت و عتاب رفع ہے۔ بلکہ صواب کے درجوں میں سے ایک درجہ اس کے حق
 میں ثابت ہے۔ طاقت اس قدر فرق ہے کہ مجتہد کے مقلد مجتہد حکم رکھتے ہیں۔ اور خطا
 کے ہو جانے پر بھی صواب کا ایک درجہ پاتے ہیں۔ برخلاف اہل کثرت کے مقلدوں کے
 کہ خود نہیں ہیں۔ اور خطا کے ہو جانے سے درجہ صواب سے محروم ہیں۔ کیونکہ اہل
 اور کثرت غیر پر محبت نہیں اور مجتہد کا قول غیر پر محبت ہے +

پہلے آدھ میں اس مسئلہ کی تعلیم کے احوال پر بات نہیں ہے اور نصیب دانی
یعنی حق کی تعلیم کے احوال پر بات نہ ہو۔ جب ہے +

اور بعض مباحث کا شروع و ختم کوئی تعلیمات کے اختتام میں ہے۔ وہ بھی بہت
احکام کی قسم سے ہے۔ اور اس قسم کے اختتام نے کثرت میں حد کا شمار کیا کرت
میں حدیث کا شمار وہ کم رہا ہے۔ کہ نہ واجب قتلے و بچان اور بچان ہے
پر بچان کے اختتام میں نہیں ماسکتا اور قتلے کے جو نکلے میں نہیں آتا۔ اور اس کو
نکلے میں بچان نہیں کہتا۔

بچان کو درجہ بچان کے بارہ سوشتا چاہئے۔ اور اس کو کھان کے بارہ تلاش
کہ چاہئے۔ جو کچھ تاق و انفس میں دیکھا جاتا ہے۔ وہ حق قتلے کے نتائج ہیں
وہ درجہ و درجہ کے قتلے یعنی حضرت خواجہ غلامیہ قتلے کے بارہ تلاش
ہے کہ جو کچھ دیکھا اور سنا گیا۔ یہ سب غیر اور محاب ہے۔ کہ لاکھ حقیقت
اس کی نفی کرتا چاہئے۔

وہ قتلے کی اس مسئلے پر کھانا	وہ قتلے کی اس مسئلے پر کھانا
نویا حال و حال نہیں چکا رہا	نویا حال و حال نہیں چکا رہا
تھیں کہ لاکھ مسئلے پر بچان نہیں آتے	تھیں کہ لاکھ مسئلے پر بچان نہیں آتے
دلبرجسٹل اپنا اس کو نہیں دکھاتا	دلبرجسٹل اپنا اس کو نہیں دکھاتا

نہ کہیں کہ لاکھ مسئلے پر بچان و دوسرے مسئلے کے نتائج کی بارہ تلاش
طور پر کھانا ہے جو قتلے و درجہ و درجہ اور قتلے اور بچان اور بچان اور بچان اور بچان
کے نتائج اور بچان میں حدیث کے نتائج پر دلالت کرتا ہے۔ تو اس کو جواب ہے
کہ یہ احوال و شہود و احوال کے نتائج میں ہی کو ظاہر ہوئے ہونگے۔ اور بعض احوال اس مقام سے
نہ نہ ہونگے۔ جیسے کہ اس غیر نے پیشہ اپنے حال کی نسبت کھانا ہے +

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض کے ظاہر کو کثرت میں سے باطن میں حدیث
صرف کی طرف پوری نگرانی ہونے کے باوجود ان احکام اور اس شہود سے شرف کو
ہیں لگا باطن میں حدیث کے نکال ہوتے ہیں اور بظاہر کثرت میں مسئلے کے شہود کو
جیسے کہ اس غیر نے اس کو بچان کے اب اس اپنے والد کو کہنے کے بعد ہی ہے اور

اس جہاں کی تحقیق مفصل طور پر نہیں ماریں گئی ہے جو وحدت وجہ دیکھ کر سب
 کی نسبت میں کہلے ہے اس مقام پر اس سے نیا اور نیا بیان نہیں کیا جاسکتا۔ نہیں
 کہا جاتا کہ جب نفس میں بہت سے دفعہ وہاں اور قریب اور غافلہ آتے نہ ہو۔ اور
 کثرت میں صفت کا ثبوت واقع کے مطابق نہ ہو۔ تو ان پر گناہوں کا حکم بھی تاہم گناہ کی
 واقعہ اور نفس ہر کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں کہیں کہیں گناہوں سے
 اپنے شوہر سے اندازہ کے موافق حکم کیا ہے جس طرح کوئی شخص جسکے کرے کہیں سے
 زید کی صورت کو آئینے میں دیکھتا ہے یہ حکم بھی واقع کے مطابق نہیں۔ کیونکہ آئینے
 میں صورت کو نہیں دیکھا ہے۔ کیونکہ صورت آئینے میں داخل نہیں ہے جو بھی جلتے۔
 میں شخص کو عام طور پر کاغذ پر نہ کہیں گے۔ اگرچہ واقعہ اور نفس لامر کے مطابق نہیں ہے کیونکہ
 وہ اس حکم میں محدود ہے۔ اور بحوث کی علامت اس سے دور ہے۔ جیسے کہ پہلا کر چکا
 ان عناصر کے علاوہ رہنے سے وہ ہیشیہ رکھنے کے فاق ہیں متفقہ و یہ ہے تاکہ معلوم
 ہو جیسے کہ اگر غیر نے وحدت اور قبول کیا اور اتحاد کثرت سے تھا فائدہ دے
 تعلیم کے۔ اور اگر اب انکار ہے تو انہماک کے سبب ہے۔ اور انہماک میں انکار کی
 گنجائش نہیں۔ اگرچہ انہماک غیر بہت نہیں ہے۔

دوسرا جہاں بحوث کا ثبوت کرنے کے لئے یہ ہے کہ افراد عالم ایک دوسرے
 کے ساتھ بعض امور میں مشترک اور مشترک ہیں۔ اور بعض دوسرے امور میں ایک دوسرے
 سے ممتاز اور جدا۔ اسی طرح ممکن کا واجب کے ساتھ بعض امور ماضی میں مشترک ہے
 اگرچہ بالذات ایک دوسرے سے ممتاز ہیں پس محبت کے غلبہ کی وجہ سے وہ چیز جس
 فیما بین تیز ہو سکے نظر سے پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ چیز جس سے وہ نور میں مشترک
 ہے۔ نظر میں نہ جاتی ہے۔

پس اس کو سب میں ملے ایک دوسرے کے ہیں جو نے کا حکم کیس تو واقع کے
 مطابق ہو گا۔ اور محبت کی ہرگز محال نہ ہوگی اور غافلہ والی اس کی مانند۔ اور باقیوں کو
 پس اسی پر تپاں کرنا چاہئے۔ و السلام

مکتوب ۳۲

اس کمال کے بیان میں جو صاحب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخصوص ہے اور اولیاء میں سے بہت قریب سے ہے جو اس کمال سے شغفہ کرنے لگے ہیں۔ اور حضرت بھائی رضی اللہ عنہ میں وہ کمال جو جسے طور پر مشورہ پر بیگا۔ اور کمال جہاد و سلوک کی نسبت سے بڑھ کر ہے۔ اور اس بیان میں از حدت کمال کی بہت سے ٹکڑوں کے سنے پر ہوتا ہے۔ اور اس کی زیادتی بہت سے ٹکڑوں کی بیرونی پر منحصر ہے۔ یہی کی نسبت کمال کی نسبت پر ہے۔ اور نقصان کا وہ جب ہے۔ اور رشید اس کو کمال کہہ سکتے ہیں۔ اور اس کے سبب بیان میں۔ مرزا حسام الدین احمد کی طرف سے ہے۔

آپ کو مبارک رحمت نامہ صادر ہوا۔ یدلہ شہخانہ آنحضرت والہیۃ اللہ تعالیٰ کا حمد اور اس کا احسان ہے کہ وہ اور جدا ہونے پر نہ ہوئے تھے نہیں ہیں۔ اور کسی نہ کسی مرتبہ پر یاد آجاتے ہیں۔

باعث سے پہلے ناہم فرمادہ دیکھیں

جس طرح ہو دل کو کرتا ہو گشت

ترجمہ ۶

پیر دستگیر خاں محسنی باقی باللہ عید رحمت کی خاص نسبت کے دریافت نہ ہونے کی بابت آپ نے لکھا تھا اور اس کا سبب پوچھا تھا۔

میرے محذوم اس قسم کی باتوں کا بیان کرنا باریعہ تحریر بلکہ باریعہ تحریر میں مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اور چونکہ اس سے کوئی کیا بھیگا۔ اور اس سے کیا مان کر گیا نہیں۔ لیکن یہ قول بہت کی شرط پر جس طرح کہ ہو سکے حاضر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ ذیہ سحر۔ انقتادہ اس کے علاوہ بیفائدہ بھی ہے۔

آسودہ شے باریعہ خوش متال ہے تا جو حکایت کہم از ہر باب

ترجمہ ۷ چاندنی خوشش اور آسودہ ہوا مات

تا کہوں میں تم سے اس کی بات

لیکن چونکہ سوال کا جواب نہ ہوتا ہے۔ اس لئے خاکسار اس قدر اظہار کرتا ہے کہ

ہر مقام کے لئے علوم و معارف ہدایں اور اصول و مواجہہ ہوا۔ کسی مقام میں اگر کوئی چیز نہ ہو۔ اور کسی مقام میں مادہ متعارف نہ ہو۔ کوئی مقام بغیر کسی خاصہ سے نہیں ہے۔ اور کوئی مقام ملک کے مناسب اور کسی مقام میں یہ دونوں دونوں نہیں ملے سکتے ہیں۔ اور کوئی مقام ایسا ہے جو بغیر ہر ملک کی دونوں چیزوں سے جائز ہے۔ نہ جذبہ کو اس سے ملاقات ہے۔ اور نہ ملک کو اس سے تعلق۔ یہ مقام نہایت عجیب ہے۔

ان خصوصیات سے اندازہ لیں کہ صاحب اس مقام کے ساتھ ساتھ اور اس بڑی عظمت سے شرف ہیں۔

اس مقام والے کے لئے دوسرے مقامات علوم سے ہر پورا اقبال ہے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ بہت کم شبہات رکھتے ہیں۔ برعکس دوسرے مقامات اور کم کہ ایک دوسرے کے ساتھ شبہات رکھتے ہیں۔ خواہ وہ شبہات کسی وجہ سے۔ یہ نسبت اگرچہ اصحاب کرام کی نسبت حضرت محمدی علیہ السلام میں پورے طور پر نمودار پائی ہے۔ اور اندازہ لے لیں۔

دوسرے مقامات یعنی ملکوں کے روحانی علم میں سے بہت کم ہیں جنہوں نے اس مقام کی نبوی ہے۔ پھر اس مقام کے علوم و معارف کی گفتگو کرنا چاہئے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم یہ اندازہ لے لیں کہ فضل ہے جس کو چاہے۔ اور اس سے زیادہ فضل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اصحاب کرام کو یہ گایاب نسبت پہلی قدم میں ظاہر ہو جاتی تھی۔ اور آہستہ آہستہ مکمل ہو جاتی تھی۔ اور دوسرے کو اگر اس دولت سے مشرف کرنا چاہتے ہیں۔ اور اصحاب کرام کی نسبت کے قدم پر تربیت دینا چاہتے ہیں۔ تو بغیر ہر ملک کی ضرورت کو قطع کرنے اور ان کے علوم و معارف کو ملے کو ملے کے بعد اس دولت سے سزاوارف ہوتے ہیں۔

ابتداء میں اس نسبت کا نمودار مسیّد البشر علیہ السلام کی رحمت کی برکت سے مخصوص ہے۔ لیکن ہر ملک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت میں سے بھی کسی کو اس برکت کے ساتھ مشرف کریں۔ تاکہ اس کی صحبت بھی ابتدا میں اس نسبت کے نمودار کا سبب ہو جائے۔

فیض روح القدس اور بارہ نمائندہ دیگران پر گھنٹہ بھر سہا سہا کر دے

ترجمہ ۵ فیض روح القدس کا جسے مدد تو اور بھی

کر دکھائیں کہ وہ جو کچھ نہ سیکھانے کیا

اس وقت اس نسبت میں مدد بھی ابتدا میں نہایت کلاسج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے کہ سلوک پر جذبہ کے مقدم ہونے کی صورت میں ثابت ہے۔ اس بیان سے زیادہ الجھائش نہیں رکھتے

وَمِنْ بَعْدِ هَذَا مَا يَدْرِي حَقًّا وَمَا أَفْعَلُ لِمَا يَكُونُ وَاجِبًا

ترجمہ ۶ بعد ازاں وہ امر ہے مگر انہیں میں پتا

اور ہے پوشیدہ رکھنا سرسبز اس کا جیلا

اس کے بعد اگر کلاقات نصیب ہوتی اور سننے والوں کی طرف سے سننے کا حسن ظن معلوم کیا۔ تو انشاء اللہ تبارک اس مقام کی نسبت کچھ بیان کیا جائے گی۔ بخفی انا وَهُوَ الْمُؤْتِقُ اور وہی اللہ تعالیٰ تو فہم دینے والا ہے

بعض بڑوں کے بارہ میں کھا ہوا تھا۔ اس فقرے نے ان کے قصور دل کو مٹا کیا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے۔ صاف فرماتے ہیں کہ ان کو نصیحت کریں کہ حضور و نصیحت میں آرزو و تمکین کے درپے نہ ہو دیں۔ اور اپنی وصفوں اور حالتوں کو نہ بلیں۔ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَہٗ لَا یُغَیِّرُوْنَ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُخْرِجُوْهُم مِّنْ اَیَّامِنَہُمْ اَوْ اِذَا ارَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ شَؤْۤنًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ وَ مَا تَحْصُرُ مِنْ ذٰوِیۡہِ مِنْ شَیْءٍ وَّ اِلٰی اللّٰہِ تَعَالٰی کُلُّ شَیْءٍ حَالٍ عَالَتٌ نِّہِیۡ بِمَا تَاجِبُ لَکَ کہ وہ اپنی نیتوں اور ارادوں کو نہ بلیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی اور عتاب کا ارادہ کرے تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور نہ ہی خدا کے سوا ان کو کوئی کارساز ہے

خاص کر میان شیخ الہ دلا کے بارہ میں کھا ہوا تھا۔ فقیر کو کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن شاذ الیہ کے لئے اپنی وضع کے بدلنے سے ناام ہو کر ضروری ہے۔ کیونکہ مذہب بھی تو یہی ہے۔ شفاعت اور سفارش کا طلب کرنا مذہب کی قرع ہے۔ بہر صورت فقیر اپنی طرف سے درگزر کرنے کے درپے ہے۔ دوسری طرف کو سب باتیں

دوسرے یہ ہے کہ سر و ہند کو اپنا گھر تصور فرمائیں۔ محبت کا ملاقہ اور بیعت

ہونے کی نسبت اس قسم کی نہیں ہے کہ اس عارضی باتوں سے ٹوٹ جائے۔ زیادہ کیا گئے
و السلام +

تمام فقہ و فہم شاہ ساقی گھر کے سب لوگ دعا کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس خط
کے کہنے کے بعد دل میں آیا کہ یادوں کے قصور اور ان کے معاف کرنے کے بعد میں پتا
کوزادہ وضع کر کے نکلتے ہیں کہ یہی طرح بکھر میں کا جائے۔ یہ خود حال میں شبہ ہے +

میرے قصور و اسلاف کرنا۔ اس تقدیر پر ظلم سب اور قصور ہے کہ وہ لوگ اپنے
وصفوں کو پڑ جائیں اور اس سے چھپان ہو دیں۔ عفو کی گنجائش نہیں ہے +

آپ نے گھما تھا کہ یہ دستگیر خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ نے
یہ تمام ان لوگوں کی موجودگی میں مشیخہ الہ داد کے پتہ کیا تھا +

یقیناً زیادہ بیان چاہتا ہے۔ اگر سہر و کتا ان حضرات میں کہا ہے کہ فقہ و کتا
جائے واسے لوگوں کی خدمت کرے۔ اور آپ ان سے ان کی خبر لے کرے۔ تو سفر و
مستور ہے۔ اور ان حضرات میں کہا ہے کہ ان حضرات کی جو مت کی تربیت کرے اور غایت کے
مقام پر پہنچے۔ تو یہ نسخہ ادا نہیں ہے +

غیری ملاقات کے وقت حضور قدس سرہ نے فقیر کو فرمایا تھا کہ تم جو ذکر و شغ
الہ داد جاری رکھو۔ ہمارے بعض طالبوں کو مشغولی یعنی ذکر کے لئے کہے۔ اور بعض کے
احوال کو برکت نہ پھائے۔ یہ ذکر حضور میں پڑانے اور ذکر تلافی اور احوال پر پہنچنے کی غایت
اب ہم میں نہیں رہی +

فیصل بارہ میں وہی متر و تہذیب کی ضروری معلوم ہوا۔ تو فقیر نے بھی اس تجویز
کو پسند کیا۔ اس قسم کی تبلیغ بعض ایسی گری کی قسم سے ہے۔ خاص کر جبکہ ضرورت پڑتی
ہو۔ وَالْقَصْرُ فَرْدًا نَحْتَنِي وَيَقْدِرُ وَهَآوَهُ وَفَرَّتْ بَعْدَ رَهْنَاهُ اَزْہ کے مال کی حالت
ہے، یہی یہ سفارت بھی حضور قدس سرہ کی ذمہ کی ملک ہی انھیں ہوگی۔ حضور قدس سرہ کی
ملت فرما جانے کے بعد مشغولی کا کتا اور طالبوں کا حال پر پناہ غایت میں داخل ہے +
آپ نے گھما تھا کہ یہ دستگیر خواجہ باقی باللہ صاحب کی نسبت باقی
رہتی ہے یعنی زیادتی اور نقصان نہیں کرتی +

میرے قصور، ہر فن و صنعت کی تمیل بہت سے فکر و کئے لئے ہے

ہر شخص کو یہ سیدوہ نے وضع کیا تھا۔ متاخرین کی نگاہوں نے اس کو اس ٹٹاڑ یا ہاکر دیا ہے۔
 اسی اصل عالمہ روزنامہ میں نقصان ہے۔ وہ نسبت جو حضرت خواجہ نقشبندؒ کے سر پر
 رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ عبدالحقؒ اس سر پر کے زائرین میں نہ تھے۔ علیؒ یا علیؒ
 خاص کر باہر حضرت خواجہ قدس سرہؒ اس نسبت کے کھل کرنے کے درپے
 تھے۔ اور اس کو تمام کھل نہیں جانتے تھے۔ مگر نہ کی حفاظت کی غلطی سے لگنا وہ
 سے اس نسبت کو معلوم نہیں کہاں تک پہنچتے۔ اس نسبت کے زیادہ نہ ہو نہیں
 کوشش کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور فقیر نہیں مانتا کہ نسبت کس طرح باقی رہی۔ تم
 آپ علامہ نسبت رکھتے ہو جو اس کی نسبت سے کچھ علاوہ نہیں رکھتے۔ یہ بات کئی دلوں پر
 قدس سرہؒ کے حضور میں نظر ہو چکی تھی۔ شیخ آذر ادبیچہ نسبت کو کیا جانے کر کیا ہے۔ چھوٹا
 حضورؒ میں اس کو مائل ہے۔ اور اس کو خود معلوم ہے کہ کیا حالت ہے۔ اس نسبت باقی
 رکھنے والا کون ہے۔ بیان کریں تا کہ فقیر بھی اس کا مارا ہو۔ حالات کا پکا اعتبار رکھیں
 کہ خیال میں اس کو کچھ صداقت نہیں رکھتے۔ شیطان بڑا بھاری دشمن ہے اس کے کھوں سے
 یہ کام شکل ہے۔ اے ائمہ عظیمہ اللہ کریم کو اللہ تعالیٰ پرانے + اور مائل ہوئی ہوئی
 نسبتوں کے سلب کرنے کے بارہ میں کھانا ہوا تھا +

میرے محترم! وہ سلب کرنا اختیار میں نہ تھا۔ جیسے کہ سننے ذکر ہوا تھا۔ اب
 بھی وہ سلب پرستو ہے۔ نہ نابل نہیں تھا۔ اس کو زائل خیال کرنا وہم ذہنیہ ہے۔ وہ
 آواز جو دل کے سنیں۔ اس حالت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ آگ کے آگ کو جب
 سرور کرتے ہیں اور آگ اس سے دور ہو جاتی ہے۔ تو پانی ڈالنے کے بعد بھی اس میں آگ لگتی
 رہتی ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آگ اس میں چشتیہ ہے۔ واقعات کا کچھ اعتبار نہیں
 ہے۔ یہ بات اگرچہ چشتیہ ہے تو غلط نہیں کہ اشتہار اللہ تعالیٰ ہر جہاد کی۔ چونکہ
 آپ نے بڑے مہارت کے ساتھ کھانا ہوا تھا۔ اس واسطے اس کے جواب میں ایسی باتیں
 کہی گئیں۔ وہ نہ بیوقوف بات کرنے کی فرصت نہیں تھی +

مکتوب

بہت سے دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ اور جنہوں نے عمر کو دنیا کی محبت میں گزاری ہے۔ اور صاف زانو کی تحریر میں روئے سے بے رغبتی میں ملا جا ہی مولا ہو رہی کی طرف مخلص ہے۔

فصل کے لئے دنیا کی محبت اور رغبت ان کے حال کے چہرہ کا بدنامی ہے۔
ظہور قات کو اگرچہ ان سے بہت فاصلے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر ان کا علم ان کے اپنے قریبی نافع نہیں ہے۔ اگرچہ شہریت کی تائید اور مذہب کی تقویت میں بہت ترسہ ہے۔ مگر کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ تائید و تقویت ظاہر فاسق سے بھی ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ یہاں کیا
سننے اور طریقہ آدھ کسم نے فخر آدمی کی تائید کی نسبت نبوی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ان
اللہ یؤتیل هذا الذین بالزینب انما یجہد

یہاں اس شخص کی طرح ہیں کہ تائید اور توجہ اس کے ساتھ لگ جائے سوا ہوتا ہے
اور وہ اپنی فاسق میں شہر کا شہری رہتا ہے۔ ایسے ہی وہ آگ و چھوہ۔ اس میں کشتیہ
جہان کو اس آگ سے کئی طرح کے فاصلے حاصل ہیں۔ لیکن وہ شہرہ باتیں اس ہی انداز میں
سے بے غیب ہیں۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ علم ان کے اپنے نفس کے حق میں مضرت ہے کہ محبت کو ان پر پورا
کروا۔ ان شاء اللہ انہیں خدا انا یؤتہ القیامۃ عالیۃ کذبتہ اللہ یسلبہ
تحقیق لوگوں میں سے زیادہ ضابطہ کا مستحق قیامت کے دن وہ عالم ہے جس کو اپنے علم
سے کچھ قطع حاصل نہ ہوا۔ اور کہو مگر مقرر ہو۔ وہ مقرر نہیں ہوتے۔ کہ نزدیک عزیز اور ہوا
میں سے اشراف ہے۔ اس کو دنیا کے کچھ یعنی مال و جاہ و ریاست کے کمال کرنے کا وسیلہ
نمایا ہے۔ حالانکہ یہ ماحول قتل کے نزدیک ذلیل و خوار اور فلول قات میں سے بدتر ہے
جس خدا کے عزیز کو خوار کرنا ہوا اس کے ذلیل کو عزت دینا بہت بڑا ہے۔ حقیقت
میں خدا کے قتل کے ساتھ متاثر کیا ہے۔ تعلیم دینا ہر لمحہ لئے کھنسا اس وقت فائدہ مند ہے
جب کہ خاص انداز کی لئے ہو۔ اور محبت جاہ و ریاست اور مال و بلندی کی آمیزش سے
خال ہو۔ اور اس خالی ہونے کی علامت یہ ہے کہ دنیا میں اہم ہو۔ اور دنیا دار فیما سبب رغبت

یعنی وہ جو تین ایک مرد کے تھکن میں ہیں ایک رخصتی ہوئی تو دوسری تامل ہوئی۔ عز دنیا
عزیز ہے تو آخرت غار اور اگر دنیا خوار ہے تو آخرت عزیز۔ ان دونوں کا حق تھا گویا
دو صندوق کا جمع ہونا ہے۔ ج

مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالْ دُنْيَا لَوِ اجْتَمَعَا

ترجمہ ۴ دین و دنیا کا جمع کرنا بہترین چیز ہے

اگر بعض مشائخ نے جو دنیا زد و اوہو پیش سے باطل کیا ہے یہیں نیک نیتوں کے
یا صرف اہل دنیا کی صورت اختیار کی ہے۔ اور بظاہر رغبت کرنے ملے دکھائی دیتے
ہیں۔ لیکن حقیقت میں کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ اور سب سے فارغ اور آزاد ہیں۔ یہ جملہ
لَا تُلَاحِظُوا دُيُنَا وَلَا يُلَاحِظْ عَلَيْكُمْ دِينُ اللَّهِ یہ وہ بادشاہ ہیں جن کو چھوڑ دے اور جتنی
کی یاد سے تامل نہیں کرتی۔

جہاں تامل و بیچ ان کو ذکر خدا سے مانع نہیں ہے۔ اور ان امور کے ساتھ تعلق
رکھنے کی حالت میں بے تعلقی ہیں۔

حضور خواجه نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے
سننے کے بارے میں ایک تاجر کو دیکھا کہ چار ہزار روپے کم و بیش کی خرید و فروخت کرتا تھا۔
اور ایک مسلمان جس کا دل حق تھا اسے سے غافل نہ تھا۔

مکتوب ۳۴

عالم اور بے جا پر غرے کو شرح و تفصیل کے ساتھ بیان کرنے میں۔ صلاحیح
لاہوری کی طرف نگاہ ہے۔

دو فوج جہان کی سعادت کا نقد و فوج جہان کے سلسلہ اور عمدہ حصے اند
علیہ السلام کی اتباع پر وابستہ ہے۔ وہ فلسفی جس نے رومی بصیرت کی آنکھ میں صاحب
شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری سے نہیں ڈالا۔ عالم ہر کی حقیقت
سے اندھا ہے۔ چہ جائیکہ اس کو مرتبہ وجوب کا شعور ہو۔ اس کی کوتاہ نظر عالم خلق پر
نگہ پڑتی ہے اور وہاں بھی ناتمام ہے۔

جہاں پر جہاں فلسفہ نے ثابت کئے ہیں۔ سب عالم خلق میں ہیں۔ نفس و عقل کو

جو خیرات سے ملتے ہیں۔ ان کی ماہ الی ہے۔ نفس طاقہ خود ہی نفس ناطقہ ہے۔
 تو کیا محفل ہے۔ اور بالذات اس کی مرتبہ کیسے بن سکتی کی طرف ہے۔ عالم
 سے اس کو کیا نسبت اور تجرہ کو اس سے کیا نسبت۔ اور عقل کو عقل و استیلا سے
 سلسلہ ای اور کے چنا نسبت۔ کہتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عشق و سلسلہ علم پیدا کیا ہے
 کچھ اور انہیں کہتی ہیں جو ہر عشق و استیلا کے ساتھ نسبت ہی نہیں کہتا۔ اور شاہد
 میں اس کی مشابہت و مثال پیدا نہیں ہے۔ وہ عقل کے واک میں ہی نہیں آتا۔ اور اس کا بند
 عقل کی کجی سے نہیں کہتا۔ پس عقل کی نظر و حکم چونی سے کوتاہ ہے۔ اور محفل
 میں گمراہ۔ اور یہ عالم عقل کی علامت ہے۔ عاقل کی نسبت چونی کی طرف ہے۔ اور اس
 کی وجہ یہ کہ عقل کی جانب عالم فکر کی ابتدا و ترتیب سے ہے۔ اور عقاب کے اوپر
 نوع اور روح کے اوپر اور سر کے اوپر عقلی و عقلی کے اوپر عقلی ہے۔ ان چیز کا
 عالم کو جو ہر ممکن۔ تو مناسب ہے۔ کوتاہ نظری سے چند فیصلوں کو سمجھ کر کہ فیصلہ
 نے ان کا نام چاہا ہو گا ہے۔

قلم امر کے ان جو محسوس اور ان کی حقیقت پر اطلاق علی حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تاجداروں کا منصب ہے
 جب عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عالم کیے کا تہ ہے۔ تو عالم کیے میں ہی ان جو محسوس کے کمال
 غایت ہیں۔ ان کی کمال کی طرح عرش مجید عالم کیے کے ان جو ہر کا مبداء ہے۔ اس
 مناسبت کی وجہ سے قلب کو بھی عرش اللہ قلم کہتے ہیں۔ اور ہر چیز کے باقی
 مراتب عرش کے اوپر ہیں۔

عرش عالم کیے میں عالم خلق اور عالم مر کے درمیان برزخ ہے جس طرح قلب انسان
 جو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عالم مر کے درمیان برزخ ہے۔ قلب اور عرش اگرچہ بظاہر ملحق
 ہیں۔ لیکن حقیقت میں عالم مر سے ہیں۔ اور چونی اور بجلی سے کچھ فرق کہتے ہیں۔ ان
 جو ہر عرش کی حقیقت پر اطلاق پاتا۔ دیا راہ میں سے کمال افراد کے لئے سلم ہے۔ جو
 مراتب ملوک کو مفصل طور پر ملے کہ کے نہایت نہایت تک پہنچ گئے ہیں۔

ہر گز نہ درویدان کے شود پشت آفر سیلیاں کے شود
 حرم سے گدا ہر تانبہ سے درویدان نہیں پھر سے بن گدا سیلیاں

مگر عرض خدا کے فضل سے کسی صاحب دولت کی بصیرت کی آنکھ کو مرتبہ و جہ کی تفصیل کے
بغیر بقدر طاقت کہہ لیں۔ اس مقام میں بھی ان جو اہر کے مہول کا مطالعہ کرتا ہے۔
انہی جو اہر صغیر و ادیکر و ان جہات حقیقہ کے ظلم کی طرح معلوم کرتا ہے۔
ایں کار دولت است کنز الامان

ترجمہ ۱

۱۰ فضل ہے جس کو چاہے دیتا ہے ۱۱ راضی ہے ۱۲ فضل ہے ۱۳

عامہ کے معانی کے نظارے سے ترک باہم مشیہ معنوں کی بارہ کی معیشت
کو تاہم نظر لوگ اس سے کیا حاصل کر سکتے ہیں۔ واضح العلم اور کمال لوگ جو ممتاز
اور متین القلوب الا قلیل (اور تمام لوگ کو اسرار الہی میں سے) بس قدر ہی سا
علم دیا گیا ہے) کے قوت سے شرف ہیں۔ یہی بڑا سچا گناہ ہیں۔

هَيْثُ لَا ذِيَابَ النَّعْلِ فِيهَا

ترجمہ
مہاراجہ مشنوں کو اپنی دولت

محاصریت کرتے ہوئے جو ان کے پاس
 دینے والے ہیں خالی خبر دیتے ہیں

تربہ ہے اچھا نہیں کر رہا ہے باہر نہ ہو

ورنہ ہے راز کونسا جانیں نہ جس کو راز

[illegible]

قدوس۔ دل میں آیا کہ جو اہم مقدمہ علیا کو تھوڑا سا بیان لکھا جائے۔
جانتا چاہئے کہ ان جو اہم کی چند اصناف اضافی سے ہے۔ جو وہ خوب عبرت لے
لئے دریاں بزرگوں کی طرح ہے۔ اور ان کے اوپر صفات حقیقیہ ہیں۔ جن کی تجلیات
سے نوح کو حصہ حاصل ہے۔ اور قطب کا تعلق صفات اضافی سے ہے اور ان کی

تجربات سے شرف ہے اسان ہمارے بیابان سے باقی ہمارے صفات و تقبیہ کے لیے ہیں۔ حضرت ذراہ قاضی کے بارے میں نقل میں اسی لئے ان تینوں مراتب کی تہنیک کو تقبیہ و فاجہ کہتے ہیں۔ اس کی نسبت غلط کرنا چاہنا نہیں ہے

قلم رنجهاییه و سبک است

مکملہ کتابیں اور سیریسٹ

144

مکتوب ۳۵

محبت ازل کے بیان میں جہاں ہنسنا مایہ دم ہمارے سچے سچے حاجیوں
 کی بوری کی طرف کشاکش ہے۔

تَجَنَّبْنَا عَنْهُ مُهَابًا وَاتِبَاكَ عَنْ زَيْتِ الْبَصْرِ عَجْرَةً سَيِّدَ الْبَشَرِ
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ السَّلَامُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَعَالَىٰ عَنْ كُلِّ مَكَادٍ وَسَيِّدَ الْبَشَرِ
سَلَامٌ عَلَيْهِ أَدْرَسَ عَلَىٰ الْغَيْبِ خَيْرَ نِعَمَاتِ رَبِّهِ ۞

تیسرا مسلک سے متفقہ افسانہ کا تذکرہ اور پاک کرتا ہے۔ اس کا حصہ کے خالق کی عبادت سے جو خدائی خدائوں کے وجود سے پیدا ہوتی ہیں۔ تمام حاصل ہو جانے اور حقیقت میں خدائے واحد برحق کے سوا کوئی توجہ کا قند نہ ہے۔ اور دینی یا دنیاوی مقصودوں اور طلبوں سے کوئی مقصود و مطلب اختیار نہ کریں۔

یعنی مقصود ہر چند نہ کیا میں یہ ایکس یا بار کا کام ہے۔ مگر میں ان کو برا بنانا
جانتے ہیں۔ مگر اسے واحد برحق کے اسم کوئی اپنا مقصود خیال نہیں کرتے۔ یہ دولت
فنا کے حاصل ہونے اور بہت فانی کے ثابت ہونے پر منحصر ہے کہ اس مقام میں انعام
ایلام برابر ہیں۔ مگر جب میں وہی لذت ہے جو انعام میں ہے۔ اگر بہت کو چاہتے ہیں
تو اس لئے کہ اس کی رضا کا مقام ہے۔ اور اس کے طلب کرنے میں فحشاء و فساد کی مرضی
اور دوزخ سے بچنا اس واسطے مانگتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے غضب کا مقام ہے۔ نہ
تو بہت سے ان کا مقصود نفس کی لذت کا طلب کرنا ہوتا ہے۔ اور وہی دوزخ کو
پنہ مانگنا ہے۔ و عننت کے باعث۔ کیونکہ جو کہی ہو ہے: نے ان پر لوگوں کے نزدیک
مرغوب اور میں مطلوب ہوتا ہے۔ کل ما یقبلہ الخوب الخوب۔ جو بچ کا

ہر کہ ہے وہ بھی محبوب ہی ہوتا ہے ۛ

افلاس کی حقیقت یہاں معلوم ہوتی ہے۔ اور یہو کے خداؤں کی پستش ہے
علاص ہی بلکہ کامل ہوتی ہے۔ اور مگر تو عید اس وقت درست ہوتا ہے۔ وہ بدلتا ہے
تھو جانتا ہے۔ اور دین اس کے سیانہ مریج ہے ۛ

محبت ذاتی کے بیروہ مساہ صفات کے عطر کے بیروہ عجب کج عالم کلام
کے کسید کے سوا ہے۔ مقصد کامل ہونا بہت مشکل ہے۔ اعتقادے خلق اس شرکت کو
بلانے والی محبت کے سوا کامل نہیں ہوتی۔ شہنوی

ہرچ جو عشق باقی جہد محبت	عشق شہد است کموں بخت
دگر زان پس کہ بعد ازہ چاند	تجہ ہر محبت غیر حق براند
شاہ باطن سے عشق شرکت درخت	ماند از انہ باقی جہد رخت
ماسو عشق سب کچھ جل می	جہد عشق کی تن کو جب خدا شا
بعد از ان پیر و کیم باقی کیا را	تجہ سے محبت غیر حق نہوا
محبانے عشق جہد کد حباب	رہ گیا از انہ باقی سب فدا

کتاب

اس بیان میں کس شریعت و دنیا اور آخرت کی تمام مساویوں کی ضامن ہے۔ کہ
کوئی ایسا مطلب نہیں ہے کہ جس کے حامل کرنے میں شریعت کے سوا کسی اور
چیز کی حاجت نہ ہے۔ اور طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے خاتم کیا
اس کے مناسب بیان میں۔ ملاحظہ فرمائی کہ ہدی کی طرف نکالیا۔

حَقَّقْنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَآيَاتُهُ بِحَقِّقَةِ الشَّرِيعَةِ الْمُسْلِمِيَّةِ بِمَعْنَى
صَلَحِهَا الْقَلْوَةِ وَالْإِلَافَةِ وَالْإِخْتِافِ وَعَنْ حَمْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ آمِينَ خُتْمَانِ كَلِمِ
اور آپ کس شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت سے آگاہ کرے۔ اور
اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے آمین کہا۔

شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم و عمل و اخلاص۔ جب تک یہ تین جزو متحقق
نہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ اور جب شریعت کامل ہو گئی تو تو باقی تلاش کی شامدی

مائل ہو گئی۔ دنیا اور آخرت کی تمام سادوں سے بھرا کر ہے۔ **وَيُخَوِّنُ مَنَاسِكَ**
 اکتوا اللہ کی رضا مندی اس کے بعد کر ہے۔

پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سادوں کی خاص ہے۔ اور کوئی اور مطلب
 باقی نہیں۔ جس کے مائل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کس اور چرکی طرف حاجت ہو
 طریقت اور حقیقت جس سے صوفیائے زہدیں عیسوی جز و بیضی خاص کے مائل کرنے میں شریعت
 کی غامدہ میں پس ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کوئی اور شریعت
 کے سوا۔

اقبال و تاجید اور علوم و معارف و صوفیہ کو اٹھا کر سادہ میں حاصل ہوتے ہیں
 اصل مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ ہم دنیا و آخرت ہیں۔ جس سے طریقت کے چھل کی تربیت کی جاتی
 ہے۔ ان سب سے گذر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہئے۔ جو مقام خبرہ اور ملوک کا عبارت
 ہے۔ کیونکہ طریقت اور حقیقت کی منزل میں ملنے کے لئے یہ مقصود ہے کہ اخلاص
 حاصل ہو جائے۔ جو امت عام و صفا کو مستلزم ہے۔ تین قسم کی تہذیبوں
 اور معارف و مشاہدوں سے گذر کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو اخلاص اور مقام رضا کی
 تک پہنچاتے ہیں۔ بے بھدک احوال و حاجیہ کا اصل مقصود جانتے ہیں۔ اور مشاہد
 اور تعلیمات کو اصل مطلب خیال کرتے ہیں۔ اسی واسطے ہم وغیل کی قیدیں گرفتار
 رہتے ہیں اور شریعت کے کمالات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ **كَلِمَاتُ عَلِيٍّ**
الْمَشْرِقُ كَفَنٌ مَّا تَدْنُو مِنْهُ رَأَيْتُ آلَ اللَّهِ يُجَنَّبُونَ رَأَيْتُ عَنْ رِيشَاءٍ وَبَحْلٍ عَدَايَتِهِ
مَنْ تَحْتَضِرُ الشَّرَّ كَيْفَ يَكُونُ بَابُ بَرٍّ بَعْدِي اور شکل سلوم ہوتی ہے۔ جس کی طرف
 تو ان کو بلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے اپنی طرف برگزیدہ کر لیتا ہے۔ اور
 اپنی طرف ہی کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف جھکتا ہے۔

ان مقام اخلاص پر ہوتا۔ اور مرتبہ رضا تک پہنچنا ان احوال و لوازم کے لئے کر
 اور ان علوم و معارف کے ثابت ہونے پر وابستہ اور منحصر ہے۔
 پس یہ سب اس میں مطلوب حاصل کرنے کے لئے اسباب اور مقصود تک
 پہنچنے کے لئے وسیلہ ہیں۔

اس مطلب کی حقیقت حضرت میراثی علیہ السلام کی فیض میں فقیر

اس استہ میں پچھنے سال کے بعد داغ و غما ہوئی۔ اور شہریت کا شوق بڑھا
بلکہ گریہا گریہ ابتدا ہی سے احوال دوا جیہ کی گرفتاری رکھا تھا اور شہریت کی حقیقت
سے تحقیق ہونے کے بغیر کوئی طلب و نظریہ تھا لیکن اس سال کے بعد اصل حقیقت
کا حقہ ظاہر ہوا۔ اُنکوئی مذہب علی ذلک محمد اکبر علیہ السلام کا ذہب مبارک کا ظہور
مغرب پناہ میاں شیخ جمال کے فوت ہونے سے تمام اہل اسلام کو غم و
الہام حق ہوا۔ اس کے غم و مہم نادوں کے اہل حقیر کی طرف سے ماتم پوسی کی رسم بیان کر
کر ختم پوسیں + والسلام

مکتوب

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری پر رنجیت کرنا اور نسبت
لقب بندہ قدس سرہم کے حاصل کرنے کے لئے عریضہ دینے میں فیہم عمن
خلیری کی طرف لکھا ہے :-

آپ کا پاک اور بزرگ مکتوب جو از روئے کرم کے خاکہ کے نام لکھا ہوا تھا
اس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس طریقہ علیہ نقشبندیہ پر اپنی ہمتاقت
اور ثابت قدمی کے بامیں لکھا ہوا تھا۔ اُنکوئی مذہب نبیانی ذلک حق قہلے
اس طریقہ علیہ کے بزرگواروں کی برکت سے شمار ترقیاں طافرا ہے +
ان کا طریقہ شرح قدح حک یعنی کیس ہے۔ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تابعداری پر مخصوص ہے +

یقیناً اپنے تقدرات یعنی موجودہ حال کی نسبت لکھا ہے کہ بہت قدرت ملک
علم و عارف اور احوال دوا جیہ بھاری بادل کی طرح گرتے ہیں اور جو کام کرتا چاہئے
تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کر دیا۔ اور اب وہ اسے اس گماہ کوئی آراء نہیں ہی
کرتی جتنے مشاہیر و اولیاء میں سے کوئی سنت ذہب کی جاسے۔ اور احوال و
مواجہدہ الیٰ فوق کے لئے مشہور ہیں +

آپ کو چاہئے کہ باطن کو دوا جگان قدس سرہم کی نسبت سے متحرک کریں۔ اور
ظاہر کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری سے آراستہ و پیراستہ بنائیں

کارین است غیرواں ہر مہیج

زبرد ۶ اصل مطلب ہے یہی بات ہے بیک

نہایت پہلے نہ اول وقت میں یاد کیا کریں۔ مگر موسم سزا کی خاک کا ماحول کے تیسرے صفحہ تک
اس میں تاخیر کا سبب ہے بغیر اس امر میں بے اعتبار ہے۔ نہیں پاپا کو فائدہ کے
اور اس کے میں ہر شے تاخیر واقع ہو۔ اور بشریت کا جہاں اس سے مشتق ہے۔

کتاب ۸

فاسد بخت کے ساتھ جو مادی صفات و مشیون و اعتبارات کے اعتبار سے
پاک و خیزہ ہے۔ گرفتار ہوئے ہیں اور ناقص لوگوں کی خدمت میں جو حق
کو تہیوں تصور کر کے اس میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اہل فناء کے متون کے تعلق
میں کہ جن پر علوم و معارف و غیرہ کا تفاوت و حرکت ہے۔ یہ بھی شیخ محمد
خیری کی طرف لکھا گیا۔

آپ کا کتاب شریف پہنچ کر غرضی کا باعث ہوا۔ حق تعالیٰ جیسا اپنے ساتھ
رکھے۔ اور ایک لحاظ ہی اپنے فکر کے حوالہ نہ کرنے۔ جو کچھ حق تعالیٰ کی ذات بخت کے
سوا ہے اس کی بغیر غرض سے کی گئی ہے۔ مگر چند مادی صفات ہیں۔ اور یہ جو تہیوں نے
لاہو و لا علیہ کہا ہے اس کے اندر سمجھیں۔ اور غرض سے ان کی مراد غیر مطلق
ہے۔ اور انہی سمنے میں نفی کی ہے نہ سمنے مطلق سے۔ اور نفی خاص نفی عام کو مستلزم نہیں
ہے۔ اور حق تعالیٰ کی ذات بخت سے سلب یعنی نفی کے سوا اور کچھ تعبیر نہیں کر سکتے
اس مرتبہ میں جو اثبات ہے وہ اتحادی ہے اور تمام تعبیروں میں بقدر تعبیر و تمام عبارات
سے جامع عبارت لکھیں گیشیلہ بنی ہے۔ جس کا فارسی ترجمہ بچوں اور بچوں ہے
اور ظہر اور شہود اور معرفت کو اس کی طرف راہ نہیں۔ جو کچھ دیکھتے اور جانتے اور پہچانتے
ہیں۔ یہ سب اس کا غیر ہے۔ ان کے ساتھ گرفتار ہونا اس کے غیر کے ساتھ گرفتار ہونا
ہیں کہ لا الہ کے سچے اور ان سب کی نفی ضروری ہے۔ اور کلمہ الا لہ کے ساتھ
اس ذات بخت میں بچوں کی اثبات کرنا لازم ہے۔ اور یہ بات اثبات اول میں تعبیر
کے طور پر ہے۔ اور اخیر میں تحقیق کے طور پر۔

بعض سالکوں نے نہایت طلب تک پہنچ کر چون کو پہنچا دیا ہے اور نہ صرف کو اس کی طرف رجوع کیا ہے۔ تقلید اسے لوگ ہی سے لیتی رہے۔ جس کی طرف سوہ لگا کر راہ نہیں ہے۔ اور ناموس لوگوں کا مقتدا فریضی یعنی عکس کشف ہے۔
 یہ ہیں غفلت اور زہمت تابک
 دیکھ کہ کسے کا فرق ہے کس قدر

اور وہ حقیقت یہ لوگ ذات کے منکر ہیں۔ کیونکہ اگرچہ شہود ذات کا اثبات کرتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ نفس اثبات میں اٹھا رہا ہے۔
 امام حسین صاحب اعظم کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ شیخانی
 مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلَكِنْ عَزَّيْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ
 نہ پورا غور و نظر ہے۔ لیکن حق معرفت کا حال ہونا اس بنا پر ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات میں نہایت معرفت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس کو پہچانی اور پہچاننے کے ساتھ پہچان لیا کوئی یہ قلوب یہ نگاہیں دیکھ کر اس معرفت میں غم و غنا و خاص و عارضی اور غیبی برابر ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس نے علم و معرفت کے درمیان فرق نہیں کیا ہے۔ مجاہد کی کوشش علم ہی علم ہے۔ اور حقیقی کو معرفت۔ اور معرفت سوائے حق کے نہیں ہوتی۔ اور وہ لوگ غالی کے ساتھ کسی کو کامل نہیں جوتی۔ سوائے حق کے ہوتے ہیں۔
 یہ چاکس اتانہ گرد و آفتاب
 یہ تیرے رو بہ بارگاہ کبیرا
 یہ تیرے جب تک کوئی نہ پہچانے
 یہ تیرے جب تک کہ نہیں اس کو خدا
 یہ جب معرفت علم سے الگ ہے تو پہچانتا پہچانے کہ شہود و دانش کے سوا اور ایک کیا
 اور ہے جس کو معرفت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس کو اور اک بسیط بھی کہتے ہیں۔
 فریاد و غلغلہ و غم و غم و غم
 یہ تیرے نہیں غم کی یہ بیوہ و غم
 یہ تیرے جو اجرا اس کے سلسلہ
 مثنوی
 اتصالے بہ کیف تیسیر
 بہت پہنچاں ابا جان اس

نیک گفتار میں اس سانس نہ
نہیں خیر از جان جان ہش سانس نہ
مردم ہے خدا کا اپنے بندوں کو الگ کیا حاصل
جس کی کیفیت کا پانا اور بھگت ہے حاصل
ذکر ہے اس کا سانس کا مرکز نہیں
نہیں خیر از جان جان ہش سانس نہ
اور جب خدائیں ہی مرتبے مختلف ہیں تو اس واسطے نہیں کہ یہی سرفست میں ایک دوسرے
پر غیبت ہوگی۔ یعنی میں کی تائید وہ کامل ہوگی اس کی سرفست میں زیادہ کامل ہوگی میں کی
تاکم ہوگی اس کی سرفست میں کم ہوگی۔ جیسے تالیقاس

نہان باطن اس طرف میں کسی۔ چاہے تو یہ تھا کہ پنی۔ حاصل اور ہمارا وہی
اور بے ہمتا ہستی اور اثباتی کی نسبت کہ گھٹا۔ اور دوستوں سے مدد طلب کرنا سکے
اس قسم کی باتوں سے کیا نسبت یہیت

آل و خوشی میں چہ نسبت میں
چشم و لہر از چہان و چہیں
سرپرست واقف اپنے سے جہیں میں
چہرہ بانے کیا چہان میں نہیں

لیکن یہ نہ مرت اور ذلکی غصات جانتے نہیں دیتی کہ کہنے تہوں اور غل سسٹری کی طرف
اور کہنے۔ یا ان کی طرف انکسار کرے۔ اس کے تو اسی کی نسبت کے اگرچہ نہیں کہ
سکتا۔ اور اگر دوسرے تو اسی کو دوسرے اگرچہ نہ پائے۔ اور اگرچہ کامل جو ہر ہی پر
اگرچہ کچھ حاصل نہ ہو۔ اور اگر کامل ہو تو اسی کے ساتھ مل جو۔ اگرچہ یہ حاصل ہی رہے۔
بعض بزرگوں میں قدس سرہ کی عبارتوں میں وہ شوق فانی واقع ہے۔ اس کے
سمنے کاملوں کے حاکم کسی اور پر ظاہر نہیں ہیں۔ اور ناقصوں کے لئے ان معنوں کا بھٹا مکمل
ہے

حال چہ در شاہ یک مقام
ہیں سخن کوتاہ باید و مقام
سرحدہ حال کامل کا نہیں جانے ہے مقام
پس سخن کوتاہ چاہئے کہ مقام

آپ نے خط کے عنوان کو کمر ہو انظر اھو هو الباطن سے مراد کیا ہو تھا
میرے مخدوم! ہو انظر اھو هو الباطن درست ہے لیکن کچھ مدت گذری ہے
گزشتہ اس عبارت سے توحید کے معنے نہیں بھٹا۔ اور ان کے معنے بھگت میں ہمارے
واقف ہے۔ اور توحید والوں کی درستی سے ان کی درستی بستر و بزرگ مسلم ہوئی ہے۔
کل مکتوبہ خیر و خیر کا مکمل ہونا آسان ہے جس کے لئے

وہ پیدا کیا ہے بمصطفیٰ

ہر کے راہ پر چلے مانتند
ہر کسی کو کام ہے ہر اک انگ

ترجمہ ۲

جو گھاس انسان پر ضروری اور اس کے ساتھ مخلوق ہے۔ وہ اور کی ایجاد ہی کرنا اور
نواہی سے رک ہوتا ہے۔ مَا أَنْتُمْ إِلَّا خُلُقُ اللَّهِ وَمَا تَنْتَهُنَّ عَنْهُ فَاحْذَرُوا
وَأَقْبُوا اللَّهَ۔ جو کچھ رسول تمہارے پاس دے گا اس کو چلو اور جس سے تم کو منع کرے۔
بہت یاد۔ اور اللہ تمہارے ذمہ ۛ

اور جب انسان اخلاص سے مامور ہے اور بغیر خدا کے کامل نہیں ہوتا۔
اور محبت ذاتی کے بغیر غم نہیں ہوتا ہے۔ تو اس واسطے خدا کے مقدمات یعنی عقل
کو کامل کرنا چاہئے۔ اگرچہ خدا کی بعض بخشش ہے۔ لیکن اس کے مقدمات اور مادی
کے متعلق کہتے ہیں۔ اگرچہ بعض ایسے بھی ہوں جن کو خدا کی حقیقت سے شرف
کرتے ہیں۔ بنیاس بات کہ مقدمات کو کامل کریں۔ اور ریاضتوں اور عبادتوں سے
اپنی حقیقت کو مصفا کریں۔ اور اس وقت اس کا حال وہ صورت سے خالی نہیں ہے۔
یہ اس کو نہایت انتہایت میں کھڑا کہتے ہیں یا ناقصوں کی نگاہ کے لئے عالم کی طرف
اس کو ڈالتے ہیں ۛ

برقہ قدر اہل اس کا سیر مقامات مذکورہ میں واقع نہیں ہوتا۔ اور مادی و مرقاتی
تجلیات کی تفصیلات سے طہر رہتا ہے۔ اور برقہ ویشائی اس کو عالم کی طرف ڈالتے
ہیں۔ تو اس کا سیر مقامات کی تفصیل پر واقع ہوتا ہے۔ اور بے نہایت مقامات سے
اس کو مشرف کرتے ہیں۔ ظاہر میں عبادت کی صورت رکھتا ہے۔ لیکن حقیقت میں کمال
ذاتی اور لذت میں ہے۔ بقا ہر ریاضت میں ہے اور باطن میں قیمت لذتوں ۛ
ہیں کبر و دولت۔ است کنوں تا کراد ہند

ترجمہ ۳

بڑی لطف ہے دولت طلب دیکھئے کس کو

یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اخلاص اس قسم کے امور میں سے ہے جن کی تاجدار ہی واجب ہے۔
اور بغیر خدا کے اس کی حقیقت معلوم نہیں رہتی۔ پس عالم سے بار بار موصلا سے خفا ہوتا
کی حقیقت سے مشرف نہیں ہوتے۔ اخلاص کے ترک سے عاصی ہوں۔ کیونکہ ہم کہتے

یہ کہ نفس لہو سران کو کامل ہے۔ اگرچہ انخاص بعض افراد کے ضمن میں ہو۔ اور خدا کے بندگان
 کامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے۔ اسی واسطے یہ کہا گیا ہے
 کہ انخاص کی حقیقت بیزن کے مشورہ نہیں جوتی۔ اور انہیں لہو کہ نفس انخاص بیزن کے
 حقیق نہیں ہوتا۔

مکتوب ۳۹

اس بیان میں کہ کام کا مدار دل پر ہے۔ نہ صرف ظاہری محلوں اور رسمی عبادتوں
 سے کہہ نہیں جوتا۔ وغیرہ وغیرہ کے بیان میں شیخ محمد فیض کی طرف نگاہ ہو۔
 حق تعالیٰ سنیہ البشر علیہ اللہ علیہ السلام کی افضل جوگی شہ سے پاک ہیں۔
 اپنے غیر کی طرف سے بٹانے اور اپنی پاک بناسب کی طرف توجہ نہایت فرماتے۔
 کام کا مدار دل پر ہے۔ اگر دل حق تعالیٰ کے فضل سے گرفتار ہے تو خواہاں
 اترے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کہہ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے حق کی
 طرف توجہ کرنے سے دل کو سلامت رکھنا اور اعمال صالحہ جو حق سے متعلق رکھتے ہیں اور
 شریعت نے جن کے بھالانے کے لئے حکم کیا ہے۔ دونوں میں کام لیں۔ بلی نیک محلوں
 کے بھالانے کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ کرنا باطل ہے۔ جس طرح اس جہان میں
 یوں کے بغیر روح کا ہونا ناممکن ہے۔ ویسے ہی دل کے اعمال بلی نیک محلوں کے
 بغیر محال ہیں۔ اس زمانہ میں اکثر محمدیوں قسم کے دعوے کئے جاتے ہیں۔ بھاتا اللہ
 سبحانہ عن محمد بن عبد اللہ علیہ السلام بصدقہ حقیقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ اپنے حبیب علیہ السلام کے وعدے ان کے
 ایسے جیسے وعدہ سے نجات بخشنے۔

مکتوب ۴۰

مقام انخاص کے حامل کرنے کے بیان میں جو شریعت کے تینوں حصوں
 میں سے ایک حصہ ہے۔ اور اس جزو کے کامل کرنے میں طریقت و حقیقت و
 شریعت کے تمام ہیں وغیرہ وغیرہ کے بیان میں شیخ محمد فیض کی طرف نگاہ ہو۔

لَحْظًا وَأَوْفَعَالًا عَلَى بَيْتِهِ وَنَسْلِهِ مِيراثہ دوم! سلوک کی چیزوں کو
 طے کرنے اور جذبہ کے مقامات کو اٹھ کر سنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میراث سلوک سے
 مقصود مقام اہلوس کا کامل کرنا ہے۔ جو آفاق اور انفسی مجہودوں کی فضا پر منحصر ہے۔ میراث
 اہلوس شریعت کے اجناس سے ایک جزو ہے۔ کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں
 ظہر و مسل و اہلوس +

پہلے طہارت و حقیقت وادوں شریعت کے تیسرے جزو یعنی اہلوس کی تکمیل
 کے لئے شریعت کے خادموں میں اصل مقصود تو یہی ہے۔ مگر ہر ایک کا فہم بیان یک نہیں
 پہنچتا۔ اکثر اہل جہان نے خواب خیال کے ساتھ آرام کیا ہوا ہے۔ اور انحرافات اور غلط
 یعنی بیہودہ اور غلط باتوں پر کفایت کی ہے۔ وہ شریعت کے کمالات کو کیا جانتے ہیں
 اور طہارت اور حقیقت کا کیا پتہ لگا سکتے ہیں۔ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں۔ اور
 حقیقت کو منفر جانتے ہیں۔ اور جن میں بانسے کہ اصل ساتھ کیا ہے۔ میراث کی بیہودہ باتوں پر
 مغرور اور احوال و مقامات پر فخر ہے۔ هَذَا هُوَ اللَّهُ تَبْخَاتُهَا تَوَافُّ الْقُفُوفِ وَ
 التَّلَامُ عَلَيْهَا وَعَلَى عِلَالِهَا وَاللَّهُ اعْلَامُ الْحَقِّ. اور تھانے ان کو سیدھے راست کی
 ہدایت دی ہے۔ اور ہم پر اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو +

مکتوب ۴۱

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن اور بزرگ منت کی تابعداری
 کی ترتیب میں۔ اور اس بیان میں کہ طہارت اور حقیقت۔ شریعت کو کامل کرنا خیال
 میں۔ اور اس بیان میں کہ معلوم شدہ اور معلوم موعودہ کے درمیان جو مقام مستحقیت
 میں جو دلائل کے مرتبوں میں سے اعلیٰ مرتبہ ہے خالص ہوتے ہیں۔ ہرگز غلط
 نہیں ہے۔ اور اس کے مناسب بیان میں شیخ و دوہش کی طرف نکلیا ہوا۔

حق تعالیٰ اپنے نبی اور ان کی بزرگوں آل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الفضل و السلام
 کی طفیل ظاہر و باطن کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی متابعت سے
 آراستہ ہر دست کرے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ کے
 محبوب ہیں۔ اور ہر چیز کو خوب اور مرغوب ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے مطلوب اور مرغوب کیلئے ہے

اس واسطے حق تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے اَللّٰهُ لَعَلَّ خَلْقَ عَصِيْبٍ شَيْكٍ
 بڑے خلق پر ہے۔ اور نیز فرمایا ہے اَللّٰهُ لَعَلَّ لَمْلَمَ نَبْلَانِ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
 تو وہ یقین میں ہے کہ اور راہ راستہ پر ہے۔ اور نیز فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا كُوْنٌ سَخِيْبٌ
 مُّسْتَقْبَحٌ فَاْتِيْعُوْهُ وَلَا تَخِيفُوْهُ اَلشُّبْلُ شَيْكٌ يَمُوْدٌ ہستہ بید ہا ہے تم اس پر چلو
 دو مائدہ راستوں پر نہ چلو +

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت صریحہ کا احوال اس کے واسطے کہ
 نیز سے راستوں میں داخل فرمایا۔ احوال کی ابداری سے منع فرمایا۔ اور انحضرت صلی
 علیہ وسلم نے کہ کافر کہتے ہوئے وہ خلق کو جاہلیت کا نشان چلاتے ہوئے فرمایا کہ
 کہ خیر انھن فی ہذہ فی الخلق سب وایتوں سے بہتر جاہلیت کہ بھٹکتا ہے عیسوی
 کی ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا ہے کہ اَلْاَبْنِیْ دِیْنِیْ کَالْخَسَنِ تَاوِیْبِیْ لَکُم مِیْرَہُ رَہِیْ
 ادب سکھایا اور میری تعلیم دینا ادب یعنی طرح کی۔ اور باطن کا کہ پورا کرنے والا ہے۔ اور
 بال بھر بھی ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بول
 شریعت ہے۔ اور دل سے جھوٹ کا خطہ ہو کر نہ طریقہ۔ اور حقیقت ہے۔ یعنی اگر یہ نفل
 مخالفت اور بناوٹ سے ہے تو حقیقت ہے۔ اور اگر مخالفت کے بغیر قابل ہے تو حقیقت
 ہے۔ پس حقیقت میں باطن میں کو طریقہ۔ اور حقیقت کہتے ہیں۔ ظاہر کو شریعت ہے پورا
 اور کامل کرنے والا ہے +

پس اگر طریقہ حقیقت کی مادہ پر پلے والوں سے شناسے راہ میں نیست۔ اور
 سزا ہوں جو دنیا پر شریعت کے مخالف ہیں تو وہ سزا وقت اور غلبہ حال پر یعنی ہیں۔ اور اگر
 اس مقام سے گذر کر محسوس لے تو وہ مخالفت دفع ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے
 کے مخالف علوم سب کے سب دور ہو جاتے ہیں +

مثلاً صوفیہ فکر کے باعث اسلاف و ائق کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور بالفاظ حق تعالیٰ
 کو عالم کا محیط جانتے ہیں۔ یہ حکم اہل حق کو گویا کی راہوں کے مخالف ہے۔ کیونکہ یہ لوگ احوال
 علمی کے قائل ہیں حقیقت میں ملنا کی راہیں بہت ہی بہتر ہیں۔ اور اگر کسی صوفی اس بات
 کے قائل ہوں کہ حق تعالیٰ کی ذات کسی حکم کے ساتھ محکوم نہیں ہوتی۔ اور کسی علم سے معلوم
 نہیں ہوتی۔ تو اس میں احوال اور طریق کے ساتھ حکم کو اس قول کے مخالف ہے۔ اور وہ قسم

حق تعالیٰ کی ذات یحییٰ اور یحییٰ کی طرف سے اور کسی ملک کو اس کی طرف سے نہیں۔ وہ یحییٰ کی طرف سے
اور اس مقام میں ہل سرف اور غرض بر گردانی ہے۔ اس پاک جناب میں ساحل و سر باقی کی کیا کیا
ہے۔ ان ایک ایک سے جس کے سبب ان صوفیہ کی طرف سے جو ان احکام کے قائل ہیں
مذہب اور ہی کی جائے۔ اور کہا جائے کہ ذات صمدی کی مراد یحییٰ اول ہے۔ اور چونکہ کہا
کہ یحییٰ ذات نہیں جانتے۔ اس لئے اس یحییٰ کو یحییٰ ذات کہتے ہیں۔ اور وہ یحییٰ اول جو
وحدت سے تعبیر کیا گیا ہے تمام صفات میں جاری و ساری ہے۔ تو اس کا خاکہ اس طرح
اولیٰ کے ساتھ حکم کن درست ہے۔ یہاں ایک اہل حق ہے۔

جانتا چاہئے کہ حق تعالیٰ کی ذات صمدی کے نزدیک یحییٰ اور یحییٰ
ہے۔ اور اس کے موافق ہے اس پر زائد ہے۔ اور وہ یحییٰ ہی مگر ان کے نزدیک ثابت
ہو جائے تو زائد ہو گا۔ اور اس کو حضرت ذات یحییٰ کے دائرہ سے باہر چاہئے۔ پس جس
ساحل کو ذاتی کہتے ہیں۔ اس کی فکر سو فیہ کی نظر سے بند ہے۔ اور صوفیہ کے نزدیک جو ذات
ہے۔ وہ ان صمدی کے نزدیک سو فیہ میں داخل ہے۔ اور قرب و میت ذاتی ہی اس میں
ہو رہی ہیں۔ اور باطنی ساحل صمدی صمدیت کے ظاہری علوم کے درمیان پورے اور کامل طور
پر موصوفت کا ہونا۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی مخالفت کی بجائے یہ مقام
صدیقیت میں ہے جو تمام مقام وایت سے بڑا مقام ہے۔ اور تمام صدیقیت سے بڑا کہ
تمام نبوت ہے۔ جو علوم ہی صمدی علیہ آکر دستہ کو وحی کے ذریعے پہنچے ہیں۔ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کہا اہام کے طور پر مشکف ہوئے ہیں۔ ان دونوں صمدیوں کے درمیان
وحی اور اہام کا فرق ہے۔ اور تمام صدیقیت کے ساتھ اور جس مقام میں ان میں ایک قسم کا
شک و متشکک ہے۔ تمام مقام صدیقیت ہی میں ہے۔

وہ مرافق ان دونوں صمدیوں کے درمیان یہ ہے کہ وحی میں قطع ہے اور اہام
میں غلطی۔ کیونکہ وحی صمدیہ فرشتہ کے ہے۔ اور فرشتے معصوم ہیں۔ ان میں غلطی کا احتمال
نہیں اور اہام اگرچہ مصلیٰ رکھتا ہے۔ چھوٹے بڑے کہتے ہیں۔ اور کتب عالم سے ہے لیکن غلطی
عقل اور نفس کے ساتھ ایک قسم کا متعلق ثابت ہے۔ اور نفس اگرچہ تزکیہ کے ساتھ مطمئن ہو جا
لیکن اپنی صفات سے ہرگز نہیں رہتا۔ اسی واسطے اس مقام میں غلطی کا مجال ظاہر ہے۔
جانتا چاہئے کہ نفس کے مطمئن ہو جانے کے باوجود اس کی صفات کے باقی کئے ہیں

بے غلطی سمجھے ہیں۔ اگر نفس: کل اپنی صفات کے طور سے روکا جائے۔ تو ترقی کا رستہ
 بند ہو جائے اور روح فحشہ کا حکم پورا کر لے۔ اور اپنے مقام میں بند رہ جائے۔
 کیونکہ ترقی کا حاصل ہونا نفس کی مخالفت کے باعث ہے۔ اگر نفس میں مخالفت نہ رہی
 تو ترقی کیسی ہوگی؟

سو کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کفار کے جامعہ وہاں آئے تو
 آپ نے فرمایا: *يَا زُجَّجْنَا مِنْ جَهَادِ الْاَضْغَاتِ الَّتِي جَعَلَتْ اَلْاَضْغَاتِ نَفْسِ كَرِهَادِ*
 جہاد اکبر فرمایا۔ اور نفس کی مخالفت اس مقام میں غیبت و اونٹ کے ترک سے ہے
 بلکہ اس مادہ کے ترک کر لے سے ہے جو ترک غیبت کے ساتھ ہونے سے ہی تصور
 نہیں ہے۔ اور اسی ارادہ سے اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر مستقام
 پیشانی اور اتھاہ عاجزی حاصل ہوتی ہے کہ ایک سال کا کام ایک گھنٹہ میں مکمل ہو جائے
 آپ ہم صل بات کی طرف جاتے ہیں۔ یہ بات مقررہ ثابت ہے کہ جس چیز میں جو
 کے اخلاق و خصلتیں بنی جاتی ہیں۔ محبوب کے تاج ہو سکی جو سے وہ چیز ہی محبوب
 ہو جاتی ہے۔ یا اس معز کا بیان ہے جو اس تائید کریم میں ہے *فَاَيُّهُنَّ يَخْبِتُ كَرَاهَةِ*
 میں متصرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید میں کو شش کی تمام نعمتیں کس پر ہمارا
 ہے۔ پس جو ایک نامادہ قلندر و عابد ہے کہ ظاہر و باطن میں متصرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی کمال تائید میں کو شش کرے۔ باعث بہت ہی ہو گئی ہے۔ یہ یہ کہ حقد منرا چنگے
 تنہا کا حال میں مطلق کی طرف سے ہے۔ تو جس قدر لیا ہو جائے چاہے
 ہوتا ہے۔ *وَقَالَ الْبَحْرُ مِدَادًا يَكْتُبُنَا رَبِّي لَمَقْدَرِ الْبَحْرِ قَبْلَ أَنْ تَخْلُقَ كَلِمَاتُ*
رَبِّي وَتَوْجُّدًا بِمِثْلِ مَدَدَا۔ اگر اللہ کی باتیں کہنے کے لئے سمندروں کی ساری تائی
 جائے۔ تو سمندر ختم ہو جائیں۔ مگر اللہ کے کلمات نہ کہے جائیں۔ اگرچہ سمندر او اس کے
 ساتھ طائفے جائیں۔

ابھ کو کئی طرف یہاں چاہے۔ حال قیصر و امولانا محمد حافظ اور صاحب علم
 ہے۔ اور اس کا خیال بہت ہے۔ گذارہ کا سبب نہ ہونے کے باعث دنگ کی طرف توجہ
 ہوا ہے۔ اگرچہ فرما کر فتح کے نشان الی اور سرداری اور شہادت کے مرتبہ والی سرکار
 شیخ جیو سے کچھ لطیفہ یاد او اس کے واسطے مقرر کرادیں۔ تو آپ کی کمال بخشش ہوگی

زیادہ کیا تکلیف دہیے

مکتوب ۲۲

اس بیان میں کہ دل کی حقیقت جامع سے اسوے اللہ کی محبت کے زنجیر کو دور کرنے والی سب سے بہتر چیز غیبت سے اللہ علیہ السلام کی سنت کی تابعداری ہے شیخ درویش کی طرف لکھا ہے۔

سَلِّمُكَ اللَّهُ نَجَاتَهُ وَأَنْفَاكَ اللَّهُ تَعَالَى أَبَاسًا كَمَا سَلِّمُكَ اللَّهُ تَعَالَى
جب تک انسان کا دل پاکہ تعلقات سے آزاد ہے تب تک محروم اور غور ہے
دل کی حقیقت جامع کے آئینے سے اسوے اللہ کی زنگار دور کرنا ضروری ہے۔ اور
دل سے زنگار کو دور کرنے والی بہترین معترف مصطلح سے اللہ علیہ السلام کی بزرگ
دروشن سنت کی تابعداری ہے جس کا مدار انسانی عادتوں کے رفع کرنے پر ہے۔ یعنی
جس سے تمام انسانی عادتیں اور ریس دور ہو جاتی ہیں۔ قَطُوبُ لَمَنْ شِئْتَ بِهَذَا الْبَيْتِ
الْعَظِيمِ قَدْ نِيلَ لِمَنْ خَيْرٌ مِنْ هَذَا الْبَيْتِ لَوْلَا الْفَضْلُ لَمْ يَسْرُفْ لَمْ يَسْرَفْ لَمْ يَسْرَفْ
سُبارکبادی ہے جس کو اس بھاری نعمت کا شرف حاصل ہوا۔ اور افسوس ہے اس شخص پر
جو اس عظیم نعمت سے محروم رہا۔

باقی مضمود یہ ہے کہ جناب انی اعز میاں منظور لا شیخ گوہر مرحوم شریف
اور زرتگوں کی اولاد میں سے ہے اور ان کے متعلقین ثبت سے ہیں۔ ان کی حالت
قابل رحم ہے۔ زیادہ کیا تکلیف دہیے۔ وَاللَّهِ لَوْ تَلَيْكُمُ الْغُلَامُ لَمِنْ أَيْتَمَ الْهَدَى
آپ پادشہ ولایت کی راہ پر چلنے والوں پر سلام ہو۔

مکتوب ۲۳

اس بیان میں کہ توحید دو قسم ہے۔ شہودی اور وجودی۔ اور وہ جو عزوی ہے
توحید شہودی ہے، جس سے متعلق ہے۔ اور توحید شہودی عقل و شرع
کے ساتھ خلقت نہیں رکھتی بر خلاف توحید وجودی کے۔ اور ان مثال کے
اقوال کی جو توحید وجودی میں نظر کرنے والے ہیں توحید شہودی کی طرف مائل کرنی چاہیے

ہا کہ مخالفت کی کجی نشہ ہے۔ اور توحید شہودی مرتبین یقین میں ہے۔ ۵۔
حیرت کا مقام ہے۔ اور جب اس مقام سے گذر کر حق یقین تک پہنچتے ہیں۔
اس قسم کے حامل اور کامل سے گناہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں کے مناسب
سواہل اور جہوں اور روشن شاہل کے مابین میں۔ سرکاری کی پناہ واسلے
شرائط کے مرتبہ والے شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔

سَلَامُكَ اللَّهُ تَعَالَى وَبُخْتَانَهُ وَعَقَمَكَ عَنَّا بِمَنْتَكَ وَصَانَ مَكْنُكَ
عَمَّا نَا نَكْنُكَ مَا تَدْرُسُ لَیْ اَسْہَا سَلَامَت۔ کے لئے اس چیز سے بچنے جو آپ کو عیب
خائے۔ اور محفوظ رکھے آپ کی اس چیز سے جو آپ کو جبر دلائے۔ وہ توحید جو شائے
ماہ میں اس بزرگ کردہ کو حاصل ہوتی ہے۔ دو قسم ہے۔ توحید شہودی اور توحید وجودی۔
توحید شہودی ایک کو دیکھنا ہے۔ یعنی ایک کے سوا سارے کچھ مشہود نہیں ہوتا۔
اور توحید وجودی۔ ایک موجود کو جاننا اور اس کے غیر کو ناجو دیکھنا۔ اور اس کے منکروں اور
جلوہ گاہوں کے نہ ہونے کے باوجود ایک خیال کرنا ہے۔ پس توحید وجودی علم یقین کی قسم
سے ہے۔ اور توحید شہودی میں یقین کی قسم سے۔ توحید شہودی مابین مابین کی ضروریات سے
ہے۔ کیونکہ نکاس توحید کے بغیر ثابت نہیں ہوتی۔ اور مرتبین یقین اس کے سوا کچھ
نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں ایک کو غلبہ کے ساتھ دیکھنا اس کے سوا اس کے نہ دیکھنے کو مستلزم
ہے۔ برخلاف توحید وجودی کے کہ وہ ایسی نہیں ہے۔ یعنی مزوری نہیں ہے۔ کیونکہ
علم یقین بغیر اس معرفت کے حاصل ہے۔ کیونکہ علم یقین اس کے سوا کوئی نفع کو مستلزم
نہیں ہے۔ حال کام یہ ہے کہ اس ایک کے علم کا غلبہ اس کے سوا اس کے علم کی نفی کو مستلزم
ہے۔ مثلاً ایک شخص کو آفتاب کے وجود کا علم حاصل ہو گیا۔ تو اس یقین کا غلبہ اس بات کو
مستلزم نہیں ہے کہ ستاروں کو اس وقت نیست و نابود جانے لیکن جب آفتاب کو
دیکھ لیا۔ اس وقت ستاروں کو نہ دیکھ لیا۔ اور آفتاب کے سوا اس کو کچھ نظر نہ آ لیا۔ اور
اس وقت بھی جب کہ ستاروں کو نہیں دیکھتا۔ وہ جانتا ہے کہ ستارے نیست و نابود نہیں
ہیں۔ بلکہ جانتا ہے کہ ستارے موجود ہیں لیکن چھپے ہوئے ہیں۔ اور سورج کی روشنی میں
مغلوب ہیں۔ اور شمس من لوگوں کے ساتھ اس وقت میں ستاروں کے وجود کی نفی
کرتے ہیں۔ انکار کے مقام میں ہے۔ اور جانتا ہے کہ یہ معرفت صحیح نہیں ہے پس میں موجود

کہ اس نے اس حق کی نفی ہے عقل و مشن کے ساتھ خلاف ہے۔ برخلاف تو مشن
 کے کہ ایک کے دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں ہے۔ مثلاً آقا کے طمع جو نفع کے وقت
 تیاروں کی نفی کرتا اور ان کو مقدم رکھنا خلاف واقع ہے۔ لیکن مستاروں کا اس وقت نہ
 دیکھنا کچھ خلاف نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیکھنا ہی آفتاب کی روشنی کے مقابلہ دیکھنے والے
 کی کمزوری کے باعث ہے۔ مگر دیکھنے والے کی آنکھ اس آفتاب کی روشنی سے روشنی
 ہو جائے۔ اور تو متعجب نہ ہو کہ۔ کوستاروں کو آفتاب سے بھرا دیکھا۔ اور یہ دیکھنا
 حق یقین میں ہے۔

پس بعض مشائخ کے اقوال جو بکا ہر شے بیت حق کے خلاف نظر آتے ہیں۔ اور
 بعض لوگوں کو توحید و جود ہی پر عمل کہتے ہیں۔

شتہ منصور یہ علاج رحمت اللہ علیہ کا انا الحق کہ اور بارید بسطای علیہ
 کا شہنائی غا اعظم شافی نگارنا وغیرہ وغیرہ۔

بہتر و مناسب یہ ہے کہ ان اقوال کو توحید و جود ہی پر محمول کیا جائے۔ اور حق
 کو وہ رکھا جائے۔ جب اس نے حق ہاں کی نظر سے نفی چاہا۔ تو غلبہ مال کے وقت
 اس قسم کے الفاظ ان سے سرزد ہوئے۔ اور حق کے حواس کے غیر کو ثابت نہ کیا۔ اور
 انا الحق کے معنی یہ کہ حق ہے اور میں نہیں ہوں۔ جب وہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتا
 تو اثبات نہیں کرتا۔ نہ کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ اور اس کو حق کہتا ہے کہ یہ خود کفر ہے
 اس جگہ کوئی یہ نہ کہے کہ اثبات نہ کرنا نفی کہہ دینا ہے۔ بلکہ وہ بینہ توحید و جود ہی پر
 کہ نہ کہم کہتے ہیں کہ اثبات کے نہ کرنے سے نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ اس مقام میں حیرت
 ہے۔ احکام سب کے سب ماقظ ہونے ہوئے ہیں۔ اور شہنائی میں حق تسلیم کا
 تنزیہ ہے جس کا اپنا تنزیہ کو وہ باطل ہو چکا ہوا ہے۔ اور کوئی حکم اس کے ساتھ تعلق
 نہیں رکھتا۔ اور اس قسم کی باتیں مقام میں یقین میں جو مقام حیرت ہے۔ بعض لوگوں سے
 ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جب اس مقام سے ترقی کر کے حق یقین تک پہنچتے ہیں۔ تو اس
 قسم کی باتیں سے کراہ کرتے ہیں اور مدامت حال سے تجاوز نہیں کرتے۔ اس زمانہ میں
 اس گروہ میں سے بہت لوگوں نے جو اپنے آپ کو لوگوں کے لباس میں ظاہر کرتے ہیں
 توحید و جود ہی کو شائع کیا ہوا ہے۔ اور اس کے سوا کچھ کمال نہیں جانتے۔ اور میں یقین

سے علم یقین ہی میں نہ کہ ہر شخص پریشان خیال کے علم اقل کی پہنچ خیال منوں کے
 سلاطین تاریل کرتے ہیں۔ اور انہی خیالی منوں کو اپنے زاد کا متعلق بنایا ہوا ہے۔ اور اپنے
 کمرے باندھ کر ان خیالی باتوں سے بے باغ دیا ہے۔ اور ان کوئی یہ کہہ کر متکبر میں شاخ میں
 سے بعض کی جہالتوں میں ایسا الفاظ واقع ہیں۔ بن سے صاف طور پر قید وجودی ثابت
 ہوتی ہے۔ اور اس بات پر محمول ہیں کہ جہالت میں علم یقین کے مقام میں ان سے ہر قسم کے
 الفاظ منور ہو گئے ہیں۔ اور ان کے ان کو اس مقام سے گڑا کہ ان یقین تک پہنچے ہیں۔ اس بات
 سے کوئی نہ کہے کہ قید وجودی غلط ہے جیسے کہ ایک جانتے ہیں ایک ہی کہتے ہیں ہیں
 میں نے یقین سے ان کو بھی منور حاصل ہے۔ کیونکہ ہم اس کے سبب میں کہتے ہیں کہ قید وجودی
 والوں نے قید وجودی کی مثالی صورت کو دیکھا ہے۔ نیز کہ قید وجودی کے تحقق ہونا
 ہیں۔ اور قید وجودی کا اپنی صورت مثالی کے ساتھ حقیقت کو نہ نسبت نہیں ہے بلکہ
 اس قید کے حاصل ہونے کے وقت یہ ہے۔ اور اس مقام میں کسی علم کے ساتھ ملکر نہیں ہے۔
 اور اس قید وجودی والا قید وجودی کی مثالی صورت کے مشابہہ کہنے کے باوجود بھی
 علم یقین والوں میں سے ہے۔ کیونکہ اس سے اللہ کے وجود کی نفی کرتا ہے۔ اور نفی تھا
 علم یقین کے احکام میں سے ایک حکم ہے۔ اور یہ کہ اور علم ایک سو دو سو کے ساتھ
 جمع نہیں ہوتے۔

پس ثابت ہوا کہ قید وجودی عالم یقین سے کچھ حق نہیں کہتا۔ بلکہ قید
 وجودی عالم کو تمام ہر علم کے بعد اگر ترقی واقع ہو جائے تو تمام سرفہرستوں میں یقین
 ہے۔ اور اس مقام میں علم وجودی کو قبول جمع ہو جاتے ہیں۔ اور علم وجودی
 کے بغیر وجودی سے پہلے ہے۔ اور علم یقین ہے۔
 یہ جواب اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ شاہ کسی شخص نے تمام بادشاہت کے
 ساتھ نسبت ہونے کی وجہ سے خواہ میں نہ کہ آپ کو بادشاہ دیکھا۔ اور بادشاہت کے
 لازم ہے آپ میں معلوم گئے۔ کہ وہ بادشاہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بادشاہت
 کی مثالی صورت کو اپنے آپ میں دیکھا ہے۔ اور حقیقت میں بادشاہت کو اس مثالی صورت
 کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے۔ ان وہ شہود اگر صورت مثالی میں ہو تو اس معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ شخص اس مثالی صورت کی حقیقت کے ساتھ متعلق ہونے کی ابتدا کرتا ہے۔ لہذا

ہیں کہ مرضِ موت سے ایک ہفتہ پہلے حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ مجھ میں یقین سے سلام
 برآئیا کہ توحید و جہد و بیعتِ تک کو چاہے اور شاہِ اہلِ حق ہے اس سے پہلے ہی ہوتا
 تھا کہ ایک سال سے ایک سال کا عینِ حال ہوا ہے۔ اور یہ یقینی کچھ نہ تھی کہ حضرت
 محمدؐ نے فرمایا کہ میں اسی توحید کا شریک تھا تھا۔ اور اس طرح کی تائید میں مقدمہ کا کثیر
 بہت ظاہر ہوئے تھے لیکن غلط فہمی کی غایت سے اس مقام سے گذر کر اس مقام
 کے ساتھ جو تفریق پڑتا تھا شرفِ فرمایا۔ اس سے زیادہ کھنڈاں طول کھائی ہے۔

میاں شہزاد کی یا انہی پر گزرتے بار بار لکھتے ہیں۔ اور آپ کی خدمتِ عالیہ
 میں بہت زیادہ منہ ہی ظاہر کرتے ہیں اور سادہ کردہ کی کوئی مٹی تھیلہ داری سے نہ تھیں۔
 اور عالمِ اسباب میں آپ کی تقدس پر گواہ سے اجازت لکھتے ہیں۔ اور بظاہر آپ کی توجہِ عالی کے
 سوا اور کوئی جاننے پناہ نہیں لکھتے۔ آپ کی غایت کے ہمیدہ وہی کہیں طرح آگے اپنے
 حق کی خواہش کی ہے۔ اب بھی دستگیری فرمائیں۔ اور مادہوں کی بیخود سے غفلت فرمیں
 اور کمالِ ادب کے باعث بذریعہِ عرض نہیں کر سکتے۔ فقیر کی طرف بوجہ کر کے اپنے
 احوال ظاہر کرتے ہیں۔ ہمیدہ ہے کہ آپ حق کا سہل قبول فرمائیے۔

مکتوب

حضرت غیر الشریعہ علیہ السلام کی تعریف میں اور اس بیان میں کہ حضرت
 علیہ السلام نے عالم کی شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر اور
 اُس کے جہاد نے عالم کی تمام نئی قوم سے بہتر ہیں۔ اور حضرت علیہ السلام کو وہ السلام
 کی روشنیِ حق کی تابعداری کی ترغیب میں۔ سرکاری کی پناہ ملے شیخِ قرینا
 کی طرف تمنا ہے۔

آپ کا بزرگِ رحمت نامہ رسد پہنچے وقت میں صادر ہوا۔ اور اس کے ساتھ
 شرفِ حال ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ واللہ تعالیٰ کا حمد اور اس کا احسان ہے
 کہ آپ کو فقرِ محمدی علیہ السلام کی میراثِ کامل ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ
 فقر کے ساتھ ملتے جلتے انسان سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ سب سرورِ سامانِ فقیر نہیں جانتا کہ میں
 کہہ اب میں کیا کہے۔ سوائے اس کے کہ فقر سے عربی و فارسی میں جو آپ کے بزرگوار

فیرا عرب صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لایا میں نے لکھے۔ اور اس سعادت کا سراپا اپنے ہاتھ کی نجات کا وسیلہ بنالے۔ یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرے۔ بلاشبہ کام کو مضربِ سلام نہ نام سے نہ ہوتا ہے۔ شخص
 سائرین مَدَنُتْ مُحَمَّدًا مَعًا لَقِنِ لَکِن مَدَنُتْ مُحَمَّدًا مَعًا لَقِنِ
 عرض سخن سے نہیں میں صاف لک
 سوائے اس کے کہ میرا سزا جتنے پاک

فَاَقُولُ رَبِّ اَعِدْ لِمَنْ اَعَادَ الْعَصَاةَ وَالْاَشْرَافِیْنَ اِیْنَ مِیْن کتا ہوں اور اللہ ہی سے محبت
 "روحِ نبوی ہے"

حقیق حضرت محمد اللہ کے رسول اور حضرت آدم کی اولاد کے سوا میں ساری دنیا کے دن اور راتوں کی نسبت زیادہ تابداروں والے رہنے۔ اور اللہ جلّ جلالہ کے نزدیک سب اولین آخرین سے بزرگ ہیں۔ اور پہلے ہیں جو قبے سے نکلے اور اہل میں جو شفاعت کو کرے اور اہل میں جن کی شفاعت قبول ہوگی اور اہل میں جو جنت کا دروازہ کھولے گا۔ اور اللہ جلّ جلالہ ان کے لئے دروازہ قبول دیگا۔ اور قیامت کے دن نوا حمل کے اٹھنے والے ہیں۔ جس کے نیچے آدم اور باقی نبی صلی علیہ وسلم ہونگے۔ اور وہ ذاتِ مبارک ہیں جنہوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہم ہی آخرین ہیں اور ہم ہی آگے رہنے والے ہیں۔ اور بس یہ بات حق سے نہیں کتا۔ اور میں اللہ کا دوست ہوں۔ اور میں پیغمبروں کا پیشوا ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں نبیوں کا حرم کرنا ہوں اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا۔ تو ان میں سے بہتر خلقت میں مجھے پیدا کیا۔ پھر ان کو دو گروہ بنایا۔ اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے۔ اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ پھر ان کو گروہ میں تقسیم کیا۔ اور مجھے ان میں سے بہتر گروہ والوں میں پیدا کیا۔ پس میں ان کے نفس اور گھر کے ان سے بہتر ہوں۔ اور میں سب لوگوں سے اعلیٰ ہوں۔ جب وہ قبروں سے نکلتے جائیں گے اور میں ان کا رہنما ہوں جب کہ وہ گردہ گردہ بنائے جائیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ خاموش کر لے گا۔ اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ روکے جاویں گے۔ اور میں ان کو فحش و فحشہ والا ہوں جب وہ ناسیہ ہو جائیں گے۔ اور اگر است و جنت کی

نہیں اور لوہا و حمل میں بی بی میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام
 آدم سے بزرگ ہوں۔ ہزار ہا آدم میرے گرد طواف کر چکے۔ اور جب تمام آدم
 ہوگا۔ میں نبیوں کا امام اور ان کا خلیفہ اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں اور مجھے
 اس بات کا فخر نہیں ہے۔ اگر حضور علیہ السلام کی ذات پاک پہنچے تو اللہ تعالیٰ
 خلقت کو پیدا کرتا۔ حمد ہی جو نسبت کو ظاہر نہ کرتا۔ اور آپ ہی تھے جب کہ آدم علیہ السلام
 بالی علیہ کبرئیں تھے۔ یعنی بی بی پیدا ہی نہ ہونے سے ۵

نہاں بعضیاں کہے در کرو ۶ کہ در جنیں سید پیشرو

تو ہے عرض کنند کہ پلا نہ بیاں کہی کو چرک رہا پیشو ابو ایسا بنی

پس آپا یسے سید البشر علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے
 بہتر ہیں۔ مستحق خیرات و اجر و جنت ان کے حال کے مصداق ہے۔ اور حضور علیہ
 السلام کو جنت میں ملے سب بی آدم سے بہتر ہیں۔ الا عز رب أشد کفر ۷
 و یقائن ان کے مال کا نشان ہے ۸

دیکھئے کہ صاحب غیب کو حضور کی شہادت میں کی جہاد سے فواش کہتے
 ہیں۔ اور حضور کی پسندیدہ شریعت کی متابعت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام
 و اسلام کے دین کی حقیقت کو تصدیق کرنے کے بعد تو اس میں بھی بھلائی اس بشر کے
 برابر ہے ۹

صحاب کف نے اتنا ثناء اور جہاد ایکس ہی نہیں کے باعث حاصل کیا۔ اور وہ
 وہابی کے ساتھ دشمنوں کے قلب کے وقت بھلے تھے۔ دشمنوں سے چھڑ کر جانا
 تھا۔ سب پناہ دشمنوں اور مخالفوں کے قلب کے وقت اگر توڑا سا ہی تردد کریں تو
 اس قدر نمایاں ہوتا ہے کہ اس کا اتنا امت جہاد ہے کہ امن کی حالت میں اس سے
 کوئی گنا مقبالت نہیں کہتا۔ اور نیز جبکہ حضرت صفیہ علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے
 محبوب ہیں۔ تو حضور کے تابع اور بی آپ کی ابداری کے باعث جہادیت کہی ہے
 کہ نہ شیخ جانتے ہیں۔ کیونکہ حسب احوال و مشق اس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں
 اور خصوصیات یکساں ہے۔ اپنا محبوب ہی جانتا ہے۔ اور محبت انہوں کو اسی پر قیاس کرتا
 چاہئے ۱۰

محمد علی کا پرشہ ہر دست کے کمال شش میٹھا کپڑا

تربیت و سید و جہاں کی آمد کا ہیں نبی سید

پڑے خاک اس کے سر پر نہیں جو خاک اس پر

اگر جہت ظاہری دیکھو تو باطنی جہت کو مد نظر رکھنا چاہئے عظمت کے دو بیان کر
اس سے اگے نہ چاہئے۔ تَعْلَى اللَّهُ يُخْلِصُكَ بَعْدَ ذَلِكَ آمَنًا۔ سید ہے کہ کون سا
اس کے بند کوئی امید کرے گا۔

موسم نور و زالیما ہے۔ اور معلوم ہے کہ ان دونوں میں دلوں کے پہنچنے والے ماحول
کو پرانہ دیکھتے ہیں۔ اس ہنگامہ کے گزر جانے کے بعد کوشش تھانے نے پانچویں
ہے کہ آپ کی عادت کا شوق محال ہو گا۔ زیادہ کھانا جو جب تکف ہے۔ غنیمت کہ اللہ
سُبْحَانَهُ عَلَيَّ جَاءَ قَوْلُ آبَائِكُمْ نَكْرًا وَأَنْتُمْ لَا تَكْنُزُونَ وَلَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَشْهُارٌ
آپ کو تھانے بزرگ باپ دادوں کے طریق پر ثابت قدم رکھئے۔ آپ پر اوصاف پر کیا
مکمل سلام ہو۔

مکتوب

یہ بھی سرداری اور شرافت کے پناہ والے شیخ طریقی کی طرف لکھا ہے۔ یہ
مکتوب اپنے پرستار کے اس جہان فانی سے کوچ کر جانے کے بعد لکھا تھا۔ اور
چونکہ خاتون کے نظر کی ظاہری تقریر شیخ مرصوف سے منسوب تھی اس لئے
اس کا شکر کر کے انسان کی جاہلیت کی وجہ کو انسان کے کمال کا بھی نام نقصان
بھی موجب ہے بیان کیا ہے۔ اور ماہ نمبر یک رمضان مشہد ربیع الثانی
اور اس کے مناسب کر کے ہیں۔

ثَبَّتَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَيَّ جَاءَ قَوْلُ آبَائِكُمْ نَكْرًا وَأَنْتُمْ لَا تَكْنُزُونَ وَلَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَشْهُارٌ
اَشْفَقْتُ وَأَشْفَقْتُ مِنْ أَوْدَانِ الشُّهُورِ وَالْأَيَّامِ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بزرگ
باپ دادوں کے رستہ پر ثابت قدم رکھئے۔ اور زمینوں اور دلوں کی گردش کے باعث
نور و اندھ کے ماحول سے سلامت رکھئے۔

خدا کے دستِ اَمْرٍ مَعْمُورٍ مَنْ أَحَبَّ آدَمِيَّيْنِ کے ساتھ ہے جس کے ساتھ

اس کو نسبت ہے، کے موافق خدا کے ساتھ ہیں لیکن بنی تمیز اس نسبت اور اتصال کے درمیان ایک قسم کا رخ ہے۔ اس غصہ کی ایک سے جدا ہونے اور ظاہری صورت سے اٹھ ہونے کے بعد قرب و درپہا اور اتصال در اتصال ہے۔ ثلوث بختہ و فصل الخلیفہ الی الخلیفہ و صحت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے خالص ہے، انہی معنوں کا بیان ہے۔ اور آیت کریمہ وَتَمَّزْنَا لَهُنَّ لُحُلًا مِّنْ لَّدُنَّا وَتَمَّزْنَا لَهُنَّ لُحُلًا مِّنْ لَّدُنَّا وَتَمَّزْنَا لَهُنَّ لُحُلًا مِّنْ لَّدُنَّا جو شخص اللہ تعالیٰ کا یہ راز چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ آنے والا ہے، انہی معنوں پر مشتمل قوس کے لئے ایک قسم کی تلی ہے۔ اسی راز کو بیان کر رہے ہیں ہم انسانوں کا خیال بزرگوں کی حضور کی دولت کے بغیر خراب ہوتا ہے۔ جو بزرگوں کی رو عانیات کو فیض حاصل کرنا چند شرطوں پر مشروط ہے کہ ہر ایک کو ان ہشتوں کے پورا کرنے کی محال نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حمد اور احسان ہے کہ اس ہولناک خدا اور وحشتناک مافوق کے باوجود وہ بے سرو سامان فقر کا مریقہ اور مددگار بھی دین و دنیا کے سوا اہل اللہ علیہم السلام کی اہمیت سے مقرر ہوا ہے۔ جو اس سلسلہ علیہ کے انتظام اور نسبت پر مشتمل ہے یہ نسبت کا وسیلہ ہے۔

ان یہ نسبت علیہ بھی جو اس ملک میں بہت غریب ہے اور اس نسبت کے لوگ ان ملکوں میں بہت خوش ہیں۔ چونکہ اہمیت کی نسبت کی کمی ہے۔ تو اس کامرانی بھی اہمیت ہی سے جو نامناسب ہے۔ احساس کی تقویت کے لئے بھی اہمیت نسبت اور اس سے ہونا بہتر ہے۔ تاکہ اس بڑی دولت کی تکمیل فیر کے حوالہ نہ ہو جائے جس طرح اس بڑی منت کا شکر اقرار واجب ہے اسی طرح دولت کا شکر بھی مان کے منت لازم ہے انسان جس طرح باطنی محبت کا محتاج ہے۔ اسی طرح ظاہری محبت کی بھی اس کو احتیاج ہے بلکہ یہ احتیاج مقدم ہے۔ بلکہ تمام مخلوقات میں سے زیادہ محتاج انسان ہے۔ اور یہ احتیاج کی زیادتی اس کو اس کی جامعیت کے سبب ہے۔ اور جو کچھ سب کے لئے دیکر رہے وہ اس کیلئے دیکر رہے۔ اور جس جس چیز کی طرف محتاج ہے۔ اس کی طرف اس کا تعلق بھی ہے۔ پس اس کے تعلق سب سے زیادہ ہیں۔ اور ہر ایک تعلق تعلق تعالیٰ کی قدرت سے رُوئے ان کی باعث ہے۔ پس اس لحاظ سے تمام مخلوقات میں سے زیادہ محروم

انسان ہے

پایہ تمام سست آدمی کشتہ خود ہمار سست آدمی
 موزوں ہزار سلین پر سست نیست تیرے پاس محسوس
 تیرے انسان ہے سب سے تیرے اس لئے خود تم ہے یہ تیرے
 گردونے اس سے سست یہ گدا ہے پھر اس کے حال پر دستا

حالاکہ تمام مخلوقات میں سے اس کے فضل اور شرف ہونے کا سبب بھی یہی وجہیت ہے۔ اس لئے کہ اس کا آئینہ پورا اور کامل ہے اور جو کچھ تمام مخلوقات کے آئینوں میں ظاہر ہے۔ وہ اس کے ایک ہی آئینہ میں روشن ہے۔ پس اس جہت سے تمام مخلوقات کے برابر اور اچھا انسان ہے۔ اور نہ کورہ بالا جہت سے سب سے بدتر بھی یہی ہے اسی انسان کی اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور اسی میں جو ہل علیہ السلام اس میں شک نہیں کہ خدا نے ان کو ان کی ظاہری وجہیت کے مطابق اور کفیل کی ہے۔ باطنی وجہیت کے بارہ میں آلو کڈا ستر کا پیو، جیسا باپ کا تونہ ہوتا ہے) کے موافق بھی جانی امید ہے۔ چونکہ آپ کا عبادت نامہ رمضان شریف میں صادر ہوا ہے اس لئے دل میں گذرا کہ اس بڑے خدائے عینے کے کچھ فضائل لکھ جائیں؟ جانتا چاہئے کہ رمضان کا مہینہ بڑا بزرگ ہے عبادت نفس، تقسیم خازور روزہ و صدقہ و فیرو جو اس مہینہ میں الکی جائے وہ سرے دونوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔

اگر کوئی شخص اس مہینہ میں روزہ دار گزار دہرہ افطار کرے اس کو بخش دیتے ہیں۔ اور اس کی گردن کو روزہ سے آزاد کر دیتے ہیں۔ اور اس کو اس روزہ دار کے اجر کے برابر جو عطا کر لے ہیں۔ نیز اس کے کہ اس روزہ دار کے ہر کو کر لیں۔ اور ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنے غلاموں کی خدمت میں کسی کے توفیق قائلے اس کو بخش دیتا ہے اور اس کی گردن و فتن سے آزاد کر دیتا ہے۔

رمضان کے مہینہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قید میں کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ آپ سے کوئی مانعاً اس کو دیتے تھے۔

مگر کس شخص کو اس میں سے نہیں سمجھتا۔ حال صانع کی توفیق حاصل ہو جائے تو تمام
 سالانہ توفیق اس کے شامل حال رہتی ہے۔ اور اگر وہ عینہ پانگھٹی سے گزرا تو تمام سال
 ہی پانگھٹی گزرتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس میں سے توفیق کی جو چیزیں اس کو ملتی ہیں
 اور اس میں سے کائنات جانا چاہئے۔ اس میں سے توفیق کی ہر بات میں کئی ہزار دفع کے توفیق
 کو آنا دے دیتے ہیں۔ اور اس میں سے توفیق کے وہ خاصے نکلتے ہیں۔ اور وہ توفیق کے
 دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو بھیڑنے لگتے ہیں۔ اور جنت کے دروازے
 کھلتے ہیں۔ اور ان میں سے توفیق کی ہر بات کو دیکھ کر اس کی ناست ہو جاتا ہے۔

اس بارہ میں توفیق کے لئے قرآن مجید کا حکم ہے۔ اور شاہد ہر ایک کی
 تائید اور ان کی توفیق کی ہر بات کو دیکھ کر اس کی ناست ہو جاتا ہے۔ اور شاہد ہر ایک کی
 اور کچھ اور سے ان کی ناست ہو جاتا ہے۔ اور ان کے وقت یہ زمانہ چاروں طرف سے
 وَقْتُ الظُّلَّةِ وَأَنْتَ الْغُرُورِيُّ وَفُتِ الْأَجْرُ إِنَّ اللَّهَ شَكُنْ بِأَنْفِهِ
 ہر کئی ایک سال میں ہر کئی ایک بار توفیق ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو کچھ اور کا اور قرآن مجید کا حکم کہ اس میں سے توفیق ہو کہ ہے۔ اور ک
 سے توفیق حاصل ہوتے ہیں۔ وَقْتُ الظُّلَّةِ وَأَنْتَ الْغُرُورِيُّ وَفُتِ الْأَجْرُ إِنَّ اللَّهَ شَكُنْ بِأَنْفِهِ
 اِلَهِ الصَّلَاةِ وَالْغُلَامَاتِ وَالْغُلَامَاتِ وَالْغُلَامَاتِ اِلَهِ الصَّلَاةِ وَالْغُلَامَاتِ اِلَهِ الصَّلَاةِ وَالْغُلَامَاتِ
 کی توفیق ہو کہ ان کی توفیق ہو کہ ہے۔

باقی یہ کیفیت یہ ہے کہ آپ کو غایت نامہ میں رمضان شریف میں پہنچا۔
 ورنہ حکم کے بجا لانے میں پہنچے آپ کو معاف نہ رکھتا۔ اور مبارک کے بعد کی نسبت لفظ
 کہ طیب سے حکم کرنا ہے۔ اور جیسی امید سے غرضت والا ہے غرضت جس طرح آپ
 کی مرضی ہوگی اس میں کسی طرح پہنچے آپ کو معاف نہ رکھتا۔ کیونکہ آپ کے ظاہری بالنی توفیق
 ہم فقر کے ذمے ثابت ہیں۔

تو حضرت قبلہ کا ہی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جو کہ حقوق تو سب پر رکھتا
 اور مقرر میں اس میں سے توفیق کا باعث آپ ہی ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو بیش بہا توفیق عطا فرماتا ہے
 عطا فرماتا ہے کہ ہر ایک کی توفیق میں اس کی توفیق ہو کہ ہے۔ اور ہر ایک کی توفیق میں اس کی توفیق ہو کہ ہے۔
 سے زیادہ کتنا باعث توفیق ہے۔

مکتوب ۴۶

اس بیان میں کفر قائلانے کا وجود اور اس کی وحدت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جگہ تمام جو کچھ آپ اللہ کی طرف سے ملنے میں سب یہی ہیں اور کسی نکار اور دلیل کے محتاج نہیں ہیں۔ اور اس مضمون کے واضح کرنے میں بہت وافل بیان کئے ہیں۔ یہ مکتوب بھی سوامی اور شہرت کی پشیمانیا شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی جَادَةِ اَبَانِكُمْ اَنْجِزْ اَمْرَ عَلٰی اَوْلِيَّهِ وَافْضَلِ لِمِمْ
اَوَّلَادِ كُلِّ بَنِي اَقْبَمِمْ كَاَيُّهَا الْفَتَوٰةُ وَالْاَمْلَؤُ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بزرگ باپ
و ادوں کے راستہ پر ثابت قدم رکھے۔ اہل ان سب میں سے اہل اور افضل ہے۔ اور
پہلوان میں سے باقیوں پر صلوات و سلام ہو +

حق تعالیٰ کا وجود اور ویسے ہی اس کی وحدت جگہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا وجود کو مسلم کی نبوت جگہ جو کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے میں سب یہی ہیں۔
اور کسی خلاف دلیل کے محتاج نہیں ہیں۔ بشرطیکہ قوت نہ کر دی آنتوں اور باطنی غریبوں
سے سلامت اور تندرست ہو۔ کیونکہ ان میں فکر و فکر سے کام لینا قوت نہ کر دیں
کسی ملت و ملت کے وجود ہونے سے ہے۔ لیکن مرض قلبی سے نہایت پالنے اور
باطنی آنکھوں کے آنے سے پر وہ دور ہو جانے کے بعد بدست ہی بدست ہے +
مثلاً صراطی آدمی جب تک مرض صراطی گرفتار ہے۔ تندرست رہتا ہے کی شریعتی
اس کے نزدیک سبیل کی محتاج ہے۔ لیکن اس بیماری سے خلاصی پا جانے کے بعد
کسی سبیل کی حاجت نہیں۔ اور یہ احتیاج جس کا مبدی بیماری کا ہونا ہے۔ بدست کے
خلاف نہیں ہے +

بیچارہ اہل جو ایک شخص کو وہ دیکھتا ہے۔ اور اس شخص کے ایک ہونے کا
حکم کرتا ہے۔ معذور ہے۔ اور احوال میں بیماری کا ہونا اس شخص کے ایک ہونے کو
بدست سے علاج نہیں کرتا۔ اور نہ ہی دلیل کی طرف محتاج کرتا ہے۔ اور یہ بات ثابت
ہے کہ بہتہ دل کی زبان بہت تنگ ہے۔ اور دلیل کے ذریعے یقین کا حاصل نہایت مشکل

ہے پس تھیں جان کمال کرنے کے لئے اس مرض کو دور کرنا ضروری ہے صفائی مزاج دینے کو
نبات و زندگی شیرینی کے تھیں کمال دینے کے لئے صفائی مرض کو دور کرنا اس بات سے نہایت
ضروری ہے کہ نبات و زندگی شیرینی کو تھیں برپا رکھیں کہ وہ
بجلا دینے سے اس کو کس طرح یقین حاصل ہو سکتا ہے جب کہ اس کو وہاں سے دور
صفائی مزاجی کے باعث نبات کے لئے اس کا حکم کرتا ہے اور ایسے ہی حال ہے جس
ہم کو کر رہے ہیں۔ کیونکہ نفسانہ باتوں کا حکم شرعیہ کا منکر ہے اور بالکل ان کے
حکم کو نہ دیا ہے۔ پس اس کے حکم کے ساتھ جدید دلیل کے تھیں کمال کرنا جب کہ تہا
وہ ہیں ان کے حکم کو نہ کرنا ہے۔ بہت دشوار ہے۔ پس نفس کا پاک کرنا نہایت ضروری ہے۔
بیز ترکیب کے تھیں حاصل ہونا مشکل ہے۔ قلنا قلوا من ذلکھا و قلنا قلوا من ذلکھا
تحقیق خلاص ہو گیا جس سے اس کو پاک کیا۔ اور محبوب اس نے اس کو دور کیا۔
پس ثابت ہوا کہ اس کے شش شریعت اور ظاہر سے کائنات کی خاصیت

منکلی ملج ہے۔ ع

غیر شدید و غیر مہم کے نیابت

ترجمہ ۲ اگر کوئی ہے خود اندہ حال اور شدید کا کیا ہے

پس یہ وہ سلوک اور ترک نفس اور تہذیب قلب سے مقصود یہ ہے کہ باطنی باتیں اور
ولی مرض کر جن کی نسبت فی ظہور غیر مرض میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور وہ باطنی باتوں کا
کی حقیقت حاصل ہو جائے۔ اور ان مرض آفات کے باوجود اگر ایسا ہے تو صرف ظاہری
اور رسمی طور پر ہے۔ کیونکہ نفس نار کا وہ جو ان میں کے برخلاف حکم کرتا ہے۔ اور نہ نفس کی
حقیقت کا اشارہ ہے۔ اس قسم کے ایمان اور ظاہری تصدیق کی مثال ایسی ہے۔ جیسے قند
و نبات کی خاصیت کے ساتھ صفائی مزاج ماننے کا بیان کہ اس کا وہ جہاں اس کے برخلاف گواہ
ہے۔ شکر کی شہادت کے ساتھ حقیقی یقین کا حال ہونا مرض صفائی کے قند و جانے کے بعد
مشہور ہے۔ پس ترک نفس اور اس کے ایمان کے بیان کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔
اور اس کا بیان حال سے محفوظ ہے آلائی اویا ما لہو لا خوف علیہم ولا هم
یخزئون ایسا بیان مانے لوگوں کے حق میں صادق ہے۔

تقولوا اللہ سبحانہ یشرک ہذا الایمان الکامل المتعین یحزن من

الَّتِي يَأْتِي الْقُرْبَى عَلَيْهَا وَعَلَى آلِهِ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ لِمَنْ الشَّلَاةُ
 أَفْضَلُ ۚ إِنَّهُ تَعَالَى لَسَمِعٌ عَنِ امْرِئٍ قَرِيبٍ سَمِعًا شَدِيدَ الْبَصَرِ ۚ
 حقیقی ایمان سے عزت فرمائیے۔ آمین ۛ

مکتوب

یہی ساری کے پتا ۱۱۱۱ لے شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔ سابقہ زمانہ
 کی شکایت کرنے کے بیان میں جب کہ کفر غالب تھے مہمل سہم خوار اور
 بے اعتبار۔ اس وقت کی ترغیب میں کہ پادشاہت کے وقت میں مہملین کی ترقی
 اور دروج میں رہ جائے تو بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی گمراہ حق کو گمراہ کر نیوالا
 در بیان میں تا کہ اس اسلام کے کارخانہ میں خلل نہ دے۔ اس پتے زمانہ کی
 طرح کرتے ۛ

بِسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ عَلَى جَاهِ آبَائِكُمْ أَيْكَرَاهِ عَلَى أَهْلِهِمْ سَيِّدُ
 أَمْكَرُ نَبِيٍّ وَأَوْفَى بَقَائِهِمْ تَارِيخًا أَصْلًا وَأَلَّتْ لَمْ وَاقِفِيَّةٌ ۚ حق تعالیٰ آپ کے
 جو کہ باپ ادا کے رستہ پر ثابت قدم کے مہملان میں سے افضل یعنی سردار و جہان پر
 اور پھر باقیوں پر صلوات و سلام ۛ

پادشاہ کی نسبت جہان کے ساتھ ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ۔
 اگر دل چاہے تو بدن بھی اچھا ہے۔ اگر دل بگاڑے تو بدن بھی بگاڑا ہے۔ ایسے ہی جہان
 کی بہتری پادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے۔ اور اس کے بگاڑنے پر جہان کا بگاڑا ہوتا ہے ۛ
 آپ جانتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں اہل اسلام کے سر پر کیا کیا گزشتے تھے۔ گزشتہ زمانہ
 میں باد و کمال طرح ہونے کے اہل اسلام پر اس کی خرابی اور تباہی دیکھ رہی تھی کہ مسلمان
 اپنے دین پر قائم رہتے۔ اور کفار اپنے طریق پر۔ لنگڑ دیکھ کر دینی دین اسی مضمون کا بیان
 ہے۔ اور گزشتہ زمانہ میں کافر غلبہ پا کر وہ اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے۔
 اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے عاجز تھے۔ اور اگر کرتے تھے تو قتل کئے جاتے تھے
 اسے افسوس! حق تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی تصدیق کرنے والے ذلیل و خوار تھے۔ اور ان کے عزت و اعتبار میں مسلمان بھی دلوں کے

ساتھ اسلام کی تائید کی کہتے تھے اور دشمن جسی ہتھ کر کے ان کے زخموں پر نمک چھڑکتے تھے۔ وجہ سے کہ ان کی تاب نگاہی کے پردوں میں چھاپڑا تھا۔ اور حق کا نور ان کے دلوں میں آگیا تھا۔ آج کہ دولت اسلام کی ترقی اور پادشاہ اسلام کی منت نشینی کی خوشخبری حاصل عام مسلمانوں میں پہنچی۔ اہل اسلام نے اپنے نوپا زہر جاناکر پادشاہ کے دربار اور حاکم ہوں۔ اور شریعت کے رواج دینے اور مذہب کے تقویت دینے میں اس کی مدد کریں۔ خواہ وہ اداہد و تقویت زبان سے ہر سکے خواہ اہل حق سے سب سے بڑھ کر کہ ان کی شہادت اور صلاحیت کے طریق پر شرعی مسائل کو بیان کرنا اور کلامیہ عقیدوں کو ظاہر کرنا ہے تاکہ کوئی بدعتی اور مکرر اور میان آکر رستہ سے نہ ہٹا سکے۔ اور کلام خرافات نہ کہے۔ اس قسم کی ادا دلائل سے اہل حق سے محض من ہے جو عزت کی طرف کو رخ نہ کرتے ہیں۔ اور جھگڑنے یا جھگڑا معذور و بدعتی دنیا کی جتنی ہے ان کی شکایت نہ بہت قاتل ہے۔ اور ان کے فساد مستند ہی ہے۔

ماتم کہہ مرانی و حق پر دہی کند
او خوشی شستن علم است کراہی بر کند

تجربہ وہ علم کہ جو حق پر دہی کند
وہ خود مکر ہے کس کو نہ بتانے

قریب سے آپ کو پادشاہ کا قریب سے ملے۔ یہ شباب۔ تو شریعت نے ہی سہی نہ دے سم
کے صلح کیے ہیں مگر باطن کو شش کرینگے۔ اور سناؤں کو غیبی سے نکھینکے۔
حال زخمیہ اسکا حامد کا قبائلیہ است و خسیفہ مقرر ہے پھر اسکا
نکارا حضور سے لے آیا تھا۔ اس حال ہی امیدوار ہو کر حاضر خدمت ہوا ہے۔ خدائے تعالیٰ
حقیقی اور مجازی دولت آپ کے نصیب کرے۔

مکتوب ۴۸

مالوں اور طالب علموں کی تنظیم پر جو شریعت کے ٹھکانے والے اور قائم رکھنے
والے ہیں ترغیب دینے میں سزاوی اور شرافت کے پناہ والے شیخ طریقی
بخاری کی طرف لکھا ہے:-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَالْغِيَاثُ وَالْغِيَاثُ. اللہ تعالیٰ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی فیصل آپ کو دشمنوں پر فتح دیوے۔

آپ کا بڑا خدمت نامہ جس سے خزانہ فرائض فرمایا تھا۔ اس کے مطالعہ سے شرف
حال کیا ہے۔ اس نے مروتانہ تعلیم کے عظیم کھانا کا طالب علموں اور صوفیوں کے لئے کچھ خرچ
یہ کیا گیا ہے۔ صوفیوں پر طالب علموں کے ذکر کا مقدم کرنا آپ کی بندہ بہت نظر میں بہت ہی چٹا
مستطوف تھا۔ اور اس مضمون کے موافق کہ: نَهْضًا هُوَ عُنْوَانُ الْبَابِ لِنَظَرِ طَائِفَةٍ مِنْ تَلَمَذِهِ
ہے کہ آپ کے باطن شریف میں بھی اس بزرگ جماعت کا صوفیوں پر مقدم رکھنا ظاہر ہوگا
یہ کہ: كُنْ كُنْ اَنَا وَتَوَلَّى تَوَلَّى بَنَاتُ بَرْتَن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو اس کے بچا ہے جو
اور طالب علموں کے مقدم سمجھنے میں شریعت کی راجح ہے۔ شریعت کے ٹھکانے والے
یہی ہوگے ہیں۔ اور مصطفوی مذہب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی کے ساتھ قائم ہے۔ کل ہی
کے در شریعت کی بابت ہو چینگے۔ اور تصوف کی بابت کچھ نہ ہو چینگے جنت میں داخل ہونے
اور دوزخ سے بچا شریعت کے حکم بجالانے پر منحصر ہے۔

انہی کے عیسلم افضلۃ والسلام نے جو تمام مخلوقات میں سے بہتر ہیں۔ شرافت کی
طرف دعوت کی ہے۔ اور اپنی تمام زندگی میں اسی پر رہے ہیں۔ اور اس بزرگوار کی پیروی

سے تھوڑی سی حد تک سمجھتا ہے۔ اس سب سے بڑی بات یہ ہے کہ
 کہ شریعت کو روح دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی ہر کے زندہ کرنے میں کوشش کی جائے
 خاکسار کیسے زندہ میں جب کہ اسلام کے نشان باطل مٹ گئے ہوں۔ کھڑا ہو وہ خدا کے رستے
 میں بیچ کر اس کے بارے میں کہ شریعتی مسائل میں سے ایک مسئلہ کو رواج دیا جائے۔ کیونکہ
 اس فعل میں انبیاء علیہم السلام کی امداد ہے۔ جو بزرگترین طاقت ہے۔ اس میں فصل میں ان
 بندہ لوگوں کے ساتھ شریعت ہونا ہے۔ اور یہ باعث ثبوت ہے کہ کسب سے بڑے کڑکیاں
 انہی لوگوں کو عطا ہوتی ہیں۔ اور کوہ دار و پید شریعت کرنا جو ان بزرگواروں کے سوا انہوں کو بھی نہیں
 ہے۔ اور نیز شریعت کے پکا لانے میں نفس کی کمال مخالفت ہے۔ کیونکہ شریعت نفس کے بڑے
 وار ہو جاتی ہے۔ اور انہوں کے بیچ کرنے میں تو کسی نفس بھی موافقت کرتا ہے۔ اس میں انہوں
 کے بیچ کرنے میں جو شریعت کی امداد نہ ہو کی ترویج کے لئے چوں بہت دیر ہے۔
 اور اس نسبت پر ایک مشیل کا بیج کرنا کسی دوسری نسبت سے کئی لاکھ بیج کرنے کے برابر ہے۔
 یہاں کوئی یہ سوال نہ کرے کہ طالب علم گرفتار کونسی آیت سے کیوں مقدم کیا ہے۔
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے یہی بات کی حقیقت کو معلوم نہیں کیا ہے۔ طالب علم باوجود
 گرفتاری کے خلعت کی نجات کا سبب ہے۔ کیونکہ احکام شریعت کی تبلیغ اس کو حاصل ہے۔ اگرچہ
 اس سے خود اس کو کچھ نفع نہیں ہے۔ اور صوفی نے باوجود آزادی کے اپنے نفس کو غلام کیا
 ہے۔ خلعت سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ اور یہ باطنی ہے کہ جس شخص پر بہت لوگوں کی نجات ہوتی
 ہو۔ وہ اس شخص سے بہتر ہے۔ جو صرف اپنی نجات کے خیال میں ہے۔ اس دوسری جگہ
 بقا اور میر علی شاہ ولی اللہ کے بعد عالم کی طرف راجع ہو۔ اور طلق کی وضاحت میں مشغول ہو۔ وہ
 مقام پر تہ سے حق حاصل کرتا ہے۔ اور شریعت کے حکم چنانچہ انہوں میں آئل ہے۔ اور اس کے
 شریعت کا حکم کہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ
 یا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مکتوب ۴۹

میں دونوں دہاتوں کے جمع کرنے یعنی لاہر کو احکام شریعت سے آگاہ کرنے اور
 باطن کو اسوے حق کی گرفتاری سے آزاد کرنے کی ترغیبیں۔ سزاوی کے پتہ کا

شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔

حق خالص ہے کہ ہماری دولت اور باطنی مساوت سے مساوات کو اسے حقیقت
 میں ظاہری دولت پر ہے کہ اپنے ظاہر کا شہریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم
 سے راست کیا جائے۔ اور مساوت باطنی پر ہے کہ باطن کو اسوہ حق کی گرفتاری
 خلاص کرنا اور کیا جائے۔ دیکھئے کہ صاحب غیب کو اس دونوں گرفتوں سے شرف کون
 یسوع
 کا یسوع فرماں ہے
 ترجمہ م
 کام اہل سبھی باقی ہے
 زیادہ کہنا موجب تکلیف ہے جو اسلام

مکتوبہ

کینیڈا کی دسترس سرداری کی پناہ والے شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔
 حق خالص ہے کہ ہماری دولت اور باطنی مساوت سے مساوات کو اسے حقیقت
 میں ظاہری دولت پر ہے کہ اپنے ظاہر کا شہریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم
 سے راست کیا جائے۔ اور مساوت باطنی پر ہے کہ باطن کو اسوہ حق کی گرفتاری
 خلاص کرنا اور کیا جائے۔ دیکھئے کہ صاحب غیب کو اس دونوں گرفتوں سے شرف کون
 یسوع
 کا یسوع فرماں ہے
 ترجمہ م
 کام اہل سبھی باقی ہے
 زیادہ کہنا موجب تکلیف ہے جو اسلام

باقی حقیقت یہ جاتی ہے کہ فضائل آداب شیخ کو کیا اس حال میں کہ وہ گریہ منی
 تحصیل لاری میں گرفتار ہے۔ یا وجود اس گرفتاری کے دنیاوی غائب سے جو عاقبت کے
 عمارت کی نسبت بہت آسان ہے۔ بہت فائدہ ہے۔ اور عالم اسباب میں بڑا ذریعہ ہر وہ
 آپس کی تو پر شریف کو بانٹا ہے۔ امید ہے کہ نئے دفتر سے بھی بھر ہو جائے گا کہ یسوع
 کی حالی درگاہ کے خادموں میں سے ہے

ترجمہ اول وہ دلیری میں رہا جو اس شخص شیریں
ترجمہ دوم وہ دلیری میں رہا جو اس شخص شیریں
جی سے اسد علیہ آدوسلم اور اس کی آل زندہ اور اس کی خلیل آپ کو ظاہری باطنی دولت
مائل ہو +

مکتوب ۵

شرعیت روشن کرنے کا جیسا مقصد وہ اسلام کے رواج میں نے کی ترقیب میں
سیادت پناہ شیخ فرد کی طرف کا ہے۔
نئے قلعے کی جناب میں ماسیہ کے اس بزرگوں کی اور وہ کوئی فریق کے ذریعہ شریعت
کے ارکان اور ملت روشن کے اس مقام قوت پکڑیں اور رواج پائیں۔

کار این سے غیر نہیں ہے

کام پہلی ہے ہی باقی سب کچھ

ترجمہ ۴

آج کل جو ہے اہل اسلام اس طرح کہ ای کے بھائی میں چھنے ہیں کہ ان کی خجالت کی
آئینہ میں خیر بشر سے اسد علیہ آدوسلم کی اہل بیت کی کشتی سے ہے۔ حضرت جعفر سے
علیہ آدوسلم سے فرمایا ہے کہ مثل اهل بیتی کسف ذیہ فوج من رزقہما کجا و من غلظ
غلتها هلاک میری اہل بیت کی مثل فرج علیہ اسلام کی کشتی کی طرح سب سے اس پر سوار ہو گیا
بچ گیا جو اس سے بچے نہ ہلاک ہو گیا +

اپنی تمام بلند بہت اس باعث پر لگائیں تاکہ بڑی بھاری سعادت حاصل ہو جائے۔
خدا کے فضل سے ہمارے جلال اور عظمت و شوکت سب کچھ حاصل ہے۔ ذاتی ظرف عزت کے
ساقط کرنے باعث ہی شامل ہو جائے۔ تو بہت کا گیند سعادت کے پوگاہ کے ساتھ سب سے آگے
بجاء دینے یعنی بڑی سعادت حاصل کرینگے +

یہ فقیر حقیر شریعت فقہ کی ترہ سے امتانید میں اس قسم کی باتوں کے ظاہر کرنے کے
اور آپ آپ کی خدمت کی طرف توجہ ہے +

ماہ رمضان کا حال حضرت جی میں دیکھا گیا حضرت دائرہ گرد کی مرضی تو تھیں
سلو ہوئی اس واسطے تھم ترانہ مجید کے سننے تکسیر کی۔ والا حضرت خلیل اللہ سبحانہ

آگے بڑھ کر سیکھ رہے۔ وہ فوجی جہان کی صلاوت آپ کے نصیب ہو۔

مکتوب ۵۲

تقریباً دو کی مدت اور اس کی فوجی مرض اس کے علق کے بیان میں سیاق
پناہ شیخ فرید کی طرف کھینچا ہے۔

آپ کا درجہ رحمت اور جس سے اتر دئے شفقت و مہربانی کے اپنے حق عالم
کو آپ نے متاثر فرمایا تھا۔ اس کے مضمون کے مطالعہ سے شرف ہوا۔ حق تعالیٰ آپ کو بڑا
اجر دے۔ اور آپ کے قدر کو بلند کرے۔ اور آپ کے سینے کو کھولے۔ اور آپ کے کاموں
کو آسان کرے۔ آپ کے بعد ترقی و ترقی اور اس کی آل کی طبعی حد تک عیسوی صلوٰۃ و سلام +
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی مَا بَقِیَتْ عَلٰی عِبَادِہٖ وَ رَحْمَۃُ اللّٰهِ عَظِیْمٌ
قَالَ اَمِیْنُ اَمَقِّ لَہٗ ہر کوئی نعمت جسے اللہ علیہ السلام کی عبادت پر باقی رہا بہت پر
ثابت قدم رکھے +

پھر چنانچہ نصیبیہ صاحبہ و خاتونین کی نکاحیت میں بھی جاتے ہیں یہ سید ہے
کہ قبولیت کے کاغذ سے نکلے +

میرے محروم و محرم، نفسانہ انسانی حب جاودہ ریاست پر پیدا کیا گیا ہے اور
اس کا مقصد و ہدف ہر فن ہر شے پر بندگی حاصل کرنا ہے۔ اور وہ بات اس کا غماز ہے
کہ تمام مخلوقات اس کی تسبیح و تہلیل کے اور وہی کی زبان ہو جائے۔ اور وہ کسی کا متعلق
اور محکوم نہ ہو۔ اس کا یہ دعوئے خصلت و شہادت کے ساتھ اور شہادت کا ہے۔ بلکہ وہ
بے حسادت شہادت بھی رہتی نہیں ہے۔ چاہتا ہے کہ حاکم صرف آپ ہی ہو۔ اور سب اس
کے محکوم ہوں +

حدیث قدسی میں آیا ہے۔ عَادَ لِنَفْسِکَ یَا اَمَّا اِنْ تَصْبَبْتَ مَعَا دَ اَقْبَ
یعنی اپنے نفس کو دشمن کے کیونکہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے +

پس جاہ و ریاست اور بلندی اور تکیہ وغیرہ اس کی مرادوں کے حامل کرنے ہیں
نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں اس کو غصے تعالیٰ کی دشمنی میں۔ اور تقویت دینا ہے
اس امر کی برائی کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہئے +

حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ اَنْکَبَرِ یَاہُ دَآئِیْ ذَا الْعَقَلَةِ اِذَا دُرِعَ فَمَنْ
تَاَزَعَتْ فِی شَیْءٍ مِنْہَا دَخَلَتْ فِیْہِ اِنَّ دَوَا اَبَاقِیْ کَمِزْرِیْ چادر ہے اور غلٹ پیرا
پٹراس میں سے ان دوسوں میں سے کسی میں میرے ساتھ جھگڑا کیا میں اس کو دفع میں
دشمن کو نہ لگا۔ اور دیکھے کچھ پروا نہیں +

دنیا کی ہستی جو خدا کے تعالیٰ کی مخلوق اور مہتمم ضرور ہے، اسی باعث سے جبکہ دنیا
کا محال ہونا نفس کی مردوں کے قتل پہنے میں در دیتا ہے۔ پس جو کوئی دشمن کی مدد کرے
وہ لغت ہی کے مابق ہے۔ اور فقر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کیونکہ فقر میں
نفس کی نافرادی اور عاجزی ہے +

انبیائے عظیم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے مقصود اور شرعی مقیضوں میں
حکمت یہی ہے کہ نفس انارہ عاجز اور خراب ہو جائے۔ شرعی احکام نفسانی خواہشوں کے دفع
کرنے کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ احکام شرعی میں سے ایک حکم کا بیان انسانی خواہشوں
کے دور کرنے میں اُن ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کئے جائیں۔
کئی وجہ بہتر ہے۔ ایک ایسی ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت خدا کے موافق نہ کئے جائیں۔
نفسانی خواہشوں کو در وقت لینے والے ہیں +

برتنوں اور جوگیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کئی باتوں کی لیکن ان میں سے
کوئی خاصہ نہ تھا اور نفس کی تقویت اور تربیت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا +

شکار کوا کے طور پر جس کا شریعت کے حکم دیا ہے ایک نام خرچ کرنا نفس کے گلاب
کرنے میں ان ہزاروں سالوں کے خرچ کرنے سے بترہ اور فاسد نہ ہے جو اپنی مرضی کے موافق
خرچ کئے جائیں۔ اور شریعت کے حکم سے حید فطر کے حق کو کھانا خواہش کے دور کرنے میں کچھ
مرضی کے موافق انہی سالوں کے خرچ کرنے سے بترہ ہے۔ اور نہ صبح کی ہر حرکتوں کو جامع
کے ساتھ اور انہی خواہشوں میں سے ایک قسمت ہے کئی وجہ۔ اس بات سے بہتر ہے کہ
تمام بات نافرمانی میں تمام کریں اور صبح کی نماز ہے جامعہ اور اگر +

نوح جب تک نفس صاف نہ ہو جائے اور سردی کے ایلا یا کی پیروی سے پاک
نہ ہو جائے تب تک نہایت محال ہے اس مرض کے دور کرنے کا فکر ضروری ہے تاکہ بیش
کی سوت تک نہ پہنچا دیوے +

مکتوبہ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ جو نفس اور آفاقی سببوں کی نفی کے لئے وضع کیا گیا جو
نفس کے پاک و صاف کرنے میں بہت ہی فائدہ مند ہے۔ طریقت کے بزرگواروں میں سب سے
بڑے بزرگ اور نفس کے لئے اسی فکر کا اعتقاد کیا ہے۔

تا بارہ بار لا تروہ لی ما ترسی و رسولہ اللّٰہ
زہو صاف شاہ لا کعبہ زہو بیتک
نہیں چنپا کوئی دربار رب تک

جب نفس سرکشی کے دہے ہو اور اپنے خدا کو توڑنے۔ تو اس فکر کے تکرار سے
ایمان کو تازہ کرنا چاہئے۔

نبی مصطفیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جَعِدُوا بِمَا تَكْفُرُ يَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اور اللہ کے کہنے سے اپنے ایمان کو تازہ کیا کرو۔ بلکہ برکت اس فکر کا فکر ضروری ہے
کیونکہ نفس تازہ ہمیشہ اپنی پیروی میں ہے۔ اور اس فکر کی فضیلتوں کے بارہ میں حدیث میں
آیا ہے کہ اگر سب آسمان اور زمینوں کو ایک پتہ میں اور اس فکر کو دوسرے پتہ میں کہیں تو کھڑا
پتہ باری ہوگا۔ وَلَا تَلْقَوْا حُلَّ مِّنْ شَيْءٍ اَنْهَدَى وَالْعَزَمَتْ اَكْفَةُ الْمُصْطَفَى عَلَيَّ وَعَلَى
اٰلِ الصَّلَاةِ وَالْاٰتِ مَاتُ اور سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت امتداد کی اور نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم کیا۔

مکتوبہ ۵

اس بیان میں کئی سے حالوں کا استعارہ بیان کی تباہی کا باعث ہے۔ اور

اس کے مناسب بیان میں۔ یاد دہانہ شیخ فرید کی طرف کھتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ نُسَخُّ اَنْهَدَى جَعِدُوا اَبَا يَكْفُرُ اَنْهَدَى قُلْتُمْ اَبَا يَكْفُرُ اَبَا
و ادوں کے دستہ شہادت قدم رکھے۔

نسا کیلئے کہ پادشاہ اسلام نے مسلمانوں کی نیک نیت سے جو اپنی ذوات میں کرتا
ہے آپ کو فرمایا ہے کہ چار آدھی علامتیں دیندار پیدا کریں تاکہ لازم دیں۔ اور مسائل شرعیہ کو پتہ
کوتے دیں تاکہ کثرت شرع کو فی ہر صائد نہ ہو۔

الحمد للہ! مسلمانوں کی اس سے بڑھ کر کوئی خوشی ہوگی۔ اور تمام زندوں کو اس سے

زیادہ کیا تو خبری سولی۔ بلکہ یہ خبر بھی اسی غرض کے لئے آپ کی خدمت بندہ کی طرف
 سے پہنچ رہی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ اس بار کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس لئے اس بار میں کہنے اور کہنے
 سے پہنچاپ کو صاف نہیں کہہ سکیگا۔ امید ہے کہ معذرت فرمائیں گے۔ صاحب ان غرض
 بختوں سے عروض کرتا ہے کہ ایسے عام سے دینداریت تھوڑے ہیں جو بجاہ و ریاست
 سے خالی ہوں۔ اور شہریت کی ترویج اور فست کی تائید کے سوا اور کچھ مطلب رکھتے ہیں
 اور شب و روز ہونے کی صورت میں ہر ایک کا اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور اپنی بزرگی کو ظاہر کرنا چاہیگا۔
 اور اختلافی باتیں درمیان کاروان کو پادشاہ کے کرب کا وسیع بنا دیگا۔ تو کیا پادشاہ کو بجاہ و ریاست
 کو مشتہر نہیں ہے؟ صاف کے اختلافوں نے جہان کو بلا میں ڈال دیا۔ اور اب بھی وہی صورت
 و پیش ہے۔ ترویج کیا ہوگی۔ بلکہ یہ تو خرابی کا باعث ہوگا۔ لہذا تھوڑے بڑے کام کے لئے
 سے بچا ہے۔ اگر اس غرض کے لئے ایک عالم مجلس بن رہا ہے۔ اور اگر کام کے آخرت میں
 کوئی دستیاب ہو جائے تو نہایت ہی سعادت ہے۔ کیونکہ اس کی صحبت کی ہے۔ اور اگر
 رساوی نہ ملے۔ تو صبح غور و فکر کے بعد اس قسم کے آدمیوں میں سے کسی ہنر کو اختیار کریں
 مالا ینکذک کک۔ لای ینکذک کک۔

یہ نہیں بتایا کہ کون جس طرح مختلفات کی غلامی ملے گا۔ وہ چاہے بہت ہے۔
 جان کا خسار بھی نہیں پر منحصر ہے۔

کسی بزرگ نے نہیں دیکھا کہ دنیا کا رخ اور کیا رہتا ہے۔ اس کی سبب ہو چکا ہے
 نے جواب دیا کہ اس وقت کے علمائے کام کر رہے ہیں۔ یہ کہنے اور مکرار کرنے میں ہی کافی ہے
 عالم کو کمرانی و تن پوری کند۔ اور خوشی کم است کار پر پوری۔
 ترجمہ: کام میں عالم کا ہر شے غفلت و تن پوری۔
 اور کی وہ کس طرح پھر کر سکے ہے رہبری۔

امید ہے کہ اس بار میں صبح فکر اور کمال فہم سے کام لینے لگے۔ کیونکہ جب کام کا مقصد
 سے بھلائے تو پھر کچھ غلط نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس قسم کی باتوں کے سامنے اظہار کرنے
 سے شرم آتی ہے۔ لیکن اسی مطلب کو اپنی سعادت کا وسیع بنا کر آپ کو تکلیف دیتی ہے۔

مکتوب

سہ ماہی میں دینی کی صحبت سے بچنا لازم ہے۔ دینی کی صحبت کا وہ بگڑا کی صحبت سے بڑھ کر ہے۔ اور دینی فرقہ شنیدہ ہے۔ اس کے مناسب بیان میں مرداری اور مشرق کے پناہ دے شیخ فزیدی کی طرف کھلے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو نہاں بردہ سے اور آپ کی قدریہ کرے۔ اور آپ کا کھانا کرے۔ اور آپ کے سینے کو کھولے۔ حضرت سید بشری خلیل جو کئی چشم سے پاک ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مَنْ لَمْ يَشْكُرْ لَنَا لَمْ يَشْكُرْ لِلَّهِ يَخْلُصُ بِلَوْ كَانَتْ شُكْرًا لَمْ يَكُنْ شُكْرًا
کا شکر بھی کیا نہیں آج

پس قول ہم فقیروں پر آپ کے سامان کو شکر لازم ہے۔ کیونکہ ہاں حضرت خواجہ قدس سرہ کی صحبت کا سبب آپ ہی ہونے تھے۔ اس صحبت کی حالت میں آپ کی خلیل ہم سفق نماز کی طلب کی۔ اور بہت فائدہ حاصل کئے۔

دوسرے اس معنوں کے موافق کہ کیونکہ بقوت انکسار اور بڑوں کے مرنے سے میں بڑا بن گیا جب اس طبیعت تک ذہن نہ تھی۔ تو فقر کے قبضے اور طلبوں کے انتظام کا باعث بھی آپ ہی ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

گر برقی من بیاں شود ہر سوے یک مسئلہ از ہزار تو نام لا
ترجمہ اگر ہر بیاں میں میرے بیاں ہو ترا احسان کب بچے بیاں ہو

آزاد میں ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو آپ کے جود و گوارہ سید ارسطو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلیل ناموافق اور نامناسب امور سے محفوظ رکھے۔

یہ فقیر آپ کی بزرگ صحبت سے دور پناہ معلوم نہیں کہ آپ کی مجلس شریف میں کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور آپ کا خلوت اور جلوت میں کون کون ہے۔

خواجہ بشیر زیدہ دین عکرم سوز کا خوشی کہ شد مزاج آسائش خواجہ
ترجمہ تمام رات اس قسم سے جگہ کو آئی نیت
کہ سو یا کس کی قبضے میں تو رات بھر میری جا

یقینی طور پر حضور زبانیں کہ جنت کی صحبت کفایت دہریہ کی صحبت سے زیادہ تر ہے
اور تمام دہریہ فرقوں میں یہ تر اس گروہ کے لوگ ہیں جو غیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے
ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام لکھا رکھتا ہے۔ یہیں غیب جگہ
پھر اللہ تعالیٰ قرآن اور شریعت کی تبلیغ ہوا بشیہ کی ہے۔ اگر ان پر طعن جائے
تو قرآن اور شریعت پر طعن ہے۔ قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میرا کیا ہے۔ ابو جعفر
خلیفہ مدظلہ العالی قرآن مجید بھی سطون ہے۔ حق تعالیٰ ان زندقہ کیسے کے لیے ہے
اللہ تعالیٰ سے بچائے حفاظت اور جگہ ہر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ ہمیں
دہریہ واقعہ پر لے کر یہی نصیحتی خواہشوں پر محمول نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ابشر صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت میں ان کے فضول کا تذکرہ ہو چکا تھا۔ اور انارہ پن سے آزار ہو گیا ہوا تھا۔ اس
بیان میں کہ حضرت علیؓ اس بار میں حق پر تھے۔ ان کے مخالف نظر یہ ہیں۔ لیکن غلط اجتہاد
ہے۔ حق کی حد تک نہیں پہنچا کرتے۔ بلکہ اس قسم کی غلطیاں عامت کی ہیں۔ یہاں نہیں کہ غلطی کر کے
والے کو بھی ایک وجہ ثواب کا حامل ہے۔ اور کجیبت نیز یا صاحب سے نہیں ہے۔ اس کی
بیعتی میں کس کو کام ہے۔ جو کام میں رہتے ہیں کیا ہے۔ کوئی کافر مذکور نہیں ہے۔
ان سنت و جاہلیت میں سے بعض ہمارے اس کے صحت کرنے میں جو وقت کیا
ہے تو اس لحاظ سے نہیں ہے کہ اس سے رہتی ہیں۔ بلکہ اس کی بوجہ اللہ تعالیٰ کے احوال
ہے۔

آپ کو چاہئے کہ غلبہ ان بنی کی خدمت جہانیاں قدس سرہ کی معجزاتی ہیں کچھ کچھ روز
آپ کی مجلس میں رہی جائیگیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اصحاب کی کس طرح قرینہ کی ہے۔ اور کس ایک کے ساتھ آیا دیا ہے۔ تاکہ یہ خواہش شرمندہ اور
خواروں۔ ہنہات میں ایسی بدخواہی کہ بہت ندر ہے۔ اور اور کو گروہ فروع میں بہت
پیلاؤ ہو ہے۔ اس سے چند کے اس بار میں مجھے ملے۔ تاکہ آپ کی بزرگ صحبت میں اس قسم
کے بیان میں دخل نہ پائیں۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی طَرِیْقَةِ اَلْمُرَیْطِیَّةِ اللّٰہ تعالیٰ آپ کو**
پسندیدہ طریق پر ثابت قدم رکھے۔

۵۵

محبت کے ظاہر کرنے میں سیادت تھا، شیخ عبد الوہاب کی طرف تھا۔
 جو خدمت سے فقیر کے آل میں تپ کے لاریوں کی نسبت محبت پیدا ہو گئی ہے۔
 سوائے ان بعد کے جو پیٹھ نہ سہا، اسی واسطے آپ کے حق میں فانیانہ و مایں شوق ہے۔
 اور جب سرور کائنات اور سرور جہات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں احببت
 انسانہ فلیعقل انما بنو شخص اپنے بھائی کو دوست رکھے تو اُسے چاہئے کہ اس کو جملہ دوستوں
 میں سے اپنی محبت کا ظاہر کرنا بہتر اور مناسب جانتا۔ اور اس محبت سے جو غمخوار صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ بڑی امید لگے ہی ہے۔ حق تعالیٰ
 اپنے حبیب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی شفقت و مہربانی سے ۴

کتب ۵۶

ایک سید کی غاش میں شیخ عبد الوہاب کی طرف اور فرمایا ہے :-
 سعادت کثیر البرکت کی پاک دلاہ امین دنیا کے مرد و عورتوں کے لیے در سہم کی
 صفیات بزمی کے باعث اس سے بڑھ کر ہے کہ اس کی تعریف اور توصیف ہو سکے۔ اس
 اس کو اپنی سعادت کا وسیلہ بنا کر اس بار میں برات کرتا ہے بلکہ اس میں سے اپنے آپ کی
 ستائش کرتا ہے۔ اور ان کی محبت کو جس کا یہیں امر ہے نہ کہ کرنا ہے۔ سَلَامُ عَلَیْہِمْ تَعْلٰی اٰمِنْ
 مُحَمَّدٌ بِمُحَمَّدٍ مَحْمُودٌ مَعِیْہِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِمْ سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اٰلِہٖمْ وَ عَلَیْہِمْ السَّلَامُ وَ اٰلِہٖمْ
 وَ اٰلِہٖمْ سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اٰلِہٖمْ سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اٰلِہٖمْ سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اٰلِہٖمْ سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اٰلِہٖمْ سَلَامٌ
 عال بر غیر نیاز و عبید سعید و سعادت سامان میں سے ہیں۔ اور طالب نیک
 ہیں۔ گذار دہ کی غلی کے باعث اس طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اگر مہربانی میں کہ غاش جو توجہ
 اس کے وقت ہو سکتی ہیں۔ اپنے غلوں میں سے کسی کی طرف سفارش کریں کہ جو سعادت
 کی طرف سے ان کو خاطر جمع کریں۔ چنانچہ تمہیں تھا کہ آپ کے خادم فقرا و محتاجوں کے بارہ
 میں انعام کر سادات و عظام کی ادا میں بڑی توجہ فرماتے ہیں۔ اس لئے چند کلمے لکھ گئے
 رہ گئی کے وقت اگرچہ نصرت کی سعادت سے سعادت نہیں ہوا ہے لیکن غلوں کے

اور میں سے ہے جو تمہارے آپ کی محبت اور غم میں بہت مست بہتے ہوئے ہیں۔ اور ان
کتابی ہے۔

کتاب ۵۷

نبوت کے بارے میں شیخ محمد بن یوسف کی طرف کتاب ہے۔
جو کہ اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کے بڑے
بابوں کے ساتھ چارہاٹ قدم لگتے۔ بڑی آپ کے غم میں سرور ملی ہے اس
طرح زندہ حالی بسر کر کے اس حقیقت کا استحقاق حاصل ہو اپنے غم کو غم پر شہادت سے
اور باطن کو باطن پر شہادت یعنی حقیقت سے آراستہ ہے۔ یہ کتاب ہے کہ حقیقت
اور طریقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت سے مراد ہیں۔ یہ کہ شریعت اور طریقت
حقیقت کو اور نہ کر یا غم اور زرقہ ہے غم کا گمان آپ کے حق میں بہت نیک ہے
بعض واقعات اس پر شاہد ہیں۔ اور آپ کے والد بزرگوار علیہ السلام کے سامنے بھی پڑا
نہ کر کیا گیا تھا۔

بالی تصدیق ہے کہ شیخ عبد اللہ بن بہت نیک اور خدا پرست آدمی ہے۔
اگر آپ کی خدمت میں کسی اور کے علاوہ فرما کر کہ تو اس کے بدل پر جو فرمائیں۔ معلوم
ملا کر کام۔

کتاب ۵۸

اس بیان میں کہ یہ اس کے لئے کہنے کے ہم درپے ہیں سب سے اہم ہے۔
اور اس بیان میں کہ شعلہ نقشبندیہ کہیں مروج ہے یہ کہاجنا عالم امر سے آتی
کیا ہے۔ بنیاد و وسوسہ و بے بسوں کے شعلہ کے۔ اور ان بزرگوارہ کی احقری
اسباب کو کام کا طریق ہے۔ اور اس کے مناسب ہیں۔ یہاں تک کہ آپ سید
موجود کی طرف کتاب ہے۔

آپ کا بزرگ محبت سے مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اس بزرگ گروہ کی
باتیں سننے کا شوق ہے۔ اس لئے آپ کی فرمائش پر ان کے اور تصوف کی طرف رغبت ہوئے

کے چند ایسے کسی جاتی ہیں •

میرے قدم ایسے ہیں جس کے سٹے کرنے کے ہم دس پہلی انسان کے سات
 طیفوں کے موافق سب سات قدم ہیں۔ وہ قدم عالم عقل میں ہیں جن کا تعلق غالب
 نفس کے ساتھ ہے۔ اس طرح قدم عالم عقل میں ہیں جو قلب مع و سر عقلی و دخی کے
 ساتھ وابستہ ہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پرستے چمکنے
 پرستے ہیں۔ نو ۱۰۰ پرستے نورانی ہوں فی عالمی۔ ان پرستوں میں سے ایک ایک پرستے میں نور
 و علمت تحقیق اندھ تھلنے کے لئے تر ہوا پرستے در او بھلت سکے ہیں •

اوس پہلے قدم میں جو عالم میں لگتے ہیں جنہی اصل لاپرواہی ہے۔ اور دوسرے
 قدم پر جنہی حسات۔ اور تیسرے قدم پر جنہی عذات و تشویش آجاتا ہے۔ چلنے والا قیاس میں
 کے تقاضات کے خلاف ترقی ہوئی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس پرستے کے ماکوں پر جنہی نہیں ہے
 اور ان ماکوں کے ماکوں میں سے ہر ایک قدم پر اپنے آپ سے دو پرستے آجاتے ہیں جو حق تبار
 کے نزدیک ہوتا ہے۔ چلنے کے ان قدموں کے تمام ہونے تک قرب ہی پہنچ جاتا ہے
 پھر اس کے بعد فنا اور فنا سے شرف ہوتے ہیں۔ اور وہایت خاصہ کے نتیجے تک پہنچ
 جاتے ہیں •

طریقہ عالی نقشبندیہ کے شاخ قدس سرہم نے بر خلاف دوسرے سلسلہ کے شاخ
 کے اس سیر کی ابتدا عالم اسرار سے اختیار کی ہے۔ اور عالم خلق میں ہی سیر کے ضمن میں چلے
 کریتے ہیں۔ اسی دوسرے طریقہ نقشبندیہ سب طریقوں سے متاثر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ
 دوسروں کی حمایت حق کی ابتدا میں متوجہ ہے۔ ۶

قیاس کن گستاخ میں ہمارا

جرم ۶ قیاس کن گستاخ تو بہار میرا

حق ہندو کوادوں کا طریقہ بعینہ ہمایا کہ ام خواں اندھ تھلنے کے علیم احسن کا طریق
 ہے۔ کیونکہ ہمایا کہ حضرت سید البشر نے اندھ تھلنے کا دوسرا کی چلنی ہی بہت میں
 اتھلنے کے ابتدا میں دینے کے طریق پر وہ کچھ حاصل ہو جاتا تھا جو امت کے کمال الہیا
 کو انتہا میں ہی حاصل ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ علیہ السلام کا تعلق وحشی
 جو ایک ہی فقر حضرت خیر البشر نے اندھ تھلنے کا دوسرا کی قدرت میں حاضر ہوا تھا تو لہذا و فی حق

سے جو شب میں سے بہتر ہے کئی درجے افضل ہے ۛ

عبداللہ بن مبارک رضوان اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ معاویہؓ افضل ہے یا عمر بن عبدالعزیزؓ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ گرد و غبارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاویہ کے ٹھوسے کی ٹاک میں پڑا ہے وہ عمر بن عبدالعزیز سے کئی گنا بہتر ہے۔ تو پھر سوچنا چاہئے کہ جس گروہ کی ابتدا میں اور اس کی ابتدا و راجع ہو۔ اس کی ابتدا کہاں تک ہوئی۔ اور ان دونوں کے اصداک و خیر میں کس طرح سائنیکل و مابینکھل جتنو ذریعہ

قاصر سے گزرنے والے افراد میں	ماش جتنہ کہ ہر دم برباں میں
ہر شیراز میں جہاں بیتیں ہیں	رویا جیلد چہاں بکسلیں ہیں
تجربہ کو کوئی جھگڑائے طعنہ دینا	توبہ تو یہ گزباں پوچھیں ہیں
شیریں اس سلسلے میں کب سے	توڑ سکتی کس طرح ہے نوزی میں

وَدَقَّ اللّٰهُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاَيُّهَا الَّذِيْنَ هُمْ فِيْهِ اَصْفَاءُ فَاِنَّهُمْ فِيْهِ اَوْفَوْا حَقَّ قُلُوبِهِمْ کہ اور آپ کو اس عزیز اور جو گروہ کی محبت عطا فرمائیے۔ کاتھ اگرچہ ناقص ہے لیکن اس میں ایک بلند و خلاق اور بلند درج میں۔ سید ہے کہ فرزند باغیچہ ۛ

مکتوب ۵۹

سینا محمود کی طرف صاف فرمایا ہے۔ اس بیان میں کہ آدمی کو تین چیزیں ہو چاہئیں اگر نجات، عیدی حاصل ہو جائے۔ اور اس بیان میں کہ اہل سنت و جماعت کی تابعداری کے ساتھ ساتھ مل جائے۔ اور اس بیان میں کہ علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان خاص طریقہ میں پھیلنے سے وہ بہتر ہے۔ اور اس بیان میں کہ عمل کا انحصار اور کیا کو تمام افعال اور اعمال اور حرکات و سکنات میں حاصل ہے۔ حق قائلان شریعت و مصلحتی علیٰ صاحبہما الفضلۃ و النظام کے سید سے کہتے ہیں

پر استقامت و اگر پورے طور پر اپنی بارگاہ میں گرفتار کرنے ۛ

آپ کا شریف اور لطیف محبت نامہ صاف پورے خوشی کا باعث ہوا۔ فقہ کے ساتھ آپ کی محبت اور خلاص حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور زیادہ کرمے۔ آپ نے فوائد

طلب کئے تھے۔

میرے خدمت یا آؤ لیکن بیڑوں سے جا رہے تھے نہایت بدی حال ہو گئے
علم و عمل و اخلاص۔

علم وہ قسم ہے۔ ایک ماہ علم ہے جس سے قصور عمل ہے جس سے کمال علم ہے۔
دوسرا وہ علم ہے جس سے تصور و خوف اعتقاد اور دل کا تعلق ہے۔ جو علم
میں مفصل مذکور ہے۔ ماہر فہم تاجریلی منت و جماعت کے قیاس صحیح و عقیدے کے موافق
ہے۔ ماہر نہایت ابن زکریا۔ ان کے تبارک کے بطریق کامل ہے۔ اور ان کی جہی مخالفت
ہے۔ تو کمال خود ہے۔ یہ بات کشف صحیح اور لکھنا صحیح سے یقینی اور پرکمال پر مبنی ہے۔
اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

پس لاخیری ہے اس شخص کے لئے جس کو ان کی متابعت کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور
ان کی تقلید سے مشرف ہوا۔ اور جانتے ہیں اس شخص کے لئے جس نے ان کی مخالفت کی اور
ان سے الگ ہو گیا۔ اور ان کے اصول سے منہ چھڑا۔ اور ان کے گروہ سے علی گیا۔ پس وہ خود بھی
لگا ہوا۔ اور دوسروں کو بھی لگا ہوا۔ پس رویت اور شفاعت کا نیکو کار۔ اور بہت سی فضیلت
صحابہ کی زندگی اس سے نفی رہی۔ اور اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولاد و اول
رضی اللہ عنہا کی محبت سے محروم بنا۔ اور وہ اس بڑی نیکی سے رک گیا۔ جو اہلسنت و جماعت
سے حاصل کی۔

تمام صحابہ بنو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سے افضل حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ صحابہ کے خلافت سے بخوبی واقف ہیں
انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگ بہت بیکار ہو گئے۔ پس ان کو حضرت
ابو بکر سے بہتر کوئی شخص سامان کے مایہ تلے نہ ملا۔ پس انہوں نے ان کو بہت مایہ بنایا۔ یہ صحیح و ثابت
ہے اس بات پر کہ تمام صحابہ حضرت صدیق بنی کے افضل ہونے میں متفق ہیں۔ اور ان کے افضل
ہونے سے تمام اصحاب اہل میں بڑا اور یہ اجماع قطعی ہے جس میں شک کو دخل نہیں ہے۔
اور اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال کشتے فوج علیہ السلام کی طرح ہے جو اس پر
سوار ہوا نکل گیا اور جو اس سے پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا۔

بعض مبالغہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی تائید

کی مانند فرایاد با بخت و قدر و اولیت کو کشتن نفس کی طرح۔ اس میں شاکہ ہے
 کہ کشتی کے سہارے کے لئے ستاروں کو نظر رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ جاک ہوئے سے پہنچ جائے
 اور ستاروں کی حمایت کے بغیر خلاص حاصل ہے۔ اور اس بات کو بھی علم کر لیں کہ
 بعض کے انکار کن سب کے انکار کو مسترد ہے۔ کیونکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 صحبت میں سب کا بھائی بن گیا۔ یہ صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں پر کاروں سے
 بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل شرف و عظم تاہیں میں سے انھیں ہے ایک ذاتی صحابی
 کے وجہ سے کہ نہیں بچا ہے۔ یہ صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ اور زید
 ہوئی کہ لوگوں کا بھائی بن گیا۔ اور زید کی برکت سے شہرہ ی ہو گیا۔ قہار اور صاحب کے بعد
 کسی کو اس وجہ کا ایمان غیب نہیں تھا۔ اور اعمال ایمان پر مرتب ہوئے ہیں اور کمال ایمان کے
 کمال کے موافق حاصل ہوتا ہے۔ اور جو شخص ان کے دربان طاعتی ہوئے ہیں۔ سب
 بزرگواروں اور بزرگواروں پر مائل ہیں۔ وہ جس پر اور جو حال سے تھے۔ بلکہ وہ اجتہاد اور
 علم کی سند سے تھے۔ بعد ازاں میں سے کسی نے اجتہاد میں غلطی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 غلطی کا کسے گناہ ہے۔ اور جو امر و نہی کے دربان ہو جائے۔ ہر
 جس کو اہمیت و راحت نے اختیار کیا ہے۔ اور یہی حکم اور مضبوطی ہے۔ غرض
 علم و عمل دونوں شریعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور غلام کا مال ہونا جو علم عمل کے لئے نوع
 کی طرح ہے۔ طریق صوفیہ پر چلنے پر منحصر ہے۔ جب تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اللہ کے
 ساتھ متحقق و ہر جائز حقیقت انھیں سے دور ہو جائے۔ کہ انھیں سے دور رہتے ہیں
 اگرچہ عام روایتیں کوئی محقق و متقی کے ساتھ بعض احوال میں ملے۔ انھیں ملے ہوئے کہے۔ کہ
 انھیں جس کو ذکر کم کہتے ہیں۔ وہ ہے جو تمام احوال و احوال اور عبادت و سکنا میں حاصل ہے
 اور اس میں کسی محقق اور متاثر کو راہ نہیں ہے۔ یہ انھیں نفسی و اخلاقی امور و سکنا پر
 منحصر ہے۔ جو فناء و بقا اور اہمیت خاصہ کے درجے تک پہنچنے سے وابستہ ہے۔ جو انھیں
 محقق اور متاثر کا محتاج ہے۔ وہ ہمیشہ نہیں ہوتا۔ انھیں کا وہ اسی طور پر حاصل ہونا جو مرتبہ
 حق یقین میں ہے۔ اس میں بے محقق ہونا ضروری ہے۔

پس اولیاء اللہ جو کہ حق میں خدا کے لئے کرتے ہیں۔ اپنے نفس کے لئے۔ کیونکہ
 ان کے لئے خدا پر قرآن ہو چکے ہیں۔ ان کے انھیں کے خاص ہونے میں غیب کا بھی کتا

خود ہی نہیں ہے۔ ان کی نیت کلائی اللہ اور بقا اللہ سے درست ہو چکی ہے مثلاً کرنی شخص جو اپنے نفس میں گرفتار ہے وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے نفس کے لئے کرتا ہے خواہ نیت کرے یا نہ کرے اور جب نفس کی قید دور ہو کر خدا نے تمنا کی قید مائل ہو جائے۔ تو اس صورت میں وہ جو کچھ کرتا خدا اسکے لئے کرے گا۔ خواہ نیت کرے یا نہ کرے۔ نیت یعنی ارادہ اس کا ہے یعنی میں اس کی حاجت نہیں ہے۔ ذوق بفضل اللہ یوسف من یشاء ذوالفضل العظیم

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے اور اللہ جسے فضل دے دے۔

دوامی اخلاص من لا یفلس نفع نام ہے اور وہ جس کو دوام حاصل نہیں ہے اور ابھی اخلاص کا کسب کرتا ہے غلبہ کبھم ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے اور طریق صوفیہ سے ہم عمل میں جو نفع حاصل ہو سکے۔ وہ یہ ہے کہ طوطا کا یہ ہے کہ ایسی ہیبت اور حال کے وہ اکوٹھ میں بڑی آسانی حاصل ہو جائے اور جس شیطان اور نفس کی طرف سے واقع ہو چکی ہے۔ دور ہو جائے جع

ہیں کہ دولت است کنوں تا کراد بند

ترجمہ م بڑی مدد ہے یہ دولت ملے اب دیکھئے کس کا

والسلام و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

مکتوب

کئی طرح خطوں کے ذور کرتے اور دوسروں کے کوفہ کرنے اور اس کے مناسب بیان میں سیادت پناہ سید محمود کی طرف لکھا ہے۔

وقت طاعت ہمیشہ کے ملائی جناب پاک کی گرفتاری سے شرف فرمائے کیونکہ اسلی خلاصی اور حقیقی نجات ہی گرفتاری میں ہے۔ خطرات کا دور ہو گا اور دوسروں کو نفع ہو گا اور خرابی کا دور ہر قسم کے طریقہ میں ہو سکے طور پر حاصل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس بزرگ خدا کے بعض مشائخ نے خطرات کے نفع کرنے کے لئے فکر کیا ہے۔ تو ان تمام چاروں میں اپنے ہاتھوں کو خطرات کے آنے سے محفوظ رکھا ہے۔

مصرعہ خواجہ احمد دہس سرہ لے اس مقام میں فرمایا ہے کہ خطرات کے دفع کرنے سے وہ خطرات صراحت میں جو وہ ام خطرات کے دفع میں۔ ذکر مطلق طور پر خطرات کا دفع کرنا۔ اور اس مسئلہ کے تفصیل میں سے ایک درویش اس مضمون کے موافق قائم کیے دیکھئے

تجدید کر اپنے رہنمائی کی خدمت کو تاکہ ہر ایک مال اس طرح بیان کرے کہ خطرات حل سے
اس طرح دور ہو جاسکے جس کو اگر ایسا نہیں صاحب مال کو ضرورت نوح علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہر
دیہات کو بھی ہرگز اس کمال میں نظر نہ لے پائے۔ یعنی اس بات کے کہ وہ اس کے دفع
میں کسی قسم کی غفلت کرے۔ کیونکہ جو اور تکلف سے ہے وہ وقت تک نہ دوسرے۔ ہمیشہ
کے نہیں رہتا۔ بلکہ اگر خطرات کے لئے میں کئی سال تک تکلف کرے تو میں دیر دیر رہا نہیں
کا ستر کرنا بناوٹ اور تکلف سے نبرد تیار ہے اور تکلف کو بناوٹ و ترتیب طریقت میں ہے۔
اور حقیقت یہ ہے کہ بناوٹ اور تکلف سے غلطی ہو۔ یا کوئی طریقہ توں ہے اور یا وہ غلط
حقیقت میں ہے۔

پس ثابت ہوا کہ عشر وادار میں سے تکلف کے ساتھ خطرات کے روکنے میں
جو وقت ہرگز نہ ہو۔ سبب کی طرف دوا تو جو کمال کمال ہے۔ کیونکہ تکلف مرتبہ
طریقت میں ہے اور طریقت میں دوام تو جو تصور نہیں ہے۔ اور مرتبہ حقیقت میں دوام تو جو
میں جو ہے کہ اس مقام میں حکمت کی مجال نہیں ہے۔

پس مرتبہ تکلف میں خطرات کا آنا بیشک دوام تو جو کمال مانع ہے۔ اور دل کی تمام
نگاہی جو اس سلسلہ علیہ کے بندوں کو حاصل ہوئی ہے وہ کچھ اور ہے۔ اور دوام تو جو جو کمال
کرتے ہیں وہ ماورائے شمس سے ماورائے ہر تہایت مرتبہ حوالہ ہے۔

حضرت حاجی عبدالخالق مجدد دافی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ارادہ اشت
کے لئے پذیراقت دوم ہے۔ یعنی اور مرتبہ کوئی نہیں۔

اس قسم کے احوال ظاہر کرنے سے متفقہ یہ ہے کہ اس طریقہ علیہ کے طالبوں کو محبت
اور شوق پیدا ہو۔ اگرچہ ملکوں کا انکار ہی زیادہ ہو گا۔ لیکن یہ کیشناؤ یحکمیٰ ہی یہ کیشناؤ
بہت کو گراؤ کرتا ہے اور بہت کو دایرہ دیکھ ہے۔

ہر کافرانہ فساد	ہر کافرانہ فساد
آہستہ آہستہ	آہستہ آہستہ
تقریباً	تقریباً
فوقانیہ	فوقانیہ

و السلام مع الاکرام

مکتوب ۶۱

شیخ کمال کمال کی صحبت کی ترغیب اور ناقص کی صحبت سے بچنے کا اس کے
مناسب بیان میں سیادہ آداب سینڈ محمود کی طرف لکھا ہے۔
حق تعالیٰ اپنے حبیب سید البشر محمد ﷺ کی طینت جو کبھی چشم سے
پاک ہیں اپنے درداد و طلب میں یا اولیٰ عطا فرمائے۔ اور ہر چیز طلب حاصل کرنے سے منع ہے
اس سے بچائے۔

آپ کا بڑا بک محبت کا شوق ہوا۔ چہ کہ طلب ہے شوق کو بے نیاحتہ کرنے والا اور
درویشی سے بھرا ہوا تھا۔ تاہم غریب بہت ہی پسند آیا۔ کیونکہ طلب میں طلب حاصل ہونے کی خبر
سب اور تصرف تک پہنچنے کا سبب ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ فیض کا راہ دہن تو طلب ہے درود دینا۔
غرض طلب ہے درود کی دولت کو بڑی محنت ہاکر جو ایک کس کے مخالف ہے اس سے بچنا چاہئے
ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی فتور نہ ہو جائے اور اس کی میں کسی قسم کی سہولت نہ ہو جائے۔ اور اس کی
محافظت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اس دولت کے حاصل ہونے کا شکر ادا کیا جاوے۔
وَلَا يَنْفَكُ شُكْرًا وَلَا يَنْفَكُ شُكْرًا اور ہمیشہ فضلے تلاش کی جناب میں اتھا اور زاری کرتے کیا
تا کہ طلب کے چہ کو بال بال نیاں کے کعبہ کی طرف سے نہ ہٹائے۔ اور اگر حقیقی طور پر اتھا اور تضرع
موصول ہو۔ تو ظاہری تضرع اور نیاز مندی کو بھی اجازت سے نہ چھوڑنا چاہئے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ شَاكِرًا
فَتَبَارَكُ اَنْ اَمْسِيْنَ اَمْسِيْنَ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ محافظت شیخ کمال کے لئے لکھا ہے۔ بعد ازاں
پہلی سب مرادیں اس بزرگ کے پیر و کوینی چاہئیں۔ اور اس کی خدمت میں درود بہت سال
کی طرح ہوتا چاہئے۔

اول فنا خانی الشیخ ہے اور یہی فنا پر فنا فی اللہ کا سید خجائی ہے۔
دس دفعہ کہ چشم تست اول مینہ و تو پر تست اول
ترجمہ ہے آنکھ تیری نہ چو تک اول ہے پیر مسیو دیر اول ہے
کیونکہ فائدہ نہ تھا و فائدہ حاصل نہ کرنا و انوں طرف کی مناسبت پر مبنی ہے۔

اول اول چو تک طالب علم کو کمال تست اور یکہ بہرین کے باعث حق تعالیٰ کی

بناب پاک کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ دونوں طرف کے درمیان ایک رخ
 ہوتا ہے۔ اور وہ شیخ ہال نہیں ہے۔ طالب سلف میں سب سے بڑھ کر
 شیخ انصاری کی طرف توجہ کی نسبت جس نے وہی بندہ سلوک سے اپنے کام کو تمام نہیں کیا۔
 شیخ کی نسبت پر توجہ کی نسبت طالب کے لئے کی نسبت توجہ تاق ہے۔ اور اس کی طرف توجہ
 کرنا مرض فطری۔ ایسے شیخ کی نسبت طالب کی بلند استعداد کو جلدی سے پہنچی میں گرا دیتی ہے۔
 شکار و مرضی جو انصاری سے وارہ کھاتا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے زیادہ کرنے میں لاشعری کرنا
 اور اپنی مرضی کے ذریعہ جو نہ کہ توجہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ اگرچہ ابتدا میں اس دور سے
 مرض میں توجہ تحقیق ہوئی لیکن حقیقت میں میں مضرت ہے۔ یہی دلیل اگر انداز کسی عادی
 طبیب کے پاس پائے۔ تو پہلے یہ طبیب کو چاہئے کہ اس دورہ کی تاثیر کو دور کرنے کا
 فکر کرے۔ اور مصلحت سے اس کا علاج کرے۔ اس تاخیر کے ذریعہ جو جانے کے بعد مرض اصلی
 کے دور کرنے کا فکر کرے۔

ان بزرگواروں کی طرق کا ماحولیت پر ہے۔ صرف کہنے سے نہ پہنچے کچھ نہیں
 ہو سکتا۔ بلکہ طبیب کی مشق پیدا ہو جاتی ہے۔
 یہ ہے کہ کچھ دنوں کے بعد وہی دورہ اگر وہ کی طرف سیرگ اتنا ہوگا کہ آپ تنہا
 تفریق نہیں۔ اور اتنے مانتے کچھ مائل کر کے جلدی وہیں چلے جائیں تو بہت ہی مناسب
 اس سے زیادہ کمنا ماقہ تحقیق ہے۔

جیسے وہوں کا جواب یہ ہے کہ جہاں توجہ نہاد حالت کا وہیں شیخ توجہ بہت
 زیادہ ہیں۔ اور اس میں ہیں جن کا وہ جو توجہ ہے۔ لیکن آپ کی استعداد ان کے طریق کے
 مناسب نہیں ہے۔ بلکہ نسبت کے بغیر مطلوب حاصل ہونا مشکل ہے۔ گئے آپ کا اختیار ہے۔
 اگر کسی کبھی اپنے احوال کی نسبت سمجھتے ہیں۔ مگر اس طرف سے بھی اس کے مناسب کچھ کھانا
 کرے تو بہت ہی مناسب ہے۔ کیونکہ انھیں اس سلسلہ میں طرح ہیئتہ حرکت میں ہوتا ہے۔ (انعام)

مکتوب ۶۲

اس بیان میں کہ وہ بندہ جو سلوک سے اول ہے وہ پہلی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ منازل
 سلوک کو باطنی قطع کرنے کا وسیع ہے۔ ان وہ بندہ جو سلوک کے بعد ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم ہے عجاہ مرزا حسام الدین احمد کی طرف لکھا ہے۔

اَلْحَقُّ بِاللّٰهِ وَنَسَاخَةُ غُلَامٍ وَاَوْلَادٍ بِالَّذِيْنَ اَخْلَفُوْا سَبَّ حُرَيْفٍ اِنَّهٗ كَانَ بَرًّا

۱۱۔ اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو

طریق و رسول الی اللہ کے وہ جزو ہیں۔ جذبہ اور ملک یا وہ سری عبارت میں تصنیف
ترکیہ۔ وہ جذبہ جو ملک سے مقدم ہے پہلی مقصود نہیں۔ اور وہ تصنیف جو ترکیہ سے اول ہے۔
اسی مطلب نہیں ہے۔ لیکن وہ جذبہ جو ملک کے تمام ہونے کے بعد ہے۔ اور وہ تصنیف جو
ترکیہ حاصل ہونے کے بعد میر فی اللہ میں ہے۔ اسی مقصود اور مطلب میں۔ سابقہ جذبہ یا تصنیف
ملوک کے دوستوں کی آسانی کے لئے ہیں کیونکہ میر ملک کے کچھ نہیں۔ روکتا اور متنازل
ملے کرنے کے بغیر مطلوب کا جمال نظر نہیں آتا۔ پہلا جذبہ۔ دوسرے جذبہ کے لئے ضرورت کی
طرح ہے۔ اور حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ متا نسبت نہیں رکھتے۔

پس بتدایں انتہا کے درج ہونے سے جو اس سلسلہ علیہ کے مشائخ کی عبارتوں میں
واقع ہے یہ مراد ہے کہ نہایت کی مسرت، بتدایں درج ہے۔ در نہایت کی حقیقت بتدایں
میں نہیں سما سکتی۔ اور نہایت کو نہایت کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔
ہیں بحث کی حقیقت اس سال میں مختصر مذکور ہے۔ جذبہ اور ملک وغیرہ کی تحقیق میں
میں لکھا ہے۔

فرض صورت سے گندہ حقیقت تک پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ حقیقت کو قبول کر
موصوفہ نہایت کرنا سراسر وہی ہے۔

حَقَّقْنَا اللّٰهَ سُبْحٰنَهُ بِالْحَقِّ يَقُوْلُ الْحَقُّ وَجَبَتْ اَعْيُنُ الصُّوْفِ وَالْبَاطِلَةُ
بِحُزْمَةِ الشَّيْطٰنِ الْخَفَا وَ اِلَيْهِ الْاَبْرَارُ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْكُمْ مِّنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنُ مَلَكًا
وَمِنْ الْيَتِيْمٰتِ اَفْضَلُهَا. حق تعالیٰ اپنے نبی صحت راہوں کی آل ابراہیم علیہم الصلوٰۃ
و السلام کی فضیلت ہم کو حقیقت حق پر نہایت قدم رکھے اور صورت باطلہ سے بچائے۔

مکتوب ۶۳

اس بیان میں کہ نبیا علیہم الصلوٰۃ و سلام دین کے اصول میں متفق ہیں۔ اور ان
بزرگواروں کا اختلاف صرف دین کے فروع میں ہے۔ اور ان بعض متفق علیہ

کلمات کے بیان میں مرد و عورت کے تباہی و سلامت کے متعلق شیعہ فقیہوں کی طرف سے ہے۔

ثَبِّتْنَا اللَّهُ وَ يَا كَلِمَةً عَلَى عِبَادِهِ يَا بَايَكُمُ الْكَرَامِ عَلَى أَفْضَلِهِمْ إِنْصَالَةً
وَعَلَى تَوَاقُفِهِمْ مُتَابَعَةً تَقْلُوبَةً وَتَقْلَامَةً. اللہ تعالیٰ ہم کو وہ آپ کو وہ آپ کے بزرگ
بائے اہل اہل کے یہ ہے کہ اس قدر ثابت قدم کے۔ ان میں سے افضل پر مبنی طور پر باقیوں
پر تباہی کی نذر سے صلوٰۃ و سلام ہو۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ان کی صلوٰۃ اور سلام اور بکات ان سب پر باہم
ان کے فضل پر انھیں جو۔ ان کی رحمتیں ہیں کیونکہ ان کے لوگوں کی فطرتیں جان کو نہایت
بہی کی سادگی حاصل ہوئی ہے اور بیش کی گرفتاری سے آزاد ہی حاصل ہوئی ہے۔ اگر وہی کا جو
شریعت نہ برتاؤ حق تعالیٰ کو غنی مخلوق ہے۔ جہاں کو اپنی ذات و صفات کی نسبت کچھ خبر نہ رہا۔
اور اس طرف کا رستہ نہ دکھاتا۔ اور کوئی شخص اس کو نہ پہچانتا۔ اور وہ خود ہی جن کے ساتھ بندہ
کو محض اپنے کرم سے ان کے نفع کے لئے مخلوق کیا ہے، ان کے بھاننے کی تعلیم دیتا۔
اور اس کی ضمانت ہی، ماضی سے بدلتی ہوئی۔ پس اس نعمت غفلت کا شکر کرنے پاں سے ادا کیا جا
اور کس کو بلاقت ہے کہ اس کا شکر ادا کر سکے۔ اللہ کا حمد ہے جس نے ہم پر انعام کیا۔ اور ہم سلام
کی طرف ہدایت کی۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تصدیق کرنے والوں میں سے بنایا۔
یہ خبر کو اور محمل میں منتقل ہیں۔ اور ذات و صفات اور شرف و نشر۔ پیغمبروں کے کھینچنے اور فطرتوں
کے نازل ہونے اور وہی کے اور ہونے اور بیش کے لئے جنت کے، اچھا اور نفع کے
غضب کے باعث میں ان سب کی بات ایک ہی ہے۔ اور ان کا اختلاف صرف بعض
احکام میں ہے جو دین کے فروع سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں
ان کے اہم غیر پرنا سب احکام کے ساتھ وحی بھیجی ہے۔ وہ اس زمانہ کے لوگوں کو احکام غصہ
کے ساتھ تعلیم فرمائی ہے۔

احکامات میں میں نسخ اور تبدیل کا ہونا غصہ تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے۔
اور اس قسم کی مثالیں بہت سی ہیں تاہم یہی صاحب شریعت پر خیر پر خائف و تقویٰ ہیں ایک
دوسرے کے عقائد احکام نسخ اور تبدیل کے طور پر وارد ہونے ہوں۔ اور ان پر نگاہ رکھ
مشفقانہ نگاہوں سے یہ چند گاہیں ہیں۔

خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ لانا اور مخلوقات میں سے کسی کو خدا کے برابر اپنا نہ بنانا۔ یہ حکم انبیاء علیہم السلام سے ہی مخصوص ہے اور ان کے تابعین اور ان کے سوا اور لوگ اس دولت سے محروم نہیں ہو گئے۔ سورہ ہیج کے سوا کسی نے اس قسم کے کلمات کہے ہیں۔

نبوت کے مندرجہ ذیل خدا کو ایک جانتے ہیں۔ لیکن ان کا عمل اور امر غلطی میں ہے۔ یا تو ان کے عقیدے میں یا خود کے وجہ میں احمق جانتے ہیں۔ ذکر عبادت کے استحقاق میں۔

کلمہ ۱۴۱: لا اله الا الله سے مراد جو نے خداؤں کی عبادت کی نفی کرنا اور سب کو برحق کا ثابت کرنا ہے۔ اور کلمہ ۱۴۲: سواہ ان بزرگوں سے مخصوص ہے یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور لوگوں کی طرح بشر بناتے ہیں اور عبادت کے لائق خدا ہی کو بناتے ہیں۔ اور لوگوں کو اس کی طرف جلاتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کو قبول اور اتحاد سے پاک بتلاتے ہیں اور انکارین نبوت ایسے نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے سردار نہانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ میں خدا کو حائل کیا ہوا ثابت کرتے ہیں۔ اور عبادت کے حق و سبب سے اور خدا کا نام لینے اور پڑھنے سے احتراز نہیں کرتے۔ اس واسطے بندگی سے پاؤں نہ نکال کر کسی قسم کی بغیضوں اور بد علیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اور باجست کا رستہ ان کی طرف کھینچا ہے۔ اور گمان کرتے ہیں کہ اللہ کسی چیز سے منور نہیں۔ اور یہ کہتے ہیں بہتر جانتے ہیں۔ اور جو کچھ کرتے ہیں سب کچھ سمجھتے ہیں پس یہ لوگ خود بھی گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ پس ان کے لئے اور ان کے تابعین اور ان کے لئے اور ان کی تعلیم کرنے والوں پر ہلاکت ہے۔

اور وہ سرا کہ جس میں انبیاء علیہم السلام باہم متفق ہیں۔ اور ان کے منکر اس دولت سے بے نصیب ہیں۔ یہ ہے کہ یہ بزرگوار فرشتوں کے نازل ہونے کے بعد مضموم مطلق ہیں اور کسی قسم کا تعلق اور آلودگی نہیں رکھتے، قائل ہیں۔ اور وحی کے امین اور کلام ربانی کے کھاتے والے اسی کو جانتے ہیں۔ پس یہ بزرگوار جو کچھ کہتے ہیں خدا کی طرف سے کہتے ہیں۔ اور جو کچھ چاہتے ہیں خدا کی طرف سے چاہتے ہیں۔ اور ان کے اجتہاد ہی احکام بھی وحی سے منہ ہیں۔ اگر با لقرض کسی قسم کی لغزش واقع ہو جاتی تھی۔ تو حق تعالیٰ فوراً اس کا تدارک وحی قلم سے فرمادیتا تھا۔ اور مگردوں کے رئیس جو انہیں تہمت کے مدعی ہیں جو کچھ

کہتے ہیں اپنی طرف سے کہتے ہیں اور انہیں تے خیال ہے اسی کو بستر جنتے ہیں پس انصاف سے کام لینا چاہئے کہ جو شخص بوقوفی سے اپنے آپ کو خدا بنا لے اور عبادت کا حق جانے اور اس خیال سے بہت ناگوار عمل اس سے سرزد ہوں۔ تو اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہے اور اس کی تابعداری پر کیا مہم ہے ع

سائے کہ مکہ مست از ہما رش پیدت

ترجمہ ۲ ہوتا ہے حال یہ یا یہی ہمارا ہوئے

اس قسم کی باتوں کا ظاہر کرنا زیادہ تشریح کے لئے ہے ورنہ حق باطل سے جدا ہے۔ اور نو ماہ میرے سے ظاہر ہے جَاءَ الْمُقَرَّبُونَ وَذَقُوا طَعْمَ الْبَاطِلِ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا ۝ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا عَلٰی مَا بَقِيَہٗ هٰذَا وَلَا اَصْحَابِیْرِ عَلَیہِ الْعُسْکُوْرُ ۝ وَالْاٰخِرَ اَکْثَرُ لَا فَاِیْسُرَ لَیَاذِقُوْہُمْ کُوْمًا وَّ اٰثَرًا فِیْ بَرَزُوْمُوْنَ کِی تَاہِبُ اِیْ نَبَاتٍ قَدَمُ رُکُ ۝

یقیناً متصور یہ ہے کہ سیادت پناہ میاں پیر کمال کو آپ خوب جانتے ہیں کچھ حاجت نہیں کہ اس بارہ میں کچھ لکھا جاوے۔ لیکن اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ فقیر کو کچھ ضرورت ہے ان کی ملاقات حاصل ہے۔ خدمت سے آپ کی قدر نبوی کا شوق رکھتے تھے لیکن ضعف لاحق ہونے سے کچھ مدت فرس پر پڑے تھے۔ اب صحت ہونے کے بعد آپ کی خدمت عالی کی طرف توجہ رہنے ہیں۔ اور آپ کی عنایت کے امیدوار ہیں ۝

مکتوب

جسمانی اور روحانی لذت اور درد کے بیان میں صاحب فی ربیع اور معیتوں کو بقا کرنے کی ترغیب اور اس کے مناسب بیان میں سیادت و شرف پناہ شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔

سَلَامٌ عَلَیْہِمْ اِنَّہٗ سُبْحَانَہٗ وَ عَآلَیْہِمْ اَکْبَرُ ۝ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ لَدَا رِیْبٍ بِمَجْدِہٖ سُبْحَانَہٗ اَللّٰہُمَّ عَلَیْہِ وَعَآلِیْہِ اَلِیَا الْعُسْکُوْرَاتُ وَالْقَتْلَامَاتُ ۝ قِیِّ تَعَالٰی حَضْرَتِہٖ سُبْحَانَہٗ اَللّٰہُمَّ اَعْلٰی اَلدِّیْنِ اَلْمُسْلِمِ اَلْمُسْلِمِ اَلْمُسْلِمِ اَلْمُسْلِمِ اَلْمُسْلِمِ ۝

دنیا کی لذت اور الم و قسم ہے۔ جسمانی اور روحانی جس چیز میں جسم کی لذت ہے اس میں روح کا کچھ ہے۔ اور جس چیز میں جسم کو کچھ پہنچے اس میں روح کی لذت ہے ۝

پس من اور ہر ایک دستہ کی خدمت میں۔ اور اس بیان میں کہ۔ روح جسم کے مقام پر
اثر ہوا ہے اور ہر اور جسمانی میں گزرتا رہتا ہے۔ روح جسم میں ہر کہ منکر پیدا کیا ہوا ہے۔ اور
اس کی لذت سے اس کو لذت اور اس کے رنج سے اس کو رنج ہے۔ یہ مرتبہ عوام کا خام کل ہے
نصف مرقہ ذلہ اسفل سا خلائق پر ہم اس کو ابو جہار کے، اکثر سے کہ غرق کے ہے میں
اوشالائے، اس کی شان میں صادق ہے۔ اگر روح اس رفتاری سے غلامش ہو۔ اور اپنے میں
وطن کی طرف رجوع و کرے تو ہزار ہزار نفس ہے

پائے خداداد سستے توفی	اشت محروم از مقام محرمی
گزشتہ روز باز مسکین تریں سفر	نیمت از شے یکس محروم
ترجمہ سب کے پیچھے تیرا ہوا	اس لئے محروم حرم سے ہوا
گزشتہ اس سفر سے یہ گدا	بے چارے کے حال پر دوا حرم

روح کی بیماری کے باعث ہے کہ اپنے رنج کو لذت اور لذت کو رنج معلوم کرتا ہے۔ جیسے کہ
صغریٰ کی زبان والا شخص بیماری کے باعث شیرینی کو کڑا، معلوم کرتا ہے
پس ممکنہ میں پلانہم ہے کہ اس مرض کے دور کرنے کا فکر کریں تاکہ جسمانی رنج و تعب
میں خوش و غم زندگی بسر کریں

از ہر شے عشق و عشق یافتن	صد ہزاراں جان بیاید بافتن
ترجمہ صد ہزاراں جان جو کمون ہیں	جادوئی پیش و عشرت تب سے

اور بعض بھی شرح غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا میں درد اور مار و مصیبت نہ ہوتے
تو جو کے برابر اس کی قدر نہ ہوتی۔ اس کی غفلتوں کو و قناعت اور جاننے کو دور کر دیتے ہیں جانوں
کی تلافی وارہ سے فتح کی طرح نافع ہے جس سے مرض کو دور کرتے ہیں

فقیر کو تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ کئی آدمیوں میں جو کھانا چکاتے ہیں۔ اور خاص نیت
نہیں کر سکتے۔ اور بعض لوگ اس کھانے کی نیت کدہ شکایت کرتے ہیں۔ اور طعام اور صاحب
طعام کا حیب اور نقصان ظاہر کرتے ہیں۔ اور صاحب طعام کو اس بات سے دل کی شکستگی حاصل
ہو جاتی ہے۔ اور صاحب طعام کی یہ شکستگی اس غفلت کو جو خاص نیت کے دھرنے سے
کھانے میں آگئی تھی دور کر دیتی ہے اور مرض قبول میں آتی ہے۔ اگر وہ لوگ شکایت
دکرتے اور صاحب طعام کو دل شکستہ دیتا۔ تو طعام سراسر غفلت اور کدہ درت ہو جاتا۔

اور اس حدیث میں قیامت کو متنازع ہوتا ہے

پس کام کا رد ایکسٹنسی اور آوری پر ہے۔ اور جو اس سے پہلے ہوئے پیش آ رہا ہے
 طالبوں کو یکساں شکل ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ وَلَا الْأَنْفُسَ إِلَّا لِيُعْبَدُونِي فَسَالِحٌ سَبِيحٌ
 اور جہالت سے تقصیر و غمزدگی ہے۔ پس انسان اور نفس کے لئے ہیں اور وہ ان کے لئے ہیں
 کرنے سے تقصیر و غمزدگی خاری ہے۔ کیونکہ دنیا ان کے لئے قید خانہ ہے۔ قید خانہ میں پیش آ رہا
 کا وجود ناقص ہے۔ پس آدمی کو کشت کشی اور اس پر جو کے اٹھانے سے کوئی
 چارہ نہیں۔ حق تعالیٰ آپ کے جہاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طویل ہم پیشیا توں کو ان
 استقامت ملنا فرما ہے

مکتوب ۶

اسلام کے ضعف اور مسلمانوں کی خواری پافوس کو سننے اور اسلام کو تقویت دینے
 اور احکام جاری کرنے کی ترغیب دینے میں خزانہ انہم کی طرف تھا ہے۔
 حق تعالیٰ آپ کو احکام اسلام کے لئے کہنے میں اسلام کے دشمنوں پر ہوا اور ہر
 دوسرے۔ مغللوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلَا سَلَامٌ بَدَا غَيْرِ قِيَامِ
 وَتَقْوَىٰ كَمَا بَدَا قَطُّوْنَ بِالْغُرَبَاءِ عِنِّي اِسْلَامٌ غَرِيبٌ ہر ہر ہوا اور غریب
 غریب ہو یا دیگا پس فریوں کے لئے نہ شجری ہے۔ اسلام کی طریقت جہاں تک پہنچانی ہے
 کہ کفار و کلمہ کلام اسلام پس اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ہر کوچہ و باناس میں مذہب کو
 کفر کے احکام جاری کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں۔ اور مسلمان اسلام کے احکام
 جاری کرنے سے روکے ہوئے ہیں۔ اور شرائع کے بیا کرنے میں مذہب اور مسلمان ہیں
 پر ہی ہفتہ ندر و دیو در کشیدہ و ناز

بگوشت قتل زحیرت کیاں چہ تو بھی است

تجربہ پہلے شیخ کو پری دینا: کو سے اس وجہش یہ نگریسے بیان ہے
 سلطان احمد و محمد۔ وہ انوں نے کہا ہے کہ اَلشُّوْخُ شَحْتُ الشَّيْفِ كَرِشِ كَوَا
 کے نیچے ہے۔ اور شرع شریف کی رونق پادشاہوں پر منحصر ہے۔ لیکن اب قضیہ یکس ہو گیا
 ہے۔ اور حاکم جیل گیا ہے۔ اُسے افسوس! صد افسوس!!

ہم اپنے نزدیک وقت میں پہلے پہلے وہاں رک کو نصیحت ہستہ ہیں۔ اور اس طرح
 حاضرہ شکست میں آپ کے سوا کسی کو بنا اور اذرا کا نہیں پانتے۔ حق تعالیٰ اپنے
 نبی اور ان کی آل علیہ السلام کی فضیلت کے دو گار اور ناصر ہو +
 حدیث میں وارد ہے کہ اَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ عَنِّي يَقَالَ اِنَّهُ يَحْسُنُ
 حَقِّمِمْ يَكُوْنِي اِيْمَانُهُ يَوْمَ لَا يَكُوْنُ بِيَوْمِ نَبِيِّكُمْ اَنْ يَكُوْنِي نَبِيًّا كَمَا بَلَّغْتُمْ
 اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ لَا يَكُوْنُ بِيَوْمِ نَبِيِّكُمْ اَنْ يَكُوْنِي نَبِيًّا كَمَا بَلَّغْتُمْ
 میں تمہیں ہے۔ اگر نہ ملے ذرا +

آج وہ دن ہے کہ قوس سے عمل کو بڑے اجر کے بدلے بڑی خوشی سے قبول
 کرتے ہیں۔ اصحاب کف سے ہجرت کے سوا کوئی عمل ظاہر نہیں ہوا جس نے امت
 اختیار پیدا کیا ہے۔ سپاہی دشمنوں کے عقب کے وقت گزرتا سا بھی ترو و کیں توڑا متنا
 رکھتا ہے۔ برخلاف دشمنوں کے امن آج ام کے وقت کے۔ یہ قولی جادو آج آپ کو ملے
 یہی جادو اکیس ہے۔ اس کیفیت بانیں اور کل میں قزیند گئیں۔ وہ اس جادو کو پنا
 قتال سے بتر گئیں۔ ہم جیسے بے دست و پا فقر اس دولت سے محروم ہیں۔

هَيِّنًا لَا زَبَابِ النَّصِيحَةِ نَفِيْمًا

وَلِيَعْلَمَ شَرِيْقُ الْمَلِكِ مِنْ مَّا يَجْتَمِعُ

ترجمہ مبارک معلوم کو اپنی شرف مبارک عاشقوں کو وہ گفت
 ۵ داویم تراخ مقصود نشان اور نہ رسیدیم شاید بری
 ترجمہ ۵ مقصود بتو یا ہم سنے اگر ہمیں ہم کو شاید تو پلے

حضرت خواجہ اسرار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شیخی کرو
 تو جان میں کسی شیخ کا کوئی مرید نہ رہے۔ لیکن میرے تعلق کچھ اور کام ہے۔ اور وہ شریعت
 کو رواج دینا اور مذہب کی تائید کرنا ہے۔ اسی واسطے بادشاہوں کی صحبت میں طایا کرتے
 ہو مانتے تعزف سے ان کو مطلع کرتے تھے۔ اور ان کے ذریعے شہریت کو رواج دیتے
 تھے۔ اتنا ہی مہر کہ جب حق تعالیٰ نے اس بزرگ خاندان کے بزرگواروں کی محبت
 کی برکت سے آپ کی بات میں تاثیر بخشی ہے۔ اور آپ کی مسلمان کی عزت مسرور کی نظر
 میں ظاہر ہے۔ تو کوشش فرمائیں۔ اور زیادہ نہ سہی تو اس قدر تو ہو کہ بل کفر کے احکام جو اس اسلام

میں شائع ہیں حدود ہر جا میں۔ اور اہل اسلام ان کے یہودیوں و عیسائیوں سے مختلف ہیں۔ اور ان کے قلعے
آپ کو جاری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر سے پہلے سلطنت میں ہیں۔ مسلمانوں کے
علیہ ان کے حکم کے ساتھ دشمنی منہم ہوتی تھی۔ اور اس سلطنت میں قادیان پر یہود و عیسائیوں سے
اگر ہے تو یہ کسی کے باعث ہے۔ یہ وہ ہے کہ یہاں یہود و عیسائیوں تک تو یہ پہنچ جائے
اور مسلمانوں پر عداوت اس سے بھی زیادہ سنگین ہو جائے۔ ۶

چہ سید برسر ایان نوشیں سے لزم

نہ پشایان پر ہوں شغل بید

تَبَيَّنَتْ لَنَا اللَّهُ وَأَيَّاكُمْ عَلَى مَا تَبَيَّنَتْ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الْعَشَقَاتُ
وَالْفَلَيْحَاتُ حق قاتلے آپ کو اور ہم کو سید المرسلین علیہ السلام کی نسبت پر
ثابت قدم کے۔ غیر کسی تعریب پر ہاں آیا تھا۔ یہ دعا اگر اپنے منہ کی نسبت آپ کو طبع
رہے۔ اور بعض غلام ہند جنوں کو نہ سمجھے۔ اور اپنی دلی محبت سے جو میں مناسبت کے سب
بے خبر نہ کرے۔ یہ حضرت صلوات اللہ علیہ اودہم نے فرمایا ہے من أحب أحواء عليائه
أشكاله يعني رو کوئی نہ ہے کسی مسلمان بھائی کو دوست نہ سمجھے۔ تو اس کو پائے کہ اس محبت کی نسبت
اس کو جلا ہے۔ وَاللَّهُ مُعَلِّمُكُمْ عَلَى إِلَهِكُمْ جَنَّةٍ مِّنَ الْجَنَّةِ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
کی راہ پر چلنے والوں پر سلام ہو +

مکتوب

مکتوبہ تشریف دینے کی تعریف میں اودہم نے بیان میں کہ یہ طریق بعینہ حساب کرام
دینی اللہ عنہم میں کا طریق کا ہے۔ اور دوسروں پر محاسب کرام کی غفلت میں
اگر چہ اولیں قرنی ہوں یا تھر مرقانی۔ خان اعظم کی طرف صادر ہوا ہے۔
أَعْلَنَ اللَّهُ وَتَلَا مَعْطَى بَادِيَةِ الَّذِينَ أَصْحَابُ اللَّهِ قَاتِلُ كَاهِنِمْ
اس کے خاص بندوں پر سلام ہے +

حضرات خواجگان ائمہ شیعہ یہ اقدس سورتہ کا طریق اللہ جل جلالہ در بدایت پختی
ہے حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس کو بتا دیا میں نے اس کو دیکھا ہے۔ اور
یہ سب کرام و شہنشاہان عظیم ہیں کو طریق ہے۔ کہ یہ نیکو و زکا اور مخلص

سلطان علیہ السلام کی پہلی ہی صحبت میں کچھ میل کریتے تھے کہ انت کے اولاد کا نہایت
 المناہت میں ہی اس حال سے تھوڑا سا حصہ جنگل حاصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ
 رضی اللہ عنہ کا قتل وحشی جو ابتدا سے ہمد میں ایک ہی مرتبہ سیدہ زینب و زینب علیہا السلام
 علیہ السلام کی صحبت سے شرف ہوا۔ اولیٰ قمری سے جو خاندانِ نبیین میں افضل ہیں
 جو پھر وحشی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں حاصل ہوا۔ اولیٰ قمری
 کو وہ خصوصیت منتکام میں تیسرے جہلی۔ اسی سے سب انہوں میں بہترین و سہا ہے
 کہ ہے۔ اور شہد کے نہ نہ نہ دوسروں کو کچھ نہ دیا۔ اور درجہ کے ہمد کی طرف
 اشارہ کیا۔

ایک شخص نے عبد اللہ بن جبار کو کس سر سے پوچھا کہ معاویہ کا فعل
 ہے یا عمرو بن عبد العزیز تو اس نے جواب دیا کہ وہ بخاریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ٹانگوں میں داخل ہوا۔ اور عیسیٰ بن عبد العزیز سے
 کئی درجے بہتر ہے۔

پس ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب ہے۔ اس طرح میری زیادتی
 دوسرے طریقوں پر مبنی ہے جیسے زمانہ ہجری کی نیابتی آدموں کے زمانہ پر جن لوگوں کو
 کمال افضل سے ابتدا ہی میں اس کے انجمن و انتہا سے شرف فرائض۔ ان کے سوا دوسروں
 کو ان کے کمالات کی حقیقت پر اطلاع پانا مشکل ہے۔ ان کا نہایت دوسروں کے نہایت
 سے بڑھ کر ہے ع

قیاس کن ذکریستان من بار مرا

میری بار کو کرے قیاس بستان

ساجے کہ کہ مست زہدش پیدا

ہوئے حال بیابانی بار مرا

ترجمہ ۱

ع

ترجمہ ۲

ذَٰلِكَ فَعَلَّ اللَّهُ لِيُذِيقَنِي يَوْمَ يَقَٰهُمُ اللَّهُ ذُؤَالْفُضُلِ الْعَظِيمِ ۝

کہ افضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے افضل والا ہے۔

مترجمہ خودم نقشہ خدا قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم فضل ہیں +
 جَعَلْنَا اللَّهُ وَآيَاكُمْ مِنْ شَيْءٍ هُوَ لَا يَأْتِيكُمْ بِهِمْ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

يُخْرِجُهُ مِنَ الْقَبْرِ نَبِيًّا مِّنْهُ وَيَعْلَمُ لَهُ مِنَ الْقُلُوبِ وَفَعَّلَهَا وَمِنْ الشَّيْءَاتِ
 أَنْفَعَهَا قُلُوبًا لِّسَانِي فِي شَيْءٍ سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَوْعَدَ لِي خَيْرًا وَأَمَّا أَنْتَ فَكُنْ بِكَ
 كَمَا تَحِبُّ وَأَمَّا بَعْدُ فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

مکتوب

ایک محتاج کی مناش میں خلیفہ خاندان کی طرف لکھا ہے :-
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا هَرَاوِيلَ بْنَ دَاوُدَ وَتَحِيَّاتُكَ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ
 قُرْبَانِی اے سرکار آپ کو ظاہر و باطن میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری
 پر ثابت قدم رکھئے وہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے تین کساہ
 و نہ دہری آدموں نے بنے انھیں اس بات پر تانا دیا کہ آپ کو تکلیف دینا
 اول تکلیف کے گمان کو دفع کرنے بلکہ دوستی اور انعام کے حاصل ہونے کا ظاہر ہے
 اور دوسرا ہم ایک محتاج کی حاجت کی طرف اشارہ ہے جو بزرگی اور برتری سے راستہ
 اور معرفت و شہادہ سے پرستہ۔ نسب کے لحاظ سے کریم ہے اور حسب کی زور و شرف
 میرے عندہ ہم حق بات کے ظاہر کرنے میں ایک قسم کی کجی ہے۔ اگرچہ شدت
 ضعف کے لحاظ سے متعادل ہوتی ہے۔ وہ شخص بڑا ہی معادستہ منہ ہے جو اس معنی کو
 شکل طہری جانتا اور حل میں مزید کہے
 احمل کاغیر و قبل امکان کی صفت کے لازم سے ہے۔ وہ لوگ جو تیرے ملکین
 کسی پہنچ گئے ہیں تمہیں سے خلاص ہو گئے ہیں۔ یہاں وہ کسی بھی صفات ہذا میں مشغول ہے
 وہ کسی صفات حال کا حکم کسی قبض ہے کسی ضبط ہے اور ہر موسم کے احکام جاری ہیں۔
 کل نیا اور سال ہے آج کچھ اور۔ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ أَصْبَحَتْ مِنَ الْقِيَامِ الرَّحْمَنِ
 بِكَافَّةٍ كَيْفَ يَشَاءُ مَنْ كَادِلُهَا لِدَعَائِهِمْ كَمَا دَرِيَانِ ہے جس طرح چاہتا ہے
 اس کو شایا ہے۔ والسلام

مکتوب ۶۸

اس مایاویں کی تواریخ دو قسموں سے بھی ہے اور مستفادہ لاپرواہی فقرہ لکھ گیا ہے۔ اور اس کے مناسب بیان میں خان خاناں کی طرف متوجہ ہے۔

تکلف و ترقی ماضیہ اذیۃ تعالیٰ بشر ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ہے +

میرے تہذیب و تمدن

من انچہ مشہور بلانہ سب توں سیکویم توں اور انچہ سب دے خواہ من
جو حق نے کاسے کتا ہیں توں کولہ یہ غرض حق
فیعت لہنہ ان باتوں سے توں کو اطلال آئے

تو اس وقت وہ آئندہ اس مسئلہ کو چھوڑ دے اور استغناء اختیار کرے۔ کیونکہ سادہ سادہ زندگی کے ساتھ رہنا آسان ہے۔ آپ کے تینوں خطوں میں استغناء کے سو فیصد مفہوم نہ پایا۔ اگرچہ آپ نے مقدمہ تو واضح تھا۔ مثلاً اگر کسی کے ہاتھ میں کماتھو کہ وہ صلوة کے بعد وضو کرے۔ اس عبارت کو بھی طبع معلوم کریں کہ کہاں غلطی پایا ہے۔ اس میں قطعاً شک نہیں کہ آپ نے فقہ کی بہت بہت خدمت کی ہے۔ لیکن داعی امت کا مد نظر گھٹنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ خدمت کا ثمرہ حاصل ہو۔ وہ بد مذہب و خبیثہ و انحراف اور بد بیگانہ تکلیف ہے۔ اس پر حضرت جعفر علیہ السلام کی نصیحت کے متعلق لوگ تکلیف سے بھی ہیں۔ لیکن حکایتوں کے ساتھ قیصرانہ خدمت ہے +

کسی شخص نے حضرت عوایدہ نقشبند قدس سرہ کو کہا کہ تجھے بکتر ہے آپ
نے فرمایا کہ میرا بکتر خدا کی جانب سے ہے تاکہ لوگ اس گروہ کو فیل و غور و دیکھیں
اَشْعَثُ مَذْفُوعٍ بِالْأَبَابِ كَوَافَّةً عَلَى اللَّهِ لَا جَزَاءَ لَهُتَ سے یہی ہے کہ مال
درویش میں جن کو لوگ دروازہ پر دروازہ دیتے ہیں لیکن اگر وہ مال پر تم کھائیں تو اللہ کو
خوار کرے) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۵

انگلیش و لغت غم دل تیریم
 کہل زد و فونی نہ سخن بیا را
 تر بر ۵ غم دل اس لئے عورت اکا ہے تجو حواس دہر
 کہ تزد و نہ ہو جائے بہت سن میں کے دل تیرا

بچے، اہل مفہوم، دھڑیہ دوستوں کو لازم ہے کہ حقیقت حال کو مد نظر رکھیں۔ جو قیہ

آپ کی خدمت میں عرض کریں اہل و اقربا کی کریں۔ اور ہوشیار رہیں اس میں آپ کی صلاح
کو منظور رکھیں ذہنی مصائب کو کہ یہ خیانت ٹھہرتی ہے۔ اس سفر کے نشیما: باب میں سے
آپ کبھی بھٹتے تھے۔ مگر اب باب میں آپ کے غموں اور غلغلوں نے نہ چھوڑا۔ اور
اس طرف سے کسی قسم کی کوتاہی نہ لیں۔ اگرچہ اس قسم کی باتیں تلخ سلوم ہوتی ہیں۔ لیکن آپ
کے خوشامد کو بہت ہیں۔ ہنسی پر کفایت کریں۔ غم کی بہت سے قصہ دہی ہے کہ پوشیدہ
میسوں پر اطلاع ہو جائے۔ پوشیدہ برے فعل کا ہر جو جانیں۔ لیکن جان لیں کہ اس قسم
کی باتوں کا ظاہر کرنا آپ کو آنا۔ و تکلیف دینے کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ غریبوں کی
محبت کے باعث ہے۔ اس بات کو یقین سے تصور کریں۔ خواجہ محمد صدیق اگر
ایک روز پہنچتا تو امید تھی کہ قیصر ہر حال اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں نہ بھجوا۔ لیکن سر
کے راہ ہی میں ملاقات ہو گئی۔ اس لئے منہ رو مسافر فرمائیے۔ الخیر و فیہ استغفر اللہ
بستری بند چاند تھلے کو ہے ♦

مکتوب ۴۹

تواضع کے بیان میں جو دونوں جنہوں کی عزت کا باعث ہے۔ اور اس بیان میں
کہ نجات و توفیقنا جلیل سنت و جماعت کی تابعداری پر وابستہ ہے۔

اَتَّخِذُ لِلّٰهِ وَالْعَالَمِ نَا وَاَتَسَلِّطُ لِمَنْ يُّوَلِّى الْاَمْرَ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ نَارًا
جو مولانا محمد صدیق کے ہوا۔ یہاں تا پہنچا۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی۔ خدا تبارک نے آپ کے
باری طرف سے بڑے فیض۔ جب آپ نے فقرائے آداب کو مد نظر رکھا ہے۔ اور تواضع
سے گفتگو کی ہے۔ امید ہے کہ حق تعالیٰ تواضع دینے والے اللہ کے موافق یہ تواضع دینی اور
دنیاوی ملے گی اور عزت کا موجب ہو جائیگی بلکہ ہو گئی ہے۔ آپ کو مبارک اور شہادت ہو۔
جب آپ انما بہت اور رجوع کے الفاظ درمیان لے گئے ہیں۔ یہاں تصور فرمائیں کہ یہ انما بہت
در ویشوں میں سے کسی در ویش کے اتم پر واقع ہوئی ہے۔ اس کے فائدہ میں اور نتیجوں کے
امیدوار رہیں۔ لیکن چاہئے کہ اس کے حقوق کو پورے طور پر سمجھ لیں ♦

یہ قیصر مہتیں اور مہتیں کیا کہیں اور علوم و معارف کیا ظاہر کرے۔ کیونکہ علمائے
مہتیں اور مہتیں مہتیں نے اس امر کی تفسیل اور تفسیح میں کوتاہی نہیں کی۔ اور بعض یار

اس بے سرو سامان کے سودوں کو بھی آپ کی دست میں آگئے ہیں۔ امید ہے کہ نقدِ قریب سے لڑنے پر ہونے کا طریقِ نجات کا طریقِ نجات و احوال اور اصول و فروع میں فرق نا جیہ
اب نسبت و جماعت کی تباہی ہے۔ نئے نئے تعلقات بن کر زیادہ کرے۔ اور اس کے
سوا جتنے فرقے ہیں سب ان کے مقام اور ہلک کے کنارہ پر ہیں۔ آج اس بات کو خواہ کوئی
جاننے یا نہ جانے کل قیامت کے روز ہر ایک جان لیوے اور اس کو پھینک دینگے۔ **وَلَا تَقْنَطُوا**
مِن رَّبِّكُمْ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ سَاءَ الْوَعْدُ لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عَذَابَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
بھار کرے ♦

یادت آپ سیدنا ابو اہیہہ قدیم سے اپنی ابتداء و ملامت سے نسبت دے رہا ہے اور دعا گوں کے سلسلہ میں شامل ہے۔ آپ کے کرم و بخشش پر امید ہے کہ مستی کی فراغت تک اس فقر و بیماری کی حالت میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ فراغ خاطر سے گزارہ کرے۔ اور آپ کے لئے دونوں جہان کی سلامتی کی دعا میں مشغول ہے۔ و اسلام ۴

کے

اس بیان میں کہ انسان کے لئے جس طرح اس کی باہنیت اس کے قریب یا مشدود
 ویسے ہی یہ باہنیت اس کے بُد کو بھی باعث ہے۔ اور اس کے مشابہ بیان
 میں خان خاندان کی طرف اشارہ فرمایا ہے :-

ثُمَّ قَالَ اللَّهُ نَبُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحِمَهُ اللَّهُ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ آمِينَ اللَّهُ تَعَالَى أَف كَر
شَرِيحِ مَعْطُوفِي صَلَواتِهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَيْ سِدْرِهِ بِسْتِ پَرِیائَتِ قَدَمِ كَمَلِهِ اور اللہ تعالیٰ
اِس نبی پر رحم کرے جس نے زمین کو

انسان کے لئے جس طرح کہ جس کی جامعیت اس کے قریب اور کرامت اور فضیلت کا باعث ہے۔ اسی طرح یہی جامعیت اس کے بعد اور ذلت و خواری کا موجب ہے۔ قریب کا باعث تو اس لئے ہے کہ اس کا آئینہ تمام کو کھل ہے۔ اور تمام سادہ و صفا بلکہ حقاً ذاتیہ کے میں ظہور کی قابلیت رکھتا ہے۔ حدیث قدسیہ یَعْنِي اَوْ عَنِی وَلَا سَمْعَ اَرَفَ وَلٰكِنْ لَّيْسَ عَنِی قَلْبٌ عَلَيْهِمْ فَمِنْ اَمِينٍ يَنْ مِّنْ مَا سَكَنَ بَوْنِ نَّاسَانِ مِّنْ لِّكِنْ مِّنْ

آدمی کے دل میں ماسکتا ہوں میں اسی بیان کی مضبوطی اور اس کی توجہ اور دہریہ کی
اس سے ہے کہ جان کی تمام خوبی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی اس کا حاجت ہے۔ کیونکہ سب چیزیں اس کو
درا کر ہیں۔ خلق لکھتے ہیں کہ آدمی چھوٹا ہے۔ میں میں جو کچھ سب سے تھوڑے سے ہے۔
کیا ہے؟

اس حسیہ کا عطف سب شیا میں۔ یہاں گفتم کہ اس کے بعد
گراہی کا موجب ہے۔

پایہ آفرادم است و آدمی	لشت محروم بہ تمام مری
گرد گرد و باز سکین میں سفر	نیست اندیشہ بیکس محروم
ترجمہ ہے: آفرادم ہے انسان کا	اس نے محرومی یہ۔ دیکھا
گرد گردوں سے سفر یہ گدا	ہے پیرس کے محل پر احسرا

پس تمام مخلوقات میں سے بہت ہی انسان ہی ہے اور بہتر ہی انسان ہے۔ کیونکہ مصیبت
الطافین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی سے تھے۔ اور زمین و آسمان کے
چراغ کو نے دے دیے۔ ان کا دشمن ابوسلمہ بن عبد اللہ بھی اسی سے۔ غرض جب تک کہ ان سب کی
گرفتاری سے آزار ہو گا کہ خدا کے ساتھ جو ایک جو نے سے بھی مشرور ہو گا۔ ت گرفتار ہو گا۔
نہ برہنیں۔ تب تک خرابی ہی خرابی اور وبال ہی وبال ہے۔ یکرہ۔ لا یذنب ظننا لا یؤثم
خلفہ کے سوا حق اپنی چند روزہ زندگی کا کافی صاحب شرمیت سے اللہ علیہ السلام کی تاب نہ
میں لبرک چاہئے۔ کیونکہ آخرت کے ثواب سے بچنا اور بیش کی شہوتوں سے کامیاب ہونا
اسی کا بعد اس کی سعادت پر وابستہ ہے۔ پس بڑھنے والے مالوں اور چرنے والوں چاہاؤ
کی نکتہ پر سے طور پر ادا کرنی چاہئے۔ اور اس کو مالوں اور چار پاؤں کے ساتھ تعلق نہ ہونی چاہیے
و سید بنا چاہئے۔ اور لذت لکھانوں اور نفیس کپڑوں میں نفس کا فائدہ نہ نظر رکھنا چاہئے بلکہ
کھانے پینے وغیرہ سے اس کے سوا اور کوئی نیت نہ ہونی چاہئے کہ طاعات کے ادا کرنے
پر قوت حاصل ہو۔ نفیس کپڑوں کو خلیفہ فانی نے شکستہ عند کل مستحیہ عند کل حلیہ
کے موافق نہ کو۔ بالا زینت کی نیت پر چھٹا چاہئے۔ اور کسی کو زینت کو اس میں نہ ملائے۔ اپنا
اور اگر حقیقی طور پر نیت میں نہ ہو تو اپنے آپ کو تکلف سے اس نیت پر لانا چاہئے۔ فان
لقد یکتی قلبا کئی اگر تم کو روانہ آئے تو نہ دہنے و انہ کی صورت بناو۔ اور ہمیشہ

مختلف ہو۔ خواہ درخت یا سنت اور نیکو یا بد۔ ہر قسم حقیقی انسان کی توحیدانی اور کائناتی
 اور انسانی میں داخل ہے۔
 بندہ برہنہ اور برہانی حقیقتوں سے ریاضتوں و مناجاتوں میں کو نہیں کی چک
 وہ سب کے سب انبیاء علیہم السلام اور اسرار کے حکام کے موافق تھیں ہونے میں۔ بشر
 مرد و عورت اور فرشتہ کی بنیاد سے۔ بے غیب ہیں۔
 فَصَلِّ كَذِمْنَا هِمَّةَ مَبِيدٍ لَا تَمُوتُ لَنَا وَخَلِّعْ ذُنُوبًا وَطَلِّبْ قُلُوبًا
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ جَعَلَ خَلْقًا يَنْتَهِ
 الرُّشْدَيْنِ الْمُهْتَدَيْنِ وَيَتَوَاتَرُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ بَرَسَ تَابَ بِهِ
 ہے کہ جامعہ کے جامعہ ہوا ہے کہ ہوں کے شفع ہا جسہ وہوں کے طیب ہا اسین
 حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہمت اور غفاسہ دشمنین میں ہیں
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تہمت داری وہ زمرہ ہیں۔

مکتوب

اس بیان میں کہ دینی کا دنیا کے ساتھ جمع کرنا مشکل ہے۔ پس طالبِ آخرت کے
 لئے دنیا کا ترک کرنا ضروری ہے۔ اگر حقیقی ترک نہیں ہو تو ترکِ مکی سے چاہ
 نہیں۔ اور اس کے مناسب بیان میں خواجہ جہان کی طرف لکھا ہے:-
 مَا تَقَرَّرْتُكَ إِلَّا اللَّهُ وَعَاقِبَةُ كُلِّ قَوْمٍ مَا لَمْ يَلْزَمْهُمُ الْإِسْلَامُ

ع

مَا تَقَرَّرْتُكَ إِلَّا اللَّهُ وَالْإِسْلَامُ تَوَاجُهُمْ
 دین و دنیا میں اگر ہو جائیں تو کیا خوب ہے

دین و دنیا کا جمع کرنا وہ مفہوم کا جمع کرنا ہے۔ پس طالبِ آخرت کے لئے دنیا کا ترک
 کرنا ضروری ہے۔ اور چونکہ اس وقت اس کا حقیقی ترک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ شکل ہے
 تو ناچار ترکِ مکی پر ہی قسمل کرنا چاہئے۔ اور ترکِ مکی سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی امور
 میں شریعت و روشن حکم کو موافق چلنا چاہئے۔ اللہ کے لئے پیٹھ اور رہنے سے شریعت
 خود کو نظر رکھنا چاہئے۔ اور حدوں سے تجاوز کرنا چاہئے۔ اور رہنے والے مال و
 چرنے والے چارپاؤں میں نیکو و مفروضہ و اگرنا چاہئے۔ اور بے حکم شریعت سے راستہ

نصیب ہوا۔ تو کو انسانی کالیف سے نجات حاصل ہو گئی۔ اور آخرت کے ساتھ
جمع ہو گئی۔ اور کسی کو اگر اس قسم کا رک رکھیں ہی نہیں ہو تو وہ اس کثرت سے خارج ہے۔
وہ منافق کا حکم رکھتا ہے۔ یہ تو صرف ظاہری ایمان آخر میں خاتمہ مند ہر جو بگا
نیوہ صرف دنیاوی خون اور باتوں کا بچاؤ ہے۔

من یحضرہ طهر استباحتہ سبکیم
تو خدا اور جنسہم نہ کسیہ خواہ طہا
زیر حق کہنے کا کہتا ہے تم جو شریعت
دیکھتے ہیں اس صاحب دولت کو کہ ہے جو یہ جو دوسری شایہ شک اور
نظر نادوس کے بعد باوجود اس قدر زیادہ عمدہ کھانوں اور نصیب دہنیں کپڑوں کے
پس باتوں کو قبولیت کے کانوں سے سنتا ہے۔

گشت ابارہ در گاشد بہت
شہود ما و دستل ہا
ترہ بارہ سے ہیں جاری تیکہ
ایسے نہیں سکتا آہ فاش
وَقَدْ عَلَّمَ اللَّهُ بُنْيَانَهُ قَوْلًا كَذِبًا مِّنْهُ الشَّرِيفَةُ الْمُصْطَفَوِيَّةُ وَهُوَ سَاحِبُهَا
الضَّلَاةُ وَالْإِلَاقَةُ وَالْحَقُّ قَوْلُهُ كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا
علیہ آد و سہ کی تابعداری کی توفیق دے۔

بقیہ قصود یہ ہے کہ حیاں شیخ ذکر یا جو پہلے کر دی تھی تحصیل در تھا۔
عالمہ فاضل آدمی ہے۔ شونے اعمال سے کچھ مذمت سے قید خاتمیں ہے۔ بزحالی
کی کڑوری اور گنارہ کی تکی اور مذہبی درازی سے تنگ عاجز ہو کر تیر کی طرف گھا
ہے کہ عسکری پھلانی میں ہر کام سے چھڑنے کی کوشش کریں۔ رستی زیادہ راست
نے سے مانع ہے۔ چونکہ میرے بھائی خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت
میں حاضر ہوئے تھے۔ تاہا چند کلمات کہ آپ کو تکلیف دہ گئی ہے۔ اسید ہے
کہ اس روز سے ضعیف کے بارہ میں جو خدائی سے کام لینگے کہ وہ عاجز ہی ہے

دور پڑھا ہی
والسلام ما ولا فاشا

کتاب

دنیا اور اہل دنیا کی ذمہ داری اور دنیا کے کاموں کے مکمل کرنے کی برائی اور غفلت
نہایت سے بچنے اور غفلت و احمال سے بچنے کی نصیحت اور اس کے مناسب بیان میں قلیہ اللہ بن قلیہ خدا کی
طرف سے لکھا ہے۔

حق تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن شریعت کے
سید سے راست پر چلنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

اے عزیز! دنیا آزمائش اور آفتاب کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر کو طبع طبع
کی آرائشوں سے ملبہ ہو کر رکھتا ہے۔ اور اس کی صورت کو وہی غلط و حق اور زلف
و چہرہ سے پہچان سکتا ہے۔ دیکھتے ہیں شیری اور تڑا تڑا نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت میں
مٹھوٹا ہوا اور کھینچا ہوا اور کھینچوں سے جڑا ہوا اور پانی کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اور
نراپ اور زہری کا منہ نکلتا ہے۔ اس کا باطن سراسر خراب اور ایتھ ہے۔ اور باوجود اس قدر
گندہ ہونے کے اس کا معاملہ اہل دنیا کے ساتھ اس سے بھی بدتر ہے۔ جو بیان ہو سکے
اس کا فرضیت و روز اور یاد و کار ہے۔ اس کا گرفتار و حاکم گناہوں اور مجنون ہے۔ جو
شخص اس کے ظاہر پر لیتا ہوا ہمیشہ کا گناہوں کے ساتھ آیا۔ اور میں نے اس کی شکایت
اور تردید کی پر بھی کسی شرمندگی اس کے نصیب ہوئی۔

سورہ کا حاشیہ بصیرت بتائیں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَا الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةُ إِلَّا فُتْرَتَانِ مِنَ الْفُتْرِ اِخْتِلَافًا تَحْتَ طَبَقَةٍ اِلَّا خُشْعًا دُنِيَ اَوْ خُرُ
وہ دونوں ہیں سوکن ہیں مگر ایک دوسری ہوگی تو وہ سری ماضی۔ پس میں نے دنیا کو سبھی
کیا آخرت اس سے ماضی ہو گئی۔ پس آخرت سب سے نصیب ہو گیا۔ حق تعالیٰ ہم کو
دنیا اور اہل دنیا کی رحمت سے بچائے۔

اے عزیز! کیا تو جانتا ہے کہ دنیا کیا ہے۔ دنیا وہی ہے جو تجھے حق تعالیٰ کی
طرف سے ہمارے۔ پس دن اور رات اور باد و ریاست اور ولایت اور ہر وہ کار و بار
مشتغول ہوا سب دنیا میں۔ اور وہ ملکہ آخرت میں کام کرنے والے نہیں ہیں۔

ہی میں نمل میں۔ اگر نجوم و ہندو مت و منطق و حساب غیر مفید و معلوم کا حاصل ہونا مفید ہوتا۔ تو کمال
سب اہل نجات میں سے ہوتے +

نعمت سے اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علامۃ انعم اللہ علیہم
عن عبدیہ اشتغالہ بما لا یغنیہ عنہ کافضل کلموں میں مشغول ہونا خدا تعالیٰ کی مدد دہی
کی علامت ہے +

ہر جو پیش غفلت ہو سوسے کر ظن و روی ہو دینا کستہ
ترجمہ سے سوسے منطق حق ہو کچھ کہے ہو ہندو من ہے
ظن کہنا ہی کہہ دوسے مذہب باہر لڑے

اور یہ بعض نے کہ ہے کہ علم نجوم نازک کے وقت چاہتے کے لئے دیکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ
نہیں کہ علم نجوم کے بغیر وقت پہچانے نہیں جاتے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ علم نجوم مدت و اوقات کے
پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ بہت و اچھ علم نجوم نہیں جانتے گرنہ نازک کے
اوقات کا نجوم کے جاننے والوں سے بہتر جانتے ہیں۔ اور یہ منطق و حساب غیرہ کے مسائل
کرنے کی جی میں کامل طور پر حاصل کرنا بعض علم شری میں ضروری ہے۔ یہی وجہ بیان کرتے ہیں
فہم سے سیکھوں کے ہمدان علوم کے ساتھ مشغول ہونے کا حکم و نکتہ ہو جاتا ہے۔
بشرطیکہ وہ علم شری کی معرفت اور علم کلام کی دلیلوں کی تہتہ سے اس کے حاصل کرنے
سے اور کوئی غرض و نظر نہ ہو۔ ورنہ ہرگز جائز نہیں ہے +

انصاف کرنا چاہتے کہ جب از مضایح جس کے اختیار کرنے سے ضرور واجب
فوت ہو جائیں۔ باہمت سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو پھر شک نہیں کہ علم میں مشغول ہونے
سے علم شری ضروری کا استعمال فوت ہو جاتا ہے +

لے غرضہ! حق تقاضے نے اپنی بڑی ہدایتی سے تہہ کو اہل طہ و طہائی میں تو بہر
توفیق و عطا فرمائی تھی۔ اور اس سلسلہ طیفہ بندہ تہہ قدس سرہم کے درویشوں میں سے ایک درویش
کے ساتھ پرانہ مدت دروغ کی طاقت بخشی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ نفس و شیطان کے ساتھ سے تہہ کو
اس تو بہر پر طاقت رہنا نصیب ہوا ہے یا نہیں۔ استقامت شکل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کجانی
کا نازک ہے اور دنیاوی ہر سبب سبب حاصل ہیں۔ اور وہ بھی ہر طرف کی نسبت زیادہ نازک
اور موانع سے

بر اندازن تہذیب است کہ تا عملی رہا نہ بچیں است
تہذیب نصرت ہی تہذیب ساری ہی ہے کہ تہذیب مقرر ہو چکا ہی ہے
تہذیب فرزند اخلاص ہی ہے کہ فضل بہامات سے پرہیز کی جائے۔ اور بہامات سے
مزدہد کے موافق کنایت کرنی چاہئے۔ بعد میں یہ نیت ہوئی چاہئے کہ دکانہ بند کی
اور اس کی بہت مال ہو۔ مثلاً کہ نے سے مقصود راحت کے ان کرنے کی توقع۔ اور
پوشاک سے شروع۔ اور دکانی دکانی کا دور کرتا ہے۔ باقی بہامات مزدہد میں بھی ہیں
قیاس کرو۔

تقسیم تہذیب نگاہوں قدر ہم نے اپنا عمل غنیمت پر اختیار کیا ہے۔ اور نیت
سے سچا مقصد پر ہرگز نہیں۔ اور بخدا سب غنیمتوں کے قدر مزدہد پر کفایت کرنا ہے
اگر یہ دولت تہذیب ہو۔ تو بہامات کے دانہ سے پاؤں باہر نہ نکال چاہئے۔ اور ہر کام
کے نزدیک جانا چاہئے۔ حق قضا نے اپنی کمال بخشش سے ہر بہاد کے ساتھ کمال
اور پورے طور پر لذت کو حاصل کرنا جائز فرمایا ہے۔ اور اس قسم کی غنیمتوں کا دائرہ وسیع کیا
ہے۔ ان غنیمتوں اور لذتوں سے قطع کر کے تو تماشیش اس کے بار بار ہے کہ تہذیب کا سونی
اس کے کام سے رخصتی ہو جائے۔ اور کونسا طلب اس کے برابر ہے کہ اس کا ایک اس کے
اعمال سے ناراض ہو جائے۔ جنت میں ہر لذت قضا کی مشامندی بہت سے بہتر ہے
اور وہ قضا میں اللہ قضا کی ناراضی دو نوح سے بہتر ہے۔

یہ انسان اپنے سونے کے ملک کا غلوم غلام ہے۔ اس کو تو رحمت از نہیں بنایا
کہ جو چاہے کرے۔ اس کو کچھ باز پرس نہ ہوگی۔ مگر ان چاہئے اور عقل دو رائدیش سے کام
لینا چاہئے۔ کل قیامت کے دن خداست اور فساد کے ساتھ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کام کا وقت
جو ان کا زمانہ ہے۔ جو افرودہ ہے جو اس وقت کو ضائع نہ کرے۔ اور فرصت کو غنیمت
جانے۔ ممکن ہے کہ اس کو بڑا چاہے ایک ٹہنچنے نہ دیں۔ اور اگر ٹہنچنے ہی دیں تو جمعیت کل
تہذیبی ہو اگر کامل ہوگی۔ تو ضعف اور شستی کے وقت کچھ نہ کر لیا۔ اس وقت بہت
کے اسباب مہیا ہیں۔ اور والدین کا وجود بھی ضائع قضا کے جوئے انعاموں میں سے
ہے کہ صاحب ہو اگر وہ کاغذی کے سر رہے۔ اور فرصت کا ہر کام اور قوت و استعداد کا
زمانہ ہے۔ جس قدر سے آج کے کام کو کچھ نہ ڈالنا چاہئے۔ اور اپنا اسباب کو غنیمت میں

یہ فیض مسنون ہے

اشھد انہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کَلَّاكَ الْمَسْرُوقُونَ صَوْتِ
افضل یعنی کس کے لئے نالہ ہو گئے۔ اس لئے کہ یہ یقینی کے کلاموں کو کمال پر نہیں لے سکتے
آخرت کے کلام میں شمول ہو جائیں تو بہت ہی خیانت جیسے کہ اس کا کلمہ بہت ہی بڑا ہے۔
جو ان کے وقت جب کہ وہی دشمنوں یعنی نفسِ شیطانی کا تلبیس تھا۔ اس میں جی بڑے کلمات
کے ظہور ہونے کے وقت اس سے کسی گناہ کی توبہ قبول نہیں۔ حق پادہ گری میں دشمنوں کے
غلبہ کے وقت کار گزار پاویں کا توبہ اس قدر مستحکم بنایا کہ توبہ کے دشمنوں کے شر
سے اس کی حالت میں بہت سارے توبہ دیا نہیں جوتا۔

مسفرانہ انسان کے پیدا کرنے سے جو توبہ ضروری ہے صرف کلمہ کو
اور کلمہ سے مقصود نہیں بلکہ اس سے مقصود بندگی کے ظہور کو اور کلمہ ذات و کلمہ
و عجز و استعلاء و اتعا۔ قصہ تھانے کی جناب میں گریہ زاری کرنا ہے وہ عجز و استعلاء
شرع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نامی ہے اور ان کے اور کلمہ سے مقصود بندوں کے غلبے
اور نفس میں۔ اور غلبے تھانے کی جناب میں ان میں سے کچھ عجز و استعلاء ہیں جو ان
جو کراہ کرنا چاہیں۔ اور بری فرمانبرداری سے اور کو بجا لانے اور توبہ سے بچنے کی
کوشش کرنی چاہئے۔ حق تھانے نے باوجود غنی مطلق ہونے کے بندوں کو اور توبہ
سے مسفرانہ فرمایا ہے۔ ہم متاجل کو اس نعمت کا شکر قوی طرح ادا کرنا چاہئے۔ اور توبہ کی
سماح کے بجا کلمہ نہیں کوشش کرنی چاہئے۔

مسفرانہ! تجھے معلوم ہے کہ اگر توبہ داروں میں سے کوئی شخص جو ظاہری جاہ و
شہرت کا تھانہ ہو۔ اپنے تحت متعلقین کے کسی کو خدمت سے مسفرانہ فرمائے۔ یا اگر
اس خدمت میں حکم لینے والے کا بھی نفع ہے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ شخص اس کے حکم کو کس قدر
عزیز جانتا ہے۔ اور اس کو سلام ہے کہ ایک بندہ قدوس نے یہ خدمت فرمائی ہے
بہت ساریوں کے ساتھ بجا دینی چاہئے۔ تو پھر کیا بنا پڑی کہ جسے تھانے کی خدمت اس شخص
کی خدمت سے کم نظر آتی ہے کہ تھانے کے احکام بجا دینے میں کوشش نہیں کی جاتی
شرم کرنی چاہئے۔ خواہ غرور کوش سے اپنے آپ کو یہ دیکھ کر ناچار ہوئے۔ تھانے کے حکم
کو بجا نہ لانا وہاں سے خط نہیں۔ یا شرعی اعتباروں کو بھول جانا ہے تو یقین نہیں کرتا۔

یا جسے خالی کی شکل میں شائع کیا۔ اس کی نسبت بہت حیرت انگیزی ہے اس کی برائی
جو کہ اس میں سلام کرنی چاہئے۔

اسے فرزند امیر شمس کا جھوٹا گیسو قرار دیا گیا ہے۔ وہ لڑکے کے دشمن قلب
پر لڑائی قوم پر چھا پائی گئی۔ تو اس قوم کے عقائد اپنی حفاظت کے واسطے ہر جا پہنچے۔
اور اس شخصیت کے ذمہ کرنے کا ذکر کیا گیا۔ حالانکہ اس کو سلام ہے کہ وہ گھر جہنم سے تہ
ہے۔ لیکن گتھیں کہ خطہ کے گھبراہٹ کے وقت ملکوں کے نزدیک ہرگز لازم ہے۔
تو یہ صوابی طریقہ اعتقاد و اسلام نے نہ بنایا ہے کہ اس قدر عزت کے ساتھ
بجاء کیا ہے۔ لیکن اگر انہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ہوتا۔ تو اس کے دماغ کرنے کا ذکر کیا۔ حالانکہ
اس کے ذمہ کرنے کا علاج بھی غیر صوابی ہے۔ اس کا طریقہ اور اسلام نے بتا دیا ہے۔ پس کیا
ایمان ہے کہ غیر صوابی ہے۔ اس کا طریقہ اور اسلام کی خبر اس جھوٹے کی خبر احتیاجی، اعتبار نہیں کرتی۔
صرف ظاہری سلام نہ نجات نہیں دیتا۔ یقین حاصل کرنا چاہئے۔ یقین کیا کہ یقین نہیں ہے۔
بلکہ ہم بھی نہیں ہے۔ کیونکہ عقائد خطہ کے وقت وہ ہم کو بھی اعتبار کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی
حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **وَاللّٰهُ يُصَوِّرُ مَا يَشَاءُ** اور دیکھنا وہ ہے جو تم
عمل کرتے ہو۔

باوجود اس امر کے کہ بڑے بڑے اہل علم مرزدہ ہوتے ہیں۔ اگر باغیہ کو کوئی غیر شخص
ان ملکوں سے خبردار ہے تو ہرگز برافض اس کی نظر نہ کر سکتے۔
پس ان کا حال دو حالت سے خالی نہیں یا حق تعالیٰ کی خبر یقین نہیں کرتے۔ یا
حق تعالیٰ کے واقف ہونے کا اعتبار نہیں کرتے۔ تو وہ ہی بتا دیا ہے کہ اس قسم کے اہل
ایمان سے ہیں یا کفر سے۔ پس اس فرزند پر لازم ہے کہ زہر نہ پان لے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **خَيْرُ دَوَائِهَا مَا تَكْفِي قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**
اور اللہ یعنی اللہ اللہ اللہ کے کہنے سے اپنے ایمان کو تازہ کر دے۔ اور عقائد خالی کی مانند
باتوں سے زہر نہ خالص تو بہ کریں۔ جن کاہوں سے منع فرمایا ہے اور ان کو طام بتا دیا ہے۔
پس جو حق تعالیٰ کو جانتے سے ان کریں۔ اور اگر تہجد کے لئے رات کا ہاگنا مال ہو جائے
تو نہ سہ سہاوت اور مال کی زکوٰۃ اور اگر انہیں اور کابین اسلام میں سے ہے۔ اس کو بھی مرزدہ
اور ان کے اور اس کے اور ان کے گناہان طریقہ ہے کہ اپنے اہل سے جس قدر فقر و فاقہ ہے

سال کے ایک چھ ماہ کریں اور نہ کہ ایک ہی نیت پر نگاہ رکھ کر تمام سال میں کوہ کے احکام میں
نہیں کریں۔ اس میں سے ہر مرتبہ نہ کہ کوہ کے احکام کی نیت کرنا لازم نہیں ہے۔ ایک ہی
وہابی نیت کافی ہے۔ معلوم ہے کہ تمام سال میں کس قدر عبادت و تحقیق پر خرچ کرتے ہیں۔
لیکن جو کلاس میں کوہ کی نیت نہیں وہ کسی صاحب میں نہیں۔ یہ ضرور معلوم کرنا ہوا میں نہ تو
بھی نہیں ہے اور جو جاتی ہے وہ سب سب شیخ سے بھی خلاصی جاتی ہے۔ اور اگر انہیں
اس قدر تمام سال میں نیت پر خرچ ہو جائے باقی نیت سے اس کو اس کی کوہی مال سے نہ
رہیں۔ ہر سال ہی طرح مل کریں جب فقرہ کامل ہو تو کہے۔ اگر آج اس کے احکام کی
توفیق نصیب ہو۔ تو شاید کل توفیق حاصل ہو جائے۔

اسے فرزند یا چاہے کسی سے نکلے۔ اس کا کام ہونی کے بجائے نہیں رکھ
ہے۔ اس واسطے بات صرف اور مختصر کرتے ہیں۔ اور مال و ملک سب نکلے جاتے
کاتے۔ اس کی کیا بچا ہے کہ اس میں یہ کہے۔ چاہے وہ بڑی سائنسی سے ہو لیکن اس
ایسے ہی تمام جہان میں اپنے آپ کو مٹا دے۔ کہیں۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے میں بڑی
کوشش کریں کہ کسی کا حق اپنے ذمے نہ رہ جائے۔ اب اس کا حق ادا کرنا آسان ہے۔ تری
اور چاہو ہی سے بھی رفع ہو سکتا ہے۔ اور آخر میں کام نہیں ہے۔ کوئی علاج نہ ہو گا۔ حکم
شرعی کا سے نفرت سے پرہیز چاہیں۔ کیونکہ اس کی بات کہ بڑی آتش ہے۔ شاید کہ ان
کے مرنے کی برکت سے ان کے عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو جائے۔ اور ان کے ذمے سے جنوں
نہیں کہ مال و جاہ کا وسیع بننا ہے۔ اور رہنا چاہئے۔ اس اگر کوئی پرستار عالم نہ ہے تو
بقدر ضرورت ان سے قناعت ہی ہے۔ وہاں میاں جلالی حضرت نور علی سے دیکھا
میں سے ہیں اور شیخ علی افہ کہ فرمود جانتے ہی ہو۔ فرض ہی ہو نہ ہو گوارہ کی وجہ دیکھا
معاذ میں نیست ہے مسائل کی تحقیق میں ان کی طرف رجوع کرنا سب سے ہے۔

اسے فرزند یا ہر فقرہ کو دیکھ دو وفتندوں سے کیا نسبت کہ اس کے نیک و بد کی
نسبت گفتگو کریں۔ شرعی نصیحتیں اس بارہ میں فرمے۔ کہ کامل طور پر سمجھ جاتی ہیں۔ لہذا
انجمنہ النبیاتہ کامل دلیل اللہ ہی کے ہاں ہے۔

لیکن جب اس فرزند نے اندھے توبہ کے فقرہ کی طرف رجوع کی تھی۔ یہی نسبت
کے سبب کہ وہ توبہ کی توجہ اس فرزند کے حال پر ہوتی رہتی ہے۔ اور وہی توجہ اس گفتگو کا

باہر ہوئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سب محبتیں کہہ سکتے ہیں فرزند کے کانوں میں پہنچے ہوتے ہیں۔ لیکن مقصود اصل ہے نہ صرف علم۔

وہ بیمار جو صرف اپنی مرضی کی دوا کا علم رکھتا ہے۔ جب تک اس دوا کو دیکھ کر صحت نہ پائیگا۔ صرف دوا کا جاننا فائدہ نہ کرے گا۔ یہ سب مبالغہ و مبالغہ عمل کے لئے جو ہم خود محبت کو دست کرتے ہیں۔

انہی سے ملے اند علیہ آدو سلم نے فرمایا ہے: **إِنْ أَشَدَّ النَّاسُ عَدَاوَاتًا عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ بِعَلِيٍّ** سب دلوں میں سے بڑے کہ عداوت کا تحقق وہ عالم ہے جس کے اپنے علم سے کچھ نفع نہیں۔

وہ فرزند: بیان کے پہلی مابستہ محبت۔ انوں کی محبت نہ ہونے سے اگر کچھ فائدہ نہ دیا ہوگا۔ لیکن اس فرزند کے جو ہر استعداد کے بغیر ہونے کی غرضتیں ہیں۔ اس سے ہے کہ حق قائل اس مابستہ کی برکت سے آخر اپنی رضیات کی توفیق و عطا کرے گا۔ بعد ازیں بھائی میں سے بنا دے گا۔

تو حال اس گروہ کی محبت کا رشتہ اتار سے نہیں۔ اور ان لوگوں کے ہونے کے ساتھ اور عاجزی کرتے ہیں۔ اور غفلت میں کہ حق قائل اس گروہ کی محبت کے باعث اپنی محبت سے مشرف فرمائے۔ اور ہر طرح اپنی طرف پہنچے ہوئے۔ اور ان جہانوں سے اصل آزاد کرے۔

محبوب و مشوق باقی جلد رحمت	محبوب و مشوق باقی جلد رحمت
دیکھنا ہوں کہ بعد چاہے اند	دیکھنا ہوں کہ بعد چاہے اند
شاہد اش لے عشق شریک غوغا	شاہد اش لے عشق شریک غوغا
ماہ عشق سب کچھ مل گیا	ماہ عشق سب کچھ مل گیا
دیکھ اس کے بعد پھر کیا رہ گیا	دیکھ اس کے بعد پھر کیا رہ گیا
مرحبا لے عشق تم کو حربا	مرحبا لے عشق تم کو حربا

مکتوب

فراقی محبت اوصاف کی طرف توجہ کی ترفیب اور صاحب شریعت حیدر علیہ السلام
وہنام کی ایسا ہی کی خبر تھیں مگر ابداً بیع الزمان کی طرف سے ہے۔
آپ کا شریف اور لطیف خط صادر ہوا۔ محمد بن کس کے منہوں سے خرقہ کی
محبت اور ان کی طرف توجہ کا حال معلوم ہوا۔ جو مسند یہ آخرت ہے۔ کیونکہ یہی وہ
اللہ کے بخشین ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا بخشش پر نیت نہیں ہوتا۔ اور سوال میں
میلہ لڑا۔ سلم خزانے صاحبین سے فتح کی طلب کر سکتے تھے۔ ماہرہ نعمت جتنے اندر علی
وہ آدھ لے انہی کے حق میں فرمایا ہے رکت اشعث مذلحج بالنباب لواء قسطن
غلی اللہ لا یموتہ ترجمہ اہمیت سے ایسے پریشان میں جو وہ اندر سے ہٹانے ہوئے
ہیں مگر تم کھائیں خدا کی تو البتہ پورے اس کو اللہ قسطن۔

لے یہ سے سناؤ۔ آپ کے کتب کے کسی فقرہ میں کھا ہوا تھا کہ خدا یو
نشاہین یعنی وہ نرس جان کا بادشاہ۔

یہ میں نیت اور ترفیب ہے جو حضرت واجب الوجود و نشان سے ختم میں ہے
بندہ ملوک کو جو کسی شے پر تو نہیں ہے کیا حق ہے کسی وجہ سے خدا سے قسطن کے
ساتھ فرکت کہے۔ اور یہ وہی کے رخصت پر ہے۔ خاصہ عالم آخرت میں کہ اہمیت
اور کینت حقیقی اور مجازی حضرت الکبیر یوم الدین سے ختم میں ہے حضرت حق تعالیٰ
قیامت کہ دن کا ریح لعمین الملک المیوہ یلہا فاحید القہار آج کرا کات ہے
اللہ احد تھا کہ ہے۔

بندوں پر اور خوف پناہ ہوگا اور سرست قدامت کے سوا کچھ نہ ہوگا حق تعالیٰ
قرآن مجید میں اس کی غنی اور مخلوقات کی تفریسی سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے۔
إِنَّ زُلْزَلَةَ السَّاعَةِ سَبْعِي عَشْرَ يَوْمَ تَذُوقُنَا هَلْ كُلُّ مُرْضِعٍ
عَمَّا أَرْضَعَتْ وَ تَلْعَقُ كُلُّ ذَاتٍ حَلْخًا وَ تَوَلَّى نَاسٌ سُكَادَى وَ مَآ هَلْ
سُكَادَى وَلَكِنْ عَذَابُ اللَّهِ شَدِيدٌ يَنْشِكُ قِيَامَتِ كَازِلٍ لَهَا سَمْتِ هِيَ
وہ سب دو پانے والیاں اپنے حق کو قبول بناؤ گی اور ہر مادہ پہ عمل کرنا اور لوگ

ستر کلین و گھٹتے نظر آئیں گے۔ حالانکہ دوست ہوئے۔ لیکن اللہ کا خدا بہ سخت

ہے۔

وہاں روز کو نسل پرستوں کو ہوا
 بجا نیک دہشت خور نہ انبیا
 جو کہ دیکھ کر پوچھیں کہ تم کون سے
 کون کا پوچھو گئے وہاں سے کون سے
 جس کو کہ دیکھنا دہشت کے لئے نہ بیا
 تو ان کا خدا کیا لایا تھا جو بہت خدا مصلحا
 باقی نصیحت یہ ہے کہ صاحب فریاد علیہ السلام کی تابعداری کو لازم
 پکریں اور دنیا کی تربیت تربیت کی طرف توجہ دلیں۔ اور اس کے ہونے یا نہ ہونے کی پروا
 نہ کریں۔ کیونکہ نیا حق تعالیٰ کی دشمنی اور بغض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کچھ نہیں
 ہے۔ پس مناسب ہے کہ بندہ دل کے نزدیک اس کا عدم وجود سے بہتہ ہو جس کی بوقائی
 اعتقاد ہی ضرور ہونے کا قدر شہر ہے۔ بلکہ شہر سے میں بچتا ہے۔ پس کہ شہر مردانہ
 سے بہت حاصل کریں۔ وَفَقَدْ نَأْتَانَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَرَبُّكَ اللَّهُ جَبَّارًا عَزِيزًا سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ
 وَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو سید المرسلین علیہ السلام علیہ السلام کی توفیق بخشے۔

مکتوب ۵

حضرت سید اکرم بن محمد علیہ السلام کی بھلائی پر مردانہ سے میں
 نقل قاتلہ کے دست کرنے سے کچھ فرق کے ضروری احکام پہنچنے سے آ
 میں بیان میں کہ حق تعالیٰ سے باسیلا یا یوسیلہ سی کو طلب کرنا چاہئے۔
 اور اس کے مناسب جہان میں مرزا جید بیچ الزمان کی طرف نکلا ہے۔
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ حق تعالیٰ آپ کو سلامت اور عافیت سے رکھنے
 قدوس جلالت کی سادہ کا تقدیر کو تین صلیا علیہ السلام کی قیامت پر و بہت ہے
 یہی صریح پرکھانے بل سنت و جماعت نے بیان فرمایا ہے۔ نہ ان کی کوشش کی جڑ
 ویرے۔ اقل اپنے عقیدوں کو ان بزرگواروں کے عقائد کے موافق درست کرنا چاہئے
 اور ہر طرح حلال و حرام و فرض و واجب سنت و شریعت و مباح و حرام کو ماننا چاہئے۔

انجام دیں۔ یہ پیشین ہوا ہو چکا ہے۔ اور تو اب اس شعلہ کو بکری کی چاچہ سے۔ اور اس کے کھانے میں
داخل ہونے کا درد اذہا کو پیشین گوئی کے کتاب میں تھا اور تیرہ روزہ کی بکری کی چاچہ سے۔
شاہ کو نہ۔ سب سے استغناء اور تہمتی خضوع مباحث سے بچنے کا کام کیا ہے۔ اور اس کی
تفت سے محفوظ کیا گیا ہے۔

ایک دیکھو کہ انکسار الفاضلین آفت میں حقوق انسانیوں کی
 نگاروں کی عاجزی و اغواروں کے وہ بہ سے بہتر ہے، وہ عورت سے بہتر ہے، وہ
 ایک قسم ہے جو اللہ کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ دوسری وہ ہے جو بندوں کے حقوق
 سے تعلق ہے۔ اور وہ دوسری قسم کی رعیت نہایت مغرور ہے جسے حق تعالیٰ مطلقاً
 ناز کر کے رکھتا ہے اور بندہ سلف اور محتاج اور بالذات نیک اور نیکو ہے۔

تو علیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی شخص پر اس کے جملہ کامیابیوں کی قسم کا حق ہے تو اس کو چاہئے کہ اگر کسی اس سے معاف کر دے تو اس کے لئے اس کے پاس کیا ہوگا۔ اگر اس کو کوئی نیک عمل ہوگا تو حق کے موافق نیک صاحب حق کو دیا جائیگا۔ اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کی برائیوں میں اس کی برائیوں پر زیادہ کی جائیگی۔
تو نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ نفس کون ہے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ ہلکے نزدیک نفس ہے۔ ہے جس کے پاس جسم، سانس، فہرہ، کچھ نہ ہو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی راستہ میں سے نفس، نفس ہے جو قیامت کے دن نفاق و تزویر کا سبب بنے گا کہ تم نے سنا تھا یہی اس نے اگر کسی کو کالی دی ہو۔ اور کسی کو حق تعالیٰ کالی ہو۔ اور کسی کو مال کھایا ہو۔ اور کسی کا غنہ لایا ہو۔ اور کسی کو ادا ہو۔ تو اس کی نیکیوں میں سے ہر ایک حق دار کو اس کے حق کے برابر دیا جائیگی۔ اور اگر اس کی نیکیاں اس کے حقوق کے برابر نہ ہوں تو حق داروں کے لئے دیکھو اس کی برائیوں میں شامل کئے جائیں گے۔ ہر اس کو دو حق میں ذرا جائیگا۔ تو علیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

دوسرے آپ کی ترقی اور شکر گزاری کرتا ہے کہ شہر ہار میں سب کے وجود سے بہت سے احکام شرعی میں نمازیں جاری ہو گئے ہیں۔ اور اس بکریوں کی حکومت اور مذہب کی پیروی حاصل ہو گئی ہے۔ اور وہ غیر تفریق کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں کی نسبت طلبہ ایشیاد کی طرح ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں پھیلی ہوئی ہے۔

اگر وہاں تک کہ اسے اس سبب کو مرقی تحقق ہے۔ حق تعالیٰ آپ کا وہ کار و عملان ہو۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک نرود ہمیشہ
 حق کا وہ کار و کردار ہوگا۔ اور جو ایک خدائی حکم کو اس کو چھوڑ دے وہ جہنمی اور اللہ تعالیٰ کا وہ عیب وار ہے۔
 اور وہ اس حال پر ہوگا۔ چنانچہ آپ کی محبت کا رشتہ حضرت سر فدا ہونا قبلہ کا ہونا ہے
 خواہ جو دس سو ملے کہ بہت کلمہ قلہ اس سے قطعاً بغیر چہند کے کلمہ اس محبت کی نسبت کو
 حرکت میں دیا اس سے زیادہ کلمہ اصل کا ہی ہے۔

حاصل یہ کہ وہ انیکساو صانع آوی ہے۔ ایک غرض کی محبت کے لئے آپ کے پاس
 آئینہ ہے۔ ایسا ہے کہ اس کے حال پر جو فرما کر اس کی حاجت کو پورا کر دیتے۔ حقیقی دولت اور
 بیشک سادات آپ کو کامل جو سحر نہ انہی قابل الامجاد ہیں بلکہ انصاف و احسانات اور
 سیادت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا وہ عوام سے پہنچاویں۔ فقط

مکتوب

اس بیان میں کہ غلطہ شیل بیانہ کی عبادت کی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے
 مناسب بیان میں جناب میری خان کی طرف صاف فرمایا ہے۔
 انتم نذیرہ و سلا علی عبادہ الذین نخطیظہ۔ اللہ کا معہ ہے۔ اس کے

ہرگز یہ بندوں پر سلام ہو۔

بھلا غلطہ شیل پرستی کی نیست۔ یہ دولت است کہ کسی سے اختیار کرد
 ترجمہ خدا کو چھوڑ کر جو نہ جانتے ہیں سچ و باطل ہے
 جو نہ جانتے ہیں سچ و باطل کو وہی یہ بحث باطل ہے

غلطہ شیل بیانہ کی عبادت اس وقت درست ہوتی ہے جب کہ تمام ماسوی اللہ
 کی غلامی سے آزاد ہو کر توجہ کا قبلہ ذات احدیت کے سوا اور کچھ نہ ہے۔ اور اس طرح کہ خدا کا
 حق تعالیٰ کے انعام اور ایجاب کا برابر ہو نہ ہے۔ بلکہ اس تمام کے حامل ہونے کی ابتدا میں انعام
 کی نسبت نہ ہو اور نہ زیادہ مغرب معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ خدا کا تقویٰ تک جو بہت پہنچ جاتی ہے
 اور جو کچھ اس کی طرف سے پہنچتا ہے اس کو بہتر اور مناسب مانتا ہے۔ جو عبادت رغبت اور
 خواہش سے تحقق رکھتی ہے وہ درحقیقت اپنی عبادت ہے۔ اور اس سے متفقہ اپنی نجات

اور مرد ہے۔

آؤ دینہ نویشتمی باشی مشق کوئی • دوغ غنیش
 تریرے جینکے کج کو اپنای ہے نیاں دوسے مشق تریرے ہر حال

یہ دو لکھ کمال ہوں۔ فنا سے خلق پہا بہت سے۔ یہ تو جنت و جہنم
 تیرا۔ ولایت خاصہ تھی پہلے اندر دینہ آؤ دینکے کج کو اپنای ہے۔ اور اس میں نہایت
 کمال ہے۔ آخرت میں ملے اندر دینہ آؤ دینکے کج کو اپنای ہے۔ کیونکہ
 یہ بھی کی شریعت جو ارادہ ہو۔ اس کو خدا فرمائی ہے۔ اس کی ولایت کے مناسب ہے۔
 کیونکہ ولایت میں کلی طور پر حق قضاے کی طرف توجہ ہے۔ اور جب نبوت کے واسطے
 میں لائے ہیں۔ تو وہی فرستادہ آجاتا ہے۔ اور اسی کمال کو خلق کی توجہ کے ساتھ سمجھتا
 ہے۔ اور وہ تمام نبوت کے کمال کا سبب بھی وہی شخص ہے۔ اور اسی واسطے بزرگوں نے
 کہا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی جوت سے نہیں ہے۔ کیونکہ ہر غیر کی شریعت اس کی
 ولایت کے مناسب ہوتی ہے۔ اور اس میں شریعت کی تابعداری بھی اس ولایت تک پہنچنے
 کو لازم ہے۔ اور اگر سوال کریں کہ آئندہ ولایت خلافت و اسلام کی شریعت سے بعض آجندوں
 کو آخرت میں ملے اندر دینہ آؤ دینکے کج کو اپنای ہے۔ وہ اس کی ولایت سے کچھ نہیں بلکہ دوسرے انبیاء کے حق
 پر ہیں۔ اور ان کی ولایت سے بعض نہ ہوتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص کو غیر علیہ الصلوٰۃ
 و السلام کی شریعت تمام شریعتوں کی جامع ہے۔ اور جو کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام پر
 نازل ہوئی اس میں تمام ان کی کتابیں شامل ہیں۔ پس اس شریعت کی تابعداری تو یا تمام شریعتوں
 کی تابعداری ہے۔ پس تاہم اگر اپنی اقتدا کے موافق انبیاء میں سے کسی ایک کے ساتھ شریعت
 رکھتا ہے کہ جس کی ولایت کو حاصل کرنا چاہے۔ اور اس میں کچھ دشمنی ہے۔ بلکہ میں کتابوں کو
 حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ولایت تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ولایت پر حاوی ہے۔
 پس ان ولایتوں تک پہنچنا اس ولایت خاصہ کے اجراء میں سے کسی ایک جزو تک پہنچنا ہے۔
 اور اس ولایت تک پہنچنے کا باعث حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کمال متابعت میں کمی کرنا
 ہے۔ اور کسی کے لئے کسی وجہ سے ہیں۔ اسی لئے درجاء ولایت میں تفاوت حال بنا
 ہے۔ اور اگر کمال اتباع میں ہو جائے تو اس ولایت تک پہنچنا ممکن ہے۔ اور اگر اس میں
 وقت وار ہو جائے۔ جب کہ دوسرے فیوض کی شریعتوں کے تابعداروں کو ولایت

نصہ محمدی صغیر علیہ السلام حاصل ہے کہ اگر جب یہاں نہیں تو اگر میں کوئی نہیں آؤں
بِیْنَهُمَا الَّذِیْنَ اَنْفَسَتْ عَلَیْهِمَا وَهَذَا کَاَنَّی الْقَوْمَ یُؤْمِنُ بِتَقْدِیْرِہِمْ وَیُؤْمِنُ بِالْقَوِیْمَہِ
مہر ہے جس کے ہم پر بڑا احسان کیا اور یہ ہے راستہ و حقیقت دین کی طرف ہدایت کی ہے
مردم مستشرقین نے غیور راستہ اور مشہوریت و شہرت سے ماور ہے۔ اِثْبَات
لَمَنْ اَلْمَرْکُزِ اَنَّ عَلَیْہِ سَیْرَ اِثْبَاتِ تَقْدِیْرِہِ اِسی معنی پر دلیل ہے •

لَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سِرٍّ وَتَقْيِيدٍ اِسْمٰی پُر وِیل ہے •

رَدُّ قَائِلِهِ وَيُؤْتِيهِم مَّا فِيهَا مِنْ فَضْلٍ لَّيْسَ لَهُمْ فِيهَا حِسَابٌ ۝۱۰۰
مَلِكِ آفَاقِهِ وَمُعْظَمِ الْأُمَمِ ۝۱۰۱ وَتُؤْتُونَ اللَّهَ نَافِلَاتٍ لَّيْسَ بِكُمْ فِيهَا حِسَابٌ ۝۱۰۲
أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ الْكَلْبَاءُ أُمُّ الْيَسَارِ ۝۱۰۳
حَضْرَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝۱۰۴

حامل قریہ ہوا ان مردوں کی طرف آئے والہ اعزاء اس لئے چند باتوں سے محبت کے
سند کو بڑے والا ہوا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بَیِّنَاتٌ لِّمَن يَّهْتَدِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِ
وہ سلام تم پر ہو

مکتوب ۷۸

سفر مددِ وطن اور میرا کفالتی اور انہی کے منہ میں اور اس بیان میں کہ میں دولت کا
مائل ہونا صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے ایک بات ہے۔
جہاں خدایا کی طرف صادر فرمایا ہے؛

حق تقاضے شریعت حق کے لیے ہے۔ تمام عطاوارے۔ چند
ہو سکتے ہیں کہ وطن اور ان کے سفر سے مراجعت واقع ہونی اور وطن یا وف میں گرام مال یا
ہے۔ محبت الوطنین میں الاضمان شامل مال ہے۔ وطن میں پہنچنے کے بعد اگر سفر ہے
تو وطن میں ہے +

سفرِ حرمِ طعنِ مثلِ شمعِ نقشبندیہ قدس سرہم کا مقصدِ محمل ہے۔ اس طریق میں اس سفر کا پانچویں اجتماع بن گیا ہے۔ اور اہلِ ہند میں نہایت کے مروج ہوئے۔ طہ پر چمکی ہو جاتی ہے۔ اور اس گرو میں سے جن کو مجذوب سا کہنا چاہتے ہیں۔ اس کے سیرِ یروانی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور یہ کائناتی کتے نام بولنے کے بعد سیرِ انفسی میں جس سے مراد

مذہب و دین سے تمام اہل بیت علیہم السلام

تین گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔
پہلے گروہ کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ
ہیئت الاولیاء باب التیغیہ فیہا
سب اہل بیت کو اپنی ولایت

اس وقت تک کہ پہنچیں سید ولی علیؑ کے ہاتھ اور ہر گروہ کے اتباع
کے واسطے ہے جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کریں۔ اور اوام
کے بجا آئیں سو جی سے ایک جہان سے آہستہ نہ ہو جائیں اس وقت کی توجہ باقی کے
دماغ میں نہیں پہنچتی۔ باوجود شریعت کی مخالفت کے اگرچہ بال جی ہو۔ اگر بالفرض اصل
ہو اجماع اصل ہو جائیں سب استہراج میں داخل ہیں۔ آخر اس کو رسوا و خوار کرینگے۔ محبوب
رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمدردی کے بغیر قدامت میں نہیں چند روزہ فانی
کو غفلت قتل کی میعاد ہی صاف کرنا چاہئے۔ یہ کیا نہ کافی اور بیش ہے کہ اس کا ہونا جس کے
فصل سے تاراج ہو۔ حق تعالیٰ تمام جہنمی علی صحبہ نے بڑے احوال پر مطلع ہو حاضر و ناظر ہے
اس سے شرم کرنی چاہئے۔ بالفرض اگر جانیں کہ کوئی شخص ان کے افعال ہمہ ستندیدہ اور ہر گروہ
واقف ہے تو اس کے حضور میں مناسب اور سزا دہیں جو تا اور نہیں چاہتے۔ ان کے
عیوب پر وہ شخص مطلع ہو تو پھر کیا باخبری کہ باوجود حق تعالیٰ کو حاضر و ناظر جاننے کے پھر
خوف نہیں کہ وہ تہمید کیا سلام ہے کہ حق تعالیٰ کا اس شخص کے برابر اعتبار نہیں کرتے۔
نعم و یا اللہ من شکر و یا اللہ من سخط و یا اللہ تعالیٰ ہم کو نفسوں کی
شرارتوں اور بڑے افعال سے بچانے۔

حدیث جیدہ و یا ایہا النکمل قول لا الہ الا اللہ کے موافق اس طریقہ اہل بیت
پر حق تعالیٰ کو تازہ کرنا چاہئے۔ اور تمام ناپستندیدہ افعال سے حق تعالیٰ کی جناب میں
توجہ رجوع کرنی چاہئے۔ لیکن اسے کہ پھر توبہ کا موقع نہ ملے۔ ہکذا للسرور خون مدیہ بزکا
سے اللہ تعالیٰ کو سہم ہے۔ سو فاعل کہنے والے یعنی دیر کو نہ والے جاک ہو گئے
فرست کو غیبت ہاکر تھامے تھامے رضامندی میں اصرار کرنا چاہئے۔ اور توبہ کی توفیق
حق تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔ ہمیشہ حق تعالیٰ سے توفیق مانگتے رہیں اور ان اور رسول

سے جو شریعت میں قدم اٹھاتے ہیں اور عام حقیقت سے بکلی واقف نہیں، وہ مطلب
 کئی پہلے اور دینی جہت سے کفر حق تعالیٰ کی غایت ان کی مفیل غایہ ہو کر نہ پڑی بلکہ
 طرف مبینی ہے۔ اور مخالفت کی اس میں گنجائش نہ ہے۔ اگر شریعت کی مخالفت کا بہت
 جلی بھر بھی کلمہ ہے تو خطرہ کا تمام ہے مخالفت کے نام پر بہتوں کو بند کرنا چاہئے۔
 محفل است سعدی کہ را مصفا تو ان وقت جزو ہے مصطفیٰ
 تجربہ اطاعت جو جنگ مصطفیٰ کی کہیں محفل نہ جو دولت صفا کی
 اہل اندر پنا صحر جب کہ پیری و مرشدی کا نام در میان ہو۔ اور افادہ کا بہت کلمہ
 و قرآن ذکر کرنا چاہئے اور اس کو نہ قاتل جانتا چاہئے۔ اس سے زیادہ کھٹا طعن کلامی ہے
 یہ چند باتیں بھی محبت و خلاص کے رابطہ کے باعث بھی لکھی ہیں۔ امید ہے کہ محفل کا مفید
 ہو گا۔

دوسرے یہ تحقیق دیتا ہے کہ ملا عمر شاہ حسین شریف راہ اور غارانی جو
 اور آپ کی ملازمت کا واہن ہے۔ امید ہے کہ اس کو اپنے خاص ملازموں میں داخل کر لیتے
 اسٹیفیل میں اسی راہ سے حاضر خدمت ہوتا ہے اگرچہ پایادہ ہے۔ امید ہے کہ اپنی
 حالت کے موافق حصہ پالیکا زیادہ کیا نصیف ہوں۔ والسلام والا کلام۔

مکتوب ۷۹

اس بیان میں کہ یہ شریعت غر اتمام گزشتہ شریعتوں کی جامع ہے اور اس
 شریعت کے موافق عمل کرنا تمام شریعتوں کے موافق عمل کرنا ہے۔ اور اس
 کے مناسب بیان میں جیادوی شاہ کی طرف لکھا ہے۔

حق تعالیٰ شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سید سے رہستہ شریعت
 قدی اللہ استقامت و طاوہ کارانی انکاہ کی طرف بالاسرور کرے۔ جو کتب ثابت ہو چکے ہیں کہ
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتدال کے طور پر تمام اسانی اور صفاتی کمالات کے
 جامع و تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منظر ہیں۔ وہ کتاب جو ان پتائل ہوئی ہے ان
 تمام آسانی کتابوں کا خلاصہ ہے جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی ہیں۔ اور نیز وہ
 شریعت جو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی ہے تمام گزشتہ شریعتوں کا خلاصہ ہے

اور وہ احوال جو اس شریعت حقہ کے موافق ہیں سب گزشتہ شریعتوں کے فرشتوں کے اعمال سے منتخب ہیں کیونکہ بعض فرشتوں کو انعام کا حکم ہے اور بعض کو جہنم کا اور بعض کو عذاب کا اور یہاں ہی گزشتہ امتوں کے بعض کو صبح کی نماز کا حکم تھا اور بعض کو دوسری نماز کا اس شریعت میں گزشتہ امتوں اور مقرب فرشتوں کے اعمال کا خلاصہ انتخاب کر کے ان کے بجائے حکم فرمایا جس میں شریعت کو تنہا چھوڑنا اور اس کے مطابق عمل کرنا اور حقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق کرنا اور ان کے موافق عمل پورا کرنا ہے۔

پھر ثابت ہوا کہ اس شریعت کی تصدیق کوئے والے تمام امتوں میں سے بہتر ہو گئے اور اسی طرح اس شریعت کا جھٹلانا اور اس کے مطابق عمل نہ کرنا گزشتہ تمام شریعتوں کو جھٹلانا اور ان کے موافق عمل نہ کرنا ہے۔ اور ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کرنا تمام انبیاء و صفائی کا حکم کرنا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ان سب کی تصدیق ہے پس پورا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو اس شریعت کی تکذیب کرنا تو گناہ تمام امتوں میں سے بدتر ہو گئے۔ اَلَا عَزَابٌ شَدِيدٌ لِّمَنْ كَفَرَ اَوْ فُتِنًا قَا۔ عربی کفر و فتناء میں ایسے سخت ہیں اس کی طرف اشارہ ہے۔

محمد عربی کا بیٹہ ہر وہ سر است
ایک خاک شریعت فلک بر سر او
تہرہ
و سجدہ وہ جاں کی آبرو کا ہیں نبی سرور
پیشے خاکش کے سر پر چاہیں ہے خاکش و پر

غلط فہم کہ محمد اور اس کا احسان ہے کہ آپ کا من اعتقاد و لوکل یقین اس شریعت اور اس شریعت والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت چھی طرح مشاہدہ ہو چکا ہے۔ اور بات کا حرکات پر خدا صفت و شہابی ہیشہ کے و انگیز ہی ہے۔ حق تعالیٰ اس کی مدد فرمائے۔ دوسری بات اس ہے کہ مال قرینہ علمیاں بنیم شعیطہ۔ قاصد شوہر کی نسل سے ہیں۔ ان کے بزرگ اس ملک میں بڑی عزت سے تھے۔ اور جوہر معاش اور وظائف بکثرت رکھتے تھے۔ مشاعر الی معاش کی تنگی کے باعث لشکر کی طرف منوجہ ہوئے اور سندس اور پروا نہ اس کے پاس بہت موجود ہیں۔ امید ہے کہ آپ کے وسیلے سے بحیثیت مصل کرینگے۔ زیادہ تعلیمت نہیں تیا۔ صدر اعظم کے پاس مشاعر الی کی سفارش کسی طرح کریں تاکہ ان کا نام میں جائے۔ اور پرانہ حال ان کی بحیثیت کا باعث ہو جائے گا و کا

مکتوب

اس بیان میں کہ تشریفوں میں سے فرقہ ناجیہ امت جماعت کا فرقہ ہے
یعنی فرقوں کی برائی اور اس کے مناسب بیان میں مرزا فقیر اللہ خاں حکیم
کی طرف لکھا ہے :-

اللہ تعالیٰ شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ پر تہنات
بخشنے کا راز نیست غیبی ہم پہنچا +

تشریفوں میں سے ہر ایک فرقہ شریعت کی تہجداری کا دعویٰ ہے اور اپنی
نجات کا دعوے لگتا ہے۔ حُکْمُ حَرْبٍ بِمَا لَدُنْهُمْ فَرِحُوا ان کے حمل کے
شال ہے۔ لیکن دلیل جو پیغمبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان متعدد فرقوں میں
ایک فرقہ ناجیہ کی تیز کے لئے بیان فرمائی ہے۔ یہ ہے :-

الَّذِينَ هُمْ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَخْلَاهُ بَيْنِي وَبَيْنَ قَوْمٍ لَّيْسَ لِي بِهِمْ جُورٌ
طریق پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں +

صحابہ کا ذکر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے کافی ہونے کی وجہ
اس مقام میں اسی واسطے ہو سکتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرا طریق بعینہ صحابہ کا طریق ہے
اور نجات کا راستہ صرف ان کے طریق سے درست ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ پس رسول اللہ کی اطاعت میں حق کی اطاعت
ہے۔ اور ان کی مخالفت بعینہ حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے +

جن لوگوں نے مجھے تعالیٰ کی اطاعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت
کے برخلاف تصور کیا ہے حق تعالیٰ نے ان کے حمل کی خبر دی ہے۔ اور ان پر کفر کا علم
لگایا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے :-

مَنْ يَدْعُ إِلَى تَفْرِقٍ فَإِنَّهُ يَدْعُ إِلَى تَفْرِقٍ فَإِنَّهُ يَدْعُ إِلَى تَفْرِقٍ فَإِنَّهُ يَدْعُ إِلَى تَفْرِقٍ
يُفْضِلُ وَيُرِيدُ أَنْ يَفْزَعَ فَإِنَّهُ يَفْزَعُ فَإِنَّهُ يَفْزَعُ فَإِنَّهُ يَفْزَعُ
امدادہ کو کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ بعض کے ساتھ
ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض سے ہم انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان رتہ

اختیار کریں یہی نوٹہ کچھ کافر ہیں +

پس مذکورہ بالا امور سے میں اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیع کے طریق اور تابع ہوں۔ اسی کے برعکس حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کا وہ علم کرنا باطل اور بھڑکا ہے۔ بلکہ حقیقت میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں تاوانی ہے۔ پس اس مخالف طریق میں نہایت کی کیا مجال ہے۔ **وَيُحِبُّونَ أَنْ تَتَمَنَّيَ لِي أَنْ تَكُونَ مِنِّي** انکا ذہن بولتا اور گمان کرتے ہیں کہ وہ ہر کسی چیز کے ہیں۔ خبردار۔ یہ تحقیق وہی ہیں جو مجھے ان کے حال کے سائق ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے ہنر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تابعداری کو لازم پڑھا ہے۔ اول سنت جماعت ہی میں منسلک تھے ان کی کوشش کو شکور فرمائے +

پس یہی نوٹہ فرقہ ناجیہ ہیں کیونکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کو طعن نہ کیا ہے ان کی اتباع سے محروم ہیں۔ جیسے کہ تشیع اور غارتجہ۔ اور معتزلہ نوٹہ سب نبیائے کتب میں ان کا نہیں واصل بن عطاء اما حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہے۔ جو ایمان کو کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کے باعث امام سے جدا ہو گیا۔ اور امام نہ اس کے حق میں فرمایا **اغْتَوَى شَتَا بَعْدَهُم** سے جدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقوں کو قیاس کرنا اور اصحاب کے حق میں طعن کرنا حقیقت میں غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن کرنا ہے۔ مانتوں پر رسول علیہ من کلمہ بقرآن اقصا ہے جس نے اصحاب کی عزت پر تعظیم نہیں کی وہ رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا کیونکہ ان کا حمد ان کے صاحب کے حمد تک ثابت نہیں کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بڑے عقائد سے بچا ہے۔ اور نیز جو حکام قرآن حدیث سے ہم تکبر نہیں کرتے۔ انہی کی نقل کے وسیلہ سے ہیں۔ جب یہ مٹھوں ہونگے تو ان کی نقل بھی مٹھوں ہوگی۔ کیونکہ نقل یہی نہیں کہ بعض کے سوا بعض کے ساتھ مخصوص ہو۔ بلکہ سب مل کر صدق اور تبلیغ میں برابر ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ اور اگر طعن لگانے والے یہ کہیں کہ ہم بھی اصحاب کی متابعت کرتے ہیں۔ یہ لازم نہیں کہ ہم سب اصحاب کے تابع ہوں۔ بلکہ ان کی راویوں کے متضاد ہونے اور مذہبوں کے اختلاف کے باعث سب کی تابعداری ممکن نہیں۔ تو اس کا جواب ہم کہتے ہیں کہ بعض کی متابعت اس وقت فائدہ مند ہو سکتی ہے۔ جب کہ بعض کا انکار اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ ورنہ بعض کا انکار کرنے سے

کتاب ۸۱

اسلام کی رقیق تر قریب نیچے اور اسلام ہمسایوں کی نزدیکی اور کفار کوفار کے
فصل کے بیان میں بلا لایک کی طرف لکھا ہے۔

وَأَنَّ مَا أَكَلَتْ دَابَّاتُكُمْ حَتَّىٰ تَلْبَسَ الْأَرْضُ لَاحًا مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ فِي شِئْنِهَا
نِیادہ کہے۔ جو چیزیں ایسی ہی ست اسلام ہیں کہ غریب پھر ہی ہے کہ وہ ان کے
کے شہر میں صرف کفر کے حکم جاری کرے، انہی میں ہوتے۔ بعد پاتے ہیں مسابیت
اکام باطل و جو جانیں و اسلام اور اہل اسلام کا پھار نہ ہے۔ جو اس میں نہ پہنچے پہلی
ہے کہ اگر کوئی مسلمان شمار سلاوی کہ کفار آتے تو قتل کیا جاتا ہے۔ گناہ کا ذبح کرنا ہندوستانی
میں اسلام کا بر شمار ہے۔ کفار جزیرہ نیچے پر شاید انہی جو جانیں کہ گنہگار کرنے پر ہزار رانی
ہوئے۔ سلطنت کے ابتدائی میں اگر مسلمان نے جو جانیں اور مسلمانوں نے، قبا میرا لیا
تو بہتر و روز خود باشد، اگر تو کھت ہو گیا۔ تو مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جاوگا۔ انہی شعاع
شرافیت۔ دیکھئے کون صاحب دولت اس سلاوت کو حاصل کرے اور کون بدو میں ولع کو
ہمیں بچاتا ہے۔ ذَلِكُمْ فَعَمِلَ الصَّالِحِينَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ ذُو الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ يَبْدَأُ
کا فضل کہ جس کو پاتا ہے دینا ہے جو انہی نے فضل ادا ہے۔
ثُمَّ لَنُنَازِلَنَّ اللَّهَ وَلَا نَكْذِبُ عَلَىٰ مُتَابِعَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ وَعَلَيْهِ
الَّذِينَ مِنَ الْعَالَمَاتِ أَفْعَلْنَا وَمِنْ الْقِيَمَاتِ أَفْعَلْنَا قَوْلًا نَّهَىٰ كَمَا أَوْفَرْنَا كَمَا
صَلَّاهُ عَلَيْهِ أَرْوَحُ كِي تَابِتِ بِرَّائِدِ تَدَمَّرَ كَحَىٰ. وَاللَّهُمَّ

کتاب ۸۲

اس بیان میں کہ دل کی سلاقی ماسو کاٹنے کے نہ بیان کے نیزہ ممکن ہے اور یہ
فاسے تعمیر کیا گیا ہے۔ سکند دھان دوی کی طرف لکھا ہے۔

حق تعالیٰ سینہ البشر صلا شد علیہ ازلہم کی انیل جو میلان شہر سے ایک میں پیش
اپنے ساتھ رکھے اور اپنے غیر کے ازلہ کہے۔ جو کچھ ہم پر اود تم پر اود ہے۔ حق تعالیٰ کے
محسن کے ان کو سلامت رکھنا ہے۔ اور یہ سلاقی میں وقت ماضی ہوتی ہے جب کہ اسوے انہ

ملفوظ

اس بیان میں کثر بیعت کی حقیقت ایک دوسرے کا مین ہیں اور ہر تہ حق یقین تک پہنچنے کی علامت اور بقا جسٹہ علوم و معارف کا علوم شرعیہ کے ساتھ مطابق ہونا اور اس کے مناسب بیان میں مسید احمد قادری کی خدمت کھاس ہے۔

حق تعالیٰ شریعت کے بہت پرستگرت بخشے اور ساری ساری بہت کچھ اپنی پاک جناب کی طرف پیرا کر کے فرستے اور پانچ سو سے زائد کر دیے اور پانچ سو سے زائد کے بجز سنیہ دیش میں ان کے آواز و اصحاب امین کی دیوان شہر سے پاک ہیں اور ہر چہ میر و غریب دست و خوش تر است

ترجمہ جو یاد کا سخن ہے وہ سب سے عجیب ہے

جو کچھ کہو دوست کی نسبت نہا جا ہے اگرچہ اس کا سخن نہیں ہے لیکن جہاں کام کو خطے ہو کی بنا کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت ثابت ہے تو اس نسبت کو ضیعت باکر اس بارہ میں حیات اور زبان و آواز کرتا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ شریعت اور حقیقت ایک دوسرے کا مین ہیں اور حقیقت میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ فرق صرف اجمل و تفصیل اور کثرت و کمیت اور ضیعت و شہادت اور عمل اور عدم فعل کہ ہے۔ وہ کلام و علوم جو شریعت و روشن کو خلق ظاہر اور علوم ہونے ہیں۔ حق یقین کی حقیقت ثابت ہونے کے بعد ہی احکام علوم بعینہ تفصیل کے طور پر کشف ہو جاتے ہیں۔ اور شریعت سے شہادت میں نہ جاتے ہیں۔ اور کسب کا تکلف اور اجمل کی بناوت درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔ اور حق یقین کی حقیقت تک پہنچنے کی علامت اس مقام کے علوم و معارف کا شرعی علوم و معارف کے ساتھ مطابق ہونا ہے۔ اور مشائخ طریقت میں جس کسی سے علم و عمل میں خلافت شریعت صاف ہوا ہے۔ وہ سر وقت پر حق ہے۔ اور سر وقت آواز راہ میں واقع ہوتا ہے۔ نہایت نہایت کے متبیوں کو سب صواب و ہدایت دیتی ہے۔ اور وقت ان کا مغلوب ہے اور حال و مقام ان کے کمال کے تلج ہے۔

صوفی بن الوقت آدہ مثال ایک صافی فارغ ہست وقت ہال

صوفی وقت و حال کا پاند ہے ایک صافی ہر گھڑی غور بند ہے

پس ثابت ہوا انکے شریعت کا سادہ ہونا حقیقت کا رنگ پہنچنے کی علامت ہے

بعض مشائخ کی عبارتوں میں اجماع ہے کہ شریعت حقیقت کا راستہ ہے اور
 حقیقت شریعت کا سفر۔ یہ عبارت اگرچہ اس کلام کے ہونے والے کی بے استقامتی کا ہر
 کرتی ہے لیکن جو کلام کے اس سے مراد یہ ہو کہ جمل کو شخص کے ساتھ وہ نسبت ہے جو
 سفر کو بہت کے ساتھ ہے اور استدلال کشف کے مقابل میں ایسا ہے جیسے مغز کے مقابل میں
 ہمت لیکن بتدریج و حال نہ کہ اس قسم کی کوہی عبارت کہ وہ ایسا نہیں کرتے۔ اور اجمال
 و تفصیل اور کشف و استدلال کے ساتھ وفاق نہیں رہتا ہے +
 کسی شخص نے حضرت خواجہ محمد شہید قدس سرہ سے سوال کیا کہ اگر یہ کلام
 سے مقصود کیا ہے۔ تو فرمایا یہ کہ معرفت ہمالیہ تفصیل ہو جائے۔ اور استدلال کشف خیانت ہے +
 وَذَوَاتُ اللَّهِ مُبْتَخَنَاتُ الْكُتُبَاتِ وَالْأَسْتِثْقَاتُ عَلَى الشَّرِيفَةِ عِلْمًا وَغَلَا
 مَسْكُونَاتُ اللَّهِ وَتَلَا مَعْلُ صَالِحَاتُ اللَّهِ تَهْتَكُ مِمَّ كُثْرَتِ بِرْمَلِي وَأَمِلَ طَوْرُ
 استقامت بخٹے +

باقی تکلیف یہ ہے کہ مال قریباً ما ضیح مصحفی شریعی قاضی شریعی کی نس سے
 ہے۔ اس کی بابت وادارے بزرگ تھے اور وہ کائف اور وہ جہاں ہست۔ کھتے تھے
 سنیں اور پروانے جمع کر کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ گذارہ کے اسباب کے ہونے سے
 شک ہے اس کے محل پر اس طرح توجہ فرمائیں کہ اس کی محبت کے مال ہونے کا سبب
 ہو جائے اور بقیہ داری اور ہر گندگی سے نجات پائے۔ زیادہ کیا تکلیف دیوے +

مکتوب ۸۵

اجل صالح کے بچانے کا صکر تازہ کو اجازت کے ساتھ اور اگر کسی ترغیب میں اس کے
 مناسب بیان میں مراد فقہ اللہ حکیم کی طرف اور فرمایا ہے +
 وَفَقَّكَ اللَّهُ شَيْخًا نَافِعًا لِمَنْ يَتَابِعُهُ حَقَّ تَحَاطُّبٍ كَوْنِي مَرْضِيَاتُ كِي تَوْفِيقِ
 دیوے۔ آدمی کے لئے جس طرح اختلافوں کا درست کرنا ضروری ہے۔ ویسے ہی اعمال صالحہ
 کا بجا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور سب جہاتوں سے جامع اور سب جہاتوں سے زیادہ مکرر
 تازہ کارا کرنا ہے +

مقصود یہ ہے کہ تلامذہ و مسلمان نے فرمایا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى عِمَادِ الدِّينِ كُنْ اَنْتَ مَهْمَا

[illegible]

پس کہہ دو جب ہے کہ بیش نماز کو جہالت کے ساتھ شوق اور فطرح سے ملکر
کیونکر نجات اور ندامت کو یہی سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ**
الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ تحقیق غلامی اپنی ان لوگوں نے جو اپنی نماز میں کوتاہی
کرنے لگے ہیں۔

برآمدی دی جبہ بوظہر کے وقت کی جاوے۔ چاہی دشمن کے قلب کے وقت
اگر ضروری ہو تو رزق کرتے ہیں تو بڑا اقبال پیدا کرتا ہے۔ جو انوں کو جنگ میں سوئے سطلے زینہ و
رکتی ہے کہ باوجود غلبہ شہوت نفسانی کے اپنے آپ کو نیک کام میں لگایا ہے۔ صاحب گفتے
میں قد برز رہی صرف ایک ہی میں نبی دین کے مخالفوں سے ہجرت کرنے کے باعث حاصل کی
اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے عِبَادَةُ الْفَاغِرِ صِبْخَةَ الدِّينِ بِحَبْرِ
جَاوَدَتْ كَأَنَّوَا مِرِّي طَرَفَ هَجْرَتِ كَرْنَا هِيَ بِسْ مَنَّا نِيَقَتِ مِیْنِ مِیْنِ بَاعَثَ هِيَ۔ اس سے
زیادہ میں لکھا جائے۔ +

قرآن ہی میں یہ اذالہ الدین کو فتنوں کی صحبت پسند نہیں آتی۔ دو تہندوں اور اہل اسلام کی طرف نازل ہے اور ان میں بلا غلط رہتا ہے۔ اور نہیں بابت ان کی صحبت نہ ہر حال ہے۔
 اوسان کے چرب تھے سیاہی بڑھانے والے ہیں۔ ان سے کچھ کچھ ہو گیا۔
 سریش صبح میں آ رہا ہے۔ من قرآن حکم یطہر فیہ لیسنا وکم ذہبہ لیسنا وینیم
 کوئی شین تو اس کے حکم یطہر فیہ جس نے کسی کو تہند کی اس کی دولت کے باعث قرآن
 کی اس کے دین کے دو حصے ہیں۔ گئے ہیں انھوں سے ہے اس شخص پر جس نے ان کی دو تہند کی
 سبب ان کی تو اس کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچے کی توفیق بخشنے۔

مکتوب

اسو اسے حق بتل کو سلامت رکھنے کے بیان میں پرگنہ جرنل کے کسی عالم
کی طرف تھا ہے۔

حق تعالیٰ سید المرسلین علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام سے
پرستش و عبادت ہے۔ جو کچھ ہم پر آپ پر لازم ہے اسو اسے حق کی نجاتی سے
واجب سلامت رکھنا ہے۔ اور یہ سلامتی آج وقت کامل ہوتی ہے جب کہ فضلہ تعالیٰ کے
سو کسی غیر کو اس پر گزند نہ ہے۔ اور انہی میں سے اسلئے نکلتے ہیں تو کسی میں سیان کے
جہاں کو اسو اسے حق سے کامل ہوا ہے۔ دل پر پیر کا گزند ہو
کارین است فراموش نہ کیجیے۔

ترجمہ

اسی حسب ہے حق باقی ہے حق

مقامات کے وقت اذیت کر کے آپ نے کیا تھا کہ اگر کوئی مہربان و مہربان کام پر آجائے
اس نے حکایت بجاتی ہے کہ شیخ عبد اللہ صوفی نیک و حق ہے بعض ضروریات کے
باعث قرضدار ہو گیا ہے اسید ہے کہ قرض سے بچرانے میں ہی مدد فرمائیے۔ و السلام

مکتوب

اس بیان میں کہ اس سے بڑھ کر کوئی سعادت ہے کہ فضلہ تعالیٰ کے دست کسی
قبول کر لیں۔ پہلوان محمود کی طرف تھا ہے۔

سَلَامُكَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَشَرَتُكَ عَلَى جَاوِزَةِ الشَّرِيعَةِ تِلْكَ صَاحِبَةُ الْعَقْلِ وَالْإِيمَانِ
وَالْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ حق تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ اور شریعت کے رستہ پر
رکھے۔ میاں شیخ مہر علی کا آنا آپ کے خاندان کے لئے مبارک ہے ان کی صحبت کی
برکتوں کا لیا بیان ہو سکے۔ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہے کہ فضلہ تعالیٰ کے دست کسی کو
قبول کر لیں چہ ہاں کہ محبت اور قربت سے مستافز ہیں۔ هُمْ قَوْمٌ كَايَسُ الْعَالَمِينَ
یہ عالم ہیں جن کا پیشینہ برکت نہیں ہوتا۔

غرض ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور محبت کے قایم کو مد نظر رکھیں۔ اگر تیرا

موتیر ہو۔ زیادہ کیا گتھے۔ اول و آخر سلام ہو۔

کتاب ۸۸

اس بیان میں کہ اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہے کہ کسی شخص نے ایمان حاصل کر کے
ساتھ اپنے سببہاء بالوں کو سفید کیا ہو۔ اور جو ان میں سے بڑے غائب ہو چکے ہوں
مجموعہ کی طرف لکھا ہے:-

یہ کہ قدرائے نعمت ہے کہ کوئی شخص ایمان اور نیکی کے ساتھ اپنے سببہاء بالوں کو
سفید کر لے۔ حدیث بروی صفیہ ام ولدؓ کہ اس میں ہے عن شابت شیبہ فی الزنا لا یستلکم
تخفی لہ جو اسلام میں بڑھا ہو وہ بخشا جاوے گا۔ اسید کی جانب کو ترجیح دیوں اور مغفرت کا
ظن غالب کیوں کہ جو ان میں خوف نے یاد رکھا ہے۔ اور پیری میں بھائی زادہ غالب پانہ ہے۔
والسلام واداء آخر

کتاب ۸۹

آخر میں کے بارہ میں میوڑ اعلیٰ خاں کی طرف لکھا ہے:-

حق تعالیٰ شریعت کے راستہ پر ہمتاقت بخشنے۔ آدمی کو کون فتنہ فتنہ
الموت۔ اگر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے کہ موافق موت سے پارہ نہیں ہے۔ ہیں
شخص کیسا ہی مہارک ہے جس کی عمر میں مہلی اور اس کے نیک عمل بہت ہوئے۔ یہی موت
سبب جس سے شستا قون کو تسلی دیتے ہیں۔ اور اس کو ایک دوست کا دوسرے دوست
کے پاس پہنچنے کا امید بندھتے ہیں۔ عن کان یخوف لقاء اللہ فوان اجل اللہ لا یوت
جو شخص اللہ تعالیٰ کے دیدار کو چاہتا ہے تو اللہ کا وعدہ آئیوا ہے۔ اس پر چکھے نہنے والوں
اور لڑکھاروں کا حال مطلب یافتہ اور آزادوں کی حضور کی دوست کے بغیر غریب و ایتھر ہے۔
آپ کے دلی نعمت مرحوم کا وجود اس وقت بہت غنیمت تھا۔ آپ پر لازم ہے کہ اپنا
کے دے احسان کریں۔ اور دعا و صدقہ سے ہر گھڑی ان کی دعا کریں۔ فان اللہ یت کا لغز قی
یختلکون ذنوبہم تکلیفہ من آپ اویہ او صدقہ قی کیونکہ ریت غرق کی طرح ہوتی ہے
اور مائی منظر جتنی ہے جو کتے باپ یاں یا دوست کی طرف سے آئے۔ اور نیز بچنے کے

ان کے مرنے سے پانی نہ سہ کی جڑ پکڑیں۔ اور جتن اپنے آپ کو خدا کی رضا میں پکڑ
 کریں۔ اور دنیا کی زندگی کو دھوکے اور فریب کا۔ سبب سمجھیں اللہ تعالیٰ میں کچھ
 میں رہتا ہوں۔ تو خدا کے بارے میں یہ بھی نہ شک۔ وَذَقْنَا اللہَ لَحْظًا فَهُوَ يَاقَانُكَ الْآخِرُ
 تَحَايُوا اللہَ لَحْظًا فَهُوَ الْآخِرُ الْآخِرُ الْآخِرُ الْآخِرُ الْآخِرُ الْآخِرُ الْآخِرُ الْآخِرُ
 وَغُلَّ لَہُ وَغُلَّ لَہُ مِنْ لَحْظَاتِ الْآخِرِ الْآخِرِ الْآخِرِ الْآخِرِ الْآخِرِ الْآخِرِ الْآخِرِ
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اپنے سامنے سے ہٹائے اور اپنی طرف متوجہ کرے
 والسلام وادوہ وادوہ

کتوب ۹۰

میں اپنے پر فریب دینے میں کہ جتن حق تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرنا چاہتے۔ اور آج
 اس وقت کا حال ہونا۔ اس طریقہ پر نقش بند کرنے کے ساتھ توجہ نہ کرنا اس پر ہر وقت
 بند۔ خواب کا سہ کی طرف نکلتا ہے۔

حق تعالیٰ حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت چیلان شہم سے ہمارے
 ہیں۔ دنیا کی زندگی کو نظر انداز ہمت میں خواب دے رہا ہے کہ آخرت کے میں چال کو باطن کے اندر
 میں بلکہ گراؤں راستہ فرماتے۔

آپ کا بزرگ محبت کا مسیح نہیں تھنوں کے وصول ہوا۔ آپ نے بڑا کرم کیا۔
 اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ وہ نصیحت جو مجھوں اور دوستوں کو کی جاتی ہے۔
 سب سے ہی ہے کہ وہ طرز پر قبائے کی طرف توجہ نہیں رہا ہے اور سامنے حق سے
 نہ گروائی حاصل ہو جائے۔

کا این است نصیب لیں ہمیں

آج اس وقت کا حال ہونا اس طریقہ پر نقش بند کرنے کے ساتھ توجہ نہ کرنا اس پر ہر وقت
 بڑی بڑی محبت یا فتنوں اور مجاہدوں سے اس قدر حاصل نہیں ہوتا۔ جو ان بزرگواروں کی ایک
 ہی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ ان بزرگواروں کے طریق میں نہایت ابتدا میں
 دین ہے۔ پہلی صحبت میں وہ کچھ نصیحتیں ہیں کہ سرگرمی کے تہذیب کو نصیحت میں جا کر حاصل ہوتا ہے اور
 ان بزرگواروں کا طریق صحابہ کرام کا طریق ہے۔ ان کو نیز البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی

صحبت میں دکھاتے ہیں کہ اس کا حال یہ ہے کہ جو دنیا سے کامت کو ثابت میں شامی رہی رہتا ہے۔
 اور یہی بات میں انتہا کے درجہ ہونے کا طریق ہے۔ پس آپ پر ان بدگوئیوں کی مصیبت ہے
 ہے کیونکہ اصل مقصد یہ ہے۔ وَاللَّامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاللَّامُ عَلَيْكُمْ وَاللَّامُ عَلَيْكُمْ وَاللَّامُ عَلَيْكُمْ
 مُتَابِعَةً لِلْمُحَقِّقِينَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الْعُقُلُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ
 ہدایت کی راہ پر چلے اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو لازم کر لیا۔

مکتوب ۹

اس بیان میں کہ عقاید کی حد شر اور نیک عملوں کا مقام ۱۸۷۲ء میں عالم قدس کی طرف
 بڑھنے کے لئے ہیں۔ اور شریعت کے احوال اور حقیقت کے احوال سے قطع
 نفس پاک اور دل کا صاف کرنا ہے۔ شیخ کیسے کی طرف نکلتا ہے۔
 ذَلَّلْنَا اللَّهُ تَبِخًا نَاذِرًا يَا كَلِمَةُ الْإِسْلَامِ عَلَىٰ مُتَابِعَةِ الشَّيْخَةِ
 عَلَىٰ صَاحِبِ الْعُقُلِ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ
 الْعُقُلُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ وَاللَّامُ

اصل مطلب یہ ہے کہ اول وقت یا یہ شریعت و جماعت کے عالمی مسئلے کے موافق
 عقاید کو درست کرنا چاہئے۔ پھر احکام و تقیہ کے موافق علم و عمل کو چاہئے۔ اور اعتقاد
 و عملی ہونے کے عالم کو اپنے کے بعد عالم قدس کی طرف پروانہ کرنا چاہئے۔

کارین است فی سبیلہ بر سر کسب

شریعت کے احوال اور حقیقت و حقیقت کے احوال سے قطع و نفس پاک کرنا اور دل کا صاف
 کرنا ہے۔ جب تک نفس پاک اور دل تندرست نہ ہو جائے ایمان حقیقی جس پر نجات کا سہارا
 حاصل نہیں ہوتا۔ اور دل کی سلامتی اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب کہ حق تعالیٰ کا غیور
 دل پر دل سے ساگر ہزار سال گذر جائیں تو بھی دل میں غیر کا گدرد نہ ہو۔ کہ نکاح و قتل دل کو
 فیضانی ماسوئے ہوئے طور پر حاصل ہو جائے۔ اور اگر تکلیف سے بھی اس کو یاد دلائیں تو یاد نہ
 کیسے۔ یہ حالت فساد سے تعمیر کی گئی ہے اور اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے ویکل ویکل ویکل
 اللہ اعلم۔ اور اس کے سوا نیچا نہ سمجھیں۔ یہ مدد اسلام و اسلام کو لاؤ اور آؤ۔

مکتوب ۹۲

اس بیان میں کمال الہیان کر رہے ہیں۔ و نظیر ہستہ مل پر شیم کیوں کر
کھسکتے۔

تَجَنَّبْنَا لِلَّهِ تَجَنَّبْنَا فَهَذَا كَذِبٌ عَلَى الشَّرِيعَةِ الْمَعْظُومَةِ عَلَى صَاحِبِهَا
الْعَلَوَاتِ وَالْأَسْلَامِ وَالْحَقِّ قَدْ تَمَّاعَ بِرُكُومِ الْمَشْرِعِ سَلَطَةُ يَسْلُطُ عَلَى رِجَالِ
وہم ثابت قدم تھے۔

الْأَبْدَانِ لِيَذِي تَطْلُقَ الْقُلُوبُ فَجُورِ اللَّهِ كَذِبٌ عَنِ الْإِيمَانِ مَا كَرِهَ
ہے۔ دل کے الہیان کا طریق اللہ کا ذکر ہے۔ ذخرو استوار ہے۔

چشمہ استلاسیاں جو ہیں بڑے چہرے میں تفت ہے تکیہ بڑے
چہرے چہرے ہاؤں میں کشتان کے نیسے ہاؤں کیوں ہیں شغل کے
کیونکہ ذکر میں کسب کی نسبت ہے اگرچاس پاک غباب کے ساتھ تھ نسبت نہیں کھتا۔
چہرہ تفت خاک مایا عالم پاک

لیکن اگر وہ ذکر کے درمیان ایک قسم کا علاقہ پیدا ہو جاتا ہے تو محبت کا سبب ہو جاتا ہے اور
جب محبت ہو گئی۔ تو پھر الہیان کے سراپہ نہیں جب کہ دل کے الہیان میں کسب کی نسبت
کی دوست نال ہو گئی ہے

ذکر گو ذکر تارا جان است یا کئے دل ذکر برسان بہت
چہرے ذکر ذکر کرب تکسار ہے دل کی پاکی یہ ذکر تسلی ہے
و السلام اذ لہ آخرا۔

مکتوب ۹۳

اس بیان میں کہ تمام اوقات ذکر الہی میں مشغول رہنا چاہئے۔ سکندرا دخال ہو
کی طرف کھتا ہے۔

وہی دلی تار کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے اور منت نہ کہہ کر سجا لانے کے بعد اپنے
اوقات کو ذکر الہی میں صرف کرنا چاہئے مادہ اس کے سوا کسی چیز میں مشغول ہونا چاہئے یعنی

لکھانے سے اور اسے جتنے غافل بننا چاہئے۔ ذکر کا طریق آپ کو سکھایا ہوا ہے۔
 اسی طریق پر استعمال کریں اور اگر کمینہ میں توجہ نہ ملے تو یہ بات یاد رکھیں کہ یہ بات
 کرنا چاہئے۔ اور یہ اس کو کہہ کر چاہئے۔ اور یہی عاجزی اور زاری سے حق تھا
 کی جناب کی طرف تو چہرہ زار شکست کے اور رونے کی دعا مانگیں چاہئے۔ اور جس شخص سے
 تو کہہ سکتے ہیں کہ کسی دنیا چاہئے۔ واللہ سبحانہ العزیز کل عیال کے
 پر مشتمل تو سامان کرنے والا ہے۔ والسلام

مکتوبہ ۹۲

اس بیان میں کہ آدمی کو عقاید کی درستی اور اعمال صالحہ کے پورا کرنے سے چاہا نہیں
 تاکہ ان دونوں کے ساتھ ہم تہمت کی طرف نہ پڑے۔ خضر خاں لودھی
 کی طرف لکھا ہے۔

حق تعالیٰ نے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا ہی استقامت عطا کر دی
 جو حق پروری ہے اول یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ یا شنت و جماعت کے عقاید کے موافق اپنے عقاید کو
 درست کریں۔ اور پھر اس کے بعد ان کے موافق عمل بھی لائیں۔ جب یہ عقاید اور عمل دو پر مائل ہو گئے۔ اور
 خداوند تعالیٰ کی توفیق سے مدد کی تو عام حقیقت کی طرف مبرور ہو کر سکتے ہیں۔ ورنہ جن دو
 باتوں کے مائل ہوئے۔ کے بغیر عام حقیقت تک پہنچنا محال ہے۔

حال ست صدی کر، و صفا قرآن و سنت بن رہے مصطفیٰ
 از جو یہ اطاعت ہو جب تک مصطفیٰ کی کبھی مائل نہ ہو دولت مفاہی
 تَلَبَّثْ تَا اَللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاَیُّکُمْ عَلٰی مَنَّا بَعْدَہٗ عَلَیہِ وَاَلِیہِ الْعَمَلُوۃُ وَالنَّاسُ
 اللہ تعالیٰ ہم کو ادا آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعتی ثابت قدم رکھے۔

مکتوبہ ۹۳

اس بیان میں کہ آدمی ضرور چاہے اور اس کا دل بھی جامعیت کی صفت پر پیدا کر لیا
 ہے اور جس شخص کے کما قال جو تریہ کر میں دل کی وصفت غیر مینا ہو گئے ہیں

و مختلف چیزوں پر مشتمل ہیں۔ اور اس بیان میں اس مضمون پر توجہ دینا چاہیے۔ اور یہ

کے ساتھ سب باتوں میں سید۔ خدا کا ایک طرف لکھا ہے۔

انسان کو جاننا ہے۔ جو کچھ درجہ دوم میں ہے۔ انسان میں تھا تا بہت سے نیکی
 عام سکھ سے بدعتی حقیقت کے اور درجہ دوم میں سے بلکہ صورت کے اور اللہ خلق
 اللہ علیٰ مخلوق تبارہ۔ خدا تعالیٰ نے نئے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اسی جامعیت کے باعث
 میں ہے۔ اور قلب انسان کو بھی اسی سبب سے جو کچھ فوٹہ انسان میں ہے وہ سب
 کچھ نیکیوں میں ہے۔ حقیقت جامعیت میں ہے۔ اور اس جامعیت کے باعث بعض مشاغل
 نے قلب میں وسوسہ پیدا کر دی ہے۔ اگر ازل میں اور انبیاء عارف کے لئے کوشش میں
 ذالیں تو کچھ محسوس ہو۔ کہ ان کے قلب میں صاف نور افلاک جامع ہے۔ اور عرش و کرسی و قوس
 و قوس اور مکانی اور مکانی کو شامل ہے۔ پس اس جامعیت سے وحش اور انبیاء کا وہ عبادت سے
 شامل ہونے کے باعث قلب میں کچھ تقدیر نہ ہوگا۔ کیونکہ عرش اور انبیاء کا وہ عبادت سے
 و اگر وہ مکان میں داخل ہے۔ اور مکانی اگرچہ کبھی ہے لیکن مکانی کے مقابلہ میں بہت تنگ
 ہے اور کچھ تقدیر نہیں کرتا۔ لیکن شائع میں سے صحابہ سر قوس میں رہتے ہیں کہ یہ عمر
 پر مبنی ہے۔ اور شعلہ قیامت اور اس کے نمود کے درمیان تفرق کرنے پر مشتمل ہے۔ عرش
 عید و فطرت نام کا عمل ہے۔ اس سے بہت بلند ہے کہ اس قلب میں مانے۔ جو کچھ ان کا
 عرش کی نسبت کم ہو رہا ہے۔ وہ عرش کا نمود ہے۔ اگر عرش کی قیامت۔ اور کچھ شک نہیں کہ
 وہ نمود دل کے مقابلہ میں جو مشاعرہ و نوحوں کا جامع ہے۔ کچھ تقدیر نہیں کرتا۔ وہ قیامت کبر میں
 اس قدر بڑا آسمان مع دوسری اشیاء کے دکھائی دیتا ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ آسمان سے وسیع ہے
 ان آسمان کا نمود جو زمین میں ہے۔ آسمان کے مقابلہ میں چھوٹا آسمان ہے۔ خدا تعالیٰ کی حقیقت
 یہ بحث میں شامل ہے۔ جن پر جاتی ہے۔ مثلاً انسان میں کہ خاک کا نمود پوشیدہ ہے۔ تو انسان
 کی جامعیت پر نظر کر کے نہیں کہہ سکتے کہ انسان کا وہ جو کہ خاک سے زیادہ وسیع ہے۔ خدا تعالیٰ
 کا وہ جو کہ خاک کے مقابلہ میں ایک حقیقت ہے۔ کچھ تقدیر نہیں کرتا۔ بلکہ تفریق کے نمود کہ
 شے یا تو یکدم و گم میں آتا ہے۔ اور اسی قسم سے ہے بعض مشاغل کا کلام جو انہوں نے نقل کیا
 میں کہ ہے کہ جامعیت کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس جامعیت کو جامع ہے جب
 خدا تعالیٰ نے انسان کو انسان کی حقیقت کو جامع جاننے میں تو اس نے علم کرتے

میں کہ حق کی جاہلیت اللہ جل جلالہ کی جاہلیت سے زیادہ ہے۔ یہاں میں صورت کو حقیقت تصور کر کے کلمہ لکھا ہے۔ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ بیادِ خوب لی صورت سے لکھا ہے جس میں نہ کو حقیقت و خوب لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حقیقی و محسوس ہو جو ہے۔ اگر وہ خوب کی حقیقت اور اس کی صورت کے دو بیان میں کرتے تو ایسا ممکن نہ کرتے۔ اس قسم کے ممکن احکام سے اللہ کی پناہ۔ محمد ایک ہندو تصور اور بتا رہا ہے۔ اور حق تو اسے غیر محمد و وہ اور بتا رہا ہے۔

باتنا پالنے کے جو کچھ احکام ہو کر یہ سے ہے تمام ولایت سے ہے۔ اور جو کچھ ہوتے ہیں وہ تمام نبوت سے تعلق رکھتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کئی پیرواروں کو بھی تابعداری کے طور پر رکھ کے احکام اس نظام سے صادر ہوا ہے۔

بتطبیح کر کے جو کچھ فضیلت دیتے ہیں۔ سی و سی طبعی یا زیرِ بطالی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ لسانی ذلالت میں لڑا و غلبہ میں۔ محمد انصاری محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہنم سے زیادہ بلند ہے۔ اپنے جہنم سے کہ ولایت کا جہنم ابھرتے ہیں۔ اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہنم کو بت کے جہنم۔ اور ولایت کے جہنم سے کہ جو ان کی طرف توجہ رکھتا ہے نبوت کے جہنم سے۔ جو جو کے تعلق سے توجہ دیتے ہیں۔

اور اس قسم سے ہے بعض کلام جو انہوں نے کہا ہے کہ انی لکھنا میں انبیا و اولاد نبوت سے منش ہے۔ جانتے ہیں کہ ولایت میں حق کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ نبوت میں خلق کی طرف توجہ دیتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ خلق کی طرف توجہ کرنے سے حق کی طرف توجہ کرنا افضل ہے۔

بعضوں نے کہا کہ اس کی وجہ میں کہا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے لیکن فقیر کے نزدیک اس قسم کی باتیں یہ وہ معلوم ہوئیں ہیں۔ بلکہ اگر نبوت میں صرف خلق کی طرف ہی توجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس توجہ کے ساتھ حق کی طرف بھی توجہ رکھتا ہے۔ یعنی اس کا یا خلق کے ساتھ اور ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کی سب توجہ خلق ہی کی طرف ہے۔ وہ جو نبوت ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام موجودات میں سے بہترین۔ اور سب سے بہتر وہ لسانی کے تفسیر ہوئی ہے۔ اور ولایت نبوت کا جزو ہے اور نبوت کے لیے ہی نبوت ولایت سے افضل ہے خواہ ولایت نبی کی پیروی کی۔

پس ہم افضل سے نکلے۔ کہ ان لوگوں کو نہ یہ ہے جیسے جو حدیث میں ہے۔
مگر تباہ و اموات کو حال سے وہ بحث سے خارج ہے۔ اس کو پروردگار نے دنیا پر کفر سے نہیں
نکالا۔ اور وہ کفر میں نکلنا حال ہے۔ نیک نکلے افضل ہے۔

علوم شریعت کو محدثین نے نبوت سے سراسر ہے۔ اور ان علوم کے خلاف ہو گئے
ہو وہ نکلے۔ اور ان کے ان شریعت سے تعلق کے واقع کو ان کے علوم میں نہ لکھے۔
فَبَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ حُجَّةٌ لَّيْلًا نَّظُنُّهَا عِلْمٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَمِنَ الَّذِينَ عَمِيتَتْهُمُ الظُّلُمَاتُ وَفَاجْزَاءُ
الْآلَاءِ وَالْيَقِينَةِ يَرْتَضُونَ اِنَّهُ عَزِيزٌ اَعْلَمُ فَتَوَاتَرَتْ عَلَيْهِمْ اَنْبِيَآءُ مِنْ رُوحِ رَبِّهِمْ لِيُثَبِّتَ
لَهُمُ الدِّينَ وَيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ الَّتِي فِيهَا كَانُوا اِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُذِلٍّ
سلام ہو۔ اور حق تعالیٰ اس بندے پر نازل کرے جس نے آمین کہا۔

اور جو حدیث قدسی میں آئے ہے کہ لا یستغنی عن آرمینی ولا ستائی ولا لکن
لَیْسَ فِیْهِ قَلْبٌ عَقِلٌ مِّنْ مِّنْ زَیْنِ وَاسَانٍ فِیْهِمْ نِیْسٌ سَاغَتْ۔ لیکن ہومن آدمی کے
دل میں ہاں لگتا ہوں۔

مگر اس کتاب میں سے مرتبہ وہ جو کہ کی موت ہے حقیقت۔ کہ نہ مطلقاً حال
ہے۔ جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا۔

پس ہر کتاب کا وہ کائنات کو حال ہو ان کائنات کی صورت کے اعتبار سے ہے
اس کی حقیقت کے اعتبار سے تاکہ عرض دانیہا کا کچھ مقدار نہ ہو۔ یہ کام کائنات کی
حقیقت سے مخصوص ہے۔

مکتوب ۹۶

تشریف آتا ہے کہ اس نے اور جو کچھ شریعت کی تابعت پر فرمائیے
اس کے مناسب بیان میں خود شریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

لے فرماتا: آج فرصت کا وقت ہے۔ اور جمیعت کے اسباب میں
توقف اتنا بڑی کی غفلت نہیں ہے۔ بہر وقت کو جو جوانی کا وقت ہے بہتر مہل میں ہو چکا
کی طاعت عبادت ہے صرف کرنا چاہئے۔ اور عورات و شہوات سے بچنا جو فتنہ نما کہ
جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ نہاں ہے ہونے پر نکاح کا ادا کرنا ضروریات اسلام ہے

اس کو غیبت اور غیبت سے ادا کرنا چاہئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے تمام ان
 میں پنج وقت عبادت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ اور ہر نئے نئے کاموں اور چہرے والے
 چارپائوں سے چالیسواں بعد تحقیق اور تقریباً فقر کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور عبادات
 خیروں کا میدان فراخ کر دیا ہے۔ تو یہ کس قدر نا انصافی ہے کہ من و ملت کی ساخت پر
 میں سے دھڑکی بھی حق تعالیٰ کی بندگی میں صرف ہوں۔ اور چالیس ہفتوں میں سے ایک
 مہینہ ہی مقرر کر دیا جائے۔ اور عبادات کے وسیع دائرہ سے ٹھکر عبادات اور شہادت
 میں باقی رہی جو ان کے وقت جب کہ نفس ناہ اور شیطان بعین کا غلبہ ہے۔ جو نہ مل کو
 بہت سے اجر کے عوض قبول کو تھیں۔ اور کل جب کہ بڑھاپے کی عمر پہنچ جائے۔
 اور اس اور تو میں نسبت ہر بائیس کی اور محبت کے اسباب پر مانگ ہو جاوے۔
 نہ است و چنانچہ کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور ملن ہے لیکر تک ملت نہ یوں۔ اور نہ است
 و بیشائی کا موقع ہو جو ایک قسم کی توبہ ہے۔ مقرر نہ ہے۔ اور ہمیشہ کا عذاب جس کی نسبت غیر
 صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے۔ مقرر نہ ہے۔ اس سے ڈرایا ہے۔ پیش
 ہے۔ اس میں کچھ خلاف نہیں ہے۔ آج شیطان خدا کے کرم پر مغرور کر کے شستی میں اس
 ہے۔ اور اس کی صف کا ہاں بنا کر لٹا کر لے کر تہا کر رہا ہے۔

جانتا ہے کہ دنیا آزمائش اور ابتلا کا مقام ہے۔ اس میں دشمن و دوست
 وہ فتنہ کو ملایا ہوا ہے۔ اور دونوں کو رحمت میں شامل کیا ہے۔ وسیعت و عظمت و کثرت
 و میری رحمت نے سب چیزوں کو گھیر لیا ہے۔ اسی واسطہ سے شامل ہے۔ لیکن قیامت کے
 دن دشمن کو دوست سے جدا کر دینگے۔ وَأَمَّا ذُو الْقَوْلِ عَزَّ الْخَيْرُ مَنَ وَاسِعٌ مِّنَ
 اَمَلِ ہر ماں، اسی صفوں کی خبر دی ہے۔ اس وقت رحمت کا ترہ و دستوں کے ترہ
 اور دشمنوں کو محروم مطلق اور رحمت کا شوق و آویٹنے کے۔ فَكَتَبْنَا لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا
 الرَّحْمَةَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا يُؤْمِنُونَ دِينِ اس کو ان لوگوں کے لئے مقرر کیا جو ہم سے
 فدا تھے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور میری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، اسی مطلب کا کہ ہے۔
 یعنی میں رحمت کو ان لوگوں کے لئے ثابت کر دینگا جو کفر و معاصی سے بچتے ہیں۔ اور زکوٰۃ
 ادا کرتے ہیں پس کرم و رحمت تفاوت میں نیکو کار اور پرہیزگار مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس
 مطلق ذیل اسلام کے لئے یہی فائدہ باقی رہنے پر رحمت کا کچھ حصہ ہے۔ اگرچہ شہادت و ایمان

مکرمہ دینی کے غلبہ سے نجات پانچنے۔ لیکن گناہوں کی سیاحی امت اسلامی کا مل
 ہوئے ہونے احکام کی پدا کرنا ایمان کو کبھی مستحیل ہونے دیتا ہے ۔
 مکتبہ اسلامیہ کے مسیو پر ہمارا کرنا کبھی نہ چھوڑے گا ۔ اور کبھی ہمارا
 کرنا کبھی نہ چھوڑے گا ۔ اللہ تعالیٰ کہنے سے
 اللہ کے پیش رو گنہگاروں کو تسلیم کرنا کہ وہ شوی نہ دین بستی
 اور ہر
 محمد بن اس لئے تھوڑا کما چکے تھے شفقت
 کہ تیرے وہ نہ ہو جائے بہت شوق کے مل تیرا
 حق تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیسیٰ اپنی رضایت سے
 کاسوں کی توفیق دیتے ہیں ۔

بقیہ تصدوہ ہے کہ حال دیکھنا اسحاق نیک کا غلبہ اور مشاہدہ ہے ۔
 قدیم سے ہمایلی کی حق ہی دیکھتا ہے ۔ اگر وہ دعا کا طلب کرے تو اس کے حال پر
 فراموش رہتا ہے لیکن کتابت اور انشا میں حق ہی ہمارا رکھتا ہے ۔ والسلام

مکتبہ

اس بیان میں کہ عبادات ساموہ سے متصوہ تین کا مال کرنا ہے ۔ شیعہ فرقہ
 کی طرف لکھا ہے ۔

حق تعالیٰ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیصلہ ہم مصلحتوں کو حقیقت
 ایمان سے شرف خدائے جس طرح انسانی پیدائش سے عبادت ساموہ کا ارکا مقصود ہے
 دیکھ ہی عبادت ساموہ کے او کرنے سے متصوہ تین کا مال کرنا ہے جو ایمان کی حقیقت پر
 مکتبہ ہے کہ آیت کریمہ **وَقَدْ خَلَقْنَاكَ خَلْقًا يَّابِسًا لِّتَقُولَ لَا مِسَاسَ لَّيْلًا**
 کہیں تک کہ جو کہوت آئے ہیں اس طلب کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہوت حق جس طرح تھا
 و غایت کے لئے آتا ہے ۔ بعینہ اور عزیت کے لئے ہی آتا ہے ۔ یعنی **لَا جِبِلَّ إِلَّا**
يَّابِسًا لِّتَقُولَ لَا مِسَاسَ ۔ گواہ وہ ایمان جو عبادت کے او کرنے سے پہلے ہے وہ صرف ایمان
 کی صورت ہی صورت ہے نہ کہ ایمان کی حقیقت ۔ جس کی قیاس تین سے کی گئی ہے ۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْمُوا لِلَّهِ ذِكْرًا خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ**

کاؤر کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کو سبقت کے سامنے ہایا جائے گا کہ اگر کلمہ
ہے کہیں جو کو چاہتا ہے پسند کرے ۔

وَاِنْ رَّسَلْنَا قَالٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَوْ مِمَّنْ قَالَ لَا
تَغْضَبْ فَرَكَّ مِرًا قَالٍ لَا تَغْضَبْ اَلَا اَنْتَ بَرُّ كُنْ بِأَهْلِ الْبَيْتِ كُلِّ شَيْءٍ
مُتَضَعٍ كَمَا فَتَمَّ عَلَى مَنْ لَا بَرَّةَ اِلَّا اَخِي كُنْ بِأَهْلِ الْبَيْتِ وَكُلِّ عَشْرٍ
حَقٍّ اَمْشِ تَكْلِيْمًا اَوْ اَتَغْضَبُ اَحَدَكُمْ وَهُوَ لِيَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالٍ قَالٍ وَفِي عَقْدِ
الْفَتْحِ وَالْاَلْفِ فَتَمَّ طَعْمًا اِنَّ الْغَضَبَ يَفْسِدُ الْاِيْمَانَ فَمَا يَفْسِدُ الْقَبْرُ
الْعَمَلُ مَنْ لَمْ يَسْمَعْ بِاللهِ رَفَعَهُ اللهُ فَمَوْفِي تَغْضَبُ حَقِيْقَةً وَفِي اَعْيُنِ النَّاسِ
حَقِيْقَةً مَنْ تَكَلَّمَ وَحَقَّ اللهُ فَمَوْفِي اَعْيُنِ النَّاسِ حَقِيْقَةً وَفِي قُلُوبِهِ كَيْفَ
حَقِيْقَةً فَمَوْفِي اَعْيُنِ النَّاسِ كَيْفَ اَوْ حَقِيْقَةً

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے دینت
کریں آپ نے فرمایا غصہ نہ کریں اس نے عرض کی کہ میری آپ نے فرمایا اگر غصہ نہ
کیا کہ کیا میں آپ کو اہل جنت کی نسبت خبر دوں ، وہ خیف اور عاجز رہا کہ اگر اللہ فرم
کھا ہے تو اللہ اس کی قسم کو چاکر دے ۔ اور میں کیا تم کو اہل دوزخ کی خبر دوں ، وہ کہنے
اگر لے والا نکلتے ہے جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے ، اگر وہ کھڑے ہو تو بیٹھے رہے پس
اگر اس کا غصہ دور ہو گیا تو بتر و زنا سے چاہتے کریت جائے کہ اگر غضب ایمان کو مینا
دیتا ہے پس خبر شد کو جاننا چاہیے جس نے اللہ کے لئے عرض کی اس کو اللہ بلند کرتا
ہے ۔ پس وہ اپنے نفس میں خیر اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ہوتا ہے ۔ اور جس نے عکس کیا
انسان کو پست کرے ۔ پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں خیر اور اپنے نفس میں بڑا ہوتا ہے ۔
وہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک آئے اور نہ کسی زیادہ خیف ہو جاتا ہے ۔
حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے عرض کی کہ سب سے
بندوں میں سے تیرے نزدیک زیادہ عزیز کون ہے ۔ فرمایا وہ شخص جو باوجود قادر ہونے
کے صاف کرے ۔

وَقَالَ يَحْيَا عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالْحَيَّةُ مِنَ حَوْنِ رِسَالَةِ سَكْرٍ
الله حَوْرَةٌ وَمَنْ كَفَّ تَغْضَبَهُ كَفَّ اللهُ عَنْهُ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَأَيْتُكَ

قَبْلَ نَفْثَةِ شَيْطَانٍ عَذُورَةٍ ۝

جس نے اپنی زبان کو بند رکھا اللہ تعالیٰ اس کی قسم کھا کر دے گا کہ وہ سچا ہے۔ اور جس نے غصہ کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے روک دے گا۔ اور جس نے غصہ قبول کیا اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ کرے گا۔

وَقَالَ ابْتَغُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ مِنْ مَالِكِي لَعْنَتِي لَعْنَتِي لَعْنَتِي مِنْ عَزْمِيهِ اَوْ شَرِّ لَعْنَتِي مِنْ مَالِكِي مَنْ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنُ وَيَنْتَازِقُ اَوْ ذَهَبَ اِنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ صَالِحٌ اَعِدَّ لِقَدْ رَمَلْتُمُوهُ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَعْنَتِي لَعْنَتِي مِنْ سَيِّئَاتِ مَا جِئْتُ بِكُمْ عَلَيْهِ ۝

میرے شخص پر کسی نے بھائی کا کمال ال یا کوئی حق ہے تو تم سے چاہئے کہ تم ہی اس سے صاف کر لے۔ جیسے اس کے پاس کوئی درہم و تیار نہ ہوگا۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے حق کے موافق یا جاوے گا۔ ورنہ لی لے کر لی تو صاحب حق کی بنائیاں بیکار اس کی بنائیاں پر نہ زیادہ کیا ہو سکیں۔

وَقَالَ ابْتَغُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ مِنْ مَالِكِي لَعْنَتِي لَعْنَتِي لَعْنَتِي مِنْ عَزْمِيهِ اَوْ شَرِّ لَعْنَتِي مِنْ مَالِكِي مَنْ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنُ وَيَنْتَازِقُ اَوْ ذَهَبَ اِنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ صَالِحٌ اَعِدَّ لِقَدْ رَمَلْتُمُوهُ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَعْنَتِي لَعْنَتِي مِنْ سَيِّئَاتِ مَا جِئْتُ بِكُمْ عَلَيْهِ ۝

نئی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر شخص کو جو غصہ کرے اور جس نے غصہ کر لیا اس سے غصہ نہ کرے جس کے پاس درہم و اسباب کچھ نہ ہو۔ آپ نے فرمایا میری استغاثہ سے غصہ نہ کرے جو قیامت کے دن غصہ کرے اور نہ زکوٰۃ سب کچھ کرے کہ آئے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس نے کسی کو گال دی ہے اور کسی کا مال کھینچا ہے۔ اور کسی کو کھینچا ہے۔ اور کسی کا خون گرایا ہے۔ اور کسی کو مارا ہے۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ہر ایک کو دے گا۔ پس اگر حق ۱۱ ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں تم تک نہیں۔ تو حق و ابدوں کے قصہ بیکار اس کے حق میں ہرگز نہ لے جاوے گا۔ اور جس کو دوسرے میں ڈال دیا جاوے گا۔

۱۔ حضرت عمارؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے بعد از نماز کی طرف کھٹک کر بڑی طرف بٹھک کر اس میں قہقہے دیتے رہے لیکن بہت دیر نہ لگتی تھی۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَنَا بَعْدُ فَاِنِ مَعَتْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنَ النَّفْسِ رَضِيَ اللهُ بِمُحَمَّدٍ النَّاسِ كَفَاةً اللهُ مُؤَيَّدٌ النَّاسِ مِنَ النَّفْسِ رَضِيَ النَّاسِ بِمُحَمَّدٍ اللهُ وَفَلَهُ اللهُ عَلَى النَّاسِ وَاللَّهُ مُكَفِّلٌ صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ مُحَمَّدًا اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

آپ پر سلام ہو۔ اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جو شخص لوگوں کے فضل کے مقابل میں اللہ کی رضا مندی پائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی حقیقت سے بچائے رکھتا ہے۔ اور جس شخص نے اللہ کی ناراضگی کے مقابل میں لوگوں کی رضا مندی پائی اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے مالہ کر دیتا ہے۔ اور ترجمہ پر عام ہو سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۞

حق تعالیٰ ہم کو وہ ناپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ جو قبلہ صواب ہو۔

یہ حدیثیں اگرچہ پیچیدہ و بڑے علمی ہیں لیکن شیخ ابو کی سند میں حاضر ہو کر ان کی معنی سمجھیں اور گوشہ نشین کریں کہ ان کے سوا حق عمل نصیب ہو جائے۔ دنیا کا بقا بہت قسوت ہے۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور وہ ایسی ہے عقل و ذرا نشین سے کام لینا چاہئے اور دنیا کی طراوت اور ملاوت پر غور نہ کرنا چاہئے۔ اگر دنیا کے باعث کسی کی نفرت و ابرو ہوتی۔ تو کفار و دنیا دار سب سے زیادہ نفرت والے ہوتے۔ اور دنیا کے ظاہر پر غور نہ کرنا چاہئے جو قوتی ہے۔ چند روزہ فرصت کا نصیب جانا چاہئے۔ اور خدا کے لئے کے پسندیدہ کاموں میں کوشش کرنی چاہئے۔ اور خلق خدا پر احسان کرنا چاہئے۔ اللہ کے امر کی تعمیل کرنا اور خلق خدا پر شفقت کرنا آخرت کی نجات کے لئے دو بڑے رکن ہیں۔

خبر صادق علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے حقیقت حال کے مطابق ہے بیہوش اور بکواس نہیں ہے۔ یہ خواب و غرور کب تک۔ آخر سوائی اور طواری اٹھائی نہیں گئی۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَتَحْسِبُنَا اَمْثَلًا خَلَقْنَاكَ عَبَثًا وَاَنْتَ كُنْتَ لَا تَرْجُوْنَا

کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تمیں میں پیدا کیا ہے۔ حقیقت یہی حقیقت ہے کہ اگر کوئی مظلوم ہے کہ کوئی دلت اس قسم کی باتیں کہنے کا تقاضا نہیں کرتا۔ کیونکہ جو ان کا آقا ہے اور دینی پیشوا اور سب سے بڑا اور حقیقت پر غالب اور حکومت مآمل ہے یہیں پر کے حال پر شہادت اس کی شکل کو باعث ہوتی ہے۔ اسی کو نہیں کیا۔ تو بڑا ثابت ہر وقت ہے اس لئے اطلاع دینا ضروری ہے

و مقام از کس است یک حرف نیست

تذکرہ
سے کھول اگر میری تو پاس ہی صاف کھل ہے

والتسليم والتواضع

۹۹

ایک تفسیر کے جواب میں جو دوامِ آلاء کی کیفیت اور حالتِ نوم کے ساتھ اس کے معنی کو غلط فہمی کے باعث میں جو سرورِ غفلت اور یکساہی ہے کیا گیا تھا۔ علامہ حسن کٹھوری کی طرف ملاحظہ فرمائیے۔

۲۔ آپ کا بزرگ محنت و سرمدار ہوا۔ اور اس کا مستفاد کا حال جو آپ نے دوام کا ہی
کی کیفیت اور حالت و دم کے ساتھ اس کے میں کرنے کے بارے میں جو سرا و غفلت اور کیا ہی
ہے۔ اور اس بزرگ کاغذ کے بعض بزرگوں نے اس دولت کے حاصل جو فی نسبت
خودی ہے۔ کیا ہوا تھا معلوم ہوا۔

میرے خادم: اس شکل کا صل ایک مقدمہ پر مبنی ہے جس کا بیان کرتا ضروری ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انسانی ذریعہ کے لئے اس بنیانی صورت کے تعلق سے پہلے ترقی و عروج کا درست ہند تھا۔ اور **وَمَا يَتَّبِعُ إِلَّا مَقَامَهُ تَتَلَوْنَهُ كَمَا يَجُوزُ فِي قَبْرِهُ** میں قید ہو جیسا تھا لیکن عروج کی استعداد کا قیمتی جوہر نزل کی شرط پر اس کی بعیت میں بلو رامت رکھا جاتا تھا۔ اور اس وجہ سے فرشتہ پر اس کی نازلگی مقرر ذیالی غنی حق قائلے نے اپنی کمال بخشش سے اس نورانی جوہر کو اس عظمائی جسم کے ساتھ جمع کر دیا۔ **فَتَبْطِئَانِ مِنْ تَبْطِئِ بَيْنَ السَّوْدِ وَالْأُظْمَرِ** ذکر ان امور فی الخلق ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے نور و ظلمت کو جمع کر دیا اور اہم کو خلق کے ساتھ ملا دیا۔ اور جو کہ یہ دو نول امر و حقیقت ایک دوسرے کے

نہ دیکھیں اور نہ ہوتے تھے۔

عالمِ مطلق جل شانہ میں جسمان کے ثابت کرنے میں منظم کے تصور کرنے کے لئے ذہن اور نفس کے درمیان عشق و زلفانی کی نسبت پیدا کی۔ اور اس کو کہیں کہیں کے انتظام کا سبب بنایا۔ آیت کریمہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فَتَذَكَّرْ فَإِنَّكَ عَلَىٰ شَفَا قَلْبٍ اور جو تحقیق پیدا یا ہم نے آدمی کو جو بھی ہو کر کے پیر پیدا یا ہم نے اس کو سب سے نیچے آدمی اسی سبب کی وجہ سے آدمی کو نفس کا منزل اور اس کی گرفتاری حقیقت میں روح باری تعالیٰ کی قسم سے ہے۔

پھر اس محبت کی نسبت کی باعث روح نے ہنسی پختہ کی۔ تم نہیں ہی اکل پختہ کے اس کے تاج بنایا۔ بلکہ اپنے آپ کو بھی قبول کیا۔ اور اپنے آپ کو نفسِ ناریہ سے تعبیر کیا۔ روح کی اسلیت میں لطافت اور ہے کہ کمال لطافت کے باعث جس طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس کا علم اختیار کر لیتا ہے۔ پس جب اس نے اپنے آپ کو فراموش کیا ہو۔ تو ہر دور ہے کہ اپنی پہلی نسبت کو بھی جو جو بقی قائل کے مرتبہ میں قائم تھا۔ فراموش کر دیا اور ہر تن اپنے آپ کو خلقت میں ڈال دیا۔ اور حکمت کا علم لے لیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال صہبانی اور بندہ نوری سے فیصلہ میرے تسلیم و قبول کو پیدا کیا۔ اور اس کو اس کے زکوٰۃ میں کئے دئے اپنی طرف بلایا۔ اور نفس کی مخالفت کیلئے جو زمین کا مشرق سے مکرر دیا۔ مَن وَجِعَ النُّفُوسَ قُلُوبًا فَادْفَنُوا عَظِيمًا وَمَن لَّمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأَنَّهُ يَتَّخِذُ مَنَاسِكَ وَأَعْيَادًا لِلْكَافِرِينَ قَدْ ضَلَّ أَكْثَرُ مَا يَدْعُونَ سَبِيلًا اور جس نے اپنا خزانہ بنایا۔ اور زمین میں ہی ہمیشہ بنا لیا کیا وہ حکمت کو ادا ہو گیا۔

اب ہم ان اشکال کا جواب دیکھتے ہیں کہ اس قدر سے روح کا نفس کے ساتھ جمع ہونا تو منسوم ہو گیا۔ بلکہ نفس ہی میں اس کی قضا اور اسی کے ساتھ اس کی نسبت اسلیم ہو۔ پس تا پار جب تک یہ جمیع احوال انتظام قائم ہے۔ ظاہر کی غفلت بعینہ باطن کی غفلت ہو اور غفلت جو ظاہر کی غفلت ہے۔ بعین باطن کی غفلت ہے۔ اور جب میں انتظام میں خلل ہو جائے اور باطن ظاہر کی غفلت سے مشغول ہو جائے۔ تو باطنوں کے باطن کی محنت اس کو محال ہو جاتی ہے۔ اور وہ قضا و قدر جو خالق کے ساتھ قرب کی قیاس میں ہو جاتی ہے۔ اور باقی تفسیق کے ساتھ

فنا ہو جس نسبت ہے اس نسبت کا۔ کی نسبت باطن کے حصہ میں آیا نہیں مرقی ۱۲
 کہ نہ تار کی نسبت کہ باطن نے ظاہر کی طرف پیچ کی ہوئی ہے۔ اور ظاہر کی طرف سے باطن کی
 کچھ نہیں جاتا۔ یہاں تک کہ نہ مرقی ۱۳۔ اور باطن کا وہ جو۔ فلاحتہ فدا اس میں جو
 نہیں ۱۴

مشرق و مغرب ہر ایک کھل میں ۱۵ ہوا ہے وہ باطن کا حکم ایک ہے۔ اور جب
 اور کھل سے جدا ہو گیا۔ تو وہ ان کے حکام ہوا تھا ہو گئے۔ اور ایک کا حکم دوسرے پر
 جاتا۔ نہ ہو گا ۱۶

میں قسم کے صاحب دولت کو درجہ ان کی طرف وہ ہیں ناہائیں۔ اور جہان کو اس کے
 وہ ہمیشہ دنیا کی برکت سے نفسانی اندیشوں سے نکالتا چاہیں۔ تو اس کو سیران ملے گا
 کے طریق پر جہان کی طرف سے آتے ہیں۔ اور اس کی توجہ بہتر خلق کی طرف ہوتی ہے۔ بغیر
 اس بات کے کہ اس کو ان کے ساتھ قیام کرنا اسی حال جو یہ گارہ۔ اسی چلی گئی تھی
 پر ہے۔ بلکہ اختیار اس کو اس جہان میں رہنے میں پس یہ کھلی تھلے تھلے کی طرف سے
 نہ چھوڑے اور خلق کی طرف سے جو گئے میں ظاہر ہو پر تکرار تکرار کے ساتھ مشرک ہو جائے
 لیکن حقیقت میں ان سے کچھ مناسبت نہیں تھا۔ اور نہ ان کی اور نہ ان کی طرف میں توازن
 ہے۔ اور نیز خلق کی طرف نہ کرنا اس فتنی کے حق میں بلکہ اختیار ہی۔ اس میں اور بھی کچھ نہایت
 نہیں تھا۔ بلکہ اس توجہ میں حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔ اور فتنہ کی میں اپنی ذاتی نسبت
 حق تعالیٰ کی نارضا منی ہے۔ اب ایک اور فرق بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ کیا
 نے لکھا تھا ہے عالم کی طرف سے سرچر خلق تعالیٰ کی طرف تو جبکہ ہے۔ لیکن انہوں کے
 اپنے خلق کی طرف سے نہ چھوڑا حال ہے۔ خلق کی طرف ہمیشہ کے لئے توجہ کا ہونا اس کے
 مقام کے لازم ہے۔ نہ جب کہ اس کی دعوت کا کام تمام ہو جائے اور اس کو اور تھا ہے
 اور تھا ہی طرف بیان چاہیں تو اس وقت انہیں انہیں کی نہ اس کو سنائی جاتی ہے
 مشائخ حقیقت میں ہر دم نے تمام دعوت کے مقرر کرنے میں مختلف باتیں کیا
 کی ہیں بعض نے حق اور خلق کے درمیان توجہ کا جمع ہونا بیان کیا ہے۔ ان کا اختلاف
 احوال و مقامات کے اختلاف پر مبنی ہے۔ ہر ایک نے اپنے مقام کی نسبت خبر دی ہے
 وَالْأَمْرُ عِنْدَ اللَّهِ يُحْكُمُ الْأَمْرَ حَقِيقَتُهُ عَالِمٌ تَقَالُفٌ لَمْ يَسْلُومُ ۱۷

امیر ہمسایہ کا جھگڑا دینی اللہ عنہ نے فرمایا جسہ کہ نہایت ہی ہدایت
کی طرف سے رخ دینا ہے۔ اسی غلام و عورت کے موافق ہے جو اس سود میں کچا جانچا ہے
کیونکہ ہدایت میں جہتیں توجہ خلق کی طرف ہے +

حدیث شفاء عیشائے ولایت اور قلبی امیری نکلیں سہاقت میں لیکن میلان
نہیں ہوتا، ہر کسی ہوتی تھی۔ اس میں، اور انکس کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ جہاں اپنے دل میں
است کے احوال سے غافل نہ ہونے کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ زینبہ امیرت سے متعلقہ
و آواز کے حق میں مضمون کو توڑنے والی نہ ہوئی۔ اور جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکس
است کی مخالفت میں گزرتے کی وجہ سے۔ اور یہی علت غائب ہوت کے مناسب
نہیں۔ اور حدیث میں منع اللہ وقت لا یتغنی فیہ مملکت مغرب و لا یغنی عنہ
میں بشرط محنت قبل ذاتی ہر کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ چلی ہی قیامت کی جناب
کی طرف توجہ کی سلسلہ نہیں ہے۔ بلکہ چلی اس طرف سے بہت توجہ کی طرف سے کچھ دخل
نہیں۔ اور عاشق و مشتاق کے ہر کس کی قسم سے ہے۔ کیونکہ عاشق و مشتاق سے یہ ہوتا ہوا

ہے۔

آئینہ صورت از خود است کاں نہیں صورت از صورت

سفر سے آئینہ صورت کہے بہت ہی

کہ صورت اس کی سے سب کی سب پھر

جاننا چاہئے کہ خلق کی طرف سے رخ کرنے کی حالت میں دور ہوئے ہوئے پرستہ
پھر عروہ نہیں کہنے باوجود بے پروائی کے اس کو خلق میں مشغول کرے۔ اور مخلوق کے کی مشغول
اور غلامی اس پر منحصر ہے +

ان جہادوں کی مثال اس شخص کو ہی ہے جو بادشاہ کے ساتھ بڑا قریب رہتا ہے
اور اس کے اوپر بادشاہ کے درمیان کوئی ظاہر یا امر جانی مانع نہیں ہے۔ اور باوجود اس کے
اس کو عاجز و لوگوں کی خدمت میں مشغول کیا ہے۔ یہ جہاد و فتنی مروج میں اور فرق
ہے۔ کیونکہ جہاد ہی ایسی جناب میں ہے اور عشق کے لئے سے جناب اٹھائے گئے ہیں۔
واللہ اعلم بالصواب۔ اور سلام ہو آپ پر اور ان لوگوں پر جو ہدایت کے تابع
ہوئے +

مکتوب

ہم نے اس کے جواب میں جو اس نے کیا تھا شیخ عبدالحکیم کے پاس
اس نے کہا کہ اس کے حق میں غیب ہائے وہ نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے
کی طرف لکھا ہے :

آپ کو زلف و زینت و شادمانی و شادمانی ہوگی۔ اگرچہ کہ اس کے لئے خداوند تعالیٰ نے ہر ایک
نے لکھا تھا کہ شیخ عبدالحکیم کو مبنی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے علم غیب نہیں ہے۔
میرے نزدیک وہم و غم کو اس قسم کی باتیں سننے کی ہرگز تاب نہیں۔ بے اختیار
میری قافہ دل و جوش میں باقی ہے۔ اور اس میں تو جیسا کہ اول کی خدمت میں فرمائی تھی۔
ان باتوں کا قائل شیخ عبدالحکیم مبنی ہو یا شیخ الکوشی۔ اگرچہ کہ وہ محمد
عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کام و کار ہے۔ نہ کہ اسی الدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
قوی اور عبدالحق کا مثنوی کی کام۔ ہم کو نص سے کہہ رہے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مبنی
میں اپنے ہر کوئی بات کہتے سے لاپرواہ کر دیا ہے۔

حق تعالیٰ قرآن مجید میں اپنی تعریف علم غیب کے کرتا ہے۔ پس آپ کو علم غیب
فرماتا ہے۔ حق تعالیٰ سے علم غیب کی نفی کرنا بہت ہی برا ہے۔ حقیقت میں حق تعالیٰ
کی تقدیر ہے۔ غیب کے کچھ اور معنی بیان کرنے اس برائی کو دور فرما دیتے۔ لہذا
تالیف غیب میں ان کو اہمیت دینا بہت ہی بات۔ یہ کاشی ان کاں ہم کے سرع خلاف
شریعت کلمات کے بولنے کو کس چیز نے آوارہ دیا۔

اگر مقصود انما الحق اور بے طامی، جیسا کہ آیت میں ہے تو وہ مفہور میں اور
علمیہ احوال میں منکوحہ ہیں لیکن اس قسم کی کلام احوال پر مبنی نہیں۔ بلکہ علم سے غلط
کہتی ہے۔ اور تاویل کی قیاس ہے۔ اور کسی نہ کہ لائق نہیں۔ اور کوئی تاویل اس کلام
میں نہیں۔ کیونکہ کلام کی تاویل کی جاتی ہے۔ اور ظاہر کی طرف
پہنچ جاتی ہے۔ کسی اور کلام کی تاویل حکم سے مقصود اس قسم کی کلام کے اظہار سے غلط
کی دست اور قدرت ہو تو یہ بھی بہت بڑی اور بڑی بات ہے۔ کیونکہ غلطی کی علامت حاصل
کوش کے لئے اور بہت سے طریقے ہیں۔ ایسی باتوں کی کیا ضرورت ہے جو کلام

نہیں اور چونکہ آپ نے اس کی تائید میں استدلال کر کے اور روایات یہ ہے۔
 حلال کا باب دینا ضروری ہے۔ لہذا اس بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے وہ علم الغیب
 عین اللہ سبحانہ اور جبکہ ہر شے تعلق سے ہی ہوتا ہے۔

یہ بعض نے کہا ہے کہ غیب معلوم ہے۔ بعد ازاں کا علم نہیں ہوتا یعنی جب
 غیب حق تعالیٰ کی نسبت معلوم و مطلق اور ثابت ہے تو علم کا اس سے تعلق ممکن ہے
 جسے نہیں تھا کیونکہ وہ نسبت اس واحد و مطلق اور شے کے لئے ہوتی ہے۔
 نہیں کہ اس کے حق تعالیٰ کو اپنے شریعت سے سب سے عاقل حق تعالیٰ کا غیب ہرگز نہیں
 اور لاشعور میں ہے۔ غیب خود شریعت و مقررہ صورتوں میں نہیں ہے بلکہ ممکن
 ان بعد و ثابت ثابت کی ہر وہ علم میں ہے۔ مفہوم میں۔

ان تمام محلات میں بھی ایسا ہی ہے جن کے مفہوم کا تصور ممکن ہے اور مفہوم تو
 کا تصور ممکن ہے کیونکہ معلومیت اس کو محال ہونے سے نکال دیتی ہے اور کم از کم خود ذاتی
 بخشی ہے۔

اور وہ جو مولانا محمد روحی کی توجیہ پر کیا ہے درست ہے اور
 مجرور کے مرتب میں نسبت ثابت کی نفی کرنا مطلق سہمی نفی کو مسترد ہے۔ صرف غیب کی
 نفی کو مقصود کرنا کوئی وجہ نہیں کہتا۔ اور وہ سہمی ثابت کی توجیہ یہ ہے کہ اگرچہ اس میں
 مجرور کے مرتب میں نسبت ثابت ہے لیکن حق تعالیٰ کی مطلقیت اپنے حال پر ہے۔ کیونکہ وہ
 ذات کی نوع سے عالم ہے نہ ذات صفت کی ذات ہے۔ کیونکہ وہ ذات کی تخلیق نہیں صفت
 کی نفی کرنے والے حق تعالیٰ نہ عالم کہتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے ملکہ کی صفت کو حق تعالیٰ سے
 شائبہ کہہ سکتے ہیں اور وہ انکشاف و صفت پر ترتیب جو ثابت اس کو ذات پر ترتیب پانچ
 ایک نہیں ایسا ہی ہے۔

اور وہ توجیہ جو آپ نے کی ہے اور غیب سے حق تعالیٰ کا غیب مراد لیا ہے
 اور علم کا تعلق اس سے جائز نہیں کہا۔ اگرچہ وہ جب تعالیٰ کا علم پر نسبت و جہات سے باوجود
 قریب ہے۔ لیکن تجربہ کو حق تعالیٰ کی ذات بہت کے ساتھ علم کے تعلق کے جائز ہونے
 میں ثابت ہے۔ کیونکہ وہ وہ جو انہوں نے عدم جائز نہیں یا اولیٰ ہے اس میں علم کی حقیقت
 معلوم کے احاطہ کی مقتضی ہے۔ اور وہ ذات مطلق عدم احاطہ کی مقتضی ہے۔ یہاں میں علم سے

۱۰۰

یہاں نہ شہادہ قائم ہے کہ کوئی مرد مشرعی کی زندگی میں دیکھ میں نہ ہو نہ اس کو حق
 ملیتیں سہم کی صورت میں ہوں گے۔ لیکن یہ معنی ہی میں پھر وہ نہیں۔ اور جس کا ذکر
 کر سکتے ہیں۔ وہ یہ معنی ہے کہ حصول میں اس میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ یہ وہ جس کا
 تعلق حق سے ہے۔ اس کی ذات کے ساتھ معنوں کے طریق پر ہے۔ نہ کہ معنوں کے طریق پر۔ واللہ
 اعلم بالصواب۔ لیسال او حقیقت حال کو مذہبی ماننا ہے۔ وخطی اللہ شان علی
 سیدنا محمد و آلہ الطاہرین و سلمہ و یا رک۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مکتوبات

ابن دہل کے دو میں کمال کو ناقص خیال کہے۔ عرض کی زبان واد
 کرتے ہیں ملاحظہ کشمیری کی طرف لکھ ہے:-

اتحسن الله بخلقنا انكذوا منك يا انكذ حق تعالى آتے آپ کے مال کے
 انہما کے لئے رول کو درست کر سہ۔

مولا محمد صدیق نے آپ کو از غار بنیاد اللہ تعالیٰ کا مہر ہے
 آپ کے دور پر ہے جنوں کو سہما کوشش نہیں کیا۔ جو خطاب آپ نے کیا ہوا پھر
 کی طرف گئے ہونے تھے۔ وہ حق ہوئے۔ اس جو اقرضہ کی غرض پر کریں۔ انار کی وقت
 شمس ہے لیکن انسان محال ہونے کے بعد اقرضہ کی مجال نہیں کہ کوئی غرض اس مقام میں
 حق تعالیٰ سے رہتی ہے۔ اور حق تعالیٰ اس سے رہتی ہیں۔ اور یہ ہے کہ وہ حق
 پر اقرضہ ہوا نہیں۔ اور اس کی را حق تعالیٰ کی مرضی ہے۔ کہ کوئی اس وقت کا مال ہوا
 اس کے حقوق سے محقق ہونے کا وقت ہے۔ اور اس کا پاک میدان ہمہ استیلاطوں کے
 اقرضہ سے بہت بلند ہے۔ جو کچھ ہم کہیں ہماری طرف ہی لوٹ آتا ہے۔

اگر از خوشی و نیست چہیں چہاں از پستان چہیں

و اقف اپنے سے جب نہیں ہر چہیں

جانے پھر وہ کیا چستان و چہیں

بسا اوقات حال ہلک کمال جہالت سے غرض طہ کو نارد تصور کرتے ہیں۔ اور تارہ کے

اسلام ملت پر جاری کرتے ہیں۔ جیسے کہ نئے میلے لایے، اصولہ اسلام کو باقی تازہ اسلام
کی طرح تیار کیا ہے عکالت جبروت کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ ان کے یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان
کے کہنا میں ان کے ساتھ ہے۔ علیٰ اللہ تعالیٰ یہ اصولہ اسلام +

۱۰۲

اس بیان پر کہ کوئی قرض میں سبب وچیسلم ہے فقط زیادتی مثلاً کسی شخص نے اس نیک بومضابتک کے قرض لئے تو اس صورت میں سبب نہ نیکو حرام ہیں۔ صرف تو نیک زیادتی جس دوس کے متعلق مناسب بیان ہیں۔ مثلاً مطلقاً ہر طرف کا دیکھا ہے :-

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى الله كما يحب اهلنا منكم

برگزینی به بند اول در اسلام بود *

آپ اس ن فرماتے تھے کہ ربا، قرض سودی میں صرف باطل ہی ہے۔ اور بارہ
 تنگہ کے بعض دس تنگہ قرض لینے میں صرف یہ دو تنگہ یا اسی حرام ہے لیکن جب تک کہ باطل
 کی طرف رجوع کی تو معلوم ہو گیا کہ شریعت میں میں عقد میں باطل ہے۔ اس میں باقی ہے
 میں تاجا یہ عقد حرام ہو گا۔ اور جب کچھ حرام کی نسبت مہل کریں۔ وہ بھی حرام ہو گا۔ پس میں تنگہ
 میں راہ ہو گا۔

کتاب جامع القوز اور روایات کتاب ابو اہیم شافعی کے بیچنے سے مستفاد

اسی مطلب کا اظہار تھا۔ جتنی بھی صورت امتیاز کی۔ سو میرے مخدوم: رزاقی حرمت نفس تعلقی ثابت ہے۔ جو مقلع ہو غیر محتاج کو کوشاں ہے۔ وہاں مقلع کا خاص کر اس قلعی مکر کا منہج لکھا ہے۔ اور قلعہ کی روایت یہ مرتب نہیں کہ قلعی کو مقلع کہے۔ مگر مکر کا لکھنا حال لاہوری و لاہور کے عدا میں سے زیادہ عالم ہیں فرماتے تھے کہ قلعہ کی بہت سی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں اور کتب معتبرہ کی۔ و عیوں کے مخالف ہیں۔ اور ان میں روایت کے صحیح مان میں تو اس احتیاج کی تاویل منظر اور اور منہج سے کرنی پڑیگی۔ تاکہ آیت کہ یہ قلعین اکل ظفر نہ یخففہ کے ساتھ مقلع قلعی کی تفسیر صحابہ کے اقوت میں بھی ایسی ہے۔

اور ترمذی کتب ہمیشہ ترمذی ترمذی ۶ افسانہ ترمذی کو نیز کا ٹھوڑا

اور زیر احتیاج غلام اور ایسا جائے تو پر حاجت کرنا ان خدمت کے لئے کوئی مقام اور محل یہ
نہ ہو کہ خود جزیرہ کی قبول کرتا ہے اس کا باعث کوئی کوئی حاجت ضرورت سے ہو مگر
حاجت کے کوئی شخص اپنے منکر پر پیش دستی نہیں کرتا پس اس صورت میں اس صاحب قریب
میکر کے تازہ فرستے ہوئے ملک کے لئے کوئی زیادہ غلام باقی نہیں رہتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے
کتاب عزیز میں قسم کی دہی توں سے بلند پاک ہے۔ اور اگر ہم فرض حال عام احتیاج کو تسلیم
کریں تو میں کہتا ہوں کہ احتیاج ہی بظاہر و ریات کے ہے۔ اور ضرورت اخذ نہ کرے مگر
پوری کی باقی ہے پس اس دہی وید سے کھانا کچا کھاد و کھن کو کھانا احتیاج میں نہیں
سے۔ اور نہ ہی کوئی ضرورت اس کے متعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکائیت میں احتیاج شش
سے اور کھن پر منحصر ہے۔ اور اس کی روایت کے لئے کھانا کچا کھانا احتیاج میں نہیں
ملاؤ کہ وصقہ کا زہر اور ترقی ہے +

پس ضرورت مستثنایہ فیہ میں و حفظ انیس کا سودی فرض لینے والے محتاج ہیں۔
اور محتاج ہونے کی صورت میں کھانا جو اس مال سے اس حاجت کے لئے پختہ ہیں اس
کو یہ کھانا مال ہے یا نہیں +

جس دہی اور کسپا کڑی کو احتیاج کا میلہ بنا۔ اور اس سبب سے سودی قرض
اور اس کو طویل و جائز باننا و نیفاری سے منع ہے۔ چاہے کہ امر صرف اور نہی ملکہ کے
طریق کو ملاحظہ کریں۔ اور جو لوگ اس بلا میں گرفتار ہیں ان کو منع کریں۔ اور اس حید کے چنانچہ
ہونے کو بھی آگاہ کریں۔ یہاں سب کیس اختیار کیا جائے کہ اس کے سبب خسار اس
قسم کے خطرناک اصل کے ارتکاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ روزگار کے وجود بہت ہیں۔ کچے
سپاہ کڑی یہی نوع نہیں جب آپ اس طرح و تقویٰ کریں اس لئے کھانے میں سبب کی یہ
سبب ہی ہے +

آپ نے کھانا کھانے میں شہر کے غیر روزی پیدا نہیں ہوئی۔ سچ
لیکن جہاں تک ہو سکے شہر سے بچنا چاہئے۔ نہ اعت بے طاقت جس کو اپنے
کی نمانی بیان کیا ہے۔ شد و مستعد میں اس سے بچنا نامکن ہے۔ لایکلف اللہ کلف
الاکلا و شتھا اللہ تعالیٰ لیس نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر تقدیر اس کی طاقت کے +
نیکو جو دی بھانے کو ترک کر دینا بہت آسان ہے۔ قابل و عاقل اور عوام کو

حلال و حرام میں قسم ہے جس کا اندک مسک پہنچاتا ہے غنا سے دل سے نہیں بنت ہے
اور حقیقت کے نزدیک سب احرام کو شام میں منسوخ نہیں ہوتے۔

پس جو رستہ نہ گورہ بلا میں گذرانی شخص مستیج مشک کے کسے کسے سدی عرض
کے حلال ہونے میں جو انقضی کے حکم کے بعد جن جن سے وقت کے اس کو کر ہی
سے شوبہ کرنا چاہئے اور اس کے حلال ہونے کے اعتقاد پر اس کو حقیقت دینی چاہئے
بلکہ صاحب کی ملک غالب کی حقیقت ہے۔ اور اس کا خلاف غلط ہے۔

آپ کے بعض لہجوں نے کہا کہ یہ سن سوا معینہ الفتح تھے آپ کے حضور
میں کہا کہ اگر عرض ہے سو بلا شہ تو ہترے۔ پھر کہیں کوئی سو دیو سے۔ آپ نے اس کو
قبیل کی اور کہا کہ حلال ہے۔ بخار کو ہے۔

میسے غزوہ: اس قسم کی باتیں حلال قطعی میں پھانسل گئیں۔ اور اگر حلال ہی ہو
تو شک نہیں کہ یہ بھی اس کا ترک کرنا سب ہے۔ کیونکہ اگر اس وقت کا نہیں کہتے۔
اور غزیت پر بنائی کہتے ہیں۔

لاحقہ کے سنتوں نے احتیاج کو دخل دیا اس کے حال ہونے پر پھر کیا۔ احتیاج
کا دامن فراغ ہے۔ اگر اس کو چاہیں تو کچھ رہا نہیں رہتا۔ اور باقی حرمت میں قطعی حکم
ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ روئے مجھکا۔ لیکن اس وقت غزوہ و حلف کرنا چاہئے کہ سدی قرض لینے کو
کے لئے لہجوں کو طعام کھانا کس قسم کی احتیاج ہے۔

فقہ کی روایت جیلہ و ہانہ کے بعد صرف محتاج کے لئے سدی قرض لینا جائز
تو رہتی ہے نہ کہ وہ سبوں کے لئے۔ اور کوئی لمحے کو محتاج نے اس کھانے کو شاید کہ
قسم یا طار یا روزہ کی نیت پر پکایا ہو۔ اور جس نے نہیں کہ وہ اس کھانے کے اور کھانے میں محتاج
کر میں گستاخوں کو اگر کھانا کھانے کی طاقت نہیں کھاتا تو روزہ رکھ لے نہ کہ قرض شوی لے
اور اگر کھانے کی قسم کی احتیاج بھی پیدا ہو جائے تو قرض ہی تو جو کے ساتھ فقہ کے کی برکت سے
رفع ہو جائیگی۔ و من یشتی اللہ یغفر لہ کفرہا قرض ذلک من حلیۃ الخیرین
یا فضل اللہ سے ڈرنا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی عجز بنا دیتا ہے اور اس کو اس
قد سے ذوق دیتا ہے جہاں سے کہ ان میں ہوتا نہ زیادہ کھانا داری کلام ہے۔ واللہ
علیکم وعلیٰ من اتبع الذی آپ پر اور ہدایت والوں پر سلام ہو۔

کتوب ۱۰۳

عافیت کے سنی اور سرہند کے لئے قاضی کے طلب کرنے کے بیان میں۔ سہ ماہی
و شرافت پناہ شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔

حق قتلے عافیت سے رکھے۔ آپ کے لئے وہ عافیت طلب کی جاتی ہے کہ
ایک بزرگ ہمیشہ ملا کر۔ اور ایک دن کی عافیت کی آرزو کرنا تھا۔ ایک شخص نے اس بزرگ
سے پوچھا کہ یہ سب کچھ تو کتنا تھک ہے کیا عافیت نہیں ہے۔ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں
کہ ایک سال سے یہ ایک نام ملک حق قتلے کی تانہائی کا ثمرت ہوں۔

تذکرہ گری ہے کہ سرہند میں کوئی قاضی نہیں۔ اور بعض احکام شریف کے مطابق
کرنے میں بڑی وقت پوش آتی ہے۔ مثلاً ہمارا ایک تہجیب ہے۔ اس کے آپ کی پھر مرث
باقی ہے۔ اور اس کا کوئی دوسری نہیں۔ اور ہم شہر کی حکم کے بغیر اس کے مال میں تعزیر
نہیں کر سکتے مگر قاضی ہوا تو اس کے حکم کے بموجب کام آسان ہو جائے۔

کتوب ۱۰۴

امام پرسی کے بارہ میں پگنہ مستکن کے قاضیوں کی طرف سے فرمایا ہے۔
و نصیبت جو حضرت پناہ کے قوت ہونے سے پہنچی۔ اگرچہ بہت سخت
اور مشکل ہے۔ لیکن تمام بندگی ہے۔ سوائے پاک کے فصل ہے۔ اس ہونے کے سوا کچھ پناہ
نہیں پہنچنے کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ کام کرنے کیلئے لائے ہیں۔ وہ کام کرنا چاہئے
اور کام کر کے پناہ کو پھر ڈالیں بلکہ پناہ ہے۔ اور انکو مشغول بنائیں تو فصل پختہ ہوئے
ان کی پختہ ہوئے اس کی شان میں ثابت ہے۔ پہلے پناہ پر نصیبت نہیں ہے۔ بلکہ پناہ والے
کے محل پر ہے کہ دیکھئے اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ وہاں ہستیاں و صدقہ سے امداد
کافی چاہئے۔

مشورۃ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیت قبر میں فراموش
علاقہ کی طرح ہوتی ہے۔ اور اس میں ماکہ متحرک ہے جو اس کو باپ یا اس یا بھائی یا دوست
کی طرف سے پہنچے ہیں۔ اس وقت اس کو وہ ماکہ پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک پناہ یا قیامت

بشر ہوئی ہے۔ اور شیکل شدہ قندے زمین پر پختہ و ان کی اُعات سے اہل قبور پر پہاڑوں قہمی
رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور شیکل نہ دیا تو چاندروں کی طرف اُن کے لئے سفیرت مقرر
آپ کا جنت تار پٹیا جو ہم سب کی ہوا تھا پختہ ہے ورنہ کہیں اپنے آپ کی
سزا دینا رکھتا۔ سفارش بڑی تاکید سے تھی ہے۔ انشا اللہ قادر۔ منہ جوئی۔ لویا و بھگتا شوکا
ہے۔ جنت کے نشان ملے قاضی حسن اور تمام عزیز بہت بہت دعوات معائنہ کریں اور
تمام امور میں حق تسلیم سے شاکہ ماضی ہیں۔

مکتوب ۱۰

اس بیان میں کہ مرض جب تک بیماری سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا اس کو
فائدہ نہیں دیتی۔ اور اس کے سبب بیان میں حکیم عبد اللہ قادری کی طرف لکھا ہے۔
جب تک کہ نہ ایک نفر یہ کہ مرض جب تک بیماریوں سے تندرست نہ ہو جائے
کوئی غذا اسے فائدہ نہیں دیتی۔ اگرچہ مرغ بیاں ہو۔ بلکہ اس صورت میں مرض کو بڑھا دیتی ہے
ہر چہ کسیہ اعلیٰ علت شود
تجدید م
حق یہ کہ کس حالت ہی ہے

پس یہ سب اس کی مرض کے دور کرنے کا فکر کرتے ہیں۔ بعد ازاں مناسب غذاؤں کے ساتھ
آہستہ آہستہ اس کو اہل قوت کی طرف دیتے ہیں۔
پس آدمی جب تک مرض میں مبتلا ہے حق قلوا ھید مرض۔ کوئی عبادت
و طاعت اس کو فائدہ نہیں دیتی۔ بلکہ اس کے لئے مضر ہے۔ و بئ تال ینظر ان و انوار
یلقنہ ھمن و کثر ان اس طرح پڑتے ہیں کثر ان ان پرست کر کے عبادت شہ ہے۔ و
دہب صا ھید لھن لھین ھیدامہ۔ الا ھجوع و انظما بعض روزہ دہ۔ ایسے ہیں
کو اس سے بڑھ کر اور بیاں کے اور کچھ ان کے نصیب نہیں ہو سکتا۔ خبر صحیح ہے۔
علیٰ امر من کا طلع کرتے ہیں یعنی مشایخ بھی اہل مرض کے دور کرنے کا حکم فرماتے
ہیں۔ اور اس مرض سے مراد اسو لے حق کی گرفتاری ہے۔ بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے
کیونکہ ہر ایک شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔ اگر وہ مذکورہ دستہ کہتا ہے
تو اپنے لئے اور اگر مال یا ست و بیت ہا ہے تو اپنے لئے پس حقیقت اس کا مہیہ و

اس کی اپنی خدائی نور شمس ہے پس جب تک نرس اس نیت نہ دے جس کو چاہے تب تک
نجات کی امید نہ ملے ہے *

پس ہر شمس کا اور صاحب بصیرت صاحب حکما پر اس مرض کے دوا کرنے کا کلام
درغائے کفر اس است یک حرف ہیں بہت
اگر کوئی نئے سیری تو میں کہ عرف کافی ہے

مکتوب ۱۰۶

اس بیان میں اس گروہ کی محبت و ان کی معرفت پر تر تیب ہے۔ اور وہ تھا
کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ عقد صادق کثیری کی طرف ملامت فرمایا ہے۔
سب کا کتب مرغاب جو زیادتی محبت اور کمال دوستی سے پھر ہو، اللہ و رسول
فیہ المثل والیہ فیہ ذلک۔ اللہ تعالیٰ کا حمد اور اس اسان ہے۔ اس گروہ کی محبت و ان کی
معرفت پر تر تیب ہے، خداوند تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ دیکھیں کس حد تک
غیب کو اس نعمت سے شرف دہاتے ہیں *

شیخ الاسلام نے فرماتے ہیں کہ انہی کیلئے جو قوت نے اپنے دوستوں کو دیا
کیلئے کہ جس نے ان کو پہچانا، جو کو دیا، اور جب تک کہ نہ لایا، ان کو نہ چھوڑا۔ اس کو
کابینہ برحق ہے۔ اور ان پر امن کرنا بیش کی یا کسی کو باعث ہے جتنا اللہ تعالیٰ
وایا کہ حق ہذا ان کی تلافی و اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کو اس بصیرت سے پہچانے۔
شیخ الاسلام نے فرمایا ہے کہ انہی میں کو تو اپنے دہا۔ سے دھماکا مایا بنا ہے۔
اس کو تو ہمارا مخالف بنا دیتا ہے *

بے مایات حق و خاصان حق کو ملک بادشاہ ہستش ورق
ترجیح بدھن حق اور حق کی مایات سوا ہے ملک بادشاہ کرب فرشتہ ہیں گلا
یہ بعض دانا بہت حق تعالیٰ نے آپ کو نئے سرے سے کر امت فرمائی ہے
اس کو بڑی نعمت خیال کریں اور حق تعالیٰ سے اس پر تہمت طلب کریں۔ والسلام
علیہم اجمعین الحمد للہ والثناء منقادہ المصلحین علیہم وعلیٰ اہل العتبات
والقباہات اور اسلام ہو آپ پر اور اس شخص پر جو داریت پر چلا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوہِ قریب

مکتوب

یہ ان لوگوں کے جواب میں جو میں نے کہے ہوئے تھے کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کی کوہِ قریب اور عیسیٰ علیہ السلام کی کوہِ قریب سے جو میں نے عیسیٰ علیہ السلام کی کوہِ قریب سے

فرق کرنے میں غلط کیا ہے، ان کی عبادت عیسیٰ علیہ السلام کے خط و مدح چھپنا شروع ہوئی ہے۔ مگر چنانچہ کہ جس کے سوال میں میں نے عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت سے جو ایک بات نہیں کیا لیکن انہیں اس سے قطع نظر کہ وہ اب نیچے میں پیش کرتے ہیں کہ ان کے نفع میں کوئی شے کسی اور میں کو فائدہ بخشے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ کیا باعث ہے کہ اوہیہ عقیدہ میں سے کہ اس عبادت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت سے بہتے تھے۔ اور اس بات کے بزرگوں سے کہ ان کا ہونا ہے۔ اور اس سے عقیدہ فرق عبادت کے کہ جو نے کہ باعث اس وقت کے بزرگوں کی غی ہے۔ جیسے کہ عبادت کے عیسیٰ علیہ السلام سے ساف نہ ہو۔ تو اس قسم کے شیطانی دھوکوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ فرق عبادت و عبادت و عبادت کے کہ ان میں سے نہیں۔ اور نہ ہی اس کے اثرات میں سے ہے۔ بلکہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے عبادت کے کہ ان کے مقام پر عبادت کے عبادت میں سے ہے۔ لیکن جو اس کا فائدہ جو اوہیہ سے اللہ سے متعلق و ظاہر ہے۔ بہت کم ہے۔ جو واقع ہو لیکن عبادت کا کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہیں ہونے پر وہاں نہیں کرتا۔ وہاں عبادت کے عبادت کے کہ ان سے فضیلت ہے۔ لیکن ہے کہ وہی عبادت سے بہت کم خواص ظاہر ہوں۔ اور وہی عبادت سے بہت کم۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ بعض روایات کا یہ ہونا ہے۔ اسباب کو امین اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کا سواں حصہ بھی انہوں میں نہیں آیا۔ عبادت کو اوہیہ سے متعلق لیکن ان کے عبادت کو اوہیہ سے بہت کم ہے۔

خوارق سے ظہور نظر نہ کرنا کوہِ قریب سے۔ اور عقیدہ ہی مستند ہے کہ کہ ہونے پر وہاں کے کہ عبادت و عبادت کے کہ بعض قبول کرنے کے لائق وہ لوگ ہیں جن میں عقیدہ مستند

ان کی قوت نظری پر غالب

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہفت نبی ہیں جنہوں نے اسلام کی تصدیق میں ہرگز بائبل کے متعلق نہ ہوئے۔ اہل قبل بعین ہی ہستندہ کہ کہہ رہے تھے کہ باعزت اسے کہتے تھے کہ یہاں پر ہرگز بائبل نہ ہوئے کہ باوجود وہی دولت کے قوت سے شرف نہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فرات سے۔ وان یروا کواکب لا یؤمنوا بھا حتی اذ جاءواک یجادونک و یقولون الذین کفروا ان هذا الا انما یطونوا لا یؤمنون اما انکم یسببنا اننا یانہیں ہمارے ساتھ ان کے، یہاں تک کہ جب کہیں میرے پاس جھڑپ نہ ہو، بلکہ جو کہہ رہے ہیں یہ گمراہیاں ہیں ان کی باوجود اس کے کہ کہتے ہیں کہ انہوں نے تقدیر میں سے ساری ہمیں پائی یا پھر ہمارے سے زیادہ انہیں نہیں ملے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہم سنیہ علیہ السلام میں معلوم نہیں کہ ان کے دس حقائق پر فرما دیتے ہوں۔ اور حضرت قمر نے اپنے کلیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے ایسی خبر دیتا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسٰی قِسْمَ آيَاتِنَا بِمَا تَمَنَّىٰ مَنَیٰ مَنَیٰ خلیفہ اسلام کو نور حق پہنچنے کے لئے۔ اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اس وقت کے شاخ سے اس قسم کے حقائق قمر میں نہیں آتے۔ بلکہ اولیاء اللہ سے خواہ مخواہ اس قسم کے حقائق انہیں مل جاتے ہیں۔ مگر ان کو جاننے یا نہ جاننے۔

فوج شہید بجزم نہ لے بیات

وجہ ۴ اگر کوئی ہے خود نہ صالحہ فرشتہ نکلیا ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ حقائق بائبل کے کشف شہود میں ان کے شیطان کی دس چوبیس باتیں اور اگر ہے تو کشف شیطان کی کیفیت کو واضح کریں کہ کس طرح ہے۔ اور اگر داخل نہیں تو کیا وجہ ہے کہ بعض امور انسانی میں عمل پیرا ہے۔ اس کا جواب اس طرح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، کہ کوئی شخص ان کے شیطان سے محفوظ نہیں ہے۔ جب کہ انہیں ان سے متعلق حقائق ہے تو انہیں میں بطریق شریعہ ہو گا۔ اور پہلا سبب اس وقت میں ہے کہ کامل کلام یکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس انکار کا ذکر غیبت میں اور باطل کلام سے بجا رکھا ہے۔ تِلْكَ اٰیَاتُ الْفُطْرِ الَّذِي عَلَّمَكَ اللَّهُ اَرْبَابَہِیْ عَزَّوَجَلَّ

پر ادا کرتی ہے۔ اور اولیاء میں یہ بات قائم نہیں کیونکہ بعض کے قیاس سے ہے جو کچھ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کردیا اور باطل ماننا یعنی جو صحت میں کوئی بات نہ تھی اس سے
 قیاس سے اس کے اثبات نہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ قیاس طے سے قیاس باطل ہے درمیان
 تیز کرنا شک ہے کیونکہ اسلام میں ہے یہی اس قیاس کے نہ ہونے کی کمال تصدیق و ایت
 میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اسلام شریعت کا ہلالہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ
 کو متعلق ہے۔ اور وہ امور جو شریعت کے تحت کیے جاتے ہیں شریعت پر نام نہیں لگاتے
 چنانچہ زائدہ امور پر مختلف نہیں ہیں۔

تو جانتا ہوں کہ کشف کا لفظ صحیح ہے شیطانی پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ
 اگر مباح ہو تو قوت تخیل میں اس کا مفہوم صرف ایک صورت پیدا کرتے ہیں جس میں شیطانی
 کچھ دخل نہیں ہوتا۔

یہی حکم ہے سے یہ بات کہ بعض لوگوں میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ کو
 میں اور بعض ایسے احکام اذکر کرتے ہیں، جن کا حقیقت میں خلاف ثابت ہے۔ اس صورت
 میں اٹھائے شیطانی تصور نہیں کیونکہ صراحت کے نزدیک تمام مقررہ کہ شیطانی حضرت
 خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں متخیل نہیں ہو سکتا۔ یہاں صورت میں نہ
 قوت تخیل کا تصرف ہے جس سے خیرواقع کو واقع ظاہر کیا ہے۔

فیصل سوال یہ تھا کہ کلمات کا تلفظ صواب سے راجع کی تاثیر نمانش اور
 ظہور میں برابری کیا ہے تو ہندی کس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہی صاحب کرامت ہے
 یا یہی مدعی صاحب کرامت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کا علم کلام بابت ہی کیلئے
 اس فرق میں ایک دلیل روشن ہے جو وہ اس کا وہی معنی ہے۔ اگرچہ اصل تو اہل محبت
 میں حق قتل کے ساتھ جمع مانگا۔ تو اس کو مسلم ہو چاہا کہ یہی صاحب کرامت ہے اور
 اگر اس کے خلاف پانچا تو وہ بھی مانگا کہ یہ مدعی صاحب کرامت ہے۔ اور اگر اس بات
 میں کچھ پوشیدگی ہے تو وہ امر کا انجام کے لئے ہے نہ لوگوں کے لئے۔ اور وہ کسی پوشیدگی
 اس کے جو کسی کے لئے نہیں کہتی۔ کیونکہ اس کا غلطاری میں اور نگاہ کا پردہ ہے بہت سی
 ایسی چیزیں عام پختی میں جن کا امتنا اس فرق کے باتنے سے ضروری ہے۔ اور ہم اس
 کتاب کے بعض ایسے مساف کے بیان کرنے سے ختم کرتے ہیں جو آپ کو اس قسم کا کلمہ ہے۔

کے اور اسے میں فتح دیں •

جانتا پائے کہ خلق کو باخلاق اللہ کے سامنے جس سے داریت افضل کنی ہے۔ یہ ہیں کہ اور کیا اسکو وہ صفات حاصل ہو جاتے ہیں جو وہب خاصہ کی صفات کے مناسب ہیں لیکن یہاں بہتہ ہم وہ تمام صفات میں رواقی ہے جو خاص معانی میں کہ وہ عمل ہے اور اس میں خالق کا فضل بے تغیر اور ثابت ہے •

خواجہ محمد یار صادق صوفیہ تحقیقات میں ہر مقام پر خلق کو باخلاق اللہ کے صفات بیان کرتے ہیں کہ درجست ملک ہے اور مخلوق کے سامنے سب سے افضل ہے۔ جب تک کہ حقیقت اپنے نفس سے تیار ہوتا ہے اور اس کو غلبہ کر لیتا ہے اور اس کا تصرف کوں میں جاری ہو جاتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے • اور دست یعنی ہندو۔ یعنی ہندو کے لئے دیکھنے والے کے ہیں جب تک کہ حقیقت کی شان کی نگہ دنیا ہوا ہے اور نہ فرقہ سے اپنے تمام میں تیار ہوتا ہے اور اس کے حال میں علم کر لیتا ہے یعنی سب سے نیچے جڑ کر رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہیبت اس کی فکر کے منظر ہوا ہے اگر کوئی وہ نگاہ حق تعالیٰ کی راہنمائی کے موافق کر لے تو کائنات سے اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے •

اور صفت یعنی ہندو یعنی ہندو کے لئے دیکھنے والے کے ہیں جب تک کہ حقیقت کی شان کی نگہ دنیا ہوا ہے اور نہ فرقہ سے اپنے تمام میں تیار ہوتا ہے اور اس کے حال میں علم کر لیتا ہے یعنی سب سے نیچے جڑ کر رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہیبت اس کی فکر کے منظر ہوا ہے اگر کوئی وہ نگاہ حق تعالیٰ کی راہنمائی کے موافق کر لے تو کائنات سے اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے •

اور صفت یعنی ہندو یعنی ہندو کے لئے دیکھنے والے کے ہیں جب تک کہ حقیقت کی شان کی نگہ دنیا ہوا ہے اور نہ فرقہ سے اپنے تمام میں تیار ہوتا ہے اور اس کے حال میں علم کر لیتا ہے یعنی سب سے نیچے جڑ کر رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہیبت اس کی فکر کے منظر ہوا ہے اگر کوئی وہ نگاہ حق تعالیٰ کی راہنمائی کے موافق کر لے تو کائنات سے اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے •

اور صفت یعنی ہندو یعنی ہندو کے لئے دیکھنے والے کے ہیں جب تک کہ حقیقت کی شان کی نگہ دنیا ہوا ہے اور نہ فرقہ سے اپنے تمام میں تیار ہوتا ہے اور اس کے حال میں علم کر لیتا ہے یعنی سب سے نیچے جڑ کر رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہیبت اس کی فکر کے منظر ہوا ہے اگر کوئی وہ نگاہ حق تعالیٰ کی راہنمائی کے موافق کر لے تو کائنات سے اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے •

اور صفت یعنی ہندو یعنی ہندو کے لئے دیکھنے والے کے ہیں جب تک کہ حقیقت کی شان کی نگہ دنیا ہوا ہے اور نہ فرقہ سے اپنے تمام میں تیار ہوتا ہے اور اس کے حال میں علم کر لیتا ہے یعنی سب سے نیچے جڑ کر رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہیبت اس کی فکر کے منظر ہوا ہے اگر کوئی وہ نگاہ حق تعالیٰ کی راہنمائی کے موافق کر لے تو کائنات سے اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے •

کہ قرآن مجید بات سب محروم سے زیادہ قوی ہے اور پانی میں ڈال کر کھان کر دیکھیں کہ یہ سب
علوم و معارف جہان بھری کھلی ہوئی کتاب ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اس قدر
کثرت کے سبب کہ سب علم شریف کے حلقہ میں آج بھی ہر وقت کی کتاب نہیں
اور ان علوم کے خاص جو علم کی ہی علامت ہے +

جائے حضرت خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ تمام علم
سب صحیح میں لیکن کیا فائدہ کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی بات آپ پر وقت نہیں ہے اگرچہ
آپ اپنے اپنے آپ کو پرست ظاہر کیا ہو ہے۔ اس سے زیادہ کیا عاجز ہے +
آپ کے یہ سب کچھ لوگوں معلوم ہونے لیکن جب بہت سے علوم و معارف
کے واسطہ ہونے۔ اور یہ سب باقی اسی مہارت کے لحاظ سے بیان کی گئی ہیں اس لئے
نیک میں ہے

یہی نقشہ نیست کو رائیجہ برانیت ز شمع شب گمناں چو دزد کو ہر جا
ترجمہ : زمین زخمی میں کچھ غریب و غریبی نہ نہیں۔
وانت ہی اس کے ہیں کافی مثل گوہر آبدار

عجب کیا ہے کہ پہلے کتاب میں ڈال کر خاص نظر کیا جاتا تھا۔ اور اس کا باعث
و ستوار و امتات کا خدایا بیان کیا تھا اور تھا تھا کہ اس کا اثر بیماری میں بھی معلوم کیا جاتا
تھا کہ پہلی وضع سے بڑی خدمت حاصل ہوئی۔ اور تو یہ کتابت کی طرف سے جمع کر کے سر
ایمان سے محفوظ ہوئے۔ ابھی ایک صیغہ گزرتے نہیں پایا اس وضع میں تغیر معلوم ہو گیا
اور پھر پہلی وضع پر بدل گئے۔ اور اس بات کے درپے ہوئے کہ ان دو واقعات کیلئے
کوئی ایسی چیز پڑا ہو جائے جو ان کو القاسم کے شیطانی سے خاصے یا غلط کشف سے محفوظ
رہا کیا تھا اور یہ کیلئے ہے

گفتا فلانی چو بے کند : پاس کہ بانفس خود می کند
ترجمہ : کہ کسی نے فلان کو فتح نہ ہوئی : بگاڑ ہو گا اس کا نہ ہو گا میرا زوی

والسلام علی من اتبع الهدی الزم متابہ مصطفیٰ علیہ وآلہ وسلم والصلوات

مکتوب ۱۰۸

اس بیان میں کہ نبوت افضل ہے ولایت سے۔ بر خلاف سنیوں و کون کے جو کہتے ہیں کہ ولایت افضل ہے نبوت سے۔ میں سید احمد کی طرف تھا ہے۔
ثَبَّتَ نَافِعُهُ بِنَحْنَاهُ وَبِأَنَّكَ وَبِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَثَابَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
عَلَيْهِمْ وَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ لَمْ يَلْقُوا أَحَدًا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا وَكَانَ أَحَقُّ بِمَا
ہم کو مذہب کو تمام مسلمانوں کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعہ ہی قرابت
قدم کے۔

بعض مشائخ نے فکر کے وقت کہا ہے کہ ولایت افضل ہے نبوت سے اور میں
دوسروں نے اس لایت سے نہیں کہ ولایت مراد اس ہے کہ نبی مدنی کے افضل ہونے کا وہم
رہنہ ہو جانے۔ لیکن حقیقت میں کام یہ کس ہے۔ کیونکہ نبی کی نبوت ولایت سے افضل ہے
ولایت میں سینہ کی غلطی کے باعث خلق کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ اور نبوت میں اس شیخ
صدر ہوا ہے۔ نہ تو حق تھا۔ لے کی توجہ خلق کی توجہ کی مانج ہوئی ہے۔ اصغر ہی توجہ کی توجہ
حق توجہ لے کی توجہ کی مانج۔ نبوت میں صرف خلق کی طرف ہی توجہ نہیں بلکہ ولایت کو جس میں
سوف حق کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس پر توجہ دیں۔ خود ہاں۔

صوف خلق کی طرف توجہ کہ ہر اعرام کا اتمام کا مرتبہ ہے۔ جوت کی شان اس کے
نہ کہ ہے۔ ان میں کا کہنا۔ آپ شکوے کے لئے دھار ہے لیکن تہتم الاحوال در توار
اس صفت سے متا نہیں ہے

هَيْتَا يَا أَبَا الْقَاسِمِ هَيْتَا

بقیہ مقدمہ یہ ہے کہ میں شیخ عبد اللہ ولہ میاں شیخ عبد اللہ الحنفیہ
اس فقیر کے رشتہ دار ہیں ان کے والد بزرگوار تہمت کس بہاد دغاں کے لازم ہے
اور آپ عاجز نہیں اور شافی سے معذرت ہیں۔ اپنے بیٹے کو بھیجے کہ بہادر غل کے کپڑے
فکر ہو جائے اس بارہ میں اگر آپ کی طرف سے بھی کچھ شمار ہو جائے۔ تو فائدہ مند ہوگا
والسلام

مکتوب ۱۰۹

دل کی سلامتی اور اسو مسخ کے نسیان میں میرے بعد کی طرف مامور فرمایا ہے۔
 اہل اللہ دل اور من کے لیے سب میں۔ باطنی دھنوں کا دور ہونا۔ ان بزرگوں میں کی قوت
 ملے کہ ہے۔ ان کی کلام دعا ہے اور ان کی فکر شفا۔ یہ ملک میں جن کا ہمیشہ بہ نیت
 نہیں ہوتا اور یہی ملک اس کے ہمیشہ میں۔ باطن کی خصلت بارش تامل ہوتی ہے۔ اور انہی
 کی خصلت غلو کا ہے کہ رزق دیا جاتا ہے۔ باطنی دھنوں کے سرواں اور اندرونی بیاریوں کے
 رئیس اسو ملے حق کے ساتھ علی کی طرف۔ یہی ہے۔ جب تک اس قید سے فوسے طور پر نہ
 رہا جاسے۔ سلامتی حال ہے۔ کیونکہ شرکت کو اس بارگاہ میں سے ہرگز دخل نہیں سکا کہ
 اللہ تعالیٰ انھیں غور اور دین میں اللہ ہی کے سنے ہے۔ پس کیا حال ہے جب کہ فرمایا
 غالب کیا ہو غور کی محبت کو اس طرح غالب بنانا رزق تعالیٰ کی محبت اس کے مقادیر کیا
 معدوم یا سزا ہو جاسے۔ نہایت پریمی ہے۔ اللہ تعالیٰ شعبۂ شوقین کو اختیار ہے
 دنیا اپنے لیے شکر ہے۔ یہ شاید اس حیا کی طرف اشارہ ہو۔ اور دل کے زلفا۔ جو نے کی کثرت
 یہ ہے کہ اسو شے حق کو حق طور پر نہیں جانتے۔ تمام اشیاء سے بچو چاہئے۔ حق کہ
 اگر مختلف بھی بنایا گیا ہو کہ ہے تو اس کو یاد دہائیں۔ پس مٹی یا کی گرفتاری کی اس مقام میں
 کیا جانا ہے۔ اس حالت کو اہل اللہ خدا سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے
 اور قدم کو اللہ ہم ہونے کا سبب اور ہونے کی اور ہونے کے اور ہونے کا خفا ہے۔

وَبِنَا قَوْمًا خِزْمًا لِّتَقْتَا د اور اس کے سوا سے بیگناہ ہے

یہ یکس راتا نگرد و اوفت نیست مرد بارگاہ کبریا

میرے جیسے جب تک انسان پر جابجہ فنا در کرم میں نہیں مٹی ہے جا

مکتوب ۱۱۰

اس بیان میں کہ انسانی پیدائش سے مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا۔ اور
 حق تعالیٰ کی جناب میں پورے طور پر توجہ رکھنا ہے۔ شیخ محمد والدین
 کی طرف لکھا ہے۔

حق تعالیٰ صاحبان کمال کے لئے درجہ تک پہنچانے کی غفلت انسانی سے غفلتِ ربانی کے وہاں غفلت کہہ کرنا۔ جو حق تعالیٰ کی جناب کی طرف کمال طور پر متوجہ ہوا جسے اور کیا حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک سنیہ اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال طور پر نظر نہ کرے
 بالحق ابداً ہی نہیں۔

وَذَقْنَا لِقَاءَ اللَّهِ تَجْدَةً وَبِئْسَ مَا لِقَاءُ الْفَاسِقِينَ
 وَتِلْكَ نَوْمَاتُكَ الَّتِي لَا يَنْبَغِي عَلَيْكَ أَرْبَابُهَا وَلَا خِدْمَاتُهَا
 حق تعالیٰ ہم کو اور آپ کو تو مل نہیں اور ظاہر و باطن میں مل بھی نہ تھا وہی طور پر حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال کی بھاری صفا فرمائی۔ میں یہ بات نہیں
 بعد از خدا ہر چیز پرستی ہی نیست۔ بعد از دست است۔ پھر ہی اختیار اور
 ترجمہ
 خدا کو چھوڑ کر جو چاہتے ہیں ہیچ و باطل ہے
 جو چاہتے ہیں ہیچ و باطل کو بڑھتے ہیں

حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ تصور ہے وہی نہایت غیر لی جہالت سے سرگشتہ نہایت
 حق ہے۔ جب کہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ تصور ہے۔ خواہ آخرت کا تصور و اور حقیقی نہ
 ہو نہیں ہی ہوں۔ اگرچہ اس قسم کے تصور میں یکن و یکن کے نزدیک برائیاں ہیں جب
 آخرت کے امور میں یہ حال ہے تو ہر دنیا کی نسبت کیا کیا جائے کہ دنیا پر تو حق تعالیٰ کا
 غضب ہے۔ موجب سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی طرف نگاہ نہیں کی۔ اس کی
 حقیقت کن ہوں کی چیز ہے۔ اس کا طالب نیست و شکاک استحق ہے۔ اَلَّذِي تَبَايَعْتُمْ
 وَمَتَابُكُمْ مَتَابُكُمْ اَلَا ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى دُنْيَا ہی ہوں ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ
 جس میں ہے مگر اللہ کا ذکر

حق تعالیٰ ہم کو اپنے حبیب حضرت محمد سید اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غفلت کہہ کرنا۔ جو حق تعالیٰ کی جناب کی طرف کمال طور پر متوجہ ہوا جسے اور کیا حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک سنیہ اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال طور پر نظر نہ کرے
 بالحق ابداً ہی نہیں۔

مکتوب

اس بیان میں کہ کو حیدر اسے حق سے مل لو غلام کہنے سے مراد ہے۔ ہر
 اس کے مناسب بیان میں شیخ حمید بن علی کی طرف کھلا ہے۔

اخذتہ وسلم لا علیٰ حب ولا بغض علیٰ خلقہ اللہ تعالیٰ اعلم

بندوں پر رحم ہو

توحید سے مادہ یہ ہے کہ ہر ماہر و لائق کی توحید سے غلام ہو جائے۔
جب تک کہ اسوۂ حق سے گرفتار ہے وہ غلام ہی ہو۔ تو یہ لوگوں سے نہیں اس
دلت کے حال ہونے کے بغیر ممکن اور ایسا نہ ہو۔ ہم لوگوں کے نزدیک غلام ہے
اس لئے اور یہ جانتے ہیں کہ تصدیق یا کفر میں جبر ہے یا نہیں لیکن اس کے اور
مستند ہے۔ لا مغبوق الا اللہ او لا مؤخوۃ الا اللہ کے درمیان فرق ظاہر ہے ایمان
کی تصدیق میں ہے اور اگر کجانی حال ہے جس کی نسبت حال سے پہلے نفی کرنا منع ہے
بعض مشائخ نے جو اس بار میں غلو کی ہے وہ حالت سے حال نہیں۔ یا تو
معاویہ میں یا ظہیر میں یا سحر میں یا احوال کے لئے نو خطہ کرنے سے ان کا یہ مقصد ہو
کہ دوسروں نے احوال کے لئے تصوفی بنجائش۔ اور اس کے احوال کی ہی اور دوسری کو ان کے
احوال کے ترانوہ سے وزن کر لیں۔ ان وہ حالتوں کے سوا اور کچھ کرنا منع ہے۔
حق تعالیٰ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر بخیر و بدعتوں کو بھی وہ دین کے سوال سے
کچھ مضیّب کرے۔ اور نہ کسی کی متابعت پر ثابت قدری عطا فرمائے۔ والسلام
باقی تحفہ یہ ہے کہ حال قریب فاسیاں نہیں ہیں لفظ ماقط۔ ذی عزت اور
شریف تہ وہ ہے۔ اور اس کا احوال ویشیاں بہت ہیں۔ اسباب معیشت کے نہ چہنے
نے اس بات پر تادہ کیسے کر لیتے آپ کو کسی کریم کس کو جانے۔ امید ہے کہ مقصود حاصل
کر لیں۔ زیادہ کہنا سرور دی ہے۔

مکتوب ۱۱۲

اس باب میں کہ اصل مقصود یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد پر پابند ہو جائیں
اور اس دلت کے ساتھ احوال و مراجعہ میں عطا فرمائیں۔ و کمال احسان ہے و نہ
اسی دولت کو کافی جانتے ہیں۔ جب یہ ہے تو سب پر کرم۔ شیخ عبدالحلیم
کی طرف کسا ہے۔

حق تعالیٰ ہم غفلوں کو اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کے سچے عقاید کی حقیقت پر

ثابت قدم نہ کہ پسندیدہ اعمال کی توفیق بخشے۔ اور حال پر انہی اعمال کا غرور میں گراستے اور
انہی سے طرہ پر جناب کی طرف بھٹک جاتے ہیں۔

کہ این است فیضی و سیرت

حسن مطلب سب سے بڑی بات سچ

درجہ ۲

کیونکہ اصول و واجید جو اس لئے آج کے مقام کی حقیقت سے متفق ہونے کے لئے کہیں
مائل ہوں۔ ان کو ہم مستند راج کے ساتھ نہیں لیتے۔ اور غرور کے ساتھ خیال نہیں
کرتے۔ اس فرقہ تاجید کی تابعداری کی دولت کے ساتھ خود میں ہم سامند ہیں۔ اور
بہلا تھیں۔ اور اگر یہی طواف میں اور حال و واجید کہہ دیں۔ تو بھی کچھ نہیں سمجھتی
ہیں۔ اور بعض شائع قدس سرہم سے جو غلطی حال اور ملکہ وقت میں بالحق کی صحیح باتوں کے
بر خلاف علوم و معارف ظاہر ہوئے ہیں۔ پھر انسان کا باعث کشف ہے۔ اس لئے غلطی
ہیں۔ امید ہے کہ قیامت کو انہیں سزا ملے۔ وہ غلطی کا جہد کا علم کہتے ہیں کہ
خطا پر بھی ایک اجر ملے گا۔ اور حق ہمارے بل حق کی طرف ہے۔ نہ کہ حق کے بل حق
کو شک کرے۔ کیونکہ علم کے علوم چاروں طرف سے لئے ہوئے ہیں۔ ہیں کی طرف
سے تائید کی گئی ہے۔ اور ان صوفیہ کے معارف کا مقصد کشف اور اسلام ہے۔ غلطی
اس میں غلط ہے۔ اور کشف اسلام کی صحت کا مصداق ہمارے بل سنت کے علوم کے ساتھ
ان کا مطابق ہونا ہے۔ اگر مروری مخالفت ہے تو دائرہ صحاب سے باہر ہیں۔ یہی علم
صحیح اور حق صحیح ہے اور اس کے سوا گمراہی۔

وَقَدْ أَتَى اللَّهُ مَبْعُوثًا نَا وَابَا كَرَّمَ الْأَيْتُ قَامَةُ عَلَي مُتَابِعَةِ سُبْحَانَ الْمُرْتَلِكِينَ
ظَاهِرًا وَبَا طَاعًا عَمَلًا وَاعْتِقَادًا عَمَلِيَّةً وَتَحَالُفًا مِنْ الْعَمَلِ أَمَّا أَفْعَالُ مَنْ
الْمُتَابِعَاتِ فَضَلَّهَا عَنْ قَلْبِهِمْ كَمَا وَرَأَى كَمَا سَيَرُ الرُّسُلِينَ صَلَاتُهُ مَعَهُ أَرْكَامُ
مَنْ تَابِعَتْ بِرَأْيِهِمْ وَبِأَمْرِهِمْ أَوْ قَادِي بِتَقَاتِ عِلَافَتِهِ +

وَاللَّاهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
والوں پر سلام ہو +

کتاب ۱۱۳

جذبہ بندہ اور جذبہ نفس کے درمیانی فرق کے بیان میں ابو اسحاق علی بن محمد
کا مشہور اجتہاد میں سلسلہ روح کے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے اور اس مشو
کو مشورہ نفسی خیال کرتے ہیں جمال الدین حسین کی لاجی کی طرف اشارہ ہے و
انگیزہ و سدا کہ علی بن عمارہ الذین طمعتہ اندکامہ ہے اور اس کے
برگزیدہ بندوں پر سلام ہو

جذبہ و کشش نہیں ہوتی مگر مقام فوق میں نہ فوق فوق میں اور مشورہ و فیوض
بہی قیال ہے پس ملوک نہ کہے ہونے مجذوبوں کو جو مقام قلب میں ہیں جذبہ کشش نہیں
ہوتی مگر مقام روح میں جو مقام قلب کے اوپر ہے کشش الہی مقبیل کے جذبہ میں ہے جس
کے اور کوئی اور مقام نہیں ہے۔ اور جذبہ ہدایت میں روح منور کے سوا اس کے جذبہ
نہیں ہے۔ اور چونکہ نفس اپنی پہلی صورت پر مجذوب ہے۔ اِنَّ اللهَ خَلَقَ اَدمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ
شہود روح کا مشورہ حق تعالیٰ جانتے ہیں اور جب نفس کو مظلوم اجساد کے ساتھ ایک طرح کی
مناہست ثابت ہے کہ جس مشورہ کو کشش میں ہدایت کا مشورہ کہتے ہیں کہ کبھی ہدایت کے
قابل ہوتے ہیں حق تعالیٰ کا مشورہ فانی و طلق کے قابل ہونے کے بغیر و ہدایت ملوک پر
تحقق ہے نہ تصور نہیں ہے

یہ پچاس ساتہ کرد و ادنس نیست رہ و بارگاہ کبیرا
جذبہ بینک انسان ہو چلے غستا بارگاہ حق میں کب قتی ہے جا

اس مشورہ کا عالم کے ساتھ کب تعلق نہیں ہے
ان دونوں مشوروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو عالم کے ساتھ کسی نہ کسی جذبہ
مناہست رکھتا ہے وہ مشورہ حق نہیں ہے۔ اور اگر کبیرا سبب ہے۔ وہ مشورہ دہلی کی
علامت ہے مشورہ و تکی عبارت کی وجہ سے بولایا ہے۔ و نیز نسبت بھی منسوب ایہ
کلیں چون نہ یکون ہے ج

عالم چوں را بہ چون او نیست
عالم چوں کو نہیں رہ کوئی نہیں کی طرف

لا تَحْمِلْ عَطَايَا الْمَغْرِبِ إِلَّا مَطَايَا بَادِشَاهِ الْعَالَمِينَ كَمَا أَنَّ مَلِكًا دُونَكَ لَمْ يَحْمِلْ عَطَايَا مَلِكٍ

مکتوب ۱۱

حضرت سید المرعین علیہ السلام کی نسبت پر جو حملہ جس میں مصروف
قلبان کی طرف لکھا ہے۔

حق تعالیٰ ہم پر بہترین مصلحتوں کو حضرت سید المرعین علیہ السلام پر صلی اللہ علیہ وسلم
کو جن کی دوستی کی فضیلت اپنے ساری اور صفات کی حالت کو ظاہر فرمایا اور ان کو تمام نعمتوں سے
میں سے بہترین بنا دیا کی اتباع کی دولت سے مشرف فرمائے اور اس پر بہت محبت بخشنے
کیونکہ اس پر نہایت محبت کا ایک آئینہ تمام دنیاوی لذتوں اور آخرت کی نعمتوں سے
کسی حد سے بہتر ہے۔

بزرگی، سنت کی تابعداری، پیدائش سے موروثی شریعت کی بجا آوری
پر منحصر ہے۔ مثلاً وہ ہر کاموں، جو اس تابعداری کے باعث واقع ہو کر روزِ شنبہ پیدا ہوا
سے جو اس تابعداری کے موافق نہ ہوں ان کی فضیلت ہے۔ اور ایسے ہی عیدِ فطر کے دن کا
کھانا جس کا شریعت نے حکم کیا ہے خلاف شریعت دینی روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔ شایع
علیہ السلام کے حکم سے ایک بیتل کا دینا اپنی عبادت سے سونے کا پھاڑا خرچ کرنے سے
بہتر ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن صبح کی نمازِ جماعت سے ادا کر کے
یاروں میں غلام کی۔ ان میں ایک آدمی کو سو جو نہ پایا۔ اس کا سبب پوچھا گیا۔ وہ نے عرض
کی کہ وہ شخص تمام رات جاگتا رہتا ہے شاید اس وقت سوا گیا ہو گا۔ امیر المومنین فرمایا کہ اگر وہ
تمام رات سویا رہتا اور صبح کی نمازِ جماعت سے ادا کرنا تو اس کے لئے بہتر تھا۔

اول جو شے بہت یا بیشمار حاصل ہو گئی ہے لیکن جب شریعت کے موافق کیا
ہیں سب سے بہتر ہے۔ اور اگر ان نعمتوں کا استعمال پر کیا اجازت ہو ہی جائے
تو کسی زیادتی نفع پر ہی منحصر ہے۔ اور تمام دنیا کیا ہے تاکہ اس کے کسی نفع کا اعتبار کیا جاسکے
ان کی مثال خاکِ نوروں کی طرح ہے کہ جن کا کام سب سے زیادہ اور ذہنی سے کم ہے۔ اور
شریعت کے تابعانوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جو حقیقی جو اپنے غم و غمہ اناس ہیں۔

کی بے ماری پر وابستہ ہے۔ اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ یہ دو قدم ہے۔ اس سے ان کی
مراود عام خلق اور عالم امر ہے۔ اور اعلیٰ طور پر تاکھایوں کی نظر میں کام سامان کھائی کے لئے اور اعلیٰ
یقینت وہی۔ پھر جو اللہ کی توفیق سے میں نے ثابت کیا ہے۔

کتاب ۱۱۶

اس بیان میں کمال کی سلامتی ماسوائے حق کے نسیان میں ہے۔ اور دنیاوی روبا
میں بکثرت مشغول ہونے سے منع کرنے میں کہ ایسا نہ ہو دنیا میں غیبت پیدا ہو جائے
تھا عیلا لوالا احد لا ہوئی کی طرف کھتا ہے۔

میرے بھائی کا مکتوب یہ خوب نینچا۔ سلامتی قلب ک حلق و آپ نے کھانا
و منع ہوا۔ بیشک اس کی سلامتی ماسوائے حق کو بھلائیے پختہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر کثرت
سے بھی نہیں گویا وہاں تو اس کو یاد نہ آئے۔ اس لحاظ سے ماسوائے کے گزرنے کے
کچھ سے نہیں ہیں۔ پالست حق کے قلبی سے تعبیر کی گئی ہے۔ اور اس میں یہ پہلا قدم ہے
اور درجہ است۔ ستودہ کی کثرت کے موجب کما است لایت کی خوشخبری لینے والا ہے۔
ہمت کو بند کرکے اور جو زو موہن پر قناعت کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عیسیٰ
اور اللہ تعالیٰ اپنے ہمتوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور دنیا میں بکثرت مشغول ہونے سے فر
ہے کہ اور دنیا میں غیبت نہ پیدا ہو جائے۔ اس کی سلامتی پر ہرگز مغرور نہ ہو جائیں۔
یہ دگر بوجھ ممکن ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے دنیاوی کاروبار میں اس قدر مشغول ہوں کہ
ان میں غیبت پیدا ہو جائے اور میں ان میں سے۔ غور و بافتہ ہونا غرض میں خاک و دل کرنا
دوستداری کی حد وظیفی سے کئی فیچے بہتر ہے۔ سب مقصود ہی ہو کہ چند روز نہ کمال فقر
و کارادی سے بسر ہو جائے۔ اور دوستداری اور دوستدوں سے ایسا بھالو جیسے شیر سے
بھاگتے ہو۔ والسلام

کتاب ۱۱۷

اس بیان میں کمال کی سلامتی ماسوائے حق کے آج ہے اور اتنا میں یہ تابعداری نہیں رہتی
تھا یا رسول اللہ تعالیٰ کی طرف کھتا ہے۔

مولا یا د محمد کو واضح ہو کہ یہ مدت تم سب سے کامی ہے یہاں چار چیز
 جس سے خود ہے وہ ملکیت بھی دور ہے۔ حدیث من لکھ یخلف غینہ قلین
 القلب عندہ یمن میں نہایت پرکھ پتہ تو نہ پایا دل میں اس کے قابو میں نہیں ہے۔
 اس مرتبہ کی نائید کرتی ہے نہایت کام میں مہربانی کہ اس کی تاجا ہی نہیں آتی جس سے
 وہ ہوتا دل قریب میں شریف کر دیتی ہے کہ شایع طریقت نے ہمدردی و متوسط کے
 لئے شیخ کامل کی صحبت سے الگ نہ جانا نہیں لڑا۔

غرض مالا یکن ذلک حکم لا یثون حکم کے موافق ہی ہر پر ہیں
 اور تاجا کی صحبت سے پوری مل بھیں۔

میان شیخ منزل کا ہم مہربان سعادت بھ کران کی صحبت کو نصیب تاجا
 اور اکثر اوقات ان سے صحبت رکھیں کہ بہت عزیز ہو جو ہیں اسلام۔

مکتوب ۱۱۸

اُن لوگوں کے شمار مکے بیان میں جو اہل شہر اعراس کرتے ہیں ملاحکس علی
 بنی شہر کی طرف لکھا ہے۔

وہ مکتوب جو محبت کے نشان لئے مولا، قسم علی فیہما مکتوبا
 اور اس کا مضمران واضح ہوا شہر شہرے فرما ہے من عمل صابغہا قلین کہ وہ من لکھ
 قلیکھا جس نے کوئی نیک کام کیا تو اس کے لئے نفس کے شے ہے جس نے کوئی برائی کی
 وہ اسی کے لئے وبال ہے۔

نواہی عین اللہ انصافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہی جس کو توبہ کرنا چاہتا
 ہے اس کو تو ہر بار افسوس نہ ہوتا ہے۔

ترجمہ
 تم ان قوم کو بروہ کٹاں محبت نہ
 نہ اس تو نے کٹوں پر وہ غلط ہے درجے ایسا
 کہ بچالے کے وہ پر بیچ جائے تو نہ دیاں کو

حق تبارے سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفس تمام مسلمانوں کو فقرا کے
 آگاہ اور درویشوں کے وطن سے بچاؤ رکھے۔

مکتوب ۱۱۹

شیخ متقی صحبت پر غریب حینے میں اور اس بیان میں، کہ جسے ایسا ہوتا ہے کہ کامل
لوگ اپنے بستر آقصیروں کو ہی نیست کے لئے طریقہ نکھانے کی بات
فرماتے ہیں۔ مگر متحد نمان پریشی کی طرف نکھانے :-

یہ صاحب کا مکتوب شہ فیض معل ہوا۔ اس دست میں پانچ سو روپے کا نسخہ ہے۔
لکن کو میں آندھا کہ حقیقی نقاشان یا نہ جھٹوٹ قمر سے کوئی راہ نکھانے کا وجہ کہ
اسے یہ نہ کہا جائے کہ وہ دیوانہ ہے۔ اور جب دیوانہ بن گیا۔ نین و فرزند کی تہریر سے
بھوٹ گیا۔ اور میں اس کے اندیشہ سے محبت حاصل ہو گئی۔ یہ دیوانہ بن آپ کی محبت
میں آیا جاسکے۔ مگر بعض بیروہ عارضوں کے باعث آپ نفس کو جس پرش کو دیتے
کیا کیا جانے اس ظاہر ہی ہوا کہ میں بڑی بے سنا بت پانی جاتی ہے۔ جلدی اس کا تاکہ کرنا
اور اپنی کم جی کو میں جت جاکر بعد صوسی کو رخ کریں۔ اس گروہ کی محبت خلق کی محبت سے
ایک بے خلق کی محبت کا اسباب اس گروہ کے نفسہ قمر کا باعث میں خلق کے تفرق
کا اسباب میں ناقصا چاہئے۔ کہ محبت حاصل ہو جائے۔ اور اگر ناقص خلق کی محبت میں
اس گروہ کو محبت نہیں تو اس محبت سے ڈرتا چاہئے۔ اور خدا کی جناب میں اٹھا کر اچھا
- تاکہ وہ محبت جان کی وال نہ ہو جائے۔ اور ملاں و فلاں کے احوال پر قیاس کن چاہئے کہ
کمال رونے سے دعوات کے تفاوت کے موجب سب نقص کمرہ میں ۴

فراق دوست لکھنا کہ است۔ انک نیست

ترجمہ فراق دوست کو کم ہو گروہ کم نہیں ہے

مثلاً طریقہ کمال رونے سے چھٹے بعض مردوں کو طریقہ نکھانے کی بات
فرمادیا کرتے ہیں •

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے سوتا یعقوب چچو خاں
کا طریقہ نکھانے اور بعض مقلدین نے کرنے کے بعد فرمایا تھا۔ کہ اسے یعقوب چچو کہ ہم سے
تھک کر پٹھا ہے۔ وہ خلق کو پٹھا ہے۔ حالہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے بعد علاؤ الدین
کی خدمت میں جانا اور اکثر انہوں نے خواجہ علاؤ الدین کی خدمت میں حکم پڑا کیا۔

تھے کہ سوائے عبد الرحمن جامی جس سے فضیلت میں ان کو پہلے خواجہ علاؤ الدین
رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں گنتے ہیں۔ اور پھر حضرت خواجہ نقشبند کدس سرہ کی طرف
منسوب کرتے ہیں مگر اس میں تفرقہ کلامی جمیعت والوں کی محبت ہے۔ یہ مضمون باب بار
تاکید سے لکھا جا چکا ہے۔

اور سننا یہ ہے کہ مولانا محمد صدیق نے نوکری اختیار کی ہے۔ اور فقرا
کی وضع کو چھوڑ دیا ہے۔ انفس ہزارا نفس کسی کو انتہا میں سے پہلے باطن میں گرا رہا
ہے اس امر وہ طالب سے ظاہر نہ ہو گا۔ یا نوکری میں اس کو جمیعت نیکیا نیکیا اگر جمیعت دیکھے
تو بد ہے اور اگر نہ دیکھے تو بد تر۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ قَدْ يُنْقِذَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً
إِنَّكَ أَنْتَ الْكَوْفُورُ۔ یا اللہ تو ہمارے دل کو گمراہی سے بچا دے اور ہمارے دل کو تیرے
پاس سے ہمارے عمل پر درست فرما۔ تو ہی بخشنے والا ہے۔ و نام۔

مکتوب ۱۲۰

جمیعت والوں کی صحبت پر ترغیب دینے میں مبدو محمد عثمان کی طرف

لکھا ہے۔

انا کہیر صاحب نے فرسہ روشنی اختیار کر لی کہ سلام و پیام تک سے یاد نہیں کرتے
خدمت بہت حقوی ہے۔ اور اس کا صرف کرنا ایک بڑے بجاری کام میں نہایت ضروری
ہے۔ اور وہ کام باب جمیعت کی صحبت ہے۔ کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں۔
کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب صحبت ہی کے باعث فرمایا
عزیز اللہ و السلام کے سوا سب پر اگر چاہیں قوی اور عزیز وانی ہی ہو و انیسیت
کے لئے۔ حالانکہ صحبت کے سوا یہ دونوں بڑے دجوں تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور
بڑے بڑے کالات محال کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ معاویہ کی خطا صحبت کی پرکشتی
ان دونوں کے سوا سب سے بہتر ہے۔ اور عمر بن العاص ہم کا سونہ دونوں کے سوا سب
بہتر ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں کا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے اور روشنی
کے حاضر ہونے اور وحی کے مشاہدے اور معجزات کے دیکھنے سے شہنہ می ہو چکا تھا۔ اور ان کے

ہر کسی اور کو اس قسم کے کام اور حقیقت تمام کاموں میں نصیب نہیں ہوئے
اور اگر اولیٰ قویٰ کو سلام ہو تاکہ محبت کی فضیلت میں قیامت ہے تو اس کو محبت
کوئی چیز مانع نہ ہوگی اور اس فضیلت پر کوئی چیز اختیار نہ کرے واللہ یخلفن برحقہ من
یستکبر واللہ ذو الفضل العظیم اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے عطا
کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے ۵

سکندر نے نبی بنی اسرائیل کے
برادر وزیر فرستائے کہ
میں تم کو نہیں دیتے ہیں پانی نہیں تمی برادر وزیر دولت
یا اللہ اگرچہ تو نے ہم کو اس جہان میں ان بزرگوں کے زمانہ میں پیدا نہیں کیا
مگر تو ہمیں آفرغت میں ہی ان کے گروہ میں لٹا۔ بحر سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
آمین *

مکتوب ۱۲۱

اس بیان میں کہ یہ سب بات قدم قرار پایا ہے۔ اور بعض اچھے قدم پر ٹھہرنے
ہیں میں محمد عثمان کی طرف کھتا ہے۔
یہ صاحب بہت دعا سے مخلص فرمایا۔ تم نے ہونے والے احوال سے اطلاع
نہیں دی۔ اور یہاں کے فقر کی خبر نہیں لی۔ اللہ کا حمد و تعالیٰ کا احسان ہے کہ فقر و غش مال
میں بغیر فقر و غش و مال کا حال بیان کرتا ہے *
شعبت کے نشان ملے۔ یہ رہتہ سب بات قدم پر تسلیم پایا ہے بعض
باروں نے اپنا کام چھوڑ کر یہ چاہا ہے۔ اور بعض نے پانچ قدم تک اور ایک گروہ
نے چار قدم تک اور ایک گروہ نے تین قدم تک اپنے اپنے وجوہ کے اختلاف کی وجہ
اور سب تین قدم والا بھی دونوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ تو وہ لوگ جو ان سے آگے قدم
رہتے ہیں کیسے فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ بلند رہتی و مکار ہے تاکہ ایچ و بیچ پر کھارت نہ ہو
اس سے زیادہ کھانا و آفت کے مناسب تھا۔ و سلام *

مکتوب ۱۲۲

بلند چہی پر ترغیب دینے اور ہر چیز جو باقی میں ہے کو جو ذکر کرنے کے بیان میں
ملاحظہ فرمادہ بخشی کی طرف مکتوب ہے۔

مولانا محمد طاہر رحمہ دریں مولانا یار محمد ہارقی نقل و حرکت کی وجہ سے
کریں گے۔ جب آپ بندہ سستان کے سفر کا ارادہ مصمم رکھتے ہیں۔ تو بانیں مولانا عیال
کی خبر لیں۔ الباقی عند استقامت شوق ہے۔ دوام حضور اور فیوض کی محبت سے کیا نظر کیا
ہے۔ بہت کم بندہ رکھنا چاہئے۔ اور جو کچھ باقی میں باقی میں شوق نہ چاہئے۔
ماں بچہ پرست کی جو دشمنی تھا۔ از مغربی و کتب مشکوٰۃ کلا شقیم
حرب۔ ہیں اس کی خاطر ہے۔ نوار کا مشرق
عاجت جس کے کی ترویج پانہ و شیل کی

اس زمانہ کے اکثر مقامات سے ہر انتظامی سیراب ہوئے اور کفایت کرنے
پر اقامت رکھتے ہیں۔ معنی تائے ترقی نہیں کرتے۔ ان کی محبت نہ ہر حال ہے۔ ان سے
ایسا بگاڑ بیٹھتا ہے۔ اور واقعات کو کچھ متبادر کریں۔ کیونکہ تاویل کامیاب بہت سی
ہے۔ اور ہرگز خواب خیال پر فریفتہ نہ ہو جائیں۔

کیفًا لَوْ مَنَوْنَ إِلَى سَعَادَ وَ ذَوْ قَهَا
قُلُّ الْبَحِيَالِ وَ ذَوْ قَهْنِ خِيَوَفْ

اس پرچہ میں کس طرح نیک رہنا
راہ بندوں پر نظر کرو۔ امداد

والسلام

مکتوب ۱۲۳

اس بیان میں کہ فضل کا اور اگر ناخواہ حج ہی کیوں نہ ہو۔ اگر فرض کے فوت ہو جائے
مستلزم ہے نہ تو وہ لایتنی میں عمل ہے۔ ملاحظہ فرمادہ بخشی کی طرف سے کیا ہے۔
میرے بھائی نیک نیت کا اگر اپنے نام کی طرح تعلقات کی تاؤ کی سے ہمیشہ پاک
ہیں، مکتوب مبارک سنا اور ہوا۔ اسے بھائی حدیث میں آیا ہے۔ علاوہ اعتراض ہے

فَعَالٍ عَنِ الصَّبْرِ شَيْئًا لَمْ يَأْتِ بِغَيْرِهِ بَدَلًا لَا يَغْنِيهِ بَدَلٌ سِوَاكَ لَا يَمْنُ بِالْحَمْدِ مِمَّنْ شَقُولٌ يَوْمَئِذٍ بَدَلٌ
 طرف سے خدا کی زد گردانی کی علامت ہے۔ فرض کو چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا یا اپنی ہی
 و نفل ہے۔ پس اپنے احوال کی تفتیش کرنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس چیز
 میں مشغول ہے۔ نفل میں یا فرض میں۔ ایک نفل حج کے لئے اتنے منومات کا ترکہ ہو نا
 چاہئے۔ چنانچہ صریح ملاحظہ کریں۔ **الْمَلَأَ اللَّهُ لِكُلِّفِيهِ الْإِبْرَاقَ دُونَ جَعَلَنِي كَسَلِيٍّ** ایک ہی
 اشارہ کامل ہے۔

وَاللَّامَةُ قَاتِلُكَ وَعَلَى الْقَائِلِ بِكَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِدَلٍّ يَكْفِيكَ وَبَدَلٍ يَكْفِيكَ

مکتوب ۱۲۴

اس بیان میں کہ رستہ کی استطاعت حج کے واجب ہونے سے کئے شرط ہے
 استطاعت نہ ہونے کے باوجود حج کا ارادہ کرنا مطلب کے کامل ہونے کی نسبت
 تفضیل اوقات میں مل ہے۔ ملاحظہ فرمائی کی طرف ملاحظہ ہے۔

«محمد طاهر نجفی کا مکتوب شریف ہے۔ اللہ کا عباد اور اس کا احسان ہے کہ فقہاء
 کے اخص اور محبت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ محمد الی کی نسبت وراہ ہونے کے باوجود یہ بڑی
 سعادت کی علامت ہے۔»

بے نسبت کے نشان ملے۔ حاجیہ آپ نے نصحت عیب کی اور جانے کا پختہ
 ارادہ کر لیا۔ تو وہ حج جو تکلیف و مشقت سے بھرپور تھا شاید ہمیں آپ کے ساتھ مل جائے۔ چنانچہ
 ارادہ کیا لیکن سخت سے موافق نہ ہوئے۔ اور اس بارہ میں کوئی تجویز معام نہ ہوئی۔ آپا۔
 اس بارہ میں شستی اختیار کی۔ فقیر کا صلاح یہ ہے کہ آپ کے بدلنے میں نہ جسی۔ بلکہ آپ کے
 شوق کو دیکھ کر صاف طور پر منع دیا کہ استطاعت رستہ کی شرط ہے۔ غیر استطاعت کے
 تفضیل اوقات ہے۔ ضروری کام کو چھوڑ کر غیر ضروری کام میں ہونا مناسب نہیں لکھی خطوں
 میں آپ کی طرف یہ مضمون لکھا ہے۔ شاید پہنچا ہے یا نہیں۔ اہل بات ہی ہے۔ آگے آپ
 مختار ہیں۔ والسلام

کتاب ۱۲۵

اس بیان میں کہ کیا دہشت گردی کا حکم رسالہ و مناسبات انہو کے خطر میں نہ ملے گا کہ اپنے
صانع کے ساتھ غلط فہمیاں اور عقیدت کے ساتھ اور کوئی نسبت نہیں ہے اور
اس کے مناسب بیان میں یہ صالحوں نے شاید ہی کی طرف توجہ کی ہو۔
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَحْقِظُ اَنَّكَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَجْعَلَ مِنْ اَشْيَاكَ شَيْئًا لَا يَكُنْ اِلَيْهِ حَقِيقَةٌ وَكَمَا
میں کہ ۱۰ ہیں •

جیسی کہ وہ ہیں ♦

جہاں کیا چھڑا کیا بڑا حق قتلے کے اساد صفات کے منکر اور اس کے شیون
ان کی کلاست کے نتیجے میں۔ حق تعالیٰ ایک خزاں مطلق اور پوشیدہ تھا۔ اس نے جہاں
کو اپنے آپ کو حکومت سے جلوہ میں لانے اور جہاں تک تفصیل میں لانے۔ جو جہاں کی اس
طرح پیدا کیا کہ اپنی ذات صفات میں حق تعالیٰ کی ذات و صفات پر دولت کو سے۔
پہلے جہاں کو اپنے صانع کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ مگر یہ اس کی مخلوق ہے۔ اور اس
کے فیوض اور کمالات پر دولت کرنے والا ہے۔ وہاں تمام اوصیتیں اور احاطہ و رہبان
اور حیات و تہذیب کا حکم تمام مخلوقات اور ہر وقت سے ہے مستقیم اور احوال برقرار۔ کہ جن کو تمام
کا پالنا ہوا ہے۔ جہاں کے لئے صانع کے ساتھ کوئی نسبت سوائے مخلوق اور منظر ہونے
کے ثابت نہیں کرتے اور وہ اس جہاں کی مخلوق کے مطابق اور کمال سے تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور
فرماتا ہے، اساطیر و رہبان و حیات پہلی جانتے ہیں +

تعب ہے کہ صفائی ایک جامع بعض ذاتی نسبت کو مثل اعلا اور حیات کے ثابت کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس بات کے ستر میں کہ ذات سے تمام جسمیں ملو بیجا ہستہ کہ صفات ذاتی کا ہی سبب لایا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ناقض ہے۔ اور اس ناقض کے دفع کرنے کے لئے ذات میں مراتب کا ثابت کرنا فلسفی تحقیقات کی طرح بیجا تکلف ہے۔ صحیح گفتار یہ ہے کہ ذات حق کو بسیدہ حقیقی کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ اور اس کے سوا کچھ جو کہ اس میں داخل نہیں ہوتے ہیں۔

دعوتیہ انجمن ہوت بسیاں
انجمن جہوش بہت تخلف دیا

فراق دوست کو اندک است از شکست
تیرجہ فراق ای کو کہ بہت برحق من عاشق کے

اس معنوں کی تحقیق کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں مثلاً اگر کوئی خاص ماحول ہے
 تو جانتے والا چاہے کہ اپنے پر مشیدہ کمالات کو ظاہر کرے۔ اور حرفوں اور آوازوں کو بجا
 لے۔ تاکہ ان کے پس منظر میں ان کمالات کو ظاہر کرے۔ تو اس صورت میں حالت کو برائے
 حرفوں اور آوازوں کو ان پر مشیدہ معنوں کے ساتھ نسبت نہیں ہے۔ سو اسے اس کے
 کہ یہ جو وصف اور آواز ان پر مشیدہ معنوں کے منظر اور پروردگار کے آئینے میں جلو
 ہورہے آوازوں کو ان معنوں معانی کا بیان نہ کہ معنی نہیں لکھتا۔ اس طرح اس صورت میں ماحول
 نسبت کا حکم لگانا مناسب ہے۔ معانی ہی طرح اپنی پہلی غزوانہ حالت پر ہیں۔ ان معانی کی
 ذات و صفات میں کسی شے کا تیز و تبدیل واقع نہیں ہوا۔ چونکہ معانی اور حرفت ہمیشہ
 ہوا کے درمیان ایک ہم آہنگی و ثابت اور ولایت ال نسبت ثابت ہے تو اس سے کچھ نہ
 سمجھنے خیال میں نہیں آتے۔ لیکن حقیقت میں وہ معانی پر مشیدہ ان آواز معنوں سے پاک
 ہیں۔ اور جو کچھ اس سلسلے میں جارا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ منظر اور آواز ہونے کے ساتھ
 اور کسی امر آزاد و مثل اتحاد و عینیت و حقیقت ماحول کا ثابت کرنا ٹکڑے کا باعث ہے۔
 حق تعالیٰ کی ذات نسبت من نسبت سے معروضہ ہے۔ مابالقرآن ایتھا ذی القرب
 مع نسبت خاک ابا عالم پاک

ظاہریت اور غلطیت کی اس قدر نسبت سے وحدت و جو کہیں یا نہ کہیں حقیقت
 میں تعدد و جو وہیں لیکن اصل غلطیت اور ظاہریت و ظہریت کے طور پر۔ نہ کہ ایک
 اور وہ ہے۔ اور اس کے سوا باقی سب ہم و غیالات۔ یہ مذہب بین مذہب و غلطی
 ہے حقیقت کا۔ میں ثابت کرنا اور احوال و کیاوت سے غلطی کا مقصد وہ ہے تاہج
 نہیں ہوتا ہے

چوں فرستی تو اور از نخست	سوئے شخصیت لب کردی آند
و بگذاشتی کہ غفل کیستی	فادھی از مردی و گرد کیستی
ترجیہ	اور کی آن کی دلف نسبت است
بیک تو نے ہی کو جان از نخست	بخط ہے تو او کے تو خواب جئے
سایہ کس کا ہے تو جب پہچان لے	

مکتوب ۱۲۶

اس بیان میں کہ سب کو چاہئے کہ اہل خداؤں کی نفی کرنے میں خود احتیاطی ہوں
انفسی، کوشش کرے۔ اور یہود، حق تعالیٰ کی طرف میں جو کچھ جو صدقہ نامہ
معاذ اور دوا رک میں ہے۔ اس کو بھی نفی کے بجائے اور صرف موجودت کی طرف
کو کہے۔ اگرچہ جو وہی جس مقام میں گناہ نہیں۔ اور اس کے مناسب بیان
میں میرے صالح پیشاوری کی طرف مکتوب ہے۔

میں نے یہودی شرافت کی سند کے مطابق کو چاہئے کہ نفی نہ آفاق جھوٹ
خداؤں کی نفی کرنے میں کوشش کرے۔ اور یہود و برحق کے اثبات کی جانب جو کچھ نفی کے
جہاد اور ہم نے سادہ میں ہے۔ اس کو بھی نفی کے بجائے اور صرف سادہ کی موجودیت پر گناہ
کرے۔

بیش ازین اپنے بزرگوار کو بہت

ترجمہ زیادہ بہت سے بڑھ کر کسی نے کچھ نہ چاہا

اگرچہ جو وہی جس مقام میں گناہ نہیں۔ تاہم اس کو جو کہ اسوہ علیہ السلام چاہئے و
معاذ کے بل سنت جماعت سے اپنی گناہ ہے کہ وہ جب قتل کا جو وہ اس کی ذمت
پر زائد ہے۔ وجود کو میں نے گناہ اور جو کہ اسوہ علیہ السلام سے نہ کرنا قصور نظر ہے۔
شیخ علاؤ الدین و رحمتہ اللہ علیہ فرمایا ہے کہ فوقی عالیہ الوجود و عالیہ الملائکہ
الکون و ذی عالم وجود کے اوپر ملک الوجود کا عالم ہے۔

اور اس درویش کو جب مرتبہ وجود سے اوپر گناہ تھا تو کچھ ذمت ملک کو مستطاب کیا تھا
پہلے آپ کو ذوق و وہ جان کی وجہ سے اسے تپیل سے پاتا تھا۔ اور حق تعالیٰ کے وجود کا
حکم نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ وجود کو راہ میں چھوڑ کیا تھا۔ مرتبہ ذات میں جو وہی گناہ نہیں نہ پاتا تھا۔
فقیر کا اسلام اس وقت تقلید ہی تھا۔ تحقیق ہے۔

غرض جو کچھ حاصل ممکن میں آئے ہیں طریق ائمہ ممکن ہو گا پس پاک ہے وہ ذات جس نے
حق کے لئے اپنی طرف کوئی رستہ سوسے اس کے نہیں بنایا کہ اس کی معرفت سے عجز کا
اقرار کیا جائے۔

فتاویٰ اللہ اور بقا اللہ کے حامل ہونے سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ممکن واجب

ہو جائے کیونکہ یہ حال ہے۔ اور اس سے حقائق کا تیز و تبدیل ہندم آتا ہے پس جب ممکن
ہو جاتا ہے تو ممکن کا نسب سبب سے کہہ دیا جائے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ

اس بیان میں کہ وہ الدین کی خدمت میں آئے اور ان کی خدمت میں آئے
پہنچنے کے بعد ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ ایک نیا اور نیا ہے۔ بلکہ نیا میں داخل ہے۔
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے
مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے اور یہ مکتبہ اسلامیہ دہلی کا نام ہے

مَیْمَنَاتُ الْمُقَرَّبِينَ ۚ

ہرچیز میں خلیہ حسن است کرشمہ غریب و بد میں لکھی ہے

سہ سہ شوقِ جوانی کہ ہے ہر خیدِ حسن ہے

شیر لکھا جا ہی کر پوٹے سے منہ اب جان کنہ ہے

حق جلتلحق تمام غزوات کے حقوق پر مقدم ہے۔ ان کے حقوق کو اور ان کے خدا کے حکم کی بشارت کا باعث ہے۔ وہ جس کی مجال ہے کس کی خدمت کو چھوڑ کر دوسرے کی خدمت میں مشغول ہو جائے۔ پس ان کی خدمت اس لحاظ سے فیاض کی خدمت میں سے ہے لیکن خدمت خدا میں بہت فرق ہے۔ کاشف کو راہ دل چلانے والے بھی بدشاہ کی خدمت کرتے ہیں لیکن عربوں کی خدمت دوسرے۔ وہ ان نہ رحمت اور دل چلانے کا دارلین ہیں نہ وہ ہے۔ اور ہر کام کی زندگی اس کے کم کے موافق ہوتی ہے۔ دل چلانے والے تیری غفلت سے دلی چھل ایک تلخ مزدوری لیتے ہیں۔ اور سرب ایک گھڑی خدمت میں حاضر ہو کر وہ کس کا متفق ہو جاتا ہے۔ عادی اس کو کس کو کس کے متعلق نہیں۔ وہ تو صرف بادشاہ کے قریب میں گرفتار ہے۔ شہنشاہ ملینا

ان دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔

فوتیہ حسین کیست، توفیق حاصل ہے۔ اس کی طرف سے ناظر جمع رکھیں مبادا
کیا کہوں۔ وہ اسلام

مکتوب

بلند ہستی پر زنجیر بندہ اور سوائے طلبِ حق کے کھارٹ کرنے کے بیان میں
خواجه متین علی طائف کھلے ہے۔

جناب خواجہ مقید فرمے ہوئے کو فراموش کریں بلکہ دور نہ جانیں۔
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ اَحَبَّ اَدْوٰی اَہْلِیْہِ کَے ساتھ ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے +

ساکھ کھنڈو ڈر الجایا ہے۔ مطلب حیثیت کمال اور بہت بہت اہمیت۔ نیز درسیاتی
مترس اس کی مطلب نہیں۔ فتور نامہ، وسط کو نہایت بھر کر کیا غیر مقصد کو مقصد جانتا ہے۔
اور چون کو چون تصور کرتا ہے۔ اور مطلب حقیقی تک پہنچنے سے ویچھے رہتا ہے۔ بہت کو بند
رکھنا چاہئے۔ اور کسی معاملہ پر کفایت کرنی چاہئے۔ اور ولہ اولیاء و مولاۃ چاہئے۔

اس قسم کی بہت کمال و فائز قند کی توجہ پر منحصر ہے۔ اور اس کی توجہ پر منحصر
کے خاص اور بہت کے موافق ہوتا ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من يشاء واللہ
ذو الفضل العظیم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے
فضل والا ہے۔

مکتوب ۱۲۹

اس بیان میں انسان کی باہمت اس کے تفرق کا باعث ہے اور یہی باہمت اس کی
جمیت کا موجب ہے۔ ایسے کہ ان کے لئے جملہ اشیاء فی الجہت و تبت
الجمیع یاتون آسبیل کی طرح جو دوستوں کے لئے پانی اور لہجہ بن کے لئے بلا ہے۔
ستید نظام کی طرف لکھا ہے۔

مکتوب شریف و مولیٰ آدمی جو توجہ میں موجودات ہے۔ اور اجزا اس سے
ہر ایک جز کے لئے جیسا۔ موجودات کے ساتھ اس کا تعلق اور گرفتاری ظاہر ہے جس حقیقت
میں یہی باہمت ہے نہ تو خدا کی جانب سے اس کی دوری کا باعث ہے اور اس کے کبریا
تعلقات سے زیادہ اس کی عروسی کا سبب ہیں۔ اور اگر خدا کی توفیق سے نہ آپ کو ان
پر کلمہ تعلقات سے منع کر لے۔ اور پس پاؤں آجائے۔ فَقَدْ فَازَ وَكَوْذُ أَخِطِي مَا وَرَكَ
فَقَدْ مَنَّ مَنَّ لَا تَبِينُ تَوْ بَلَا كَامِيَابِ هُوَ لِمَا مَدَّ جَسَدَ كَرَاهِيَا

اس باہمت کے باعث بہترین موجودات میں جو انسان ہی ہے۔ بدترین مخلوق
میں اسی باہمت کے باعث وہی ہے۔ اس کا اثر اس باہمت کے باعث بہت کمال ہے
اور جان کی طرف نہ ملے تو اس قدر کلمہ ہو جاتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اور اگر حق کی طرف نہ
کرے تو سب سے زیادہ نقصان دہ و زیادہ خطرناک ہے۔ ان تعلقات کی آلودگی سے کمال آزادی و عروج
میں نہ ملے اور کلمہ کا خاصہ ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے انبیاء و مادیان اپنے اپنے درجوں
اور مرتبوں کے موافق۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملاقات و تعلقات ہیں جامعہ نہیں پر اور ان کے
اور ان کے سبب تا بعد ازیں پرقیامت کے دن تک۔

حق تعالیٰ ہم کو آپ کو حضرت نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت میں کی
حق تعالیٰ نے نماز اخ البصو و صا طہ سے تعریف کی ہے ان تعلقات سے بچنا ہے۔

اس سے زیادہ نقصان دل کا باعث ہے۔ دستارِ اہل کرام

مکتوب ۱۳۰

اس بیان میں کہ احوال کے تغیر و تبدل کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہ چوٹی اور چوٹوں کے مطلب
محل کی پہلے۔ جمالی مدین کی طرف لکھا ہے۔

احوال کی تبدلات کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اس بات کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ کیا آیا اور
کیا لیا اور کیا لیا اور کیا لیا متغیر و کچھ اور یہی ہے جو کتنے نئے اور کتنے اور شاہ سے منور
و متبر ہے۔ چوٹوں کو تر و متور سے تسلی دیتے ہیں۔ بہت جلد کھنی پہلے۔ کام کچھ اور ہے۔
یہ سب خواب خیال ہے۔ خواب میں اگر کوئی اپنے آپ کو بادشاہ دیکھے تو وہ حقیقت میں بادشاہ
نہیں ہے بلکہ خواب تیرہ دہائی بخشی ہے۔

طریقہ تشبہ یہ ہے کہ ہم میں ان احوال کا کچھ اعتبار نہیں کرتے۔ یہ بیت ان کی کتاب
میں لکھا ہے۔

چونکہ ہم خواب پر زراعت تیاریم شب نے شب چترم کہ مرث خواب
نظر اور شیدہ کہ تا ہوں شام میں کسی کہ ہوں
شب نے شب کا لہجہ مرث خواب کچھ بول

اگر کوئی حال آئے یا جلتے کچھ شادی غم نہیں۔ یہ چوٹی اور چوٹوں کا مطلب صل پہننے کا منتظر
رہنا چاہئے۔ دستارِ اہل کرام

مکتوب ۱۳۱

طریقہ حضرت نور جہان قدس سرہ کی بندہ ہی شان اوصاف کو ان کی شکایت میں مذکور
نہیں طریقہ میں نئی باتیں نکالی ہیں اور ان کو اس طریق کی تکمیل بھی ہے خوب
مختار اشرف کاہن کی طرف لکھا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الطَّاهِرِينَ سب تعریف اللہ کو ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ہر صلوٰۃ و سلام
سید المرسلین اور ان کی آل پاک پر ہو۔

میرے سادہ سادہ بھائی خواجہ محمد اشرف ندائے کپہہ ایسے کرم کی تشریف

مشتاق فرمادے

جان میں کہ حضرت احمد جان قدس سرہم کا طریقہ کی طرف پہنچنے والے سب سے
 زیادہ قریب سے ہے۔ اور دوسروں کا امتحان بندہ کو اس کے بندہ میں بیج ہے۔ اور ان
 کی نسبت سب سے بہتر ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ اس طریق میں سنت کو لازم کرنا
 ہیں۔ اور بہت سے سمجھتے ہیں۔ اور حقہ تقدیر نصرت چل جائز نہیں کرتے۔ اگرچہ ہمارے
 باطن میں فائدہ دینے والا ہے۔ اور غریبیت چل کرنا نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ بظاہر پر باطن میں
 معجزات ہیں۔ انہوں نے احوال را حید کو احکام شرعی سے تابع کیا ہے۔ اور ذوق مساوی کے
 علوم شریعہ کے فائدہ سمجھتے ہیں۔ احکام فروع کے نفیس موتوں کو بچوں کی طرح دیکھ کر حال کے غور
 و تیز کے عرض نہیں دیتے۔ اور صوفی کی بیوہ باتوں پر غور اور فریاد نہیں جوتے۔ بغیر کچھ
 نفس کی طرف نہیں جاتے۔ اور طوحوحات مدنیہ یعنی عادیث سے قطع نظر کر کے فروع
 حکمیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا حال ایسی ہے۔ اور ان کا وقت استقامت ہی۔ چل
 ذاتی جو اوروں کے لئے بجلی کی طرح ہے۔ ان بندہ کو اوروں کے لئے دینی ہے۔ اور حضور
 جس کے کچھ غیبت ہو ان کو اوروں کے نزدیک ہے۔ افسانہ ہے۔ و جان لا تلتئم
 تجلہ و لا یبع عن ذلک اللہ یا ہما و میں جن کو جانتے اور غریہ و فرستادہ کی یاد سے
 غافل نہیں کرتی۔

لیکن ورنہ انہیں ان بندہ کو اوروں کے مذاق تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ خود ایک ہے کہ
 اس طائفہ علیہ کے قاصد کم بہت لوگ ہیں۔ اور ان کے بعض کما لکھتے انکا کردار
 قاصد کے گناہ طائفہ را طعن تصور
 ترجمہ ہے کہ اسے اس طائفہ کوئی بہت بہت اس طریق پر
 چناہ لئے اب گروہوں زبان پہ کچھ کہ اس کا

ماں اس طریق علیہ کے بعض متاخرین خلفائے اس طریق میں بھی نئی باتیں کہانی
 ہیں۔ اور انی بندہ کو اوروں کے اصل بہتہ کو ناتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ ان کے بعض مریدوں کا
 یہ طائفہ کہانی نئی باتوں سے اس طریقہ کو کمال کر دیا ہے۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے کہ
 یہ طائفہ متاخرین میں آقا و اہم نہ چھوڑا اور نئی بات بلکہ انہوں نے اس کے غریب اور

مکتوب ۱۳۲

وہ چندوں کی صحبت سے بچنے اور غزالی صحبت پر ترغیب دینے کے بیان میں لکھا
کی حالت وہی دو چندوں کی صحبت میں سے بہتر ہے۔ ملا محمد صلیق بخاری
کی طرف لکھا ہے۔

وَقَدْ عَلِمْنَا لَا تَرْجُو مَوْلَانَا سَدَا وَهَذَا يَتَنَا وَهَذَا يَتَنَا لَكُنْكَ وَهَذَا يَتَنَا
أَنْتَ أَلَوْ قَاتَبَ يَأْتِيهِ وَهَذَا يَتَنَا وَهَذَا يَتَنَا لَكُنْكَ وَهَذَا يَتَنَا
بِحَالِهِ تَرْجُو مَوْلَانَا سَدَا وَهَذَا يَتَنَا وَهَذَا يَتَنَا لَكُنْكَ وَهَذَا يَتَنَا

آپ نے غزالی صحبت سے ال تنگ ہو کر وہ چندوں کی مجلس افتاء کی ہے بہت
بڑا کیا ہے۔ تنگ اگر آپ کی خدمت سے توکل غلبہ دینی۔ اور چہ نہ است کے سو کچھ فائدہ نہ ہوا
مجلس دینا شرط ہے۔

میں ہاں سے ترہم وہ حال سے غالی نہیں ہے۔ وہ چندوں کی مجلس میں کچھ صحبت
پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور اگر دیکھتے تو یہ ہے۔ اور اگر دیکھتے تو اس میں ہے
نور و بادشاہ اور اگر دیکھتے تو دنیا و آخرت کا خزانہ شامل ہے۔ غزالی کا حکم۔ وہی
وہ چندوں کی صحبت میں سے بہتر ہے۔ آخر یہ بات آپ کی مجلس میں ہے۔ یاد آئے۔ آخر یہ بات
بسمیرا کی یاد کی۔ پھر کچھ فائدہ نہ ہوئی۔ چرب کھانوں کی طویش اور قیاس کی کتاب سے آپ کے
میں والیا۔ اب میں کچھ نہیں کیا۔ اپنے قصد کا فکر کریں۔ اور جو کچھ حق تھائے سے مانع ہو اس کو
وہمیں جائز اس سے جائز ہو تو فرم کریں۔ اِنْ مِنْ اَذُو اِحْمَكُوْا وَ اَوْلَادُكُمْ عَدُوْا لَكُمْ
فَاُخَذُوا وَ هَذِهِ نَصْرٌ لِّمَنْ يَّهْبُ

صحبت کے حق نے اس بات پر بنا لیا کہ ایک مرتبہ آپ کو نصرت کی خواہش ہے
آپ کی بات کریں۔ آپ کی غرضوں باتوں سے دیکھنا کہ اس معلوم تھا کہ اس طرح فقر پر تھکا
خواہی ہے۔

وَقَدْ كَانَ مَوْلَانَا اِنْ يَكُونَا اِنَّا اِلَى اللّٰهِ وَ اِجْعَلُوْنَا

تہم ہوا۔ اور وہی جہاں کو رہتا ہے۔ اِنَّا اِلَى اللّٰهِ وَ اِجْعَلُوْنَا

وَاللّٰهُ مَوْلَانَا اِنْ يَكُونَا اِنْ يَكُونَا اِنْ يَكُونَا اِنْ يَكُونَا اِنْ يَكُونَا

کرامت غرغٹ

سختی کے نشان ملے اذوقت سیف قاطع وقت، کاٹنے والی تلوار ہے
 معلوم نہیں کل تک حضرت میں یا دیوی سحرہ ری حکم رچی کرنا چاہئے۔ اور غیر سحرہ ری حکم کل
 پڑا لٹا چاہئے عقل کا حکم ہی ہے عقل صاحب کا نہیں بلکہ عقل معاد کا۔ اس سے یاد کیا تھا
 جائے۔ و السلام

کتوب ۱۳

روایت علامہ اور خاصہ کے ترہوں کے بیان میں مع بعض خاص انخاص کے ہے
 نفس محمد حبیبی کی طرف لکھا ہے۔

جانتا چاہئے کہ روایت فنا اور بقا سے مراد ہے اور وہ عام ہے یا خاص۔ اور فنا
 سے ہماری مراد مطلق ولایت ہے۔ اور ولایت خاصہ سے مراد ولایت محبت ہے۔ مٹنے
 صاحبہا بقولہ و اسلام کہ جس میں فنا اتم اور بقا مکمل ہے۔ اور جو شخص اس بڑی نعمت سے شرف
 اس کا بدن طاقت کے لئے نرم ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سینہ اسلام کے لئے کھل جاتا ہے اور
 اس کا نفس طمغہ ہو کر اپنے مٹنے سے راہنی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل لوگوں کے پھرنے والے
 کے لئے صیغ سلامت ہو جاتا ہے۔ اور اس کا رُوح پورے طور پر حضرت صفات لاجوت کو
 مکتشف کی مرتبہ پر حاضر کرتا ہے۔ اور اس کا سر شیون اقتبالات کے لحاظ کے ساتھ قائم شاہ
 تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اس مقام میں تجلیات آتیرہ برقیہ سے شرف ہو جاتا ہے۔ اور اس کا
 خیمہ کمال تنزہ اور تقدس اور کبریٰ کے باعث تیز ہوتا ہے۔ اور اس کے اعضاء کو کثیف بلا شال تھیل
 مائل ہوتا ہے۔ اور وقت یہ مثال اس کے حق میں ہوتی ہے حج

هَيْتًا لَا تُبَايَا الْعَبِيدَ لَيْفِيهَا

ترجمہ م تبارک منہوں کو مال و دولت

اور وہ بات کہ جس کا جانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ خان صاحبہا بقولہ و اسلام
 عروج و نزول کی دونوں طرفوں میں ولایت کے تمام مرتبوں سے خمیر ہے لیکن عروج کی طرف
 میں اس میں ہے کہ نہ صرف کائنات و بقا دونوں اسی ولایت خاصہ سے مختص ہیں۔ اور باقی دلائل
 کا عروج و نزول بھی ایک ہی مقام کے دونوں کے اختلاف کے بموجب یعنی سب سے پیش اور مکمل عروج

اس کو غنیمت کہ اپنے کام کا فکر کرنا چاہئے۔ یہ کہ جس کو ہر وقت کا وسیلہ بنا لیا ہے کہ نہ کہ غنیمت
 نہ کہ شغل نہ کہ کام ہے۔ درویشی میں کمال مل کر ہے۔ درویش سے قانع ہونے کا معاملہ حلوم
 نہیں کہ وہ جلی سے کافی ضرورت پیدا کر لے۔ اور اگر کچھ شہد ہے تو عربی کی لغت صاف میراج
 طور پر لکھا ہوا ہے۔ اگر وہ بھی بواب صاف لکھے ہوئے نہ ہو تو وہ منہ موم ہو۔ قرآن شریف سے پے
 مائیں ہیں تو دینے کا غیر کا ملن کیا ہو گا۔ جو کچھ کرنا ہے بہت جلدی کریں کہ جو فرصت بہت
 غنیمت ہے۔

کتاب ۱۳

نازک بگڑنا میں کجس کا کمال نہایت نہایت سے بہت ہے اور اس کے ساتھ
 بیان میں حالی غصہ و افغان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کتاب غریب پنچا مصنون معلوم ہوا عباد اعلیٰ لذت کامل ہوتا اور ان کے
 اور کرنے میں خلعت کا رخ ہونا حق تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ خاص کر نازک اور کرنے
 میں جو غیر غنیمت کو غیر نہیں ہے۔ اس سے زیادہ خاص کر نازک فریضہ کے مار کرنے میں یہ کہ نہ تھا
 میں نازک نفس کے مار کرنے میں لذت ہوتے ہیں۔ اور نہایت نہایت میں یہ نسبت فریضہ سے
 وابستہ ہو جاتی ہے۔ اور فرائض کے مار کرنے میں اپنے آپ کو بیکار جانتا ہے اس کے نزدیک
 فریضہ کا اور کثرتی بڑا کام ہے ع

ایک روز دولت است کنوں تاکو دہند

ترجمہ ۲ ہدیٰ لطف ہے دولت نظر بتا دے کس کو

جاننا چاہئے کہ وہ لذت جو نازک کے مار کرنے کے وقت کامل ہوتی ہے نفس کا
 اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ میں اس لذت کامل کرنے کے وقت نازک نفس میں ہے۔
 سبحان اللہ کیا عجیب ترجمہ بھی ع

ہیئتاً لا ذبا رب العیبر فکیہ منہا

ترجمہ ۲ مبارک نعموں کو اپنی دولت

ہم جیسے حریف دھول کو اس قسم کی باتیں کہیں اور غنیمت میں ۲
 ہائے بیچ خاطر غم و شرمیکم ترجمہ ۲ ہائے بیچ خاطر غم و شرمیکم

وہاں میں رہتا ترقی میں صاف رہا۔

اور پھر ذہن یا غرض مرہست

ترجمہ ہے ہر اکھیں تو کھلیں کی باتیں

سیرا سیرا علی سے مراد ہے جو تورا کثیف۔ تہ ہے کیونکہ حرکت کی بیان کجا نہ نہیں
پس سیرا سے اسد حرکت علی سے مراد ہے جو سیرا سے علی سے حرکت جاتی ہے۔ اور علی
سے حرکت کے کائنات کے جوہر کے لئے اور علی پر ان کے لئے جو جاتے کے بعد
وہ جب تھکے لے کر نہ تھکتی ہو جاتی ہے۔ اور علی سے وہی ہے جو نہ تھکتی ہو جاتی ہے۔
اور سیرا علی سے مراد ہے۔ اس حرکت علی سے جو مراتب جو سیرا یعنی ہمارے صفات و شیوں اعتبار
و تقدیرات و تزیینات میں ہوتی ہے اور اس مرتبہ تک تھکتی ہو جاتی ہے۔ جس کو کسی حالت سے
تعبیر نہیں کر سکتے اور نہ کسی شاعر سے بیان کیا جاسکتی ہے۔ اور کسی نام سے اس کا نام نہ لیا جاسکتا
ہے۔ کسی نہ سے اور جو کہتی ہے۔ اور اس کو کوئی نام نہ ملتا ہے۔ اور نہ نام کہ اس کا اور نہ
کہہ سکتا ہے۔ اور یہی کام تھا رکھا گیا ہے۔ اور سیرا علی اللہ باللہ جو تیسرا سیرا ہے۔ اور جس
مراد حرکت میر سے ہے۔ جو علی سے علی کی طرف نیچے تہ ہے۔ اور علی سے علی
کی طرف۔ یہاں تک کہ حرکت کی طرف سیرا پار کر جاتی ہے۔ اور تمام مراتب پر کے
علوم سے نکل کر جاتی ہے۔ اور یہاں غائب اللہ کہ اللہ کے ساتھ بھلائی والا۔ اور اللہ کی
طرف سے اللہ کے ساتھ پھر نیچا والا۔ اور وہ واحد فاعل اور وہ واحد معبود اور
وہ قریب بے حد و قریب۔ اور سیرا چھوٹا جو شیا میں سیرا ہے کہ وہ دیگر سے اشیاء کے علوم
مائل ہونے سے مراد ہے۔ بعد اس کے تمام اشیاء کے علوم سیرا دل میں نکل ہو جائیں گے
پس سیرا دل سیرا چارم کے مقابل ہے۔ اور سیرا۔ سیرا دوسرے کے مقابل میں سیرا کہ
بیان ہوا۔ اور سیرا الی اللہ اور سیرا نفس لایت کے مائل ہونے کے واسطے ہیں جو نہ دینا
سے مراد ہے۔ اور سیرا چھوٹا اور چھوٹا تمام حرکت کے مائل ہونے کے واسطے ہیں۔ جو نیچے نکل
علی غفرہ و اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور کائنات ابھاروں کو بھی دن بڑے گواروں کے مقام
سے کہ مائل ہوتا ہے۔ قل ہذا سیرا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من ابصر
کہ یہ سیرا سیرا علی اللہ کی طرف نکلتا ہوں۔ میں اور میر سے کا بعد بصیرت پر ہیں۔
پتہ پتہ نہایت کا بیان ہے جس کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ طالبوں کو ضرورت

اس کی وجہ ہے کہ عالم میں عام خلق کی نسبت ضعیف واقع ہوا ہے۔ دینی ضعف جلدی حاد ہونے کا نتیجہ ہے۔ اور یا شاید اس سے ہونا سبب تکمیل حقیقی ہے، جب تک کہ عالم اربعین میں عالم خلق پر قوی ہو جائے۔ اور معاد برعکس ہو جائے۔ اس ضعف کا علاج اس جہت پر ہے کہ سب کسی کو مل تعارف ملے، کا تعارف تمام ہے، اور وہ علاج جو وہ سرے طریقوں کے مناسب ہے پسے ترکیب نفس اور سخت یا ضعیف اور بر یا شے میں جو شریعت کے موافق ہوں، ملے، جب ضعف کا واسطہ ہو، اور معلوم ہو کہ تائید کا دیر سے ہونا، اس لئے کہ ہونے کی علامت نہیں ہے، اگر کمال متقدم ہو، اسے لوگ بھی اس عالم میں مبتلا نہیں ہیں۔ و السلام

مکتوب ۱۴۶

سبق کے مکرر پر نصیحت کرنے میں شرف الدین حسین بخشی کی طرف سادہ فرمایا کہ میرے فرزند شرف الدین حسین کا قصہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کو تمام سامان ہے کہ آپ کو فقرائے دنیا کی سعادت حاصل ہے۔ وہ سبق جو آپ نے حاصل کیا تھا اس کے تکلیف وقت کو آباد کرکے، اور حضرت کو اتم سے نہ دیں، یا نہ ہو کہ نیلے فانی کا وہ فریب و لینہ اور چند روزہ شان شوکت و عزہ کر دے۔

بہاؤ دین تو این است کہ مطلقاً و عارضاً نہیں است
جو بہ نصیحت ہی تجھ سے تیری ہے کہ نہیں کہو، تو بچہ اجی ہے
یہ کہ قہر بڑی نعمت ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بند سے کو حوالی میں توہر کی توفیق عطا فرما دے۔
اور اس پر بہت قناعت بخشنے۔ کہ سنتے ہیں کہ تمام دنیا کی نعمتیں اس نعمت کے مقابل میں ایسی ہیں جیسے پیلے عیش کے مقابل میں شبنم کا قطرہ۔ کیونکہ نعمت حق تعالیٰ کی پناہ منہ ہی کا موجب ہے۔ جو تمام دنیوی و دناخوری نعمتوں سے بلند کرے۔ و رضوان من اللہ العزیز العالی
کی پناہ منہ ہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَنَاقِبِهِ أَشَدُّ حَقًّا وَالْقِيَامَةُ وَالْآخِرَةُ وَالْآخِرَةُ وَالْآخِرَةُ
الْمُحِيطَةُ بِالْعَالَمِينَ وَالْعَالَمِينَ وَالْعَالَمِينَ وَالْعَالَمِينَ وَالْعَالَمِينَ وَالْعَالَمِينَ
راہ پر چلو۔ اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑو۔

کتاب ۱۴

اس بیان میں کہ سنسن (توڑنا) پر سنسن (بڑھنے) پر مقدم ہے یا پر سنسن (بڑھنا) پر سنسن (توڑنے) پر۔ خواجہ اشرف کلمی کی طرف لکھا ہے :-
 قرآن کے تیسرا سیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذیل مراتب کمال میں جامعہ ہے
 مثلاً طریقت قدس سرہ میں سے بعض نے توڑنے کو جانے پر مقدم لکھا ہے۔ اور بعض نے
 بڑھنے کو توڑنے پر مقدم کیا ہے۔ اور قیادارہ وقت کی طرف لکھا ہے +

خواجہ ابو سعید خرازمی سرہ لکھتے ہیں : تاہر ہی نیالی و تانیالی نہ ہی
 نہ اتم کلامش بود۔ یعنی بیک طرف تو نہ چھوٹا نہ بڑھا۔ اور جب تک تو نہ پانچ نہ چھوٹے کا
 میں نہیں جانتا کون آگے ہے +

اتم طور شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے کہ توڑنا اور بڑھنا ایک ہی وقت میں
 ثابت ہو جاتے ہیں۔ جازائیں کہ توڑنا اور بڑھنا جدا ہوں۔ اور بڑھنا بغیر توڑنے کے ممکن ہے
 ماسل کلام یہ ہے کہ اگر پر شیعہ کی ہے تو مقدم فاتی و مایک دو سرے کی ملت
 کے تعین میں ہے +

شیخ اسلام نوردی قدس سرہ دو سرے ذہب کو اختیار کرتا اور مذہب کے
 کہ بوقت اسی طرف سے تھیں ہے۔ چاک بیات و دست ہے جن لوگوں نے توڑنے کو
 مقدم لکھا ہے وہ بھی اس بوقت کا انکار نہیں کرتے۔ من کی خراج نے سے ظہور نام ہے
 اور نامور نام کی بوقت ظہور مطلق کی بوقت نے من علی نہیں کیونکہ ظہور مطلق توڑنے پر
 مقدم ہے اور ظہور نام اس سے مؤخر ہے +

اس تحقیق پر ان کی نزاع لفظ کی طرف مروج ہو جاتی ہے لیکن گروہ اول کی عظمت
 بلند ہے کہ قبیل کو اعتبار میں نہیں لاتے۔ اور جانتا چاہئے کہ اس توجہ پر مقدم زانی میں ہوتا ہے
 قافضہ و اللہ مستحانہ اعلمہ بلعہ و اب۔ پس کچھ اور اللہ تعالیٰ بتری کی طرف تمام کرنا ہو +
 تہ اعمال سنسن و پر سنسن کا منظر ہونا چاہئے کہ مرتبہ ایت انہی دو تہوں سے
 وابستہ ہے و بدوینا خیر الفقاہ و بدوینا خیر الفقاہ ہے +

مرتبہ اول سیر الی اللہ سے وابستہ ہے اور مرتبہ دوسرا سیر فی اللہ سے۔ اور ان دونوں

یہ سب کے مجرموں کے خلاف کے موافق رہتے وایت کمال تک پہنچ جاتے ہیں۔
 اور وہ سب سے دیگر میل کے حامل کہنے اور درخواست تک پہنچنے کے لئے ہیں جو
 ان کے دکر دم اگر وہ کس است

ترجمہ ۲ پس خبر کر دی ہے میں نے تمہاری خبر کوئی

مکتوب ۱۴۸

اس بیان میں کہ صاحب تے یعنی سیاب ہوا ہوا حاصل ہے۔ اور اس بیان میں
 کو شائع کی روحانیات کے وسیلہ اور ان کی اور پر ہر زعفران ہیں کیونکہ شائع
 کی سورتیں حقیقت میں شائع مقتدر کے لطائف میں خلاصہ صا ق کالی ن طرہ
 نکلتا ہے۔

وخط پے در پے پہنچے۔ یہاں مکتوب میرا بی کے حامل ہونے سے بھرا ہوا تھا اور
 دوسرا شش کو یہ حاصل ہے۔ اللہ کا حمد ہے کہ فائدہ پڑتا ہے۔ صاحب تے حاصل ہے
 اور جس نے اپنے آپ کو یہ حاصل جانا وہ اصل ہے۔ کئی دفع آپ کو لکھا گیا ہے کہ شائع لکھنا
 کے وسیلہ اور ان کی کام پر ہر زعفران ہوویں کیونکہ شائع کی دھو تیں تحقیق میں شائع
 مقتدر کے خلاف ہیں۔ جو ان سورتوں میں ملے ہوئے ہیں۔ توجہ کے قید کے لئے ایک ہا اثر
 ہے۔ توجہ کو ہر اکتہ کا خسارہ کا موجب ہے۔ نو قیاد ہونا

دوسرے یہ کہ کئی بار اور بڑی آئید سے آپ کو کہ ہے کہ کام کا سر پرستہ حقیقت میں
 تاکہ جلدی سر انجام ہو۔ اور ہر روزی کو چھوڑ کر بیچو اور میں شمول ہونا عقل و اندیش سے بہت سید
 ہے لیکن آپ بھی نہ کہ مقتدر ہیں۔ یہی بات آپ میں بہت کم اثر کرتی ہے۔ یہاں نہیں
 نہ جاتیں۔ ہمارا کام کہہ رہا ہے۔ ماعلا لکھتوں کا ابتلاغ کا سر کام کہہ رہا ہے

مکتوب ۱۴۹

اس بیان میں کہ ہر سبب الہیہ سبب ہے، شیا کو، سبب پر مرتب کیا ہے۔ لیکن کیا فائدہ
 جب کہ سبب میں یہی نظر ملے ہے۔ خلاصہ صا ق کوئی کی طرف نکلتا ہے۔
 میرے بھائی مولانا محمد صا ق قصب کی بات ہے کہ آپ ہر ترقی عالم سبب

میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگرچہ سب سے زیادہ اشیاء کو باب کو قریب کیا ہے لیکن یہ غلط ہے۔
سبب میں پر اچھی طرح سے

از یک بسته شکر در آب بکشد

ایمده گینده به بهه تو دیجا کھول اور

اس قسم کی کوتاہ نظری بہت انت سب ہے۔ دنیا پر جیسے آدمیوں سے تو بہت ہی بڑی ہے۔ ایک نوری طیفنے حال پر فور کرتا پایا۔ اس بیان کو کچھ چاہئے فقرا کے لباس میں ہر کو حق قائلے کی مینو نہ یعنی دیکھ کے حال کو سننے کی یہ غلطی زکاش کسے چاہئیدہ چکاس پر مینو نہ کوتاہی کی نظروں میں لیا یا زیادہ مینو نہ تھا ہر کیلے۔ امور دوسری کے حال کہنے میں بقدر مینو نہ کوشش کرنی چاہئے۔ تمام بہت کو اس میں ٹھکانا اور لگا اس مینو نہ میں بیکر کرتا محض یو توفی ہے۔ فرصت بہت سی نیست ہے۔ ہزار تیار ہوسے ہے کوئی شخص اس میں مینو نہ علوم کے حال کہنے میں صرف کرے۔ خبر کو دنیا ضروری ہے۔ مانتا ہے کو مینو نہ

لوگوں کے کہنے سننے سے آزر و نہ ہوں۔ وہ باتیں جو آپ کی طرف سے کہتے ہیں جیسا آپ ہیں نہ ہوں تو کچھ غصہ نہیں۔ یہ فرق بڑی دقت ہے کہ کون سی کوبرا جانیں اور وہ خبیثتوں کیسے ہو۔ اس کو اس خبیثت کا ٹکڑا نہیں جو تو پر سے سڑھ کا مقام ہے۔
والسلام *

مکتوب

اس بیان میں کہ طہوریت کے فائق سوائے حضرت واجب التہیہ و تحاشیہ و تہنیکہ اور کوئی نہیں ہے۔ خواجہ محمد قاسم کی طرف کتاب ۱۔

یہ سب بھائی خواجہ محمد قاسم کا محبت نامہ سر پہنچا۔ بہت خوشی حاصل ہوئی جیانی
حالات کی برکت اور ظاہری احوال کے تفرق سے دل ٹکٹے ہوں کہ وہ اس لائق نہیں ہیں۔
کیونکہ یہ جان مقام فی میں ہے۔ حق تعالیٰ کی جہاں میں بسر کرنا چاہتے۔ اس شخص میں
نگلی ہوئے۔ انی مطہریت کے لائق، واجب بوجود کی ذات پاک کے ساتھ چھ زبان چاہئے۔
نما سکر آئے۔ جیسے بزرگ نوجوانوں کے لئے توفیق دینا ضروری ہے۔ یاد آؤ، اس کے اگر کسی

نہ ست کام کے لئے تھیں کہ شہزادہ کیوں جو بڑی حساسندی سے اس میں کو خوش نہایتی و اسام

مکتوب ۱۵۱

حضرات خواجگان قدس سرہم کے طریق کی بڑی اور یادداشت کے سنے میں جو ہیں
بزرگواروں کے ساتھ خدمت میں ہے۔ یہ وہ مومن جن کی طرف کھنکھ ہے۔

ع از ہر چہ میر و دھن وہ ست خوش و راست

ترجمہ: میانوں کو کھنکھ کہہ سکتا ہے کلام یا بہت ہے

حضرات خواجگان قدس سرہم کے طریق میں یادداشت سے مراد حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے یعنی حضرت ذات تعالیٰ کا وہ نام حضور میں اس بات کے کہ شیوئی اور حضرت جبارانی پر
در بیان میں داخل ہوں۔ ہر ایک کو بھی حضور ہے اور کبھی شریعت یعنی کبھی تورات کے سب سے
ہو جائیں۔ اور کبھی در بیان بائیں۔ جیسے کہ قبل ذاتی بقا میں ذرا برق کی طرح تمام پتے حضرت
حق تعالیٰ کے آگے سے مرتفع ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ملحد ہی شیون اعتبارات کے پر ہے
جما جاتے ہیں۔ تو یہ ان ترکواروں کے نزدیک مقام اعتبارات سے ساقط ہے۔ پس یہ شریعت
کا حاصل یہ ہے کہ جمعی ذاتی بقا جو شیون اعتبارات کے وسیلہ کے بغیر حضرت ذات کے نور
سے مراد ہے اور جو اس راہ کے نہایت میں غیر ہوئی ہے۔ ہر ذرا سے مکمل اس مقام میں ثابت
کرتے ہیں۔ وہ وہی ہو جائے اور حجاب بزرگ۔ جو نہ کریں اور اگر جو کریں تو حقہ نصیحت
سے بدل جاویں گے۔ اور اس کو یادداشت نہ کیونکہ یہیں ثابت ہوا کہ ان بزرگواروں کا شہود اہم
و اکمل و پرست۔ اور ذات کا مکمل ہو۔ بقا کا اتم ہونا شہود اکمل و اتم ہونے کے اندازہ کے سوا
ہے۔

قیاس کن زخمستان میں کجا بسا ہوا

قیاس کرے مرے باغ سے ہمارا کوٹہ

ترجمہ

مکتوب ۱۵۲

اس بیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات میں جو تھیں ان کی ملاقات
اور اس کے مناسب بیان میں بیادیت و شرافت کی پناہ والے شیخ فرید

کے خلاف تھا ہے۔

حضرت عثمانؓ فرماتا ہے: مَنْ تَطِيعَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ عِزَّ مَنْزِلُهُ
 کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضرت حق شہنازہ قتالہ نے رسول کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت فرمایا ہے
 میں نے اپنے لئے کی وہ اطاعت جو رسول کی اطاعت کے سوا ہر وہ حق قتالہ نے اپنی اطاعت
 نہیں ہے۔ اور میں مطلب کی تاکید و تحقیق کے لئے لکھ رہا ہوں کہ کوئی یہ الوہیت مان لیا
 اہل عقول کے درمیان جذباتی ظاہر نہ کرے۔ اور ایک کو دوسرے پر اختیار نہ کرے۔

اور دوسرے تمام میں حضرت حق بجا شدہ تاملات ان لوگوں کے حیل سے نکالت
 کرتا ہے۔ جو ان دونوں اطاعتوں کے درمیان تفرق ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے۔ **يَوْمَ لَا ذُنُوبَ اَنْ يَفْرُقُوا بَيْنَ الشَّاهِدِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكَفِّرُ
 بِبَعْضٍ وَيَوْمَ لَا يَنْفَعُ الْاٰمِنِينَ ذَلِكَ سَبِيلُ الْاَوَّلِينَ** اَوَّلِيْنَ اَفَرَفَرَوْا
 كُفْرًا وَاُولٰٓئِكَ سَبِيلُ الْاَوَّلِينَ اَوَّلِيْنَ اَفَرَفَرَوْا كُفْرًا وَاُولٰٓئِكَ سَبِيلُ الْاَوَّلِينَ
 ہم ایمان لائے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں اور پہلے ہیں کہ اس کے درمیان کسے سے
 حقیقت میں ہی لوگ کا فر ہیں +

ہاں بعض مشائخ کبار قدس سرجم نے شکار و غلطی کے وقت میں باتیں کیں ہیں جن سے ان دورِ ماضیوں کے درمیان تفرق ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ سرسہ پر ایک ہی جنت کے انتہاء کر۔ نہ پرشت ہیں +

چنانچہ منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی اپنے بادشاہت کے زمانہ میں غرقا
سفر دیکھ کر آجڑا تھا۔ اُس نے اپنے وکیلوں کو شیخ ابو الحسن غرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
میں بھیجا اور انہیں کہہ کر بھیجے کہ شیخ سے توقف معلوم ہو تو تم نے آیت **لَا تَقْرَءُوا لَہٗ**
الْاَسْئَالَہٗ وَاُولٰٓئِہٖ لَا یُرِیْنَ کُفْرَہٗمْ دیکھ کر شیخ کی طرف سے توقف معلوم
کیا۔ تو انہوں نے آیت مذکورہ بھیج دی۔ شیخ نے جواب میں فرمایا **اَمِیْنُ اَحِبُّوْا اللّٰہَ** میں اس قدر
گفتا۔ ہوں کہ **اَحِبُّوْا اللّٰہَ** اس قول سے شریعہ ہوں۔ تو پھر دُعا کی **اَمِیْنُ** کی اطاعت کیا اور
میں نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حق تعالیٰ کی اطاعت کو اس کے رسول کی اطاعت
کے ساتھ سمجھا۔ بات اختتام سے دور ہے۔ شیخ علیہ السلام سے سوال نہیں کیا۔ باتوں سے

پہنچ کر رہے ہیں۔ اور طریقت و حقیقت کے تمام احباب میں حق تعالیٰ کی اطاعت کو رسول اللہ کی اطاعت میں جانتے ہیں۔ اور اس اطاعت کو جو اس کے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے سوا ہے میں گمراہی خیال کرتے ہیں۔

نوریز متقوان ہے کہ شیخ محمد بن شیعہ ابو سعید ابو الخیر ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہاں کے زندگی سادگی میں سے سید اجل بھی، سبائیس میں بھی ہوئے تھے۔ اتفاقاً اسی مجلس میں ایک مجتہد مغلوب الحلال تھا۔ حضرت شیخ نے اس کو سید اجل پر قدم کیا۔ سید کو یہ بات ناپسند معلوم ہوئی شیخ نے سید کو فدا کر دیا۔ تنبیہ رسول اللہ صلوٰۃ و سلام کی انت کہ باعث ہے اور اس مجتہد کی تعظیم حق تعالیٰ کی محبت کے سبب ہے۔ سید کا الہیہ اور اس قسم کے فقر کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ اور رسول اللہ صلوٰۃ و سلام کی محبت پر حق تعالیٰ کی محبت کے بعد کو شکر حاصل سے ملتا ہے۔ اور فضول کا یہ خیال کرتے ہیں لیکن اس قدر ضرور ہے کہ تہذیب میں جو تر و تار لایا ہے حق تعالیٰ کی محبت غالب ہے۔ اور مقام کبیل میں جاں کو مقام نبوت سے غریب سمجھتا ہے۔ رسول اللہ صلوٰۃ و سلام کی محبت غالب ہے۔ **بُحْتِ اللّٰہِ مِیْثِقًا لِّلْعٰلَمِیْنَ** **وَ اطاعوا الرسول و اولی الامر من بعدہ** حق تعالیٰ کی اطاعت ہے ثابت قدم رکھو۔

مکتوب ۱۵۳

اسوے غازی غلامی سے پوسٹہ طور پر گانا دہونے کے بیان میں جو غلامی مطلق و بستہ ہے میان شیخ و مرقی کی طرف لکھا ہے:

خطہ طلب کو پہنچا بنم مطلق یعنی اللہ تعالیٰ کا عہدہ اس کا احسان ہے کہ خطہ طلب کو اپنی طلب میں بغیر رتبہ نام لکھا ہے اور اس نے آرا میں اپنے فکر کے آرام سے نجات بخشا ہے لیکن غیروں کی غلامی سے غلامی جو غلامی و آنادی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ غلامی مطلق سے مشرف ہوں۔ اور اسوے غلامی کے نقش باطل کے آئینہ سے مل جائیں اور اس کے ساتھ کسی کی حاجت و غرض متعلق نہ ہے۔ اور حق تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی تصور و ادراک نہ ہے **وَدُوْنَهُ مَحْرُوطٌ اَلْقَادِرُ**۔ ورنہ بیگانہ و بیخود تکلیف ہے مگر چہ

یہ تعاقب کا کہ ہے لیکن ان الطریق لا یغنی عن الحق شیئاً ممکن حق کا پھر غامض نہیں

دیکھا - ۵۰۰ اس واسطے کہ ان کا راز بند

ترجمہ ۲ بڑی جہاد میں ہے یہ بات غیبی ہے کس کو

حال و مقامات میں کرتا رہا ہوا جو اسے لڑتا رہے۔ دوسری چیزوں کا کیا ذکر کیا جائے

میرزا دوست دانی چو کہ اس طرف چہ ایمان

میرزا زہد و زانی چو شست کس نقش چہ زریا

نہ ہو یا سے کوشے بار بار کلاہ ایس ہے

تھے کہ وہ جو کوشے وہ زشت خوب یکساں

تاریخ و باب کیا فرصت قیمت ہے اگر یا موافق میں تو فرصت میں کس طرح توقف کوئی

اور ان موافق میں تو فرصت کی کیا حاجت ہے حق تبارک کی رضامندی کو مد نظر رکھنا چاہئے

اس علم راہی ہوں یاد ہوں ان کی ناراضی کی کیا نقصان دہی

طفیل دست باشد ہرچہ باشد ترجمہ طفیل یا رہو تا ہے ہوتا ہے

اپنا مقصود حق تھا لے کو جاننا چاہئے اس کے ساتھ جو چاہئے ہو جائے اور اس کے ساتھ

نہ ہو کہ ہو - ۵۰۰ رخسار میں و بجا تو درمل بکری

ترجمہ ۲ میرزاں با ہے خسارہ تو دل میں جا کے دیکھے

مکتوب ۱۵۴

اس بیان میں کہ اپنے آپ سے گھر کا پاس ہے۔ اور اپنے آپ میں جانا چاہئے یا

مزمحل کی طرف ہے۔

حق تبارک نے اپنے ساتھ لے کر اور ایک لفظ اپنے غیر کے لئے نہ کرے۔ اَلْقَدْرُ

لَا یُجَلِّیْ اِلَّا اَنْفُسًا طَرَفًا عَنِ قَدَرِکَ وَلَا اَقْلَ مِنْهَا فَتَضِلُّمْ یا اللہ تو ہم کو ایک

لفظ میں انہوں کے لئے نہ کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اور نہ اس سے کم ہم ضائع ہو جائیں گے۔ جو

ہو بہت ہے اپنے ساتھ گرفتار ہونے سے ہے جب اپنے آپ سے غلام ہو گیا۔ تو

گواہ اس میں کی گرفتاری سے آزاد ہو گیا۔ اگر تیرے چہ جتنے میں توحید میں اپنے آپ کو

پوچھتے ہیں کہ اگر تیرے میں مَخْذُومٌ اَلْحَدُّ هُوَا؟ کیا تو نے دنیا اس شخص کو جس نے یہی کہا

لہذا ایسا ہے

نہ خود کو کہ شتی ایشی است خوشی

ترجمہ ۶ تو کہ را آپ سے جب پس ہی تیرا خوشی ہے

دفع نفسک و نکال منی اپنے نفس کو چھوڑ دو۔ آجا جس طرح کہ از خود کہ شتی خوشی ہے خود تیرا
بھی لازم ہے۔ کیونکہ یافت اسی جذب ہے۔ لہنے باہر ہی یافت کہ نہیں ہوتی ہے

باتوہ زیر تعلیم است تا بہت

ترجمہ ۷ ساتھ تیرے کو ذریعہ میں ہے چھپا چو کہ ہے

ارتابے ہر طرف تو مثل دابینا کے ساتھ

یہ لفظی خود و بعد ہے اور یہ لای قریب و در قریب۔ اگر تیرا ہے تو پختاب میں ہے اگر

معرفت ہے تو وہ بھی پختاب ہی میں۔ اور اگر حیرت ہے تو وہ بھی اپنے آپ ہی میں ہے

اپنے باہر کی طرف نہ نہیں۔ اور بات کہ حیرت میں گئی۔ یہاں نہ کوئی سادہ دل اس مقام میں ملے

یا اتحاد سمجھے اور اگر ای کے جن میں غرق ہو جائے

ترجمہ ۸ میں باطل کفر و تحساد ہم

ترجمہ ۹ کفر ہے، تحساد و ملول یہاں

اس مقام کے ساتھ تحقق ہونے سے پیشتر اس میں فکر کا شے ہے و ذکرنا اللہ بحضارنا

و یا تاکہ الامتیقنا علی علیہ العزیز فی حقنا علی صاحبنا الصلوٰۃ و السلام و الخیرۃ

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو طوقیہ یسیرہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام پہنچاتا ہے علی

قرآن ہے

اپنے اعمال کی نسبت کہتے رہا کیوں کہ اس کو بڑا داخل ہے۔ اور باوجود ضرورت ہی اور

ظہری تصنیفات کے آثار انہیں۔ اور ان کے وجود ہم کو بابر بھیجیں۔ و السلام و الخیرۃ

مکتبہ ۱۵

اپنے اس کی طرف جمع کرنے کی ترغیب میں میان شیخ متوکل کی طرف کھایا ہو۔

حق تبارے اپنے ساتھ رکھے

بعد انظہار ہرچہ پست نہایت

یہ لست است آؤں ہیج نہایت یاد کرو

مکہ تہا کی نہ سعد میں بسر کیا ہے۔ **وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنْتَ بِنَظَرِ رَبِّكَ**
وَالْفُطُوحِ يُرِيدُ أَنْ يَمْلِكَ دَرُوكَ کہ اپنے نفس کا ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اللہ تعالیٰ
 کو نثار کرتے ہیں اور اس کے طالب ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو انکار کر
 اس کی طرف سے فرمایا ہے۔

ایک نیک فرشتے میں اتنی ریا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عداوت ہے کرتے
 ان کو بھائی۔ اس نے تجھ کو پایا۔ اور جب تک تجھ کو پایا ان کو نہ بھائی۔ **وَذُقْنَا اللَّهُ تَعَالَى**
وَأَيُّكُمْ يُحِبُّ هَذِهِ الطَّائِفَةُ الْفَلَسْطِينِيَّةَ الشَّرِيفَةَ اللہ تعالیٰ ہم کو موت پہ کو اس نیک
 اور شریف نژاد کی محبت سے فرمائی۔ آمین۔

مکتوب ۱۵

اس بیان میں کہ جب کوئی درویشوں کے پاس جائے تو اس کو چاہئے کہ خالی ہر کرایا
 تاکہ بھرا ہوا ہر آج ہے۔ اور اس بیان میں کہ نعل حقایقہ کو درست کرنا چاہئے۔
 حکیمہ عبدالوہاب کی طرف لکھا ہے۔

اس خواب قدم بند کر کے آئے۔ اور جلد ہی ہی اُٹھ کر چلے گئے۔ اس قدر فرست بھی
 نہ کی کہ صحبت سے بعض حقوق اور کئے جاتے۔ ملاقات کا مقصد و افادہ ہے یا استفادہ اور
 جب مجلس ان دونوں سے خالی ہو۔ تو وہ کسی گفتی میں نہیں ہے۔
 اس گروہ کے پاس خالی ہو کر آنا چاہئے تاکہ جو سے ہونے وہیں ہاویں۔ اور ہر کسی
 ظاہر کرنا چاہئے تا ان کو شفقت آئے۔ اور استفادہ کا راستہ قلم ہے۔ سیرا، اور یہی چلا
 جاتا کہ مزہ نہیں دیتا۔ اسی میں پریشانی کا چل سولہ بیاری کے کچھ نہیں اور استفادہ سے سوا
 سرگشتی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے توایا ہے کہ ہر خستہ دل کی بھڑائی
 اور ہر شکستہ دل کی توجہ پس توجہ کے لئے مجاہدینا شرط ہے۔

ہر وقت ایک طالب علم نے اگر آپ کی طرف سفارش کی طلب ظاہر کی۔ دل میں آتا
 کہ چاہتا ہے کہ صرف ایک لکھا بھی حق سے ہیں اپنی طرف سے جہاں تک جو مستحق ادا کرنا چاہئے
 اس لئے گذشتہ کے تدارک تلافی کے لئے چند باتیں گفت سال کے موافق تعلیم کی زبان سے

تجوید کتاب کی طرف سوال کی گئی ہیں وَاللّٰهُ مُتَعَدِّدٌ اَلْمَقَالِیۃَ وَجَبَّ اِلَیَّ الْمَوْفِی
اللّٰہ تعالیٰ بتدریج کی طرف ہم کو پہنچائے گا اور اس کی توفیق ہمیں دے گا۔

اسے سادہ قلم جو کچھ ہم بتا رہے ہیں پڑھنا ہے۔ یہ ہے کہ انزل اپنے مقام کو کتاب
و سنت کے موافق درست کریں۔ جس طرح کہ سادہ قلم نے کھانا ان کی کھانوں کو خشک کر دیا
اور وقت ان کو کتاب سے منقطع سے بکھا ہے۔ اور ان سے ان کو کیا ہے کیونکہ ہمارا اس کا
بکھانا ان پر دیکھنا ان کے نرم کے موافق نہیں ہے۔ خود ان سے اس سے ساقط ہے۔ کیونکہ
ہر جہتی اور گھراؤ اپنے باطن احکام کو کتاب سے منقطع ہی سے بکھا ہے۔ اور ان سے اس کو کتاب
سے۔ حالانکہ ان سے کسی چیز کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور دوسرے احکام شرعی اور تقاضا
و احرام و فرض وہ جب کا علم حاصل کرنا ہے۔ اور سر سے اس میں ہم کے موافق عمل کرتا تو جو
تفسیر و تذکرہ کا طریق جو صوفیہ کرام قدس سرہم سے لکھو گئے ہے۔ جب تک کتاب کو درست کر
اسلام شریعہ کا علم کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اور جب تک یہ وہ فوٹو تھیں نہ ہوں مل نفع نہیں دیتا۔ اور
جب تک یہ تینوں مسائل ہوں تفسیر و تذکرہ کا حاصل نہ ہوتا ہے۔ ان میں نہ کنوں اور ان کے
سمت و سمت۔ ایسے کثرت و حق کو کمال کہنے والی ہے کے بعد جو کچھ ہے۔ فہم
ہے۔ اور سادہ قلم یعنی میں اصل ہے۔ اور جو حسن ایشاء و المیزان و تکرار و تکرار کا یقین ہے
و ایشاء و تکرار کا یقین ہے۔ اور یعنی وہ بات کہ ترک کرنا اور فائدہ مند بات میں مشغول ہونا
انسان کے حسن اسلام کی علامت ہے۔ وَاللّٰهُ مُتَعَدِّدٌ اَلْمَقَالِیۃَ وَجَبَّ اِلَیَّ الْمَوْفِی
الْمَصْطَفٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَ اَلْحَقِیۡقَاتُ اور سلام جو اس شخص پر جو ہدایت کے
رہبر ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو لازم ہے۔

مکتوب ۱۵۸

اس بیان میں کمال کے متوجہ ہیں استعداد کی تفاوت کے موافق فرق ہوتا ہے
شیخ حمید بن محمد کی بات کھلا ہے۔

جانتا چاہئے کہ اگر آپ کمال میں استعدادوں کی تفاوت کے موافق تفاوت ہوتا
ہے۔ اور کمال میں تفاوت کسی کیفیت کے لحاظ سے ہوتا ہے اور کسی کیفیت کے اعتبار سے
اور کسی ان دو فعل یعنی کیفیت و کیفیت کی روش سے پس معنی کا کمال قبل مصداق پر ہے۔ اور

دو ذوق کا کمال بھی قابل تک ہے۔ یاد جو بہت سے تہات سے کہ جو ان دو ذوقوں
کے افراد ہمارے کے لیے ہے۔ اور دوسرے کا کمال اس سے کہ اس کے دل کی ملاستی اور
روح کی آزادگی تک ہے۔ اور دوسرے کا کمال ان دو ذوقوں کے علاوہ شہ و شہری تک
ہو تیسرے کا کمال ان ذوقوں کے علاوہ اس حیرت تک ہے جو غرض کی طرف منسوب ہے۔
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ یہ اللہ تعالیٰ کا
فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ ذکر یہ بالا مرتبہ تک
ہر مرتبہ میں حال حاصل ہونے کے بعد پس پابرجا کرتے ہیں۔ یا اس مقام میں ثابت برقرار
رہتے ہیں۔ مقام اول تکمیل و ارشاد کا مقام ہے اور اس میں حق کی طرف سے غرض کی طرف
دعوت کی پوری کر کے ہیں۔ اور دوسرا مقام ہے کہ جس میں غرض کا حال ہونے اور غرض سے
تسلیم ہونے کا مقام ہے۔ والسلام اولاً و آخراً

مکتوب ۱۵۹

ہم آپس میں شرف الذہن شخصوں پر غرض کی طرف صاف نظر کرتے ہیں۔
پس دیکھنا کہ وہ کچھ بکھرے ہوئے ہیں اور ہم کو تکلیف دینے والے ہیں لیکن اس میں غرض
اور روح کا لذت بخشے والے ہیں۔ کیونکہ ہم دوسرے کو ایک دوسرے کے مفاد و مقاصد پہنچتے
ہیں۔ ایک لے کر دوسرے کی لذت ہے۔ دوسرے فطرت جو ان دو ذوقوں میں
ان کے لوازم کے درمیان میں نہیں کر سکتا۔ وہ کوشش سے خارج ہے۔ اور باہم غرض پہنچنے
کی طاقت نہیں رکھتا۔ اذّٰلِکَ کَا لَانْفَاہِیْلَ ہٰذَا اَصْحٰبُ لَوْ کَا پَارِہِیْلَ لَوْ کَا
بلکہ ان سے بھی زیادہ لئے گئے ہیں۔

آگاہ و بیشترین غرضت نہیں
جو غرض و ارادت ان دونوں
ترتیب میں لایا نہیں ہے بلکہ
حال اور دل کا پیر و چالے کیا
و شخص جس کا نوع کنترل کر کے مرتبہ ہم میں پیدا ہو۔ اور اس کا عالم امر عالم غرض کے تابع ہو گیا
اس مقام کے پیدا کیا جاتا ہے۔ جب تک کہ اس شخصے اس مقام میں رجعت نہ کرے۔ اور
اس شخص سے جدا نہ ہو جائے اس معرفت کا حال ملو کر نہیں ہوتا۔ اس دولت کا حاصل ہونا
نوت سے وابستہ ہے۔ جو اہل غرضت سے ملتا ہے۔ اور اس شخص سے پہلے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس شخص

طریقہ قدس مرہم ہے، انعام ہے، تکریم ہے

خاک شد خاکست بار و به قل
 خاک بود خاک تا نایم به چرخ
 کجاست خاک نیست به چرخ
 خاک نیست به چرخ

اور پھر مرنے سے پہلے میں راہِ نبوت کو اس کے لئے ہے اور اسی کی تقریر سی بجا ہونے
چاہئے۔ آپ کے والد کو ہم کے تحت الیکٹریک جلیب تاق میں شوق تھے اور احمد وقف اور
غنی منڈ کے طریق کو مد نظر رکھتے تھے۔ وہ اسی سہ ماہوں کے غمزدہ و دکھناکھوٹے ہیں۔
بَلَّغُوا إِلَى اللَّهِ وَأَبْلُغُوا إِلَى اللَّهِ جہاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ وہ اس طرف یا سنے لگے ہیں۔
میرے فرزند، اچھے طریق میری اختیار لگے صدمہ دو ماہ متعلقہ اسے لگے تھے ہوا
کی مدد و معاونت کیوں کہ غمزدوں کو نہ غمزدوں کی مدد و معاونت ہوتی ہے۔ حدیث نبوی
صَلَّی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ہے۔

ما المتيقن إلا كالغريق المستغوث يستغرد دعوًا لنفث من باب
 أو أمة أو أمة أو مدينه ثم ما ذا الحجة كان أحب إليه من الدنيا وما فيها
 وأن الله كيد خيل على أهل القبور ومن كملوا أهل الأرض أمثال الخجالات من
 الرثمة. وأما هديته للأخيار إلى الأنوار لا يستغفروا لهم كرهه قراؤنا
 عرق في طرح برتاسه جو اپنے باب یاں یا جانی اورت کی طرف سے دن کا منظر ہوتا
 ہے جب اس کو ان کی طرف سے دیکھا جیتی ہے تو اس کو دنیا و دنیا سے زیادہ پیاری
 معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی عریض میں آیا ہے کہ اللہ قلمے زمین والوں کی دعاست قبول
 نہ پھاڑوں جتنی راست نازل فرما ہے اور یہی لکھا ہے کہ گزروں کا یہ نزدوں کی کشت
 ہے کہ ان کے لئے اللہ کی جناب میں استغفار کریں +

باقی نصیحت ہے کہ ہمیشہ زکوة غلہ میں دیں کیونکہ فرصت بہت ہی تھوڑی ہے۔
اس کو ضروری کو مولد میں صرف کرنا چاہئے۔ والسلام۔

کتب

اس بیان میں کشتا مخ قدس سرہر میں گروہ ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے کواٹل اور کمال و نقہ عثمان کو شرح اندھیل طور پر بیان کرتے ہیں اس کہ میں غلام منہ از محمد حبیب

بخشی حاکمانی کے نام لکھا ہے۔

مشائخ عریقت قدس سرہمین کردہ ہیں۔

پہلا کردہ۔ اس بات کا قائل ہے کہ عالم حق قہار کی زبان سے جو کچھ ہے۔
 اور کچھ اس میں اور صاف کھل میں سب حق تبارک کی زبان سے ہیں۔ اور اپنے آپ کو
 شیخ یعنی ظاہر جہت اور ساتھ سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ کچھ شریعت بھی اسی کی طرف سے
 سمجھتے ہیں۔ اور جو جہت میں ایسے کم ہوتے ہیں کہ نہ عالم کی خبر سمجھتے ہیں نہ اپنی اس نکتہ شخص
 کی طرح جس نے جہاز عاریت چاہا ہو اور۔ اور وہ جانتا ہے کہ یہ جہاز عاریت ہے۔ اور پابیت
 کا دیکھنا اس پر ایسا غائب ہو کہ سائے کے کپڑے کو اپنے اصل کی طرف منسوب کرے۔ اور اپنے
 آپ کو برہنہ پائے۔ اور اگر ایسے شخص کو بے شعور ہی ہو نہ کرے شعور اور شعور میں اور نہ
 کہ بعد بقا سے شرف کریں تو اس وقت بھی اگرچہ جہاز کو اپنے اوپر پالے۔ لیکن یہ قیاس
 جانتا ہے کہ اور کی طرف سے ہے۔ کیونکہ وہ فلاسفہ میں منہج ہے۔ اور گرفتاری میں
 جس مابہ کے ساتھ رہتا تھا کہ نہیں تھا۔ ایسے ہی شخص کا منہج ہے جو اپنے اور ساتھ ساتھ
 کو جہاز عاریت کی طرح خیال کرتا ہے۔ لیکن یہ جانتا ہے کہ یہ جہاز وہم میں ہے۔ عاج میں گئی یا
 نہیں۔ اور میں داخل نگاہوں۔ اور یہ وہ بیان کہ طلب آج کے اس لباس میں جو کسی سار
 کا سارا نام ہے اور اپنے آپ کو بالکل برہنہ معلوم کرے۔ اور ہوش و حواس کے بعد اس پر
 وہ جہت کو بھی اپنے برہنہ پائے۔ لیکن اس شخص کی فہم ہے اور بقا جو اس پر مرتب ہے۔
 اکل ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ بیان کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ بزرگ اور تمام مستفادات کلام میں جو کتاب نوشتہ اہل حق و عارفانہ ہے
 میں وہاں سہل سنت و راحت کے ساتھ توفیق ہیں۔ اور حکامین اہل ان کے دریاہ
 سوائے اس کے اور کچھ توفیق نہیں ہے کہ مکہ میں اس مطلب کو علمی اور بہت لالی طور سے
 حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ کثرت و توفیق کے طور پر۔ اور نیز بزرگوار حق تعالیٰ کے ساتھ
 خیریت و توفیق کے باعث عالم کی نسبت ثابت نہیں کرتے۔ اور تمام نسبتوں کو سب
 کرتے ہیں۔ تو یہ جہتیت اور برزخیت یعنی ایک دوسرے کا میں اور جزو ہونے کا کیا ذکر
 ہے۔ انشاء تعالیٰ وہ شاہد اس سے بہت بلند ہے۔ لیکن مگر اور عبد و صانع و مصلع
 ہونے کی نسبت ثابت کرتے ہیں۔ اس وقت فکر و تحقیق سے شرف اور کتبیات و توفیق

کی غایت سے یہ کہ جسے میں اور بے اندازہ تحقیقات کا منہ پہنچتا ہے۔

دوسرا کہ وہ عالم کو حق تعالیٰ کا نام ہے لیکن اس بات کے قائل ہیں کہ
عالم خارج میں موجود ہے لیکن بطریق غلیظت و بطریق مساوات۔ اور اس کا وجود حق تعالیٰ
کے وجود سے قائم ہے۔ جیسے کہ سایہ اپنے جس سے قائم ہوتا ہے۔

مثلاً ایک شخص کا سایہ داتا ہوا۔ اور اس شخص کے اپنی کھل قسمت سے اپنی مستحق
اور قسم سے خود بہت و اما وہ دیکھ رہے کہ کشتہ والوں کو ہی شکس کر دیا پس اگر انداز میں یہ سایہ ایک
بڑے کھاس سے دور ناک ہو جائے تو کشتہ قتل ہو جائے۔ یہ دیکھ کر کہ شخص خود تک
ہوتا ہے۔ جیسے کہ ترسارہ اور کائنات ہے۔ ملے بنا القیاس ہم بہت خیال و فکر قاتل سے
صادر ہوتے ہیں انیس کہ جسے کو حق تعالیٰ کا فضل ہیں۔ جیسے کہ سایہ اپنے مادہ سے حرکت
کرتا ہے۔ تو فیس کہ جلتے کہ شخص متحرک ہے۔ بلکہ یہ کہ جسے میں کس کی قدرت امداد
کا اثر ہے۔ یعنی اس مخلوق ہے۔ اسی بات ظاہر ہے کہ بڑے کا پیدا کرنا نہیں ہے۔
بلکہ بڑے کا فعل کسب ہوتا ہے۔

تیسرا کہ وہ وصفت و جزو کا قائل ہے۔ یعنی غایت میں غلط ایک ہی موجود ہو
اور وہ حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور عالم کو خارج میں جس ثبوت کے سوا ہر کوئی ثبوت ثابت
نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ لا یخفی ان ما خلقنا من حیث لا یخفی ان ما خلقنا من حیث لا یخفی ان ما
نور نہیں ہو سکتی۔ اور اگرچہ یہ لوگ بھی عالم کو حق تعالیٰ کا فعل کہتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ان کا قیام تو
صرف ابتدا میں ہے۔ رتبہ نفس الہیہ اور خارج میں عدم محض ہے۔ اور حق تعالیٰ کی ذات کو
صفت و جزو اور مکانیت سے متصف۔ جانتے ہیں۔ اور مراتب تدریج ثابت کرتے ہیں
اور ہر مرتبہ میں ذات احد کو اس رتبہ کے ملحق احکام سے متصف کہتے ہیں۔ اور تدریجاً اور تمام
اسی ذات کو جانتے ہیں لیکن ان محسوسہ متہم برکات کے کہ وہ میں مطلق اور شرعی طور پر بہت سے
منظور رات مطلقاً اشکال ان پر وارد ہوتے ہیں جن کے وہ ہیں بہت سے جیسے کہ مختلف
کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ اصل کمال کے درجہ کی تفاوت کے موافق و اصل کمال ہیں۔ لیکن
ان کی باتیں خلقت کو گمراہی اور مادہ کی طرف رہنمائی کر کے زندہ کرنا تک پہنچا دیتے ہیں۔

چوتھا کہ وہ کے لوگ اہل حق ہیں اور کتابت سے اس کے ساتھ سلم و اوق ہیں لیکن
ان کا سلم اور اوق ہونا غلط ہے۔ اور اس کمال اہل حق سے ہے کہ وہ و انسان کے بعض

ماہ بنایت خلافت اور تہجد کے باعث مبدیہ کے ساتھ ہی یہی مشاہدات اور نسبت آگئے
ہیں۔ جیسے کہ غرضی اور غرضیہ۔

پس وہ ایک باوجود فکے نری کمان میں گویا سے خدائیں کہ سکتے یا لا
کے نیچے کاران کی نفی نہیں کہ سکتے۔ جلد یہ دیکھنے نہ ایک باجم طاہرہ ایک دوسرے کی
خاندان رہتا ہے۔ اور نہ آپ کو کھن قی پاتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ خانہ میں غلطی میں
ہی موجود ہے۔ اور ہمارے زور و فیس ہے۔ لیکن جب ان کے رعب کا خیال ہوتا ہے تب ہر
کے تو پکارا شہوت ملی کے قابل ہیں۔ اور یہی جہ ہے کہ حیا کو وجود اور عدم کے درمیان
میں کہتے ہیں اور جو کہ غلط فہم کے وجودوں کے بعض مراتب کو سمجھ دے جانے کہ سکتے
اس کے وجود کے جو کچھ قابل نہ ہو کہ برزخ ہونے کے قابل ہوئے۔ اور جو کچھ رنگ
مکمل میں ثابت کر دیا۔ عورت نہ جانتا کہ وہ رنگ بھی ممکن ہی کا رنگ ہے۔ جو واجب کے مشابہ
ہے۔ اگرچہ صورت اور ہم میں ہے۔ اور اس رنگ کو خدا کرتے اور ایک وجود کے قابل
نہ ہوتے۔ اور جب تک انسان سے کچھ اثر باقی سمجھ لےنے آپ کو حق نہیں باوجود اگرچہ جاننا
ہے کہ کھن سے اثر باقی نہیں ملے۔ یہ مانی اس کی کوتاہ نظری کے باعث ہے۔

اتحاد دوسرے گروہ نے بھی مانگو جن تینوں کو سہ سے جدا دیکھا اور کلمہ لائیں تاکہ
ان کی نقل کر دی۔ لیکن ایک دوسرے کے نقل اور اصل کو نئے کے باعث ان کے وجود کے
بقیوں میں سے ایکسیر ثابت نہی کیونکہ نقل کا اصل کے ساتھ تعلق کا رشتہ بہت قوی ہے
بہ نسبت ان کی نظریے کو نہ ہونی۔

لیکن پہلے اگر وہ اپنے حقوق و ملکیت ثابت کر لے گا تو اس کے بعد اس کی کمال مناسبت و رعایت کے باعث ممکن ہے تمام مراتب کو واجب سے جدا کیا جاوے اور سب کو کھلا لائے۔ نتیجہ ہر ان کی نفی کر دی جاوے ممکن کی وجہ کے ساتھ کہ مناسبت زد بھی۔ اور کسی نسبت کو اس کے ساتھ ثابت نہ کیا جاوے لہذا آپ کو بزعم حقوق غیر متفقہ یعنی عاجز کے سر کچھ نہ بچا جاوے۔ اور حق تمام کے اپنا سوا دے دے خالق جانتا ہے۔

۲۔ اے اللہ تعالیٰ ربُّ الارباب ۲۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ بزرگوار مشیاء کو اس بیکے کر حق تعالیٰ کی خلق کو دستِ بکری میں نہ لے کر اپنے محبوب
وہاں قیام میں ہمارے لیے حق تعالیٰ کی ہستی میں اس کی نظر میں اس کے مستحق ہیں، انہیں کے ہوتے
پوستہ تابعدار اور مہربانہ ہوتے ہیں۔ اور انہیں پر اسے اس کا شکر و شریعت کے کچھ انکار نہیں کرتے
اور جیسے کہ رباب توحید کو نظر ہو جس کے باعث بلکہ حق تعالیٰ کی نسبت انہیں کے میں ہونے
کی وجہ سے اس کی محبت و تابعداری حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں کو صرف ان کے صریح
وہ خلق ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہیں تھوڑے بہت راہ ان کا دستِ تابعدار

محبوب کے میں کہہ رہی سی محبت سے ہی دوست کہہ سکتے ہیں لیکن اس کے مستحق اور توفیق
اور ہندوں کا جب تک محبوب کی کامل محبت حاصل ہو۔ دوست نہیں کہتے کہ وہ بہت خیال
نہیں کرتے۔

اس لفظیہ کا تمام جدیدیت سے وہ تمام عقائد و عبادت کا نہایت ہے۔ کامل حد
میں تو ہے۔ انہیں بزرگوں کے سمجھ میں اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے کہ ان کے
تمام کشف کتابی سنت اور ظاہر شریعت کے مطابق ہیں۔ اور ظاہر شریعت سے صرف و خالص
نہیں ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْکُمْ تِلْکَ اَحْسَنَ عَمَلٍ وَّ اَحْسَنَ عَمَلٍ وَّ اَحْسَنَ عَمَلٍ وَّ اَحْسَنَ عَمَلٍ
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْذُ بِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُّرَدُّ عَلَیْهِ سِوَاکَ اِنَّکَ اَعْلَمُ
و ابرک کی تفسیر ان لوگوں کے محبوبوں کو تابعداروں میں سے بنا۔

وہ درویش امر اور حضرت محمد و صاحبِ حق اللہ علیہ السلام سے ان سطور کا متعلق
بڑا ہے چلے توحید کا مستحق تھا۔ اور ہمیں کے زمانہ سے اس توحید کا علم رکھتا تھا اور یہ علم
تک پہنچ چکا تھا۔ ہر چند حال نہ رکھتا تھا۔ اور جب اس میں آیا۔ پہلے توحید کا رادہ کشف ہوا
اور کچھ مدت تک اس تمام کے متعلق میں جو ان کو تار و پود سے علوم جو اس تمام کے
مناسب تھے، فائز ہوئے۔ اور وہ شکارت و واردات توحید والوں پر وارد ہوتی
میں کثرت و علوم فائز کے ساتھ سب حل ہو گئیں۔ کچھ مدت کے بعد ایک اور نسبت نے
میں درویش پہنچ گیا۔ اور اس کے توحید میں توقف کیا۔ لیکن یہ توقف جس طرح سے
تھا۔ انکار سے۔ کچھ مدت تک تو ان میں توقف نہ آیا۔ آخر کار ان کا تک فہم پہنچ گیا۔ اور

ہر جہاں کہ رہو نہایت ہی بہت ہے۔ مقام خلقت میں اسباب پہنچانا چاہیے۔ لیکن قیاس عام
میں بے اختیار غلط نہیں ہوتا تھا کہ اس مقام سے نکلے کیونکہ بڑے بڑے عقلی اس مقام میں
اتہ مت رکھتے تھے۔ اور جب مقام خلقت میں پہنچا۔ اور اپنے تئیں آپ کو عالم معلوم کیا۔ جیسے کہ دوسرا
گروہ کے لوگ تھے۔ تب یہ زور ہوئی کہ کاش جتنا اس مقام سے نکالیں۔ کہ نہ کہ میں بہت
ورود کو کمال جانتا تھا۔ اور یہ مقام کچھ بچہ اس سے مناسبت رکھتا تھا۔ اتفاقاً کمال عنایت اور
فریبہ بازی سے اس مقام سے بھی آپ نے نکلے۔ اور مقام عبودیت تک پہنچا دیا۔ اس وقت
کمال کا مقام نظر آیا۔ اور اس کی بندہ کی ظاہر ہوئی۔ اور گذشتہ مقامات سے توبہ استغفار کی
اور اگر اس وقت شیش کو اس طریق پر اوپر دیکھتے ہیں۔ بعض سے بعض کی جہت کی فوجیت ظاہر
دکرتے تو اپنے مثال کو مقام میں جانتا کیونکہ اس کے نزدیک توحید و توحید سے بندہ کو کوئی ہار بند
مقام نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی آگے نہا ہے۔ واللہ یحییٰ الخفق و قوت محمدی علیہ السلام نہ تھا
حق ثابت کرتا ہے اور حسیہ است۔ کی ذات کہ ہے۔

جانتے چاہئے کہ علوم و معارف کی تفاوت کا منظر کتب بات اور مانیوں میں جو اثر پیش
ہے بلکہ ہر ملک سے جو بیان ہوا ہے۔ یہی مقامات تفاوت کے حامل ہونے کا تفاوت
ہے۔ یہ کہ ہر مقام کے لئے علوم و معارف ہدایں اور ہر حال کے لئے تعلیم ضرور ہے۔
پہن حقیقت علوم میں کوئی تعلق اور متعلق نہیں ہے۔ بلکہ احکام شریعہ کے نسخ
کی طرح ہے۔ فلا تکتون من انتم یؤمنون کوئی فکر نہ کر۔ و تاملی املہ شالی سیدنا
تجدید قالہ و سلمہ۔

مکتوب ۱۶۱

اس بیان میں کہ منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصد ایمان حقیقی کا حاصل ہوتا
ہے۔ جہاں کے مطنہ ہو طے رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے غرض کی طرف ملاحظہ
فرمایا ہے۔

منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصد ایمان حقیقی کا حاصل ہوتا ہے۔ جہاں کے
مطنہ ہونے پر وابستہ ہے۔ جب تک نفس مطنہ نہ ہو جائے۔ نجات نامکن ہے۔ اور نفس
نہ مرتبہ تک نہیں پہنچتا۔ جب تک اس قہمی سیاست نہ ڈالیں۔ اور سیاست قلبی اس وقت

ہرگز کہ زمین و جنت سے گندہ جگہ اور اس جینے کی نیرات بکات سے فامند ہر جگہ
اس کا حال سمیت کے ساتھ ہر جگہ برکت سے ہر جگہ برکت ہے۔ وَفَقَرْنَا لَهُ عِجْلًا
فَلْيُغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ وَرَزَقْنَاكَ مِنْهَا الْغَنَاءَ
الْأَكْثَرَ مِنْ قَوْلِهِمْ إِنَّكُمْ لَأَنْتُمْ الْغَنَاءُ الْكَرِيمُ

اور بہت حد تک غافل ہے۔

حضرت سالت نایت میں مبتلا ہو اسلام نے فرمایا اِنْ اَنْظَرْتُمْ لِحَدِّكَ
فَلْيُغْفِرْ لَكَ ذُنُوبَكَ اِنَّكَ تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ کہیں کوئی شخص تمہیں سے مدد انتظار کرنا چاہتا ہے
اس کو فرمے انتظار کرنا چاہئے کیونکہ اس میں برکت ہے۔

اور اگر میں برکت کا موجب یہ ہے کہ اس کا وقت ایک بار وقت ہے ہر انسان کی
طبع جاہلیت اور جاہلیت کے طور پر پیدا ہوا ہے۔ یعنی جو ہے کہ بغیر اللہ کے
نے اس کی کوئی آدم کی طرف فرمایا ہے کیونکہ وہ آدم کی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ جیسے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلْاَوَّلُ مَوْلَا سَلَمَةَ حَسْبُكَ فَاَنْتَا خَلَقْتَ مِنْ نَبِيٍّ مِّنْ نَّبِيٍّ اَدَمُ اَوْ اَبْنِیْهِ
تعلیم کرو۔ کیونکہ وہ آدم کی طرف سے ہے۔ اس کی مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور یہ کہ
کہ اس کا نام برکت اس جاہلیت کے اعتبار سے ہو۔

پہلے اس کے چلنے سے جو تر ہے انتظار کرنا صاحب خدا کی جزو بنانا ہے۔ اور اس کی
حقیقت جامع اس جزو بنانے کے اعتبار سے اس کے کھانے والے کی حقیقت کی جزو ہوتی ہے
اور اس کا کھانے والا اس اعتبار سے بن گیا رکھنا اس کا جامع ہو جاتا ہے جو اس کی حقیقت
جامع میں شامل ہے۔

یہ مطلب اگر اس کے مطلق کھانے میں ہی کامل ہو جاتا ہے۔ لیکن انتظار کے وقت
جو رزق دار کی خواہش کا مانع اور لذت کا مانع سے غافل ہونے کا وقت ہے۔ اس کا کھانا
کافی کرنا ہے۔ اور یہ مطلب کافی ہو کر اس کے طور پر رہتا ہے۔

تقدیر جو ضروریہ عقل و اسلام نے فرمایا ہے کہ قسم التَّحْوِيلُ وَالْمَوْضِعُ الْخَيْرُ
موس کی بہتر حرکت تر ہے۔ اس اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ اس کی فدا میں جو صاحب خدا کی
جزو ہوتی ہے۔ اس کی حقیقت کی گئی ہے کہ اس خدا کی حقیقت۔ اور جب کہ مطلب میں

کے دور ہو جانے کا باعث ہے۔ اور ان دشمنوں کے من ہو گیا تھا کہ حال ہے۔
 حق تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرما کہ ہے یا ایہا النبیؐ جہاد کرو
 وَاَلْمَنَافِقِیْنَ وَاعْلَظْ عَلَیْہِمْ سے نبی کا فوں اور منافقوں سے جہاد کرو ان پر سختی کرو۔
 پس جب پہنچے منیر کو جو خلق غلیظہ سے موصوف ہے تمنا کے ساتھ جہاد
 کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان پر سختی کرنا خلق غلیظہ میں داخل ہے پس
 اسلام کی عزت کفر اور کافروں کی عماری میں ہے جس لئے اہل کفر کو عزیز رکھا اس نے اہل اسلام
 کو خوار کیا۔ اس کے بغیر رکھنے سے براہ نہیں کہ صرف ان کی تعظیم کریں بعدہ بھائیں۔ بلکہ اپنی
 جہاد میں جہاد بناؤ اس کی پیشانی کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا سب عزائم میں داخل ہے
 لگوں کی طرح ان کو دھوکہ دینا اور ان کے متعلق جو جو ان کے بغیر
 حاصل نہ ہوتی ہو تو پھر بھی بے اعتباری کے طریق کو نہ نظر نہ کر بعد غرور ان کے ساتھ
 میل جول رکھنا چاہئے۔ اور کمال اسلام تو یہ ہے کہ اس دنیاوی غرض سے ورگہ نہ کریں اور ان
 کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

حق تعالیٰ نے اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے۔ پس ان خدا و رسول
 کے دشمنوں کے ساتھ اپنا جہاد اور عزت کرنا برا جاری مٹا ہے۔ کہ سے کہ نہ ان کی پیشانی اور
 شے نہیں میں یہ ہے کہ کلام شرعی کے جاری کرنے اور کفری رسول کو شائستگی طاقت
 مشغول ہو جاتا ہے اور دوستی کا حیا اس کا رخ ہو جاتا ہے۔ اور یہ ضرورت میں بہت
 بڑا ضرر ہے۔ خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی و الفت کرنا غلط ہے۔ اس کے بغیر علیہ السلام
 و اسلام کی دشمنی محسوس نہ ہوتی۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام سے ہے اور وہ
 اس کے رسول کے ساتھ ایمان کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن نہیں جانتا کہ اس قسم کے بے اعمال
 اس کے اسلام کی دولت کو پاک صاف لیا کرتے ہیں۔ تَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ذَہْمِ الْفٰہِیْہِ اَوْ
 میرے سبب ثابت اٹھائے انہما ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ نفسوں کی شہادت اور مجرمے اعمال سے پناہ
 مانگتے ہیں۔

خواب نہ دارہ کرو و اصل بہت	مائل نہ اچھوڑنا بہت
توجہ نہ کرنا ہے گاں ہلچوں میں	بیک مائل جز گمان کچھ نہیں
ان تمام باتوں کا کہ اسلام اور اہل اسلام پر نہیں تھمہ کرتا ہے۔ ہر وقت اس بات کے	

مستحق ہیں کہ اگر بویائیں تو ہم کو اسلام سے ہر کریں یا سب کو قتل کریں یا ان میں سے کسی کو
 میں ان کو جو شرم چاہئے کہ ان کے ایمان میں ایمان سے ہے۔ اور مسلمان کی
 عار ضروری ہے۔ ایمان کی عاری کے واسطے نہ بنا پائے۔ ہندوستان میں اب کفر سے
 جزیرہ دور رہنے کا باعث ہی ہے کہ ابلی کذب اس ملک کے پادشاہوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ ان
 سے بڑھ کر کابل مقصد۔ ان کی دولت خوار ہے۔ اور یہ خوار اس ملک سے کہ جو چیک
 ڈر سے پہلے پڑے نہ ہیں سبکیں اور شاہان شکست سے نہ روکیں۔ اور اب کے لینے سے عیش
 ڈر سے وہ کہتے ہیں۔ پادشاہوں کو کیا حق ہے کہ جزیرہ لینے سے منع کریں۔ حق قتل کرنے
 جزیرہ کو ان کی خوار کے لئے وضع کیا ہے۔ اس سے مقصد وہ ان کی روحانی اور مابہل اسلام کی
 عزت و غلبہ ہے۔

جو دہر کہ شود گشتہ نہ وہ اسلام

قتل ہوں جرقہ رنگ دین گاہے فادہ

ترجمہ ۶

ابلی کفر کے ساتھ بیعت و عداوت کا دلالت۔ مذہم کے قتل کرنے کی طاقت ہے۔ حق قتل کرنے
 نے کلام مجید میں ان کو بخش اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ پس چاہئے کہ ابلی کفر کی تعلیم
 میں ابلی کفر میں عید و کھائی میں صبح ایسا دیکھیں اور جانیں گے۔ تو ہر دین کی محبت سے پرہیز
 کریں گے۔ اور ان کے ساتھ دشمنی کرنے کو برا سمجھیں گے۔ ان سے کچھ پوچھنا اور اس کے برحق
 عمل کو فراموشی میں ان دشمنوں کی کان عزت ہے۔ بجلا جو کوئی اس سے بہت عیب کرے۔ اور
 ان کے فریضے و عادات سے وہ کیا فائدہ دے گی۔ عید کا حق تھانے اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ و
 عدا عدا انکار فی حق انکار فی حق ان کے دشمنوں کی دعا باطل ہے۔ بے مال ہے۔ قبولیت
 کا سامان کیا اٹھاتا ہے۔ ان اس حق و صلہ ضرور لازم آتا ہے کہ ان دشمنوں کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ اگر
 یہ عالمی کہ جس کے قتل کرنے کو دریاں میں میلہ دے دیتے۔ تو خیال کرنا چاہئے کہ یہ عدا کہاں تک
 پہنچ جاتا ہے اور ایمانی کی کونجی نہیں مہینے دیتا۔

ایک درگاہ فرمایا ہے کہ جب تک تم میں سے کوئی دینا دوزخ پہلے مسلمان تک
 نہیں پہنچتا۔ اس میں یازہن سے مراد یہ ہے کہ کل اسلام کو نہ کوٹنے کے لئے اپنے نفع و ضرر سے
 دنگ نہ کیا جائے۔ مسلمان کے ساتھ کچھ ہو جائے ہوئے دو۔ اگر اس کے ساتھ کچھ نہ ہو۔ تو کچھ بھی کیا
 کر کے مسلمان بنائے۔ اور اس کے پیڑھے بصلوۃ و سلام کی جھانک رہی ہے۔ اور جس کے مونی

سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ **رَضِیْنَا بِاللّٰهِ تَعَالٰی رِثًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِخَلِیْقِهِ طَیْبَةً**
الْقُلُوْبَ وَكَانَتْ لَاحِرَیْنِیًّا وَرَکُوْنًا ہم رہیں جو تجھے میں رشتہ دار کہ انھوں نے ہمارا دین ہے
 اور اسلام ہمارا دین ہے۔ اور حضرت محمد علیہ السلام پر اسلام ہمارا رشتہ دار نہیں اور رسول ہیں۔ یا اللہ تو ہم کو
 نیکیاں عطا فرما کہ ہم تجھے علیحدہ کر دے اور ہم کی طیبہ اقل اور اس عقیدہ پر ہو کہ
 وقت کے ساتھ جو کچھ ضروری ہے سب معلوم ہوا۔ چل، غصہ نہ کر بلکہ اگر مجھ پر
 ہے۔ بعد ازاں اگر تیرے فتنے چلیں تو کچھ کسی طرح پاس سے لیا اور غصہ نہ کر بلکہ کمال کیا
 جاوے گا۔

جس طرح اسلام کفر کی ضد ہے اسی طرح آخرت بھی دنیا کی ضد ہے۔ دنیا اور آخرت کو
 جمع نہیں آتیں۔

دنیا کا ترک دو قسم ہے یکا یک تو یہ ہے کہ بعد از مرگ کے سوا اس کے تمام مباحات
 کو ترک کر دیا جائے۔ اور یہ ترک دنیا کی اعلیٰ قسم ہے۔ اور دوسری قسم ہے کہ حرام ہشتہ ہر
 چیز کی جائے۔ اور یہ اعلیٰ امور سے غافلہ و غافلہ جائے۔ یہ سب بھی ناممکنان دونوں میں نہایت ہی
 کیاب اور غریب اور ہے۔

اسماں نسبت بہر شش اقدوسہ
 زمین میں عالی سستہ میں خاک و
 حشر ہے پھر حشر و سلسل
 لیکہ پناہ نہیں ہے یہاں
 پس ناچار چاندی سونے کے استعمال اور حیرتیں لکھیم کے پھینکے وغیرہ سے جن کو شریعت نے مصلحتاً
 منع و مباحا حاصل کیا اور اسلام نے حرام کیا ہے پرہیز کرنا چاہئے۔ چاندی سونے کے برتن جو شان
 شوکت کے لئے بنائے ہیں۔ بہت تلاش کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا استعمال کرنا یعنی ان میں پانی پینا
 اور کھانا کھانا اور غرضیہ و انانہ و شہرہ و انہا بالہ وغیرہ سب حرام ہے۔

الغرض حق تعالیٰ نے ہر مباح کو اور بہت کچھ کہ ہے۔ بعد ان کے ساتھ
 بیش طریقت حاصل کرنے میں اور عہدہ کی نسبت زیادہ اذیت و غمش ہے۔ کیونکہ مباحات میں
 حق تعالیٰ کی رضامندی ہے اور عہدہ میں اس کی نا رضامندی۔

عقل سلیم ہرگز پسند نہیں کرتی کہ کوئی شخص اس لذت کے لئے جو بقا بھی نہیں دیتی،
 اپنے سونے کی نا رضامندی اختیار کرے۔ حالانکہ اس عہدہ لذت کے حشر نہایت لذت بھی
 تجویز فرمائی ہے۔ **وَرَضِیْنَا بِاللّٰهِ تَعَالٰی رِثًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِخَلِیْقِهِ طَیْبَةً**

ہیں۔ انسان کے لئے بھلائیوں میں بھلائی کو دینے میں بلا وہ نہیں دیکھتے +
 پس دنیا کا ناز و نعمت جو مراضہ کر دہانی کے باوجود حاصل ہو۔ میں غریبی ہے۔ اس
 پر غنا چاہئے۔ وہ سلام +

مکتوب ۱۶۵

صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور اس کی شریعت کے مطابق
 کے ساتھ معاشرت و بغض و نفرت کرنے کی ترغیبیں۔ یاد دہانیت کی بناء پر
 شیخ فرید کی طرف لکھا ہے۔

شَرَفَكَ اللهُ بِمُحَمَّدٍ يَا بَشِيرَ نَبِيٍّ لِيُزَادَ الْعُصْوِيُّ مِنَ الْبَقِيَّةِ الْأَتَمِّ
 الْفَرَقَيْنِ لَهَا شَيْخٌ مَكِينٌ وَعَلَى الْإِلَهِ مِنَ الْعُقُوتَاتِ أَفْعَلُ مَا وَمِنَ الْفَلِيَّاتِ الْكَلَامُ
 كَمَا شَرَفَكَ اللهُ بِبَشِيرٍ نَبِيٍّ لِيُزَادَ الْعُصْوِيُّ مِنَ الْبَقِيَّةِ الْأَتَمِّ
 آپ کو کسی اتنی قرشی شفی صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی میراث کی نسبت سے میں شرف فرماتا
 جیسے کہ آپ کو ظاہری میراث کی نسبت سے شرف فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی
 پر ہم کو جس نعمت میں لکھا +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری میراث عالم خلق سے تعلق رکھتی ہے
 اور باطنی میراث عالم امر سے جہاں کہہ سراسر ایمان معرفت رشد و ہدایت ہے +
 میراث ظاہری کی بڑی نعمت کا شکر یہ ہے کہ باطنی میراث سے سزا مست ہوں
 اور باطنی میراث سے کہہ سکتا ہوں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل تابعداری کے سوا
 حاصل نہیں ہوتا۔ پس آپ پر وہ احباب ہیں کہ وہ امر و نہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 تبلیغ و طاعت بجا لائیں۔ کہ جو کمال متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال محبت
 کی فرع ہے۔ ۶۰

إِنَّ الْحُبَّ إِلَيَّ هُوَ الْمَطْلَبُ

کہ عاشق تاج شوق تو مجھے

ترجمہ ۶
 اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال محبت کی طاعت یہ ہے کہ حضور کے دشمنوں کے ساتھ
 کمال بغض رکھیں اور ان کی شریعت کے مخالفوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کریں۔ محبت میں

مہجنت چاہی ہو یا نہیں ہے۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کو دیراز ہوتا ہے۔ مخالفت کی طاقت
 نہیں ملتا۔ اپنے محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح سے پسند نہیں کرتا۔ اور محبت بیکجا محبت باہم
 جمع نہیں ہوتی۔ وہ ضدوں کا جمع ہونا محال ہے۔ ایک کی محبت وہ سب سے کی عداوت کو مستلزم
 ہے۔ اس باعث میں بخوبی غور و تأمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ میں کو نہیں پڑا۔ آج گذشتہ کہ وہ اس کے لئے
 جس لیکن کل حسب کہ کام نہ تھے عمل چکا تو سولہ نہ است کے پچھرا ہوا ہے
 وقت صبح شہر و چوہرہ مملکت کیا کہ باشتیفتن و شب چور
 ترجمہ وقت صبح قیامت ہو جائیگا مسلم
 کمالی راستہ یہ و شب کی کس شمس گداری

مناج و نماز اسر غرور و فریب ہے اہل غرت کا ابدی معاملہ اسی پر مرتب ہے۔ چند روزہ
 زندگانی کو اگر سید الاولیاء کی تعریف سے لے کر دوسری کی تا بھاری میں بسر کیا جائے تو نہایت بڑی
 کی امید ہے۔ ورنہ کچھ نہیں خواہ کوئی ہو۔ اور عمل بخیر کی کوئی بکالایا ہو ہے

محمد عربی کا بولہ ہر دوسرے کیند خاک و شریعت خاک بہرہ
 ترجمہ محمد سید کو بن عزت و دہساں کی ہیں
 پٹے خاک اس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اس کی

مناجست کی اس بڑی دولت کا حاصل ہونا بولے ہو پر دنیا کے ترک کرنے پر موقوف نہیں ہے
 تاکہ شکل نظر آئے۔ بلکہ اگر کوہ سفر و شہر یا لظہن ادا ہو جائے تو معرفت کے نہ پٹھنے میں کئی
 ملک کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ مال غزنی فرستے دکھاتا ہے

پس نیادی مالی سے ضرور دور کرنے کا علاج اس مال سے زکوٰۃ جانا ہے اگرچہ ترک
 غنی فاضل ہے۔ لیکن کوہ ادا کرنا بھی اس کا کام کرنا ہے

آسمان نسبت عرش آمد فرد و زبانی است پیش خاک تو
 ترجمہ عرش نیچے ہو ہے گرد آسمان ایک آنچا ہے میں بولے جاں

پس لازم ہے کہ اپنی تمام محبت احکام شرعی کے پھیلانے میں صرف کرنی چاہئے۔
 اور اہل شریعت و صلحا کی تعلیم و عزت بجالانی چاہئے۔ اور شریعت کے رواج دینے میں کوشش
 کرنی چاہئے۔ اور اہل ہواہ و بختیوں کو غور رکھنا چاہئے۔ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے
 گویا اسلام کے راستے میں اس کی مدد کی۔ اور کائنات کے ساتھ جو خدا اور اس کے رسول کا یہ تعلق و تعلق

کے دشمن ہیں۔ دشمن ہونا چاہئے۔ اور ان کی ذلت فراموشی میں کوشش کرنی چاہئے۔ اور کسی جو
سے ان کو عزت نہ دینی چاہئے۔ اور ان بھروسے کو اپنی مجلس میں نہیں بٹھانا چاہئے۔ اور ان سے
انصر محبت نہ کرنی چاہئے۔ اور ان کے ساتھ شدت دشمنی کا طریقہ نہ اپنانا چاہئے۔ اور یہاں
تک کہ کسی اور میں ان کی طرف شرم نہ کرنا چاہئے۔ اور مار مار کر ان کو کوئی ضرورت نہ پہنچانے
تو نقصان حاجت انسانی کی طرح چارہ دینا چاہئے ضرورت ان سے پوری کرنی چاہئے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ کے جو بزرگوار علیہ السلام کی بارگاہ تک پہنچنا چاہئے
یہی ہے۔ اگر اس راستہ پر نہ چلیں تو اس پاک جہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔ لئے افسوس
کِنْفًا نَوْصُولُ اِلٰی مَعَادٍ وَذَوْنَنَا قُلُلُ الْيَابَالِ وَذَوْنُنَا خِيَوَاتُ
موجہ سے لئے ہاؤں کس طرح میں تانیک ماہیں میں پڑھ کر اور فار
زیادہ کیا تکلیف دیکھا ہے۔

ان کے پیش تو غم غم دل پر سیدم کہ دل آزرہ شوی نہ سخن بسیا رہت
غم دل اس لئے نمودر کیا اظہار ہے میں نے
کہ آزرہ وہ جو جلست میں سخن کے دل تیرا

کتاب ۱۶۶

اس بیان میں کہ چند روزہ کا پانچا جہاں پر گمار نہ رکھنا چاہئے۔ اور اس قوم کی سی خبر
میں ذکر کر کے ساتھ معنی قلبی کے علاج کا ذکر کرنا چاہئے جو نہایت ہی ضروری ہے
ملا محمد امین کی طرف لکھا ہے۔

سیرے خدوم اکسب تک اپنا اور ہر ماں کی طرح کا پنا چاہئے۔ اور
کسب تک اپنا اور غم و خسر سے بچ کر تپ کھانا چاہئے۔ اپنے آپ کو اور سب کو مردہ سمجھنا
چاہئے۔ اور میں حرکت چند ہا دیاں کرنا چاہئے اَنَّا مَيِّتٌ وَ اَنَّا مَيِّتُونَ قُلُوبِ
ہے اس قوم کی سی فرصت میں مرض قلبی کے علاج کا فکر جو نہایت ہی ضروری ہے۔ ذکر کثیر
کے ساتھ کرنا چاہئے۔ اور اس قوم کی سی ہمت و جسارت کی یاد سے باطنی مرض کا علاج
کرنا چاہئے۔ جو نہایت ہی نفع دہنم مقصد ہے۔ وہ دل جو غیر کا گرفتار ہے۔ اس سے غیر کی کیا
امید ہے۔ اور نہ صرف کتنی طرف دل ہے اس سے نفس آزار ہوتا ہے۔ اس سے سلامتی

تکلیف طلب کرتے ہیں اور غلامی میں جانتے ہیں اور ہم کہتا: ادیش بہ تو روح و قلب کی
ترقی داری کہ اسباب حاصل کرنے کے طریق میں۔ اسے غصوں کیا کیا جلائے۔ وقفاظلمتم
انفسہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون اور تمنا ہے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود غلامی
پاؤں پر ظلم کرتے تھے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ضعف ظاہری کے باعث کچھ اندیشہ نہ کریں۔ ارشاد اللہ تعالیٰ
صحت عافیت سے بدل جاویگا۔ ہمارا دل اس سبب سے مریع ہے۔ ہمارا فراق آپ نے
طلب کیا تھا وہ میرا ہنر بھیجا گیا ہے۔ اس کو ہمیں اداسی کے ترنچ و شوق کے فطر ہیں۔
گوئی کہ وہ نرہی رکت دلا ہے ۵

ہرکافلانہ نوجوانہ افسانہ بیست
جس نے افسانہ کیا افسانہ ہے
تاکہ نقد شد و دین و مرد و دینیت
جس نے دیکھا نقد و مرد و دینیت

وَأَنبَلَاءُ عَلَىٰ مِثَابِ الْحُدَىٰ وَالشَّرِّ مِثَابَهُ الْمَصْطَفَىٰ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِهِ السَّلَامُ
وَالْقِيَامَاتُ أَوْ سَلَامٌ هُوَ اس شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلا اور جس نے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم کیا +

۱۴۶

تمام جہانوں کی پرورش کرنے والے غنی و بزرگ و بے چاروں کی عبادت کرنے والے پرہیزگار کے چہرے غصاؤں سے نکھنکی ترغیب میں ہوئے دارہ بندہ کی طرف تھا کہ جس نے اس طائفہ علیہ کی محبت و اخلاص کا اظہار کیا تھا۔

آپ کے دو خاص خط پڑھے۔ دونوں سے خدائی محبت و ماس بندگ کر وہ کی مٹ

اجا کرنے کا حال معلوم ہوا۔ یہ کس قدر بڑی منت ہے کہ کسی کو اس ولایت سے مرفوز فرمائیں۔

دوسری یہ ہے کہ

تو غم از غم بزرگوار
حق گفته کا ہے کہتا ہوں تجھ کو میرے عشق
نصیحت نہ ان باتوں سے تجھ کو یا اہل آئے

جان لے اور لگا دے کہ جہاں اور تھا ہاں جگہ تمام جہاں انوں یعنی آسمان زمین اور ارض و مثل

والوں کا پردہ کا نصف ایک ہی ہے۔ اور وہ بچوں و بچوں ہے۔ بڑے بڑے مانند سے منور۔
 ہر شکل و شکل سے ممتاز ہے۔ چہ و فرزند ہونا نہ تھائے کے حق میں حال ہے۔ اس کا کیا
 ہرگز ہر شکل و شکل سے ممتاز ہے۔ اٹھارہ طول کی پینش اس کے شان میں بری ہے۔ اور
 کوئی روز زمین پر نشید ہونے اور عاقر ہونے کا گمان اس جناب پاک کے حق میں قبیح ہے۔
 وہ نافی نہیں ہے۔ کیونکہ نہ اس کا پیدا کیا گیا ہے۔ نہ وہ مکنی ہے۔ نہ مکنی ہے۔ نہ مکنی ہے۔ نہ مکنی ہے۔
 ہے۔ اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں اور اس کے بقا کی کوئی انتہا نہیں۔ سب قسم کا خیر و کمال
 اس کی ذات میں ثابت ہے۔ اور سب قسم کا نقص و زوال اس سے منسوب ہے۔ پس عبادت
 کے حق پر پیش کے حق وہی حق و نکاح و تھائے ہے۔

مراہ و کوشن وغیرہ ہندوؤں کے معبود ہیں، اس کی کینہہ عقائدات میں سے ہیں
 اور اس باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ دام، جسوٹہ کا بیٹا اور پھمن کا بیٹا اور سینٹا
 کا تانہ ہے۔ جب دام اپنی بیوی کو نکاح نہ کر سکا۔ تو دوسرے سے کیا دکر سکا ہے
 فصل دومائیش سے کام لینا چاہئے۔ اور ان کی تعلیم پر نہ پلنا چاہئے۔ ہنسی عار کی بات ہے
 کہ کوئی تمام جانیں سکے پروردگار کو دام یا کوشن کے نام سے یاد کرے۔ اس کی مثل یہی
 ہے جیسے کوئی عظیم الشان بادشاہ کو کینہہ خاک سوکے نام سے یاد کرے۔ دام و دھمن کو
 ایک جانتا بڑی بیوقوفی ہے۔ فانی حقوق کے ساتھ ایک نہیں ہوتا۔ اور چون بچوں کے حق
 متفق نہیں ہوتا۔

مراہ و کوشن کے پیدا ہونے سے پہلے پروردگار عالم کو دام و کوشن کوئی
 نہیں کتا تھا۔ ان کے پیدا ہونے کے بعد کیا ہو گیا کہ دام و کوشن کے نام کو حق تھائے پر
 اطلاق کرتے ہیں اور دام و کوشن کی یاد کو پروردگار کی یاد بجاتے ہیں۔ ہرگز ہر گز ایسا نہیں
 ہاں ہم شیعوں علیہم الصلوٰۃ والسلام جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب گذرے
 ہیں اسب نے خلقت کو فانی کی عبادت کرنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ اور غیر کی عبادت سے
 منع کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز جائز اس کی بیست و خلقت سے قہرے اور کھینچتے
 رہے۔ اور ہندوؤں کے معبودوں نے خلقت کو اپنی عبادت کی ترغیب دی۔ اور
 اپنے آپ کو سید بھجا ہے۔ اگرچہ پروردگار کے قائل ہیں لیکن اپنے آپ میں اس کا طول و اتقاد
 کیا ہے۔ اور اسی باعث سے فانی کی عبادت کی طرف جڑتے ہیں اور اپنے آپ کو معبود

کلاس ہے اور یہ کھٹکے لڑا۔ جس میں پڑھنے میں اس خیال سے کہ کسی چیز سے شروع نہیں ہے
 اپنی عقل میں جس طرح چاہے تصوف کر سکتا ہے۔ اس قسم کے سید وہ اور فاسد خیالات بہت سے
 ہیں۔ یہ لوگ خود بھی لکھ رہے ہیں اور اس طرح کو بھی لکھ رہے ہیں کہ مخالفین میں علم و صلاح
 کے کہ انہوں نے جن باتوں سے محاورات کو منع کیا ہے ان سے پہلے آپ کو بھی پڑھنے اور
 کمال طرح پر باز کرنا۔ اور لہذا آپ کو اور انسانوں کی طرح انسان ہی کہتے ہیں یہ سچ
 یہ ہیں تفاوت ملاحظہ ہو: نگاہ سے ناخوش

ترجمہ ۲ دیکھ دو دونوں میں اس قدر ہے فوق

مکتوب ۱۶۸

سلسلہ تعلیم و تہذیب کی بنیاد شاہ اور ان لوگوں کے حال کی شکایت بیان کرنے میں
 بنوں نے اس طریقہ سے تہذیب کی طرح کے محاورات اختیار کیے ہیں۔ اور یہ ہے اور
 اس کے مناسب بیان میں مقدمہ ناوہ انکس یعنی خواجہ محمد قاسم کی طرف تھاجوہ
 اخذ شدہ از بیت الغلیق والقصوة واستأمر علی سیدنا سیدنا
 وایہ ہرین انجمنین سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو تمام جانوں کا پالنے والا ہے اور مصلو
 و سلام ہو حضرت سیدنا سیدنا اور ان کی آل پاک پر

اس کے بعد بہت سی دعا ہیں اور بیشتر اچھے مشائخ کرام کے برگزیدہ اور دوا
 نظام کے تہذیبی سیدھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت محمد زراہ ستر اقدار تھے اور انہوں
 کی خدمت میں تہذیب میں پہنچ کر ہستی و آرزو مندی کا اظہار کرتا ہے شعر
 کیف الموصول الی مفاوڈ و دوحا
 قل انی لکب الی و دوسھن خوف

لے پڑاؤں کی طرح میں یا تم کہ راہ میں ہیں پڑھ کر کوہ اور غار
 محمد زراہ کو معلوم ہو کہ اس طریقہ علیہ کی بنیاد سنت کے التزام اور بہت
 سے جتن کیے باعث ہے یہی جو ہے کہ اس طریقہ علیہ کے زراہوں نے ذکر پھر سے
 پر تہذیب فرمائی ہے اور ذکر تہذیب کی طرف ہتھیاری ہے۔ اور صلح و قسور و اجلاس سے جو آنحضرت
 علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخلص سے راہدین بنو ان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں دیکھے۔

ان سے منع کیا ہے۔ اور غلو سے چاروں حصہ اول میں تھا اس کی نہ سے غلو سے اور نہیں کو اختیار کیا ہے۔ اس سبب سے جسے نصف تیسرا اس الزام پر تترتب ہوئے ہیں اور بہت قسم کے فائزے اس قضائے سے حاصل ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اوپر دی کی نہایت ان بزرگانہ کی جماعتیں مندرج ہے۔ اور ان کی نسبت سببیتوں سے بڑھ کر ہے۔ ان کی کلامی دلی باتوں کی وہاں ہے امدان کی نظر باطنی امراض کی شفا ہے۔ ان کی بزرگ تو جھلک دلی کو وہ نون جان کی گرفتاری سے موت طبعی ہے۔ اور ان کی مدد بہت۔ یہی وہ کو مکتوب کی پستی سے جو ب کی زندگی ایک پہنچاتی ہے ۵

نقشبند عجیب کاغذ سا را نند کہ بر خاں در پناہ بجز کاغذ را
انعل ہا ملک وہاں پا بھمت شانی میر و سوسہ غلو سے فکر چلے را

ترجمہ

عجب آتی کاغذ سا را ہیں یہ نقشبندی کہ بے جانتہ میں پوشیدہ حرمہ کاغذ کو
دلی ملک سے ان کاغذ بھمت شانی شاد و تیلے غلو سے خیانت اور جھکے

لیکن ان نون میں کہ وہ نسبت کشیدہ غلو سے مغرب ہو گئی ہے اور ہاں کو
ہو گئی ہے۔ یہی کہہ میں سے ایک جماعت نے اس دولت عظمیٰ کے نہ پانے اور اس
غلطی کے تم ہونے سے ہر طرف تھپاؤں سے ہیں۔ اور جو یہ غیبیہ کہہ کرچہ غزف، زیاد
یعنی ٹیکریوں پر پوش ہوئے ہیں۔ اور بچوں کی طرح جو زور و زہار ام کیا ہے۔ اور نہایت
بیقرار رہی اور حیرانی سے اپنے بزرگوں کے طریق کو چھوڑ کر کسی جہ سے تسلی حاصل کرتے ہیں
اور کہیں مسلحہ رقص سے آرام دہ ہوتے ہیں۔ اور غلو سے۔ انہیں حال جاننے کے سبب سے
چند غلو سے کو اختیار کیا ہے۔ اور اس سے زیادہ خوب کی بات یہ ہے کہ اسی باتوں کو اس
نسبت شریف کی حرمہ کو مکتوب کر تے ہیں اور اس پر بادی کو حین آبادی گنتے ہیں۔ حق قضاے
ان کو اخصاف عطا کرے۔ اور اس طریق کے بزرگوں کے کلمات کی خوشنویان کی باقی کے
دامغ میں پہنچے جھومتنا لئون والقاد و بحرمۃ النبیؐ الوالا لاجداد علیہ و
علیہم الصلوٰۃ والسلام ۵

اور چونکہ اس قسم کی باتیں اس ملک میں یہاں تک پہنچی ہوئی ہیں کہ بزرگوں کے
اصل طریق کو پوشیدہ کر دیا ہے اور ان کے ہر شریف و خسیس نے مٹی اور چوبیدہ وضع فرمایا

کر لی ہے۔ اور اصل اور قدیم طریق کی طریق سے نہ چیرا ہے۔ اس سلسلہ میں نہ راجہ تھیں
یہ اجرا اس بلند بارگاہ کے خادموں کی خدمت میں ظاہر کرے۔ اور اس وسیلہ سے اپنی ورد
دل کو تسکین دے۔

نہیں معلوم کہ حضرت خود ہم راہ کی مجلس میں کونسا گروہ نہیں ہے اور محل کا مونس
کونسا فرقہ ہے۔

نواب شہزادہ دیدہ ویدیں فکر جگر سوز کا خموش کشتہ نعلی آتش جو بیت
ترجبت تمام رات نہ مناسم سے مجھ کو نیند آئی
کوسیا کس کی مجلس میں تو رات بھر میری جاں
آتش تھلنے سے دعا ہے کہ آپ کی پاک جہاں کائنات کے غم سے بچا ہے۔ اور
آپ کی بلند بارگاہ کو اس جہان کے شرکاء سے محفوظ رکھے۔

میرے خدمت و مکرم: اس طریقہ عایدیں ان لوگوں نے یہاں تک معاش و ادب و
کو رواج دیا ہے کہ اگر مخالف یہ بات کہیں کہ اس طریق میں جماعت کا التزام اور عفت سے
اجتناب ہے، تو بجا ہے۔ نماز تہجد کو پوری جہت میں جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ اور کہا
جماعت کو سنت تراویح کی طرح مسجد میں سوچ و روئے بخشتے ہیں۔ اور اس عمل کو تنہا جانتے ہیں
اور لوگوں کو اس پر غریب دیتے ہیں۔ عاہدہ فقہانے کہ نہ تھلنے ان کی کوششیں کوشش کرتا
نہ فعل کی جماعت سے ان کا نہایت ہی مکڑہ کیا ہے۔ وہ بعض فقہانے جو دعا کی جماعت
نقل میں کراہت کی شرط قرار دیتے انہوں نے بھی جماعت نقلیہ کا جو از مسجد کے کھنڈے میں
مقید کیا ہے۔ اور تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکڑہ فرمایا ہے۔ اور نیز
نماز تہجد کی تیرہ رکعت اس طرح خیال کرتے ہیں کہ بارہ رکعت خڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور
دو رکعت بیٹھ کر تاکر ایک رکعت کا حکم پیدا کرے۔ کہ محمد بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے
ہو کر نماز پڑھنے کے ثواب سے آدھا ہے۔ عاہدہ یہ علم و عمل بھی سنت سنید علی صاحبہما الصلوٰۃ
والسلام کے مخالف ہے۔

حضرت سید علی ہجوۃ والسلام نے جو تیرہ رکعت اور قرانی ہیں ان میں ذکر بھی شامل کیا
اور نماز تہجد کی رکعت کا فرد و طاق ہونا رکعات و ترک کے طاق ہونے سے پیدا ہوا ہے۔ نہ
کہ جیسے ان بندگان نے خیال کیا ہے۔

نیکو شہر تہذیب و تمدن پر سیدم
 لالہ زور و شوقی رہنما سیاست
 ترمیم
 لالہ اس کے قہر کیا الہام سے ہیں
 کہ زور و نہ ہو جسے بہت میں نے کیا

تجربہ کی بات ہے کہ بلا و ماوراء اللہ ہی میں وہ عہد ہے کہ ماوراء و سکون ہے
 قسم کی جیتیں وہ اچانک میں اس قسم کی گرفتار تھیں کہ باتیں شائع ہوئی ہیں حالانکہ
 جو تقریریں کی برکت کی وہ شوقیہ نکل کر تھیں۔ و اللہ شہداء اللہ علیہم و آلہم و سلم
 و اللہ تبارک و تعالیٰ ہی بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے

ثَبَّتَ اللَّهُ شَهَادَةَ وَبَيَّاهُ عَلَى جَادَةِ الشَّيْخَةِ الْمُصْطَفَايَةِ مَيْسَلَا
 سَاحِبِهَا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ وَالتَّحْقِيقَ وَتَوَكَّلَ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ آمِينَ اللَّهُ تَعَالَى
 ہم کو اس پر کو فرحیت مصطفویٰ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے سید سے بہت شریعت
 قدم رکھے و اللہ تبارک و تعالیٰ اس پیشے پر رحم کرے جس نے آمین کہا

مکتوب ۱۶۹

شیخ عبد الصمد سلطان پوری کی طرف کتاب ہے۔ اس کے میں سوال کے
 جواب میں کہ میں نے اپنے پیار سے کہا کہ اگر خاص وقت میں جب کو میں حق تعالیٰ
 کے ساتھ ہوں تو درمیان تباہی تو میں تیرے سر کو توں سے جدا کر دوں گا۔ اور
 پیر نے اس بات کو پسند کیا اور میں میں سے لیا :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ الْحَقِيقِينَ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حمد ہے اور سید المرسلین اور ان کی اولاد کی تسبیح
 پر صلوة و سلام ہو

آپ کا شریف و لطیف خط ہوا جسے کرم کے صادر فرمایا تھا پہنچ کر خوشی کا
 ہوا۔ اس میں ایک ہفتہ مارکھا تھا جس کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ میرے ہمدوم و سب
 شہدہ کر اعلیٰ مستعد اور بزرگ مطلوب حق تسلیٰ جناب میں و اہل ہوا ہے۔ چونکہ طالب ابتدا
 میں مختلف تعلقات کے باعث کمال آلودگی اور تشویش میں ہے اور حق تسلیٰ کی پاک بارگاہ
 کمال پاکیزگی اور بلند می میں ہے۔ اور وہ مناسبہ جو طالب مطلوب کے درمیان فیض لینے

یائے کا جب ہے مطلوب ہے۔ اس لئے رستہ بتانے کے لئے تو یہاں پر یہی ضرور ہے کہ جو دونوں کے درمیان بے نزاع برتری کے ہو۔ اور دونوں طرف سے مدد و افورکتا ہو۔ اگر طالب کے مطلوب تک پہنچنے کا واسطہ ہو جائے۔ اور جس قدر طالب کو مطلوب کے ساتھ مناسبت پیدا ہوتی جاوے گی۔ اسی قدر پر اپنے آپ کو درمیان سے ہٹ کر آباد کیا۔ اور جب طالب کی مطلوب سے کام نہا مناسبت پیدا ہو گئی۔ تو پیر نے ہر طور پر اپنے آپ کو درمیان سے ہٹ کر لیا۔ اور اپنے وسیعہ کے بغیر طالب کو مطلوب سے وصل کر دیا۔ پس ابتدا اور توسط میں پیر کے آئینے کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور اتنا میں غینہ پیر کے وسیعہ کے ساتھ مطلوب کا جمال جلوہ گر ہوتا ہے اور وصل غرضی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ جو کہا ہے کہ اگر میرا اس وقت حاضر ہو تو میں اس کے من سے سر ہٹا کر دوں۔ یہ دھاندلہ نہیں ہے۔ کیونکہ استقامت والے لوگ ایسا نہیں کہتے بلکہ بے ادبی کے راہ پر نہیں چلتے۔ اور اپنی تمام مرادوں کو بھی کد کر کے چل کر رہتے ہیں۔ والسلام +

مکتوب ۱۷

اس بیان میں کہ آدمی کو جس طرح حق تعالیٰ کے عہدہ و فرائض کے بجا لانے سے باز نہ نہیں ہے جیسے ہی خلق کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ غمخواری کرنے کو چاہر نہیں۔ اور اس کے مناسب بیان میں شیخ نمود کی طرف لکھا ہے۔
 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہٖ الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ صَلَوةً عَلَیْہِمْ اَللّٰهُمَّ اَدِّسْ کَے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو +

میرے عہدہ مند بھائی! آدمی کو جس طرح حق تعالیٰ کے اور وہ فرائض کے بجا لانے سے باز نہیں ہے۔ جیسے ہی خلق کے حقوق کو ادا کرنے اور ان کے ساتھ غمخواری کرنے سے بھی چاہر نہیں ہے۔ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ اَمْرٌ اَللّٰہُ وَالشَّفَقَةُ عَلَیْکَ اَخْلَاقُ اَللّٰہُ (اللہ تعالیٰ کے امر کی تعلیم اور خلق اللہ پر شفقت کرنے) ، انہی دو حقوق کے ادا کرنے کا بیان فرماتا ہے۔ اور دونوں طرف کو مد نظر رکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔ یہیں ان دونوں میں سے صرف ایک کا پرہیزگارانہ امر مقرر ہے۔ اور کل کو چھوڑ کر جزو پر کفایت کرنا کمالیت سے دور ہے۔ یہیں خلق کے حقوق ادا کرنے کی ہدایت ضروری ہے۔ اور ان کے قصص سننا شریعت

یہی دیکھ کر رہنا سزاوار ہے۔ بدو فاضل اور لاپرواہی ابھی نہیں ہے۔
 ہر عاشق خدا کو پناہ میں مانگتا ہے کہ اسے آج بار بار کیا کرے
 ترجمہ: عاشقوں کا تازہ فاضل سے بڑا کیا کام ہے
 تازہ بروہی کے تازہ کی ابھی نہیں۔
 عاشقوں کو تازہ میں بنا کر دے۔

چمکا پئے توں بہت میرے ہیں اور نہ نصیحت بہت سنیں میں نے نول کاوی سے
 شہر کرینہ فقروں پر متصار کیا گیا +
 ثَبَّتْنَا لِلَّهِ صُحُفًا ۚ وَآيَاكَ عَلَىٰ عِبَادِكَ ۚ الشَّرِيفَةِ الْمُسْلِمَةِ ۚ وَبِهِ عَلَىٰ عِبَادِهِ
 الْفَلَاحُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ
 والسلام کے یہ سے راستہ پر ثابت قدم کے +

مکتبہ

اس بیان میں کہ جو کچھ فقرا لازم ہے وہ ہمیشہ محتاج اور غریب رہا ہے۔ اور غریب
 کے دلیلوں کو ۲۔ اور وہ غریب کی حفاظت میں نہ ملے صاحبہا افضلہ
 والسلام کی متابعت۔ ان ہوں کے غلبہ کے شاہد عالم انیس کے تمام کا خوف وغیرہ
 وغیرہ ملاحظہ بخشی کی طرف کھتا ہے۔

أَعْلَمُ بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ وَالْخَيْرُ ۚ
 انصاف علیہ السلام کا جو ہے انہیں کے رسول سید المرسلین بعد ان کی آل پاک پروردگار
 جو کچھ ہم فقروں پر لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہمیشہ ذلیل و محتاج اور عاجز اور دے
 اور انکار نہ کریں۔ غریب کے دلیلوں کو کالاف میں شری حد و کی حفاظت اور سنت سینہ
 علیہ صاحبہا افضلہ والسلام کی متابعت کریں۔ اور نیکیوں کے مال کو نہ میں قیوں کو دست
 رکھیں۔ اور اپنے بالوں کو فاضل اور اپنے ظاہروں کو سلامت رکھیں۔ اور اپنے پیروں کو بخیر
 ہیں۔ اور گناہوں کے غلبہ کے شاہد و کرتے ہیں۔ سلام غریب کے تمام سے فتنے ہیں
 اور اپنی نیکیوں کو تھوڑا کھینچ کر بہت ہیں۔ اور اپنی بانیوں کو بہت غلیل کریں اگرچہ غریب
 ہوں۔ اور غفلت کی قوت اور شہرت سے ڈرتے ہیں +

اور علم پوری ہے۔ میرے ساتھ جیٹو جیٹو بھی اسی طرح ان بددلی طرف ہاتھ
میں۔ ان سے تانہ زنی باتوں کے سننے کو شہیت جانیں۔ دایاقتی عطا اللہ علیہ

مکتوب ۱۷۲

ایسی چیز امرو کے بیان میں جو اس میں سے بہت قرون کو نصیب ہوتے
ہیں۔ اور اس بیان میں کہ عارف اپنے آپ کو دار شریعت سے باہر معلوم کر رہے
ہیں کہ کیا سبب ہے۔ اور شریعت اور حق کے علاوہ کے ساتھ اس کے مطابقت کرنے
اور اس کے مناسب بیان میں شیخ زید بہ الدین کی طرف سے اور فرمایا ہے۔

محمد و ملاقات کے بعد میرے عزیز بھائی کو معلوم ہو کہ شریعت کے لئے ایک صورت یعنی
ظاہر ہے اور ایک حقیقت یعنی باطن سے اس کی صورت وہ ہے جو ملاقات سے ظاہر اس کے
بیان کرنے کے لئے وہ ہیں۔ اور اس کی حقیقت وہ ہے جس سے سو فی فیہ مازیں شریعت
کی صورت کا نہایت عروج سادہ ملنا علی ذایت تک ہے۔ بعد از اس کہ جو خوب کے
ترجیوں میں یہ واقع ہو۔ جو صورت حقیقت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اور اس آمیزش کا ساتھ ملنا
کے عروج تک ہے۔ جو سید البشر صفا شریف تاروسہ کے یقین کا مبدع ہے۔ اس کے
بہا کر ترقی واقع ہو۔ جو صورت و حقیقت دونوں کو دوا کر دیتے۔ اور عارف کا سادہ نشان
حیات سے باہر چلا۔ اور اس خیر نشان نشان کو عالم کے ساتھ کچھ نہایت نہیں ہے۔ نشان
حقیقی شہوت سے ہے جس کو منافقت کی گردنیں کھینچتی تاکہ جان سے تعلق پیدا کرے۔
اور یہ نشان مقصود کا دروازہ اور مطلوب کا مقدمہ ہے۔ اس مقام میں عارف اپنے آپ کو
دار شریعت سے باہر چلا ہے۔ لیکن چونکہ غرض ہے اس لئے شریعت کے دقائق میں
سے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا۔ اور وہ لوگ جو اس لئے دولت سے مشرف ہوئے
ہیں بہت ہی قنہ سے ہیں۔ ماضی ان کی قنداد بیان کی بات ہے تو بہت ہی کم نکلیں گے۔ اور
اور صوفیوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس مقام عالی کے خلال تک پہنچے ہیں۔ کیونکہ
ہر مقام عالی کے لئے اسل میں اس کے خلال میں سے ایک نسل ہے۔ انہوں نے بھی ہے کہ
قدام نامہ شہادت سے باہر نکلا ہے۔ اور پوست کو چھوڑ کر بغیر تک پہنچ گئے ہیں۔
یہ مقام صوفیوں کے قدموں کے چھلنے کی جگہ ہے بہت سے ناقص اس طریق سے

امداد و زور میں جاگے ہیں۔ اور شریعت خزاں تا بھاری سے درجہ اول ہے۔ صلوٰۃ و نماز
وہ خود بھی لڑا ہوئے اور ہندوں کا بھی لڑا دیا۔ لوگ ان لوگوں کے درجہ اول کے درجہ میں سے کسی
درجہ میں شرف ہو گئے ہیں۔ اور اس مقام عالی کے حصول میں سے کسی نفل میں سے عزت کو حاصل
کیا ہے۔ اگرچہ اس مقام کے اصل ملک نہیں ہے۔ لیکن غنودہ میں ماہ فرمیت کے وہ اب اس سے
کسی دوسرے کو فرو گذاشت کی سہمت نہیں کرتے۔ اگرچہ اس عزت کے عید کو نہیں ملتے اور اصل
معاذ کو نہیں سمجھتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے
صدقہ سے اس تیسری اس سما کا عید منکشف ہو گیا ہے۔ اور اس سادہ جیسا کہ چاہئے اور غنودہ میں
ہو گیا ہے۔ اس کا تو ایسا اہل معرفت میں ملتا ہے۔ شاید کہ ان سے ملتا ہو۔ است پنا جا میں اور
کالوں پر حقیقت معاذ ظاہر ہو جائے۔

جاننا چاہئے شرعی تکلیفات غالب اور عقب پر غنودہ میں ہیں۔ کیونکہ تو کوئی نفل بھی پر
موقوف ہے۔ اور اس کے وہ طریقے جو دار و شریعت سے باہر قدم نکلتے ہیں۔ ان کے سامنے
پس و شریعت سے مختلف ہے۔ وہ ہمیشہ مختلف ہے۔ اور وہ مختلف نہیں ہے۔ وہ ہر مختلف
نہیں ہوگا۔

ماہل کام۔ جبکہ ملک سے پہلے طائف ایک دوسرے سے ملے جاتے
ہیں۔ اور قسب کے ذریعے نہیں نکلتے۔ جب یہ ملک سے ہر ایک ایک دوسرے کو چھو گیا
اور نہ پہلی تمام میں نہ چھو یا۔ تو معلوم ہوا کہ محنت کون تھا اور غیر محنت کون؟
سوال۔ اگر کہیں کس مقام میں مارے اپنے قسب اور غالب کو ہی دائرہ شریعت سے
باہر لیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ پانچ تحقیق نہیں ہے بلکہ تعمیل ہے اور اس تعمیل کا غالب
و غالب ان طائف میں سے جنہوں نے قدم باہر رکھا ہے۔ زیادہ طیف طریقے کے رنگ میں
رنگا جاتا ہے۔ اور اگر کہیں کہ اگرچہ عزت شریعت کی تکلیفات غالب اور عقب میں ہیں۔
لیکن شریعت کی حقیقت کو غالب آئے ہیں گناہ ہے۔ تو ہر طلق شریعت سے قدم باہر
ہونے کے کیا سنے ہوئے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ شریعت کی حقیقت بھی نوع دوسرے کے نہیں
گذرتی۔ اور غنی اور غنی ہونے کے نہیں ہوتے اور قدم باہر ہے۔ ہونے حقیقت میں ہی غنی اور غنی
ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الخصال اور حقیقت حال کو اللہ ہی جانتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُكَ يَا مَنْ عَسَى سُلَامَةُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيَّ وَعَلَى
 أَوْلِيَاءِ الصَّلَاةِ وَالْقِيَامَاتِ آمَنَّا وَأَكْلَمْنَا اللَّهُ تَعَالَى بِهَكَذَا وَتَمَّ سَمَاعُكُمْ كَرِيمًا لِيُحْيِيَ
 صَلَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَوْسَمُ فِي مَا بَسْتُمْ بِهِ بَدَنُكُمْ

کتاب ۱۷۳

ایک سال کے جوہر میں سب سے پہلے اسرار غیب کے بیان میں جو طریقہ لایا گیا ہے
 کی حق و اثبات کے متعلق ہیں۔ یہ وہ محمد بن عثمان کی طرف سے ہے۔
 محمد و عائشہ کے بیسیادوں کی بنیاد پر اسرار معلوم ہو کر آئے ہیں جو سب سے پہلے ان کے پاس
 میں آئے تھے کہ ان کے ساتھ اس کا نفی کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ مطلوب ثبت یہ وہ دلائل کے ہوتے
 ہیں۔ تو اس سے لایا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور یہی نفی کے خلاف ہے۔ اور
 مطلوب ثبت اس کے ساتھ میں متفق ہو۔

اسے پہلی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور دوسرے ابن عثمان کے
 کے بشر کے اور حدیث و اسکان کے درج سے دانے تھے۔ بشر غائبی کی نسبت کیا معلوم
 کر سکتا ہے اور ممکن احب کی نسبت کیا معلوم کر سکتا ہے۔ اور عادت قدیم کو کیسے ماحول کر سکتا ہے
 لایا گیا ہے۔ یہ چند اضرار قاطع ہے شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نہی کہ شام ہو تو میرے
 نواہت فقر کل تو رنج کم
 نہی کہ شام ہو تو میرے
 نواہت فقر کل تو رنج کم

اسے عزیزیہ مقام تفصیل پر آتا ہے کہ شام ہو تو رنج کم ہے۔ سننا چاہئے۔
 جانتا ہے کہ اگر طریقہ لایا گیا ہے کہ دو مقام میں نفی اور اثبات۔ اور نفی
 میں سے ہر ایک کے دو اعتبار ہیں۔

اول یہ کہ جو شے خداؤں کی عبادت کے استحقاق کی نفی کی جائے۔ اور حق تعالیٰ
 کو عبادت کا شحق ثابت کیا جائے۔

دوسرا اعتبار یہ ہے کہ جو مقصد متصور ہوں اور غیر مطلوب مطلوبوں کی نفی کی جائے
 اور مطلوب حقیقی اور مقصود اصلی کے ساتھ کثرت ثابت نہ کیا جائے۔ اور آجیہ اول میں لایا ہے
 کہ جو کچھ معلوم و مشہور نہا ہے۔ سب لایا ہے۔ اور اثبات کی بجائے میں

کھڑے تھے اس کے حکم کے ساتھ کھڑے ہو کر نہ تھے کہ جو جب کہ بصیرت نری پیدا کرتی ہے
اور مطلوب کے راہ کی نکل کے سر سے نہ گریں مہربانی سے تو مستثنیٰ ہی مستثنیٰ اس کے لئے
میں ہو جاتا ہے۔ اور جو اس کے ساتھ اپنے آپ کو اس مشہور کے باور میں گرفتار ہوا تھا
ہو گیا۔ اور اپنے مطلوب کو اس کے باہر طلب کرتا ہے۔ یہ تو اس حال کے اند میں جو کچھ لاکے
نیچے دھل چکا تھا۔ سب کا سب وار و عنایت سے تھا۔ جو عبادت کا مستحق نہ رکھتا تھا۔
اور اس کی عین کی نگرانی بہت سے وہ بیوقوف عبادت کے مستحق ہے اور ہر ایک نے بہت
ہوا ہے۔ جدا ہوا ہوا تھا۔ یارین صنف بصیرت سے مرتبہ جو ب کو عبادت کے لائق ہے تو
کھڑا اسے شہتہ موات ہے نہیں کیونکہ۔ اور اگر مستثنیٰ کے حکم کے سوا اس تمام کے کچھ نصیب
رکھتا تھا۔ لیکن تو بہت بصیرت کے بعد مستثنیٰ ہی مستثنیٰ نہ کہ نکل میں مشہور ہوا۔ اور جب تیر
و جو بہت نہ ملتا تھا۔ کے اسلاف صفات کا جامع ہے۔ اور مالک کی بہت کا متعلق اسیت پر وہ ہے
کس منظم میں عبادت کا مستحق بھی عبادت کے حکم مستحق کی طرح رستہ میں نیا۔ اس
اپنے مقصود کو اسلاف صفات کے باور میں طلب کرتا ہے اور اس کے اس کی گرفتاری سے
کنارہ کشی کرتا ہے۔

۱۔ دل بادلیستہ رام گیر	۲۔ وصل دیگرے کے کام گیر
۳۔ خدی صد تیریاں پیش بنیل	۴۔ خواہد تراش جو گھست گل
۵۔ زہرا تیش چو زنیو فرہست	۶۔ تاشے ہر شش کے درخو بہت
۷۔ چو خاوتش نہ جانے شربت آب	۸۔ نیکہ سود مندش شکر آب
۹۔ چو از جگر جب دل کو آرام	۱۰۔ لے چو وصل سے نذر تو کیا کام
۱۱۔ کے سودست بجاں کرۂ کر	۱۲۔ سو گل کے نہیں بیل کو خوشتر
۱۳۔ چٹے جب غلو غریب تاجے ریشہ	۱۴۔ تے چہ پانہ کی وہ کیسے نمید
۱۵۔ بیاسا جب کے لاشے چھ کو دو آب	۱۶۔ بڑی ہے اس کے قہر میں تلک آب

اور اعتبار ثانی میں کہ جس سے مقصود غیر مقصود مقصودوں کی نفی ہے۔
کمال یہ ہے کہ وہ تیرہ وجوہ کا مشہور بھی مراتب امکانی کے مشہور کی طرح لاکے تخت
میں نخل ہو چکا ہے اور باجائے اثبات میں کھڑے تھے اس کے حکم کے سوا کوئی چیز موطن نہ ہو۔
چو کویم باق از مرغ لثانہ ۔ کہ باغ نقاد ہر آسٹہ باد

بعضا بہت نام پریشاں رہے
 کہوں کیا مرغ کا تھکے سے نشاد
 کہ ہے نام شفا سب کے اسلام
 کہ ہے نام شفا سب کے اسلام
 اور حق یہ ہے کہ اس طرح اور بہت اسی قسم کے مطلب کی مثال ہے کہ اس کے کچھ
 واقعہ میں لگے۔ بلکہ وہ کہہ دے اس کے ادھاک کے دامن کو نہ لگے۔
 مرقعہ انورہ یعنی آخرت کا دیدار حق ہے۔ لیکن مجھ کو اس کا تصور ہیوار کے بغیر
 ہے۔ لوگ دوست اخروی کے وعدہ پر سرور و مملکت میں۔ لیکن میری گرفتاری غیبی ہے
 سو کسی سے نہیں ہے۔ بلکہ ہم بہت اس امر کی مثال ہے کہ مطلب کا سرخوئی غیب سے
 شہادہ میں لگے۔ اور گوش سے آغوش میں نہ لگے۔ اور علم سے عین کی طرف باپا پڑ جائے۔
 میں کیا کہوں۔ مجھے ایسا ہی پیدا کیا ہے۔

ہر گے راہ را کہ ما خستند
 ہر کام کے لئے ہے پیدا کیا ہر اک کو
 اگر اس مقام میں بہت سی دیوانہ پن کی باتیں کہنا ہوں۔ لیکن اس کے بغیر ہر اک کو
 جو نماز حیب و فون ہے
 مراد وادین ہے یا پر فرسے
 ۵ عربانہ شد و میراث در ونا فرزند
 ۶ عمر گزری بہ تہمتہ در ونا خستہ
 مات آخر ہوئی کرتا ہوں افسانہ کو بس
 وَاللّٰهُ عَلٰی اَمْرِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ وَالْاٰمِنِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ الْاٰمِنِ
 الْعُقُلَاتُ وَالْعُقُلَاتُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ الْاَمْرُ
 راستہ پر چلا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو قائم کیا۔

مکتوب ۱۷

اس بیان میں اس کے دوانے اس حقیقت کے ساتھ تسلی حاصل نہیں کرتے۔ اور اس
 قرب فائدہ سے تسکین نہیں پاتے۔ بلکہ وہ قرب پہلے ہی جو بندہ ہو۔ اور وہ

دوسرا فرقہ ہے جو ہر کی بات ہے۔ ۳۰۰۰ میں میں کر دے، وقع جو حکمت اور جس کا
ظاہر اور باطل تعریف تھا۔ خواجہ اشرف کا بی کی طرف کھنسا ہے۔

یہ سب دینے والی کتاب پنچاچوتھ کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہر طرف سے
کے طالب سے ہر ہذا تھا۔ اس واسطے خوش کامیاب ہوا۔ ائمہ علم و فن صاحب کو اپنا تہ فہم
بانیوں لیکن یہاں کہ اس کے دیوانے میں رست سے تسلی حاصل نہیں کرتے اور اس نسبت
آپ سے تسکین نہیں پاتے بلکہ ایسا قریب چاہتے ہیں جو بعد نماز اور ایسا دل فرشتے میں جو
بھر کی یاد ہو۔ تو یہ توفیق تیرے کو تجویز نہیں۔ اور عیسیٰ عیسیٰ کو بخیر خلیل کرتے ہیں۔ وقت کی نقدی
کو یہ دوزخ رست میں صرف نہیں کرتے۔ اور ہر کے سر پر کو بیجا مدح و خیر میں صرف نہیں
کرتے۔ طریقہ سے عیسیٰ کی طرف میلان نہیں کرتے اور پسندیدہ کو پھر از عصب کی ہونی
طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور اپنے آپ کا جو بدو شیریں قہول کے لئے نہیں سمجھتے۔ بلکہ ایک
وہ رستہ کھڑوں کے لئے غلامی اختیار نہیں کرتے۔ اور اس باعث سے عار لگتے ہیں کہ شاہجہان
کو متعلق حکم پید یوں سے آلودہ کیوں اور اس رست سے نکل جھٹکتے ہیں کہ کلمہ مذہبی میں
لا۔ اور غرض کہ شریک بنائیں۔ جسے جہاں وہاں تو نقطہ و بیاض صواب کرتے ہیں۔ اولا بشر
الذین اتقوا انہم اور شرکت کو غبار پسند نہیں فرماتے لیکن مشرکت لہو صلی علیہ وسلم انکاف انکاف
تک کہ کیا تو یہ سب عمل اگر مشرک کیا نظر ہی ہر کے لئے لہنے حال میں غور کریں۔ آروین خاص ہے
تو آپ کو بشارت و مبارک ہو۔ اور اگر نہیں تو واقع کا علاج و توجہ سے پیسے کرنا چاہئے
وہ واقع جو آپ نے سمجھا تھا اور جس کا تصور اور اس کا باطل و صرف تھا۔ اور اس کا اس قسم کا حریف
اور جو رطابوں پر بہت واقع ہوتا ہے۔ آپ کو پھر مذہبی ان کی توفیق اللہ تعالیٰ کے ان
ضیقا شیطانی کا کمزیر صیف ہے۔ اور اگر پھر غور کرے تو کہ یہ لاکھوں ولا فوج الا
باللہ و فیکل العظیم کے تکرار سے اس کے لڑکے وضع کرے۔

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ عِمَامَةِ الْإِسْلَامِ وَآلِهِمُ الْمُتَابَعَةُ الْمُحَصَّنَةُ تَكْلِيَةً وَفُلَا
إِلَى الْمَقْلُوبَاتِ وَالْمُتَلَيَّنَاتِ أَمَّا وَأَحْكَمُهَا أَمَّا أَوْسَلَامُ جِوَانِ شَيْخٍ بِرَجْمٍ أَيْتِ كِ
سَاسْتِ بِرِجْلٍ أَوْ حُرْعَ حَصِيفَةٍ صَدَقَ عَلَيْهِ أَلِ الْوَسْلَامُ كَوْنُهُ بِرِجْلٍ أَوْ

کتاب ۱۷۵

احوال کی قرینات اور نگین کے حامل ہونے اور حدیث قدسیٰ میں صلی اللہ علیہ وسلم کے
کے سنے کے بیان میں سافطہ محمود کی طرف اشارہ ہے :

یہ ہے بال کاتبہ کتبہ فیض کمال نہاد یہ ہے سلفہ اعمال کی کوئیات کا پرتال
کمال ہوا تھا :

بہ نسبت اپنے کمالوں کو تو وہ وقت میں ہوں تھا اہم میں احوال کوئیات سے پاد
نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ کوئیات کا سبب ہے تو وہ ماہر ارباب محب میں سے ہے
اور ان وقت کے نام سے موسوم ہے اور ان کو سبب توین سے نکل گیا۔ اس احوال کا نکاح
آئندہ جو کہ تمام نگین میں پہنچ گیا۔ تو اس کے احوال متکوہ نفس پرورد ہوتے ہیں یہ تمام قلب میں
اس کی عزت میں بیٹھا ہے۔ یہ نگین نگین کے حامل ہونے کے بعد ہے۔ اور اس کو بیٹھا
کہ اگر وہ وقت کہیں ہو جائے۔ اور اگر وہ تھکے نے نہیں ہے نفس میں کوئیات سے
نہیں گیا۔ اور نگین نگین کے تمام کمال ہونے تو اس وقت کوئیات کا دار ہونا قابل ہے
اور مختلف سے مرکب ہے۔ یہ عین وہی ہے۔ کیونکہ نگین نگین کے حق میں تسویر نہیں۔ اگرچہ
مختلف میں سے زیادہ لطیف طبع کے نگین میں تھا ہوا ہو کیونکہ وہ نگین جو ان انصاف کی
طرف سے برآتی ہے وہ بطریق نسبت ہے۔ اور احوال متکوہ کا دار ہونا بطریق اصالت
ہے۔ اور نسبت ہمارا اصل کا ہے ذکر فرما رہا ہے۔ اور اس مقام وہ اس غرض میں سے ہے
اور حقیقت میں احوال وقت میں ہی ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ حدیث میں صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت
علیہ السلام سے متقول ہے۔ وہ بعض نے وقت سے وقت تحریر یعنی انہی مواد رکھا ہے
اور بعض نے وقت اور اس کے معنی ہی بیان کی طرف اوج ہوں۔ یہ بعض بلادت کی
نسبت بطریق التزام ہے اور بعض کی نسبت بطریق نسبت پس کچھ غائب نہیں ہے :

غرض ظاہر کو شریعت رکش سے آہستہ کر کے باطنی سبق کے دار پر چٹکی کریں
۵ انہیں جو کہ کوئیات جو خاک
۶ مثل زندگانی ہاؤں اپنے مار
دست پہلے جن چہالی ہو کہ
ہے بڑا یہ عجب تائید انار
تیرے عزیز بھائی ہر مستحق قریب اگر آگرہ میں ہیں ان کی ملاقات کو نصرت پائیں :

144

اس بیان میں وقتوں کا مفاہقت اس کی مزید باتیں سے ہے تا کہ یہ وہ امور
 میں متفق ہو جائیں ملاحظہ صلیق کا طرف کتاب ہے۔
 الحمد للہ و صلوات علی عبدی الذین حفظہ اللہ تبارک و تعالیٰ
 گزشتہ دو بندوں پر سلام ہو

من خشن است ایام را ز این آتش عقالی بماند آتینہ کا رخا نہ عا لا یقینہ قائمہ
 کے کام میں مشغول ہو نا ادا یعنی اور بیوہ کاموں سے تفریح نہ آدمی کے سن سلام کا نشان کو
 پس اپنے وقتوں کی محافظت ضروری ہے اگر بیوہ کاموں میں زیادہ بوجھ میں تفرغانی اور
 قلمہ کوئی کو دشمن کا قاضی با کفر غاموشی اور باطنی نسبت کی جھگڑ میں مشغول ہو جاوے چاہئے۔
 اس طریق میں بارہن کا اہم معنی ہوتا باطن کی جمعیت کے لئے ہے۔ مذکورہ دل کی بالائیک کے
 لئے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں کائنات پر اختیار دیا ہے اور جمعیت کو اجتماع سے حاصل کیا ہے
 وہ اجتماع جو فقرہ کا باعث ہے۔ اس سے آگے نہ لانا لازم ہے۔ باطنی جمعیت کے ساتھ
 کچھ دل جو باطن سے کیا کہ ہے۔ اور جو کچھ توحید و ہوشیروں میں پایا کہ ہے۔ اس جہ زنگی میں کئی
 چاہئے کہ انسان کی سمجھ میں لوگوں کو جمعیت حاصل ہو نہ اس طرح کہ فقرہ میں پایا ہے۔ اپنے
 دلوں کو۔ شام پا اپنے ماورائے اس سے خاموشی کئی چاہئے۔ اب شعری بحث و تخلص اور
 باب انشکو کہنے کا موقع نہیں ہے بیع

چہ وقت میں روکتے رکھتے رکھنا ہے
کھینچنے کے لئے کھینچنے کا ایک وقت ہے
تجربہ ۶
والسلام

کتاب ۱۴۴

اہل سنت جماعت شکرانہ تھانے سیسہم کی آئے صاحب کے موافق عقاید دوست
کرنے کی تعظیم میں حال لدیوں حسین بخش کی طرف لکھا ہے۔
خواجہ حال لدیوں حسین جوانی کے وقت کو نصیحت جانیں اور جہاں تک جو سکے

میں تھانے کی رضا مندی میں صرف اس یعنی اول و آخر ہے کہ اپنے خدا کو اپنی منت و حاجت
 تسلواۃ تعالیٰ عظیم کی بیٹا مانوں کے موافق درست کریں اور ستر احکام و شریعتیں
 کے موافق عمل کریں اور تیسرے معنی کرامت قدس ہر دم کے بلند طریق پر عمل کریں۔ و مَن
 ذَرَفَ لِحَدِّهِ اَقْلَقًا فَارْزُقْنَا عَظِيمًا وَ مَن خَلَفَ عَنْ هَذَا اَقْلَقًا خَسِرَ خُسْرًا ثَمِينًا
 جس کو ان سب کی توفیق حاصل ہو گئی وہ وہوں جہان میں نیا کامیاب ہو گیا اور جو ان سے
 محروم رہا اس کو پشیمان و محال ہوا۔

خواجہ محمد صالح کے فرائض کی خدمت تو وضع کو ٹری مساویت کہیں کہیں گے اور
 خدمت حقیقت میں خواجہ شامی کی مدد و اعانت ہے جو نئے تھانے کے تھانوں میں
 ہے۔ مع
 وادیم تراویح مقصود نشان
 ترجمہ
 ترجمہ
 ترجمہ

مکتوب ۱

ایک شخص کی سفارش اور سید عالم علیہ السلام و میان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 ترغیب میں مومن و مفسر ک طرف سے ہے۔
 عَظَّمَ اللهُ تَعَالَى اَجْرَهُ وَ رَفَعَهُ ذِكْرَهُ وَ تَبَارَكَ اَمْرُهُ وَ تَعَالَى حُكْمُهُ
 بِحُكْمِهِ تَبَارَكَ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَ عَلَيَّ اَيُّهَا الْمَقْلُوَاتُ وَ اَلَسَلَامُ اللهُ تَعَالَى اَيُّهَا
 تَبَارَكَ اَمْرُهُ اَوْتَاكَ مَا تَبْتَغِي وَ بَدَّلَكَ مَا تَبْتَغِي اَوْتَاكَ مَا تَبْتَغِي وَ بَدَّلَكَ مَا تَبْتَغِي
 بحر مستند اربعین سے منقول آؤں کو سلام۔

جو لوگ اتفاق نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ہیں ان کو اس امر کی طرف توجہ فرمائی
 کرنے کی کیا حاجت ہے کہ وہ کسی کے ساتھ اسان اور جن معاشرت سے چلے جائیں۔ بلکہ
 تنہا ایک ہے کہ وہ دولت بے ادبی میں داخل ہو لیکن چونکہ حسیات کے وقت ہر انسان
 و تہمت سے چھڑتا رہے اور نہ ضعف گزار سے اپنی تسلی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے آپ کے
 تحفیف و بکرمائیں عاجز بندوں کی تسلی کی گئی ہے۔

میرے خدمت و اسان سب جہاں ہے خاص کر ان لوگوں کے ساتھ جو مسلمانوں کا
 قرب رکھتے ہیں بہت ہی بہتر ہے حضرت رابعیہ غایت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

کے تھے، اگر کہنے میں اس نے دبا انداز نہ کرتے تھے کہ صاحبِ زمام کو اس باغیستے کو مان چکا تھا
 کہ شاید میرا یہ کوئی لڑکھٹا ہے جس سے جھڑپا ہو جائے ۵

پھر نہیں پایا اسے کہ میرا یہ دم
 چہ ہوسے لڑائی ہے انکوں
 توجہ غور شہید کی یادوں میں آیا
 از محمد اسی حق مسنگوں
 جب کہ تیرا میں سے سب سلاہیں
 تو ہے خوشید اور ہم سب آیا ہیں
 کیا ہو میرا یہ بیاں نکال
 کر چکا ہے کہ حق ہر سنگوں

والسلام ۵

مکتوب ۱۷۹

نصیحت کے بارے میں میر عبد اللہ بن عبد غفار کی طرف لکھا ہے :-
 اللہ تعالیٰ میرے عزیز عزیز کو اپنے نام کی طرح بندہ بننے کی توفیق بخشے ۵
 میرے عزیز! ہر قسم جو اپنی کو خیریت بنا کر علومِ شرعی کے حامل کرنا اور ان علوم کے
 مطابق عمل کرنے میں مشغول ہیں۔ اور کوشش کریں کہ آپس میں مل جل کر وہ باتوں میں مصروف ہو جائیں
 اور مکمل طور پر رہا نہ جائیں ۵

دوسرے سے کہتا ہے والد بزرگوار چند روز تک تم سے آہستہ آہستہ ملائے۔
 ان کے پیشینہ تک تعلقین کی بھی طرح ہر قسم کی

پہنچاؤ شش باش زردی
 اگر وہ ہے باپ اپنا آپ ہی بنایا
 سلام ۵

مکتوب ۱۸۰

یہ وہ ہے بعض ناموں کے استعارے میں کہ جن میں ترو و پیدا ہوا تھا مخدوم اور اسکی
 یعنی خواجہ ابوالقاسم کی طرف لکھا ہے :-

سے میرے مخدوم کا نام! ان پر ہل کے ناموں کی تحقیق میں جو حضرت مراد خاں علی
 امکنکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان گئے ہیں جو کچھ
 حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے ہم کو پہنچا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ بزرگ ہیں

جن میں سے ایک آپ کے والد بزرگوار کی حضرت سرور نادودیش محمد بن احمد علیہ السلام حضرت سرور احمد بن محمد بن عبد اللہ ہیں۔ جو حضرت سرور احمد درویش کے تالیف میں ہیں اللہ دونوں میں شریعت بنیاد خواجہ خاوند محمود بن محمد بن طرف تشریف لائے تھے۔ لہذا جو ہر قسم کی حضرت سرور احمدی نسبت گفت و شروع کی وہ بیکار کسی سے باز نہ تھے۔ اس لئے ابتدا میں مزہ نہ بناتے تھے۔ اور عمر کے اخیر میں اس کام کو شروع کیا تھا۔ اس کے جواب میں کہا گیا کہ بزرگ تھے۔ اور تمام دوا، اجیر کے لوگ ان کی بزرگی کے قائل تھے۔ مگر بیست پندرہ تیس کر سکتے کہ انہوں نے ابتدا میں یا اخیر میں یہ اجازت مرید بندے ہوں کیونکہ اس قسم کا عمل نیابت میں داخل ہے۔ اس لئے سامان پر اس قسم کا عمل نہیں کر سکتے۔ تو پھر اگر برہنہ پر کر سکیں پھر خواجہ خاوند محمود نے کہا کہ ایک درویش احمد علیہ السلام خواجہ خاوند نے بھی وہ بزرگی کی خدمت میں گئے تھے۔ اور قاجار صاحب خزانہ کھائے تھے۔ تو کھانے میں خیریت کی خوش طبعی ہر زمانہ۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا خزانہ کچھ ہوا ہے۔ تو کھانا نہ سنے زیادہ آپ کو ابھی چھتے ہیں کہ سدا خزانہ کچھ ہوا ہے۔ قاجار نے فرمایا کہ میں کو ابھی دیکھا ہوں کھانا کچھ خزانہ کچھ ہوا ہے۔ اس وقت سرور احمد مرید بندے شروع کئے۔

پتھر میں بہت ہی عیدان قیاس معلوم ہوتی ہے کہ صرف اتنا کہنے سے مراد ہے۔
سنا پتھر آپ کچھ کیا اور مرید بندے شروع کئے۔

بعثت ان خواجہ خاوند محمود نے کہا کہ ان بزرگوں کے یہ دو نام جو مشہور ہوئے۔ نے حضرت خواجہ خاوند کے درمیان بتواتر ہیں۔ ایمان و ناموس سے مسنے کرتے ہیں یہ خاص ہے۔ انہوں نے اور زموں سے یاد کیا۔ اور یہ کہا کہ سرور احمد درویش محمد کو پانچا میں سے نسبت نہیں ہے۔ کسی اور شخص سے ہے۔ ان باتوں سے بہت توجہ حاصل ہو۔ اس لئے جناب کو تصدیق دینی ہے کہ ان دو بزرگوں کے نام تحقیق کر کے ہمیں تکریر کو گفتگو کی جائے ہے۔ اور اجازت کے بار میں کچھ بھٹنے کی چند ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی بزرگی خود کو عادل ہے۔ باوجود اس کے اگر ہمیں تو طے دونوں کی زبان بند ہو جائیں۔

دوسرے یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ اس قسم کی پیشان باتوں سے خواجہ خاوند محمود کا مقصد کیا ہے۔ اگر ان باتوں سے ان کا مقصد ان بے سرو سامان فقر کی کال پر پڑتی ہے کیونکہ پیر کی نفی مرید کی نفی کو مستلزم ہے۔ تو ان بے سرو سامانوں کی نفی کے اور بہت سے طریق

ہیں۔ اور غرض کہ جس نے بزرگوں کی نفی کرنے کی عادت ہے۔ وہ اس کے ساتھ ساتھ حق پرستی اور اہل گھر پر بزرگوں کی نفی کرتے ہیں تو زیادت جی درست نہیں۔ جیسے کہ یہ بات قرآنی محفل شہید بھی پیش نہیں ہے۔ **وَمَا كُنْزُ غُلَامِنَا بَعْدَ اَوْفَاتِنَا** و کھنڈ کتابین لَدُنْكَ وَنَحْنُ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ ہرگز میرا اسلین میری اولاد و اولاد و اولاد۔ یا اللہ تو ہمارے لوگوں کو ہدایت و فیہرہ حاد کر اور اپنی جناب سے ہرگز نہ بخش ویت غنیمت والا ہے۔ ہرگز میرا اسلین میرا اسلین اور اسلم کے۔ **وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ** مِنَ الْقَبْلِ الْخَدِیْ مَوَظَّعٌ ہرگز نفی پرچہ بات کے راہ پر چلا۔

مکتوب ۱۸۱

حضرت محمد نامہ یعنی میاں محمد صادق کی طرف سے خط ملے ہیں وہ دہلی کے مرن پر ملائے باقی رکھے، لکھا ہے۔ ان کے اس مکتوب کے جواب میں کہ کیا سبب ہے کہ شائع کی ایک جماعت کو میں دیکھتا ہوں کہ قرب الہی کے مرتبوں اور نئے امور دیکھتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے مقامات نہ وہ توکل فیہرہ میں ان کے بچے صحت ہیں۔ اور بعض مشائخ کو دیکھتا ہوں کہ قرب کے مرتبوں میں وقت رکھتے ہیں۔ اور مقامات مذکورہ میں منزل اور اس کے مناسب بیان میں۔

میرے ساتھ فرزند نے چاہا ہے کہ کیا سبب ہے کہ بعض مشائخ کو دیکھتا ہوں کہ قرب الہی کے مرتبوں میں اپنے ذہن سے کہتے ہیں۔ لیکن مقامات نہ وہ توکل و ترک و صبر و صفا میں ان کے بڑے بڑے وجہ منہم ہوتے ہیں۔ اور بعض مشائخ کو دیکھتا ہوں کہ مرتب قرب میں پڑاؤ جہتے ہیں۔ لیکن مقامات نہ وہ توکل و فیہرہ میں ان کے قدم بہت نیچے ہیں۔ اور یہ امت ثابت و ستر ہے کہ جس قدر یقین تم ہوگا اسی قدر یہ مقامات اکمل ہونگے۔ اور یقیناً تم جو حقائق تم نے کے زیادہ قرب کے سبب ہے۔ پس یہ بات چند آدموں نے غلط نہیں ہے یا تو ہماری کشتی نظر خطا کرتی ہے کہ قرب کو حیدر اور حیدر کو قرب جانتی ہے۔ یا اس مقام کے اکمل ہونے کا باعث یقین کے ساتھ اور امر ہے۔ یا قرب پر یقین مرتب نہیں ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یقین قرب پر مرتب ہے یعنی حق۔ قرب یاد ہوگا اسی قدر یقین یاد ہوگا۔ اور ان مقامات کے اکمل ہونے کا سبب بھی یقین کا اتم ہوا ہے۔ نہ کہچہ اور امر۔

اور نظر کشن بھی صحیح ہے •

مائل عام یہ کہ قرب لطیف طائف کو مائل ہو سکتے ہیں یقین بھی انہی کا نصیب ہے۔
اور ان مقامات کا مائل ہونا بھی کچھ دیگر یقین کے اتم ہونے پر مترتب ہے اس لئے وہ بھی انہی
کو مائل ہوتا ہے •

میں ہو سکتا ہے کہ کسی بزرگ نے باوجود قرب کے کم ہونے کے طائف میں سے
زیادہ لطیف کے مقامات میں سے کسی مقام میں اقامت اختیار کی ہو۔ اور طائف میں سے زیادہ
کثیف کی طرف رجوع کی ہو اور مقامات مذکورہ میں اس وہ سروسے بزرگ سے اکمل ہو۔ یا
قرب زیادہ رکھتا ہو۔ اور طائف میں سے زیادہ کثیف کی طرف جو لطیفہ غالب ہے رجوع کر
ہو۔ کیونکہ لطیفہ غالب جب اس قرب سے محروم ہے پس یقین ہی اس کے نصیب نہیں ہوگا
تو یہ ان مقامات کی کمیت کیسے مائل کر سکے۔ اور وہ بزرگ جس کا رجوع اس لطیفہ کی طرف
ہوتا ہے۔ اس نے اس لطیفے کا حکم پیدا کر لیا ہے۔ اور باقی طائف کے یقینات جو اس کا
پچلے مائل ہوئے تھے۔ سب پر مشید ہو گئے ہیں۔ برخلاف اس بزرگ کے جس کا رجوع
غالب کی طرف نہیں ہوا۔ اس کا حکم لطیف طائف کا حکم ہے۔ اور قرب یقین اس کے قریب
امتیاز رکھتے ہیں اور اس سے پر مشید نہیں ہونے۔ پس ناچار مقامات مذکورہ میں اکل گاہ
لیکن بمانا چاہئے کہ صاحب رجوع جس طرح قرب یقین میں اکمل ہے۔ اس طرح مقامات
میں بھی اکمل ہے۔ لیکن اس کے ان کلمات کو پوشیدہ کر دیا ہے اور حق کی دولت و رفیق کے
ساتھ مناسبت مائل کرنے کے لئے ہوا۔ اور استفادہ کا سبب سے اس کے ظاہر کو حوالہ دیا
کے ظاہر کی طرح کر دیا ہے۔ یہ مقام و مائل بنیاد سے دل علیہ مسئلہ متعلقہ کا مقام ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ حضرت برہنہ عظیم الرحمن علیہ فیاض علیہ مسئلہ و اسلام کے دل کا اطمینان طلب فرمایا۔ اور
یقین کے مائل ہونے میں عدم انہی کی طرح رویت بصری کے متعلق ہونے۔ اور حضرت عن
علیہ فیاض علیہ مسئلہ و اسلام نے کہا اَنِّیْ یُحِیِّیْ هٰذَا یَا اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِیْ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ان کو
مرنے کے بعد کیونکہ زندہ کرے گا۔ اور جس نے رجوع نہیں کیا اُس نے اپنے یقین سے کہا ہے
لَوْ کَشِفَ الْغُطَّاءُ لَمَا اَذْهَبْتُ یَقِیْنًا اَرِیْہُ وہ دور کیا جاتے تو پھر بھی یہ یقین زیادہ نہ ہو •
یہ کلام آقا بہتہ جو علیہ کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے ہے تو اس کا اس بات پر
عمل کرنا چاہئے کہ رجوع مائل ہونے سے پہلے فراموش ہو۔ کیونکہ رجوع کے بعد صاحب رجوع

علوم انسانی میں یقین کے حامل رہنے میں دل و جان کا مستحق ہونا اور اس کے
تمام عقائد و عقیدات پر غور و فکر سے چٹ چٹ کر جانے والے اور ان عقائد کے یقین و محبت
کے یقین سے زیادہ پائیدار یقین جو اس کے بعد وہ یقین بنو گا۔ اور علم انسانی کی امت
دلائل و براہین کا محتاج ہو گیا ہے۔

ترجمہ ۶ چنانکہ بعد از ہم کے دہن سے روم
چتا ہوں اس طرح میں جس طرح ہستے ہیں

مکتوب ۱۸۲

اس میراث نبوی علیہ السلام کے بیان میں جو حضور نے اپنے پیروں کو
اپنے بعض پیروں کو نہیں ملے اپنے بارے میں نصرت کی شہادت بیان کی تھی یہ دیا
تھا کہ ذلک میں کمال ایمان یہ کمال بیان سے ہے اور اس کے مناسب
بیان میں ملا صلوٰۃ کو کمال کی طرف منسوب ہے۔

دو باتوں کی ایک جماعت تھی تھی: بابوں کے شیطان فطری اور دوسری کی نسبت
تسلط شروع ہوئی۔ اس اثنا میں میراث سے معنی میں بیان کئے گئے کہ ایک منہ جعفری بشر
علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعض اصحاب نے ان کو فرما دیا کہ یہ میراث ہے جو نصرت کے لئے ہے
کی خدمت میں اپنے ہر شخص نصرت کی شکایت کی۔ ان کو نصرت علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ
ذیل میں کمال ایمان یہ کمال ایمان سے ہے۔ اس وقت حدیث کے معنی اس فقیر کے
دل میں اس طرح گئے۔ "وَالَّذِي اعْلَمَ كَيْفَ يَخْلُقُ الْفُلَّ وَالْحَقِيقَةُ تَالِ كَوْنِهِ فِي الْوَحْدَانِ
ہے کہ کمال ایمان مراد ہے کمال یقین سے۔ اور کمال یقین کمال قرب پر مشرب ہے۔ اور
قرب اور اس سے اور کے لطائف کو جس قدر قرب الہی زیادہ حاصل ہوگا۔ اسی قدر کمال یقین
بھی زیادہ ہوگا۔ اور اس کے ساتھ اس کی بہت تعلق زیادہ ہوگی۔ اس وقت خطرات غالب
میں زیادہ تر ہو گئے اور دوسرے بہت نامناسب ظاہر ہو گئے۔ پس تا چار برس خطروں کا
سبب کمال ایمان ہو گا۔

پس نہایت نہایت کے فتنے کو جس قدر خطرات زیادہ اور نامناسب ہو گئے اسی
قدر ایمان کی حکایت زیادہ تر ہو گی کہ کمال ایمان اس امر کا متقنی ہے کہ اللطیف لطائف کو

طریقہ ایک ساتھ نہ مناسب ہو اور یہ بننا جتنی چیز زیادہ ہوگی۔ اسی قدر کام زیادہ
 غالی و سخت خدمت کے زیادہ نزدیک اور خطرے اور اس سے اس میں زیادہ ہونگے۔
 برخلاف جندی اور متوسط کے کہ اس قسم کے خدمت ان کے لئے بہتر فائل ہیں۔ اور باطن کو
 نقصان پہنچنے والے ہیں فلا تکل من الفجائیون پس تو کم بہت نہ ہو۔ یہ سرکسٹاں میں پیش
 کیے شیعہ مطاع میں سے ہے۔ **وَاللّٰهُ عَلٰی مَا يَخْتِجُ الْهٰمٰی وَالْاَشْرَارَ مَتَابِعًا**
مُكَلِّفًا عَلٰی قَوْلِهِ الْعُقُوْلَاتُ وَالْاَشْرَارُ وَاسْلَامُ ہو اس شخص پر جو ہدایت کے بہتے
 پر چلا۔ اور حضرت مصطفیٰ ﷺ اور اسلافہ اسلام کی متابعت کو لازمہ چلا۔

کتاب

نصرت کے بارہ میں لکھا معصومہ لابی کی طلب کیا ہے۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفوی ﷺ علیہا السلام و اسلافہ کے سید
 راستہ پر استقامت رکھنا فرماتے۔ اور کئی لوگ اپنی پاک بنیاد پر قائم کر لے۔ امید ہے کہ مختلف
 تعلقات اور پرانہ کو بہت جنوں نے بگاڑ دیا یا ہوا ہے۔ باطنی نسبت کی مانع نہ ہوگی
 کو پیش کریں کہ وہ مخفی نہ ہو تفرقہ ظاہر بھی کیسے ہے کہیں باطن میں فرد کو بیٹا اور مطلب تک
 پہنچنے سے نہ ہٹائے۔ خود باطن میں قلمک۔

دیا۔ ایسا اس وقت نہیں کہتی مخرج کہ کس کو حاصل کریں۔ اطلاع دینا شرط
 ہے۔ یہ غلاب مخرج کتب تک پہنچی ہے۔

لے سولے و بلخ تو زخان تو خان امین تو بلائے حبانی تو
 تاریخ و دستاں سب انہ ان کے خان اس سب کچھ بٹے خان

اگر سولے سے پہلے کلام کر دیا تو بہتر و زخان و زخان ہے۔ باطنی سبق کو مزید جانا چاہئے
 اور کچھ اس کے منافی ہو اس کو دشمن خیال کا چاہئے۔

ہر چیز عشق خداے حسن است اگر شکر و رون پوہاں کہ امت
 سولے عشق حق جو کچھ کہے ہر چیز حسن ہے

شکر کا نامی ہر سولے عذاب طین کنک
 ماعقل الرسول یا الباقی کا صمد کلام حکم بنیادینا ہے۔

کتاب ۱۸۴

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق میں خلیفہ اللہ کی طرف مخلص ہے۔

میرے فرزند عزیز کا کتابت پر غور ہی نہیں تھا۔ وہ انھوں کے مخلص تھا۔ میرے سید خواجہ نے تمہارا بڑی خوشی ہو جب ہوا۔ حق تعالیٰ اپنے نبی اور ان کی آل پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق غیب کرے۔

اسے فرزند جو بات کی قیامت کے دن کام آتی ہے۔ وہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔ اور احوال دوسرے اور علوم و مسافہ اور شملت رتو اور اس متابعت کے ساتھ جمع ہو جائیں تو بہتہ بہت نعمت و دولت سے خدائی اور استدراج کے کچھ نہیں۔

سید الطائف حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواہش میں کیا۔ اور ان کا حال پوچھا۔ انھوں نے جواب میں کہا۔ تعلقہ بالیسا دارے و قنیتہ الارشادات و ما یفعل الایہ و کیما ت و کما یفعل جویب یقین کر سب باتیں اور کیں اور سب اشارتیں نکالیں اور ہم کو دو کتوں کے سوا جو بات کے درمیان پڑھا کرتے تھے کسی چیز سے نفع نہ دیا۔

فہم لکنہ یثابرتہ و متابعتہ خلفاء الراشدين علیہ و علیہم الصلوٰۃ و السلام قاناکہ و عنایہ حق تعالیٰ و لا و علما و عبادا قان الاولین و سبک و القانینہ حوفا و ہلکۃ۔ پس آپ کو لازم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء اشیر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت پر ثابت قدم رہیں اور قول و فعل میں شریعت کی متابعت سے نہیں کیونکہ متابعت میں کن رکت ہے اور متابعت میں جہنمی اور ہلاکت۔ دوسرے وہ صلاح آتے ہیں جیسا کہ پہلے بعض بعض جگہ سے پڑھا گیا۔ نظیر میں پند آیا یک تصنیف سے زیادہ ضروری کام اور دعوت ہے۔ اور اس میں مشغول ہونا نہایت ہی ہستاد و مناسب ہے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۸۵

ایک شخص کی سفارش میں منصف اور عرب کی طرف لکھا ہے :-

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ فرمیت مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے
رہتے پر استقامت مظاہر کر جس میں اپنی جناب پاک کی طرف توجہ کرے +
جو کچھ ہم پر او آپ پر لازم ہے ۔ وہ یہ ہے کہ دل کو اس لئے حق کی گرفتاری سے
سلامت رکھیں ۔ نور یہ سلامتی تب حاصل ہوتی ہے جب کہ حق تعالیٰ کے فیضانِ دل پر لگے ۔
نہیں ہے ۔ اگر بالفرض تیرا سامان تک بیچتے ہیں تو میں اس سامان کے بے منت ہو کر اس واسطے
حق سے حاصل ہے ۔ غیر کا دل پر کتر نہ ہو ۔ ع

کا بیان اس ۔ بخیر اس ہمایع

یہی ہے کہ مکتوب سب کچھ

باقی مکتوب یہ ہے کہ مولانا فاضل سرہندی جو آپ کی خدمت میں قیام
رکھتے ہیں اس کا آپ سے بیرون پڑا ہے کہ ضعف بڑھ چاہے کی حالت میں اپنے لئے کو مکرر
دو چارے اس لئے اس مطلب کے واسطے تفریق و میل بنایا ہے ۔ وَالْآخِرُ عِنْدَ كُلِّ بَاقٍ
کُلِّ قُرْبٰنٍ عِنْدَ اللّٰہِ اے آپ کا اختیار ہے بلکہ سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے ۔
والسلام +

مکتوب ۱۸۶

سنت کی تابعداری اور بدعت سے بچنے کی ترغیب میں اور اس بیان میں کہ ہر بدعت
مذمت ہے کہ اس کے منہی خواجہ عبد الرحمن کی طرف لکھا ہے :-

عاجزی اور زاری اور اتھا اور متاجی اور دولت و غاری کے ساتھ عام اور پوشیدہ
حق تعالیٰ کے بارگاہ میں سوال کرتا ہے ۔ اور جو کچھ اس میں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہے
جو خیر احسن اور عفا سے رہتے ہیں علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا ۔ اگرچہ وہ دور وطنی میں
صبح کی سفیدی کی مانند ہو ۔ اس سفید کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس بدعت سے مشغول ہیں ۔ انہما
محدث کے عمل میں گرفتار نہ کرے ۔ اور اگر فروع کے سن پر غلطی نہ کرے ۔ جو بدعت یہ القتا ۔

ان بارگاہ کی طرف توجہ کرے۔ اور ان کے باطن پاک سے وہ غالب کرے۔ ہند میں ان کو کئے
سے پارہ نہیں۔ چاہے کہ وہ قہر مند ہوں لیکن طرفہ ہر ہوش کو وہ غنیمت کوشت قلب حقیقی سے
لیجورہ کی طرح ہے۔ اور ہر جگہ ان کو اس صوبہ پر لگائے۔ اس وقت تہذیب کسی غنیمت کوشت
دیو سے ہو جہتی قلب کی طرف توجہ کر رہے۔ اور وہ تہذیب میں قلب کی صورت کو بطور
کئے۔ اور اس کی طرف التفات نہ کرے۔ کیونکہ تہذیب قلب کی طرف توجہ کرنا ہے نہ کہ اس کی
صورت کا تصور۔ اور غنیمت ہر رک اللہ کے ہمنام کو چھوٹی اور بھٹی کے ساتھ ملاحظہ کرے۔
اور کسی صفت کو اس کے ساتھ شامل نہ کرے۔ اور عارضہ ظاہری غنیمت نہ ہو تاکہ وہ ذات حق کے
کی غنیمت سے صفات کی جہتی میں نہ آجائے۔ اور وہ اس سے کثرت میں مدد کا شہدہ دے کہ اس نے
میں نہ رہا ہے۔ اور یہ جو ان کی گرفتاری سے جان کی شہود سے آزاد نہ ہوئے۔ کیونکہ جو چھوٹی جان
آئینہ میں ظاہر ہو۔ وہ جان نہیں ہے۔ اور جو کثرت میں نمودار ہو۔ وہ ذات حقیقی نہیں۔ نہ یہ کہ
کوہ اور چوٹی کے درمیان کب ہر صوفی چاہتے۔ اور بسط حقیقی کو کثرت کے معاملہ کے باہر کش
کرتا چاہتے۔ اگر کسی کو کثرت کے وقت پیر کی صورت۔ بے کھفت ظاہر ہو۔ تو
اس کو قلب کی طرف لے جانا چاہئے۔ اور طلب ہر جگہ کے کو کثرت چاہئے۔ تو ہاتھ
کیونکہ ہر صوفی ہر دانش سے جو جس سے تو علم لے لے لے کی جانب پاک کی طرف پہنچے کہ راستہ
یکے۔ اور اس سے مستعد میں تو اس سے دودا غنیمت حاصل کرے۔ ہر جگہ گلا۔ اور وہی ہر جگہ
جو معروف ہو گیا ہے۔ پیری۔ ہر جگہ کی حقیقت سے خارج ہے۔ اور ہر دعا و دعا میں داخل ہے۔
ان کو شریعہ کامل میں کوئی کثرت کے طے پر چھوئے۔ اور ان کے۔ اور ان کے خلاص کے ساتھ تو
سے پکڑنے کی ہر کثرت چاہئے۔ تو اس صورت میں خیانت کا۔ اس اور شریعہ کے حاصل ہونے کا تو
احتمال ہے۔ اور ہر جگہ ہر جگہ کو کثرت اور واقعات ان کا اور اعتبار کے واقف نہیں ہیں اگر
کسی نے اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ دیکھا یا قطبے وقت معلوم کیا۔ تو حقیقت میں یہاں نہیں ہے
اس کا خواب اور واقعہ کے بغیر بادشاہ ہو جائے یا قطب ہجرت تو مسلم ہے۔ پس جو احوال ہر جگہ
کہ بیداری اور ہوش کی حالت میں ظاہر ہوں وہ اعتماد کے لائق ہیں۔ وہ نہیں۔ اور جانتا چاہئے کہ
ذکر کا نفع اور اس پر ان کا مرتبہ ہر شریعت کے احکام چاہئے ہر جگہ ہے۔ پس ہر صورت
شعور کے۔ اور ان کو ہر جگہ سے پہنچنے میں بھی طرح اختیار کرنی چاہئے۔ اور قیاس و دلیل میں ان
کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور ان کے تہذیب کے موافق زندگی بسر کرنی چاہئے۔ و ہر جگہ

کتاب ۱۹۱

ہنیا علیہ السلام۔ ہندو کی کتاب میں فریب میں افسان بیان میں کہ شری حقیقت میں
پڑتی مانی کو نہ نظر نہ کیا ہے اور پڑی تعلیم خالی کسی ہے۔ خان خانان کی طرف
مصدق فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰى لَنَا هٰذَا لَهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیْ لَوْلَا اَنْ هَدٰى عَلٰنَا هٰذَا لَعَدُوْنَا
جہاد واصل زینت ہالقی سب ترغیف اللہ کے لئے جس نے ہم کو ہر طرف ہدایت کی اور
اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ اور بیشک ہندو سب کے رسول حق کے
ساتھ آئے ہیں۔

ہندو کی سعادت اور ان کی کجائیاں کہ اللہ کی رحمت و عظمیٰ سب پر عام طور پر اور
انہیں سے افضل پر خاص طور پر ہیں کی کتابت پر وہ بہت ہے۔ اگر باطن میں بڑا مسئلہ کج عبادت
کی جیسے انہیں یہ عقیدت ہو کہ جہاد یا نہیں۔ مگر سب تک ہن بزرگواروں کی بھارتی
کے نو سے منہ نہ ہوں۔ جو کہ جیسے ہی نہیں فرماتے۔ اور وہ ہر کے سونے کے ساتھ جو ہر
خلعت اور دیکھا رہی ہے۔ اور جو کہ ہن بزرگواروں کے نام سے وقیع ہو۔ برابر نہیں کرتے۔ بلکہ
مذہب میدان کے سب اس طرح جانتے ہیں۔ ہندو نہ جہاد کی کمال ہدایت یہ ہے کہ تمام شریعتوں
اور جنی مردوں میں بیانی اور سولت کو نہ مقرر فرمایا ہے۔

مشقعات دن کے آٹھ پہر میں سترہ رکعت قابل تعلیف فرمائی ہے کہ ان کے اور اگر
کا سارا وقت ایک ساعت کے برابر نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ قوت میں جو قوت ہندو کے ہی پر
کفایت کی ہے اور اگر قیام مشکل ہو تو قنود و تجر فرمایا ہے۔ اور قنود کے مشکل ہونے کے وقت
پہلو کے بل بیٹ کر اور اگر نہ کلمہ فرمایا ہے۔ اور جب قنود و تجر مشکل ہو تو ایسا دھان کا رٹا لیا ہے
اور منویں اگر ہائی کے ہتھال کرتے ہر قدر رت نہیں ہو سکتی تو تیم کا مریک خلیہ بنا دیا ہے۔ اور نہ لقا
میں چائیں صورتوں میں سے ایک حصہ خور اور ساکین کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اور اس کو بھی بڑھنے
والے لالوں کو چھوٹے و بڑے چار پاؤں پر پھر کیا ہے۔ اور تمام عقیدوں ایک ہی کو فرض کیا ہے اس
کے علاوہ غریح اور سوامی اور سکست کے ان کو اس کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ اور یہی لگا اڑا
کو وسیع کیا ہے چارہر میں محسوس کے ساتھ اور نہ غرض جہاد میں بیل فرمائی ہیں اور طلاق کو کج

کی تبدیلی کا دیکھنا ہے۔ اور کھانے پینے۔ پینے کی چیزوں میں سے جنہوں کو شراب اور خمر کہتے ہیں
حرام کیا ہے۔ اور وہی جندوں کی ہستی اور نفس کے لئے +

مثلاً ایک سجدہ کو دیکھو اور پھر شراب کو حرام کیا ہے۔ تو اس کے عوض میں شہادۂ دین
اور عرشِ فدا کو غوثِ وارثین کو شراب کیا ہے۔ عرقِ رنگ اور عرقِ دارچینی میں باوجود اس کے
خوشبودار و خوشبو دار ہونے کے اس قدر غاصے اور غصے میں کہ یہ ان سے باہر ہیں۔ بھلا کدو
اور جڑ۔ ٹھنڈے۔ جڑ۔ خوش کو دیکھ کر غصے والی اور پھر غصے کو خوشبو دار اور جڑ۔ چیز سے کیا نسبت
ان دونوں میں؟ فرق ہے۔ اس کے علاوہ وہ فرق مطلق حرام ہونے کے باعث پیدا ہوا ہے۔
نہ کہ ہے۔ اور وہ تیز و خفہ تھانے کی توانائی اور اس کی توانائی کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے
وہ ایک ہے +

اور اگر بعض پیش کیوں کو حرام کیا ہے تو کیا ڈر ہے جبکہ کئی قسم کے عیسائی اور زرتشتی
وہ لے کر اس کے عوض حلال کئے ہیں۔ اور شہید کا لباس جو عام طور پر شراب کیا ہے وہ بھی لباس
کئی درجے بہتر ہے۔ یا وہ اس کے رشتی لباس کا حوالہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے نفس میں
مردوں کو کچھ پہنچتے ہیں۔ اور یہی حال چاندی اور سونے کے لباس سے ملے گا۔ ان کے زیور و
اس کے لئے بنتے ہیں۔ اگر کوئی بے انصاف یا جو اس آسانی اور شہادت کے شکل اور شہادت ملانے
تو وہ اعلیٰ مرتبہ میں بہت اور باطنی بیماری میں گرفتار ہے۔ بہت سے ایسے کام ہیں کا ذکر کرنا
ستدرست پر نہایت ہی تسلی ہے۔ لیکن گواہوں پر نہایت ہی مشکل ہے۔ اور مرض قلبی سے
مراقبہ آسانی نازل ہوتے ہوئے احکام کے ساتھ دل نہیں کاٹتا ہوتا ہے۔ اور یہ تصدیق جو کہ
ہیں۔ صرف تصدیق کی صورت ہے۔ ذکر تصدیق کی حقیقت۔ اور تصدیق کی حقیقت کے ساتھ
کی علامت حکامِ شریعت کے جواز میں سال کا ثابت ہوا ہے۔ وہ پڑھنا اور حفظ الیقین +
وردیقا کو دیکھنا چاہیے +

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَلِمَةً عَلَى الشُّرَکِیِّنَ مَا تَدْعُوهُمُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو
مِنْ ذُلٍّ مِّنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ الَّذِينَ يَنْتَظِرُونَ الشُّرَکِیِّنَ مَشْرُکُونَ بِرَبِّهِمْ هِيَ بَارِئُ
جس کی طرف تعلق کرنا ہے۔ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے باریک کرنا ہے
جس کی طرف تعلق کرنا ہے اس کو اپنی طرف بلاتا ہے +

وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَعْمُ أَهْدَىٰ وَاللَّهُ مَنَّابَعْدَ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ رِجْلِ

الصلوات والتسليمات انما واحده كما هو ظاهر من كلامه عليه السلام في حديثه الشريف
حضرت سیدنا محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ کی متابعت کو لازم کیا +

مکتوب ۱۹۲

ایک استفادہ کے واسطے اس بار میں کیا گیا تھا کہ آپ متکلمین میں جو صرف
صدق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے برتر ہے، لکھے تھے۔ شیخ بدیع الدین
سارنہوی کی طرف لکھا ہے :-

یہ عزیز زاد سعادتمند بھائی نے دریافت فرمایا تھا کہ کیا میں وحدہ شہد میں جو متکلم
خواجہ، یا قی با اللہ، قدس سرہ کی خدمت میں لکھا تھا، اٹھا کر لیا تھا کہ ایک ایسے عجمی متکلم
پیشکش نہ کرے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے برتر ہے۔ اس کام کے
کیا نتیجے ہیں +

سید بھائی نہ اتنے ہی بائیت دیو سے۔ جان کے کم ہو کر تسلیم نہیں کرتے کہ یہ عبارت
تفصیل کو مستلزم ہے۔ جب کہ منظر یہ بھی واقع ہو ہے۔ اسی کی سیر کیا جائے تو غرض کتا چلا
کر یہ بات وہ سری بات جو اس وحدہ شہد میں واقع ہوئی ہیں۔ ان واقعات میں سے جو اپنے
پیر کی طرف لکھے ہیں۔ اس بار میں یہ بات ثابت دیکھ رہے ہیں کہ یہ کچھ ہی ہوتا ہے خواہ صبح ہو یا شام
بے تشاؤ اپنے پیر کی طرف ملا کر کھڑے رہیں۔ کیونکہ غیر صبح میں بھی تاول و تیر کا احتمال ہے۔ یہاں اس کے
ظاہر کرنے سے سب کو نہیں۔ اور اس بات کا ہم ذکر کرتے ہیں اس کے سننے کے ساتھ سے
اس میں کوئی منوع لازم نہیں آتا۔ اور دوسرا اہل یہ ہے کہ بزرگوں نے جو فرمایا ہے کہ جو نیات
میں سے کسی جہتی میں نہیں کے سوا کسی اور کوئی فضیلت ثابت ہو جائے تو کچھ ڈھیس بکے ایسا ہوتا
واقع ہے۔ جیسے کہ شہدائے بارہ میں ایسی زیادتیوں واقع ہوئی ہیں جن بنی علیہم الصلوٰۃ والسلام
میں نہیں ہیں۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ فضیلت نبوی کے لئے ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام +

اس لحاظ سے اگر نبی کے سوا غیر کا سیران برائی کلمات میں واقع ہو چکے ہوں۔ ادا ہے کہ
اس مقام میں غیر معلوم کہ سے تو بھی جائز ہے۔ اگرچہ اس مقام کا عامل ہوتا اس کو نبی کی متابعت کر
سب سے ہے۔ اور نبی کو اس مقام سے حدیث من سنن حسنہ و قد تبحرنا و تبحرنا
من سنن حسنہ و تبحرنا من سنن حسنہ و تبحرنا من سنن حسنہ و تبحرنا من سنن حسنہ

کافر کی کتاب بنی فارسی میں جو شاہ جہان نے خدایہ اور خدائی اصلاح کے لیے میں
پڑھنے کی ہیں اور ان کے نام یہ ہیں: فتوحی مسند میں ہے کہ میں نے اصل پڑھا۔ تو
نجات اخراج دولت سے مراد یہ کہ ان کے لیے میں نے مسند واقع ہو چکا ہے کہ
تو ہی سے صاف کریں اور اگر نذرہ ہی کریں تو یہ ہیں نجات تو ہی بنی میں صفا کام
معاذ اللہ دست کرنا ہے۔

حضرت خواجہ احمد راقی قدس سرہ نے متحمل ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام حلال
دوا بوجہ کو کھیں ہیں اور ہماری طبیعت کو الٰہی سنت و جماعت کے عقیدہ کے ساتھ بہت سے دوا
نہو اسے خرابی کے کم کچھ نہیں جانتے۔ اور اگر تو یہ خرابیوں کو کم پر جمع کریں یہ سب ساری حقیقت کو
الٰہی سنت و جماعت کے عقیدہ سے نواز کر فراموش تو یہ کچھ خوف نہیں کئے۔

ثُمَّ نَسَّ اللَّهُ عَمَّا ذَكَرْنَاكَ عَلَىٰ مَرَدِّ قَتْلِكَ الْمَرْءِ صَبْرًا خَرَجَ مِنْهُ سَبْعًا بَقِيَتْ
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ الْيَوْمِ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْعَلَهُ وَبَيْنَ الدُّعَاءِ مَا بَقِيَ لَكَ مِنْهُ
أَبْلَسَ لِسِيَّةَ الْبَرِيَّةِ أَوْ مَشْفَاةً ۝ الْخَالِدُ فِي النَّارِ أَوْ قَبْلَ سَمْعِهِ ۝ ثَابِتٌ قَدْ مَكَدَ ۝

ایک سو و اسیس لاہور کی طرف سے آیا ہوا تھا۔ اس نے میاں و نیا کہ شیخ جیو پائی منڈی
کی جامع مسجد میں نماز جمعوں کے لئے حاضر ہو گئے تھے۔ اور میاں رفیع الدین نے اس کی مفتاح
کے انہماک کے بعد کہ ان کو اب شیخ جیو نے رہی جو میں جامع مسجد بنانی ہے۔ انہو مدد علی و کلمۃ
قرآن سے ان کو زیادہ توفیق عنایت فرمے۔ انھوں نے یہاں کی اس قسم کی باتیں سنکر بہت
خوشی حاصل ہوتی ہے۔

میرے پیادہ پناہ مکرم : آج سلام بیت غریب ہو رہا ہے۔ آج اس کی تقویت
کے لیے آپ جیل کا صرف کرنا کرنا اور بیڑوں کے بدلے قبول کرتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھیں جاکر اس
ظلمے سے مشغول فراموش ہیں۔ دین کی حرق اور نہ سب کی تقویت ہر وقت خواہ کسی سے قوی
ہو جسے بہتر اور زیادہ ہے۔ لیکن اس وقت میں کہ سلام غریب رہتا جا رہا ہے۔ ال بیت کے آپ
جیسے جو افراد سے نہایت ہی تیار اور خوب ہے۔ یہ کوئی بد وقت آپ جیسے بزرگوں کے
امان کی خاتمہ نہ ہو۔ اس کا قطع آپ سے فاقی ہے اور دوسروں سے علانی حقیقت
اس میں علیہ آل الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اسی عظیم القدرام کے حاصل کرنے میں ہے۔ حضرت
غیر صلوات اللہ علیہ اس کو سہلے صحاب کو نہ دے کہے فرمایا کہ تم میرے زمانہ میں خود چلے

کہ اگر وہ ہمدرد ہی میں سے وہیں حصہ کو ترک کر دے تو ہلاک ہو جائے۔ اور تماشہ جیسے ہلکے پتھر کے
اگر وہ ہمدردوں کے ہوس سے وہیں حصہ کو بگاڑ بیٹھے تو وہاں سے ہلکے پتھر۔ اب یہ وقت ہی وقت ہے
اور یہ لوگ وہی لوگ ہیں۔

گئے تو یقین و سداقت ہمیں ملے نہ
ترجمہ ہے۔ ہنرمندان میں سے کسی نے نہ توفیق نہ سادہ
ہوا کیسے ہے ساروں کو کوئی آگے نہیں بڑھتا

کافرین کو جبہ عوراس کی دھوا کا مارا جان بہت خوب ہوا۔ اور ہمدردوں کی ہڈی
شکست کا باعث ہوا۔ خود کسی نیک سے اس کو قتل کیا ہو۔ اور خدا کسی شخص سے اس کو ہلاک
کیا ہو۔ ہر حال کھار کی غداری اور اہل اسلام کی ترقی ہے۔

اس غیر نے اس فرقے کو قتل ہونے سے پہلے خواب میں یہاں قاتل کا پادشاہ وقت نے
شرک کے سر کی گھڑی کو توڑا ہے۔ دعا کی وہ بہت بہت پرست بل شرک کا نہیں اور اہل کفر کا
قتل۔ خذ لہم اللہ نکاحاً اللہ قتلے اس کو قتل کرے۔

اور عین دنیا کے سردار علیہ السلام نے اپنی بیٹی عواں میں اہل فرک کو جس وقت
میں منہ نہ دیا ہے۔

اللہم شئت شئتکم و فرقت جمعکم و محرت بئناکم و خذکم
انخذ غیرتی مقتدی پر لیا کہ تو ان کی محبت کو باندھ کر او مان کی جماعت میں تفرقہ ڈالے
ان کے گھروں کو میلان کر او مان کو دیا پڑھیںے غالب طاقت پر کرتا ہے۔

اسلام اہل اسلام کی عزت، اگر او مان کی غاری میں ہے۔ جزیہ سے حقور
کفار کی غاری اور ان کی دانت ہے جس قبائل کفر کی عزت ہو۔ اسی قدر اسلام کی وقعت ہے
اس سررشتہ کو بھی طرح نکادہ رکھنا چاہئے۔ اکثر لوگوں نے اس سررشتہ کو کم کر دیا ہے۔ اور
چلتی سے دین کو برباد کر دیا ہے۔

یا ایہا النبیین جاہدوا کفاراً و المنافقین و اعلموا
علیمہ نے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کر او مان کے ساتھ سختی سے سادہ کر۔

گناہ کے ساتھ جہاد کر او مان پر سختی کر او مان کی ضروریات میں سے ہے۔ کفر کی
باقی رہیں جس پچھلے زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں اس وقت کہ بادشاہ اسلام کو اہل کفر کے ساتھ

وہ تو جہنم میں جہانوں کی مثال اس سے بہت پیشین میں۔ مسلمانوں پر نہایت کہ پادشاہ اسلام
ان پر نہایت ہی رحمیں کی برائی سے بچا کر غرض نہیں بلکہ وہ کہنے میں کہ شمشیر میں شاید
پادشاہ کو ان اہل بیاد میں کی برائی کا خطرہ ہو۔ اور ان وقت کے نافع سے مناسب کہیں کہ جس
مناہے اہل اسلام کہ اطلاع دیں تاکہ وہ مالک اہل لڑائی کی برائی نہ کریں کیونکہ حکم شریعی کی تبلیغ
کے لئے غور و فکر اس کا ہمارا کام ہے کہ وہ نہایت ہی قیامت کے دن کوئی قدرہ پہنچے کہ تشریف
کے بغیر حکم شریعی کی تبلیغ نہیں کی۔

انیسویں مسئلہ: اسلام میں بہترین برادری میں جب حکام شریعی کی تبلیغ کرتے
تھے۔ اور امت کے دل میں جذبہ حب کرتے تھے۔ تو فرماتے تھے کہ ہجرات خدائی ہوتی
ہیں ہم پر حکام کا بیٹھنا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس وقت شاید حق قتلے ایسا ہو کہ ہر کسے
جو ان لوگوں کے حق ہونے کے اعتقاد کا باعث ہو جائے۔ ہر سال سال شریعی کی قیامت سے
اطلاع دینا ضروری ہے۔ جب تک یہ واقعہ نہ ہو اس کی ضروری صلا اور پادشاہ کی راجہ
کے مقرروں پر ہے۔ یہ کہ قدری صلا ہے کہ اس گفتگو میں کسی ہمت کو حقیقت پہنچے۔
انیسویں مسئلہ: اسلام میں حکام کی تبلیغ میں کوئی تکلیف نہیں ہیں جو برادری
نہیں کہیں۔ اور کسی سنی صحیفہ میں ہیں ان کے پیش نہیں کہیں۔

انیسویں مسئلہ: اسلام میں بہترین برادری میں اسلام نے فرمایا ہے کہ
مناور و ذی شرف مثل مناد و ذی شرف کسی کو ایسا نہ کہیں کہ کسی کو ایسا نہ کہیں کہ
مگر کشتہ حدیث عشق باختر خدا شب بافرشتہ کون کو ہمارا ہم ناما
ترجمہ: ہرگز ہی پر قدر عشق کا ہمارا خدا
ماہی خرم ہوئی باب پھوٹا ہوا ہمارا و قلام

مکتوب ۱۹

فست کی ترقی اور دین کی تائید کی ترغیب میں اور اس کے متعلق بیان میں صدق
جہان کی طرف کھتا ہے۔

سَلَامُكَ اللَّهُ مَبْعُوثًا تَعَا فَا كَذَقِ قَلْبُكَ لَكَ سَلَامُكَ وَ عَافِيَتُكَ
یعنی: احکام شریعی کے ہماری ہونے اور نہایت ہی صلا و آواز اسلام کے دشمنوں

کی عمارت کی باتیں سن کر تمام وہ مسلمانوں کے دل کو خوش و ہر حال کی تازگی حاصل ہوئی۔ اس پر
برائے نسل کے کام کو اس کا احسان ہے۔ اور اس کا ہمت ہے کہ سوال ہے کہ اپنے نبی پر
عید کے وقت وہ اسلام کی عقل اس نے کام میں لائی۔ غرضتے کے تین تین ہے کہ اسلام کے عقائد
یعنی سادہ و عظیم اور علم کے کام کو علم میں اس دین تین کی زیادتی اور اس کو مستقیم
کی عقل کے لیے ہوئے۔ بعد کوئی بے سوسا ان اس بارہ میں کیا دماغ ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ
پادشاہ اسلام اسلامی استعداد کی خوبی سے ملنا کا خوداں ہے۔ الحمد للہ غنہ ذلک۔

آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں جو سادہ پیدا ہوا تھا۔ وہ عوامی کی آخرت سے ظہور میں
آیا تھا۔ اس بارہ میں یہ ہے کہ فوراً۔ اتنے مقرر کہ کہ علم کے مینار کے انتخاب کرنے میں
چشمہ تہ کیلئے۔ عوام کے دین کے چوریں۔ ان کا مقصد و برتن یہ ہے کہ حق کے نزدیک مرتبہ
دریاست و برتری حاصل ہو جائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ قُلُوبِنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّ
ہم سادہ۔ ان میں سے جو بہتر ہیں۔ وہ سب غفلت سے اچھے ہیں۔ مگر تین سادہ کے دل ان
کی سیاحت کوئی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تو لیتے۔ اور ان کی سیاحت کا بل جانی ہو گیا
شَرُّ النَّاسِ شَرُّ الْوَلَدِ وَ خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُ الْوَلَدِ اَوَّلُ سَبْعِ لَوَلَدٍ مِنْ بَنِي اِسْرَآءِیْلَ
عالم ہیں۔ اور سب غفلت سے اچھے اچھے عالم ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعض تین کی یادہ کرتی ہیں کہ اپنے آپ کو شکر میں لیتا ہے۔
لیکن باوجود اس کے کہ ایک کلمے کے باعث حضرت نبی میں شہرے کا اتفاق ہو گیا ہے۔ انشا اللہ
اس بارہ میں کہ جیسے کہ کلمے کے بعد ان چیزوں کی خدمت میں حاضر ہو جائیگا۔ وہ سلام۔

کتاب ۱۹

شریعت کی حقیقی پر طیب لینے اور اسلام اور اہل اسلام کی کوری پانوں کا ہر کرنے
کے بیان میں احمد دھان کی طرف لکھا ہے۔

سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا اَبَاكَ كَذَلِكَ تَعَالَى اَبُو سَلَامَتٍ اَبُو بَاقِي لَمْ يَكُنْ اَبُو شَارِبٍ
کا احسان ہو کہ تمام غفلت کو مصلحت اس نے غفلت کے دل اس مضمون کے موافق کہ وہ چاہتے
لَمْ يَكُنْ اَبُو حَبِیْبٍ مِنْ اَحْسَنِ النَّبِیِّیْنَ غُلُوْكَ لَمْ يَكُنْ مِنْ اَحْسَنِ النَّبِیِّیْنَ اَبُو حَبِیْبٍ اَبُو حَبِیْبٍ اَبُو حَبِیْبٍ
مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ پس پادشاہوں کا جتنا ہوتا احسان عالم لوگوں پر ہوتا ہے۔ اس ارتباط

۱۰۰ قلع کے محنت آتا ہی بادشاہوں کے ایک مذہب سے ملتا تھا اور یہ ہے اور بت ماوراء النہر
 میں لڑکھٹے جلتے ہیں۔ اسی سبب سے فرات کے سرے کا کائناتوں علی زمین صلیو کیم روٹ لینے
 بادشاہوں کے دیوں پر ہیں لڑکھٹے نہایت کامد یار اس بات کے مصداق ہیں ۵

اس سبب کہ مسلمانوں میں اعتقاد پڑ گیا ہے۔ اور دینی اور فانی نے اہل مذہب کو بجا
 دیا ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی نبی سے ذریعوں اور میروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ اپنی
 تمام ہمت کو اس شخص پر جمعیت کی دینی میں لگائیں۔ اور جتنا اہل اسلام کے گرسے ہوئے رکھ کر کچھ علم
 کریں۔ کیونکہ تاریخ میں میریت نما نہیں ہوتی۔ اور غیروں کے اہل اس تاریخ سے نہایت بجا ہیں
 گذشتہ زمانہ کی غیبتیں بھی ایک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی کا دار کت بزرگ
 اور اسلام کی غیبت اس سے بھی زیادہ پہلے جب بادشاہ شمس سبکتگین نے غلامی
 اور اسلام کی ترقی میں ہر کم نہ ہوں اور بادشاہ کے مقرب میں اس بارہ میں اپنے آپ کا کلمہ
 لکھیں۔ اور چند روزہ زندگانی کو عزیز لکھیں تو پھر اہل اسلام غلاموں پر نہایت ہی تنگ ہو جائیں
 یا اللہ و یا اللہ و یا اللہ و یا اللہ۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ۵

انچھڑیں گم شدہ گزریاں گم شدہ
 تیرے ۵ بنو اور مجھ سے ہے گم گزریاں سے وہ گم ہوا
 سیماں ہی پری ہی دیو ہی ہوا کس نول دوتا

۵ صَبَّحْتُ عَلَى مَصَانِبٍ وَأَتَمَّهَا صَبَّحْتُ عَلَى الْأَنْبَاءِ حَيُّونَ يَا أَيُّهَا
 ترجمہ ۵ پڑی اسی مصیبت کے لمحہ پر پڑے گردوں پر ہیں پلے سیاہ
 اسلامی نشروں میں سے ایک نشان ہمسایہ شہروں میں قاضیوں کا مقرر کر رہے ہو گذشتہ
 زمانہ میں محو کیا تھا۔ سر وند میں وابل اسلام کے بٹسہ شہروں میں سے ہے کسی سال سے کوئی
 تاشی نہیں ۵

عالم برقیہ نے تاشی جو سف کے باپ داں جب سے سر وند آباد ہوا ہے۔ تاشی
 ہوتے چلے آئے ہیں چنانچہ بادشاہوں کے استاد بہت اس کے پاس ہیں اور صلاح و تفرغ
 سے بھی تیار رہتے ہو۔ اگر بزرگ کہیں تو اس عظیم نشان کام کو اس کے عالم فرمائیں ۵
 جَعَلَنَا اللَّهُ مُخْلَصِينَ وَتَعَالَى كَرَامَتُهُ عَلَى خِدَاةِ الشَّرِيعَةِ الْحَقِيقَةِ عَلَى مَخْلُوقَاتِهَا
 الصَّلَاةُ وَالْإِسْلَامُ وَالْحَقِيقَةُ اللَّهُ تَعَالَى ہم کو اور آپ کو شریعت حق سے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

کے یہ سب بہترین ثابت قدم رہے۔

۱۹۹

اس سب ن میں کوہ ہند جس کو ہم بڑے کرنے کے رہے ہیں۔ سب بات قدم ہے۔ اور ہر قدم پر ہمارے پچھلے سے ذرا اوجھار کے نزدیک پہنچا رہے۔ مفہور عرب کی طرف سے ہے۔

آپ کی رحمت زہرِ شے نیکے قسمت میں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کا رحم اور اس کی امداد ہے
کہ خاص لوگ عام لوگوں کی راہ سے غاصغ نہیں ہیں اور بزرگ لوگ غصوں کی فزونی سے
نہیں ہیں۔ جتنا کہ اللہ تعالیٰ بخیر و آجرت حق تعالیٰ آپ کو جاسی طرف سے
خزائنے فرماتا کر۔

میرے خدم : م

از هر چه میرود وطن دوستی است

ترجمہ ۴ یاں جو کہ کسیا جائے کلام یا بہتر ہے۔

یہ تاہم جس کے ملے کرنے کے ہم چاہتے ہیں۔ سبکات قدم ہے۔ دو قدم اٹھانے سے متعلق کہتے ہیں اور پہلے قدم اٹھانے سے

پہلے قدم پر جو ساک عالم اعراس کا تہجلی افعال ظاہر ہوتی ہے۔ اور دوسرے قدم پر تہجلی صفات۔ اور تیسرے قدم پر تہجلیات ذاتیہ کا ظہور شروع ہونے لگتا ہے۔ چوتھوں کے بعد وہ چہرہ برقعہ ہوتی جاتی ہے۔ جیسے کہ اس حال کے ہاتھ والوں پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت سیدہ اولینؑ آفرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت پر مقرر ہے۔ اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ یہ مادہ صرف وقتہ ہے۔ اس سے الگ عباد و مقصود پر عالم خلق اور عالم اعراس ہے۔ تاکہ اہلین کل نظر میں کام آسان دکھائی دے۔

ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم چھ سال تک اپنے آپ سے اُردو ہوگا جاتے رہے
اور جی تعالیٰ کے نزدیک جیتا جاتا رہے۔ اور ان قدموں کے شک کرنے کے بعد فائدہ اُترے گا
جس پر ایسا مکمل تر توبہ سببہ دار ولایت خاصہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکمل ہونا
اس نعمت و تبارک و تعالیٰ سے ہے۔

ایں دوست است کن نا اماند

ترجمہ ۲ ہمدی سلف سے یہ دوست ڈاڑھ سے لیس کہ

ہم نامزد خیروں کو اس قسم کی باتوں سے لیا ناسبت ہے۔ ہر قسم کے کراہی کیلئے قائل
سے اپنے ہم دہن کو سیلاب شیریں لیں ۵

گر کہ اسم از نظر حسن نام ہر	نہیں بے خوش تیرا اندر کام نہر
آستان نسبت پر مشر آدم فرد	ورنہ میں لی ہست پر شاگ تو
گرچہ شکوے ہیں ناسل ہے نام	نہر سے جتنے ہلے تیا نام
عش سے نیچے ہے کرے سال	یکسے بچا کر میں سے یوں

۵ السلام ذوق آفر ۶

کتبہ ۱۹

۱۰ اس بیان میں کہ سادقہ شخص ہے جس دل دنیا سے سرو ہو گیا ہو۔ اوصیٰ تھے
کی نسبت کی گرمی سے گرم ہو۔ اسی کے مناسب بیان میں چلو ان معنوں کی کثرت
فحاش ہے۔ ۱

بَکَّتْ فَاِنَّهُ سُبْحَانَهُ عَلٰى جَاوِزِ الْمَشْرِيقِ مَا تَلٰى سَبَّ كَوْثَرِ مِثْرِ كَيْفِ
راستہ پر ثابت قدم ہے ۶

سادقہ وہ آدمی ہے جس کا دل دنیا سے سرو ہو گیا ہو۔ اوصیٰ جہاد کی محنت کی گرمی
سے گرم ہو گیا ہو۔ دنیا کی محنت تمام نہیں ہوں کی جڑ سے اور اس کا ترک کرنا تو دنیا توں کاٹنا اور
کیونکہ دنیا حق تھا لے کی معنوں سے ہے۔ اور جب سے اس کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نہیں دیکھا
دنیا اور دنیا دار کس کو رو سکے ان سے دانہ داری ۶

حدیث شریف میں ہے اَلَّذِيْ لَا يَسْلُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ مَا فِيْهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
دنیا مملو ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی مملو ہے مگر نہ کا ذکر جب ذکر بلا اس کے ہو گا
کاہر ایک دُعا اوند کے ذکر سے پر ہے تو وہ اس حید سے خارج ہیں۔ اور دنیا داروں کے شمار
میں نہیں۔ کیونکہ دنیا وہ چیز ہے جو دل کو حق تھا لے کی طرف سے ہٹائے اور اس کے غیر کے
ساتھ مشغول کرے۔ خواہ وہ مال اسباب ہو خواہ جادو یا ست۔ خواہ ننگ ناموس۔ فاقہ و مش

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوت دینی یحییٰ الاعداء
 میں پہلے سب کا ہونے کے بعد جو ستر چار سو سال تک اس کے مرتکبوں میں کرتے اور ان کے
 مرتکبوں میں نہیں رہے تھے کہ ان کے لئے غزوت کا وقت کی بجائے ہر وقت ہے۔ باقی وہاں کو تمام طوبہ پر موزوں
 عرض کرینگے وَاللّٰهُ مُخَلِّصٌ لِّمَا بَلَغَ الْاَحْزٰی ما وہاں ہر شخص پر ہے۔ ایت لیتا کی +

مکتوب ۱۹۹

وہاں دشمنوں کے قتل فرمانے میں جن کی طلب کی گئی تھی سلا محمد امین کو ہی ملے
 لکھا ہے۔

مبارک خط جو محبت و اخلاص کی بنیادوں سے چرچا ۱۱۰۰ دوسری جنمیں پرتال تھا پہنچا
 ۱۱۰۰ خوشی کا باعث ہوا۔ حق تعالیٰ آپ کو مالیت بخشے۔ ۱۱۰۰ پنے پوز کسی سداک طلبا ہئی تھی۔ باکو
 براہ سعادۂ مولانا محمد صدیق کو بھیجا گیا ہے۔ تاکہ اس پر قبضہ کے ذکر میں آپ کو مشغول کریں۔
 جو کچھ فراموشی اس کے بیا لکھ میں ہوتی کوشش کریں۔ امید ہے کہ بہت فائدہ حاصل ہونے۔ چاکر
 ذکرہ تلقین کرنا مراد نہیں ہے کافی نہ تھا اور ضروراد محبت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے
 برآمد کر کے بھیجنے کی تکلیف دینی ہے۔ والسلام +

مکتوب ۲۰۰

نجات کی کسا عبارتوں کے مل کرنے میں جن کی تشریح طلب کی گئی تھی ملائیگی
 معنائی کی طرف تھکے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
 الطَّاهِرِیْنَ اَللّٰہ رُبَّ الْعَالَمِیْنَ کا معنی ہے اور سید المرسلین و ران کی آل پاک پر صلوة و سلام ہو +
 اپنے فرمایا کہ نجات کی عبارتوں کی جو تھی شرح ہے شرح کیا ہے اس لئے چہ تھیں
 لکھنے پوری کی +

میرے مخلص و کرام : عین القضاۃ محمد انی رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کا حال بیان کرتے
 ہوئے جو بغیر کسی ہوس کے اسلام کی راہ پر چلے۔ فرماتے ہیں کہ ان میں سے جس کو مشغولی نے اپنی
 بنام میں نکال رکھا اور سنی ان کے سر کی سانپاں ہو گئی اور چ کوئی بات نہ تھیں اس کے سر کو قلع کر دیا +

راہ سلوک سے مراد وہ ہر طریق سلوک اور مشق و مقامات کا ترتیب و ترتیب ہے جو ہم
 طے کرتے ہیں۔ اور اس طریق میں نفس کا ہر ایک طبقہ کے تصنیف پر مشتمل ہے۔ اور وہ ہیں اہمیت اور اہمیت
 کی شرط ہے۔ اور راہ سلوک سے مراد جو ہر ایک طبقہ کا طریق ہے۔ اور اس میں تصنیف و ترتیب
 پر مشتمل ہے۔ اور یہ اہمیت کا رکن ہے جس میں اہمیت و اہمیت کی شرط ہے۔ اور یہ طریق جو ہر ایک
 مرادوں کا طریق ہے۔ یہ خلافت پہلے طریق کے کہ انہیں اور مرادوں کا طریق ہے۔

پس ان میں سے بعض جو اہمیت اور اہمیت کا طبقہ اور اہمیت اور اہمیت سے مراد
 رکھتے تھے۔ اور انہیں یعنی ظاہری اور باطنی شیطانی کی ضرورت سے غفلت نہ تھے۔ اور اس
 کے ہر ایک اور اہمیت کرنے سے پہلے ہے۔ اور چہاں کا کوئی رہبر تھا۔ یعنی افضل و افضل کی
 رہبری و اہمیت کی مطلوب تھی۔ اور ان میں سے جو اہمیت تھا یعنی اہمیت کی قوت۔ اور
 تھا۔ اور اہمیت کا غلبہ اس کے حق میں غفلت و غفلت کا کوئی اس کا رہبر تھا اس لئے دین کے دشمن
 اس کو رستہ سے ہٹا دیا۔ اور اس کو ہلاک کر دیا۔ اور اہمیت میں اس کو گرفتار کیا۔

تو ہر ایک طریق کے وہ دو ترک تھے جن کی نسبت حسین قصاص نے غرور اشارہ سے
 حکایت کی ہے کہ تین ایک طبقہ کے غلبہ کے ساتھ ایک بہت سے جا۔ اور انہیں اور اہمیت سے
 وہ ترک باہر نکالے۔ اور سلوک بہت کم اختیار کیا۔ اور جس سے وہ بہت سے پر غرور و غرور
 راہ سلوک ہے جو مقامات عشرہ مشورہ کو تفصیل اور ترتیب دینے سے پہلے جو اس کے
 اور مشق و غفلت و غفلت کی طریق سے اپنے قصص تک پہنچے ہیں۔ اور راہ سلوک جو ان دونوں کو
 نے اختیار کیا۔ اور حسین قصاص نے اس میں ان کی تابعداری کی، وہ جذبہ اور اہمیت کا طریق ہے۔
 جو اس مشورہ سلوک یا اہمیت و مشق الی اہمیت کے بہت نزدیک ہے۔ اور اس طریق کا مشورہ
 اور مدارم یا تا ہے جس سے ہمیں جو نے اور مشورہ سے پہلے مشورہ جو نے کا باعث ہے۔ اور اس
 حالت سے رات فراہم ہے۔ اور جب غفلت سے ہمیں اور پہلے مشورہ جو ناقص تھا نے کے حضور
 اور مشورہ کو مثال ہے۔ اس حضور راہ مشورہ کو چاہئے سے اشارہ دینا۔

یہ مقام کہ بیان کا طالب ہے گوش ہوش سے گناہ چاہئے کہ جذبہ کا ترتیب کرنا
 روح ہے۔ اور طالب کا تربیت کرنا اور اہمیت ہے۔ اور اس میں غفلت اور غفلت سے حاصل
 ہوئے ہیں۔ اور اس میں اہمیت کی غفلت سے مشغول ہیں۔ اور انہیں اور اہمیت کی پاکیزگی
 کی طرف قلب و روح کی توجہ کرنے کے وقت جو طریق بنیاد میں لازم ہے۔ جبکہ حال میں غفلت کا

وقت ہے جس کی تدبیر و تدبیر کی تربیت میں نور پڑتا ہے جس کے بیچارے اور
سے بے خبر نہ لے ہوا ہفت ہر جا ہے۔ اور قرآن اور احادیث کی تفسیر نکالنا دیتا۔ اور
بے اختیار میں پڑتا ہے۔

اس حالت کو شیخ اہل شیخ محمد بن عبد القادر نے فصولات میں
نوی سے تعبیر کیا ہے۔ اور وہ صلیح جس میں قصر و حرکت ہے اس کو صلیح کہا ہے۔ اور
اس سے منع کرنے میں ڈرنا کہ کیا۔ یہ بتایا کہ ہر غیبت باطنی حضور کا شال ہے
اور ہر کس ہر ناشر و ہر پیش ہے جس کی تیر ہا سے مناسب ہے۔ اب ہم ہر صلیح کو
بیان کرتے ہیں۔

جانتا ہے کہ چاند کا سیاہ بادل سے چھپا ہوا ہے صفات بشریہ کے طور سے
جو تہہ میں گئے اس حضور آگاہی کو پروردگار میں چھپا ہوا ہے۔ اور یہ پروردگار میں آجاتا احوال کے توسط
تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ تہوں کے لئے پہنچتا نہیں ہے۔ اگرچہ غیر استقامت کے نہیں ہیں اور
ہے کہ انہی میں سے کہا جو کہ چھپا ہوا ہے صلیح ہر صلیح ہر صلیح ہر صلیح ہر صلیح ہر صلیح
قدروں کے نشان کو معلوم کیا کیونکہ حالت بطور میں حضور آگاہی کا وقت ہے۔ بہت
ہو جاتا ہے اور صافست یا وہ طے کی باقی ہے۔ جس میں ہر صلیح ہر صلیح ہر صلیح ہر صلیح
اور وہ حضور آگاہی یا وہ طے کی باقی ہے۔ اور صلیح کی توجہ کے ساتھ جمع ہوتی۔ اس لئے کہ
آفتاب کے طور پر ہوتا ہے۔ اور چاند سے مراد بشریت کا جو ہے جو اس وقت اس پر ظاہر ہوتا
کیونکہ اس طریق میں نفس کو توجہ قلب کے تغیر کے بعد ہے۔ اور چاند وہ وہ توں تک قوی جذبہ
اور محبت کا غلبہ کھتے تھے اس لئے ہماروں کی طرح بشریت کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور ایک کھم
میں اس کے مار رہا ہے۔ اور ایک قسم کی شرف ہوئے۔ اور حریفانہ صلیح میں جو کہ
اس طرح کے جذبہ کی قوت تھی۔ بڑی صفت سے اس پہاڑ پر چڑھا۔ لیکن وہ بھی ان ترکوں کی محبت
کی برکت سے رہتا ہوا۔ اور اس کا سر اٹھاتے اور ہلکے کھیتے۔

دیکھا کہ عیان ثابت کے وتر سے مارے جو حقائق امکانی کے حقیقت اور حقیقی
تعبیر کا جامع ہے کہ یہ نہایت غیبی حقیقتات سے کہہ رہا ہے۔ اور ان کے درمیان ایک
فرصت کو سلطان فرمایا۔ اس سے تعبیر ہوتی ہے طرف اشارہ ہے۔ اور جب حریفانہ
نے اشارہ دیا کہ وہ صلیح ہے تو خیال کیا کہ اس طلب کو پہنچ گیا۔ چنانکہ سر ہستی کی ہر صلیح میں کی

کے زیر پاٹے ہیں جو ملک نیچے آتے اور مظلوم کو ہار کر دام کرے۔ اسی داناؤں اور
 روح سے مراد ہے کہ کسی اور مسلمان کو قلب و روح کے پاؤں سے چلتے ہیں۔ غم و غم
 پاؤں سے کہ کوئی یہ اسے نہایت سمجھتے ہیں۔ اور اول فرستے سے نکلتے ہیں وہی ہے
 اور جو قلب جس سے مراد بایاں پاؤں ہے اور اس کے خلاف ہی تھا کہ اس کے کان میں نام نہ پڑے
 سلطان نہیں ہی نہیں ہے۔ اور واقعی ہی طرح ہے۔ اور حسین صاحب کو کتبہ کی قوت رکھتا
 تھا حضرت ہی بشارت سن کر کسی سے علی آیا اور وہ وہ ترک و غم و غم کوئی اور غم نہایت گئے
 تھے اس قسم کی بشارتوں پر فریقہ نہ رہے۔ اور بلوروں کی طرح اور پر چڑھ گئے۔ حسین صاحب
 انہیں زمانہ تک بھی نظر کرے اور سلطان کو خیر میں پانچ کیونکہ وہ مراد اور ہے۔

قولہ۔ محوشہ پر چکر شکار کر لیا ہے۔ یعنی فریقہ نہایت غم و غم اور بلوروں کا جملہ پانچ
 ہے۔ اور عاشق کے دلوں کو شکار کر رہا ہے۔ یہ آواز اور بات حسین صاحب کے غم و غم کے
 ساقی تھی جو منزل کے طرہ پاس سے کسی گئی۔ وہ جس طرح ذات خالق و تقدس ہے وہاں
 رہیں اور شکار کے لئے جانا چکے سنی نہیں نکلتا

وہ داناؤں سے نہ رہی باز گشت و مصیبت اکیس تھی
 دیکھتے تھے میرے لئے ہمارا نیکو کسی نے ہر کا دیکھا نہیں کہتا

اس عبارت سے ایک اور معنی غلط فہمیں آئے جو مقام تفرہ اور کیر مائی کے مناسب ہیں۔ اگرچہ یہ
 معنی ہی اس پاک بارگاہ بشارت کے حق نہیں ہیں لیکن دوسرے معنی سے زیادہ بہتر اور مناسب
 ہیں۔ اور وہ معنی یہ ہیں کہ صحت پر جو تعین حاصل ہے اور مرتبہ و صیرت سے بڑھ کر ہے۔ یہ صاحب
 صحت کو مرتبہ و صحت میں تمام علی مدنی تہنات کا استیساگ اور مقام ہے۔ اس لئے شکار کو جو وہاں
 طریقہ کے ہول کا باعث ہے۔ اس مقام کے مناسب جا کر شکار کے لئے کیا ہوا اور آیا۔

شیخ عبد محشوق طوسی اور امیر علی عجمی اوشاد کی شکار گاہ میں پہنچ گئے اور اس کا
 شکار ہو گئے لیکن محشوق طوسی اقدام اور اقرب ہے۔ اور حسین صاحب پادشاہ کے وہ ہیں کہ
 کی سید پر و صیرت کے غیروں میں ہیں۔ واللہ سبحانہ انکسہ و تحقیقہ المراد و متانی و من
 العتوب و الشکاک و او حقیقت مراد کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے اور جبری اور صواب اسی کو
 معلوم ہے۔

میرے غم و غم طریقہ تشبیہیہ قدس سرہم کے بزرگوں نے اسی نام کو کہہ کر شکار

اقتیار کیا ہے۔ اور غیر متحرکہ کوستانہ بن کر اور اس کے طریق میں متحرکہ راہ بن لیا ہے اور شیاء کو اس راہ سے جوہر و تصرف کے ساتھ مطلب تک پہنچانے میں اس طریق کے لئے موصول لازم ہے۔ جبہ لیکر یہ مسئلہ کے آداب کو نظر رکھا جائے۔ کہ کونسا طریق میں جوڑے اور جو ان طریقوں میں پہنچے موصول میں یا باہر میں۔ بلکہ جسے جس حالت سے پیدا ہو گیا ہے۔

عرفوں کے سفر میں تمام علوم کا مطالعہ کرتا ہوں۔ تو وہ مجھ کو ایسی سچے سچے بات کا یقین دلاتا ہے کہ

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ تَحْفَظُ حَكِيمٌ وَقُلْ إِلَهُ الْفَلَاحِ وَالْكَافِ كَافٌ
 أَتَمَّامًا حَكِيمًا ۚ وَأَسْلَمَ هُوَ اس شخص پر جس نے داریت پائی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی متابعت کو لازم کیا۔

کتاب

ان لوگوں کے محل سے افسوس کوئے میں جنہوں نے اپنے تپ کو ان بزرگوں کی حکمت اور
میں داخل کیا ہے اور ہر بے سبب ان بزرگوں سے قطع کر دیا ہے یہیں فتنہ مٹا
لیکھ کر ارف دکھا ہے :-

[illegible]

ایک دن شاخ نقشبندہ قدس سرہم کی غیرت کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی کہ اس شاخ
اس بات کا بھی ذکر بیان کیا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے اپنے آپ کو ان ذرہ گوارہ
کی جماعت میں داخل کیا ہے یا ان کے ضمن میں اپنے آپ کو لٹکے ہیں۔ اور انہوں نے قبل فرمایا
ہے۔ اور میرے جوت ثبے سبب ان ذرہ گواروں سے قطع کیا ہے۔ اور تعلق گمان سے دوسرا
کے دامنوں کو جا پکڑا ہے۔ اس ضمن میں ایک اور چٹھنی ستارہ کا بھی ذکر ہوا تھا۔ یہ بات تمہیک
مسلم نہیں فائدہ ایک لڑکے ہوئی تھی۔ اور وہ بھی خاص موقع پر پیش تھی۔ بعد ازاں نہ
ذکر کے کہ فقیر نے کسی مسلمان کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا ہو یا دل میں کینہ بھرا رکھا ہو۔ اپنی غلط فہمی
کو اس بات سے جمع رکھیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ بارطریق دعوت مساکینا طریق نہیں ہے۔ اس طریقہ کے بزرگ ائمہ
نے ان اسلام کے مساکین غنا ہونا اختیار کیا ہے۔ اور اچھا ہی ہے ان کی توجہ احیاءیت صرف
کی طرف ہے۔ اصنام و صفت سے سوائے ذات کلام کہ نہیں مانتے یہی وجہ ہے کہ
اہل دین کی حمایت ان کی حمایت میں مندرج سے ۶

قیس کو تختہ تن من بہار ۴ ترجمہ ۴ مری بہار کا کون سا قیاس ہے

اب جو کس تذکرہ نے بیٹھا ہے اس کی وجہ کو ایک ہی صورت یہاں کر لی ہے۔ اور بیان
فوت پہنچ گئی ہے کہ اس طرف سے کوئی قسم کی وجہ یا تہیہ یا سونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس
وضع کرنے کے لئے یہ چند کلمے بھی کی حیرت کی۔ آپ کی تہائی سے کچھ زیادہ نہیں ہوا۔ اور نہ
ہو آپ کی ہاتھائی سے کچھ نقصان پہنچتا ہے۔ صرف آپ کی غیرہ ایسی غلطیوں سے ایک کو
اگر آج بھی بالعموم یہ کہ یہ غلطی نظر آج اپنے منہ پر آپ۔ اسی پر وہ شفقت و مہربانی کا حق نہیں
ہوتا۔ مثل شہر ہے۔ یقیناً جان لیں کہ اس غیرہ سے آپ کے غم کا بار اور نہیں کیا۔ مرنے ہی نہ تھا
تھا۔ لے کر گیا۔ وہ تو صرف ایک بات تھی جو اس کے غیرہ سے کہ وہ رویش کو ہونے چاہئے مناسب
موقع پر بھی گئی تھی۔ دل میں کسی قسم کے غم کو دخل نہ دیں۔

دوسرے یہ کہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فضل جانے
اور مردہ حال سے غالی نہیں ہے۔ یہ وہ ذریعہ فضل ہے یا جاہل ہونے۔ چند سال ہوئے کہ میں تیرے
اس سے پہلے ہی فوت ہوا یا جاہل سنت و جماعت کے ہا۔ میں ایک کتب آپ کی طرف بھی تھا
پھر محبوب کی بات ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد ہی آپ اس قسم کی باتیں پسند کرتے ہیں۔ وہ شخص
جو سنت و جماعت رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فضل کے۔ جاہل سنت و جماعت کے
گروہ سے نکلیا ہے۔ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنے آپ کو فضل جانے۔ اور اس گروہ میں رہتا
مستور ہے۔ اگر کوئی ساکس اپنے آپ کو خیریت سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کلام سے
محروم ہے۔

سلف کا جماع اس بات پر موقوف ہوا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں سے فضل ہیں۔ وہ بڑا ہی حق ہے۔ اس جماع کے
پر خلاف کرے۔

اس تقریر نے اچھی کہ ہوں اور سناؤں میں کہا ہے کہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا
قال و حنفی جو ایک تبریز ائمہ علیہم السلام کی صحبت میں بیٹھا۔ اولیٰ قوی
سے جو خیالات ہمیں میں کسی قسم سے بہتر ہے۔

میں ایسے شخص کے حق میں اس قسم کی باتوں کا خیال کرنا عقل و دماغ میں سے دور ہے
جس مہارت سے لوگوں کے دلوں میں نرم پیدا ہوا ہے۔ اس کو غور سے دیکھنا چاہئے۔ اور
اس سال کو کہہ سکتے ہیں۔ صرف مسلمانوں کی تعلیم کرنی مناسب نہیں۔ بلکہ شاخ و برگ ہر

میں بہت مناسب ایسی ہی میں۔ چنانچہ شیخ بسطامؒ فرماتے ہیں: **قَوَائِدُ الْاَوْفَاقِ** بڑا عمدہ
 پر مجھڑا چھوٹے جھنڈے سے بند ہے۔ تو یہی باتوں سے منسلک ہونے کا نشان نہیں کر سکتے
 کہ یہ میں نہ فرق ہے۔ اور بغیر کی تمام میں تو اس قسم کی باتوں کا ذکر تکبیر میں نہیں ہے۔ پس یاد +

مکتوب ۲۰۳

اس بزرگ کردہ کی محبت کی تحسین میں اور اس بیان میں کہ انہی انہیں پرستی سے محبت
 ہے اور اس کے مناسب بیان میں ملاحضہ دینی کی طرف سے ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سَاوَالِ اَمْرٍ اَنْتُمْ وَاَهْلُکُمْ اَعْمَا لَکُمْ ذَا تَنَا لَکُمْ اَللّٰہُ تَعَالٰی اَکْبَرُ
 جتنا کرے۔ اور، چکے اعمال اور مقصودوں کو نیک کرے +

مکتوب شریفہ جو فقرہ کی محبت پرستی سے منسلک اور بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ حق تعالیٰ
 اس بزرگ کردہ کی محبت کو دن بدن یاد کرے۔ وہ ان کی نسبت نیاز مندی کو سراپا دے گا۔ بلکہ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَکْبَرُ کے موجب ان کا لقب انہی کے ساتھ ہے۔ اور یہ لوگ ہیں جن کا
 جنتیں بہشت میں ہوتا +

حیرت بخیز حق تعالیٰ کے مقصود و مقصود میں ہے کہ اعمال بخشنے والے فرشتوں کے ساتھ
 کے چند ایسے فرشتے ہیں جو آسمانوں پر بازاؤں میں ابلی ذکر کی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ جب
 ذکروں کے گھر، دکانیں، بازار، کوٹے، ہوٹلے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ تمہارا
 مطلب حاصل ہو گیا۔ پس جمع ہو کر اپنے گروہوں سے ان کو دعا مانگ لیتے ہیں۔ جب وہ ذکر سے
 فارغ ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر جاتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ دعا کر اپنے بندوں کے حال
 کو پتہ چلتا ہے۔ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیسے دیکھا۔ فرشتے عرض
 کرتے ہیں کہ خدا کی تعریف حمد و ثناء کرتے تھے۔ اور کچھ کو بزرگی سے یاد کرتے تھے۔ اور تجھ کو تمام
 عیوب اور نقصان سے پاک بیان کرتے تھے۔ صلے صلے فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھ
 کو بھیجا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے۔ پھر خلع تھلے فرماتا ہے کیا وہ مجھے دیکھ
 میں تو پھر ان کا کیا حال ہو۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ بزرگی اور پاکیزگی سے یاد کرتے
 حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا طلب کرتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بہشت مانگتے
 تھے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے بہشت کو بھیجا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے۔

تھا تو فرماتا ہے کہ اگر وہ بہشت کو، کچھ میں پھر ان کا کیا حال ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ اس کی عبادت میں حصہ لیں۔ پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے ملے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ حق تعالیٰ سے ملے تھے۔ اور تجھ سے پہلے مل گئے تھے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے وہ حق کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھیں تو یہ کیا حال ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ پناہ مانگیں۔ اور اس سے زیادہ ڈریں اور بھاگیں۔ پھر حق تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ تم کو اور جو میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا رب اس کی کئی مجلس میں ظلم ہوئی ہوگی تو اس کے لئے نہیں آیا تھا۔ بلکہ کسی دنیاوی حاجت کے لئے آیا تھا۔ اور ان میں بیٹھ گیا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اتنا جہل من و ذوق قیامت میں اس کی بخشش ہوں جس نے میرا ذکر کیا، اسے جو جب میرے ایسے بخشش میں کہ ان کا بخشش نہ بخت نہیں ہوتا۔

اس حدیث اور پہلی حدیث المیزان سے مندرجہ سے لازم آتا ہے کہ ان کے حساب ان کے ساتھ ہیں اور جو کوئی ان کے ساتھ ہے وہ بہشت نہیں ہوتا۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ وَأَمَّا كَلِمَاتُ الْغَيْبَةِ هِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُومُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ
أَمَّا شَيْءٌ يَكُونُ عَلَى الْوَلَدِ الْمَوْلُودِ وَالْمَوْلُودَاتِ وَالْمَوْلُودَاتِ وَالْمَوْلُودَاتِ وَالْمَوْلُودَاتِ وَالْمَوْلُودَاتِ
عَقْلٌ عَنْ ذِكْرِ النَّفْسِ الْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ
بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ الْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ وَالْمَوْلُودَةِ
فَانْظُرْ إِلَى كَلِمَاتِهِ فَانْظُرْ إِلَى كَلِمَاتِهِ فَانْظُرْ إِلَى كَلِمَاتِهِ فَانْظُرْ إِلَى كَلِمَاتِهِ

اور جو آپ نے اپنے احوال کی نسبت بھیجی وہ اس کے کتب میں لکھا تھا اس قسم کی
یہی اور کم ہوتا ہے ہر مہینے میں ایک بار ہوتا ہے۔ اپنی بہت بند رکھیں اور جو چاہے مال ہو اس پر
قناعت کریں۔

بہشت پر تکلیف دہ اور خوفناک	قلعہ نشوئی پر تکلیف دہ اور خوفناک
بہشت پر تکلیف دہ اور خوفناک	قناعت پر تکلیف دہ اور خوفناک
اس کردہ کی محبت نہایت ضروری ہے حق تعالیٰ ان لوگوں کی محبت میں اصل کو ہے۔	گرم جگہ پر نہایت ضروری ہے
گرم جگہ پر نہایت ضروری ہے	گرم جگہ پر نہایت ضروری ہے
گرم جگہ پر نہایت ضروری ہے	گرم جگہ پر نہایت ضروری ہے

اس طریق پر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اتنا کیا ہے اللہ کے ارشاد کے
کامل توجہ کے بعد چونکہ وہ پہلی کے معنی سے مل میں تھیں۔ اور عارضہ دماغ کے معنی میں تھیں
ذکر میں۔ بلکہ کسی صفت کو عارضہ نہیں۔ یہی کسم مبارک کو بھی توجہ کے بعد کسم میں تھیں
بعض ضروری باتیں ضرور محبت پر تھیں۔ بلکہ کسم کسم کوئی تو بیان کی جادوئی۔ عوارض کے
وقت تک تازہ احوال تھیں۔ یہی کسم کا مطالعہ غائب توجہ کا باعث ہو گیا۔ وہ اندام

مکتبہ

اس بیان میں کہ ان خسران کے طعنوں سے محبت انہیں اور جو کام پر پیش کرتے ہیں
اس میں مشغول ہیں اور دوستوں کی محبت اور ترقیوں کے حال ہونے کا کسم
کریں۔ یہی عجز نہان بخش کی طرف کھتا ہے۔

جناب میر محمد ان خسران کی پریشان باتوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ قُلْ فَصَلِّ
يَعْلَمُ عَمَلُ خَاكٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ
اور کسم کے کہ نہ ہوں۔ دروغ کو کسی دروغ نہیں ہے۔ ان کی مناقض باتیں
حق کے باز کی۔ حق کو کم کر دینگی۔ قُلْ فَصَلِّ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ
نے کوئی نور نہیں بتایا اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ دشمن جو پیش کرتے ہیں اس میں کسم
کریں۔ اور اس کے بعد ہے: قُلْ فَصَلِّ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ لَّيْلٍ كَرَامٍ
چشمہ ان کا کہ اپنی بیوہ باتوں میں گئے ہیں۔

انہی عجز صادق وقت پر آہستہ عجز، عجز اتفاق سے یہاں سے۔ اور عجز
اور وارادت مجروحہ سے شرف ہوئے۔ کہ عجز کہ تمام دوستوں کے اوقات محبت سے
گزرے ہیں۔ اور بچے پہلے ترقیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ ذَلِكُمْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
قَالَ اللَّهُ ذُو الْقَلَمِ الْغَلِيظِ اللَّهُ فَضْلٌ بے میں کو پاتا ہے وہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو
فضل والا ہے۔

وَسَخَّرَ اللَّهُ عَمَلَهُ خَلْقِهِ سَيِّدًا نَاصِرًا قَالَهُ وَخَصِيَّةً وَسَلَّم
وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِهِ وَعَلَى هَمِّهِمْ أَجْمَعِينَ

کتب

اس میان میں کہ اصل مقصود صاحب شریعت علیہ السلام کی متابعت ہے
خواہ جہنم اور شرف کاہل کی طرف کھمبے۔

اگر تمہارے آپ کو حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے شرف
فرمائیے کیونکہ صدیقین کی اصل فرض اور مقصود یہی ہے اور اس کے سوا سب کچھ بیوقوفی
اور بیہودہ خیالات ہیں حق تمہارے آپ کو اور ہم کو ان سے بچائے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ
الْحَقْلٰی وَالنَّوْءَ مُتَابِعًا الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوٰتِ وَالطَّیِّبٰتِ ذَا اِمَّا۔ اور
سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت پائی اور حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کی متابعت کی
ہمیشہ لازم کیا۔

کتب

دنیا اور اس کے ناز و نعمت میں گرفتار ہونے کی برائی میں ملا عبد اللہ بن مسعود
سمرقندی کی طرف کھمبے۔

اَللّٰهُمَّ یٰ ذَا الْجَلَالِ اَنْتَ یٰ ذَا الْاِکْبَادِ اَنْتَ یٰ ذَا الْاِکْبَادِ اَنْتَ یٰ ذَا الْاِکْبَادِ اَنْتَ یٰ ذَا الْاِکْبَادِ
عَلٰی اٰلِہٖ وَاَعْلٰیہٗمُ الصَّلٰوٰتِ وَالطَّیِّبٰتِ ذَا اِمَّا۔ اور
صلوات علیہ السلام کی طرف کھمبے۔ اور
آپ کا شریف اور لطیف خط جو اس قدر اقدار و حقیقت کے نام کھاتا ہے، عجب بڑی شہرت
کا باعث ہوا۔ بجز اللہ تعالیٰ عطا نہیں کرتا۔ اور تمہارے آپ کو ہماری طرف سے جزائیں
عطا فرمائے۔

اے بھائی! آدمی کو چاہیے کہ دنیا کے کھانوں اور نفیس اور عجیب چیزوں کے لئے دنیا
میں نہیں لگے۔ اور ہمیشہ عشرت اور کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ انسان کے پیدا کرنے
سے مقصود اس کی دولت و کمالات اور عجز و محبت الہی ہے جو زندگی کی حقیقت ہے۔ لیکن وہ
انکسار و استیلاج جس کا شریعت مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا ہے۔
کیونکہ بھل لوگوں کی وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت و کوشش کے موافق نہیں ہیں۔ سوئے

خدا کے کچھ فائدہ نہیں تھی۔ اور ان سے سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کچھ مال نہیں رہا۔
پھر اس کا اہل سنت جماعت شکر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کے عقائد کے موافق حکام شریعہ سے مل گئے
حقانوی طور پر اپنے ظاہر کو آگے بڑھانے کے بعد اپنے باطن کو ذکر الہی سے آگاہ
رہیں۔ اور وہ سبق و طریقہ علیہ تشبہ بندہ قدس سرہم میں افاد کیا ہے۔ اس کا انکار کریں۔ کیونکہ
ان بزرگواروں کے طریقہ میں اتنا ابتدا میں ہی ہے۔ اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے اعلیٰ
ہے۔ کہ تاہم انوش ان باتوں کا یقین کریں یا نہ کریں۔ فقیر کا مقصد وہ سنتوں کو نسبت اور شوق
و فائدہ ہے۔ مخالف اس بحث سے خارج ہیں۔

جو کہ انسان نما انسان است ہر تقدیر و پروردگار است
ترجمہ: جس نے انسان نما انسان ہے جس نے کیا تقدیر و پروردگار ہے
غرض یہ کہ عاقبت کی جتنی ذکر و یاد ہے۔ وَاذْكُرْ مَا اللَّهُ كَرِيمًا أَفَلَا تَعْلَمُونَ مطلب
پر گواہ ہے۔ پس ذکر الہی کو بجز رکھنا چاہئے۔ اور جو کچھ اس دلت کے انسان ہے اس
دشمن بنانا چاہئے۔ نجات کا طاق ہی ہے۔

ذکر گو ذکر تارا جان است پس گئے دل نہ ذکر جان است
ترجمہ: ذکر کو ذکر بیت تکس جاں ہے دل کا میرا یہ ذکر جان ہے
ملاحظہ فرمائیے! اَلْبَلَاغُ قَامِدًا كَامِلًا مَحْمُودًا دَائِمًا آج بڑے خیر و شرف کا وقت ہے
خبردار اللہ کے ذکر سے دل کو طریقیں مل جائیں جو اس کے بصر قاطع ہے۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ
میں التجا ہے کہ اس پناہ اور برقرار رہنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ من تقویٰ ہی ہے +
وَاللَّهُ يَهْدِي لِمَنْ يَشَاءُ سَبِيلًا فَاتَّبِعِ الْهُدَىٰ فَتَنْتَهِزْ عَنِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِ وَتَحْذَرِ
الْمُتْلُوكَاتِ وَالْمَنْعَاتِ اَللَّهُمَّ اَوْسِدْ لِي لِبَاسًا اور سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت اختیار
کی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم کیا۔
جامعہ عربی یعنی قبا جو نیک و نیکو میں کئی دفعہ پناہ گیا ہے۔ اور مال کیا گیا ہے۔ اس کی
پس لین۔ حق تعالیٰ نے ہی اودان کی آل پاک صفا اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل تمام کاموں کا
انجام فرمادے۔

کتاب ۲۰۹

اس بیان میں کہ یہ نون کے قرب کو دہائی کے قریب میں برقی تاثیر ہے۔ اور اس بیان میں کہ یہ وہ حال کو جب ایک شخص کی میزان پر نہ تو اس نے جو عمل کے برابر نہیں لیتے میٹرڈ ایسا والدین احمد کی طرف کھینچا ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ اِنَّهُ تَعَالٰی کہ وہ ہے اور ک
کے ہرگز یہ بندہ اس پر سلام ہو۔

قدت گذری سہ کتب کی اور حضرت مخدوم نادوں کی اور فرزند می لیلہ احوال الکا
تخلین اور باقی عزیزوں اور بزرگوں اور بندہ بارگاہ کے خادموں بالخصوص میاں شیخ زاد
اور میاں علیہ دیا کی خیریت کی خبر نہیں پہنچی اس کا افسوس ہے کہ کچھ نہ ہوگا کہ شاید عتاب
نہیں دور افتادہ کو بخلا یا ہوگا۔ ان دونوں کے قریب کو دل کے قریب میں برقی تاثیر ہے۔
یہی وہ ہے کہ کوئی دل کا بندہ کے ترے کو نہیں پہنچتا۔ خواجہ اویسی قریب جتنا اشد علیہ ہو وہ اس
قد بضررت ہونے کے چوتھے ہفتہ صحت اشد علیہ السلام کی صحبت میں فرمیں رہنے لگے ہونے
صحتی کے ترے کو نہیں پہنچ سکتے۔

کسی شخص نے عبد اللہ بن مبارک دمنی اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ معاذ اللہ حضرت
یا عمر بن عبد العزیزؓ تو جواب فرمایا کہ وہ قسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی
کے محوئے کے ناکریں داخل ہوئے محمد بن عبد العزیزؓ سے کئی شے بہتر ہے۔

اس طرف کے احوال و اوضاع مع متعلقین و تائبہ داروں کے بخیر و عافیت ہیں
اس بات پر کہ وہ مہتمم پراہنہ خاصہ اسلام اور حضرت سیدنا ام سلمہؓ کی تعلیم و ترویج کی قیادت
کی نصرت پر اللہ تعالیٰ کا سہ اور اس کا احسان ہے۔ کیونکہ اہل تصور دیوی ہے۔ اور نہایت کا
مارا سمجھ رہے۔ اور دنیا و آخرت کی سعادت کا پانا اسی پر وابستہ ہے۔

قُلْتُ تَعَالَىٰ رَبُّكَ عَمَّا يُشْرِكُونَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ عَلَيكَ وَعَلَىٰ آلِهِ وَعَلَيْهِمْ
مَعْتَدُونَ وَالْقَائِمَاتُ آفَتُهُنَّ وَلَهُنَّ أَلْهَامٌ اِنَّهُ تَعَالٰی ہم کو اصاب کہ یہ المرسلین علیہ السلام
علیہ السلام کی تائید اس بات پر ثابت قدم ہے۔ ج

کا بیان است عزیز میری ترجمہ ۶ کام اہل عربی کی ہے

یہ سزا نہ ملے چھٹا کہ اس طریق کا سائب مقامات عروج میں کہیں اپنے پہلے
 انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات میں پاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات معلوم کرتا ہے کہ
 ان مقامات سے بھی بلند چلا گیا ہے۔ اس سبب کا مجید کیا ہے۔ عاقلانہ سبب اس بات پر اتفاق
 اور اجماع ہے کہ فضیلت انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ اولیاء جو کچھ حاصل کرتے
 ہیں۔ یا ادویت کے کلمات تک پہنچتے ہیں۔ انہی کی متابعت سے پہنچتے ہیں۔ تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وہ مقامات ان کے مقامات عروج کے نہایت نیس
 ہیں۔ بلکہ انی بلند گواروں کا عروج ان مقامات سے کہی مرتبہ بلند ہے۔ کیونکہ وہ مقامات سب سے
 جفا سے مراد ہیں جو ان کے قیامت کے بعد وحی اور حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے فیوض کے
 وسیلے ہیں۔ کیونکہ حضرت فاطمہ کے ہمارے سید کے بزرگوار کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے۔
 او فاطمہ کے سوا کوئی نسبت کامل نہیں ہے۔ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ عنہما علیٰ خیر من اللہ جان و مولیٰ
 سے غنی ہے۔ اس معنی پر گواہ ہے۔ اور جب بزرگ اور احب عروج سے نزول فرماتے ہیں
 اور اوپر کے افراد کو اپنے ساتھ لیکر نیچے آتے ہیں تو ان میں ان کے درجوں کے اختلاف کے
 بموجب ہر ان کے طبعی مقامات کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، اقامت فرماتے ہیں اور وطن بنا
 ہیں۔ پس اگر کوئی ان کو استقراء کے بعد ڈھونڈے تو ان کو انہی میں سے پائیگا۔ پس وہ بلند مقامات
 والا جو حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہے۔ پانچا عروج کے وقت ان میں سے نیچے آئے۔ اور اس بلکہ
 اوپر کو گزرا دیا گیا۔ الی ماشاء اللہ لیکن جب وہ ساکنہ پر سے نیچے آئے گا۔ اور اس میں
 جو اس کے وجود میں تھیں۔ کاسد سے نزول کریگا۔ تو وہ اہم شیک ان امور سے جو نہایت
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات میں بہت نیچے ہوگا۔ اور اس میں مقامات کا فرق ظاہر ہوگا
 کیونکہ فضیلت کا ماننا اس بات پر ہے کہ جن کا مقام بلند ہے وہی فضیل ہے۔ اور جب تک تک
 اپنے اہم میں اپنی کثرت اور اپنے اہم کو ان امور سے نیچے معلوم نہ کرے ان پر گواہوں کی
 فضیلت کو ذوق و حال کے طور پر معلوم نہیں کر سکتا۔ بلکہ تقلید کے طور پر ان کو فصل کرتا ہے
 اور پہلے یقین پر ان کی ادویت کا حکم کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا وجہ ان ذوق اس کے حکم کا کذب
 ہے۔ ایسے وقت میں بارگاہ الہی میں امتحا اور رساری اور مجرذ نیاز کا ضروری ہے۔ تاکہ اصل
 حقیقت ظاہر ہو جائے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سائنوں کے قدم کھینچا جاتے ہیں۔ اس جواب کو
 ہم ایک مثل سے واضح کرتے ہیں :-

کتاب ۲۰۹

وہاں مہذب و مہاد کی پہنیں تنگ جہاں توں کے حل کرنے میں اور بعض جہاں توں کے بنانی میں
جو اس کی تائید میں بھی لگی ہیں۔ اور ایک سا کتب کے جواب میں جو اس طریق کی ضرورتی
باتوں پر مشتمل ہے مہذب و مہاد نمان بخش کی طرف لکھا ہے۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَبِحَبْلِ الْغَمَامِیْنِ وَالْعَمَلِ وَالْاَسْلَافِ عَلٰی سَبِيْلِ الْمُرْتَلِیْنَ وَالِیْهِ الْمَقَامُ اَمْرٌ تَقْبَلُ
اَللّٰهُ رَبَّ الْمُسْلِمِیْنَ کا حمد ہے اور سبیل المرسلین و امان کی آلیاں پر مقررہ و سلام ہو +
میرے پیادے چاند و چاندی مہذب و مہاد نہایت سے یہی اس طرف کے
حوالہ کے معلق ہیں۔ مہذب و مہاد میں فصاحت ہو نے کے وقت آپ نے ہر بار دم عند الشرف
نے اس عبارت کے معنی جو مہذب و مہاد میں واقع ہے پر بھی تھی جو نہ وقت کیا دے
نہی اس لئے توقف ہو رہی۔ اب ال میں آیا کہ اس عبارت کے حل میں کچھ کھجولے تاکہ
وہ مسئلہ کو قسری اور قسری کا موجب ہو۔ و مہاد کی عبارت یہ ہے کہ:-

اَنَّهُمْ قَدْ حَقَّقُوا حَقْلَ اَلْوَدَّ اَلْمَلِكِ حَقْلَ فَرْطَلِیْ سَے زہرا و چند سال کے بعد کیا آیا
نہاڑا آئے کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج و فراق ہے اور حقیقت کعبہ کے
مقام سے عروج و فراق ہے اور اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جاتا اور
اور ذات اصل مطلقاً کا مظہر بن جاتی ہے۔ اور وہ فعلی اکم مبارک اپنے سنے کے
ساتھ متحقق ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مقام حقیقت محمدی سے ظاہر ہو گیا۔ یہاں تک کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام و علیہ السلام و علیہ السلام و علیہ السلام و علیہ السلام و علیہ السلام
و علیہ السلام کے موافق عمل کریں۔ اس وقت حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج و فراق
حقیقت احمدی کے مقام میں جو ظاہر و باطنی ہوا کرتا ہے۔

جانتا ہے کہ حقیقت اس کے تعین و جہاں سے مراد ہے کہ اس شخص کی تعین
اسکالی اس تعین کا عمل ہے۔ اور وہ تعین و جہاں اس کے تعین و جہاں و تہذیب و تمدن و تہذیب و تمدن
ایک اکم ہے اور وہ اکم انہی اس شخص کا رب اس کے وجودی فیض کا سبب ہے۔ اور اس اکم
کی نسبت حضرت ذات کے ساتھ عظمت و مراتب میں ہے۔ مرتبہ صفت میں اذواج و جودی کہ

اس کے جوہر ذات کے جوہر ہوتا ہے۔ یہی اسم الحاق پاتا ہے۔ اور تشریف شان میں بھی کہ اس کی یاد دل
 ذات و مجرد اعتبار سے ہے۔ یہی اسم صادق ہے۔ اور صفت شان کے و بیان ذوق اس کو تہ
 میں جو سلوک اور بندہ کے بیان میں کھلایا تھا مفصل ذکر پاچک ہے جو معلوم ہو۔ اس کو تہ
 جمع کریں۔ حد شک نہیں ہے کہ شان کا اصل ہونا ہی اگرچہ مجرد اعتبار ہے۔ اس بات کی تصدیق
 کہ اس سے اوپر اس کے شان کے نسبت نام نہ منی ہوں۔ جو اس کے جوہر اعتبار کا سبب ہوں
 ہیں اس کو اس مرتبہ سے بھی صیغہ کامل ہے اور اس سے نادرہ کے فوق میں بھی استعمال
 ہے۔ لیکن اس حدیث میں اس کے ضد کرنے سے خارج ہے۔ اس غیر بے مضامت نے ایک اور ترجمہ
 کو بھی جو کیا ہے۔ لیکن اس مرتبہ کے فوق میں اس کے افتراق اور تفریق کے کچھ کامل نہیں ہے۔ و فوق
 حق و حق علیہ علیہ ہر صاحب علم کے اور علم کا ہے۔

وہی شان لا ذی باب القیظ فیہا
 و فیما شق الیہ حکین ما یستخرج

مبارک شمس کو تازہ صفت مبارک مافقوں کو درو کلفت

ال لہ کی ایک دوسرے فضیلت بھی اپنی متعدد اور عظمت کے سوا حق ان مختلف مراتب کے
 طے کرنے کے اعتبار سے ہے۔ اور اس اسم سے اصل اور بابت تھوٹے ہیں۔ کہ اگر ان کے
 سلوک اور تہذیب کے طریق پر تمام مراتب انکاد سے عروج کو نہ کے ہوں اس کے علم میں ہے
 کسی نقل تک واصل ہیں۔ اور صرف جذبہ کے طریق سے ہیں اس کو کہ میل برنے کو ہم کیا جا سکتا
 ہے۔ لیکن یہ بے اعتبار اور بے اعتماد ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس حکم کو عروج کیا ہے۔ اور
 صاحب تہذیب کو کم و بیش طے کیا ہے۔ اور بابت ہی تہذیب ہے۔

اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شخص کی حقیقت جیسے کہ حقین اور
 کتے ہیں تعین الہی کو بھی کہتے ہیں۔ جب یہ مقامات معلوم ہو گئے۔ تو ان کتابوں کو ملاحظہ فرمائیے
 سے اخذ علیہ اور کو تمام مخلوق کی طرح عالم خلق اور عالم امر سے مرکب ہیں۔ اور وہ اسم الہی جو
 ان کے عالم خلق کی تربیت کرنے والا ہے۔ شان اسمیلم ہے۔ اور وہ جو ان کے عالم امر کی تربیت
 فرماتا ہے وہ اسم ہے جو اس شان کے جوہر اعتباری کا سبب ہے۔ جیسے کہ گذر چکا اور حقیقت امر کی
 شان اسمیلم سے مراد ہے۔ اور حقیقت امر ہی اس سے کہتا ہے جو اس شان کا سبب ہے اور
 حقیقت کہ جس کو اسمیلم ہی سے کہتے ہیں۔ اور وہ نبوت و حضرت آدم علیہ السلام کے

جہاں اسلام کی پیدائش سے پہلے حضرت علیؑ نے مسلمانوں کو بحال رکھا تھا اور ان کی تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑی تھی اور ان کے
 کرکٹ نیکانہ اور نہایت اعلیٰ و اعلیٰ میں تھے اور ان کے ہاں ایک اور ایسی بات تھی کہ ان کے ہاں تھا۔ وہ باجماعت
 حقیقت امری کے ہم جن کا تعلق عالم سے ہے۔ ان میں سے ایک سے حضرت علیؑ نے حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن
 و اسلام نے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں پیدا کیا وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ یہ حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن
 کی اشرفیہ تھی۔ یہی کی تھی اس اسم احمد سے دی جاوے گا اس لیے کہ یہ تہذیب و تمدن کی بنیاد تھی
 بنیاد اس کے لئے کہ اس کے لئے ایک اصول کی جہاں سے اس کے لئے ایک نام احمد ہے۔ اور
 وہ بہت جو حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن کی ہے۔ وہ صرف حقیقت امری کے مقابلے میں نہیں ہے۔
 بلکہ وہ ان حقیقتوں کے مقابلے میں ہے۔ اور اس میں ایک تربیت کرنے والی وہ تہذیب و تمدن کی بنیاد
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تہذیب و تمدن کی دعوت پہلے مرتبہ کی دعوت کی نسبت زیادہ نام ہے۔ کیونکہ
 اس تربیتی آپ کی دعوت عالم سے حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن کی بنیاد تھی۔ اور آپ کی تربیت
 اس تربیتی آپ کی دعوت خلق و ہر کساح ہے۔ اور آپ کی تربیت اعلیٰ و اعلیٰ ہے۔
 کامل کلام یہ کہ اس جہاں میں آپ کی حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن کی بنیاد تھی۔ اور اس کے
 تقابلاً کہ علم و قوت کے ساتھ جن میں حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن ہے۔ وہ نہایت زیادہ ہے۔ اور اس کے
 سبب ہے کہ زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلق خدا نے اپنے لیے سبب علیؑ کی تہذیب و تمدن
 کو اپنی بشریت کے ظاہر کرنے کے لئے بڑی تاکید سے مقرر کیا ہے کہ قُلْ اِنَّ اَكْبَرُ شَيْءٍ كُنْهٌ
 يُؤْتِي اِيَّكَ اَنْ تَكُنْ رَءِیْسَی طَرِیْقِیْ بِشَرِّیْ رَءِیْسَی طَرِیْقِیْ رَءِیْسَی طَرِیْقِیْ رَءِیْسَی طَرِیْقِیْ
 بشریت کے لئے ہے۔ اور جو حضرت علیؑ سے رحمت کرمانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 روحانیت کی جانب سے اب بھی کہی ہوئی بشریت کی مناسبت کم ہوئی۔ اور دعوت کی ذرا نیست میں تفاوت
 پیدا ہو گیا ہے۔

بعض صحابہ کرام نے فرمایا ہے کہ ابھی ہم حضرت علیؑ کی تہذیب و تمدن کے دامن سے
 خارج نہ ہوئے تھے کہ ہم نے لہجہ لوگوں میں تفاوت معلوم کیا۔ اعلیٰ و اعلیٰ شہودی ایمان نہیں ہے
 بدل گیا اور مساعداً و فرشتہ سے گزشتہ کہیں پہنچا۔ اور دیکھنے سے سننے تک نسبت آگئی۔ اور حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان سے جب ہزار سال گزشتہ جو بڑی لمبی مدت اور ہزار سال سے
 تو روحانیت کی طرف اس طرح غالب ہوئی کہ بشریت کی تمام جانب کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ حتیٰ کہ
 عالم خلق نے عالم کو رنگ افشا کیا۔ یہ تہذیب و تمدن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم خلق سے جس چیز

کمال مشابہت سے ایک کو دوسرے پر غیبتیں لیکیں +

تو یہ ہو سکتا ہے کہ اسی جیسے شخص بعد میں السنۃ الاسلام سے فرمایا ہو کہ لایزال دینی
 اولیٰ فیہم خیر انما ینظر ہذا نہیں صلہ جان میں سے بدل کے بعد میں آیا ہو کہ۔ اور یہ نہیں فرمایا
 کہ اولیٰ فیہم خیر انما ینظر ہذا میں جانتا ہوں کہ میں سے بدل کے بہترین آئے ہو گئے
 کیونکہ زمین میں سے ہر ایک کمال آپ کو معلوم تھا۔ اسی واسطے حضور علیہ السلام نے
 فرمایا ہے کہ خیر المؤمنین قرین سب سے بہتر ہے۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ کمال مشابہت کے
 باعث تردد کا مقام تھا۔ اس لئے لایزال دینی فرمایا +

اولیٰ میں کہے کہ انحضرت علیہ السلام نے اہل بیت کے زمانہ کے بعد زمین
 کے زمانہ کو امت میں کے زمانہ کے بعد تاج نامیہ کے زمانہ کو بہتر فرمایا ہے۔ تو یہ دونوں قرن میں خیر
 اس زمانہ سے بہتر ہونگے۔ پھر بقولہ امت میں میں اب کلام کے ساتھ کیسے شایع ہو گا۔ تو اس کے
 جواب میں کہنا ہوں کہ یہ کتاب ہے کہ اس قرن کا وہی طبقہ بہتر ہے اس اعتبار سے ہو گا۔ وہی امت
 کا طبقہ کثرت سے ہو گا۔ اور یہ قیوں اور بدکاروں اور گنہگاروں کا وجود نہ ہو گا۔ اور یہ امر بزرگ اور شیعہ
 کے مختلف نہیں کہ اس طبقہ کے اور یا دشمن سے بعض افراد، دونوں قروں کے دیکھتے بہتر
 ہوں جیسے کہ سنت مسیح +

فیض روح القدس باہر دو فرمایا دیلاں پر کھنڈہ اچھے سیما سید

ترجمہ + فیض روح القدس اس کا گھر سے مرد تو اور بھی
 کہ وہ کسانیں کام وہ جو کچھ سیتا سے ہوا

لیکن اس کا جواب تمام طرح سے بہتر ہے۔ اس کی نسبت گفتگو کرنا افضل ہے۔ سابق سابق ہی میں
 جنت فیہم منہم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ وہ مردوں کا ہزار جتنا سو ناظرہ کرنا ان کے ایک دفعہ فرج
 کرنے کے برابر نہیں ہے۔ واللہ یحکم فیہم و یختار من یشاء اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے
 اپنی حکمت سے خاص کرتا ہے +

جانتا پابستے کہ چلے بیان سے اس عبارت کے معنی واضح ہو گئے جو مراد صمد و
 میں اس عبارت کے اور بھی ہیں ہے کہ کتبہ بالی کی حقیقت حقیقت محمدی کی سوا ہو گئی کہ وہ کتبہ بالی
 کی حقیقت میں حقیقت محمدی ہے کہ حقیقت محمدی وہ اصل امر کا نقل ہے پس پابستیت محمدی کی کو
 ہوئی سائل سوال کریں کہ حضور علیہ السلام کے ایسا سے امت کے طوائف کے لئے آگاہ ہے۔

اور ان سے برکات حاصل کتبہ۔ حالانکہ اس کی حقیقت حقیقت محمدی پر مشتمل ہے۔ تو پھر برکات
کس طرح جائز ہوئی؟

میرا جواب میں کہ جس کی حقیقت محمدی تشریح و تفسیر کی بنیاد سے محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام
کے قول کرنے کے مقامات کی تائید ہے۔ اور کتبہ کی حقیقت محمدی کتبہ کے مقامات کی تائید
ہے۔ اور حقیقت محمدی کتبہ کے مقامات تشریح و تفسیر کرنے کے لئے ہمارے حقیقت کتبہ
اور حقیقت محمدی کے مقامات کی تائید کو سوائے خدا کے کسی اور نہیں جانتا۔ اور بعض
کی امت میں سے کامل و پاک و محض علیہ الصلوٰۃ و السلام کے عروج و غروب سے پہلے یا بعد میں ہے
تو پھر اگر کتبہ ان بزرگواروں سے برکات حاصل کرے تو کیا تعجب ہے۔

زمین زاد و برآسمان آفت
زمین و آسمان فلک پر چڑھا
زمین و آسمان اس سے پہلے رہا

اور وہ صریح عبارت میں جو اس بارے میں مقدم میں لکھی گئی تھی اس میں سورہ مبارک میں
تکمیل صوفیہ تشریح کی کشیدگی سورہ کی ہر دو سے۔ اسی طرح کتبہ کی حقیقت محمدی ان اشیا کی حقیقت
کی کوئی ہے۔ یہ کہ حقیقت محمدی سے معلوم ہوا ہے کہ حقیقت محمدی ان اشیا کی حقیقت
محمدی کے عروج و دوران کے دو کے تعلقات کے کلیہ میں کامیاب ہیں۔ اور حقیقت محمدی ان اشیا کے
فوق ہے۔ پس حقیقت محمدی حقیقت محمدی کی قبضہ و جلا میں۔ اس گراہ لیا میں سے اس کی حقیقت
کتبہ سے بالاتر میں ہے۔ اور ہندی کے ہزاروں سال کے اپنے حقیقت کے درجہ میں ہے۔
وہ مقام میں اشیا کے میں مقامات کی تائید ہے۔ اچھا تو اس میں۔ تو کتبہ ان کی برکات سے حقیقت محمدی
جیسے کہ پہلے لکھا۔

اور نیز ہر حال مبدل و مقام میں ہے۔ **تفسیر علیہ السلام** کے ایک دوسرے سے
افضل ہونے میں ہے۔ اس لئے کہ اس کے ایک دوسرے کے فضل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کتبہ
پرانی ہیں جو طوفان میں اس لئے اس کے کتبہ حقیقت میں تفسیر کرنے سے نہ امت اور تو برکت
کی تفسیر میں اس کے سوا اس بارے میں گفتگو کرنا جائز نہیں۔ **استغفر اللہ و اذنب اللہ** میں
نارک و اللہ و اللہ میں ان تمام قول میں سے جو اللہ کو پسند ہیں تو برکت میں اور خوش
نامت ہوں۔

اپنے اپنے کتبہ میں یہی کتبہ تھا کہ۔

میں نے۔ تفسیر میں پرہیزگاروں کو ہر وقت سکھایا میرے مال کے نام سے
یا نہیں اور تم نے جواب میں صاف کر نہیں۔

تفسیر کو یاد نہیں رہا کہ عام طور پر نفی کی ہو۔ بلکہ یہ لکھا گیا کہ شرانہ پر مشروط ہے جبکہ شرانہ
ہرگز مناسب نہیں۔ اور بعض ہی طرح جائیں۔ چاہئے کہ شرانہ کو نظر رکھنے میں نبی و تنبیہ کریں
اور ہرگز مستحق نہ کریں۔ اور جب تک مستحضر رہیں کہ ساتھ اس بات کو یقین نہ ہونے کے طریقہ سکھائے
چاہئے۔ تب تک کسی کو سکھائیں۔ اور بار بار مہربانی یا دھندلایا کہ کسی بات کی طرف رہنمائی کریں
اور نبی و تنبیہ سے کہیں کہ طریقت چلانے میں جلدی نہ کرے۔ کہ یہ کہ قصود و کان کون نہیں ہے بلکہ
حق قائلانہ کی مرضی کو نظر رکھنا چاہئے۔ اعلیٰ کو نیا شرط ہے۔

دوسرے یہ کہ آپ نے اپنے مریوں کی نسبت کوئی تھا۔ مگر آپ کو اپنی وضع کی نسبت
کو یاد چاہئے تھا کہ کوئی آپ اس جہالت سے اس طرح نہ ملے کہ آپ کو اپنے جہالت سے نہ سمجھتا ہے۔
تو کون نے کہا ہے کہ یہ کوئی آپ ہے کہ وہیوں کی نظر میں اپنے آپ کو کہہ رہا ہے اور شاق و شوکت سے کہے
تو یہ کہ ان کے ساتھ خط و کاغذ نہ کھولے بلکہ ان سے نہیں ملے بلکہ اس طرح سلوک کرے۔ اور حکایت
و گفتگو سے جس کو کہے۔ دوسرے۔

مکتوب ۲۱

نجات کی جانتے ہیں کہ نہ اور بعض مریہ نصیحتوں کے ذریعہ فاسقوں کو اصلاح کی فکر
کھاتے۔

آپ شریف و لطیف خط و آواز سے شفقت و مہربانی کے اس حقیر بے سامان کے علم کما ہوا
تھا شرف و صبر و یار۔ اور اس کے مطابق سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ آپ سلامت ہیں اور سلامت ہیں
جائیں اور سب سلامت ہیں فقر کی جستجو میں ہیں۔ اور سب جائیں ان کی محنت کا سراپا لیکر جائیں۔ اور سب
آئیں ان کی محنت میں آئیں۔ بکری اس جو دھاک کے جس نے فقر و غریب اور اس کو دقت دی ہو
مستیار کیا ہے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ کے لئے دوسرے کرم کے کما تھا کہ اس حکایت کا اصل سنا دیا ہے جو حکایت میں شیخ ابن السکیت
کے ذریعہ کی نسبت مذکور ہے کہ ایک نیکو فیصل کے مرنے پر غوطہ کھایا اور سرور یا سب سے جانچا اور دوسرے
چھوڑ دیا۔ اور دونوں شادی کی اور اس کے اوس میں پیدا ہوئے۔ اور سات سال تک سر میں مقیم رہا۔

تفان پر ایک فن کے لئے دیکھنا میرا کام نہ تھا۔ اور وہ دیکھنے و جہ میں مانگا۔ دیکھا کہ اس کے
کمرے جو دیکھنے کے لئے تھے۔ پرستور موجود ہیں۔ ان کمروں کو پہلے نظر کیا۔ اس کے کمرے
نے کہا کہ صافوں کے لئے کھانا جو آپ نے فرمایا تھا تیار ہے۔ الٹا غور ہے۔

میرے قدم : اس حکایت کا مکمل میں جیسے نہیں ہے کہ برسوں کا ایک ٹکڑی میری
کیسے فرمایا۔ کہ اس قسم کا سادہ بہت واقعہ ہوتا ہے۔

حضرت اہل تہذیب و تمدن علیہ السلام میں جو قیاسی حقائق تھے کہ
اور رسول کی منزل میں پہنچنے کے بعد جو کئی تہذیبوں میں تشریف لے گئے۔ جب پہلے دولت میں
وہیں گئے تو دیکھا کہ بہتر خواب ابھی گرم ہے۔ اور وہ میں منہ لاپنی بھی حرکت میں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے جو اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد تھا۔ میں نے کو رہے کہ یہ
بسطہ ان کی قسم سے ہے۔ بلکہ اس حکایت کا مکمل اس سے پہلے ہے کہ بتا دیا میں جو وقت ہو رہی
تھیں جو۔ حالانکہ عرصہ صاف سال کا درمیان پیدا ہو گیا۔ اہل تہذیب و تمدن میں تین سو ساٹھ ہجری میں
ہوں۔ اور اہل عصر اس وقت تین سو ساٹھ ہجری میں تھے۔ اس بات کو پسند نہیں کرتی۔ یہ حال
یکساں دو شخصوں کی نسبت ہوتا ہے۔ لیکن شہروں اور متحدہ ملکوں کی نسبت کمال ہے۔ جو کچھ
تقریر کی خاطر تریں گئے۔ یہ وہ ہے کہ یہ حکایت دولت پیدا ہی سے نہیں ہے۔ بلکہ خواب
وہ احمق کی قسم سے ہے کہ شہنشاہ کے لئے خواب نہایت سے شہنشاہ ہو گئے۔ اور زندہ سے
پیدا ہی کا وہ ہم گزرا ہے۔ اس قسم کے اسطہ بہت واقعہ ہوتے ہیں۔ بلکہ یہی کتبہ کے علم سے
ہے کہ خواب میں کیا ہے۔ و خواب میں اپنے پیروں سے کہا ہے۔ اور غرض وہ دن کو پاس ہے۔ وغیرہ وغیرہ
اور وہ حکایت بھی جو اس حکایت کے بعد شیخ علی الدین بن عربی قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں
اسی قسم سے ہے۔ **قَالَ اللَّهُ أَتَعْلَمُونَ حَقَّقَ الرَّبُّ لَنَا مَوْزِنًا قُلُوبًا**۔ اور تمام امور کی اس حقیقت سے مطلع ہے
ہی جانتا ہے۔

آپ نے صحاح میں عبارت کی شرح لکھنی چاہئے کہ عید کا مرقی تہذیب ہے اور
قاب کا مرقی تہذیب۔

میرے قدم : ان دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہی ہے اور وہ انسان کو علم نقل کر
اس کے عالم اس سے تربیت کرنا ہے۔ اور جو کہ خدا کا لفظ روح سے خلق کے ساتھ کثرت الوجود
سے اس کا مطلب ہے کہ وہ بیان شکل نہایت ہے۔ اس واسطے ہر ایک کو اپنے ناسیق کے ساتھ

حیات کا استدراں اختیار کیا نہیں ہے۔ آپ نے فیصلہ قتل کی طلب ظاہر فرمائی تھی۔

یہ سب شفیق و مہربان شہر تاقی ہے کہ باوجود اس غریبی و بدگفتاری و بد رویہ سامانی اور
 و حاصل کے اس نے اس میں کچھ بھی نہ کر دیا۔ اور صبح کو پریشانہ مار کے طے کر دیا کہ تم کی کاد کو سے نہیں پاس
 کامیاب در ہے کہ اگر تو اس سو ف سے اپنے آپ کو ساف کر کے اس کے ساتھ کہینے پڑی ہو تو
 اور بیکل کھڑی کی غور سے سمجھتی ہے۔ اس نے چند باتیں کہنے کی جرات کرتا ہے +

یہ فردوس دنیا کے تھائی نہت بہت قلیل ہے اور یہ جہلیں سے بھی اکثر قریب تر
ہے اور بہت کم باقی رہتی ہے۔ اور بقا کے آخرت کی لذت مخلوق اور مدوام ہے۔ اور بلا ملکہ
کو بقا پسند نہ کرے کما حقہ بہت کمی ہے۔ بعد ازاں یاد انی راحت ہے یاد اسی خدایہ
مخلوق صادق طریقت و اسام نے جو خبر دی ہے وہ سچ ہے میں نہانگہ جمال
نہیں ہے۔ ہنر نقل و روانہ میں سے کام لینا چاہیے۔

میرے خدّم اور کارکنانہ امتیازی خدمتہ داروں میں گندھیا اور خٹّے تھانے کی خدمت کی
رہنمائی میں سرور ہوا اور عرصہ گنت بعد باقی رہ گیا ہے۔ اگرچہ انہیں کھانے پینے کے خزانے میں
مستحقین صفت نہیں اور شرف کی حقّی رذل ہے نہیں اور توہی غفلت کو جویشہ کے نام کا وسیلہ
نہ بنوں۔ تو توہی نیکیوں سے بہت سی برائیوں کا کفارہ نہ کریں۔ کل کو نماز یکدم خٹّے تھانے
کے سامنے باغیچے اور کیا جلد پیش کرینگے یہ خواب ہو گوش کب کہنے پیل۔ اور غفلت کی رُئی
کب تک کاوند نہ پڑی ریل۔ غریبکے تھانے سے پرے آٹھ دینگے اور غفلت کی رُئی
کافوں سے بوند کر دینگے لیکن ہر کچھ فائدہ نہ ہو گا اور سب مسرت و سعادت کے کچھ جان بڑے
روح کے تھانے سے پستری اپنا کام نہ پائیں گے۔ اور عاشق کہتے ہوئے فرما چاہئے لعل
عاشق کا درست کراؤ ہو ہی ہے۔ اور اس نام کی تصدیق سے جو تواترہ ضرورت کے طور پر دین سے
معلوم ہو چاہئے چارہ نہیں ہے۔ دوسرے ان باتوں کا علم دہل ضروری ہے جن کا تکفل علم حقّہ
ہے۔ اور تیسرے طریقہ صوفیہ کا سلوک بھی درک ہے۔ اس غرض کے لئے کہ نجی صورتیں
شاد ہو کریں۔ اور نوروں اور رنگوں کا مساندہ کریں جی صورتیں اور انوار کیا کم ہیں کہ کوئی ان کو چھو کر
حیانتوں اور چھاووں سے بچی صورتوں اور انوار کی جوس کرے۔ حادثہ جیسی صورتیں اور انوار اور
وہجی صورتیں اور انوار دونوں حقّ تھانے کی مخلوق ہیں۔ اور حقّ تھانے کے صلئے ہونے پر روشن
فیلپس ہیں۔ چاند و سورج کا نور و عالم شاد سے ہے۔ اُن انوار سے جو عالم شاد میں کہیں۔

کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ یہ روایں بہت خاص عام میں شریک ہیں اس لئے اس کو نظر انداز کیا گیا ہے نہ کہ اس کی پیروی کی جاسکے۔ اس کا

مکمل کر دیکھیں، متنبہ رہنا

میاہ پال لکھنؤ کے صبر و جرات

ترجمہ ۲

جہاں میں سلوک کے مقصود یہ ہے کہ مستحقان شکر میں سے کئی زیادہ حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے اول کی شکر سے کئی گنا زیادہ حاصل ہو جائے۔

مثنوی صاحب الرحمۃ تعالیٰ و تقدس کا دورہ اول بہت سہل یا تنہا کے طور پر معلوم ہوا تھا۔ اس کے اندازہ کے موافق یقین حاصل ہوا تھا۔ جب طریق صوفیہ کا سلوک زیر ہو۔ تو یہ استدلال و تفکر کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یقین اکمل حاصل ہوتا ہے۔ سب اقسامی امور میں یہی قیاس ہے۔ اور نیز طریق صوفیہ کے سلوک سے یہ مقصود ہے کہ احکام حقینہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اور وہ مشکل دور ہو جائے جو نفس کی ناسمجھی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس حقیر کا یقین ہے کہ طریق صوفیہ حقیقت میں علوم شرعیہ کا خادم ہے۔ نہ شریعت کے مخالف بلکہ اور باور پائی کتابوں اور دہانوں میں اس معنی کی تحقیق کی ہے۔ اور اس فرض کے حاصل ہونے کے لئے علم حاصل ہونا چاہیے۔ اور طریقہ تشبیہ و تمثیل کا بہت مناسب ہوتا ہے۔ اور کچھ بے فکرانہ اس نے سنت کی مانند مست کو انہی کے لئے بطور ہمت سے کارہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی مسابقت کی دولت میں حاصل ہو۔ اس کا حال بیکار نہ کہتے ہوں۔ تو خوش ہیں۔ اور گاہ بہ گاہ حال کے مسابقت میں قصور معلوم کریں۔ تو حق ہاں کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت خواجہ احمد راقی قدس سرہ نے فرمایا کہ تمام احوال و حاجات میں میں اور ہمارے حق کو اپنی مسابقت جماعت کے احوال سے ان کی نافرمانی۔ تو سب احوال کے ہم نوا نہیں جانتے۔ اور اگر اول مسابقت جماعت کا احوال ہم کو دیکھیں۔ اس کا حال کچھ نہیں تو یہ کچھ نہیں ہے۔ اور نیز اس طریق میں نہایت برایت میں مندرج ہے۔ پس یہ جو کچھ قدم میں کچھ حاصل کرتے ہیں جو وہ سب کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے۔ اگر فرق ہوتے تو صوفیہ حال تفصیل اور شریعت و رسم شریعت کا بہت شہادت میں صاحب کرامتیم الرحمن کی نسبت ہے۔ کہ وہ اس کا بہت شہادت میں شریعت علیہ السلام کی پہلی مسابقت میں کچھ حاصل کر لیتے تھے جو وہ لیا ہے۔ مسابقت میں میں شاید ہی حاصل ہو۔ یہی مسابقت کہ خواجہ اولیٰ قوی قدس سرہ جو نیز انسا میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قوی و حنفی کے

کتوب ۲۱۲

مولانا محمد صدیق دہلوی کی طرف سے لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعض سوا اس کے جو آپ
میں جو اس نے پڑھے تھے۔ اور اس اثر کے کل میں جو اس نے دیکھا تھا لکھا تھا۔
آپ کے دو کتبہ راقب پے مجھے پہنچ کر ہیں دہلوی کا موجب ہونے حضرت حق تعالیٰ
سید المرسلین علیہ السلام کی فیض مثلاً ترقیاں عطا کرنے۔

آپ نے چاہا تھا کہ صاحب تصنیف پر اپنے تعارف سے مستعد ہو کہ ان ہر جن میں
اس کی استعداد سے بڑھ کر ہیں، پہنچا سکتا ہے یا نہیں۔ ہاں نہیں لکھا ہے۔ لیکن ان ہر جن میں
میں جو اس کی استعداد کے مناسب ہیں۔ ذائقہ راقب میں جو اس کی استعداد کے مخالف ہیں مثلاً
وہ مرید جو ولایت موسوی کی استعداد رکھتا ہے۔ اور اس کی استعداد کی نہایت قوت میں آتا
کے ضعف و کم پختگی کی ہے۔ جو صاحب تصنیف یہ اس کو اس ولایت کے نہایت و بیانات
نکھ پھینکا سکتا ہے۔ لیکن یہ کہ اس کو ولایت موسوی سے ولایت عمری میں فتنہ اور اس ولایت
میں اس کو ترقی بخشنے سے محروم کر دیتا ہے۔

تذکرہ آپ نے دیا تھا کہ وہ کو تمام تہذیب جس میں خفہ اور انسانی مبالغہ میں لے کر
لطیف ہے نفسانہ کا نمونہ لکھا ہے۔ اور وہ اس کی خواہش میں اس کے ساتھ مشابہت پیدا
کر لکھا ہے۔

میرزا جلالی کو معلوم ہو کہ حق تعالیٰ نے اس میں سے لطیف ہے لیکن ازہر و مکن
میں اصل ہے۔ اور مدونہ کے دو غرض سے لکھا ہے۔ جب تک ازہر و مکن سے باطن باہر
رکھتا ہے۔ اور مراتب جو میں میرزا آگے۔ اور ظلال و جلی سے اس کے ہلوں میں پہنچتا ہے
اور صفت و ثناء کی تیسری صورت ہے۔ ناچار مکن اس کو خود و بے ہمت بار نظر آتا ہے۔ اور اس کے
حسن و الخلف کو نکات و خواہش میں برابر دیکھتا ہے۔ اور نفس و افغنی کو اس مقام میں کمال خیال
کر لکھا ہے۔

تذکرہ
اور آپ نے لکھا تھا کہ باواسط یا بلا واسطہ ہم نے کتابت کے عبادت کے وقت حق
کو حاضر و ناظر دیکھ کر عبادت کرنا حق تعالیٰ کے منزل کا موجب ہے۔ بندہ کی طاعت عبادت کرنی
چاہئے مطلب یہ کہ حق تعالیٰ کو حاضر دیکھ کر عبادت کرنی ہے۔ یہی اصل ہے۔

سببیت کے نشان دہانے کے بعد معلوم نہیں کہ اس قسم کی اسباب قدرت سے سزا دہنی ہے
 نہیں اور جیسے دیکھی ہوگی اور وہ واقعہ جو اس کے لئے لکھا تھا اور اس واقعہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا
 مسئلہ دہ اسلام کو دیکھا تھا بہت نیک اور سلی ہے۔ پانی سے مراد علم ہے۔ اور اس میں تھوڑا سا
 علم ہی ہے کہ کمال آنا ہے۔ اور اس بارہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا مسئلہ دہ اسلام کی شکایت
 اس لئے کمال پر نہ کی کہ وہ سوچتا ہے کہ اگر حضرت علیہ السلام دہ اسلام حضرت رحمن کے شاگرد
 ہیں۔ وعلیہ السلام اذہ الانسواء فلہما سکسا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام دہ اسلام کو تمام چیزوں
 کے نام دہ اس کام پر کہ اس آدم میں علم سے مراد علم باطن ہے۔ بلکہ علم باطن کی دو قسم جو اہمیت
 عظیم الانسان کی نسبت سے مناسبت رکھتی ہے۔ والباقی عندنا تلاقی۔ دہ اسلام +

مکتوب ۳۱

پند و نصائح کے بیان میں اور فرقہ ناجیر یعنی مہاراجہ کی خدمت و جماعت کی تابعداری کرنے
 اور جسے مہاراجہ کی صحبت سے جنوں نے علم کو دنیاوی اسباب سے مل کرنے کا وسیلہ بنایا
 ہے۔ چنانچہ کی ترغیب میں سیارہ پناہ شیخ فرید کی طرف اشارہ ہے۔
 عظمیٰ لہم اللہ سبحانہ اعلم بلیقہ عظمیٰ لہم اللہ سبحانہ عظمیٰ لہم اللہ سبحانہ عظمیٰ
 وعلیٰ الہ الصلوٰۃ وعلیٰ التسلیمات حق تبارک و تعالیٰ آپ کو آپ کے عزیز گوارہ دار اور مسئلہ دہ اسلام
 کی باتیں ان باتوں سے بچا ہے جو آپ کی بنا کے واقف نہیں ہیں +
 حق تبارک و تعالیٰ ہے کہ جزاء الانسوان لا الا انسوان انسان کو بدلہ دہاں ہے
 فقر نہیں باینا کہ آپ کے انسان کو بدلہ دہاں انسان سے اور اگر اسے اس بات کے کد نکالتا ہے
 میں سلامتی دہاں میں کی دعا سے ترزاں ہے۔ اللہ کا حمد اور اس کا حمد ہے کہ یہ باطنیہ تعلق
 حال ہے اور دوسرا انسان جو مکافات کے لائق ہے وہ پند و نصیحت ہے اگر قبول ہو جائے
 نہ سہ سادہ +

اسے شرافت و نہایت کے درجہ دہاں۔ تاہم یہ جہتوں کا خلاصہ دہاں اور شرفیت
 کے پانچوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ اور دین شریعت کو باندھتا ہے تاہم یہ سلامتی فرقوں میں
 سے فرقہ ناجیر یعنی اہل سنت و جماعت کے طریقہ حق کے ملوک پر دہاں ہے۔ ان پر گوارہ دہاں
 کی مناسبت کے بغیر غفلت محال ہے۔ اور ان کے عقائد کے اتہام کے بغیر غلامی و دشنام ہے تاہم

فصل اولیٰ در شکی و شک کی بابت و تمایزیں۔ ان میں ستائی میں کسی کے تہائی میں ہے۔ کہ وہ
 ہو جائے کہ کوئی شخص اپنے زور و دھوکے سے یا بہت سے بہت سے ایک ہی کے برابر ہو گیا، تو
 اس کی صحبت کو زبردستی ماننا چاہئے۔ اور اس کی پیشینی کو زہر اخیال کرنا چاہئے۔ یہ ایک طالب علم
 خواہ کسی قسم سے جو وہ دین کے پورے۔ ان کی صحبت سے بھی بڑا ضروری ہے۔ یہ سب غلو
 و طعنا جو دین میں پیدا ہوتا ہے۔ انہی لوگوں کی کشتی سے ہے کہ انہوں نے دنیاوی اسباب کی
 خاطر اپنی آخرت کو برباد کر لیا ہے۔

اولیٰ قُلِ الَّذِينَ أَنْشَرُوا النَّفْلَةَ بِالْهَدْيِ قَدْ تَجَدَّدَتْ تَجَارَتُهُمْ وَمَا
 كَانُوا مُتَعَدِّينَ فِيهِ۔ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے لئے لڑائی فریادی ہیں لیکن اس تجارت
 نے ان کو نفع نہ دیا۔ اور نہ ہی انہوں نے واپس پائی۔

کسی شخص نے ہمیں نصیحت کو دیکھا کہ آج وہ نافع بیٹھا ہے۔ اور گمراہ کو نے اور بھگت
 سے نادمہ کرنا کیا ہوا ہے۔ اس نے ہر حال سبب پوچھا۔ میں نے کہا کہ اس وقت کے بچے وہاں
 میرا کام کر رہے ہیں۔ اور گمراہ کو نے اور بھگت کے دوسرا ہوسکتے ہیں۔

وہاں کے طالب علموں سے ہوا، عمر بہت نیک طبع آدمی ہے۔ بشریکہ آپس کو ملو
 دین دوسری کے اندر پروا دیں۔ اور حافظ نام ہی اسلام کا جنوں کا مکتبہ ہے۔ یہ کہ اسلام میں
 قسم کا جنوں ضرور ہونا چاہئے۔ کہ یونہی نہ لے کر کھنڈی یقیناً ائمہ مجتہدین میں سے کوئی
 دیندار نہ ہوگا جب تک اس کو دیوانہ نہ کیا جائے۔

آپ کو معلوم ہے کہ اس غیر نے لکھا کہ ایک صحبت کی ترغیب میں کوتاہی نہیں کی
 اور بڑی صحبت سے بچنے کے لئے ہاف کو نے میں اپنے آپ کو صاف نہیں کیا۔ کہو کہ غیر اس کو
 اس طریقہ ماننا ہے۔ اسے قبول کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ ہر سب کچھ اندر ہی کی طرف سے ہے
 فطوریہ غیر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مظهر الخیر میں اس شخص کے لئے مبارک ہے جس نے اس کا
 غلو کرنا نہ کیا۔

آپ کے اساتذہ کی یاد اس گفت کو پکا دہ کرتی ہے۔ اور سچہ ممال کے ملاحظہ کو
 در بیان سے اتحاد قی ہے۔ السلام۔

مکتوب ۲۱۲

اس بیان میں دنیا آخرت کی کیفیت ہے۔ اور اس سوال شہوتہ نجسہ اب میں کنارہ کو حرکت
کے باعث وہی مذاب کیوں ہوگا۔ و سائت جہنہ کی مٹاؤں میں غائبانہ کی
کھا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِ لَعْنَةُ اللَّهِ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
نہیں تکیوں کو منہ بنایا۔

حق تعالیٰ نے دنیا کو آخرت کی کیفیت بنایا ہے۔ وہ شخص بڑا ہی بد فیض ہے۔
جو سب کچھ سچ کھا جائے۔ اس کا خدا کی زمین میں قتل ہو جائے۔ اس سے مانتا ہو۔ وہ
بنائے۔ اور اس کے لیے کہ جانی جانی سے بھاگے گا۔ اور اس کے لیے کہ خیر و نیل کچھ خیر نہ
کرے۔ ایسے شخص کو دنیا کو آخرت کا شمار حاصل ہے۔ اور اس کے سر پر تڑپت تڑپت کے کچھ قاتل۔
نہیں۔ ایک بہت لوگ دنیا کی نعمت کو نصرت جانتے ہیں۔ اس غرض کے لئے کہ دنیا کی لذتوں
اور نعمتوں سے پیش محبت حاصل کریں۔ جو باوجود اس قدر حقیتوں اور حقیقتوں کے تباہ و تاراج
بے ثبات ہیں۔ بلکہ اس غرض کے لئے کہ اس نعمت میں کاشعہ کی کریں۔ اور نیک عمل کے
ایک انداز سے وَاللّٰهُ يُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ کے بموجب بے نہایت ثمرات حاصل کریں یہی
وہ ہے کہ چند دفعہ اعمال صالحہ کی بڑا ہمیشہ کا نام مقرر فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اگر ہمیں کائنات میں اجر کئی ملتا ہے۔ اور بڑائیوں میں ان کے مثل جز ہے تو یہ کتنا
کو چند دفعہ بڑائیوں کے عوض ہمیشہ کا مذاب کیوں ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ عمل کے لئے جزا کا ہمیشہ
ہونا واجب تھا۔ اس کے علم پر موقوف ہے جس کے سمجھنے سے ممکن کہ علم قاصر ہے۔
مشتاقان و محضمانت یعنی نیک بیابانی عورتوں کو نہ کہ تہمت اٹھانے میں اس کے
بہر مثل جزا اسی کو کسے فرمائی ہے۔ اور چوری کی حد میں جو کہ دایاں ہاتھ کاٹ ڈالنا اس کی جزا
اور نہ کی حد میں بلکہ بکر کے ساتھ زنا کرنے کی صورت میں سو کوٹے یا ایک سال کی مباد وطنی مقرر کی
ہے۔ اور جو تہمت اولیٰ کا بڑھیا عورت کے ساتھ زنا کی صورت میں رہم میں تہمتا کرنے کا حکم فرمایا
ہے۔ ان حدود و تقاریات کا علم انسان کی طاقت سے خارج ہے۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

خودش عزیز و گرامی است آغاز است ♦

پس کہ اس کے باہر ہی تھامے گئے کہ گرفت کے موافق پیش کا خطاب ہوا اور فرمایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اکثر وقت کی ہمیشہ جلد ہی پیش کا خطاب ہے اور وہ شخص جو تمام وقت حق کا اپنی حق کے مطابق کہتا ہے اور حق کو اول کے برابر کرتا ہے وہ شان نبوہ کا سحر ہے۔ اس کے ساتھ کام کرتا ہو کوئی ہے۔

زاکس کہ بقرآن مستند نہ ہو
جوانانی نہیں ہے حریفانِ عقول

آئی است جہیز کہ جہیزش وہی
بجز سکوت جانانی کا تو نہ کیرجیان

باقی مطلب یہ ہے کہ محلِ ترمذ میں اس مشیخ احمد مغرہ بن ہاشم بن سلطان بن قیس بن
 ہاشم ہے۔ آپ کی ان صفوں اور صفوں کو یاد کر کے جو آپ نے اس کے والد بنکے اس نسبت
 کئے تھے اس قدر کو سید بنا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ اور آپ کی ہر چیزوں میں
 ایک موضع جو کہ اندلی میں انعام فرمایا تھا۔ آئے آپ کے اختیار ہے۔ بدو کے اللہ کی طرف سے
 ہے۔ **وَاللّٰهُ عَلَیْکُمْ وَ عَلٰی مَنْ اَتٰجِجَ الْغَدَاۃِ مَا تَشْرُوْنَ مَکَایِۃَ تَصْفِیٰطِ عَظَیۡمٍ وَ حَلٰلٍ**
اِلَیَّ الْعٰقِلُوۡا وَ اَلِیَّ الْبَیِّنٰتُ اور سلام ہے آپ پر اور ان لوگوں پر جو ہایت کے راستہ پر ہے
 و حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو لازم کیا ۛ

۲۱۵

دنیا کی خدمت میں نیز ادا اب کی طرف مخلص ہے۔

کتب شریفہ و علمیہ مستندہ کی کاپی سے بڑی عاجزی کے ساتھ یہ مبادیہ ان کے
طرف سے ارسال کیا تھا۔ لیکن حق شناس آپ کو اپنے حبیب علیہ السلام کے صدقے
جزائے فرما کرے۔

ان کے خیر و دنیا دار اور دوسرے بڑی بلا میں گرفتاریں اور ایک سے غلیم میں مبتلا ہیں
 کیونکہ دنیا کو حق تعالیٰ کی بہت ضرر ہے اور تمام جماعتوں سے زیادہ مراد اس ہے۔ ان کی فکروں
 میں آہستہ آہستہ ظاہر کیا ہے، جس طرح کہ نجات کو سونے سے فتح کریں اور نہ ہو کہ شکر
 میں ملاویں۔ حالانکہ عقل و دماغ بشر کو اس کمبختی کی بڑائی سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس پسندیدہ کی قیادت
 پر ہدایت و نجات فرمائی ہے۔ اسی واسطے عیسائی نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص جنت کو سے کہیں

ان ائمہ کے عقائد کو پس تو زائد کہ بتایا ہے، جو دنیائے بے رغبت ہے، اور اس کی وجہ سے بھی
 اس کی کمال عقل ہے۔ اس کو وہ عقل کے ایک گواہ کا عارضت نہیں کی عقل کا دوسرا گواہ بھی
 اس کے ساتھ مثال کر دیا ہے، صابن یا نہ سیم مسئلہء مائتہ کی مذہبوں سے ہمال جہان کے لئے
 سراسر عست ہیں۔ اس کو سبب کی حقیقت پر اطلاع غرض ہے، ہذا منہ وکلمہ کی محنت
 و تعلق سے بہت منع فرمایا ہے۔ اس حد مائل تھا جس کے موجود یہ سبب ہی ہر کوئی شکور ہر ملک
 ہندو کو خالص اور خیال ہونے کی امید پر نباست اختیار کرے، تو وہ شخص بڑا ہی بیوقوف اور حق
 باطل ہے۔ جو انیساطہ علم مسئلہء مائتہ کی خبر کا سکر ہے، ایسا شخص منافق کا حکم کتا ہے، کیوں
 تھا ہری ایمان اخوت میں اس کو کچھ فائدہ نہ دیگا۔ اور اس کو تجویز دیا وی جون اہل کے بچاؤ کے سوا
 کچھ نہ ہوگا، حق غفلت کی بڑی کاتوں سے نکالنی چاہئے۔ ورنہ کل مسرت و عسرت کے سوا
 کچھ نہ رہا، حال نہ ہوگا۔ خبر کا ضروری ہے۔

وہ اندر زمیں تو این است کو طوفانی و فانی زمین است
 خبری خبری خبری خبری خبری منش ہے کھرا و تو را بھی ہے وہ علم

مکتوب ۲۱۶

اس بات کے عید میں کہ بعض اولیاء اللہ سے خوارق کثرت ملتی ہیں کہ تمہیں وہ عین
 اولیاء اللہ سے کم، اور مقام ارتقا و تکمیل کے تمہارے اور اس کے مناسب بیان میں
 میرزا حسن الدین احمد کی طرف لکھا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ
 اَطَّاعِیْنَ اَمْرِہٖ اَتَمِّیْنَ اَعْلٰیہٗ اَحْسَنُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰیہٗ اَعْلٰیہٗ اَحْسَنُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰیہٗ اَعْلٰیہٗ اَحْسَنُ
 فاطمہ زہرا میں آئینہ کہ جب دوستوں کے درمیان بعد صوری مجلس ہے اور ظاہری طاق
 فتاویٰ ملتی ہے۔ تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی بعض علوم و معارف یا دوں کی طرف سے
 جائیں۔ اس لئے کبھی کبھی اس قسم کی باتیں کھتا رہتا ہے، امید ہے کہ اہل کا باعث نہ ہوگی۔
 میرے مقدمہ باچہ وایت کی بحث و بیان ہے۔ اور عوام کی نظر و ارق کے ظاہر
 ہونے پر مکی ہے اس لئے اس قسم کی بعض باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ذرا طویل ہے، سنئے گا۔
 وایت فنا و بقا سے مراد ہے کہ خوارق اور کشف خواہ کم ہیں یا زیادہ اس کے مدافع

تیسری یعنی چوبیس کتب سے نور حق نیا، انکسروں اس کی روایت میں تمام ہو۔ بجز باوقات
ایسا ہوا ہے کہ خوارق بہت کم نظر آتے ہیں۔ مگر روایت اہل حق ہے۔

خوارق کے بکثرت ظاہر ہونے کے علاوہ چیزوں پر ہے عروج سے وقت یا وہ بلند
جائے اور زوال کے وقت بہت کم دیکھے جاتے۔ بجز کثرت خوارق کے ظاہر میں میں ظہور وقت نزول
یعنی بہت کم نزول کرتا ہے۔ عروج کی جانب خوارق کسی کیفیت سے ہو۔ کیونکہ اسباب نزول اہل
اسباب میں زیادہ ہے۔ اور اسباب کے وجود کو اسباب کے واسطے معلوم کرتے ہیں۔ اور سبب اسباب کے
فصل کو اسباب کے پرش کے پیچھے دیکھتا ہے۔ اور وہ شخص جس نے زوال میں کیا یا تو اس کے
اسباب تک نہیں پہنچتا۔ اس کی نظر صرف سبب اسباب کے لئے ہے۔ کیونکہ سبب اسباب کے
فصل پاس کی نظر ہونے کے باعث تمام اسباب اس کی نظر سے دور تھے۔ جس میں پس منظر
میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے حق کے موافق عنصر، عنصر، سادہ کر کے ہے۔ اسباب کے نیچے
والے کا اسباب پر واقع ہوتا ہے۔ اور وہ اسباب نہیں دیکھتا اس کا وہ اسباب کے وسیع کے
میں زیادہ کر دیتا ہے۔ حدیث قدسی: *انما عند حق فی عبدی من طلب لی کوام ہے*۔

بہت ثمرات تکمل میں کھلتا رہا کر کیا وجہ ہے کہ اس مستحق اسکی دیابت کو
میں مگر جبرقہ خوارق حضرت سید محمد علی لدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ ویسے
خوارق میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر حق تمہارے نے اس سماک حیدر ظاہر کر دیا
اور بظاہر کیا کہ ان کو عروج نکھڑا دیا۔ ائمہ سے بلند تعلق ہوا ہے۔ ہر زوال کی جانب میں مقام
روح ایک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بند ہے۔

خواجہ حسن بھوی اور حبیب علی قدس سرہا کی روایت اسی مقام کے مناسب ہے۔
منقول ہے کہ ایک ن حسن بھوی درویش کے گناہ پر کھڑے ہوئے کشتی کا انتظار کر رہے
تھے کہ دریا سے بار ہوں۔ اسی اثنا میں خواجہ حبیب علی دم میں آئے۔ پوچھا آپ یہاں کیوں
کھڑے ہیں عرض کیا کشتی کا انتظار کر رہا ہوں۔ حبیب علی نے فرمایا کشتی کی کیا حاجت ہے
کیا آپ یقین نہیں رکھتے۔ خواجہ حسن بھوی نے کہا کہ آپ علم نہیں رکھتے۔ غرض خواجہ حبیب
علی دم کشتی کی دوسرے بندہ سے گئے۔ اور خواجہ حسن بھوی دم کشتی کے انتظار میں کھڑے
رہے۔ خواجہ حسن بھوی دم نے جو عالم اسباب میں نزول کیا ہوا تھا اس لئے اس کے ساتھ اسباب
کے وسیع سے معاملہ کرتے تھے۔ اور حبیب علی جس دم نے جو کھڑے ہوئے طور پر اس کے غور سے

فکر کرد یا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ اسباب کے وسیلہ کے بغیر نہ گانی میر کر سکتے تھے۔ لیکن غیبت و عفر
خواجہ حسن بھڑائی کے لئے ہے جو صاحب علم ہے۔ جو جس نے میں یقین کا طریقہ یقین کے
ساتھ میں کیا ہے۔ جو اشیاء کو جیسی کہ وہ ہیں جاتا ہے۔ کیونکہ قدرت کی اصل حقیقت انھیں کے
پہنچے کہ مشہور کیا ہے۔ اور جو صاحب جیسی صاحب ہے۔ اور کامل حقیقی پر یقین رکھتا ہے۔
بغیر اس راستہ کے کہ اسباب کے وسیلہ میں داخل ہوگا۔

یہ دیکھنا ضرور کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اسباب کا وسیلہ واقع کے اعتبار سے ثابت
و ثابت ہے۔ لیکن ہمیں وہ رشاد کہ سائنس کا ذوق کے صادر کے برعکس ہے۔ کیونکہ ہمیں رشاد
جس کے ذوق حقیقی نہ پانہ تر ہوگا۔ اسی قدر وہ زیادہ کامل ہوگا کہ رشاد کے لئے رشاد و رشاد کے
در بیان اس نسبت کا کامل ہو تا فروری ہے جو تزلزل پر جا سکتا ہے۔

اور جانتا جا رہے کہ جس قدر کوئی اور پر جاتا ہے اسی قدر غلط آتا ہے۔ میں وجہ ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور ملے اور تزلزل کے وقت میں
پہنچے آگئے۔ اسی واسطے آپ کی حرمت اچھا لی۔ اور آپ تمام خلق کی طرف پہنچے گئے۔ کیونکہ
نہایت تزلزل کے باعث سب کے ساتھ نسبت پیدا کی۔ اور انھوں نے کافر سے کافر ہو گیا۔
و رہا اوقات اس راہ کے شرطوں سے اس قدر طریقوں کا فائدہ وقوع میں آتا ہے۔ جو غیر وقوع
مقتضیوں سے بغیر نہیں ہوتا۔ کیونکہ متوسط فیہ رغبہ منتہیوں کی نسبت جنہوں کے ساتھ زیادہ
نسبت رکھتے ہیں۔

اسی سبب کے پیشخ انا سلام علیہ وسلم نے کہا ہے کہ اگر خرقہ کاغذی۔ دھڑلہ کاغذی
موجود ہوتے تو میں تم کو حلال قصاب کے پاس بھیجتا اور خرقہ کاغذی کی طرف بلاتا دیتا۔ کیونکہ
وہ خرقہ کاغذی کی نسبت تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند ہوتا۔ یعنی خرقہ کاغذی تمہاری قسم ہے۔ میرا سب سے
بہت کم فائدہ حاصل کرتے تھے۔ میں منتہی بغیر وقوع تھے۔ ذکر مطلق قسمی۔ کیونکہ کامل فائدہ کا نہ ہونا
اس کے حق میں نہ واقع ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ
قسم تھے۔ حالانکہ سب کا فائدہ سب سے زیادہ تھا۔ پس فائدہ کے کم یا زیادہ ہونے کا شمار۔ جو وقوع
بظاہر ہے۔ ذکر کا تھا اور عدم اتنا پار۔

یہاں ایک نکتہ ہے جس کا جانتا نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح نفس
کے حامل ہونے کی کو اپنی ولایت کامل ہونا شرط نہیں ہے جیسے کہ مشہور ہے۔ اسی طرح

اس کو اپنے خدائی کے وجود کا طریقہ نامی شے نہیں ہے۔ بلکہ خداوت تسلیم ہوتا ہے کہ لوگ
کئی لی سے خدائی نقل کر سکتے ہیں۔ اور اس کو ان خدائی کی نسبت باطل ملامت نہیں ہوتی۔
اور وہ اولیام صائب علم اور شغف میں ان کے لئے جائز ہے کہ اپنے بعض خدائی میں کو
طریقہ دیکھیں۔ بلکہ ان کی مثال یہ صورتوں کو مستند نہ کانوں میں لائیں۔ اور وہ دروازہ ملک
میں ان صورتوں سے ایسے عجیب و غریب حکم خود میں نہیں۔ جو ان میں صورتوں سے کہ ہرگز ملامت
نہیں ہے۔

ازاوش بہانہ ساختہ

ترجمہ: بہانہ ہے ہمارا اور تمہارا۔ اور میں اس میں

حضرت خدوم قبلہ گاہی اس ہنر فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ کہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام
ہے کہ لوگ اطرافہ ہوا ہے کہ تھے۔ جس کہتے ہیں ہم نے۔ آپ کو کہ سطر میں کیا ہے
اور ہم سچ میں ستر لیا ہے۔ اور ہم نے آپ کے حکم کیا ہے۔ اور جس کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے
بہانہ میں کیا ہے۔ اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور میں ہرگز اپنے گھر سے باہر نہیں
نکلا ہوں۔ اور یہی کبھی اس قسم کے آدمیوں کو دیکھا ہے۔ کتنی بڑی ہمت ہے جو ناحق مجھ پر
لگاتے ہیں۔ و اللہ اعلم بحقائق الامور۔ بلکہ صاحب گاہی کی اس حقیقت کو اسطی
جانتا ہے۔ اس سے زیادہ کھنا طول کلامی ہے۔ اس گاہی آپ کی طلب اور بیان یادہ معلوم
کی تو بہت جلدی اس سے زیادہ کچھ کھایا دیکھ۔ اور اللہ تعالیٰ

کتبہ

اس بیان میں کہ باطنی نسبت جس قدر حیرت و جہالت کی طرف پہنچے۔ ہی قدر بڑھتا ہے
اور اس بیان میں کہ کیا باعث ہے کہ اولیاء اللہ کے بعض کشف غلط واقع ہو سکتے ہیں
اور ان کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ اور قضاے مطلق اور تعیناتہ سرم کے وسیلے
فرقی اور ان میں سے ہر ایک کے حکم میں۔ اور اس بیان میں کہ جو کچھ قطعی اور اعتبار
کے قائل ہے وہ کتابت متنت ہے۔ اور اس بیان میں کہ بعض ظاہروں کو طرح کھانے کی
اجازت دینا ان کے کمال اور تکمیل کی علامت نہیں ہے اور اس کے متعلق بیان میں
نکاح ظاہر بخشی کی طرف کھلتا ہے۔

انفقاہیہ و رب العالین و الشوق و السلام علی منینہم و علی آلہم و علی اہل بیتہ
 تحقیق اللہ رب العالمین کہو ہے اور سید المرسلین و اہل بیاتہم و علی آلہم و علی اہل بیتہ
 کثرت کنی ہے کہنے والا۔ ضلع سے آپ نے ضلع نہیں ہی۔ ہر مال کی
 استقامت مطلوب ہے۔ کوشش کریں کیا۔ اسے عمل اور مقام کے ساتھ اختلاف فریت نہ ہو۔
 نہ ہو۔ اور باطنی نسبت کی حفاظت نہایت ہی ضروری ہے۔ اور باطنی نسبت میں قربیات
 کی طرف جانے ہی قدر زیادہ ہے۔ جو ہر حق حیرت تک پہنچے ہی قدر تر ہے۔ کہ کوشش نہ لانی
 اور غلو زات ملتی سب رستہ کے دریاں ہیں۔ وصول کے بعد سب کم چاہتے ہیں۔ اور
 جماعت مطلوب کے نہانے کے سوا کچھ نہیں جتا کہ خوف کوئی کی نسبت یا کھانے کے کوئی
 ان میں خطا کی جہل بہت ہے اور غفل کا تو ان غالب ہے۔ ان کے عدم وجود کو کیا مان جاتا ہے
 اگر چہ جس کو کیا سب ہے کہ بعض کوئی خوف نہیں جو انہیں رافقت صلاہت ہے۔ یہی غفلت واقع
 ہو جاتی ہے۔ اور ان کے برخلاف نہ ہو۔

شوق جہدی کہ ظاہر آدمی ایک اے کے بعد رہا بیٹا۔ یا سفر سے وہیں وطن میں بیٹا تھا
 ایک اے کے بعد ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی وقوع میں آئی۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ
 وہ چیز جس کا کشف نہ ہو اس کی خبر دینی ہے اس کا حاصل ہوا شرائط پر مشروط تھا کہ
 صاحب کشف نے اُن وقت میں شرائط سے مفصل طور پر اطلاع نہیں پائی۔ اور خلق طور پر
 اس شے کے حاصل ہونے کا حکم کیا ہے۔ یا یہ حد ہے کہ کون غلط کے احکام میں سے کوئی
 عاصی پر ظاہر ہوا ہے کہ کاشفی غصہ کو روایات کے قابل ہے۔ اور غصہ میں خلق کی قسم سے تو
 لیکن اس طرف کو اس حکم کے حدود اثبات کی تعلق اور قہریت سے کچھ خبر نہیں ہے۔ اس صورت
 میں اگر اپنے علم کے مطابق حکم کرے تو اس میں منوری غلط کا احتمال ہوگا۔

کہا ہے کہ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام دیکھ کر حضرت یونس علیہ السلام حضرت یونس علیہ السلام
 اور اسکو دیکھ کر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ایک شخص کے حق میں یہ خبر دی کہ یہ جو ان کو
 ہوتے ہی مر جاوے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس جو ان کے حال پر رحم آئے۔ اس سے پوچھا
 کہ تو دنیا سے کیا نہ رہتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ چیزیں۔ ایک کتا۔ ایک بوی۔ دوسرے
 حوا۔ حضرت نے وہیں چڑی مٹا کہنے کا حکم فرمایا۔ وہ جو ان اپنی بوی کے ساتھ حوا سے
 بیٹھا تھا تھا۔ اور وہ حوا سے کا طبق ان کے آگے رکھا تھا کہ اس اثنا میں ایک عامل حوا کو روک دانا

اور حقیقت میں وہ ہیں علوم عامی کے ساتھ اس طرح جانتے ہیں کہ سب سائنس میں اس کے
 ہر علم علوم کو عامی خیال کرتا ہے۔ ہر علم کے بعض احوال میں غلطیوں کے باعث بعض احوال
 میں غلطی آتی ہو جاتی ہے۔ اور نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کثرت اور اختصاص میں برائی کو حقیقت
 اور خیال کرتا ہے کہ وہ ہر عمل میں اور ہر وقت ہر جگہ ہے۔ تو اس خیال کے باعث حکم کرتا ہے اور
 غلطی آتی ہو جاتی ہے۔ اور نہیں جانتا کہ وہ ہر جگہ ہر طرف سے بہت ہوتے ہیں۔ اور ان
 تیسرے جگہوں میں۔ ان مقام پر کثرت غلطیوں ہوتی ہیں۔ غرض کہ کچھ غلطیوں اور باتوں کی
 ہے۔ وہ صرف کتابت و سنت ہے۔ اور جو غلطی سے ثابت ہوتے ہیں اور درستہ کو خیال کرنے
 سے مقرر ہوتے ہیں۔ اور اس کا اجماع اور عقیدہ میں کا اجتہاد بھی نہیں وہ ہر طرف سے ہے۔
 ان پانچ شرعی اصول کے ساتھ اور جو کچھ نہ۔ خواہ صوفیہ کے علوم و مسائل ہوں۔ اور خواہ ان کی کثرت
 و اہم۔ اگر ان اصول کے موافق ہیں تو مقبول میں رہے۔ ورنہ جو حال کو جب تک نہ
 کی میرا ان پر تو قول میں نہیں جو سے بھی نہیں غریب تھے۔ اور کثرت و کمالات کو جب تک کہ نسبت
 کے مفسر نہ ہو کہ میں نے جو کچھ میں نے برابر ہی پسند نہیں کرتے۔

طریق صوفیہ سے ملنے کے مقصود یہ ہے کہ حقائق و شریعت کی حقیقت پہنچا دے
 کی حقیقت میں تین ہی راہ ہو جائے۔ اور احکام شرعیہ کے اوپر کرنے کی آسانی حاصل ہو۔
 کچھ اور اس کے ساتھ کہ رویت کا مدد آخرت کو ہے۔ اور دنیا میں ثابت نہیں ہے۔
 اور وہ مشائخ و تہذیبیات جن پر مصنف خوش ہیں۔ وہ غلطی سے آزاد و شہرہ نشین کے ساتھ غلطی
 لئے نہیں ہیں۔ حق تعالیٰ و راہ الوداع سے میں فرماتا ہوں کہ ان مشائخ و تہذیبیات کی پڑھنا
 پس حقیقت بیان کرے تو اس ملک کے جنتیوں کی طلب میں فتور نہ یاد دلا دے ان کے شوق
 میں قصور واقع ہو جائے۔ اور اس سے میں فرماتا ہوں کہ اگر ابو جعفر علم کے کچھ نہ کہوں تو حق باطل
 سے غلط ہوگا۔ البتہ اس قدر غلط ہوگا کہ اس کی حقیقت و مشاہدات کو مسمیٰ کہیں نہ سنی
 نیکو و بدیہ صلاۃ و اسلام کے چاروں کی تہذیب و شہرہ کی محسوس پر رکھنا چاہئے۔ اگر درست نہیں تو پڑھنا
 غلط اور شہرہ و مثال پر عمل کرنے چاہئیں۔ تو پھر شاید درست ہوں کیونکہ عقل سے مفاد و
 و شک میں یاد دلا دے۔ اور دنیا میں سے چارہ نہیں ہے۔ خواہ ان پر عقلی ہو یا غلطی
 و کثرت و شہرہ سے۔ لیکن قائم دنیا علیہ السلام و اسلام اس شرف سے پاک ہیں۔ آپ کو دنیا
 میں رہتے نہ جہنمی اور سرور اپنی جگہ سے نہ رہے۔ اور آپ کے کامل اجداد کو جو اس مقام سے

غیب کہتے ہیں۔ وہ رویت تھا اس میں سے کسی نے نہ پوچھا کہ یہ ساری حساب کتابی تھیں
یا نہ تھیں۔ جب حکیم شمس الدین نے یہ روایت منقولہ و منکومہ۔ حال کے مثبت سے بنی اس وقت کے
کاتب پر یہ پیشکش ہوئی۔ تو پھر اور ایک کیا حال ہے ؟

دوسرے یہ ہے کہ جانشین نے کہ بعض مخلصوں کو بابت لینے سے منع کیا۔ تو کہ
اس وجہ سے لوگوں کو گمان کی جنس سے حق تعالیٰ کے راستہ کی طرف ہٹا دیں۔ اور آپ
میں ان مخلصوں کے ساتھ فرشتہ الٰہی ہیں۔ اور نزائت حاصل ہیں۔ اور اس سرشت کو کھادہ کر
کوشش کریں کہ ان کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور یہ بات شیعہ میں اور ملت سے شرف
ہو جائے۔ نیز یہ بات کمال و عین کے ہر میں والے اور متصرف سے شمس کے و ماعلیٰ
الرحمن و الہی الخ کا کہ کام نہ ہو نا ہے۔ والسلام

کتاب ۲۱۸

پیرہ قیامت کے آداب کو حفظ کرنے کے بیان میں ملا داؤد کی طرف لکھا ہے۔

یہ سب طرز جانی و سوائے داؤد کا مکتوب شریف ہے۔ یہی کوشش کا مکتوب ہے۔ حق تعالیٰ
شہید ہی دستان کی آل پاک علیہ و علیہم صلوٰۃ و سلام کی فضیلت کے لئے ہر باطن کو اپنی رضیات سے
آراستہ فرماتا ہے۔

باطنی سبق سے نگار کو نے اور وہ ممکن قدس سرہ کے طریق پرست قیامت کرنے میں
ایمان ہو کہ پانچ قریبوں سے فخر پڑے۔ اور اگر باطن میں فخر غلبت کہ دولت طاری ہو جائے تو
اس کا علاج یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک بات میں رجوع اور زاری و تضرع و تضرع کی جائے۔ اور
اپنے غریبی یعنی پرکریا سے اس دولت کے حاصل ہونے کا وسیلہ بنے۔ پھر طرز پر توجہ ہوں
اور حضور و ائمہ علیہم السلام میں اس طریقی دولت کے وسیلوں میں ہوں کہ آداب تو انھیں طبع و نظر کیسے
اور ان بزرگواروں کی مشاوق تعالیٰ کی رضا مندی کا وسیلہ بنائیں۔ بخت ناموس کا طریقہ یہی
والسلام

کتاب ۲۱۹

اس بیان میں کہ آدمی اپنی نادانی سے اپنی غلطی میں ہونے کے دور کرنے کی فکر میں لکھا ہے

ہو یا مرض سے وہ الگ کرنا نہ سمجھتا ہے۔ ناقل پر ہے۔ مریض کے
مشابہ یا توں میں ناچار جانے لگتا ہے۔

عصمت کے لئے ایسا کہ غایب ہو جائے گا کہ اس کا ذکر ہے کہ سید الاولین و
الآخرین علیہ السلام نے انیسویں من مضروب انما اور من الثیبات اخصیہ کو
سید الیقین فرمیں کہ اس کی فیصلہ آپ کو جس سے پاس ہے آپ کو اخصار
کو ہے اور اس چیز سے غور فرمیں کہ آپ کو ایسا ہے کہ

نہے سارے شہر فرقت کے نشان ملے۔ آدمی کو سب کوئی ظاہری مرض عیاں ہے
اور اس کے کسی عضو کو رفت نہیں ہے۔ قوت کو کشش اور سبب از کار ہے تاکہ وہ مرض دفع
ہو جائے اور وقت دور ہو جائے۔ لیکن مرض میں نے جو ماسوائے حق کی گرفتاری سے مراد ہے
اس پر اس طرح غلبہ پلا ہوا ہے جو نزدیک ہے کہ اس کو بیشک موت تک پہنچا ہے۔ اور مرنے کے
شاب میں ہی اس کا گرفتار کرے۔ اس کے دُور کرنے کا فکر نہیں کرتا اور اس کے دفع کرنے میں کوشش
نہیں کرتا۔ اور اگر اس گرفتاری کو مرض نہیں جانتا تو پرانے لمحے کا حق ہے۔ سو اگر کھانا سادہ
و پھر فکر نہیں کرتا تو بڑی پیید ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس مرض کے سمجھنے کے لئے عقلِ سنا
کو کا ہے۔ کیونکہ عقلِ سنا ہی کماؤمِ دیش سے ظاہر دنیا پر مبنی ہے۔ اور حجابِ سناش میں
طرحِ باطنی امراض کو غائی میش و حشر کے باعث مرض خیال نہیں کرتی۔ اسی طرح عقلِ سنا و
بطنی امراض کو عاقبت کے خوابوں کی وجہ سے مرض نہیں جانتی۔ عقلِ سناش کی تھوڑی
تھوڑی عقلِ سنا کی نظر ہے۔

مقتل سعاد انبیا و ادبیا عظیم حضرت امام اسلام کے نصیب ہے، جو عقل حاشد و متفکر اور دنیا داروں کا حصہ ہے۔ ابدان و فوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ اسباب جو عقل و سواد کو بڑھانے کے لئے ہیں، سو کثرت کا ذکر آخرت کے اعمال کا یا دکن اور ان لوگوں کی صحبت میں نہیں ملے۔ جو دوزخ و آخرت کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔

داد و بھڑک نہ کیج مقصود نہ تھے
 ماکر نہ رسیدیم تو شاید یہی
 تھے کیج مقصود بتو یہ ہم نے
 ماکر نہیں ہم کہ شاید تو پاسے

بانتا چاہئے کہ جس طرح ظاہری مرض اعظم شریفہ کے شکل اور ہونے کو باعث ہے
مرض ملین میں ہی دشواری کو سکنہ ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تَوَلَّيْنَا الشَّرَّاءَ مَا تَوَلَّوْهُمُ

الہیہ شکر اور دعائیں جس کی طرف توجہ کرنا ہے بہت حدی ہے اور زمانہ اسے اٹھا
تکثیر از لفظ اعجازی ہے جس کا باری ہے کرنا شین ہے +

نہ ہری مرض میں توجہ کرنا ہے۔ مثالی کڑی اس شکاری کا مستلزم ہو۔ مرضی
میں نہیں کہ منصف اور ایوان کی کو اس شکاری کا موجب ہے۔ ورنہ کایف شری میں کرنا
ہو دولت ہے۔ آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا** سے متعلق
چاہتا ہے۔ اور تکی نہیں چاہتا۔ اورایت کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي كَفَرُوا بِهَا**
منجبتاً اللہ تم سے منع کرنا چاہتا ہے اور انسان منصف پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اس میں ملوث
کہاں میں ہے

نہ ہریہ و جرم ان کے دنیا نیست

کر کوئی نہیں بلکہ شریعہ کے لیے ہے

ترجمہ +

میں اس میں کے دور کرنے کا مضمون ہے۔ اور مادی چیزوں کی طرف تھکانا فرض میں ہے
ماتلہ الرسول الا انما خلقنا القلوب لافہم فیہا کام مکمل پنچا دینا ہے۔ اسلام +

مکتوبہ ۲۲۰

مکتوبہ کی اس خط میں اور ان خطوں کے فٹل کے بیان میں شیخ سعید بھال کی کڑ
لکھا ہے ۱۔

تَعْلَمُونَ أَنَّهُ رُبُّ الْعَالَمِينَ وَالْعَلَمُ وَالْعَلَمُ عَلَى سِتِّ مِائَتَيْ مِائَةٍ وَخَمْسِ أَلْفٍ أَلْفٍ أَلْفٍ
وَعَلَيْهِمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ رُبُّ الْعَالَمِينَ وَالْعَلَمُ وَالْعَلَمُ عَلَى سِتِّ مِائَتَيْ مِائَةٍ وَخَمْسِ أَلْفٍ أَلْفٍ
پرستوہ و سلام +

اس طرف کے فکر کے حامل اور شام ان میں شکر کی زیادتی کا موجب ہیں۔ اور
دستوں کے بارہ میں بھی امید رکھتا ہے +

اس خط میں اس غیبی غیب یعنی از حد حد ہست میں سالکوں کے قدم بہت چلتے
میں آپ اطمینان اور علیات میں غریبیت کو مدد دیکھ کر نہ گمان ہو کہ اس جہنم غریبیت میں
غیب کی جی غریبیت ہے۔ اس میں غفلت نہ ہونے پائے +

تقریباً اس کی بعض باتوں کو لکھتا ہے اور اس خط کا شمار کرتا ہے۔ امید ہے

گوشتہد کی نظر سے ملاحظہ فرمائیے! امدادیں نہ کہ ہجرت یا تسمکے کا سہارا ہی کے امداد کے موافق
کہہ رہے ہیں۔

جان میں کہنا کہ ایک جہت عقلی یہ ہے کہ کبھی ملکات خارجہ میں اپنے آپ کو روک کر
 سے منع پاتا ہے جن کی فضیلت خدا کے احوال سے ثابت نہ ہو۔ اور اگر کبھی اس ملک
 مقام ان بزرگواروں کے مقامات سے نیچے ہے۔ بلکہ یہ اشتباہ کسی کبھی نیا عیسوی مسئلہ کے
 کی نسبت بھی وہ عقلی طور پر بہترین فروع میں واقع ہو رہا ہے۔ عیناً کہ اللہ بین ذوالکمال اللہ
 تبارک و تعالیٰ اس سے غفلت نہ کرے۔ اس باب میں بعض کی عقل کا مشابہ ہے کہ زیادہ دیا میں سے
 ہر ایک کے عروج پہلے ان ملکات سے جو ان کے وجودی حیثیات کے ہوتے ہیں۔ اور اس وقت
 سے روایت کا اہم حقیق ہو گئے۔ دو سو سے عروج ان ملکات میں ان ملکات سے جو اس لئے وجود
 لیکن اگر وہ اس عروج کے ان میں سے ہر ایک کا مقام عقلی وہی کسب ہے جو اس لئے وجود
 تعین کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مقامات عروج میں کوئی حق کو نہ خود کرے۔ اگر عقلی ملکات
 پاتا ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں کے عین مکان ملا تھا عقلی ملکات ہی پاتا ہیں۔ اور ان ملکات
 وہی ملکات عروج کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بابت غفلت ملکات کی وجہ سے ملنے وقوع
 ہو۔ تو ضرور ان ملکات میں باور نہ رہا ہوگا۔ اور اس کو یہ بھی پیدا ہو جائیگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس بات
 سے بجا کر کہ یہ ہم اس سے چھ تعین کو خود کرے۔ اور نیا عیسوی مسئلہ کے مقام کے عقلی ہونے
 اور اولیاء کے لئے بہتر ہونے میں جو جہاں کے مابعد عقلی میں اشتباہ ہو گیا۔ یہ مقام
 ملکات کے قدم پہنچنے کا مقام ہے۔ اس وقت ملکات نہیں جانتا کہ ان بزرگواروں کے لئے ان ملکات
 سے بے حمایت ہو۔ عروج فرماتے ہیں۔ اور عروج عقلی میں پہنچنے ہوتے ہیں۔ اور نیز ملتا چلائے
 کردہ اس ملکات کے عروج کے طبیی ممکن ہیں۔ اور اس میں اس ملکات میں مکان سے جو ان ملکات سے
 چھوٹے اور بہت سے۔ کیونکہ ہر شخص کا عقل ہونا اس کے کم کے اقدم ہونے کے اعتبار سے ہے
 اور اس کے تعین کا بہت زیادہ ہے۔

اسی قسم کے سہرے یہ بات جو بعض مشائخ نے کوہِ سہرے کو کہیں لیا ہے اسے کہہ کر غارت کے عقائد
عروجِ مجددانہ فریفت کیلئے مائل نہیں ہوتی۔ اور اس کے وسیلے کے بغیر ترقی کی کچھ نہ
ہو سکتی۔ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مراد بعد از نبی ہی جماعت سے ہے
یہ لوگ جو کہ عروج کے وقت اس بہت سے جہیز فریفت کیلئے کے تئیں ہر سب سے اور گنتے ہیں

اس لئے ان کو وہم نہ ہے کہ بڑی عظیم الشان و بیان حال میں ہی۔ اور بدعت کر کے
ان کی مراد حضرت صالح ثانیہ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقت ہے۔ اور اصل معاملہ یہی
ہو گیا کہ راز +

تو دین دہری کی اس فعلی کائنات یہ ہے کہ جب تک کہ اس میں اس میں واقع ہو رہے
ہیں کے یقین کا سہرا ہے۔ اور ان میں اصل پر قدم ہوا جا رہا ہے۔ کیونکہ انسانی بائیت
اسی قسم کی بائیت کے باعث ہے۔ پس ان میں اس ضمن میں وہ اس میں جو وہ سرے میں
تینیات کے سہرا میں مل کر اس میں سے قطع کر گیا۔ اور جو ایک سے گزر کر اس میں ہم کے تینیات
کے پہلے باوجود اس میں غیبتی غیبت کو وہ ہم پیدا کر گیا۔ اور نہیں جانتا کہ اس میں اس میں جو کچھ
اس میں دیکھا ہے۔ اور ان سے گزر کر گیا ہے۔ ان کے مقامات کاغز ہے۔ اور ان میں اس میں
حقیقت۔ اور جب اس مقام میں اپنے آپ کو جامع معلوم کر گیا۔ اور دوسروں کو اپنے اجزا
خیال کر کے تو اپنے اپنے ہونے کا وہ ہم پیدا کر گیا ہے۔ اسی مقام میں شیخ بطلم قدس سرہ
نے فرمایا ہے کہ لو آتی از قدم زمین لواء حقیقت میرا بخت و محنت کے جھنڈے سے زیادہ بڑا
ہے۔ غیب کو کے باعث نہیں جانتا کہ اس کے جھنڈے کی بندھی ہوئی ہے۔ اور اس میں اس میں
جھنڈے نہیں ہے۔ اور ان کے جھنڈے کے نو زست ہے۔ اور ان کے ہم کی حقیقت کے ضمن میں
مشورہ ہے۔ اور اسی قسم سے ہے وہ باوجود انہوں نے اپنے قلب کی وسعت کے بارے
میں ایسی ہے کہ عرض ہوا کہ عارف کے قلب کے کرشمے میں وہی وہی عروج ہو گیا ہے
نور کا حقیقت سے اشتباہ ہے۔ اور عرش کے مقابل میں اس کو حق تعالیٰ نے عظیم فرمایا ہے۔ اور
کے قلب کا کیا اعتبار اور مقدار ہے۔ وہ ظہور و جوش میں ہے اس کا اس میں اس میں قلب میں
نہیں ہے۔ اگر چنانچہ اس کا قلب ہی کیوں ہو کہ وہ نہایت۔ اور وہی عرش کے نور پر ترقی ہو گیا
یہ بات کہ یہ کج بعض صوفیہ کو ناگوار گذرے گی۔ لیکن اگر کمال ان کی کج میں باوجود کی +

اس بات کو ہم ایک مثال سے روشن کرتے ہیں کہ انسان جو حکم خدا و افلاک کا تابع ہے
جس میں اس کی نظر اپنی بائیت پر پڑتی ہے۔ تو خدا صراحتاً ان کو اپنے اجزا دیکھتا ہے۔ اور جب
یہ دیکھتا ہے۔ تو کچھ نہ نہیں کہ اگر وہ یہ بات کہہ دے کہ میں کہ زمین سے پیدا ہوں اور
آسمانوں سے نازل ہوں۔ اس وقت حائل لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کی عظمت و بڑائی اس کے
اپنے اجزا سے ہے۔ اور کہ زمین اور آسمان حقیقت میں اس کے اجزا نہیں ہیں بلکہ اس کے

اس کا نونہ بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کی بزرگی ان نونوں سے ہے جو اس کے اوپر ہیں۔ نہ کہ
 کہ فارسی و سادی کی حقیقت ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ کسی ٹپے کا نونہ اس کی حقیقت کے نظیر ہوتا
 ہے۔ تو حاتم کیہ ٹپے نے کہا ہے کہ جمع محو جمع الفی سے جمع ہے۔ کیونکہ جمع محو ہی کوئی
 اور ملی متعلق نہ ہوتا ہے۔ پس جمع ہوگی۔ اور نہیں جانتا کہ پیشہ حال ترکانہ نسبت کے خلاف اس سے
 ایک نون سے ہے۔ اور اس کے نونوں میں سے ایک نونہ ہوتا ہے۔ نہ کہ وہ اشکل اس مرتبہ نسبت کی
 حقیقت پر جگہ اس مرتبہ کے پہلو میں کہ غلط فکرانی اس کے لایم سے ہے۔ یہ جمع محو ہی کا کچھ متغیر
 ہے مالاخر آئے تھیں الاذیاب۔ ۶۰

چونہ نسبت ناک باعام پاک

اور نیز اس مقام میں جبکہ مالک کیل اس اسم میں جو اس کا ب ہے واقع ہوتا ہے تو بااود کا خیال کرتا
 ہے کہ کسب زور۔ اور تین اس سے فصل ہیں اس کے سید سے ہندو مقامات میں چنے ہیں۔ اور
 اس کے سید سے ترقی کی ہے جہاں میں مالکوں کے قدم پہلے کا مقام ہے۔ نہ کہ بااود کے
 کمال سے کوئی اپنے آپ کو فصل جانتے اور بیشہ کا شمار کامل کرے۔

بچا اگر اود شاہ غیر اس کی کسی زمیندار کی دو سے جو اس کی ملکیت میں داخل ہے جو
 اور اس زمیندار کے سید سے بعض مقامات میں چنے۔ اور اس کے ذریعے سے بعض ملکوں کی فتح
 کرے۔ تو اس میں کوئی غیب کی بات ہے۔ اور اس میں کیا خصلت ہے۔

ماہل کلام یہ کہ میں جزئی خصلت کا احتمال ہے جو بحث سے خارج ہے۔ کیونکہ ہر ایک
 محکم اور جزو اپنی کئی خاص وجہ کے باعث ہر کم ذوقوں اور کمزور قوتوں پر خصلت رکھتا ہے لیکن
 یہ خصلت اعتبار سے خارج ہے۔ اور وہ جو معتبر ہے وہ خصلت کی ہے جو عالم و حکیم کہنے لگتے ہیں جو
 اس میں کوئی قسم کے ہشتاد بہت واقع ہونے سے۔ اور اس قسم کے خیال نہیں
 بہت پیدا ہوتی ہیں۔ اور کمزور تک یا لٹ ہی لیکن باوجود اس کے فضل خداوندی شامل حال رہا
 کہ چھلے دلی یقین میں تہذیب پیدا نہ ہوا اور متفق علیہ عقائد میں متور واقع نہ ہوا۔ بلکہ ہشتاد
 انکسار و اذیت عقل ذلت و غلبہ عقاید اس مستند پر اور تمام قوتوں پر اللہ کا عطا و اس کا عطا
 اود جو کچھ عین عید کے خلاف ہے ہوتا تھا۔ اس کا کچھ اخبار نہ کرتا تھا۔ اور اس کو نیک توحید کی طرف پھرتا
 تھا۔ اور اس کی راہ تارنا تھا کہ اس کشف کے صحیح ہونے پر بھی یہ یاقوتی جزئی خصلت پر ہوگی۔ اور چہ یہ
 و سو بھی پیش آتا تھا کہ خصلت کا ہر قرب الہی ہے۔ اور یہ یاقوتی ہی قرب میں ہے۔ پھر جزئی

کیوں پہلی نہیں پہلے یقین کے متاثر ہوں نہ سو نہ کر دل طرح اڑ جائے قہار کچھ اعتبار نہ رکھتا تھا۔
بلکہ یہ کہ استغفار و انابت سے اچھا کرتا تھا۔ اور باجبری اعذار ہی سے دُعا کی تھا کہ اس قسم کے
کشتہ ہر دو ہوں۔ اور اہل سنت و جماعت کے مقتدا کے خوف سے نہ کشتہ ہو۔

ایک دن یہ خوف غالب ہوا کہ ہمارے کشتوں پر وہ اضافہ کریں۔ اور اپنی بھی باتوں کی نسبت
پہچیں۔ اس خوف کے غلبہ نے بڑا بیقرار اور بے آرام کیا۔ اور بارگاہ النور میں جہی اچھا اور زاری
باعث غم و غلالت بہت مدت تک رہی۔ اتفاقاً اسی حالت میں ایک بزرگ کی خیرا پر گئے۔
اور اس سادہ میں اس عزیز کو پناہ دے گا۔ بتایا۔ اسی شام میں خداوند تعالیٰ کی خیریت شامل حال ہوئی۔
اور صمد کی حقیقت کا حقد خدا پر گزشتی۔ اور حضرت سالت غایت سے اس شام ہی آدھ صلح و محبت
تائیں ہیں۔ سو کی نہ روح کہاں گئے حسن و قریب اور غنا لیل کی تسلی کی۔ اور معلوم ہوا کہ بیشک
قرب ہی فی فضل علی کا موجب ہے۔ لیکن یہ قرب جو مجھ حاصل ہوا ہے۔ اور بیت کا ان پیر
کے فضل میں سے ایک خاص کا قرب ہے۔ جو اس قسم خصوص میں جریزہ اب ہے۔ جس فضل علی
کا موجب ہوگا۔ اور اس مقام کی شالی صورت کو اس طرح پر کشف آیا کہ کوئی شک شبہ نہ رہا۔
اور اس شام کا عمل یا عمل دور ہو گیا۔ اور بعض وہ ملام جو اشتباہ کا صلح رکھتے ہیں اور ان میں تاویل
و توجہ کی گنجائش ہے۔ اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں بھی تفسیر زیادہ کشف ہوئی۔

اس تقریر نے پاؤں ان معلوم کے افکار و خیال و محض فضل خداوندی شان سے ظاہر ہوا
ہے کچھ رشتہ داروں کے کلمہ شہد کے لئے تو یہ کہ اشتباہ و تردید سے تازہ دل ان ملام کے
خلاف فریبت نہ رکھیں۔ اور عقیدہ رکھنے کی ہر باتیں۔ یا غفلت و تشکیک کو اپنی جماعت
اختیار نہ کریں۔ کیونکہ اس اندھا حدیث میں اس قسم کی گیب باتیں بہت ظاہر ہوتی ہیں جو بعض کو
ہدایت کی طرف لجاتی ہیں۔ اور بعض کو گمراہی میں ڈال دیتی ہیں۔

اس تقریر نے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بیشک
گمراہوں میں سے کلمہ گمراہ ہو گئے ہیں یا وہ سیدھے راستے سے جھک گئے ہیں۔ ان کی باعث
طریق صوفیہ میں غل ہوا ہے کہ انہوں نے کام کو انجام تک نہ پہنچا کر غلط راہ اختیار کیا۔ اور

گمراہ ہو گئے۔

وَاللّٰهُ

+

۲۲۱

طریقہ حلیہ نقشبندیہ کی خصوصیتوں اور کمالات کے بیان میں ہم نے اس طریق کے خصلتوں اور خصوصیات کی انتہا میں کیا ہے تاہم اس کی انتہا میں نہ ہر جہت سے ہونا اس طریق کے انتہا کے بیان میں۔ اور ضرور اس میں وہ غلطیاں ہو سکتی ہیں اور اس ملک پر تجزیہ کے معتمد ہونے کے حکم کے بیان میں۔ اس میں بیان کمالات میں یہ کہ انتہا عالم ہوتے ہے۔ اور یہ طریقہ محال الی انتہا طریقوں میں سے سب سے غریب ہے۔ اور یہ طریقہ یہاں ہے کہ اس کے ابتدائیں حالات اور وجوہات بیان ہوئے۔ اور انتہا میں یہ کہ انتہا نقدان جو انامیدی کے لئے قائم ہے۔ اور ایسے ہی اس طریق کے انتہا میں قریب شہوتوں اور انتہا میں بدحوالی اور اس طریقہ کے رنگت احسن نے احوال و وجوہات کو احکام شرعی کے تابع کیا ہے۔ اور مذاق و حسن فن کو علوم دینی کا غلام بنایا ہے۔ اس طریق میں پیری و سروری اور قریب کے سیکھنے اور سکھانے پر ہے۔ بلا و شہود پر ہے اور اس طریق میں نفسانہ کے ساتھ بائیں اور چاہا ہے اور احکام شرعی کے کیا ہے اور سنت میں غلطیاں اور عقولہ و اس کے لئے لازم کرنے سے ہیں۔ اور اس طریق میں مائیکہ سلوک شیخ فقرہ کے تعریف پر ہے۔ اور اس میں طریقیہ بزرگوار نسبت کے غلط کرنے میں کمال طاقت رکھتے ہیں۔ اس میں اس نسبت کے مطلب کرنے میں بھی پیری پوری طاقت رکھتے ہیں۔ اور اس طریق میں زیادہ تر افراد اور مستغلوں کا پیشی میں ہے۔ اور خاصا اس طریق کے لازم ہے۔ اور اس کے مناسب بیان میں چند احسن نمونوں کی طرف اشارہ ہے۔

أَحْمَدُ بْنُ رَبِّهِ الْغُلَامَيْنِ وَنَعْتُهُمَا وَأَنَا قُلْتُ مَسِيحُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا الْعَلَامُ

میرے عزیز بھائی! سیادتِ نواح میرے سید حسین نے دو پڑے جو مول کو فراموش
 نہ کیا ہوگا۔ اور اس طریقہ علیہ کے آداب کی رعایت کو جو شاخِ کرام کے تمام طرقوں سے کئی
 گجڑ مٹا ہے۔ ناتہ سے نہ آیا ہوگا۔ چوکتا آپ کو طاعت کی فرست کر لی۔ اس لئے بھلیکے
 اور فکر کہ اس طریقہ تعلیمی بعض خصوصیتوں کے احکامات کو علمِ ہندوستان اور ہندوستان کے علم میں لکھا ہوگا۔
 اگر یہ علوم ہے کہ اس کے علمِ ملت کا بھنا با بھل شدہ اور اس خصوصیت سے یہ بھلا بھلا

خبردار کہ باطن سے ہر ایک کشتہ ہر کون جہم کی آہندہ ہو کر چکر لگے اور اس کا کھانی جیتے ہیں
 دوسرے یہ کہ اگرچہ ظاہر میں جہم طبع ہیں ہے۔ لیکن حقیقت میں اس طبع شخص ہے جو اس طاقت
 واقف ہے۔ الکشف للہدایہ اور اندر نیو لے کیلئے ہے مشہور ہے۔

شہ ہمارے اس مہربان کے مرحوم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہی بنیا
 صیغہ مضمرہ و منہم کے بعد ترقی طور پر ہم نے دوم سے تھیل میں ہمارے مشاہدات اس طریق کے
 بزرگ اعدا کی جاتوں میں آیا ہے کہ چار سی حبیب تمام جسوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ان
 کی نسبت جس سے مراد ظہر منور کو تا کا ہی ہے میں حضرت عتیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اور
 حضور ہے جو تمام اکایوں سے بڑھ کر ہے ہمارے طریق میں نہایت اس کے ابتدا میں مندرج ہے
 حضرت خبار نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کہ ابتدا میں دریا

کوٹے ہیں۔ ۲

قیاس کن زکستایں میں بسا ہمارا

قیاس لے لے گشتاں سے تو بہار مری

ترجیمہ ۶

اشارہ کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی باتاں ان کے جہاں میں مندرج ہوئی۔ تو چوں کی
 ابتدا کیا ہوگی۔ نیز جب دوسروں کی نہایت وصول کن ہے۔ تو چوں کو حق سے آگے کہاں
 تک میرے نہ ہو جو۔ حالانکہ کہیں ذکاۃ العبادین قرینۃ جزیرۃ عبادہ کے آگے نہ کوئی جگہ
 نہیں ہے مشہور ہے۔ تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ:-

اس طرح یقیناً علیہ کی نہایت اگر تشریح ملے اصل مرانی ہے جس کے حاصل ہونے
 کی صورت مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کا حاصل ہونا ہے۔ پس اس سے کچھ لے کر جو
 ہمارے کلام وہ اشارہ میں جن کو وہ اس ملک انص میں سے بہت قوت تکتے ہیں۔ اس اسطے
 دولت کے حاصل ہونے کی علامت اس اسطے بیان کی ہے کہ اگر گاہ میں سے بعض نے
 اصل مرانی کا دم مارا ہے۔ اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کے قابل بننے
 میں لیکن اگر دونوں دونوں کا جمع ہوتا ان کے پیش کیا جائے تو نزدیک ہے ان کے جمع
 ہونے کو جمع نہیں خیال کریں۔ اور حالات کی قسم سے جانیں۔ وہ طاقت جو اصل کا دعویٰ
 کرتی ہے۔ اس کو حاصل جانتی ہے۔ اور وہ گروہ جو اس کے معنی میں اصل کو نہیں خیال کرتے
 ہیں۔ یہ سب کچھ اس بندہ تیرہ کشتہ پہنچنے کی علامت ہے۔

ہیں تو تجلیات ذات ہیں۔ یہی وہ جسے کہ صحت کے تصور کو تین ذرات ہیں۔ اور ذات پاک نہیں ہے۔ ہر کوئی نہ تجلیات ذات کہتا ہے۔ اور بار مطلب حضرت ذات تعالیٰ و تعالیٰ سے جہاں سال کے لحاظ کو بہت متاثر نہیں ہے۔ خود وہ ذاتی زمانہ جو ان کی کوئی کوئی سب کے سب محل طوری ہے جو حضرت ذات تعالیٰ نہت اصل میں ہے۔ اور یہی اصل اور جانتا چاہئے کہ اصل اس مقام میں مطلب کی طرح ہر کوئی نہت ہے۔ اور یہی اصل جس کو عقل سمجھ سکے وہ بحث سے خارج ہے۔ اور اس جناب پاک کے لائق نہیں ہے کہ کہہ دے کہ کوئی کوئی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔ لا یغفل عطاء اللہ الیہ الا سلاطین و اشداء کے طریقہ انہی کے اوشٹا سکتے ہیں۔

انہی کے اوشٹا سکتے ہیں۔
 انہی کے اوشٹا سکتے ہیں۔
 انہی کے اوشٹا سکتے ہیں۔
 انہی کے اوشٹا سکتے ہیں۔

اس طریقہ فہم کے مشائخ میں سے کسی نے اپنے نہایت کی خبر نہیں لی ہے۔ اپنے طریق کے ابتدائی حجت کہتا ہے کہ نہایت اس میں نہایت ہے۔ جب ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہائی ہوتی ہو تو ان کی نہایت بھی اسی جہت کے مناسب ہوتی چاہئے۔ اور وہی ہے جس کے ظاہر کرنے سے اس لہجہ نے امتیاز کامل کی ہے۔

اور بادشاہ برادر پیرزن
 اگر بھیک کے در پر گئے سلطان
 بیاد تو لے خواہت گن
 تو لے خواہت گن

وہی بادشاہ برادر پیرزن
 اگر بھیک کے در پر گئے سلطان
 بیاد تو لے خواہت گن
 تو لے خواہت گن

تفریق کی کہ جس میں تفریق ہو جائے پار سے کا شاہد و بتایم حاصل ہو سکتے ہیں۔ ابتدا میں تھا کہ مستحق ہونا ہے۔ اور دوسرا نام مخلوق و مملکتیں ہے۔ جو سفر و وطن پر تفریق و تفریب ہے۔ جب سفر و وطن میں ہو جائے خلوت و انجمن اس کے ضمن میں تفریب ہو جائے۔ پس تفریق تفریق سفر و وطن کے خلوت خانہ میں تفریق نہیں آتا اور تفریق کا تفریق نفس کے جہ میں ہو نہیں پاتا۔ یہ خلوت و انجمن اگرچہ وہ سب طریقوں کے منتہیوں کو حاصل ہے لیکن اس طریق میں تفریق کی ابتدا ہی میں ہو جاتی ہے اس لئے اس طریق کے فاصلوں میں سے ہے۔

اور جتنا پابندی خلوت و انجمن اس تفریق پر ہے کہ وہ وطن کے خلوت و خلوت کے دوازدہ گونہ کیا ہو۔ اور تمام سوراخوں کو سدھ کر دیا ہو۔ یعنی انجمن تفریق میں کسی کی طرف تفریق نہ ہو۔ اور تفریق و مخالفت ہو۔ نیز اگر کوئی صاحب ہے اور اس کو تفریق کے ساتھ تفریق کرے۔ کیونکہ یہ بات اس طریق کے مافیہ ہے۔

نئے برابر یہ سب عیل و خلفیات تفریق و وسطی میں ہے۔ اور انہیں اس قسم کا عیل و خلف و کار نہیں ہے۔ میں تفریق میں مصیبت سے ہے۔ اور نفس خلوت و انجمن سے اس کے کھلیں گمان کرے کہ جس میں تفریق و عدم تفریق و خلق اور پر سادی ہیں۔ یا نہیں ہے۔ بلکہ تفریق و عدم تفریق اس کے باطن کے نفس مصیبت میں برابر ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور ظاہر سے بھی تفریق کو دفع کرے تو یہ مصیبت ہی بہتر اور مناسب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کرنا فرماتا ہے۔ **وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَغِي إِلَيْهِ تَبْتِغِيْلًا** اپنے رب کا ذکر کرنا اور جسے تو اس سے جڑے۔

جانتا چاہئے کہ بعض اوقات ظاہر کے تفریق سے چارہ نہیں ہوتا۔ بلکہ خلق کے حقوق ہوں۔ لیکن تفریق ظاہر میں حسن اوقات اچھا ہے۔ لیکن تفریق باطن کی وقت میں جائز نہیں کیونکہ وہ خالص حق تعالیٰ کے لئے ہے۔

پس مسلمان بندوں سے تین حصے تعلقہ تعلقہ کے لئے مقرر ہوئے۔ باطن کی سبب اور ظاہر سے ایک نصف اور ظاہر کو دوسرا نصف خلق کے حقوق ادا کرنے کے لئے باقی رہا۔

لیکن ان حقوق کے ادا کرنے میں جو حق تعالیٰ کے امر کی بجا آوری ہے۔ اس لئے وہ وہ سبب نصف میں حق تعالیٰ کی طرف اس سے **إِلَيْهِ تَبْتَغِيْلًا** کا غائب نہ ہو۔ **وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ** و ما ذکر اسم ربک تعالیٰ کی طرف لڑتا ہے۔ یہی سی کی عبادت

۱۰۰ سی پر عمل کرنا۔ تیار بنائیں سے جو کہتے ہو غافل نہیں۔

۱۰۱ اس طریق میں ہندو سلوک پر مقدم ہے۔ اور سیکہ ہندو عالم اس سے ہے۔ ہر مکتا
اکثر وہ سب سے طریقوں کے کہ ان کے سیر کی ابتدا مطلق سے ہے۔ اور اس طریق میں سلوک کی
منزلتیں ہادیہ کے مراتب طے کرنے کے ضمن میں قلع ہو جاتی ہیں۔ اور مطلق کا سیر لڑا کے سیر
خیر ہو جاتا ہے۔ ہر لڑا کے قیاس سے بھی کہیں کہ اس طریق میں ابتدا میں سیر ہے کہ لڑا نہیں کرتا
ہے۔ پس سلوک ہو کہ ابتدا سے اس طریق میں ابتدا لکھیں میں منسوج ہے۔ نہ کہ مکتا ابتدا کی یہ پہلے
آتا ہے۔ اور نہایت کا قیام کرنے کے بعد جاننا کا یہ کرتے ہیں۔

۱۰۲ مشنوی سے اس قسم کا خیال بدلتا ہو گیا ہے کہ اس طریق کی ابتدا دوسرے
مشائخ کے طریقوں کی ابتداء ہے۔

۱۰۳ اگر کوئی کہے کہ اس طریق کے بعض مشائخ کی عبادتوں میں اتق ہے کہ اسرار صفات میں
ان کا سیر ان کی طبیعت کے تمام ہر نفس کے بعد واقع ہوتا ہے۔ جس وقت وہ ان کی نہایت سلوک
کی ہدایت ہے۔ کیونکہ اسرار صفات کا یہ تجلیات نہایت کی یہی نسبت بتاتا میں ہے۔ تو ہر ہر
میں کہتے ہیں کہ ان کا سیر اسرار صفات میں تجلیات ذاتیہ کے سیر کے ہم پیش ہے۔ بلکہ اس سیر کے
ضمن میں سیر بھی واقع ہو جاتا ہے۔

۱۰۴ ماس کام یہ ہے کہ سیر یزمانی و سفالی کو راند کے کوشش کے بعد مکتا ہو کر تیار ہے
اور تجلیات لائق کا سیر پر مشید ہو جاتا ہے۔ تو خیال میں آتا ہے کہ اس سیر کو تمام کر کے مکتا ہے
تجلیات مکتا و سفالی میں نقل ہو گیا ہے۔ مگر کیا یہ نہیں ہے۔ ان لایت کے مانع میں یہ فوج
کونے کے بدخلق کو حق تناسل کی طرف حوت کرنے کے لئے عالم کی طرف رجوع مانع ہو گیا ہے
اگر اس رجوع کو ان کی نہایت بکرا لائی ہدایت تصور کیا ہو۔ تو یہ نہیں لیکن اس طرح کہ جب کہ
اس کے مشائخ نہایت میں ہر رجوع کرتے ہیں۔ اور نیز نہایت ہدایت سے مراد لایت کا نہایت ہدایت
ہے۔ اور یہ رجوع کا یہ لایت سے تعلق نہیں کرتا۔ بلکہ تیز رجوع کا یہ تعلق فایک صفر ہے۔ اور
یہ طریق سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور بیشک مکتا ہے۔

۱۰۵ حد یہ تو اب لکھنؤ میں قریب سوائے کو ہوا اور تیز سیر طریقوں سے
اقرب ہے۔ اور فرمایا حق تبارے سے میں نے یہ طریق طلب کیا ہے جو بیشک مکتا ہے۔ اور
آپ کی یہ احادیث قبول ہو گئی ہوتی ہے۔

پناہ و تحفظ میں مغربی خواجہ احمد اقدس مراد سے منقول ہے کہ کبریا فرات قبیلہ اور پسر
ہو جبکہ انہیں اس کے بعد نامہ شریف ہے و نامہ بہت ہی قیمت ہے یہی طریق ویاصل ہو
اور ہوتا ہے اختیار کہ وہ اور یہ فیض پلا جیسٹ

خوشیہ نجوم کے ہیں ایت

ترجمہ م اگر کوئی کہے کہ اس میں تو رشید پور نہیں

ہوں کہ کوئی طالب کسب کسی شخص کے اذکار پر بسے تو طریق کو بیان ہے۔ اور طالب کا یہ تصور کہ یہ حقیقت میں اس طریق کا یہ سہل ہے۔ نفس طریق۔ اور اس طریق میں ابتداء میں ملاوٹ و جھان ہے اور انتہا میں میری اور نقدان۔ جو کامیابی کے کو لازم ہے۔ یہ غلاف و سہل ہے۔ ابتداء میں اس طریق میں جھان اور نقدان کہتے ہیں اور انتہا میں ملاوٹ و جھان۔ اور یہی ہے اس طریق کے ابتداء میں ثابت شدہ ہے اور انتہا میں بعد و حراں۔ یہ غلاف و سہل ہے۔ شائع کرام کے طریقوں کے ۴

پس میں مشنوں سے طریقوں کے فرق کو قیاس رکھا جائے۔ احساس اپنے طریق کی برتری کو
 لوہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ قرب شہود اور عداوت و بدین و دوسری اور چوتھی سے خبر دیتے ہیں۔ اور
 حرمین اور مہجور کی افواج میں نہایت قرب سے خبر دیتے ہیں جھگڑا میں بات کو سمجھتے ہیں۔
 اس سید کی شہوت میں اس تمیز میں لیا جاتا ہے کہ کسی شخص کو اپنے نفس سے زیادہ تر اپنے
 ایکہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرب شہود اور عداوت وہ بدین میں کے لئے اپنے نفس کے حق میں شہوت
 اور اپنے غیر کی نسبت میں سے بیگانگی کا ہے۔ یہ سب میں موہ ویر۔ غافلانہ فعل کا نتیجہ
 اشارہ ہے جس جھگڑا کے لئے ایکہ کی اشارہ کافی ہے۔

اور اس طریقہ کے بزرگوں نے حال و سوا پیدا کیا کہ مشرق کے تابع کیا ہے
اور اذواق و سوار کے علوم و فنون کا قیام کیا ہے ؟

[illegible]

ان کا سامنا نہ ہو جتنی سے تر ہے جیسے کہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے +

حضرت عواذ احقر اقدس ہر نے فرمایا ہے کہ اس بات پر علیؓ کے توجہ کو جس قدر میں ہر
و اعلم کے ساتھ نسبت نہیں لکھائی گئی کہ اس سے جتنہ ہے۔ اور اس طریق میں یہی درجہ کی توجہ کے
تسلیم پر موقوف ہے۔ علاوہ شہرہ و مشائخ کے از علیؓ تو اس میں سوہم ہے۔ جسے گمان میں ہے
مستحق ہے یہی درجہ کو علاوہ شہرہ و مشائخ کے کہ یہ ہے۔ یہی جہت کہ یہ قدر توجہ نہیں کرتے۔
اور طریق لکھنے کے لئے کہ مرشد کہتے ہیں یہ نہیں جانتے۔ اور تھاب یہی کہ اس کے حق میں نظر نہیں
رکھتے۔ یہ بھی کیڑی جہالت اور نادانی ہے۔ نہیں جانتے کہ ان کے مثل نے جسے تسلیم و محبت
کئی پر کیا ہے۔ اور یہ کہ توجہ توجہ فرمایا ہے۔ بلکہ یہ اصل کی حیات بلکہ طلب اپنی حیات کی
دیکھے تو اس کو باز جبکہ چلے یہ کہ نکال کے فیروہ سے یہ کہ اختیار کرے +

حضرت عواذ نقشبند اقدس ہر نے اس بات کی توجہ کے لئے اسے بخارا سے
اس بات کا قوت دست فرمایا تھا۔ اس میں ایک پر سے غرق ارادت دیا ہو۔ تو پر وہ سے
غرق ارادت نہ لے۔ اور اگر اس سے تو ہر کہ غرق لے۔ اس سے یہ فہم نہیں آتا کہ وہ سوا پر
نہ کرے۔ بلکہ وہ اس کے غرق ارادت ایک سے لے۔ اور حقیقت کی تعلیم دوسرے سے اور
تیسرے کے ساتھ لکھے۔ اور اگر تینوں وہ تین ایک ہی سے تیسرے ہو جائیں۔ تو نہ جہت دست
اور جہاز نہ کہ خواص متعدد سے تعلیم و محبت کا استفادہ کرے +

جانتا ہے کہ یہ پر وہ سے جو وہ کو حق سمجھنا کی طرف تھا کی کرے۔ یہ بات تسلیم طریقت
میں زیادہ ہو کر اور واضح ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی ہے
برخلاف یہ غیر تسلیم کے۔ پس یہ تعلیم کے آداب کی زیادہ تر رعایت کرنی چاہئے۔ اور یہ رہنے اور کھانے
کمزور ہو متعلق ہی ہے۔ اور اس طریق میں یہ امتیاز اور جہت نفس آزاد کے ساتھ احکام شرعی کے
بجائے اور نہ جہت سمیت ملے صاحب الفضلہ و السلام کی متابعت کو لازم پکڑنے سے جس کیونکہ
یہ غیروں کے سمیٹنے اور رکھنے کے نازل کرنے سے نفس آزاد کی خواہشوں کو دور کرنا مقصود ہے
جو اپنے سوا کسی اور کی دشمنی میں قائم ہے۔ پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجائے
مداہمت ہے۔ جس قدر شریعت میں اس طرح اور شہادت قدم ہو گا۔ اسی قدر ہونے نفس سے دور تر ہو گا
کیونکہ نفس پر شریعت کے اور مدد خواہی کے بجائے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے اور اسباب
شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خدائی مشق نہیں ہے۔ وہ امتیاز اور جہت ہے جو

نشست کی تہیہ کے سوا اختیار کریں و مستیر نہیں ہیں کیونکہ کچھ کی اور بندہ برہمن اور یونانی کے
 فلسفی اس امر میں شریک ہیں۔ اور وہ ریاضتیں ان کے حق میں گراہی کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتیں
 سوا ان کے کہ کچھ نامہ نہیں دیتیں اور اس طریق میں طالب علم کو شیخ سے تہہ آن طلبہ پر خصوصیت اس کے تصرف کے
 بڑی کہ وہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ابتدا میں تہہ تہہ کی روکائی کی طرف توجہ دلا رہا ہے اور چونکہ اس کی کوئی کمال ہوتا
 ہے کہ اس کی تعلیمات پر جو غرضی کی اہمیت جس کے ان اصول و فروع سے امتیاز کے لئے اس کی تعلیمات کی بنیادیں ہیں
 اور توجہ بخش بہت سے اس کے اس کا وہ طالب علم جو اس سے باہر ہے

تفہیم یہ عجب قافہ سالک مانند کہ برنامہ یہاں مجرم قتل

عجب ہی قافہ سالک میں یہ نقشہ بندی

کہ یہ جاتے ہیں ہر شیعہ ہم تک قافہ کو

یہ بزرگ اور جس طرح نسبت کے مطالعہ کرنے پر کمال طاقت رکھتے ہیں اور تہہ تہہ میں طالب علم کو
 و گامی بخش دیتے ہیں۔ اس طرح نسبت کے سلیب کو نے میں بھی بڑی طاقت رکھتے ہیں اور ایک
 ہی جہت سے متعلق ہے صاحب نسبت کو غفلت کرتے ہیں۔ ان سے ہے جو دیتے ہیں اسے بھی لیتے
 ہیں۔ اس لئے اپنے فہم اور اپنے اندر لیا کہ کام کے فہم سے بچا ہے

اور اس طریق میں زیادہ تر اندھا اور ستھاد خاموشی میں ہے۔ ان بزرگوں نے فرمایا
 ہے کہ جس کو ہماری خاموشی سے نفع حاصل نہ ہوا۔ وہ ہم سے کلام سے کیا نفع حاصل کریگا۔ اور اس
 خاموشی کو انہوں نے کلمہ کے ساتھ اختیار نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان کے طریق کے کلام اور ضروریات
 سے ہے کیونکہ ان بزرگوں کی توجہ ابتدا ہی سے اہمیت مجدد کی طرف ہے۔ اور اس وقت
 سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے۔ اور معلوم ہے کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے
 موافق خاموشی اور کلمہ ہوتا ہے۔ حق عزت اللہ حکم کرتا ہے انہوں نے اللہ کو چاہا اس کی
 تہاں کلمہ ہو گئی اس بات کی صداقت ہے

اب ہم اس نظر کو اللہ کی حمد اور اس کے حبیب کی صلوة پر ختم کرتے ہیں۔ آمین و
 و تمنا العالیین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ الطاہرین و تلمذہم الطیبین
 اللہ رب العالمین کا حمد ہے۔ اور حضرت سید المرسلین اور آپ کی آل کے

صلوة و سلام ہے

کتاب ۲۲۲

حوال کی فراہمی اور یہ ہے کہ سنات کو کم دیکھنا اور جتن رکھنا اور اس پر یہ قصور کا دایرہ کے
کماؤ کے ساتھ صحیح ہونے بلکہ اس پر کہ ان کماؤ کا اثر ہو سہ اس کے مناسب
بیان میں خواجہ محمد شاد شرف کا بی کی طرف ملاحظہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ وَفَقْنَا لِمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَنَا اَعْلَىٰ طَلَبَاتِ بَحْرٍ لَا يَبْسُو لَكَ اَذْكَرُ وَلَا اَفْزَحُ
تَحْلِيَةً دَعَلَ اِلَىٰ السَّلَواتِ قَالَتِ الْبَنَاتُ يَا اَللّٰهُ تَرْمِ كُوْنِي فَمَا سَدِي تَرْمِشْ اَوْ مَضَرْت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت انی طاعت پر ثابت قدم کہ
ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ یہ صادق وہ ہے کہ میں اس کی ایک ایک چیز کو عمل کرتے ہوئے
فرشتے اس کے احسان میں کچھ گھٹے نہیں۔ اور یہ حق پر تہذیب و تقویٰ سے اپنے حق میں معلوم کرتا ہے
کہ کہ تہذیب میں معلوم نہیں کہ میں اس کی تہذیب میں کوئی ایسی نیکی چاہے جو اس کے احسان میں نہ آ
حقانہ تعلق جاتا ہے کہ فیما بین یا تہذیب و تہذیب سے نہیں کہ۔ اور یہ تہذیب و تہذیب
کے معلوم کرتا ہے کہ کافر و کفار اس سے کئی تہذیب بہتر ہے۔ اور اس کا باعث ہے جو اس کے
عاجز نہیں ہے۔ اور یہ تہذیب و تہذیب کے طریق پر اپنے تہذیب کو بہتر اور احاطہ کرتے ہوئے جانتا ہے اور
ان کا ہر کمال کے ہوئے خیال کرتا ہے۔ اور وہ نیکیاں بہتر ہوتی ہیں۔ اپنے کا تہذیب و تہذیب
اس کے گھٹے کا زیادہ تہذیب ہے۔ اور معلوم کرتا ہے کہ اس کا تہذیب و تہذیب میں ہے۔
اور کہ تہذیب میں معلوم کیا ہے۔ اور اس کا تہذیب کے احسان کے کوغالی اور عقیدہ اور اس طرف کے
احسان کو بھر پورا اور سیدہ جانتا ہے۔ رحمت کے حوالے سے کوئی یہ نہیں۔ اور مغفرت کے سوا
کوئی وسیلہ نہیں جانتا۔

اَللّٰهُمَّ تَغْفِرْ بَلَاءَ اَوْ سَمْعُ مِنْ ذُنُوْبِي وَذُنُوْبِكَ اَوْ سَمْعُ مِنْ ذُنُوْبِي
یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بخشش میں سے زیادہ کیسی ہے۔ اور مجھے اپنے عمل کی نسبت تیری
رحمت پر زیادہ امید ہے اس کے حال کے موافق ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ حق تعالیٰ کے فیوض و انعامات جو ہر کمال اور کمال کے درجوں میں
ناقص اور ہیں اس پر یہ قصور کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس میں یہ تہذیب و تہذیب ہے۔ اور
بہتر و تہذیب کی تہذیب ہے۔ اور یہ تہذیب و تہذیب کے تہذیب اور تہذیب کے تہذیب ہے۔

مکتوب ۲۲۳

احوال و معاملات کو شیخ بزرگوار کی خدمت میں ظاہر کرنے کی ترغیب میں ابو جلال الدین حسین
مخولانی کی طرف سے فرمایا ہے۔

برادر منیر حاجہ جلال الدین حسین نے مدت سے اپنے احوال کی کیفیت سے اطلاع
نہیں دی۔ آپ نے نہیں سنا کہ شیخ کریم زہدس برید کو جو تین روز تک اپنے احوال و معاملات
کو اپنے شیخ کی خدمت میں عرض کرے کہ وہ پڑھتے ہیں۔ خیر جو کچھ ہوا ہو گا۔ پھر ایسا کریں۔ اور
جو کچھ ظاہر ہوتا ہے سب لکھتے رہا کریں۔ میرے نزدیک احوال کا مہلک تاہم نفع بخش کھیل احوال کی خدمت
وہ جو فیروز کو کشش کریں۔ اور ان کی ہلک سی صحبت کو پڑا ہوا عزیز بنائیں۔

دویم تراز چنی مقصود نشان

وہ نام

بنایا جسے گنج مقصود ہم نے

ترجمہ ۲

مکتوب ۲۲۴

آداب کی طاعت کرنے اور آزار کے ظن اور کرنے میں جس کا وہم نہ تھا۔ اور احتیاط کا
اگر لے۔ تعلیم طریقت کے بارے میں تاکید کرنے۔ اور فقر کی طاعتی اور ناداوی بہداشت
کونے۔ اور جس ان نصیحتوں اور تنبیہوں کے بیان میں جو اس مکتوب کی پشت پر لکھا اور ظن
قدیم کی طرف کھینچیں۔ میرا محمد جمال بخشی کا لکھا ہے۔

میرے سادہ منہ بھائی یعنی سبادت پناہ میرا محمد جمال کا مکتوب شریف وصول ہوا۔
ان مقدمات کا ضمن میں جو آپ نے ترتیب لئے تھے۔ اسان شکوک کا مطلب جو آپ نے لکھے تھے
واضح ہوا۔ لوگ آپ کو زائد کا قائل کہتے ہیں۔ چوں کہ قسم کی باتیں اس شخص کے ساتھ جس سے چارہ
نہیں ہے وہ بیان لکھا گیا مناسب ہیں۔ جب کہ اس سے قطع نہیں کر سکتے اور بغاوت نہیں حاصل
کر سکتے۔ باوجود ہی باتوں کے خیال نہ کریں کہ اس قسم کی باتوں سے فقیر کے دل میں کسی قسم کا خیال آیا
جس کا انجام آزار ہو چر جائے کہ بیزار ہی کی ذریعہ پہنچے۔ آپ کی خوبیاں نظر کے سامنے ہیں۔ اور آپ
کی خوشنواںی سے ساقط ہیں کسی طرح اپنے دل کو پریشان رکھیں۔ اور کسی وجہ سے اس طرف کا اتنا
تصور نہ کریں۔ کیونکہ کسی وجہ سے آزار واقع نہیں ہے۔ اور آزار کیسے متصور ہو۔ جب کہ آزار کا موجب

مشتق ہے۔ وہ امور جو بہت سے طاقت پر عمل کر کے ہوں۔ وہ اخذہ کے قانون سے ہیں۔
 ہمارے دماغ میں سے وہ رائے طریقت کو ہمیشہ اپنے دماغوں کے قاعدہ و پیمانے میں برابر ہیں۔
 حکاموں کا حکم اس میں کیا کیا کہتے ہیں۔ وہ اس کی نفی کے لئے۔ کیونکہ جب سلطان میں اور
 میں میں اس کے لیے کی گئی ہیں۔ تو پھر یہی اختیار اور ایک سے کام لیا جائے
 یہ کہ ہر کوئی جو اس سے بچتا ہے۔ وہ اپنے دماغوں اور دماغوں سے بچاؤں کو نیکوں کی طرف
 رخ کرے۔

آزاد گردوں نے فرمایا ہے کہ میں میں جب طاقت و نصیحت کے رستے سے گئے
 ہیں۔ تو یہی ثابت ہو گیا ہے۔ میں میں رہتے اور ساتھ لگتے ہیں۔ وہ دماغی و فیزیکی کے
 باقی حق میں نے کیا کیا ہے۔ میں میں اس سے آپ کی طرف اور بہت دماغ مطوہ ہو گیا ہے
 یہی ہے جو سادہ سادہ ہی کی طرف پہنچا کر ہے۔

دوسرے یہ ہے کہ فرقہ وادی اس کو وہ دماغ اور حضرت سید اکرمی صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کی اقتدا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ اپنے کمال کرم سے اپنے بندوں کی روزی کا روزہ ہوتا
 ہے۔ کہ اس کو آپ کو اس فکر و تردد سے ناز و غلبہ جس قدر آویزا ہو گئے۔ اسی قدر رزق زیادہ
 دیا۔ آپ ہیست کے ساتھ حق تعالیٰ کی شانسی کمال کرنے میں توجہ ہوں۔ اور تبلیغ کا علم حاصل
 ہے کہ ہم اس کو لیں۔ و الباقی عند اللہ۔

بعض باروں میں جو اس طرف آئے۔ تھے ظاہر کیا ہی تھا۔ آنا کہ ہم میرے دل میں
 ہیں۔ اس لئے تاکید اور بانڈ سے لکھا گیا ہے کہ آزار کے دم کو جو کر لیں۔
 وہ سب یہ کہ ایک خط یا ایک خط تھری کی طرف لکھا تھا کہ جو نہ پھر توں پر مشتمل تھا۔ جو
 دیکھتے کہ اس خط کا ضمن اس کی طبیعت کے پسند آنے یا نہ آنے پر وہ نہیں۔ وہ کوئی جو اس
 پر کے ساتھ طبیعت رکھتے ہیں۔ اگر ان کی غلطی و خطا کو ہمیں جگہ سے اس حق کو باطل سے جگہ کرے
 اپنے دماغ سے کس طرح بری ہوگا۔ اور آخرتوں کی مانند لکھا گیا۔ آپس سے کہیں۔

کیونکہ یہ طبع است باقریہ

جو حق کہنے کا ہے کہ میں میں جو کو میرے مشتق

نصیحت جو کوئی کہ اس سے بچاؤ کو ملل آئے

بانا پانے کے شیخ بنے۔ اس کی طرف خلق کو دعوت کرنے کا مقام بہت ہی عالی ہے

آئے سارے کارکنانِ حق و قلم کا ان کی فی اُفتابِ شمعِ حق قوم پر ایسا ہے جیسے نبی ہستی
 میں: ہر بے شمار ماں کو اس بلند مرتبہ پر کیا نہایت ہے۔ ۵

میرے مریبیاں کے شوق ہشت آہ سیماں کے شوق

مگر اگر ک نہیں ہے تو میڈوں کبھی تم نہیں بناسیڈوں

اور اہل مقامات سے منسلک ہوتا اور شہادت و تجربات کی حقیقت کا چھاننا اور کشف الہامی کا حاصل ہونا۔ اور واقعات کی تعبیر کا ہونا۔ اس لئے مقدم کے نام سے ہے۔ ورنہ قریباً
خبر کا انشاء اور اس کے بغیر بیان و تزیین تکحیف ہے۔

اصل کا نام یہ ہے کہ طاعت کے بڑے اور قس منہم بعض مردوں کو پیشہ و سر کے کہ
منہم شیخی کہ پیشہ کسی مصروف اور جی کے لئے ایک قسم کی اجازت دیتے تھے۔ اور یا اصل
تقریر فرماتے ہیں کہ طاعتوں کا طریقہ کہ اعمال و عبادت پر مطلقہ نہیں +

اس قسم کی خبریں شیخ محمد کو کہانہم سے کہ اس پر جانوروں میں بڑی احتیاط سے کم کرنے کا امر کرے۔ اور تاکہ کے ساتھ فعلی کے ساتھ کو ظاہر کرے۔ اور بار بار ان کے نقص پر اظہار عے۔ اور زبانہ کے ساتھ ان کا خاص پر نا ظاہر کرے۔ اس صورت میں اگر شیخ حق کے ظاہر کرنے میں مستی کرے تو خیانتی ہے۔ اور اگر وہ کو دو باتیں بڑی معلوم ہوں تو رستہ ہے۔ کیا نہیں جانتا کہ حق تبار کی غلامی شیخ کی رہنمائی دیتا ہے۔ اور حق تبار کا غرض شیخ کی غرض کی موافق ہے۔ اس پر کیا بلا پڑی وہ نہیں سمجھتا کہ اس سے قطع کرنا اس کو کہاں تک پہنچا دیا۔ اور اگر ہم سے قطع کر دیں۔ تو اور کس سے جالیگا۔ اور اگر خود باہر اس قسم کا کوئی امر اس کے دل میں پادالیگا تو بے وقوف اس کو کہیں کہ تو بے ہمتی کر کے اور حق تبار کے بارگاہ میں عاجزی اور تاری کرے کہ اس ابتلا و غمہ عظیم میں اس کو مبتلا نہ کرے۔ اور اس خطرناک بلا و غمہ میں اس کو گرفتار نہ کرے۔ اور تبار کے ساتھ اس کا احسان ہے کہ بلا و غمہ میں اس کو گرفتار نہ کرے۔ اور تبار کے ساتھ اس کا احسان ہے کہ بلا و غمہ میں اس کو گرفتار نہ کرے۔

[illegible]

مکتبہ ۲۲

اس میں ہیں کہ وہ حوالہ دو سروں کو نہایت میں نہیں ہے۔ اس طریقہ کے ابتدا میں تیز ہو جاتے ہیں۔ لیکن دراستہ میں نہایت مندرج ہونے کے طریق پر جو طریقہ خلیفہ کے لوازم سے ہے۔ اور اس قسم کے احوال کا ابتدا میں نہیں ہے۔ اس بات کو تسلیم نہیں ہے کہ ایسے حوالہ والے کو کامل کہیں۔ اور طریقہ کے سکھانے کی اجازت دینا۔ اور اس کے مناسب بیان میں ملاحظہ فرمائی کی طرف ملاحظہ ہے۔

تَحَذَّرْكَ اللَّهُ عَلَى خَيْرٍ وَتَحَذَّرْكَ عَلَيْهِ وَقَوْلُ اللَّهِ الْكَوْنُ بِهِمُ اللَّهُ كَمَا كَرِهَ قَوْلُ

اُس کے نبی اور آپ کی آل و صحابہ و پیروں و مسلمان چاہتے ہیں +
آپ کے شریف خط پے دھپے پھنچے۔ طالبوں کی ترقی و ترقی کی امتداد اور وہ رحمت کا مال ہے کہ بہت ہی خوشی حاصل ہوئی +

حاصل کلام یہ ہے کہ اس طریق میں نہایت ابتدا میں مندرج ہے۔ اس لئے اس طریقہ میں نہایت میں اس قسم کے احوال ظاہر ہوتے ہیں۔ جو فقیہوں کے احوال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو فقیہوں کے احوال کے درمیان سولے عارف کے جس کی نظر بصیرت تیز ہو کوئی فرق نہیں کر سکتا۔ پس اس معاملے سے احوال کے حال ہونے کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ ایسے احوال والے کو طریقہ سکھانے کی اجازت دینی چاہئے۔ کیونکہ اس صورت میں طالبوں کے ضرر کی نسبت اس کا اپنا بڑا ضرر ہے۔ مگر جسے کمال کا خیال کو کے ترقی سے رنگ چلے۔ یا جاہ و یا ست کے حال چلنے سے جو تمام رشاد کے لئے ضروری ہے فقیہ میں پڑ جائے۔ کیونکہ اس کا نفس نفاذ اور ہی اپنے کفر کی حالت پر ہے۔ اور اس کا تکریم نہیں ہوا ہے۔ غیر کچھ کچھ ہوا۔ جس کو تو اپنے اجازت دی ہے اس نرہ اور رحمت سے بھلاؤں کہ اس قسم کی اجازت کمال پر نہیں ہے۔ یہی بہت کام و پریشانی ہے اس قسم کے احوال جو ابتدا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بدایت میں نہایت مندرج ہونے کی قسم سے ہیں۔ اور جو فقیہیں مناسب طریق عمل میں لائیں۔ اور ان کے نقص بیان کو اطلاع بخشیں۔ اور چوکاٹ اپنے والہ کو اجازت نہ مئی ہے اس لئے طریقہ سکھانے سے ان کو منع نہ کریں۔ شاید آپ کی توجہ کی رحمت سے تمام رشاد کی حقیقت تک پہنچ جائیں +

دوسرے یہ ہے کہ جب آپ اپنے اس طریقہ کا کام کو شروع کیا ہے تو مبارک ہے۔ اگلی

میں بڑی سی وکوششیں جانیں اور بڑے سرگرم ہیں تاکہ انہوں کی زیادہ زیادہ ترقی کا باعث ہو
والسلام

مکتوب ۲۲۶

اس شان میں کہنگی کا فرصت بہت کم ہے اور ہمیشہ کا خطاب اس پر مرتب ہے
اور اس کے مناسب بیان میں اپنے حقیقی بھائی میاں شیخ محمد مودود کی طرف اشارہ ہے۔
میرے عزیز بھائی! کا خط پڑھا خوشی کا موجب ہوا۔ اے بھائی! اللہ تعالیٰ ہم کو ہم
توفیق دے کہ زندگی کی فرصت بہت تھوڑی ہے۔ اور ہمیشہ کا خطاب اس پر آنے والا ہے۔ بڑے
فکرس کی بات ہے کہ کوئی اس فرصت کو سو دھاروں کے حال کرنے میں مصروف نہ رہے اور ہمیشہ کا خطاب
اور غرض ہے۔

اے بھائی! دل کو دور دور سے دنیاوی اسباب کو چھوڑ کر روح کی طرح آگے بڑھیں
اور تم اپنے گھر کی دولت کی قدر نہ جان کر دنیا کی کمی کی طلب میں نہ رہے۔ غرض ہے کہ بہر دو شے ہے جو
اور بڑے شوق سے اس کے مال کو سننے کو مائل ہو۔ انجیل اور شعیبہ میں انبیاء کی حیات بیان کی
شائع ہے، حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

اے بھائی! اہل اللہ کا اس طرح اٹھا ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت و آج سہنہ
میں رہے۔ اگر تمام جہان کے گروہ چروہ تو ہی معلوم نہیں کہ اس دولت کا تواں قدر ہی کیوں پاسکو۔ اور
اس راہ کو کیفیت کا پتہ نہ مل کر کہو۔ تم نے اس دولت کو سنت اقد سے کہو یا واقعی تو یوں کہو
بچوں کی طرح جو زمین پر کھائیت کی ج

شرست اور ہزار فرصت۔ ادا

ہزار شرم و عیا کی بہانہ تیرے لئے

ترجمہ ۲

اے بھائی! آئندہ وقت تک شاید فرصت نہ دیں۔ اور اگر دیں بھی۔ تو اس قسم کے علاج کو
قائم نہ رہنے دیں۔ تو پھر کیا علاج ہوگا۔ اور کس طرح تھا کہ جو کیگا۔ اور کس چیز سے کمالی مال پر گئی
تم نے ظالمی ہوا و غلط سمجھے۔ جو چرب نہیں رہیں پر فریاد نہ ہو جاؤ۔ اور تیری اور مارا کہتے ہیں
بہر حال کا دکھا جاؤ۔ اس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں حسرت نہامت کے سوا کچھ نہیں۔ اہل و عیال کی
ضرامندی کے لئے اپنے آپ کو نصیبت میں ڈالنا اور آخرت کا خطاب غفلت کرنا، عقل و سامان غرض ہے

دور ہے حق تعالیٰ تم کو غفلت پر سزا تاکہ نہ ہو سہ *

لے جانی: دنیا جو قالی میں خبیث شکل ہے۔ اور اہل دنیا خست اور کینہ میں مشغول ہیں
پہر شے انہوں کی بات ہے کہ انہیں اپنی قیمتی عمر کو اس بیوقوفانہ کینہ کے لئے خرچ کرے۔ مگر
علیؑ انہوں کو بلا لایعاقبہ کا مدد کا کام نہ کر پتا دیتا ہے۔ و السلام *

مکتوب ۲۲۶

بعض میں پند و نصائح کے بیان میں جو مقام شیخی اور مجلس سے تعلق رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیے
اور وہی کی طرف دیکھا ہے :-

آنکھن فیہ و سلاۃ علی عبادہ الذین فیہما خلقنا خلقا کما یریدون اس کے ترجمہ بندہ و سلاۃ
ہو۔ مکتوب شریف شیخہ جوشی کا موجد ہے۔ اور یہاں اس کے الفاظ اور معانی کا حال پڑھ کر نہایت
ہی فرحت حاصل ہوئی *

لے جانی! حق تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف عظیم الشان سے جس نعمت کا شکار ہونے کی طرح اور کہیں
اور محافظت کی بلکہ کوئی ایسا اور صادر نہ ہو جو مخلوق کا خدا کی نعمت کا باعث ہو کہ اس میں بڑی قربانی
ہے۔ یعنی کی نعمت میں ملاتی کردہ کے حاصل کے مناسب ہے جن کا دعوت کو شیخی سے پختہ اسط
نہیں ہے۔ بلکہ اس کے تمام شیخی کے تمام کے برخلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقامات میں
میں ملادیں۔ اور میں شیخی میں عاصمت کی آرزو کریں کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ اور مردوں کی نظر
میں اپنے آپ کو تحمل یعنی رعب واپ سے آہستہ یہ آہستہ رکھیں اور مردوں کے ساتھ عزت سے
تسلیم کر لیں اور ان امتیازات کی نعمت نہ سبکی کا موجب ہے اور افاذہ اور بہتادہ کے سزا ہے
اور مرد و شریعت کی اپنی طرح محافظت کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے نصرت پر عمل کریں کہ یہی اس طرف
علیہ کے سزا کی اور نہایت سزا کی تابعداری کے دعوئے کے مخالف ہے *

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ یاد انداز یعنی تحقیق و تحقیق اخلاقیوں اور عبادت عارفوں کا
مردوں کے اخلاص سے بہتر ہے۔ بلکہ وہ عارفوں کا یہاں تک کہ وہ ان کے دلوں کو حق تعالیٰ کی پاکیزگی
کی طرف کھینچنے کے لئے جو تہ ہے۔ یہی مرد و مرد کے اخلاص سے بہتر ہوگا اور عارفوں کے
اعمال کا یہاں کے لئے عمل بھلائے میں موجب تقلید ہیں۔ اور عارف خود عمل نہ کریں بلکہ طالب محروم
ہونگے۔ پس انہوں نے اسطریا کرتے ہیں۔ تاکہ طالب ان کی اقتدا کریں۔ یہ یارین اخلاص ہے۔ بلکہ

اس نادر سے بسترِ حیرت پر اپنے نفع کے لئے یہ +

اس بات سے کوئی شخص یہ جان کر کہ وہ کاروں کے عمل میں غلطیوں کی تقلید نہ کرے
ہیں۔ اور کاروں کو عمل کی محبت نہیں ہے۔ غرض باطن نہایت پاک و زود فہم ہے۔ بلکہ عارفِ اعمال کے
بہانے میں کام لیں گے ساتھ باہر ہیں۔ اور اہل کے بچانے سے کسی کو چارہ نہیں ہے +
مطلوبہ کام ہے کہ یہ بات نہ عارفوں کے حال میں غلطیوں کا نفع نہ نکر ہو تا ہے جو تقلید
پر بہت ہے اس اعتبار سے اس کو دیکھتے ہیں +

غرض قبلِ فعل میں ہر قسم کا شکوکہ نہیں کہ کائنات میں اکثر لوگ نہاد و نہاد کے دیرے
میں کوئی یہ کام نہ کرنے پڑے جو اس مقام کے معانی ہو۔ اور یہی لوگوں کو بزرگوں کے طبع کا
موقع معلوم ہے۔ جو حضرت حق تعالیٰ سے ہر قسم کا شبہ کر کے رکھیں +
دوسرے یہ ہے کہ اپنے مشغول کی جستجو کے حال نہ کرنے کے بارہ میں گھبراہٹ ہو کہ
وہ کئی دفعہ زبردستی یہ بیان جو چاہی ہے اس کے سوا اور کچھ دیکھیں کہ اس میں غیرت نہیں ہے۔
اس سے زیادہ کیا کھنکھاتا ہے۔ والسلام +

مکتوبہ ۲۲۸

بعض نصیحتوں کے بیان میں جو متانت نہیں اور تعلیمِ طریقت سے تعلق رکھتی ہیں اور
ان کے مناسب بیان میں حیرتِ فغان کی طرف گھا ہے۔

میرے جانی یاد ستیادہ کہ تو بہ پہنچا خوشی کا باعث ہوا۔ اسے جانی کئی دفعہ آپ کا
کہ گیا ہے کہ اس طریق کا بار دو اہلوں پر ہے +
ایک شخصیت پر اس کے ہر قسم کا اختیار کرنی کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے
حرک پر ہی۔ جی نہیں ہوں +

دوسرے شخص طریقت کی محبت اور مخلص پاس طرح سادہ و سادہ تعلیم ہوں کہ کسی
پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات۔ یہی تعلیمِ شمس یاد اور بہت بھائی دین
نہایت عزم کر کے کلامِ حیرت سے جو ان دو اہلوں کے متعلق ہیں کسی امر میں خلل واقع نہ ہو
اور اگر ہمت کی مراد یہ ہے تو اصل درست ہو گئے۔ تو دنیا و آخرت کی سعادت نقد وقت ہے۔
اور ان نصیحتیں اور نصیحتیں بھی آپ کے کافوں کے چہرے پر چلی ہیں۔ ان کو نہ نظر نہ کہنے میں نہ رہی تھی

کریں۔ اور یہی حاجتی ہو۔ نہ کہ اس سے پہلے تعین کر لیا گیا ہو۔ اور بعضوں کے خیال میں یہ ہے کہ جو ایک دفعہ پہلے تک پہنچا تھا۔ اس کی تعین کی نسبت اس میں کسی اور چیز میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ نسبت سے منت کے ترجمہ میں۔ اور اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے کہ اپنی تعین میں اور کچھ ایسوں کی ضرورت ہی نہیں۔ غور بھی نہ کیا جائے اس میں کہ اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

امارات نامہ کے مکتبہ میں آپ اس قدر بیان کرنا شروع کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ مشورہ کیا ہے۔ طریقہ تعبیر کرنے کی بات ہے۔ جو آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ کیا کر لیا۔ یہ لازم نہیں کہ جو کچھ دل میں آئے۔ اس کے واسطے کوشش کرنے چاہئیں۔ کئی ایسی باتیں دل میں آتی ہیں۔ جن کا ترک کرنا بہتر ہو مناسب ہو تاہم نفس بڑا قوی ہے۔ جس کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے ہٹا کرنے کے لیے کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے قوی ہونے کا اثر نہیں کرتا۔ یہ چند باتیں آپ کی نظر بھی گئی ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو نفع دے۔ جہاں صاحب اپنے کام فکر کرنا پڑے تاکہ جہاں سے بیان سلامت ہو جائے۔ عبارت نامہ اور دیگر کام نہیں چھوڑے۔ ان کے اپنے کام کے متن میں اگر کوئی شخص غلطی سے آجسے آجسے تو اس کو طریقہ سنائیں۔ یہ کیلکولیشن ل تقسیم کوٹھنے کام کا اصل خیال کریں۔ اس لیے صاحب کو اس کے کام میں کسی اور کام سے ہٹا دیا۔

مکتبہ ۲۲

اس بیان میں کہ ہر طریق بعینہ حضرت ایمن قرآن کا طریق ہے۔ اور تاریخی نسبت وہی نسبت ہے۔ لیکن مناسبت کا کمال ہونا اور نسبت کا تمام ہونا نسبت سے ظاہر کے لئے اور نسبت ہی انہوں کے لیے دیکھ آئے۔ پر موقوف ہے۔ میرزا حسن علی علیہ السلام کی طرف لکھا ہے۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى الله تعالى كما هو امرنا من بركة

مکتبہ پر سلام ہو

اس کے شریف مکتوبہ اپنے غرض شریف کے لئے لکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ہر شے پر غور فرمایا۔ اور زیادہ محنت کا باعث ہوئے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہر کام میں کامیاب فرمائے۔

بھلا جس شخص سے شہادت دینا چاہیے کہ گئے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ ہمارا طریق
 وہی ہے جس طرح اس شخص نے حضرت امام اجماع باقی باقی کے ساتھ اس طریق سے ہے۔ اور ہماری نسبت
 یہی کہ قرینہ نسبت ہے۔ اس طریق سے زیادہ کہ ان کو اس طریق سے۔ اور اس نسبت سے زیادہ کہ
 ہر وہ سب کو کسی نسبت سے کہ کوئی ایک اختیار کرے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص صحت کی سبب اور ہر نسبت کی سبب مختلف ٹکڑوں کے ہیں اور
 صحت ہی ٹکڑوں کے ہے۔ وہ ہے کہ جس پر غصہ ہے۔ مثلاً وہ جو مسیو یہ کہے۔ ان میں خاصہ
 اس میں تفریق کے ٹکڑوں کے ٹکڑے تھے وہ چند زیادہ ہو گیا ہے۔ اور اس کا ال۔ اور اس کا
 حالانکہ یہی مسیو یہ کا ٹکڑے میں کوئی تفریق کے ٹکڑوں کے پہلے کی نسبت زیادہ آہستہ
 دیر گزرتا رہا ہے۔

شیخ علاء الدین قدس سرہ کا فتوہ لکھنے کے بارے میں کہ ان کے پاس تھا۔ انہوں نے
 فرمایا ہے کہ واسطے اور واسطے جس قدر زیادہ ہوگی اس قدر زیادہ نزدیک۔ روشن ہو گا۔

اس نسبت طبع پر اس قسم کی نیادق نے جو اس کی اور اس کی طبع پر اس قسم کی
 بہت ہو گئی کہ تفریق میں دامن کھسکے۔ اصل سادہ میں ہے جس میں مختلف نسبتوں کا بیان ہے
 آپ اس تفریق کے کتب و ابواب میں دیکھیں کہ اس طریق کو احباب کرام نے اس طریق ثابت

کیا ہے۔ اور اس نسبت کو سبب جس سے بعد کہ اصل بیان کیا ہے۔ اس طریق میں اس
 طریق کے بعد کہ اس کی تفریق اور اس کی تفریق کے کتب و ابواب میں دیکھیں کہ اس طریق ثابت
 حضرت بیان کہ اس کی تفریق کامل نہیں ہوئی۔ اور نیز یہ تفریق روزمرہ اور نشست و برخاست میں اس طریق کے

آداب کو ان کی رعایت میں طبع کرنا ہے۔ اور نیز یہ مخالفت اور نفی بات کو پسند نہیں کرتا۔
 نہ کہ قہر کی بات ہے کہ اس کے سبب بہتر نظر نہ آئے کہ غصہ میں اور اگر باطن میں آئے کہ غصہ میں
 میں بعض ایسوں کی نسبت محمد ظلام میں کوئی مناسب بات کہی گئی ہو کہ اس کی طبع میں آئی ہو۔

تو ہم اس تعجب ہے کہ آپ اس قسم کی باتوں کا تفریق کو کہتے ہیں اور صرف اس کو کہتے ہیں۔ باہر چوتھے
 ہیں۔ اگر حسن ظن ہے تو کیا اسی باعث سے غصہ میں ہے یا شاید اس میں حسن ظن کے قول نہیں ہوگا
 ان غرض کہ لغت و مشہور پر ہی مدام ہے۔ تو چوتھے میں ان کے لغت سے غلامی نام نہیں ہے

اور غلامی کی کوئی توقع نہیں ہے۔ آپ لغت و مشہور سے درگزر کریں اور نہ نشست و برخاست
 نہ ان میں تاکہ ان میں مشہور ہو۔ اور نہ اپنی لغت و مشہور ہو جائے۔

[illegible]

نیز آپ نے مجھ پر اتنا کراہ کر سے رخ کر تھیں کہ بہت سے ماہرین و فاضلین نے جتنی کوشش کی اور ہر ماہر و جلیل سے جو اعتراضات علیہ ارا حضرت ائمہ اسلام کے نہایت قبیح شکل و لباس غریب و بد شکل اور سر بول سے کیے نہایت قبیح کرتے۔

میرے تادم : انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل و طرح پر ہے۔ ایک عبادت کے طریق پر اور صرف عبادت کے طور پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر ہے اس کے خلاف کراہت منکرہ طاعتوں اور اس کے منہج کرنے میں بہت کجباتہ کراہوں کی رو میں نئی بات ہے اور وہ مرد ہے اور وہ عمل جو عبادت کا طور پر ہے اس کے خلاف کج بات منکرہ نہیں جانتا اور وہی اس کے منہج کرنے میں عبادت کراہوں کی کردہ رو میں سے تعلق نہیں کرتا اس کو یا نہ یا نہ عبادت پر جانی ہے تا کہ جن مذہبوں کی کہ بعض شہروں کا حرف بعض دوسرے شہروں کے حرف کے برخلاف ہے اور ایسی ہی ایک شہر جن قانون کے تضادات کے اعتبار سے حرف میں اختلاف ظاہر ہے۔ البتہ عادی امت کے کہ نظر کنندہ اس میت سے فائدوں اور رسالتوں کا مرعوب ہے +

ثَبَّتْنَا لَهُ وَأَيَّدْنَا عَلَى شَاقَّةٍ سَيِّئَاتِهَا عَلَيْهِ وَعَلِيمٌ وَعَلَى تَائِبِينَ إِلَى سَبِيلِ
الْقِسْطِ وَأَمَّا الْقِسْطُ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ كَمَا حَضَرَتْ سَيِّئَاتِ الرِّسَالَةِ
عَلَيْهِ حَيْثُ حَقَّقَتْهُ قَوْلُ الْعَامِلِينَ فِي تَابِ بَيْتِهِ بِمَاتَ قَوْمٌ كَعَمْرٍ

۴۴۴

دنیا گیشی کی حقیقت اور اس کی ردی دنیا نش کی بُرائی اور اس کی منہ دنیا کی محبت کے دور کر فحش کے علاج اور مناسب بیان میں متعلقانہاں کی طرف ملاحظہ فرمائیے :-

حضرت حق محمد زکریا علیہ السلام سے اللہ علیہ السلام کی مجلس میں ملاقات کی کہ جس میں دنیا کی حقیقت اور اس کی برتری و عزت اور سچ و کج آپ کی نظیر بعیرت میں منکشف کر کے آخرت کے حسن و جمال کو بہشتیوں کی آنکھوں کی ترسائی کی اور ان میں بہرہ و کافرانہ کو اور باطلی و شرارتی کے ساتھ جلوہ گر کرے۔ تاکہ اس جلدی و دہرہ جانے والی پھر دنیا کی طرف سے بے رغبتی حاصل ہو جاوے۔

لیکھتی رہتی رہتی میری موت آگیا کہ وہ ایک نیا راض ہوئے کا بھڑک کر گئے خاموش رہتے رہے
حافظہ و قیصر تو وہاں گئے پیش ہیں ورنہ اس پریشاں نہ نشید پیشید
ترجمہ حافظہ و قیصر تیسری ہے میں نے عاکا کہنا
مشتاقہ ہوں مائے گرفتار وہاں کا

مذکورہ وقت سے ہر چہ کشمیر بغیر ان کے خلیے تعلق ان کو انات سے منسوب ہے لیکن زیارت کا مدار
و شوق پیدا ہوا اور اس سفر کا باعث بنی خواہش ہے۔ اور چونکہ یہاں آپ کے مصلیٰ شریف
اور رشتہ مندی پر دستہ تھا۔ اس لئے کوئی فکر نہ ہو سکتی تھی کہ وہاں نہ گزیرے۔ انجیل پر مباحثہ
اللہ کے ساتھ جتنی ہی اہمیت میں ہے جو اولیٰ تعلق کرے۔ والسلام

کتابخانه

اس بیان میں کہ حاجب الوجود کی بقولت اُچر و مضرت جو ہر چیز کا مکمل کشف ہے۔ اور
کھلا حاکم کیفیتِ عدم میں جو ہر شے ناقص کا رہا ہے۔ اور اس غرابتِ نقصانہ فقہ
غرابتِ کتبہ کے حق میں ہے۔ تجلی ذاتی کے بیان میں جو کچھ نسبتوں اور اعتباروں سے
بڑھا کر ہے۔ اور آیت کریمہ **لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَرُ** کے لفظوں کے تدریج میں اور اس کے
مناسب بیان میں مع سواہر جو ہر ہوں کے جو اس مقام پر تو ضیع کے متعلق ہیں۔
اور مع تمیہات کے جو اس مطلب کی تشریح کے لائق ہیں۔ حقائق جو جلتے والے اشار
کے پچانے والے عالم باطنی کے ایک سبب کی متعدد راہوں سے ظاہر یعنی ضیاء وحدتِ ہدایت
وہداس کو سامنے اور باقی کچھ اور نئے اقصاء کے پچانے کی طرف صاف رخ کیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خداوند چنان کی محاورہ شیر و اسیر کی کہ درود کے بعد میرے قرآن کا معلوم ہو کہ قرآن مجید
کی حقیقت و فواید کھنسنے کے لئے کوئی امر اس کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے۔ اور وہ جو وہ تصدیق کرے کہ
کائنات اور جہنم و جہان کا سب سے بڑا اور جہنم حقیقی اور کمالی ہے جس کی طرف ترکیب پرگزراؤ نہیں ہے
شادی و عروسی پر نہ تازہ میٹھی اور شہت کے اعتبار سے اور تصدیق کرے کہ عروسی و شادی کے
پرائز و سواغات کے کوئی ہے نہ شادی و شہت کے۔ اگرچہ عقل کی نسبت کو بھی اس مقام میں حقیقت
کہنے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ علم و ہستی اس ساتھ جوئی ہوئی ہے اور وہ جو وہ عام و مشترک ہے

المعقول

وہ جو ہر دماغ کے فطرت میں سے ایک نسل ہے۔۔۔ عقل ذاتِ تعالیٰ و تعالیٰ پر موصوفہ ہے۔
 ۱۰ اشیا پر قیاس کے طریقہ پر عقل کے اشتقاق کے ذریعہ شرائط کے ۱۰ اصول سے مراد
 شرائط کے جنہوں میں صفتِ برہوت تعالیٰ کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصول کے انکار میں سے ایک
 اقہم و اشرف اور سب سے بڑا ذاتِ تعالیٰ پر پانچ اصولی اشتقاق کے اصول ہے۔ یہ اصلات
 ہر تہ میں اللہ تعالیٰ وجود کر سکتے ہیں۔ لکن اللہ تعالیٰ موجود۔ ۱۰ اصول کے وجہ میں
 اللہ تعالیٰ موجود صادق ہے نہ اللہ تعالیٰ وجود۔ اور یہ کہ تمام موصوفہ کے انکار کو
 جو جو دلِ حقیقت کے قابل ہیں اور اس کو دلِ حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتے۔ ۱۰ اصول سے
 جہاں سے اشتقاق اور اصل برائیات دونوں کو ایسی ہی تہ میں حقیقت کہہ سکتے ہیں۔ ۱۰ اشتقاق
 کے صحیح کرنے میں جہاں تک وجہ کے تعلق سے ہیں۔ ۱۰ اصل ہی ہے جو ہر شے کا اصل
 کے اسلم سے ثابت حقیقت کیا ہے۔ اور یہ اصلات فطرت کا تعلق سبب اصل۔ اصل فطرت
 کا طرح ہے کہ جو کہ ہر تہ اصل میں داخل اور غیب الہی کے مقام ہے۔ ۱۰ صفات کا ان ہر تہ
 کے طریق پر ہے۔ ۱۰ اشتقاق کے طریق پر ہے۔ ۱۰ اللہ تعالیٰ علیہ السلام کہہ سکتے ہیں۔ ۱۰ اللہ تعالیٰ علیہ السلام
 نہیں کہہ سکتے کہ جو ہر تہ اشتقاق میں سبب اصل فطرت کے ہر تہ میں ہوتی ہے۔ اور ہر تہ کو فطرت
 نہیں کہہ سکتے کہ جو ہر تہ میں اصل سے لے کر تہ ہے۔ ۱۰ اس لئے کہ تہ میں اصل میں اصل ہر تہ میں
 اور اس قسم میں کہ تہ میں سے کسی شے کا کس طرح کا ماحول نہیں ہے۔ اور ہر تہ میں جو ہر تہ میں
 تفصیل ہے۔ ۱۰ اشتقاق صادق ہے۔ ۱۰ اصل برائیات۔ ۱۰ اصل برائیات کی حقیقت میں ہر تہ میں
 کی حقیقت کی وجہ سے جو ہر تہ میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ ہر تہ میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات
 ۱۰ اصل میں جو ہر تہ میں اصل کی فطرت ہے۔ ۱۰ اس سے جو ہر تہ میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات
 کا بھی کرنے والا ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات
 میں سے ہر تہ میں اصل جو ہر تہ میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات
 میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات
 اور تہ میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات میں اصل کا ماحول ہے۔ ۱۰ اصل برائیات

۱۰۰) تمام صفات کے حامل ہے۔ و نیز اس مقام میں حضرت ذاتِ تامہ کو علمِ سہاہ ایسے ہی جو بندگان

ہے۔ یہ حضرت ذات کا جو علم ہے اور جس قدرت کی نگہ وادب میں ہوتا ہے اور جو دنیا میں ہے اور
ان حالات نے جو کہ حضرت ذات سے متعلق اور ملک میں حضرت علم کے مرتبہ میں تفصیل میں ہے
اور تیز پیدا کی ہے۔ اور حضرت ذات کے لئے واقف اس میں اور وحدانیت کی اسی عالمی صراحت پر ان کی
بعد ان کی تفصیل میں کہانی میں ہے۔ اور تفصیل میں کہانی میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
کائنات میں ہے۔ اور ایک ذات کے لئے کہ میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
دوسرے مرتبہ میں جو وہی پیدا کر کے صفات نام قابل یا ہے۔ اور حضرت ذات کے ساتھ جو ان کا
اصل ہے قیام پیدا کیا ہے۔ اور ایمان ثابتہ سے جس خصوصیات کے لئے کہانی میں ہے۔ اور
مراد ہے جنہوں نے قیام علم میں جو وہی حاصل کیا ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
میں۔ اور ان حالات کے ہوا میں متکسر ہونے میں۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور

یہ بات تفصیل میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
تجانی کے لئے کہ وہ جو کے مقابل ہے۔ اور اس کی تفصیل ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
نشاں کہ ہر شرف و فساد کے ہوا میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
وہ اصل تفصیل میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
کے قابل ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
نہیں کہ تیز پیدا کی ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
تعلق پایا ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
آتا ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
کے لئے کہ تیز پیدا کی ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
جیسے کہ تیز پیدا کی ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
دوسرے شرف سے جو وہی پیدا کر کے صفات نام قابل یا ہے۔ اور حضرت ذات کے ساتھ جو ان کا
مرتبہ میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
جو تیز پیدا کی ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
جو اس کے مقابل ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
وہ تیز پیدا کی ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور
نہات ان باتوں کے ہوا میں ہے۔ اور تیز پیدا کی ہے۔ اور

مائل کلام یہ ہے کہ وہ ملک جس کی وجہ کو نسباً اس پریت ذات ہے اور وہاں صفات
میں سے کچھ اس کے نقطہ نہیں ہے۔ اس تمام میں ذات تنہا ہی کو کہتا ہے۔ اور صفات
بکھرا کر نظر نہیں ہوتا۔ یہ کہ صفات اس وقت اس وقت حاصل نہیں ہیں۔ پس لذت ذات قطار
و لغز سے صفات کا ملک ہوتا۔ اس علاقہ کے درجہ کے اعتبار سے ثابت ہوا۔ اور مذہبی
حقیقت امر کے اعتبار سے۔ تاکہ اصل مسرت بہت کے خلاف ہو۔ خالص ہو۔

اس بیان سے من عرف کشفہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے نفس کو پہچاننے
نے رب کو پہچان لیا، کے معنی بھی یہ ہوں گے کہ جو جس نے اپنی حقیقت کو شرارت و نفس کے
ساتھ پہچان لیا اور جان لیا کہ ہر ضرر و کمال جو اس میں پوشیدہ کیا گیا ہے۔ وہ حضرت اسباب نورؑ
کی طرف سے عاریت کے طور پر ہے۔ پس ضروری ہے چنانچہ فیہ و کمال جس سے چنانچہ
لیکھا۔ تحقیقات سے آیت کریمہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوکَ وَالْاَرْضَ کَے تاویں منے میں واضح ہوئے
کیونکہ جب ظاہر ہو چکا کہ کائنات کے عیب اس میں، جو سراسر غفلت و غارت ہیں۔ اور ان میں
و کمال اور جس میں حضرت و جو کی طرف سے جو نفسیات تھیں وہ ہر ضرر و کمال سے چھل
یعنی ہے۔ تو بالآخر وہ اسانوں اور دونوں کا نور حضرت موجودی ہو گا جو واجب تھانے و تقدس کی
حیثیت ہے۔ اور چونکہ یہ نور اسانوں اور زمین میں نفلان کے واسطے ہے جس نے اس سے ان پر کم کرنا
کے ہر کم نور کرنے کے لئے جو بے واسطہ سمجھتے ہیں اس نور کے لئے مثل بیان کی اور اس حقت
فرمایا مَثَلُ نُورٍ مِّثْلُ شَوْقِیْنِ اَوْ مِصْبَاحٍ اَوْ مِصْبَاحٍ فِیْ قُبْلَیْنِ اَوْ اَنْوَارٍ فِیْ اَنْوَارٍ اَوْ اَنْوَارٍ فِیْ اَنْوَارٍ
کا ثبوت ہو جائے۔ اور اس آیت کریمہ کے تاویں سے منصل طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی اور جگہ پر
نہیں جاری تھے۔ کہ گناہ میں سخن کی بہت چال ہے۔ اور یہ تو یہ اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا
اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ آیت کریمہ کے تاویں میں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اس آیت سے نقل و
پر مشروط ہے۔ من فسر القرآن برأیه ففذلک القرآن جس نے قرآن کی تفسیل ہی سے کی
وہ کافر ہو گیا، تم نے سنا ہر گاہ اور تاویل میں صرف احتمال کافی ہے۔ بشرطیکہ کتاب و سنت
کے مخالف نہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ محضات کے ذوات و اصول و عبادت میں۔ اور ان کی نہیں
اور ذیل صفت ان عبادت کی تفصیل میں جو خدا و رحمت اہل سلطنت کے وہاں ہے و جو دین آتی
ہیں۔ اور یہ صفت کاملہ ان میں حضرت و جو دھانے کے حالات کے نقل سے عاریت کے طور پر
جو ان کے طریق زیار پر کفار و محضات کی پہچان سے مراد ہوئی ہیں۔ اور یہ شیعہ کے نسخہ کے

مصدقہ یہ ہے کہ جو چیز آخرت سے تعلق نہیں ہے اور دنیا کے لئے ذریعہ وسیعہ ہے وہ اس میں
اگرچہ بظاہر اچھی و نیک نظر آتی ہے۔ مگر جو دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے لئے وسیعہ و وسیعہ ہے
وہ قبیح ہے اگرچہ بظاہر حسن و خوب لگاتی ہے۔ اور حد و حدود سے ظاہر ہو۔ دنیا کا ہر طرف
یعنی ہر دور و زمین و زمانہ کا یہی حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کثرتِ مصطفویٰ سے صاحبِ اہل و
وہ نسلا و اہل بیت میں اوروں کوئی بے ریشی اور لگائی عورتوں کے حصول و دنیاوی زیارت و زیارت
کی طرف رغبت و فرہشتی سے غفلت کا منع فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ عینِ وحدت و عدم و تقیید سے
ہے جو وہ فساد و فحش و ہوا و رنج و حال کا نشانہ نکالتا ہے جو دنیا ہے تو اس سے منع و غفلت ہے۔
اس سبب سے کہ اس کے ہونے غفل کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔ بیشک اس کے خلاف ہے نہ جو اہل و
چاندنی کے ہیں جن کو دنیا کے اندر توجہ میں ظاہر ہے۔ وہ اس وقت تعلق کے میں لگائی غفلت
نکال کر اس میں مدد ہے۔ جس نے حسن و اہل و عورت کے باعث ظاہر میں ہی رہا ہے
اور حقیقت میں قبیح و ناقص ہے۔ جس طرح نہ کہ کوشش سے غفلت کی کریں۔ اور غفلت
کو دور سے نہ دیکھیں۔ اور یہ جو کوشش و بصورت و عورتوں اور کوششوں سے متعلق حاصل کرنا ضروری
ہے۔ وہ اولاد کے حاصل کرنے اور نسل کے باقی رکھنے کے لئے ہے جو ہر تمام عالم کے باقی رکھنے
کے لئے مطلوب ہے۔

پس میں صوفیہ جہان پر جمید اور عمدہ نمونوں میں اس خیال سے نقل فرمیں کہ یہ جہان
حضرت صاحب الامور تھے کے کلمات سے مستلزم ہے اور ان جہان میں غلام ہوئے۔ در
اس کو نام ہی موصوفی کو نیک اور بہتر سمجھتے ہیں۔ بلکہ راد و رسول تصور کرتے ہیں۔ اس فقیر کے نزدیک
ان کے بر خلاف صادق و ثابت ہوئے۔ چنانچہ اس قسم کا تصور اس مضمون اور نہ کہ یہ جہان
بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان میں سے بعض اپنے مطلب کے لئے اس قول کو بطور سند
چین کر لیتے ہیں۔ جو کہا گیا ہے کہ **يَا كَاكُوْهُ وَ اَلْمُرُوْدُ فَاَنْ فَيَنْهَمُ فَاَنْ تَوْنَا كَتُوْبَ اللّٰهِ** تم بے ریشوں
بچہ کیونکہ ان میں رنگ ہے اور تمہارے کے رنگ کی طرح۔ مگر علامہ ابن کثیر نے اس کو مستبعد قرار دیا ہے
اور نہیں جانتے کہ یہ قول ان کو مطلب کے متعلق ہے اور اس فقیر کی معرفت لی تائید کر ہے۔
یہ تو کھڑے ہو گیا ہے جس سے ان کی طرف توجہ کرنے سے ان کو منع کیا گیا ہے۔ اور کہا
غلط فہمی کا نشانہ ان کو فرمایا ہے کہ ان کا من حق نہا کے حسن و جمال کے مقابلہ اور انہی سے نہ کہ
بعید سے کہ من تاکر نفسی میں لے جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا الدُّنْيَا إِلَّا مِرْقَاتُ الْآخِرَةِ
 ان دنیائے دنیا ایک مرقا ہے آخرت کے لئے یعنی دوسری دنیا کے لئے
 رد کے علاج میں ہوں اگر ایک مرقا ہو تو دوسری تاراض ۛ

اس صریح میں بھی اس کی تصریح ہے کہ دنیا اور آخرت کا حسن حال ایک دوسرے
 کا نقیض اور منہ ہے اور مرقسہ کہ دنیا ہی حسن نامہ ہے اور آخرت خردی پسند میں مرقا
 حسن کا نام ہوگا۔ اور آخرت کی نسبت کے نام میں پناہ اول کا نشانہ ہم ہوگا اور دوسرے کا نشانہ
 ہوگا۔ ان میں جو چیزیں ایسی ہیں جو ایک ہی سے دنیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور ایک ہی سے آخرت
 کے ساتھ یہ کشیدہ پناہ اول وجہ کے ساتھ ہے قیاس میں۔ اور دوسری وجہ کے ساتھ ہے حسن۔ اور
 ان دونوں وجہ کے درمیان اور ایک کے حسن وقوع کے درمیان تیز کرنا علم شریعت پر موقوف ہے ۛ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ خُذُوهُ وَأَمَّا كُمُ الْفِتْنَةُ فَانْتَبِهُوا
 جو کچھ رسول تمہارے پاس لے کر آئے۔ اس میں سے منع کرے اس سے مرہٹ ہو ۛ

صاف میں آیا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا
 نہیں کی اور اس میں حق تعالیٰ کا عقوبت ہے ۛ

یہ سب کچھ اس کی قباحت اور شرارت اور فساد کی باعث ہے جو وہم کے عقوبت
 ہے۔ جو ہر شر و فساد کا عامل ہے۔ دنیا ہی میں حال اور اس کی ملاوت و طراوت رستہ میں
 پھینکے ہوئے کوئی کرکٹ کی طرح ہیں اور رنگ و نظر نہیں ہیں۔ وہ آخرت کو حال ہی ہے اور نظر
 کے لائق اور حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے ۛ

اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا داروں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ ذُقُوا غَرْصُ
 الدُّنْيَا فَإِنَّ الدُّنْيَا بَرْدٌ وَالدُّنْيَا حُلٌّ وَالدُّنْيَا حُلٌّ وَالدُّنْيَا حُلٌّ وَالدُّنْيَا حُلٌّ
 الْفِتْنَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ خُذْهَا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ اللَّهِ وَاصْبِرْ
 بِالْفَقْرِ وَتَحْتِ الْغَيْبِ عَلَيْنَا وَعَلَى الْوَالِدِ الْفُكْرَاتِ أَتَمُّهَا فَأَحْكَمُهَا يَا أَمْرًا دُنْيَا
 داری کا نقصان میں تیر کرے اور آخرت کو پاس سے دلوں میں بزرگ بنا اس رسول کی عقل جس نے
 فقر کے ساتھ فقر کیا۔ اور دوسری سے اہم ہاں پاس پاؤں اس کی آل پر ہمہ اہل صلوات و سلام ہو ۛ
 ہر کچھ شیخ اہل شیخ محمد اللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شہادت اور
 نفس و فساد کی حقیقت پر نظر میں ڈالی۔ اور حکمت کے مطابق کوئی سب عیال کی عیال و عیال و عیال

مستحق ہیں اور انہیں جو حق پرست ہو، اور انہی شریعت کو زندہ کرنا چاہتا ہو اس راستہ میں جو
 زیادہ لازم ہے۔ اور اس راستہ کا یہ غیر تمام انہیں سمجھنا نہ دیتا اور اس میں سے اس کے صفا کو
 دنیا سے بنی اس پر عمل کرتے دیا ہے۔ اور علمائے کفر و بدعت۔ انہیں ان کے وجود سے کفر و بدعت کی
 سے۔ اسی واسطے ہر صدی کے بعد اس راستہ کے علمائیں تہ ایک حق پرست مقرر کر۔ قریب تاک
 شریعت کو زندہ کرے۔ نہ مگر ہر سال کے بعد جو کہ وہ انہیں حق پرست کے پیدا ہونے کا وقت ہے
 اور ہر حق پرست کی وقت کفایت نہیں کی ہے۔ اسی طرح اس وقت ایک حق پرست معرفت عالم ما
 در کا ہے۔ جو انہی شریعتوں کے اور انہیں حق پرست کے کمال مقام پر ہے

فیض من القدس بار بار دروازہ و گراں یزید مستند آنچه بیاورد
 فیض روح القدس کا گشت درو توار بھی
 کہ کمال میں کام و درجہ کچھ مسیحا نے کیا

اسے فرزند باوجود صرف عدم صرف کے مقابل ہے۔ اور اپنا چکا کر جو صورت
 واجب ہو جو خدا کے تقدس کی حقیقت اور ہر خیر و خالی کا میں ہے۔ اگرچہ حقیقت میں خود
 احوال کے طور پر ہی جو اس مقام میں گناہ نہیں کرتی کیونکہ حقیقت کی غیر شریعت میں ہے۔ اور
 عدم جو صرف اس جو کے مقابل ہے وہ وہ عدم ہے جس کی طرف کسی نسبت اور اضافت نے
 راہ نہیں دیا اور وہ ہر شے نقص عین ہے۔ اگرچہ حقیقت میں اس گناہ میں نہیں کرتی کیونکہ نسبت
 کی کوئی حقیقت ہے

اور معلوم ہے کہ کسی شے کا ظہور تو ہے تو ہے تو ہے اس شے کے حقیقی مقابل میں ظاہر
 ہے۔ و بعضاً ما شئین الاشیاء اشیاہی عنہ سے ظاہر ہوتی ہیں پس باوجود وجود و صورت
 کا ظہور نہ نسبت فوراً عدم صرف کے کمال میں مائل ہو گا۔ اور مقرر ہے کہ زوال درج کے اضافہ
 سے ہے۔ پس میں کا عروج اللہ تعالیٰ کی عنایت سے درجہ صرف تک ثابت ہو۔ ناچار اس کا
 زوال عدم صرف میں ہو گا۔ جس کے مقابل ہے لیکن عروج کے وقت وہ ان طرف کے اتوار
 ہے۔ جس کو جبل لازم ہے۔ اور زوال کے وقت جو سے حق ہے کہ علم و معرفت کا مقام
 اس وقت اس کے صحو کو اس تکلی ذاتی سے جو حقیقت کی تائید میں سے منظر اور فانی شیوں و
 اعتبارات کے ملاحظہ سے مترا ہے مشرق کرتے ہیں۔ اور اس کو جتنا دیتے ہیں اس سے پہلے
 جو حقیقی مائل ہوتی تھی۔ وہ اس اعتبارات و اعتبارات کے ملاحظہ میں اس کی طرف کے پورے میں

اگرچہ عارف اس کو ہر کوئی نہیں کہہ سکتا مگر یہ جانتا ہے۔ اور حضرت خواجہ حسن علی دہلوی
 بھائی صاحب دین جو پیر فقیر کاٹھن کے تھے حضرت خواجہ قاسم کے ظہور نام سے بہشت
 حسن کے سنے پیدا کئے۔ اور وہ کچھ ایسا کسی نے نہ پایا۔ اور جو فی نفسہ قبیح تھا جس عارف کے
 سبب سخن ہو گیا نفس آراء انسانی جو بالذات شرارت کی طرف مائل ہے۔ اس بدو کے ساتھ
 جسکے زیادہ کمال بنا بہت رکھتا ہے۔ اسی وقتے بغلی نام میں جسکے قافی ہو گیا۔ اور صبیح
 ترقی پا گیا۔

جانتا چاہئے کہ کام المعروف مانع جب مروج کے مقام سے نزل کے ساتھ کہ
 مفسد طور پر ملے کوئی کے بعد عدم صوف میں نزل فرمایا اور حضرت وجود کی آیت اور اسی طرح
 تو اس وقت تمام سال و مطلق کیا تھا اس میں غور نہ کیئے۔ و فیصل طور پر یہ کوئی نہ تھا نف
 کے ساتھ ظاہر کر کے کہ تمام جمل میں کا شخص ہوتا ہے۔ و ات اس کے سوا کسی دوسرے کو فہم
 نہیں ہے۔ اور یہ آئینہ دہی ایک قبیح لباس ہے جو اس کے قہر پہنچا ہوا ہے۔ اس شخص نے
 اگرچہ حضرت سلم کے طریق میں صورت نکال لی ہے۔ لیکن وہ آئینہ دہی و اس پر تھکا ہوا ہے۔ اور اس
 عارف نے آئینہ درخشاں میں جس میں نے فانی میں تمام حالات کو ظاہر کیا ہے۔

سوال۔ مرتبہ تہذیب قدم کیا ہے۔ اور دم کو وہ شے جس سے کس اعتبار سے
 وجود کا آئینہ کہا ہے؟

جواب۔ عدم یا اعتبار غایب کے ہونے جس سے یکلک اس نے عمر میں اختیار ہوا کہ
 بلکہ جو آئینہ کے ثابت کرنے والوں کے نزدیک اس نے وجود علی میں مائل کیا ہے۔ اور اس
 وجود کا آئینہ اس اعتبار سے کہا ہے کہ یہ تمام میں ہر نفس مشغول ہے جو وہ ہے جس کے توحید ہے
 ثابت ہو۔ مگر سب ہوگا۔ اور ہر حال جو مرتبہ عدم میں سلب ہو۔ وہ حضرت وجود میں ثابت ہوگا
 بہرنا پار عدم کی بات وجودی کے طور کا سبب ہوا۔ اور آئینہ ہونے کے بھی سنے ہیں کہ
 سوا دوسرے کچھ نہیں۔ فاقہ قسم فارادہ کونچہ کاملہ سبحانہ الملکیم ایسی کہ جس کے کونچہ
 ایک مطلب ہے۔ اور آئینہ تھا کہ امام کرنا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ جو صاحب نے کئے ہیں امید ہے کہ حقائق ہمارے سے ہونے چکیں
 ہر شے میں دو سو سال کی تائید نہیں ہے۔ اور اس مطلب پر دلیل ہے کہ یہ فقیر ان علوم کے
 کہنے کے لیے ہوا۔ اور آئینہ تھا کہ پاک بارگاہ میں التجا کی تو دنیا کو کیا لگا کہ کام علیہ فیض

اختلاف و استہساں تمام کے زوہد و خوں سے شیطانی کو دفع کرتے ہیں۔ اور اس مقام کے نزدیک
تک پہنچے۔ و اما نہ شیعانہ اعتقاد بحقیقۃ الحاصل اور پر حکماء و متقائے الٰہی بڑی تسویر کا پکا
ظہور پہنچے اور جب کی شکل اور ہی ہے اس لئے نہت غفلت کے ظہور کرنے کی دیر کی گئی۔ اور یہ ہے
کہ یہ استیجاب و توبیہ کے معنی ہے پاک ہوئی اور خود بینی کی گنجائش نہ ہو سکے سب کی طرف سے الٰہی
مقامات سے پناہ و اتق نقص و ضرر ہر قسم تلبیہ انھوں کے سامنے ہے اور کمال اللہ علیہ تعالیٰ
حق کی طرف متوجہ ہیں۔

[illegible]

۲۳۵

اس بیان میں اس لائق محبت و نیاؤ آخرت کی سعادت کا سراپہ ہے اور احکام و شریعت کے سچا نمونہ اور بالحق پیغمبر کے ماحل کہنے کی توفیق اس محبت کا ثمر ہے۔ انہوں نے دنیا میں ان فاضلہ و الفخوذ و مرقندی اور صاحب بیت فراتی اور خواجہ محمد اشرف کاشانی کی طرف سادہ و غریب سے۔

حد و مسلمات اور دعوات کے بعد دوستانہ حقیقی اور شہنائی حقیقی کو مسعود شہنائی
کو چیک کرنا بعد شرف و فرط محبت اور کمال کشش و جذبہ سے ہو سکتا ہے۔ ان کے پیچھے
سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اٹھ تھلے آپ کو اسی محبت پر ثابت قدم رکھ کر اس محبت کو دنیا
اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جاننا شروع کرنا چاہئے۔ اس پر ثابت اور قائم رہنے کی دعا
مانگئے تاکہ اس اور احکام شروع کر کے بجا لانے کی توفیق اسی محبت کا تجربہ ہے۔ اور باطنی جمیعت کا
حاصل ہونا اسی دعویٰ کا ثمر ہے۔ اگر تم جان مبینی نصیحتیں اور کھڑکیں باطن میں لگاؤ میں یکساں محبت
کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا پڑے۔ بلکہ سیدہ ارسنا چاہئے۔ اور اگر تمام چاندوں کے برابر انا و اولاد

[illegible]

زیربوم ہے نصیحت مری کی قیمت سے
کہ غلطی غارتگر نہیں ہے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ وَمَنْ يَتْلُ مِنْ آيَاتِ الْقُرْآنِ فَهُوَ يَتْلُو كَلِمَاتٍ كَلِمَاتُهَا أَمْهَدُ مِنْ حَبِّ زَيْتُونٍ وَنَضِيبٍ مِنَ الْمُنْجَبِ

کتاب ۳۳۴

بعض مسرے کے بیان میں مذکور ہے :- یہاں شیخ محمد صادق ترمذی نے تفسیر کی
عرف صادق فرمایا ہے :-

حرم و سلطنت کے بعد میرے ذہن میں اشد کلمہ ہو۔ تملک خط سے تم نے حال
 کی شرح میں لکھا ہوا تھا یہ مفہوم ہوا تھا تم کو ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 کے ساتھ مناجت پیدا ہو گئی ہے۔ اس ولایت سے خداوندی ملے گا خدا کا لایا کہ بت ولایت
 سے یہ ترقی کرے ولایت تیس سال پہلے۔ اب دیکھو وہاں کہ اس ملک ترقی ہو رہا ہے کہ
 تم کو اس ولایت کی طرف جذب کرے۔ اتفاقاً اس تجویز تم کو ولایت کو سوی میں لیتا و علی الصلوٰۃ
 والسلام میں ملے گا۔ وہاں سے کہیں کو انہ وہ ولایت خاصہ میں داخل کیا۔ دیکھو شیخانہ الخلفاء
 والی علی ذیل اس پر اشد تملک کی حوا میں اس کا احسان ہے۔ اب جب تم کو کلمہ و جہ سے
 اس ولایت میں لائے ہیں اس لئے میں تم سے زیادہ ہونے میں کہ تم کو اپنی وطن میں لگاؤ رکھو کہ
 بدویش کرنا ہے معلوم نہیں اس نسبت کے ضعف سے تم میں معلوم ہوا ہو گا۔ اب چاہے
 چاہت ہو تو ہو گئی ہے۔ یہ کہ تم کو اپنی وطن میں لگاؤ رکھو کہ وہاں سے تعلق بنانے کے اتفاقاً
 نسبت ہو پے وہاں سے ملے گی میں تم سے میں لکھتے ہوں

من آن خاکم که اینو به ساری
کنه زلف بزم قطر باری

اگر بعد از حق بسند با نم
چون به رشک طغش کے تو انم

تقریباً نصف لے لیا کہ سوائے سوائے

دوسرے نفع منفعہ و بیست مندرجہ معلوم و ذکرہ و ششہ کا علم و تعلیم
میں نہ کر رہے کامل نہیں اور اس علم کے سوائے عملی ہست کریں

تیسرے نہج پر علوم صوفیہ کی فہم پہنچتی ہے۔ جب تک وہ نفع و وسعت حاصل
علم قدس میں آتا حال ہے۔ اور اگر ان کے کاموں کے حاصل ہونے کے بغیر اس میں نہ اسیر
ہوں تو ان میں اپنی سرسرا خرابی جانی پائے۔ اور ایسے احوال وہ امید سے پیدا نہیں ہوتے۔

ج۔ کار میں ہست نہیں ہست

اس طلب کی میں باقی ہے

فلا علی الرسول الا التبلیغ رسول کا دیکھ کر نہ پائے

برادر میں شیعہ حافظہ میں آئے ہوئے ہیں۔ ان کی صحبت و نصیحت طلب

اور جو صحبت اور ولایت کریں کیا لائیں۔ کیونکہ وہ ان بزرگوار کے مریدوں کی صحبت میں رہتے

ہست ہے ہیں۔ اور ان کا راہ و روش معلوم کیا ہے۔ اس بلکہ ان یاروں کو جو میرضیان

کے فیض سے اس طریقہ میں داخل ہوئے ہیں۔ چاہئے کہ شاذ الیہ شیخ و مولیٰ کی صحبت و نصیحت

جانیں۔ اور عقلمیں ایک ہی جائیں۔ اور ایک دوسرے میں مانیں ہوں کہ صحبت حاصل ہو۔

اور بعد از ترقی پاسے۔ اور مکتوب کا مطالعہ کیا کریں کہ بہت فائدہ مند ہے۔

و ادبم تر از تیغ مقصود نشان

تھے تیغ مقصود مبتلا دیا ہے

ترجمہ

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

الْكَافِرِينَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

عزیز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم ہے

مکتوب ۳۸

اس بیان میں کہ جانوروں یعنی دوستانوں کے زیادہ ہو غریب بہت سی امیدیں ہیں

اور اس امر کی تلقین میں کہ ایسا نہ ہو کہ دیوں کے احوال معاشیہ دیوں کے توقعات

مجبور کہ وجہ ہو جائیں اور اس بیان میں کہ مریدوں کے احوال چاہا باعث ہو جائے

آئینہ ترقیات پر ترغیب کریں۔ میونسپل کونسلوں کو فضا دیکھائیے۔

الْمُحْسِنِينَ وَالْعَمِلِينَ وَالصَّالِحِينَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مِائَةً وَسِتِّ مِائَةً وَأَعْلَى إِلَهٍ
الْعَلِيِّمِينَ الْقَاهِرِينَ آمَنَّا بِكَ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ

اگر خدا پرست، صلوات و سلام ہو ♦

[illegible]

خوابِ رنجی کا سبب اس امر کو آپ کی خدمت میں حاضر رہنا چاہئے۔ اور آپ ان کے حال پر
بہت سے طو سے توجہ فرماتے رہیں۔ میں عبد اللہ الطیف نے بھی اگر خواب کی طرف توجہ پائی جو۔ تو میں کہ
بھی مدد کرں۔ تاکہ تعامت حاصل کر لے۔

آپ نے کھانا اور بعض طالب طریقہ کار، یہ کہ انہیں کہتے ہیں چاہئے کہ طریقہ متنبہ

اور کشتار کی اجازت دی۔ تو رہنما لکھیں:

وَاللّٰهُ عَلَيَّكَ وَفِي سَائِرِ اَخْبَارِكُمْ وَاعْبَادِكُمْ وَفِي سَائِرِ اَشْيَاكُمْ
وَالشُّوْرَةُ مَنَابِقَةُ الْمُصَنِّفِ عَلَيْهِ وَفِي اَيِّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَمَّا بَاَقِيهَا فَاسْتَبْرَأْ
اِسْمَ رَبِّكَ تَعْلَمُ وَتَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ كَمَا تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ
بِرِسَالَتِهِ كَمَا تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ

کتاب ۲۳۹

نور احمدی کی طرف اس کے اس خط کے جواب میں جو اس نے لکھا تھا اور اس کے
پندرہ سال ہندسار کئے تھے۔ یہ ہے:-

اَعْلَمُ وَتَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ
بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ
بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ اَوْ تَعْلَمُ بِرِسَالَتِهِ

آپ کا کتاب کوئی جو از حد شغقت و سرانی کے ایشال کیا تھا۔ اس کے خط
کو مطالعہ کر کے بری روشنی حاصل ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا کہ احوال کا عرض کرنا احوال کے احاطہ پر
میرے قلم کا مال ہے۔ احوال کے مال ہونے سے مقصود یہ ہے کہ احوال میں احوال
کے پیرے خطے کے ساتھ احوالی اور تعلق حاصل ہو جائے۔ جب یہ احوالی حاصل ہو۔ تو پھر
احوال میں ہوں وہ ہوں کچھ پر واضح ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ حضور میں مذکور ہوا تھا آپ کے حق میں ہم نے بہت تعجب و ترقی کی
میرے عقیدہ میں واقعی اس میں ہے۔ لیکن غور کا زمانہ میں اور رہنے کے بعد
زمانہ کے گزرنے پر موت ہے۔ انہیں نہ لکھنا چاہئے۔ خوش ہوا بعد ہی نہ کر۔
موت لانا محقق مسلم کے مقولہ کی نسبت آپ نے لکھا تھا۔ جو نہ لکھنا نہ لکھنا نہ لکھنا
تھے تاکہ ان کی مراد کبھی ملے۔ اس لئے اس مقولہ سے معترض ہوا۔ لیکن میرے کسی طرح کا فکر
دل پریشانی نہیں۔ اور بے ادبی کی نسبت جو آپ نے لکھا تھا۔ سو وہ دستوں کی خطائیں عافیت ہیں
دل پریشانی کچھ مراد نہ پیش کریں۔

مصلحت سے خط کی نسبت تعجب کی حق یا اللہ قلم کی مراد اس کا احسان ہے کہ

پہنچے تو ان میں سے ہیں کیا ہوتا کہ بلا غلہ و جزوا کیا گیا وہ بلا طاعت قبول کیا گیا
 اپنے ملک کا کوئی شیخ نہ تھا جسے خدا تعالیٰ نے توفیق عظیم عطا فرمایا کہ اس نے
 میرے خمد و استغاثہ پر اس میں مستحق کیا کہ ہے لیکن ہندوؤں میں سے ملک میں
 کو ہتھارہ کے بعد تواب یا اقدس امید اس میں ایسا اظہار ہو۔ جو اس ملک کے کوئی نہ کوئی پرست
 کرتے۔ بلکہ ہتھارہ کے بعد ان کی طرف رخ کر لی ہے۔ اور ان کی طرف سے سے زیادہ
 توجہ ہے تو اس کام کے کرنے پر دولت نکلتا ہے۔ اور اگر توجہ اس قدر ہے کہ ہتھارہ کے بعد
 ہتھارہ میں بھی توجہ نہیں ہے۔ اس میں مستحق تھا وہ بارہ سیارہ کو۔ اور توجہ
 کی زیادتی نہ ہو کہ ہتھارہ کے شکاری غایت مسرت و شہد ہے۔ اور اگر ہتھارہ کے
 دار نے کے بعد پہلی توجہ میں نقصان منجم ہو۔ تو میں پر دولت ہے۔ اس میں مستحق ہی اگر توجہ
 کو کر کہ توجہ کا شے ہے۔ بلکہ ہتھارہ پر ہتھارہ کو کر کہ بہت بہتر و مناسب ہے۔ اور اس
 کے کوئی یاد کرنے میں احتیاط ہے +

میرا لہو و صدادی اس عبارت کے معنی اس جہد کے بیان میں بھی لکھی ہے۔ جو
 روح سے مکتوب ہے آپ نے پھر بھی +

میرے خمد و استغاثہ پر اس میں مستحق کیا کہ ہے لیکن ہندوؤں میں سے ملک میں
 میں جیسے کہ دشمنوں کا ہلاک کرنا اور مستحق کی مدد کرنا وغیرہ اسی قسم ہے +
 ظالموں کے فتنے سے آپ نے اس طلب کیا تھا۔ تو فتنے نے آپ کو اور آپ کے
 طبیعت کو جلد آپ کی جگہ کو ان ظالموں کی شرارت سے محفوظ رکھا ہے۔ خاطر میں ہو کر حق تعالیٰ
 کی پاک بنایں کی طرف متوجہ رہیں۔ اور امید ہے کہ اس خط کو موقت ذکر نیلے۔ ان ربنا
 و اسے انفق و رد و تیرا رب بڑی بخشش والا ہے۔ لیکن اس ملک کے سنہ دہوں کی نصیحت
 کریں کہ مسلمانوں کی بہتری اور خیر تو ان کی وضع کو نہ رہیں۔ امید ہے کہ وہ شہیدان اللہ کا فیض
 ساقی و حق ساقی و انوار انوار اللہ تعالیٰ کے کسی قوم کی حالت نہیں رہتا جب تک کہ اپنی
 حالت کو خود نہ بدلائیں +

مکتوب ۳

اس دستک میں سلامتی اور اللہ تعالیٰ کے بعض فائدوں کے بیان میں

شیخہ یوسف برکی کی طرف سے دیا گیا ہے۔

الحمد لله والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

بند و معبود

وہ رسالہ جناب کے غیرت کے تمام احوال پر شامل تھا، چنانچہ اس میں معصوم

خوشی کا باعث ہوا

و عشق جنس برابریا باشد

ترجمہ ۴ عشق میں ایسا بہت ہوتا ہے جس پر عجب

لیکن چاہئے کہ احوال سے گذر کر محال احوال یعنی اس حال کے پشیمانوں کے کہ پہنچنا چاہتے کہ وہاں

بہر حال حالت دعا دانی ہے۔ بعد ازاں اگر حضرت سے شرف فرمایا تو یہ ہے وہاں سعادت۔

غرض جو کچھ یہ وہاں میں آنے لگی کے قابل ہے۔ خواہ کثرت میں صحت کا شاہد ہی ہو کچھ

اس صحت کی کثرت میں گمان نہیں ہے۔ جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس صحت کا شیعہ و شل ہے

خداوند خود صحت۔ پہلے ہی وقت آپ کے محل کے مناسب طریقہ لایا لایا اللہ کا ذکر

اور کلام ہے۔ اس صحت کے وہ وہاں میں کچھ دھونے اور صحت و صحت میں دلکشاؤں

کو قلم لکھ چکے ہیں۔ جب تک کہ حل و حیرت میں نہ پھریں، فنا صیب نہیں ہوتی۔ جس کے عجب

بانتے ہیں۔ اس قلم عدم سے تعبیر کرتے ہیں۔ ذوق ہے۔ اور جب جہل تک پہنچنے کے بعد

قلم حاصل ہوگی تب پہلا قدم اس راہ میں نکلیا ہوگا۔ پس کہاں اور قبول کس کے لئے ہے

حکیمت المؤمنین إلى معاذ و دؤھنا

قلل الجبال و دؤھنا و حقیقت

ترجمہ ۵ اے جان کس طرح میں یاد رکھ راہ میں میں پڑھ کر اور قلم

آپ کے احوال درست ہیں لیکن ان سے گذرنا لازم ہے +

و ان لا تزل علی من یسبح اللہ و لا یستغفر من الذنوب و لا یصلی و لا یتصدق

من الصلوات و التصدقات و السلام ہو اس شخص پر جو روایت کے ساتھ پڑھا اور حضرت معصوم

سے اس طریقہ آراہم کی متابعت کو لازم کیا +

دوسری شریعت یہ ہے کہ آپ شریعت پر تنقاس اختیار کریں اور اپنے احوال کو عدم

و محال شریعت کے مطابق درست کریں۔ اگر عیاذ باللہ کسی قلم و قلم میں شریعت کا فاسد پیدا ہو

تو اس میں اپنی خدائی کجی چاہئے بہت ساری باتوں کا یہی طریق ہے۔ والسلام

مکتوب ۲۴۱

بعض بابر کی ترقی کے بیان میں مولانا محمد صالح کی طرف لکھا ہے۔

میر سے سادق بھائی کو حمد صلوات کے بعد معلوم ہو کہ ان حدود کے احوال اور کے کاتے ہیں اور اس جگہ کے سبب خوش و غم ہیں۔ ان حضرات میں مولانا محمد صالح کی طرف سے دعا ہے کہ ان کی عزت سے دعوت کے ساتھ شرف ہوئے اور آم جہنمی سے ہم فانی کے ساتھ حق پر باد ہو اور اس کے نظر فوق کی جانب رکھتے ہیں۔ وہ اس سے غریب و فرماں کے شایہ رجس کی خدمت میں ہیں۔ واللہ یخلفن یوم حقہ من قضاۃ اللہ قلے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے جس کو کما ہے کسی بھی اپنا اور ان دوستوں کے حال جو طریقہ میں نقل ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں۔ کھتر رہ کریں۔ اور چند روز کسی جگہ استقامت اختیار کریں۔ والسلام

مکتوب ۲۴۲

بعض سوالوں کے جواب میں ملا علی قاری کی طرف لکھا ہے۔

حمد صلوات کے بعد میر سے عزیز بھائی کو معلوم ہو کہ درویش کمال نے آپ کے مکتوب شریف چنچایا۔ بڑی خوشی کا موجب ہوا۔ آپ نے اپنے اصل کو قاصر اور نیتوں کو کوتاہی کے ہمارے میں لکھا ہوا تھا۔ واضح ہوا حق قلے سے تھا ہے کہ اس کو زیادہ کرے۔ اور اس السلام کو کامل کرے۔ کیونکہ اس میں یہ دونوں دونوں میں مقصود میں سے ہیں۔

آپ نے لکھا اور دریافت کیا تھا کہ ہم ذات کا شغل کہاں تک ہے۔ اور اس بار کہ کی ملاومت سے کس قدر پر فائدہ ہوئے ہیں۔ اور نفی و اثبات کی حمایت کہاں تک ہے۔ اور اس کے مزید سے کیا دعوت کامل ہوتی ہے۔ اور کس قدر بجا ہے۔ ہوتے ہیں۔

جانتا ہوں کہ کوئی سے مراد غفلت کا نہ کرنا ہے۔ اور چھوٹے ظاہر کو غفلت سے چارہ نہیں ہے۔ خواہ ابتداء میں ہو خواہ انتہا میں۔ اس لئے ظاہر سے کثرت ذکر کا علاج ہے۔

اصل کلام یہ کہ بعض اوقات ذکر ہر ذات قطع و تباہ ہے اور بعض اوقات ذکر نفی و اثبات مناسب ہوتا ہے۔ بالی رہا معاد باطن کا۔ وہاں جی جب تک باطن غفلت اور غم ہو جائے۔ تب تک

ڈاکر کرنے سے چار نہیں ہے۔ اولیٰ مرتبہ کا ابتدا میں یہ دونوں ذکر متعین ہیں اور متوسط و اتم میں یہ دونوں ذکر متعین نہیں ہیں۔ اگر قرآن مجید کی حدوت اور فائدہ کے ادا کرنے سے غفلت نہ ہو جائے تو ہوسکتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کی حدوت متوسط کے حال کے مناسب ہے۔ اور فائدہ ادا کرنا نفس کے حال کے مناسب ہے +

جانتے چاہئے کہ حضرت ذات کا وہ حضور جو اسما و صفات کے لحاظ سے جو الہیہ اور ذاتی ہو۔ اوریت مجزوء کی طرف توجہ کرنے والوں کے نزدیک غفلت میں داخل ہے۔ غفلت کو بھی دہ کرنا چاہئے۔ اور دراز اور الی طرف ماننا چاہئے۔

فراق دوست از دل است انگشت درون دیدہ اگر فرم دوست بسیار است
ترجمہ دوست یا رفیق یا بھی بہت ہے حق پر عاشق کے
بہت آنگاہ ہے بال افسہ کہ برا بر بھی +

اچھے ان اوقات کی نسبت غلط ہوتے ہیں لکھا تھا اس سے پہلے بھی جو ابھی
یہی لکھا تھا کہ بشرات میں بھی ان کے ثلوث کا وقت نہیں یا منتظر میں کام کرتے جائیں +
لَقَدْ اَنۡتَوٰیۡلُوۡا۟ اِلَیۡ سَعَادٰتٍۭ ذُوۡ۟۟ۙ
لَقَدْ اَنۡجَبٰ۟ۤا لَہٗۤا ذُوۡ۟۟ۙ عَنۡۢیۡۤنِہٖۤا

ترجمہ اے جانوں میں جرج میں ایک راہ میں ہیں پھر غصہ کو دور فرار +

مکتبہ

طریقہ تائید تشبیہ و تمثیل کی ترغیب میں مثلاً ایوب مختب کی طرف اشارہ فرمایا ہے :-
معاذ اللہ اور تبلیغ دعا استمع کے بعد میرے معزز بھائی کو معلوم ہو گا کہ وہی دعا آپ نے
پہنچے متحدہ خطوط میں لکھا ہے طلب و بانی نہیں لیکن یہ بھی اپنی فراموشیوں پر نظر کر کے اس سوال کے
قبول کرنے میں جرات نہیں کرتا تھا۔ لیکن جب یہ بار بار یہی طلب آپ کی طرف سے ظہور میں آئی
اس لئے چند لکھے پھونکے فقرے لکھے جاتے ہیں۔ ان کو غور سے سنیں۔ اور جان لیں کہ یہی طلب
کے لئے ضروری ہے اور اس کے ساتھ خلف ہے وہ اور کا بھلا تا اور نرازی سے بہت ہوتا
ہے۔ آیت کریمہ اِنَّکُمْ اِلَیَّ رَٰجِعُوۡنَ ذُوۡ۟۟ۙ وَمَا فَکَۡرُکُمْ فَاَسَنتَہُمُوۡا ذُوۡ۟۟ۙ
تم اسے پاس لایا اس کو پکارا اور جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اس سے منع مانا اور اس سے منع

گر کئی کام کرے میں ان کے حال پر
تو بہ گریہاں پلاؤں میں اس کا حال

اولئک الیائی یحییٰ عیشہم
اذا یحییٰ عیشہم یا حیرۃ البھامع

ایسے ایسے باپ دادا ہیں جس سے
گریہاں مجلس میں تو میں باپ دادا کی

حضرت خواجہ احمد قادس سے سنتے فرمایا ہے کہ اس سید علی کے شاگرد میں
ہو ذرا ق اور قاضی اور قاضی کے ساتھ نسبت نہیں کرتے ہیں
کا کا غار بند ہے

حیف باشد شرح او اندر جہا
یہو روز عشق بایہ و نساں
لیک گفتم وصف او تارہ بر نہ
بیش تران کہ فوت سرتان خوش
ہو نہیں کشت بیاں سر کا عین
شش یاد عشق چاہتے بہ نساں
لیک کر ہی وصف چھپ گئے
۱۰۰ سرت کھان میں اس کے آگے

اگر ان بزرگواروں کے قصائص و حالات میں قزوں کے وقت گئے جانیں تو دیکھتے ہیں نہایت
قطرہ کی طرح ہیں ع
داوید ترانہ شیخ مقصود نقاش
تجلیج مقصود تیار اولیہ ہے

والسلام علیہم وعلیٰ آئینہ الحسنی والشرم مثالیہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آئینہ
سین انقلوبات انقلوبات النیلانکات انقلوبات وعلیٰ سلام ہو اس شخص پر جو ہر وقت کے راست
پر چلا اور ضرورت سے صاف صاف علیہ السلام کی متابعت کو لازم پکڑا

مکتوبہ ۲۲

محمد صالح کو لابی کی طرف اس کے اس خط کے جواب میں یہ اس نے اپنی خرابی کے
بیان میں لکھا تھا۔ لکھا ہے :-

یہ سہ سادہ و سادہ بھائی خواجہ محمد صالح کا کتب شریف پہنچا جانے پہنچے احوال کے
خوابی کی نسبت لکھا تھا کہ امید ہے کہ اس سے جو زیادہ خواب ہوگا اور اس خواب کی نہایت
- - - - -

معلوم نہیں۔ اگر آپ سنی ہیں کہ آپکے اہل تشدد و زہنیاروں کی ہمت کا باعث ہے۔ اگر
 بتر ہے کہ خود ذرا اہل غیر ہیں۔ یہ لکھیں کہ یہ سب حضرت علی کے فرقہ والا اور رکھتے ہیں۔ اکثر
 استغاثہ اور قہار۔ اس فرقہ کا باعث ہیں۔ اور یہ مقام ہے خود خدا کو نایت فرمایا ہے
 اومان کی وایت میں اہل کیا ہے۔ غیر اس کے سازوں کی طرح ہی کی وایت میں میا ہے۔ وہ آیا
 جو طریق علی میں اہل ہوئے ہیں۔ تا کہ وہ یوسید حضرت علیؑ۔ ان شاء اللہ اور یوسید تعظیم بہت
 بہت دعاؤں سے مقصود ہیں۔ غرض کہ خواجہ محمد صادق اور سید علیؑ آپ کو تمام مال کا
 کلام و جان پہناتے ہیں۔

کتبہ ۲۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 سرور مصلحت و تبلیغ و دعوت کے بعد واضح ہو کہ کتبہ فریفت جو قاصد کے ہر اوصل آیا
 پہنچا اور پوری خوشی کا باعث ہوا۔
 آپ نے کھاتا کہ اگر حق و اثبات اکتس مدد کیسے پہنچا ہے۔ لیکن بیشکی نہیں۔ برکتی۔
 اور ضیعت بھی کسی بھی چیز ہوتی ہے۔ میرے محبت آٹا کہ کہنے میں علامہ زبانی۔ کوئی ضرور مستغوث ہے
 جس کے باعث اس میں ہر کوئی تجربہ تر تب نہیں ہوا۔ درود و نثار اللہ و یافت کر لینگے۔
 دوسرے آپ نے اس قول کے معنی دریافت کئے تھے۔ یہ کھاتا کہ حضرت صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کام کو تمام کر کے فرمایا کہ **ذُرِّ الْقُلُوبِ كَقُلُوبِ الْقُلُوبِ** و **ذُرِّ الْقُلُوبِ كَقُلُوبِ الْقُلُوبِ**
 و **ذُرِّ الْقُلُوبِ كَقُلُوبِ الْقُلُوبِ** زبان کا کھانا اس اور قلب کا ذکر دوسرے اور دوسرے کا ذکر شرک
 اور مرکا ذکر کفر ہے۔ کیونکہ جب ذکر، ذکر و ذکر کی خبر دینے والا ہے خواہ کوئی ذکر ہو۔ اور اس مقصود
 مذکور میں ذکر و ذکر کا قیام نہیں ہے۔ اس لئے ذکر کا قلند دوسرے ذکر و کفر قیام ہے۔
 ہر چیز دوستی اہل چکر میں رہنا چاہیے۔ ہر طرفہ و اہل فرشتگی صرف چہرہ
 ہر جو بارے سے کہے وہ کھانا کفر و ایمان ہے
 جسے کہہ جو کہے ہر بار فرشتہ زیبا ہے

لیکن اگر کے لئے حق باطل کا ماضی ہر افاقہ بند کے حال ہونے سے پہلے بانا چاہئے۔ کیونکہ بقا
 کے حاصل ہونے کے بعد اگر کار و بار کا ثبوت اس سے نہ ہو نہیں ہے۔ آلاس میں کچھ پوچھیں گی

میں نے انھیں یہاں تک لے کر آئے کہ وہ ایک خوبصورت مکان تک پہنچے۔ وہاں انھیں ایک کمرہ دیا گیا۔

دوسرا استحضار یہ تھا کہ شیخ احمد علی جو سید کا بیٹا ہے ابو علی سینا سے متعلق پہلا
طبیب ارقم ہو اس نے جواب میں لکھا تھا کہ انہیں عشق میں آیا اور اس طرح جہاز سے نکل گیا۔ شیخ
جو سید نے عین انتفاخ کی طرف کشا کر میں اور ہر یک عبارت کرتے کرتے وہ دھواں مائل
تہ ہوا جو گئے ابو علی سینا کے اس گھر سے نکلا۔ عین انتفاخ نے لکھا کہ انہیں آپ سمجھتے تھے
تجارت کی طرح طبعی طور پر کھولتے ہوئے +

جانتا ہے کہ اگر تیس دن کے باوجود وہ چاہے اور ملت کے کسی اور پر چھپ جائے
تو وہ ہے جو کفر کا مقام ہے۔ اس کا تحقیق کا وہ پرستہم تحقیق و تمام ہے جو بقا کا
کفر تحقیق کا اسلام تحقیق کے نسبت دینی سر پر نفس و عیب ہے۔ یہ ہیں عین ان کو کہ انکی
اس نے اسلام تحقیق کی طرف اذیت نہیں کی ہے۔ اور حقیقت میں اس کا کفر تحقیق سے بھی بگڑا
نہیں ہے۔ اس نے صرف از غفہ ہر عقیدہ کے کہ یا اور کھدیا ہے۔ جیسا کہ تو ہلا
جانتی ہی خط و قرآن میں جو ان کی کفر میں غریب کوئی نہ تھا۔ غرض ان کے کہ اللہ علیہ السلام
کفر کرتے ہیں۔ اور وہی اس کے فلسفی ہوں۔ اصل اسلام کے منافق و مختلف ہیں۔ نیز شیخ
بوسعد عین القضاء سے بہت قدم ہے وہ اس کی طرف کیا ہے۔ مگر یہ شیخی راہ
تو صوفیوں میں مکر و دیاقت فرماتے ہیں۔ و السلام

کتاب

میں تمام اے کمال ہونے کے بیان میں جو ان کی کس کے ہوتوں میں متوقع اور ترقی ہے
اور اس نے توفیق کی وجہ کے بیان میں جو بعض اوقات ظاہری ہو جاتی ہے یہ بیان کیا
کہ صرف صاف و نفا ہے :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّہٗ لَمَّا حَضَرَتْ شَیْءُ الرَّسْمِیْنَ وَاسْمُ الْمَلِكِ وَاصْبَاحُ الْکِرْسِیِّ
اَوَّلَیَّ کِتَابِ تَرْغِیْبٍ بِہٖ فِیْہٗ حَادِیْہُہٗ زَہْرَیْ خُشْکِیْ مَحَلِّیْ جَوٰہِرِیْ اَنْوَارِیْ

شعبہ ہیں اور جو سب غیر مسلم اور چاروں طرح کی پیش کشیں ہیں۔ اس بار کے گورنر بھی اپنی استبداد کے خلاف میرے لئے کواڑ بن گئے ہیں۔ اور وہ سرسبز دیہندہ روزگار میں ہیں۔ "مہندہ ذوالعبیت" کے پاس واسطے اختیار ہیں کہ وہ دل چاہتے ہیں کہ میری سب سے شہرت کو ان میں سے ہٹا دے۔

آپ کی دوستی کا نام نہ لئے، حقوقِ معنویات سمجھ کر اسی جاس بھرتی نہ کرنا
 نوابِ احساس کے پیچھے سے شرفِ نبوی، اہلِ کرم، محض شریعت ہی نعمت ہے، عینِ واسطہ
 احوالِ کامل سر میں کیا ہے، ذرا طبعِ ربط کی طرح سہاگت اسے باہر ہے۔

فَاللَّهُ عَلَىٰ سَعَةٍ وَعَلَىٰ سَائِرٍ مِّنْ شَيْءٍ لَّحْدَىٰ وَكَثْرَتُهُ مُتَابَعَةُ الْخَلْقِ
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِلَهِ الْخَلَائِفَةِ وَالْخَلَائِفَاتِ أَمَّا سَائِرُهَا مِنْ سَبْعٍ بِرُوحٍ وَبِطَلْعِ
رُوحٍ بِسَعَةٍ مِّنْهُ وَبِطَلْعِ رُوحٍ بِسَعَةٍ مِّنْهُ وَبِطَلْعِ رُوحٍ بِسَعَةٍ مِّنْهُ

۲۷۹

حضرت سید المریدین ائمہ توحید کی متابعت کے فضائل و اس پر حضرت بلکات اسحاق
سابقہ فہرہ میں کتاب کے بیان میں حیدر ذیل ذواب کی طرف اشارہ کیا ہے :-
أَتَقَدَّرُ وَتَبَّ وَتَمَلَّكَ عِلْمُ بِلَا وَافِقُونَ أَخِيضَةُ أَمْرُهُ تَمَلَّكَ فِي مَعَادِ اس کے مرکزیہ
تہذیب پر سلام ہو +

[illegible]

مال کیلئے پہلے یہ ہونا چاہیے کہ انصاف سے ملے اور ان کے حقوق کی تائید ہو۔
اور کم کم اور ضرورت کے مطابق مال بھالیں۔
دوسرے یہ کہ شیعہ اصول کی سفارش کر کے جو ماحول کے مطابق ہو۔
کے دوستوں میں سے ہے۔ وہ مسلم۔

مکتوب ۲۵

بعض تفساروں کے ظل میں ملاحہ اسلہ کی صاف کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرد و عورت اور تبلیغ و حوائج کے بعد اس طرح ہر طرف کے تفرق کے حال اور مباح
حد کے لائق ہیں۔ اور آپ کی طاقت حق تعالیٰ سے طلب ہو سکتی ہے۔
آپ کا مکتوب شریف مبارک ہو۔ آپ نے لکھا تھا کہ وہ ذوق و خوشی جو اہل مال و مال پر
اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ اور اس لذت کو اپنا نہیں جانتا ہے۔ سو میرے جوابی کو مسلم ہو کر میں
اہل و جد و جہد کی طرح حق میں جہد کو دل و دل سے جانتا ہوں۔ اس سے اس جہد
کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس کا زیادہ تر تعلق طلب و حق کے ساتھ ہے۔ اس سے زیادہ بیان کا تفصیل
چاہتا ہے۔ حال یہ کہ دوسری حالت میں حالت سے کئی فرق ہے۔ اور ذوق کا نہ ہونا اور
خوشی کا دور ہونا۔ ذوق و خوشی کے پانے سے ہر قسم ہے۔ کیونکہ نسبت جس قدر حالت اور ترقی
میں ترقی کرے اور جہد سے دور تر ہو۔ اسی قدر اصل اور مشورہ حال ہونے کے نزدیک تر ہے۔
اس لئے کہ اس قسم میں جہد و جہل کے سوا کس اور جہد کی تلاش نہیں ہے۔ جس کو معرفت سے نکلنے
میں ہر جہد کا نام اور رکھتے ہیں۔

آپ نے لکھا تھا کہ اس نسبت کی وہ تاثیر دہکتی ہے جس میں نہیں ہے۔ ان باتیں جیسوی
نہیں ہیں لیکن تاثیر وہی زیادہ تر حاصل ہو گئی ہے۔ لیکن ہر ایک شخص اس کا اور انہیں کو سنا لیکن
کیا کیا لکھا ہے کہ سمجھ اس فقیر کے ساتھ بہت کم ہوتی ہے۔ اور علوم و معارف بہت کم ہوتے
ہوئے ہیں۔ شاید تھوڑے کچھ ہو گا کہ وہ ہر ایک سمجھتے ہیں۔ اور پھر چند روز باہر اٹھ رہیں
نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ باوجود زیادہ اور اندر کے سزا میں کہ مکتوب
جانتے فرض ہے یا نہیں؟

یہ سب غلام ہیں اور میرا تکیہ جلتی ہے اس میں اختلاف ہے اور کچھ دیکھیں
 فقیر اور شیخ تہذیب کا تو ہے یہ جو اس نے لکھا ہے کہ اگر کہتے ہیں کہ وہ غلام ہیں
 کہ غالب ہے تو اس کی ذمہ داری نہ ہوتی ہے۔ اور انہیں نہیں دیکھیں یہ شرط جو اب اس کی شرط ہے کہ
 انہیں یہ پہلی کتاب بھیجیں۔ پہلی کتاب میں کئی حکمتیں ہیں اور جب نہیں ہوتی۔ چونکہ وقت نے
 موافقت نہ کی اس لئے آپ کے دوسرے ہتھیاروں کے جو اب اس کی دوسرے کتاب پر
 موافقت کیا۔ واسطہ ۴

کتوب ۲

غلام کے شیروں کے فضائل اور حضرت شیخین کی فضیلت۔ حضرت امیر مہر کے بعض خطوں
 اور کتاب کا ترجمہ اور شیخین کی تعلیم و ترقی امداد کے درمیان جھگڑوں اور ان کی اصل
 بھیج کر اصل کو اس کے تعلق پر ان میں۔ مرقاۃ المفاتیح اشرف کی طرف اشارہ
 فرمایا ہے۔

مرد و عورت اور بلیغ و عجم کے میں یہ سب سادہ و سادہ جلتی علیہ اشرف کا سلام ہو کہ
 بعض علوم غریبہ اور سرور مجید و ہم۔ سب طبیب و مرصعہ فاضلہ وغیرہ میں سے انہی حضرات شیخین
 ذی القربی و جید نگار و شیخ تہذیب نے غم و غم میں کے فضائل و محبت سے تعلق رکھتے ہیں انہی میں
 کچھ کے موافق مختلف گوشہ ہوش سے سنیں ۴

حضرت صدیق اور حضرت خادق رحمہ اللہ عطا کلام محمدی کے مال پر نے اور وقت
 مسطورہ و حدیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجوں کے پہنچنے کے باوجود انہی کے درمیان
 الایت کی طرف میں حضرت ایمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شائستہ رکھتے ہیں اور
 دعوت کی طرف میں جو مقام نبوت کے مناسب ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 شائستہ رکھتے ہیں۔ اور حضرت ذی القربی رضی اللہ عنہ دونوں طرف میں حضرت یوحنا علیہ الصلوٰۃ
 وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شائستہ رکھتے ہیں۔ اور حضرت امیر مہر رضی اللہ عنہ دونوں طرف میں
 حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شائستہ رکھتے ہیں۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ روح اللہ
 اور عتہ اللہ ہیں اس لئے نبوت کی مانجی دعوت کی طرف میں غالب ہے۔ اور حضرت امیر
 میں میں شائستہ کے دعوت و الایت کی طرف غالب ہے اور غلامانہ بعد کے قیادت کے

مبادی جہالت کے افکار کے موجب جہاں تفصیل طور پر نہایت اہمیت ہے اور نہایت بڑا
اجل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور بہت اہمیت کے حضرت خلیل علیہ السلام
رہے اور جہاں تفصیل کی برزخیت کے اہمیت کے حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ جیسے کہ
نہایت علیہ السلام کا ہے صفت سکھ اور حضرت عیسیٰ کا ہے صفت اقدس اور حضرت آدم
علیہ السلام کا ہے صفت اعلیٰ ہے ۔

اب ہم اہل ایمان کو بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق مہدی اور حضرت صادق مہدی کے عارفانہ
افکار کے مطابق نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوجہ کو اٹھانے والے ہیں۔ اور حضرت
امیر محمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناسبت اور جانب اہمیت کے قبضہ کے باعث و اہمیت کے
کے ہوجہ کو اٹھانے والے ہیں۔ اور حضرت ذی النورین کو برزخیت کے قبضہ کے ہوجہ کے
ہوجہ اٹھانے والا ہے۔ اور ہوتا ہے کہ اس قبضہ کے ہوجہ کو ذی النورین ہیں اور
چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھانے والے ہیں اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ السلام سے زیادہ
مناسبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ تمام وحوت جو برزخیت سے پیدا ہوا ہے۔ ہمارے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی تمام نبیوں کے درمیان میں تمام و اہمیت کے ہوجہ کو اٹھانے والے ہیں
تمام قابل شدہ گزشتہ سے بہتر ہے۔ اسی واسطے ان کی نسبت گذشتہ امتوں کی نسبت زیادہ
بہشت میں جاوے گی۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی نسبت تمام فرشتوں اور جنوں سے
افضل کس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام فرشتوں میں سے افضل فرشتہ اس کی نسبت کی مناسبت ہے اور
کیا کیا ہے۔ آیت کریمہ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنْ تَنْزِلَ مِلَّةَ الْاَوَّلِينَ حَقِيقًا پھر ہم نے تیرے
طرف سے بھی کہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کی کہ وہ مہدی ہے۔ اس میں کون کس کا ہے
اور حضرت محمدی ہو تو کہ اس کا ہے صفت اعلیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مناسبت رکھتے ہیں۔ گویا ایک قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت امیر مہدی علیہ السلام کے سر پر
اور دوسرا قدم حضرت محمدی مہدی علیہ السلام کے سر پر ۔

اور جانتا چاہئے کہ نبوت محمدی علیہ السلام کی ولایت اور ولایت محمدی علیہ السلام
کے دونوں طرف شافع علیہ السلام ولایت محمدی کی ولایت کے بائیں طرف۔ اور چوتھے حضرت
امیر محمد ولایت محمدی کے بائیں طرف۔ اس لئے مشائخ و اولیاء کے اکثر مصلحتان سے منسوب ہے
ہیں۔ اور حضرت امیر کے کلمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات کی نسبت بڑا زیادہ عظام پر جو

فرشتہ میں۔ اور حضرت فاروقؓ نے تہذیب کو زبردستی چاہنے میں مایوس رہا۔ اور یہاں تک کہ گویا تمام مشیت
حضرت صدیقؓ کے ذریعہ سے بکھرا ہوا ہے +

اس حقیر کی نظر میں حضرت شیعین کے لئے تمام صحابہؓ کے درمیان اچھے شاندار ایک
درجہ ہے۔ گویا یہ دونوں کسی کے ساتھ مشاکرت نہیں رکھتے۔ حضرت صدیقؓ حضرت پیغمبر
کے ساتھ گویا ہم زمانہ ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف ملوٹھل میں بلندی اور پستی کا ہے۔ اور حضرت
فاروقؓ بھی حضرت صدیقؓ کی فضیلت اس دولت سے محروم ہیں۔ اور تمام صحابہ کرامؓ نے حضرت
کے ساتھ ہمسائیگی ہم شہر ہونے کی نسبت رکھتے ہیں۔ پھر ادیبے است کہ وہ ان کی خدمت سے
حاجتیں ہیں کہ رسد زور انگہ جرم

ترجمہ
ہوئے ہیں کافی کر گئے دور سے بالکل بیک

یہ لوگ کہاوت شیعین سے کیا حاصل کریں۔ یہ دونوں بزرگوں اپنی بزرگی و کفایت کی وجہ سے دنیا
عالم عقل و تدبیر میں مدد و اور ان کے فضائل کے ساتھ مصروف ہیں +

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کان بقللہ من فیہ نکان غرہ
اور اگر میرے پیچھے کوئی نبی ہو تا تو اہل عرب ہوتا +

امام خراسانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاروقؓ کی اتم برسی کے دنوں میں حضرت عیدہؓ
بن عمر نے صحابہ کرامؓ میں کہا کہ مات لثقتہ اخیارہ لعلہ آج جو جسے علم فوت ہو گیا +
جب بعض میں اس مینے کے گھٹنے میں توقف کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہی مراد علم سے ظاہر
ہے علم بعض و نقاس +

حضرت صدیقؓ رضی اللہ عنہ کی نسبت کیا بیان کیا جائے جب کہ حضرت عمرؓ کی
تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ جیسے کہ عمر صادقؓ رضی اللہ عنہ علم نے اس کی نسبت
فرمادی ہے۔ اور وہ غلط بیانی کی جو حضرت فاروقؓ کو حضرت صدیقؓ سے ہے اس غلط
وکی سے زیادہ ہے۔ جو حضرت صدیقؓ کو حضرت پیغمبرؐ کے ساتھ اختلاف و انتقام سے ہے
پھر قیاس کنا چاہئے کہ دوسروں کا حضرت صدیقؓ سے غلط کس قدر ہوگا اور حضرات
شیعینؓ مروت کے بعد بھی پیغمبرؐ کے بعد آئے اور علم سے بے جا نہ ہو۔ خدا و ان کا شری
بکجا ہوگا۔ جیسے کہ فرمایا ہے۔ میں ان کی فضیلت قرینت کے باعث ہوئی +

فیصل اربعہ اعتدالی بے سوسالین ان کے کلمات کو کیا بیان کرے اور ان کے

انسان کی کیا حالت ہے۔ زندہ کی کیا حالت ہے کہ زمانہ کی نسبت گشت کو گیسٹ اور غمہ کی کیا حالت ہے۔
کی بات بیان کرے۔

نہ ابدی نے جو رحمت حق کی طرف باج ہیں اور ولایت و دعوت کی دونوں طرفوں
سے مقرر کئے ہیں۔ اور ایمان اور تقویٰ میں سے عمل سے مستبدین نے کشف صبح کے نور اور
انوار سے اندھ اور اندھار سے کھینچ کر کے کھلافت کو۔ یا نیت کی ہے۔ وہاں کے مختار کو
پہچان کران کے فضل سے کھلم کھلا ہے۔ اور اس پر ایمان کیا ہے۔ اور کشف کو جو ہر جملہ کے
بظرافت ہو۔ غلط خیال کر کے اس کو کھلم کھلا نہیں کیا ہے۔ اور کس طرح ایسے کشف اعتبار کیا ہے
جس کو صدرا دل میں ان کی نصیحت صبح کی پہلی سیدہ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی
سے روایت کی ہے۔

قَالَ كُنَّا فِي دَرَمِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا خَدَلٍ بَيْنَ بَنِي
أَخِيٍّ مُشْرَقًا مِنْهُمْ مُشْرَقًا مُشْرَقًا مُشْرَقًا مُشْرَقًا مُشْرَقًا مُشْرَقًا مُشْرَقًا مُشْرَقًا
لَا تَكْذِبُ بَيْنَهُمْ ابْنُ عَرَبٍ مَنْ عَمِلَ فِي سَلَامَةٍ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَرَتْ رَأْسَ مَنْ كَسَرَتْ
بِحُرْمَةٍ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ
وَبَعَثَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَدُرْمِنَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ
أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ
سَلَامَةً عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ كَسَرَتْ بَحْرَمَانِ
أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ أَفْعَلُ

اور جنہوں نے سنا ہے کہ روایت نبوت سے فضل ہے اور بابیک اور اولیہ سے فوج
میں سے ہیں جن کو کلام نبوت سے زیادہ حد حاصل نہیں ہے۔ اور آپ کی تقریریں آیا ہوا کہ
فیر نے شیعہ بعض راویوں میں تحقیق کی ہے کہ نبوت و وحی سے فضل ہے مگر اسی ہی کی روایت
اور یہی حق ہے۔ اور جس شخص کے بظرافت کیا وہ تمام نبوت کے کلام سے باہل ہے
جیسے کہ امام مگر رکھا۔

اور اس کا معلوم ہے کہ اولیہ کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ یقین شیعہ حضرت صدیق

کئی خاص سبب تھیں۔ اولیٰ نسبت ان پر غالب ہوئی اور ان کی وجہ سے تم ہو گئے اور حضرت
عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ان پر غالب ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی نسبت تم پر غالب ہو گئے۔ ان
ہو گئے۔ وہ یہ ہیں کہ ان کے کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ان کی نسبت کی کیا چیز نہیں ہے اس
کہ تمہارا شیخ تھیں یہ اس سلسلہ میں برابر ہیں۔ یہ وہ ہیں انہیں ہے۔ بلکہ اگر تمہارا میں سے ایک
بھی اس صفت کا مجھ سے وہ غیر مت ہے۔ یہ انہیں ہے کہ حضرت اسی سے موجود اور نسبت کی
ان کی نسبت کے لئے مقدم ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہو گئی۔ اور اس سلسلہ میں کی تحسیم حاصل فرمائی گئی
کیونکہ تم دو چیزوں کی نسبت اس نسبت ملتے سے پہلے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نسبت
کو تمہارے نسبت کے کہتے کہ ان کے بہت کم حد حاصل ہے۔ اور یہ نسبت حضرت عبداللہ بن مسعود سے
ہونے کے باعث ان کا اوست سے دافرحہ کہتی ہے۔ جیسے کہ اسی بیان ہو چکا ہے

میں میں تفاوت رہا از کجاست آجک

۲ حزب ۱۰ دیکھ دو دنوں میں کتنی فرق ہے

لے جلتی ہو چکے حضرت میر تقی میر کی ولایت محمدی علیہ السلام کی جانب سے ختم
کاجوئے اٹھانے والے ہیں اس لئے قطب اجماع اور اولیائے طہارت میں سے ہیں۔ ان
کمال ولایت کی جانب ان میں غالب ہے، کہ تمام کی تربیت، حضرت علی علیہ السلام
کی احادیث و احکامات کے پرہیز ہے۔

قلب القلوب یعنی قلب را سر انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر چمکے
ہے۔ قلب ماری کی حمایت و حمایت سے اپنے ضروری امور کو سر انجام دیتا اور درایت سے
عدد بربوتا ہے۔ حضرت فاطمہؑ اوما میں جو بی بی اس مقام میں حضرت امیر مریضہ اللہ تعالیٰ عنہا کے
ساتھ شریک ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر حلیۃ النکحۃ و السلام کے صاحبِ حق امدتِ تعالیٰ غنیمت کی کسب
نہیں ہو سکتی۔ اور سب کو ہدایتی سے یاد رکھنا چاہئے +

تعلیم بنام اللہ علیہ السلام حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: **لَنْ اَلْقَى اللهَ اَخْتَارِي وَ اَخْتَارِي اَعْمَالِي وَ اَخْتَارِي مِثْلِي**
اَضْمَانًا وَ اَلْقَانَا مَنْ مَعِيَ طَيِّبٌ فَيَتِمُّ خُفْقَةُ الله وَ مَنْ اَذَانِي فَيَتِمُّ اَدَاؤُ الله كَسَالِي
اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اس کا اجر کوپ کیا اور ان میں سے نبی کو پسند فرمایا

نے رشتہ داروں کو اپنا کیا نہیں تھا۔ لیکن ان کے حق میں مجھے شوق تھا۔ اس واسطے کہ
نے غور کیا تھا کہ جس شخص نے حق میں نکمہ کیا وہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی دیا۔

طہانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص سے
سینے اور پیٹ کے واسطے کہ منہ صاف تھا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے
آنحضرت کے حق میں ایسا ہی دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ ایک شخص اور تمام دیکھ کر
گفتہ ہوئے۔

تو نصف سے قتل ہو سوتا ہے۔ ان کی تسبیح کے لیے ہم ٹیپ بجا رہے ہیں تاکہ وہ
اس کی تسبیح سے غفلت نہ ہو۔ یاد رکھو کہ کوئی پستہ نہیں لڑا۔

لے کر باور، اس وقت کہ یہاں ہونے والی حضرت عثمان کے قتل کے واقعہ
سے ان کو قصور ملے گا۔ یہ طعنہ دینا برا ہے۔ اس لیے یہ غیر قصاص کے
نکلے۔ اور حضرت عقیقہ نے بھی اس میں ان کے ساتھ موافقت کی۔ اور نگاہیں
نیوٹرا ہو گئی تھیں۔ اور طعنہ دینا بھی بدعت ہے۔ بدعتوں سے پرہیز کرنے
عثمان کے قصاص کے باعث ہوا ہے۔ اس کے بعد معاویہ نے شام سے ان کے
شریعت پر انگ مٹا دیا۔

نام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ جھگڑا اور غلط فہمی نہیں ہوا۔ بلکہ
تقدم کے ہمارے کہہ گئے حضرت امیر کی خلافت کے بت میں ہو سکتے۔ اور شیخ
نے بھی اس بات کو اہل سنت کے عقائد سے کہا ہے۔ اور شیخ ابو شامہ علی رحمہ اللہ
نے ہر رنگ کے عقیدے میں سے بھی کہہ دیا کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت امیرؓ کے درمیان
جھگڑا نہ ہوا تھا۔ کہہ دیا ہے۔

حضرت ابو بکر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہؓ کو بایا تھا کہ اِنَّا مَعَكُمْ
النَّاسُ فَاَذِقُوا حِسْمَ رَبِّكُمْ لَوْ كُنَّا نَكُفُّ عَنْكُمْ لَكُنَّا نَكُفُّ عَنْكُمْ۔ اس کے ساتھ فرمایا کہ شاید اس بات سے
مسئلہ یہ کہ خلافت کا طعن پیدا ہو گیا ہو لیکن اس اجتہاد میں خطا پر تھا۔ اور حضرت امیرؓ پر
کیونکہ اس کی خلافت کا وقت حضرت امیرؓ کی خلافت کے بعد تھا۔ اور ان دونوں قیام کے
درمیان موافقت اس طرح پر ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس ملازمت کا فضا قصاص کی تاخیر ہو ساد
یہ خلافت کا طعن ہی پیدا ہو گیا ہو۔ بہر تقدیر اجتہاد اپنے عمل میں تھا۔ اس کے بارے میں خطا پر ہے تو
ایک رجا اور حق ماننے کے لئے دو درجے جگہ دے دیا ہے۔

لے کر باور! اس میں بہتر طریق یہ ہے کہ ابو بکر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کی
رہائی جھگڑوں سے غرض رہیں۔ اور ان کے ذکر کا معاملہ نہ کریں۔

ابو بکر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمایا ہے اِنَّا مَعَكُمْ وَمَا تَحْمِلُكُمْ اَنْفُسُكُمْ
میرے اصحاب کے درمیان جو جھگڑا ہے، میں ان سے اپنے آپ کو بچاؤں۔

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمایا ہے اَللّٰهُ اَعْلٰی اَنْفُسِیْ اَخْلٰی لَیْسَ لَیْسَ لَیْسَ

پر پہنچے اور اس وقت جماعت کے عقائد پہنچا عقائد کا مار گھیس اور یہ تو
 کہ ان کو نہیں جانتے تھے کہ ہم کا مار گھسا اپنے آپ کو منع کرتا ہے فرقہ داعیوں کی
 طرف سے ہے تاکہ حاصل کیا گیا ہو وہ تو یہ شرط اٹھاتا اور یہ غلط ہے۔
 وکلاء علیہم کہ وہ اپنے ساتھ شیخ المدائنی وانشورہ مقابلہ المونیہ علیہ
 وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا آپ پر ایمان سب پر ایمان ہے ہایت اختیار کی اور
 حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت کو لازم کیا۔

کتب ۲۵۲

بعض متقاعد یعنی سالوں کے جو ابیں جناب شیخ بدیع الدین کی طرف سے
 فرمایا ہے۔

أَخَذْتُ يَدَ سَلَامَةَ عَلِيٍّ وَبَنِيهِ الَّذِينَ مَنَعُوا الشَّكْلَ حَسْبَ مَا سَكَرَ بِهِ
 پر سلام ہو۔

برادر ارجمند کا کہنا خوب ٹھیک ہے۔ بڑی خوش حال ہوئی۔ آپ نے اپنی ہفتاد و چھ
 ہونے تھے۔ ان کے ابیں آپ کو معلوم ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 وعلیہ السلام کے تین تہا، مصلحت مسلم ہے یہی تین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا بعد ہی صفت ہے فرقہ جہاد و امتیالات کے خلاف ہے۔ یہ کہ اس صفت ایک
 جانب عالم کی طرف ہے اور دوسری طرف۔ پہلی جانب ہمدردی کے ساتھ اور دوسری
 کثرت کے خلاف اور اس صفت کے لئے بھی، حال انھیں ہے کہ ہر ایک اس بات کے بعد
 تین کے اعتبار سے ہے۔

دوسرے دو صنف جو باریت دولت کے باعث کرنے کے متعلق تھے۔ وہ
 اس خط میں جو اب شیخ مدد انصاف کی طرف تھا مفضل میں ہو چکے ہیں۔ دوبارہ
 حاجت نہیں۔ وہ اس سے معلوم کریں۔

دوسرے یہ کہ فقیر نے پتا کیا کہ اس کتاب کے جہاں ابیں کو قطب غوثہ وغیرہ کے
 و زبان کیا فرق ہے کچھ تھے۔ لیکن ان میں وہ۔ ان کو دوسرے وقت پر موقوف نہیں کیا۔

درجہ بدرجہ قلع کرنے کے بعد اس بار غارت کی تحفیات اور شیوانات اقبالیات کہہ ضرورت میں۔
اومان تحفیات سے گذر کر آئے تحقیقات و امت میں تب نفس کے اطمینان سے معاملہ پڑتا ہے۔
اور پروردگار تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ وہ کمالات جو اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے
مقابلہ میں پچھلے کمالات ایسے ہیں جیسے کہ حبیب طہا پیدا کنار کے مقابلہ میں قطب۔ اس مقام
میں فرخ صدوحاں ہوتا ہے اور اسلام حقیقی سے شرف ہوتے ہیں۔

کامیابی سے خیرین تریجے

کار اصل نہیں باقی ہے تو

125

۱۰۰ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۱ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۲ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۳ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۴ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۵ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۶ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۷ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۸ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۰۹ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔
 ۱۱۰ صفحہ کی دو جلدیات جو عالم اہل حق میں شگفتہ نژاد کو بین اہل کفر و کفر کے کہیں اور نہیں مل سکتی تھیں۔

كَيْفَ الْخُشُوعُ إِلَى الْمَلَا وَذَوُهَا قُلُّ الْجَبَالِ وَذَوُهَا خِيَوَاتُ

ترجمہ ہے : اُسے جانوں کس طرح میں ایسا ہے

سارا میں ہیں یہ خطر کوہ اور عشا

[illegible]

کتابخانه

بعض سوالوں کے جواب میں مثلاً اسلمہ برکی کی طرف اشارہ ہوا ہے:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عِبَادِكَ الَّذِيْنَ اَصْبَحُوْا فِيْ شَكْلِ حَمْسَةٍ ۝ اس کے برعکس

بندوں پر سلام ہو *

آپ نے غصا تھا کہ بعض شیہ گرواں نے فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ کہا جائے اسے نہ مانے۔
مگر ان کے حکم سے کرے۔ تاکہ نیک تجربہ حاصل ہو۔ اگرچہ شروع میں کامیابی نہ ملے۔

توسیع، تعمیق و ترقی میں فرماؤں کا میدان ہے۔

میرے مخدوم بانیوں کی باتیں صحیح تھیں۔ اور آپ کو ان میں شامل کر کے نازوں کی یہ ہے کہ ان بانیوں کا جو ہے ان کے لیے سے مراد ہے۔ یہ بانیوں کے ہر ایک مطلق ہے۔

نیز آجپے کھانا تھا، اب سال میں کھانا دیا جانے کو حضرت خواب احسن اور قدس صراط
نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مرتبہ میں صحت ذات تھا لے سے ہے اس سال
بہار و صلا کی اس عبارت کے معنی کو توبہ کی حقیقت قرآنی حقیقت سے جو توبہ کے کیا ہوگا؟
میرے قلم احصیت ذات سے عبادت مجبور نہیں ہو سکتا جس میں کوئی صفت
شان ہوگا نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت قرآن کا نشانہ صفت خاص ہے جو صفت ثانیہ میں سے ایک
صفت ہے اور حقیقت کہنا کا نشانہ دوم توبہ ہے جو حیوانات و نباتات کی توبہات سے کہ توبہ
اس لئے ہے کہ توبہ کی توبہ کی توبہ ہے *

نیز آپ نے اٹھاتا کہ بعض تغایر میں سہ کو اگر کوئی کہے کہ میں کہہ کر سہا ہوں۔ تو وہ جواب دے کہ کوئی کہہ کر ان طرف نصرت و نصیب کو اور دوسری جگہ کا ہے کہ کہہ کر بدست و سحر میں کہہ کے وقت تک جھگڑا، میں نے تیرے لئے نہیں کیا، کہتے تھے۔ غمخیزوں کا وہ نالغی و نفرت ہے لیکن ساز و ساز کی اور عبادت کے لئے کہہ کر کی صورت جس طرح شایاں صورتوں کی صورت ہے۔ اسی طرح تیققت کہہ کر بھی تعلق شایاں صورت ہے۔ کیا ہر شے؟

میرے خاندان کے یہ بھائیوں کی فرائض بہشتوں سے ہے جس طرح کہتے ہیں کہ آدم
 علیہ السلام کے بعد جبکہ خالق کے لئے ہے کہ اس کی کسی مخلوق کو منع کے لئے نہ
 دلی مخلوق ہو۔

آپ کو اور آپ کے تمام دوستوں اور یاروں اور غاصکوں کو پناہ دے دو شیخ حسن کو سلام ہو +

مکتوب ۲۵۵

سنت سینکے: غور کرنے اور تاملیہ دعوت کے دور کرنے کی ترغیبیں ملتا تھا۔

۱۱۔ پوری کی طرف نکلتا ہے :-

الحکم علیہ وسلم علی عبدہ والذین خطیفۃ الشیطان کا حمد اور اس کے

بزرگواروں پر سلام ہو

آپ کا مکتوب شریف جس فقہ جلیل الدین کے حوالہ سے لکھا گیا تھا، بہت اچھی
 حاصل ہوئی۔ یہ کہ نہ بڑی جاری سنت ہے کہ مکتبہ خالص برکت حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کی سنتوں میں سے کسی سنت کے زندہ کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اور سیکڑوں اور ہزاروں
 سے کسی بدعت کے نہ کرنے کے خواہاں ہوں سنت و بدعت دونوں پر سے لوہا ہٹا دینا
 کی ضرورت ہے۔ ایک کا جو دوسرے کے نقصان کو مٹا دے۔ پس دیکھو کہ زندہ کرنا دوسرے کو
 مارنے کا مترادف ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کے مارنے کا موجب ہے اور بالکلیہ
 پس بدعت خود اس کو مستند کیسے بنائے۔ دفع سنت کو مستند ہے شاید میں یہی
 یعنی جتنا کہ کیا اعتبار ہے کہ کیونکہ سنن مطلق وہاں کجیائیں نہیں لکھا۔ لیکن تمام سنن حق تو
 کے نزدیک قبول پسندیدہ ہیں۔ اور ان کے ہندوستانی بدعتیں غلط ہیں پس نہ ہیں۔ آج
 بات بدعت کے پھیل جانے کے باعث اکثر لوگوں کو گمراہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان کا معدوم ہونا
 کہ ہم دانت پر ہیں یا راگ

منقول ہے کہ حضرت جھلکی من اپنی سلطنت کے زمانہ میں جب دین کی اصلاح
 دیکھے۔ اور سنت کو زندہ فرمائیں گے۔ گوہر کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنائی
 ہوئی۔ اور اس کو جس خیال کر کے دین کے ساتھ لایا جو کہ تہذیب سے کہیں کہ اس شخص نے ہمارے
 دین کو روک دیا ہے۔ اور جانے نہ دیتے کہ مار دیا اور خراب کر دیا ہے۔ حضرت محمدی
 اس عالم کے مثل کا حکم فرمائیں گے۔ اور اس کے مستند خیال کریں گے۔ ذلک الفصل العظیم
 سنن یثباتہ والذہ ذوالفضل العظیم یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور
 اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

واللہ اعلم بحکمہ وعلیہ السلام آمین لکھنؤ اور آپ ہمارے سب پر حجاب کے پابان
 میں سلام ہو

نیاں یا قریب غالب ہے معلوم نہیں راکر آپ کا مکتوب کس کے ہوشیار ہوا کہ سوالوں
 کے موافق ہم اب لکھنا۔ سزاوارکے۔ جیسا شیخ احمد قرنی۔ دوستوں میں سے ہے۔ چوڑا آپ کے
 قریب ہوا میں تھا ہے اس لئے امید ہے کہ اس کے حق میں انما تہم انہم کو مد نظر کیجئے

کتاب ۲۵۶

انسانوں کے لیے یہ سب سے بڑی بات ہے کہ جو اپنے تئیں تعجب و تعجب کا تعجب نہ ہو
مذہب کے لیے یہ سب سے بڑی بات ہے کہ جو اس کے جوہر میں کوہیت نہ ہو نہ تو نہ تھا نہ ہو نہ ہو
کی کیا تھی ہے اور اس کے متعلق سب سے بڑی بات ہے کہ جو اس کے متعلق کی طرح
صادر فرمایا ہے۔

الحمد لله ولا حول ولا قوة الا بالله العلیّ العزیز
برگزیدہ بندوں پر سلام ہو

آپ کا تعجب شریف جو ایک دہائی کے بعد براہِ رسال کیا جا رہا ہے۔ بہت خوش
حال ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ تعجب تعجب کا تعجب غرض یہ کہ کیا ہے۔ اس کا
ان میں سے کس قسم پر اس کا جواب اپنی قسمت کی نسبت اصرار رکھتے ہیں یا نہیں۔
اور تعجب تعجب کی شان سے عالم فریب سے ہے۔ کچھ ہلکتی ہے۔ یا کہ ہم وہی ہوں
خبر ہے؟

باتا جا چکا ہے کہ علیٰ الصلوٰۃ والسلام کے کمال کا ہونا کمال کا ہونا ہی ہے کہ تعجب تعجب
مقام ہوتے کے کلمات کو نام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو نصب نامت سے صرف کر لے
ہیں۔ اور بعض کو صرف اس کمال کے کمال پر لے کر کثرت فرماتے ہیں۔ یہ دونوں بڑے کمال
کائنات صریح ہیں یا باہر ہیں۔ فرق صرف نصب اور عدم نصب اور ان میں سے جو نصب
سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جب کمال کا ہونا اور کثرت فرماتے کے کلمات کو نام کر لیتے ہیں۔ تو ان میں
سے بعض کو نصب غرضت سے مشرق فرماتے ہیں۔ اور بعض کو صرف ان کے کلمات کے کمال پر
پر کثرت کر لیتے ہیں جس طرح اوپر گننا۔

یہ دونوں نصب کا اصرار نہیں رکھتے ہیں۔ اور کلمات غلیظ میں نصب
کے مناسب تعجب کا اصرار ہے۔ اور نصب غرضت کے مناسب تعجب کا اصرار ہے
کو زیادہ دونوں مقام جو محنت میں ہیں۔ ان دونوں مقاموں کے جوہر میں ہیں۔
اور ان میں سے ایک اور کلمہ علیہ کے نزدیک غرضت ہی تعجب ہے۔ اس کے نزدیک
نصب غرضت نصب غرضت سے کوئی غرضت نہیں ہے۔ اور جو کلمہ غرضت کا عقیدہ ہے

وہ ہے جو غلط نصب ہے۔ بلکہ اس کے رد کا وہ دھارن ہے غلط و
بعض اہل بیت اس سے رد کیا ہے اور اہل ال کے نصب مقرر کرنے میں جو یاں کا دخل ہے۔ اور
غضب اس کے اوجہ قصد کے قرب سے غلط نصب میں لگتے ہیں کہ غلط نصب
کے اوجہ قصد میں ہیں۔ اسی واسطے صاحب تو مات کہتے کہتا ہے کہ مامون غلط
مؤمن کا انت آؤ گا کہ لاؤ لہذا غلط مومنوں یا کافروں کا کوئی ایسا نام نہیں ہے
جس میں غلط ہو۔

جاننا چاہئے کہ صاحب غلط کہتا ہے کہ اپنے نصب کا علم ہوتا ہے۔ وہ وہ جو اپنے
کمال کے بعد غلط نہیں کہ اس کے لئے لازم نہیں کہ صاحب علم ہو۔ اور اپنی غلط
مطلوع ہو۔ وہ بدعت جو غلط ہے۔ یہی ہے اس مقام کے کہ اس کا حال ہونے کی
بدعت ہے۔ اس مقام کے نصب کی بدعت جو علم ہے۔ ایسا ہے۔
نیز اپنے پوچھا کہ اس ایمان سے جو حدیث کو شیخ یا ائمہ یا بزرگوار
مؤمن کو توجہ اگر ہو کہ وہ ایمان میری نسبت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ایسا
آجائے۔ میں نے اس سے کیا مراد ہے۔ اس کی ترجیح کا کیا سبب ہے۔
جاننا چاہئے کہ ایمان کا درجہ ان مؤمنین کے ایمان کے باطن ہے۔ جو کہ
صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے تعلق سے نسبت کے ایمان کے تعلق سے ہوتا ہے۔
اس لئے راجع و غالب ہوگا۔

میرے مقدمہ پر جو بات میں جملہ حال تک پہنچا ہے کہ اگر ایک نقطہ یا وہ بات
جائیں۔ تو کمال جاس ایک نقطہ کے عروج و باع کے باع حاصل ہوتے ہیں۔ تلمذ کہ شیعہ
سے بہت زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ نقطہ ہے تہ ائمہ سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے انہوں سے
نقطہ کہ ہے جو اس نقطہ کے تقدم کے اوپر ہے۔ کیونکہ نقطہ تقدم میں ہونے تحت کے نقطہ
توق کے مقابل میں حق و غیر ہے۔ پس اس قیاس پر جس کے ایمان کا تعلق کمال فرق ہو۔ وہ
بیشک اپنے علم تحت سے راجع و غالب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا طرف کا سادہ
پہاں تک پہنچا ہے کہ ایک نقطہ میں علم تقدم کلام کو حاصل کر لیا ہے۔ اور غیر کی تحقیق کے
انداز کے موافق ایک نمونہ تا تقدم کلام سے زیادہ تعمیل کر لیا ہے۔ ذیل فضل اللہ
عزیز من شاء اللہ و ذلنا فضلنا العظیم یا شوقی لہ لافضل جس کو اس کتاب کے دیل ہے

اور منہ کے فطرتی طور پر

توضیح یہ ہے کہ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ علیہ اس کے تابعدا جانے کے لئے
کہ فرمایا کہ حضرت خوستے علی قیام علی حضور و ملائکہ بہشتی تھے لیکن ان بہشتیوں کی
ابتداء اور حیات کے لیے جو نام و ظرف تھے ان میں سے ایک کی تفسیر غرض ہوتی ہے +
جانتا ہے کہ یہ دوست ہے یہ ان کا رفیق ہے۔ اس طرح جو دوست کو جس ایک شخص کے کلمات
کے کلمات حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں۔ اسی طرح جو دوست کو جس ایک شخص کے کلمات
حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں۔ یہاں اگر مرید کے کلمات حاصل ہونے کا سبب ہے۔
لیکن یہ بی بی پر کہ کلمات کا سبب ہیں۔ اس طرح کے نظریات و ذہنات میں بھی
جو کوئی نہیں دیکھتا کہ ان کا تعلق کسی کتا کا کہ جو طعام و شراب کھاتا پیتا تھا۔ استفادہ کی حاجت
کا سبب ہوتا تھا۔ اور ایک نمک سے بہت عید کا تھا۔ اور جب کسی کو کھانا لایا تو اس کے
پھر ہونے کا تھا کہ اٹھا۔ اور کوئی یا با کا تھا۔ اس بائیت اور نہایت کے حاصل ہونے
کی وجہ سے اس لذیذ طعام کو پھر نہ کسی اجازت نہ کسی حق سے بار بار اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے
ایک کی ابتداء و حیات میں کسی اور جرنی طور پر انتقال کی حاجت ہے۔ اور جس پر توجہ کے ایک
خال ہے اور دوسری حیثیت سے ہے۔

نیز آپ نے فرمایا تھا کہ شیخ جنجنام الدین ٹبریزی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید ایک
بزرگ کے پاس فرمایا تھا کہ اس کے ذریعے معلوم کریں کہ کتاب کی چھ غیرت قدم کیے تھے
اس بزرگ نے فرمایا کہ تیرا جو وہ کلام میں ہے شیخ نے اس عبارت سے کچھ یاد حضرت
میر نے علی القسورۃ السلام کے قدم کے نیچے ہیں۔ اس عبارت سے خطیب کی طرح کھلی ہے
جانتا چاہئے کہ جو وہ کہتے ہیں حضرت میر نے علی القسورۃ السلام

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ فضیلت میں کھانے کے پیمانہ میں کس کے سوا تمام ہیں ان کی کلا
برائے کے بعد سب ہوتا ہے +

جانتا ہے کہ ولایت سے مراد تصرفات اور کرامات کا تصور ہوگا نہ کہ محلی ولایت
جو قرب النبی سے مراد ہے۔ اور نیز مطلب سے مراد کرامات کے بکثرت ظاہر ہونے کا سبب
ہوگا۔ شک میں نہ ہو کہ اصل کا مطلب +

چونکہ یہ کشتی ہے اور کشتی میں خطا بہت جال ہے۔ معلوم نہیں کہ کس نے یہ لکھا ہے۔
 اور کیا لکھا ہے۔

آپ نے وہ ایک بعض کلمات کا طبع فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ کلمات
 بعد از عشرین جمع اللہ تبارک و تعالیٰ کے بعد خوانا جائیگا۔
 آپ نے فرمایا تھا کہ یہ کلمات ہیں اللہ کے ساتھ اس کی تائید یہ ہے۔
 کہ اللہ کے ساتھ ہے یا جو اللہ کے ساتھ اس کی تائید یہ ہے۔
 جانتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ ہے اور جس نے اسے لکھا ہے۔
 نیز شہداء اللہ ہو گئے۔

آپ نے لکھا تھا کہ جن عورتوں نے اس کتب کو لکھا ہے اور قرأت میں
 کوئی مع نہیں۔ اور یہ وہ ہیں جو کتب لکھیں گے۔
 نیز چنے ہوئے ہیں کہ ان میں سے بہترین میں ایم فتنی مقرب لے ہیں۔ اور
 اس میں سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ فراموش نہ کریں کہ اس طرح کرنا چاہئے۔
 جانتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ ہے اور اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ شیخ عبد اللہ بن علی بن
 جواد فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 نیز شریف لکھتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 نیز لکھتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 دونوں اللہ کے ساتھ ہیں اور یہ ہے جو اللہ کے ساتھ ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 یہ باتیں اللہ کے ساتھ ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 نیز فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 شایع سے معلوم نہیں کہ جیسے اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 وہاں میں کمال ہے اور اس کی نقل میں آپ کو تیس سو تیس لکھتے ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔
 کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ ہے۔

طے کر کے ان کے زیرِ اقدار تک پہنچ جائیں تو یہ سادہ مقامات اس مقام سے پیشتر
ہو گا۔ اور سادہ مقامات کی تعلیمات ظاہر ہو کر سادہ مقامات و مقامات و مقامات و مقامات
اس وقت عالم کے نیچے رہتے تھے کہ مقام صہب کا سب سے پہلا درجہ اور اس کے بعد
ہو گیا۔ اس کے بعد اگر غفلت نہ کرے تو اس مقام سے جس ترقی واقع ہو سکے
وہ نفس کے اہلین سے مساوی ہو گا۔ اور مقام ہذا جو مذکور کے مقامات میں شہادت
کا مقام ہے اس میں ہونا چاہیے۔ اس مقام میں شرح صدر حاصل ہو سکے اور اسلام حقیقی سے
مشرف ہوتے ہیں۔ اور وہ کمال سے اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں
وہ کلمات جو عالم سے تعلق میں آتے ہیں۔ جیسے درجہ کے مقابلہ میں قطرہ
یہ سب کلمات بن کا درجہ پہلے کے اہم تھا ہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ کلمات
جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اور ہیں۔ جو استعارہ اور تلمیح اور تشبیہ کی ماور باطن
کے مناسب ہیں۔ جب ان دونوں برابر اکٹھے کے کلمات سب کے سب حاصل ہو جائیں
گویا راسخ کے لئے ازلے کے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ جن کی قوت سے عالم قوس میں
پر ہاں کرنا اور بے اندازہ ترقیاں حاصل کر سکتے۔ اس مقام کی تفصیل بعض مسودوں میں
تفسیر ہو چکی ہے۔ میرے فرزند ارشد ان کے جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔
دوسرے عرض ہے کہ اگر وہ سب تو ایک مرتبہ خود اس جگہ تشریف لائیں۔
بیشک اس مقام کو تہذیب و تہذیبیں اس مقام کو حد پر پہنچائیں۔ آپ ہی کیسے کریں
اور ان میں سے جس کسی کو پیش قدم جائیں اس جماعت کا پیشہ اپنا کر ان حدود کی طرف
متوجہ ہو جائیں۔ و اللہ اعلم و دوسرے ذات تک فرصت دیں یا دیں۔ والسلام

مکتوب ۲۵۸

حق تعالیٰ کی اتمیت (اقرب و حسیب ہونے) کے بظاہر میں شریف فضائل
کی طرف مبادر فرمایا ہے :-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَنَسْأَلُہٗ عَلٰی عَمَلِنَا وَوَالِدِنَا صَلَواتُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمتہٖ
اُس کے برائے ہندوں پر سلام ہو
آپ کا صحیفہ شریف مجاز ہے گرم کمان حدود کے فراق کے نامزد فرمایا تھا۔

من کے پیچھے تھے بہت سرعت و کوشش میں وہ بھی۔ مگر میں نے اپنے پیچھے نہ دیکھا۔

میرے پیچھے وہ بھی آگے چلے گئے۔ بہت جلد سرعت زیادہ کر کے انھیں

سے ثابت ہے۔ میں نے لیا کہ جانے کہ حق تھا۔ نہ جانی قصوں اور فوں اور کما سے کمر

اور کات سے دور رہا۔ جبکہ حالانکہ میرے پیچھے میں نے دیکھا کہ جلد میں ہے نہ

یاد میں۔ کیونکہ وہ حق تھا کہ بہت زیادہ تھک گیا ہے۔ جس کے اس

کی راحت دیت۔ وہ انھیں صحت کی نسبت کر میں کے آثار و احوال میں میں زیادہ تھک گیا ہے

میں۔ یہ صحت کا حق ہے کہ وہ ہے۔ کیونکہ حق ہے کہ زیادہ تھک گیا ہے کہ قصوں

کر سکتی۔ ایسی مثال جو اس صحت کی تشبیہ و تمثیل کر سکتے۔ نہ چاہتا تھا کہ میں یہ نہ جانی

صحت کی ذیل دست و نظر میں انھیں صحت ہے۔

شاخ عزیز سے تھک گیا۔ وہ حق کی نسبت بہت کھنگولی ہے۔ اور تھک گیا ہے

کہ بہت کچھ انھیں بیان فرمایا ہے۔ لیکن حق تھک گیا کی تھک گیا کی نسبت فارسی اختیار

کر ہے۔ اور کوئی بیان شافی اس بارہ میں بیان نہیں فرمایا۔

جب ہمارے ہمدرد حق تھا۔ کی تھک گیا۔ اور تھک گیا۔ اور تھک گیا۔ اور تھک گیا۔

فریاد و رجوا کا سبب ہوا ہے۔ ہذا ان اور تھک گیا۔ کی تھک گیا۔ اور تھک گیا۔

یہاں تک کہ کتاب اپنے مقدر وقت کو پہنچے۔ ذالھم قاری علامہ شہادت و شہادت

پس کچھ کہہ رہا ہے علامہ شہادت و شہادت ہے میں۔

والسلام علیکم وعلیٰ آئینہ من جمیع الملائک والروحہ و کتابہ المصطفیٰ علیہ

وعلیٰ الیہ السلام و اللہ اعلم بالصواب و اللہ اعلم بالصواب و اللہ اعلم بالصواب

سہ ہدایت اختیار کی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کو لایا۔

مکتوب ۲۵۹

یہ مکتوبوں کے پیچھے کے فائدوں اور واجب اور حوت سنائی ہوئے ہیں مقل کا

استقلال نہ ہونے اور حکم نامہ کے بیان میں جو شاہ تہجد میں اوچے پیچوں کے زمانہ

قررت کے مشرکوں اور عرب کے مشرکوں کے اطفال کے حق میں فرمایا ہے

اور لڑائی آتوں میں قرین ہند میں لائی ہند است انبیاء کے مبعوث ہونے کی تحقیق

قریبی ہے جو مجھے اللہ ہوا اور قیامت کے دن حساب کے بعد وہ معدود کیا جائیگا۔ اور
فقیر کے نزدیک وہ حرب کے مشرکین کے ابطال کے بار میں جو ہیں مگر ہے۔ کیونکہ مشیت
میں اصل ہونا ایمان پر وابستہ ہے۔ خواہ ایمان احسان کے طور پر یا بعینت کے طور پر
اور بعینت و اسلام میں ہوتی ہے جیسے کہ اہل حق کے لوگوں کے لئے لیکن ان کے
حق میں ایمان مطلق طور پر منظور ہے۔ پس بعینت میں ان کا داخل ہونا منظور نہیں ہوتا۔ اور
دور رخ میں اصل ہونا اور اس میں ہمیشہ متاخلف کے ثابت ہونے کے بعد مشرک پر
منصوب ہے۔ اور یہ بھی ان کے حق میں منظور ہے۔ پس ان کا مکر حیوانوں کا سا حکم ہے کہ
بعثت و نشوونما کے بعد حساب کے لئے لٹا کر رکھے اور ان سے حقوق پورا کر کے ان کو شہاد
و نیست دیا اور دیکھے۔ اور ان مشرکوں نے حق میں بھی جو عقیدوں کی قدرت کے زمانہ
(معدوم عقیدوں کا دیرانی زمانہ) میں ہونے ہیں اور جن کو کسی پیغمبر کی دعوت بھی نہیں ہوئی
یہی حکم ہے۔

لے فرماتا: یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں
پاتا جہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ بلکہ عموماً تو بتا ہے کہ دنیا
کی طرح سب جگہ منظور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا سب جگہ پہنچا ہے۔ جسے کہ ابھی غور
میں ہو کر جو دور حال سے پہنچا ہوا ہے۔ اور گذشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ جسے کہ زمین ہند میں بھی جو اس
مسئلہ سے دور و گھالی رہتی ہے معلوم کرتا ہے کہ اہل ہند سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔
اور صانع بشارت کی طرف دعوت فانی ہے۔ اور ہندوستان کے بعض شہروں میں مسوس ہوتا
ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اقرار و شہاد کے اندر حسیہ دل میں شعلوں کی طرح روشن
ہیں۔ اگر ان شہروں کا سبب کنا چاہے تو کہہ سکتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی ایسا پیغمبر ہے
جس کی کسی نے تابعداری نہیں کی اور کسی نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اور کوئی ایسا
پیغمبر ہے کہ صرف ایک ہی آدمی اس پر ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع صرف ایک شخص
ہوئے ہیں۔ اور بعض کے ساتھ تین آدمی ایمان لائے ہیں۔ تین آدمیوں میں سے زیادہ نظر
نہیں آتے۔ ہند میں کسی پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تاکہ پاداشی ایک پیغمبر کی آستین ہوا
اور جو کچھ ہند کے نہیں گفتار نے واجب تھا اس کے وجود اور اس کی صفات اور اس کے

ایسی طرح کچھ مدت تک جھٹلیک اور پھر کسی قوم کا گھروں کی طرف بھٹک گیا۔
اور اس غیر مسلم یمن لوگوں کے ساتھ ہی معاہدہ کیا ہو جو پہلے غیر مسلم لیا تھا۔ اور ان غیر
مسلم ہی معاہدہ کیا جو ان کے پہلوں نے کیا تھا۔ ملنے والا انیس ہی طرح ہوتا رہا۔
زمین بند میں گاؤں اور شہروں کی ملکیت کے ذریعہ بت پائے جاتے ہیں۔
لوگ اگرچہ ملک ہو گئے لیکن وہ دعوت کا گھرانہ کے بھائی کے درمیان باقی رہا۔
جسٹھا ان کے باقیہ فی انقیابہ تعالیٰ ہم تر جہنم اور اس گمراہ کو اس سے بچھے
باقی ملک کا شاید وہ شروع کر لیں۔

ان ہنر مند غیر مسلموں کی دعوت کی جو بہت کم تھی جب کہ بہت سے لوگ
ان کے تابع ہوتے۔ اور بڑی جاری قوم ہم پہنچاتے۔ جب ایک آدمی آیا اور پندرہ
دعوت کر کے چلا گیا۔ اور اس نے اس کو قبول کیا پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی یہی کام
کیا۔ اور ایک آدمی اس کے ساتھ بیان دیا۔ اور تیسرے کے ساتھ وہ یمن کی ایک
تو پھر غیر مسلم طرح پھیلتی اور عام ہوتی۔ اور کفار کے سب ملک کے چھپتے تھے۔ اور اپنے
باپ دادا کے دین کے مخالفوں کو رد کرتے تھے۔ تو یہ عقلیوں کو ان کی طرف مائل کرتا
دوسرے یہ کہ دعوت و رسالت و پیغمبر کے الفاظ ان غیر مسلموں کو ہنسنا شروع
کئے۔ عظیم عقل و اسلام کی دعوت کے تمدن ہونے کے باعث عربی اور فارسی ملت کے
تھے۔ اور یہ الفاظ ہندی لغت میں تھے۔ تاکہ ہند کے ہنر مند انہیں کوئی یاد دل رہا ہو۔
اور ان ناموں سے ان کو یاد دلاتے۔

اور نیز اس سوال کے جواب میں ہم معاہدہ کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر ہم انہیں
تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ اور ان کی زبان میں ان کو دعوت بھی نہ کی ہو۔ تو یہ ان کا ہر میں
علم چھٹا کہ باوجود کشتی اور دعوت کے دعوت کے دوزخ میں جا لیں۔ اور ہمیشہ کے خلاف
میں نہ لیں۔ اس بات کو بھی نہ تو عقل سلیم پسند کرتی ہے اور نہ ہی شرف و معیت اس کی
شہادہ دیتا ہے۔ کیونکہ ہم ان میں سے بعض سرکش مردہ دلی کو دوزخ سے وسط میں
دیکھتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کتاب

اس طرح کے بیان میں جس سے آپ کی ذات کو مستعار کیا ہے اور جس میں
 ولایت نہ گمان یعنی ولایت مطلقہ بر اوہابی ولایت ہے اور ولایت لہری
 اور غیر اس کی ولایت ہے اور ولایت لہری کا جو حصہ مستحق ولایت ہے
 بیان نہ کر سکے اور جس میں برہم کی ولایت پر نبوت سے افضل ہونے کا بیان
 ہے اور طاعت مشرک انسانی کے بیان میں کہ میں کہے شیخ عالم دوست ہیں
 وہ سب شیخ عالم نطق ہستہ ہر نفس و جان صاحب ہیں میں ان کمالات کے جو ان
 الہامیت میں سے ہیں ایک کے نام حضرت ہیں اور عالم پر عالم خلق کے فضل پر
 کیا بیان کیا ہے ان کمالات کے جو فضلہ کا کہ سے مخصوص ہیں اور ان میں شیخ
 ضرور خاص ہے کہ بیان میں جو بقدر کہ مناسب ہیں جو خاص آگاہ و متکا
 فیض الہی سے مظهر اور مستحق تاجی سے شیخ محمد امجدیوں شیخ محمد صادق
 شکر اشعلی طرف منور قرار دیتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتُكَ اَعْلٰی مِنْ رَحْمَتِ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَعْلٰی مِنْ رَحْمَتِ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَعْلٰی مِنْ رَحْمَتِ الْاَنْبِیَآءِ
 اَللّٰهُمَّ رَحْمَتُكَ اَعْلٰی مِنْ رَحْمَتِ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَعْلٰی مِنْ رَحْمَتِ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَعْلٰی مِنْ رَحْمَتِ الْاَنْبِیَآءِ
 یا الہی صلوات و سلام ہو +

سے فرزندِ ابد تھے عبادتِ کریم۔ جانتا پاتے کہ عالم امر کے چنگاڑی طاعت
 میں قلبِ نوح و سر و خلق و اسطرح انسانی عالمِ صغیر کے اجزاء ہیں۔ ان کے اصل عالم کہیں
 ہیں۔ جس طرح کہ عالمِ صغیر جو انسان کے اجزاء ہیں اپنی اصل عالم کہیں رکھتے ہیں۔ اور اس
 چنگاڑی طاعت کے اصول کا نظور و روش کے اوپر ہے جو لامکانیت سے توصیف ہے یہی
 وجہ ہے کہ عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں۔ دائرہ امکان یعنی خلق و امر و صغیر و کبریاں اصول کی نسبت
 تک ناموجود جانتا ہے اور عدم کا جو حصہ متاخر امکان کا مناسبت ہے اس نظام میں منتہی پہنچا ہے۔
 جب تک کہ برہم یعنی اللہ صمد ہی کا نہ کہ ترتیب و اسطرح کے ان کے اصول
 میں جو عالم کہیں ہیں۔ سر پرانہ اور بلند قطعی بلکہ بعض فضل ایزدی سے ان سب کو ترتیب

تفصیل کے ساتھ ملے کر کے ان کے اخیر نقطہ تک پہنچتا ہے تو اس وقت دائرہ واسطی کی پہلی کمان کے ساتھ تمام کر لیا ہے۔ اور نکات اہم کا اطلاق اپنے اوپر کیا کر کے اور اس صفحے سے میں چر ادلیا کی ولایت ہے یہ شہروں کو کہہ سکے۔ اور اس کے بعد اگر اسات و جماعتات اقدسہ کے کھلال میں بڑھتی ہیں ان نیکوکار عالم کبیر کے مہول ہیں اور جن میں علوم کی جو تین شریعتیں ہیں سیر و حق پر چلنے۔ اور اس سب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری اللہ کے عین سے ملے گا۔ ان کی نصرت تک پہنچ جائے تو اس سے وہ جہی کے کھلال کا رازہ سب کا سب تمام ہو جائے سکے۔ اور اس وقت وہ جہی جہت کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ولایت سے ملنے کے لئے عرفا کی تربیت میں شک ہے۔ اس مقام میں حقیقت کا آقا کا تحقق ہوتا ہے اور ولایت کوئی کی بندہ میں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے قدم رکھا جاتا ہے۔

بانا چاہئے کہ یہ دائرہ اصل انبیاء کے کام اور لاکھ عظیم عظیم الصلوٰۃ والسلام کے سوا تمام مخلوقات کے سوا ہی تعینات کر شخص ہے۔ اور ہر ایک اہم کا نقل ہر ایک شخص کا تعین ہے۔ حتیٰ کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انبیاء میں سے اشراف ہیں۔ تیسرا اس دائرہ کے اوپر کا نقطہ ہے۔

اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ برب سائب اس اہم تک جو اس کا سبب و تعین ہے پہنچ جاتا ہے اس وقت میرے لئے اللہ کو تمام کر لیتا ہے۔ اس امر سے مراد اس امر کی بلحاظ کا نقل اور اس کی بنیاد میں سے ایک جزئی ہے کہ اس اہم کا اصل۔ اور یہ دائرہ اصل حقیقت میں مرتبہ اس وقت تک کہ تفصیل ہے۔

لکھنا علم ایک حقیقی صفت ہے جس کی بہت سی جزئیات ہیں۔ اور ان جزئیات کی تفصیل اس صفت کے کھلال میں۔ جو اہل کے ساتھ سنا بہت لکھتے ہیں اور اس صفت کی ہر ایک جزئی انبیاء کے کام اور لاکھ عظیم کے سوا باقی اشخاص میں سے ہر ایک شخص کی حقیقت ہے اور انبیاء لاکھ کے سوا ہی تعینات ان کھلال نے اصل یعنی ان منسلک جزئیات کی کلیات ہیں۔

لکھنا صفت علم اور صفت قدرت اور صفت ارادت وغیرہ وغیرہ۔ اور جس کے اشخاص ایک صفت میں جو بعد تعین ہے مختلف اعتباروں کے لحاظ سے باہم شرکت کرتے ہیں۔ لکھنا حضرت تمام اہل صلوٰۃ علیہم السلام کا سبب تعین ان اہل علم ہے۔ اور یہی صفت علم ایک اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سبب تعین ہے۔ اور نیز

بین وقت ایک مرتبہ سے حضرت نوح علیہ السلام کا رتھ نام کا سبب تعین ہے اور
ان اعتبارات کا تعین خواہر محمد شریف کے کتب میں ذکر ہو چکا ہے ۔

اور یہ جو بعض مبالغے کے گناہ ہے کہ حقیقت محمدی بر تعین اول ہے۔ حضرت بلال
ہے اور حدیث کے نام سے موسوم ہے۔ ان کی مراد جو کہ اس غیر بظاہر ہوتی ہے۔ یہ ہے
کہ اس سے ان کی مراد اسی دائرہ فعل کا مرکز ہے۔ اس دائرہ فعل کا تعین اول کیجئے جس سے اس
کے مرکز کو بلال بنا کر اس کا نام حدیث رکھا ہے۔ اور اس مرکز کی تفصیل کو جو اس دائرہ کا محیط
والحدیث کہا گیا ہے۔ اور دائرہ فعل کے مقام طوق کو جو اساد صفات کا دائرہ ہے۔ ذات
یہی جو تعین سے میرا ہے تصور کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ اس دائرہ
فعل کا مرکز دائرہ طوق کے جو اس کا اصل ہے اور اساد صفات اور شیروں اعتبارات کے دائرہ
سے موسوم ہے۔ مرکز کا فعل ہے۔ حقیقت میں حقیقت محمدی میں دائرہ فعل کا مرکز ہے جو سما
نیومات کا اجمال ہے۔ اور اس دائرہ میں ان اساد صفات کی تفصیل و احادیث کا مرتبہ ہے۔

اور ظلال اس کے مرتبہ میں حدیث اور احادیث کا اطلاق کرنا فعل کو اصل کے شاہد کہنے پر مبنی ہے
اور یہ فی اللہ کہ حقائق میں اس مقام میں اسی قسم سے ہے۔ حالانکہ وہ سید حقیقت میرا ہے
میں فعل ہے۔ اس کے بعد دائرہ اساد صفات میں جو اس دائرہ فعل کا اصل ہے۔ میرا فی اللہ کے
طریق پر عروج واقع ہو جائے۔ تو ولایت کہنے کے کلمات کا آغاز شروع ہو جائیگا۔ اور یہ
ولایت کہنے پہلی طور پر دنیا میں مقولہ و اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اسی کی تائید
کے باعث ان کے اصحاب کرام کو بھی یہ دولت حاصل ہوئی ہے۔ اس دائرہ کا بخلاف نصف حصہ
اساد صفات دائرہ کو متضمن ہے اور اوپر کا نصف حصہ شیروں اعتبارات و اشیاء پر مشتمل ہے ۔

حاکم کے چنگا نہ لطافت و مراتب کا عروج اس دائرہ اساد صفات کے حمایت
مک ہے۔ اس کے بعد اگر بعض تسلسل فدا و ذی طلال سے صفات و شیوانات کے مقام سے
زیادہ تر واقع ہو۔ تو ان کے ہول کے دائرہ میں سید واقع ہوگا۔ اور اس دائرہ ہول کے آگے
فعل ہول کے ہول کا دائرہ ہے۔ اور اس دائرہ کے آگے کہنے کے بعد دائرہ طوق کی ایک
قوس ظاہر ہوگی۔ اس کی کسی قطع کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ دائرہ طوق سے ایک قوس کے سوا اور کچھ
ظاہر نہ ہوا۔ اس لئے اسی قوس پر پس کی گئی۔ شاید بیان کوئی سہو کا جس پر اطلاع نہیں بخشی
اور اساد صفات کے یہ ہول سرگاہ جز ذکر ہو۔ مگر حضرت ذات قبلانے وقفہ میں بعض

مقتدا ہی اعتبار میں جو صورت و مشیت ہے کہ مبادی ہیں۔ ان کا مولد رکھنے کی طاقت نہیں ہے۔
فقط ممکنہ کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ اس کو اس مقام میں تمسک کرنا حال ہو جاتا ہے اور انسانی
میں شریعت حد۔ حال ہر قسم کے اور ساتھ ساتھ حقیقی سے شرف ہوتا ہے۔

یہ وہی مقام ہے جہاں نفس ممکن تحت صدر پر پیدا ہوتا ہے اور تمام مشا و نقصا
پر ترقی کر سکتا ہے۔ ولایت گیر ہے یعنی رویت فیما بین۔ در مسئلہ و اسامیہ اعتبار میں تمام ہے۔
جب سیر میں ایک برویکہ تو ہم وہ نیل میں آیا کہ بگم سب آخر پکا۔ تنہا
آواز دہانی کر یہ سب کچھ ابھی ہم ظاہر کی تفصیل تھی۔ اور ابھی پورے کے لئے ایک ہی بازو
مستعد ہوا ہے۔ اصنام باطن جو علامتوں کی طرف پرواز کرنے کیلئے دروازہ دے رہی ہیں
ہے۔ جب تو اس کو بھی منضطر ہو کر یہ سب انجام کر دیتا۔ تو پورے کے لئے دو بازو تھے جس
پر تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس باطن کا یہی سب انجام پا چکا۔ تو دونوں
مستعد ہو گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدٰی سَبِیْلَہٗ اَوْ مَآ کُنَّا لَیْقِنٰہِیْ کُوْلَ اَنْ ہَدٰی سَبِیْلَہٗ
لَقَدْ جَاہَلْتُ ذٰلِکَ زَیْنًا یٰ اَحْمَدُ اللّٰہُ تَعَالٰی کہ ہے جس نعم کو اس کی ہدایت بخشا کر دے
ہم کو ہدایت۔ بخشا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ بیشک ہمارے بچے درویشوں میں رہا کرتے ہیں۔
لے فرزند اس باطن کے سیر کی نسبت کیا کھانا چلے اس برویکہ حال۔ سب سے ترقی
اور پرواز کرنے کے سبب ہے۔ البتہ اہل حق بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مظاہر سیر
صفات میں ہے۔ بغیر اس بات کے کہ ان کے ضمن میں ذات ملاحظہ ہو۔ اور اس باطن کا سیر بھی
ملاحظہ ہو۔ لیکن ان کے ضمن میں ذات ملاحظہ ہے۔ اور یہ سادہ حالوں کی طرح ہیں جو مشق
کے درجہ میں ہیں۔

مثلاً صفت علم میں ہر ذات ملاحظہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے اس علم میں پرواز
صفت کے پیچھے ذات ملاحظہ ہے۔ کیونکہ علم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے۔ پس
علم کا سیر اس مظاہر کا سیر ہے۔ اور علم کا سیر اس باطن کا سیر باقی تمام صفات و اس کا حال
اسی قیاس ہے۔

یہ اس جو اس باطن سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ اسے اپنے لئے دنیا و عہد و عہد و عہد
کے تئیںات کے مبادی ہیں۔ اور ان اسامی میں برویکہ آقا و ولایت علیا میں جو ہے اس کے لئے

توہم کہلاتے ہیں

اب علیم و علیم اور اسم ظاہر و اسم باطن کے درمیان فرق بیان کیا جاتا ہے تاکہ اس فرق کو تصور کرنا خیال کر سہ۔ اس لئے کہ علم سے فہم تک تھوڑا درست ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ فرق جو مرکز خاک و درخت حشر کے درمیان ہے۔ اس فرق کی نسبت ایسا ہے جیسے دریا سے ٹھیکہ کی نسبت قطرہ کہنے کو نزدیک ہے پر محال ہونے میں دور ہے۔ اور مقامات کا ذکر جو محفل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی قسم سے ہے۔

شکا تھا کیلئے یہ کہ جو بچہ نہ علم ہو کہ کسے کہے اس کے اصل گائید کرے تاکہ دائرہ علم
تمام ہو جائے۔ اس تونسی سی چار حصوں میں الی مشہور لکھنؤ میں لکھا ہے۔ لیکن اس سیر کے محال
ہونے میں بچہ ہزار سال کی راہ لگانا نہ کیا گیا ہے۔

آیت کریمہ تَعْلَمُ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِي بِشَيْءٍ اِلَّا فِيْ سِتْرٍ
 ازشتہ اور روضہ چھپتے ہیں، اس میں میں جس کا انشاء ہے اس کا ارسال ہے، اسی طلب کی بنا
 پر یہاں لکھی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حق تعالیٰ کے بزرگ خدایت کے آگے کچھ ڈونہیں ہے کہ اس حق تعالیٰ کے سامنے کلام کو ایک نظر میں دیکھ کر ہی سمجھ

ہر کریماں کا راز، شہوار نیست

ترجمہ م کوئی سہ نہیں میں کام مشکل ۶

اصل میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرہ اسلام و صفات و شیریں و مقدمات کو طے کر کے ان کے

لیکن طے کرنے میں مشکل ہے۔ اس طے کی نسبت شائع ہونے والی ہے کہ متبادل اول الوصلوں کے ساتھ

پچھلے سنوں کی بات ہے کہ اردو نے سعدی، انیسویں صدی کی

بہر ترشہ مستقی و دریا بچسناں باقی

تو اُس کے حسن کی غایت نہ سہ کی کاغذ کی

تو یہ گمان نہ کرے کہ اس تب کا منقطع نہ ہونا تجلیات ذاتی کے، مقبلا سے کہا ہے۔ نہ کہ تجلیات احسانیت کے مقبلا سے۔ اور جس سے مراد جس ذاتی ہو نہ کہ جس صفاتی کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ تجلیات ذاتیہ

شیون کے مستحبات کے لحاظ سے بغیر نہیں ہیں۔ اور وہ صرف اتنی نعمتیں ہیں جو ان کے ہوش کے بغیر نہیں ہے۔ کیونکہ اس مقام میں ان دو پوشوں کے بغیر ان کے حال میں سے غیر عورت اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے چاہا کہ اس کی زبان ٹٹک ہو جی۔ اور جی کہ جس کی غلیظ چاہتی ہے۔ اس لئے اس مقام میں شیون کے لحاظ سے چارہ نہیں ہیں یہ تازی و مول اور رات میں اس لئے اس وقت میں اس وقت میں جی کا تنق ہو تان کے نزدیک شخص ہے کیونکہ اس وقت اس وقت پر ظاہر کیا گیا ہے وہ تجلیات و ظہورات کے ماوراء ہے۔ غراہ و تجلیات ذاتی ہوں غراہ و مسافاتی ماوراء ہے۔ حال کے ماوراء ہے نہ وہ صرف اتنی ہو جو مسافاتی

محض مطالب بند اور مقاصد ارجمند کے ہوتیوں کو مختصر طور پر بھی فی جہول کہا توں کہ نری میں پردہ یا ہے۔ اور ہے نہایت وسیع و کچھ کوزوں میں بند کر دیا ہے۔ فلا تکلن من انقاہ یوتن پس کو تاہ بہت نہ ہو

اس مقام میں اس بات کو بیان کو مستحق ہیں کہ اجم ظاہر اور اس مقام میں اس کے وہ ہوش کے حامل ہونے کے بعد جب پردہ زینت ہوا اور عورت و اسع ہونی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ تزیینات و اصالت کے طور پر مختصر ناری اور مختصر ہوائی اور مختصر تلی کے نصیب ہیں۔ بلکہ ان کے کام کو کسی ان مقام سے حاصل ہے۔ جیسے کہ وہ ہوا ہے کہ بعض ہوا کہ آگ ہوا ہے سے مخلوق میں۔ اس کی تسبیح سبحان الذی جمع یکن الشک و الشک و الشک ہے وہ وقت جس نے آگ صرف کو جمع کر دیا۔

اس سبکی آٹھ میں حالت واقع میں ظاہر ہوا کہ میں ایک ہستہ میں طار ہوا اور بہت چلنے کے باعث شک گیا ہوں۔ اور دماغی اور عصائی خواہش رکھتا ہوں کہ شاید اس کی دوسرے چل سکوں۔ لیکن نہیں جی۔ اور ہر شے کا شاک کی طرف تھکاؤ آتا ہوں۔ یہ کہ بہت پر چلنے کی طاقت حاصل ہو۔ کیونکہ اس کے کونے سے چارہ نہ تھا۔ اور جب کچھ نہت۔ ہی طرح چلتا رہا۔ ایک شہر کی قنارہ و اکر و اکر کا میدان ظاہر ہوئی۔ اس دنیا کی مسافت طے کرنے کے بعد اس شہر میں داخل ہوا۔ میں نے معلوم کیا کہ یہ شہر تعین اول سے مراد ہے جو تمام رتبہ ہوا اور مسافاتی و شیون و اعتبار سے جامع ہے۔ اور نیز ان مراتب کے ہوا اور ان کے ہوا کے ہوا کا جامع ہے اور اعتبارات ذاتیہ کا متعلق ہے جن کے درمیان نیز کرنا معلوم ہوا کہ اس کے بعد اگر یہ واقع ہو تو ہم حضور ہی کے مناسب ہو گا۔

اس لئے کہ اس کا تعلق بل سے طرز میں علم مصری اور علم مصری کا اطلاق شمال و جنوب کے
مقامات سے ہے۔ کیونکہ جو مقامات جن کا وجود ذات تعالیٰ کے ولایت نامہ ہے ان کا علم طرز معلوم
کے مناسب ہے اور اعتباراً سے ان مقامات کے زیادہ ہو نامہ کے مستحق نہیں بلکہ
علم طرز مصری کے مناسب ہے۔ اور ان کو سوسہ اس تعلق کے جو علم کا اپنے معلوم سے
بے بغیر اس امر کے کہ معلوم کی نسبت کچھ اس میں نہیں ہو۔ کچھ نہیں ہے۔ قائم اور تینہ اول
جس سے وہ شریعت حاصل ہوتی ہے۔ انیسے کہ ہم اور ملک عظیم۔ ہم القلۃ فی السلام کی تمام مقامات
کا جامع اور ولایت میں کا اعتبار ہے جو میں جو پر ملک اس کے ساتھ جہد میں ہے۔ اس مقام میں
ما خطیرا لیا کہ یا قیصر اول حقیقت میں ہے یا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں ہی ہے
جو اگر وہ ذرا بوجہ ہے۔ اور اس کو تحقیق اول اس مقام سے کہتے ہیں کہ وہ اس مقامات میں
و اعتباراً کی باحیثیت کے اعتبار سے اس تعلق اول کے فعل کا کرب۔ اور وہ یہ وہ اس مقام کے
اور واقع ہو۔ وہ مقامات جو تہ کا شروع ہے۔ ان مقامات کا حال ہونا انیسے کہ میر ہشتون
و السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور یہ کہ اس مقام مقام نہت سے ناشی اور پیدا ہونے ہیں۔
اور انیسے کہ میر ہشتون کا و السلام کے حال تا بعد ان کو بھی ان کی باجمعی کے سبب اس کا تو
سے کچھ کچھ مماثل ہے۔ اور مقامات انسانی کے وہ میں ان مقامات کے اصل کے طور پر ان مقامات
کا بہت سا حصر حاصل ہے باقی تمام اجزائے انسانی خواہ وہ عالم است ہوں خواہ عالم فوق سے
سیاس مقام میں اس مقام کے تاج ہیں۔ اور اس کی مثال اس مقام سے شریعت میں ہے
جو کچھ یہ مقام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے خاص انسان خاص فرشتوں سے متصل ہو گئے کہ
جو کچھ ان مقامات میں ہو اور اس کی کوئی چیز نہیں ہوا۔ اور ان کے بعد تدریج کی حقیقت اس
مقام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور قاتل خود تدریج افاد فی کائنات اس کی کائنات میں ہے۔ اور
اس میں علم و واسطہ ہے کہ تمام مقامات میں سفر ہے و کبرے و غلبہ کے مقامات میں مقام
جو کہ کے مقامات کے ظلال میں ہوا وہ مقامات ان کا مقام کی حقیقت کے لئے شیخ و مثال
کی طرح ہیں۔ اور روشن ہوتا ہے کہ اس میں کے ضمن میں ایک نقطہ کا مقام ۷ بیت کے
تمام مقامات کے طے کرنے سے زیادہ ہے۔ پھر قیاس کرنا چاہئے کہ ان مقامات کو تمام
گزشتہ مقامات کے ساتھ کیا نسبت ہوگی۔ وہ ایسے محبہ کو بھی اظہر کیسا کہ کچھ کچھ نسبت ضرور
ہے۔ لیکن یہاں تو یہ نسبت بھی مستوفیہ ہے۔ ان اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ مقام نہت کو مقام ولایت

سے وہ نسبت بیوقوفانہ ہو سکتا ہے کہ ساقہ ہے ۛ

نہایت اہل اس مرتبہ ہوں گے کہ وہ نسبت سے افضل ہے اور

وہ اس سلسلہ سے ساقہ ہونے کے باعث اس کی قوی میں کتا ہے کہ کسی کی نسبت

بہت سے افضل ہے۔ کیونکہ کچھ بیشتر ہیں انہیں ہم چھوٹے ہی بات ۛ

اور جب اللہ تعالیٰ کی خلقت سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

محاسن سیر کہیں تمام ملک پہنچا۔ تو مشہور ہوا کہ ایک قدم اور سفر میں زیادہ کئے قدم

محض میں رہا فرمایا۔ کیونکہ اس نے کئے قدم محض کے سوا کچھ نہیں ۛ

لئے فرزند! اس باجراے تو یہ ہم نہ کہے کہ غنا شکر رہ گیا۔ اور سب سے جاں میں رہا

غنا شکر کس نشو ورام باز ہیں کا بجا ہمیشہ اور بہت سہل نام

ترجمہ اعلیٰ بآل غنا کب کسی کے اہل تھے

نکات یہ ہیں جو جاں قابل و قابل ہے

کیونکہ وہ حق سبحانہ و تعالیٰ دربارہ اور اہل عالم ہے ۛ

نور اہل حق سبحانہ و تعالیٰ است مولانا حسین باہنہ است

ترجمہ ابھی وہ بچہ ہے استغنا کا وہیں دلیں پر چنے است گرفتار ۛ

وہ دنیا میں غیب کے وجود کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ غیب سب سے سب متعلق ہے

ہیں۔ بلکہ عظمت و کبریا کے ثبوت کے اعتبار سے ہے جو اولیٰ کے مانع اور وہ ان کے

خانی ہے کیونکہ وہ حق سبحانہ و تعالیٰ میں قرب ہے اور وہ جاں دار واک سے ابید ہے جس

بعض کامل مراد مندوں کو انیسویں صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل عظمت و کبریا کے ان پر دہن

جگہ پر ہے۔ قنونیہ سترام ماخوئل منعم اور جیسے کہ چاہئے ان کے ساتھ ساتھ کریم

لئے فرزند! یہ عالم انسان کی اس ہیئت و ہدائی سے مخصوص ہے جو عالم خلق اور

عالم امر کے مجرور سے تاشی ہوئی ہے۔ اور جو اس کے اس مقام میں ہی سب سے غنی و شکر

ہے۔ اور یہ جو کہا ہے کہ لیس و قاء فا لا العک و العقیض اس کے آگے سوائے عدم

محض کے کچھ نہیں! وہ اس لئے کہ وجود قاری اور جو دلی کے تمام ہونے کے بعد عدم

کا حاصل ہونا ہے جو اس کے تعین ہے۔ اور حق سبحانہ کی ذات میں جو عدم کے ماوراء

ہے جس طرح عدم کو دانہ نہیں۔ وجود کی بھی گمانش نہیں ہے۔ کیونکہ وہ وجود میں کی

جس کی قبیلہ میں وہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے راجہ نہیں ہے۔ اور اگرچہ اس کے راجہ نے اس کی قبیلہ میں جو کچھ چاہا کیا ہے۔ تو اس کے وہ وجود اور وہ غائبی میں تعین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور یہ اس فقیر کے اپنے بعض کتب میں ملتا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے
کی حقیقت کو عرض ہے۔ اس سادہ کیفیت کو نہ ہونے کے باعث محض یہ دو چیزیں
مختلف ہو تھیں۔ وہ دوسری دفعہ یہ ہے کہ جس وقت کہ میں اس کے پاس ہوں تو ہم ملاج
ہے جب سالہا کی حقیقت سے فقیر کو آگاہ کیا جو چہ ابتدا اور وسط میں تھا اور اس کے
اس سے دم ہوا۔ اور استغفار کیا استغفر اللہ واثوب الی اللہ من جمیع الحکیرہ اللہ
بُخَّانَہ وشفائہ عن غلبۃ شیش وکھاروں اس کی طرف توبہ کہ ہوں ان تمام باتوں کے
جوانہ سالہ کو ناپسند ہے۔

اس بیان سے روشن ہوا کہ کائنات بنوت و ارتقاء خود میں ہیں اور نیز بنوت کے عروجات میں ترقی و ترقی کی طرف سے نہ جیسے کہ اکثر نے گمان کیا ہے کہ لاینت میں حق تعالیٰ کی طرف تو سب سے دور بنوت میں تو پہلی کی طرف ۔ اور لایت و ارتقاء عروج میں ہے اور بنوت و ارتقاء تعلق میں ۔ اسی وجہ سے بعض نے وہیم کیا ہے کہ ولایت بنوت سے منسوب ہے ۔ اور بنوت و ولایت میں سے ہر ایک کے لئے عروج و نزول طبعی عروج میں دونوں کا نزول حق کی طرف سے ہے ۔ بنو طبعی و دونوں کا نزول تعلق کی طرف ہے ۔

ماہل غلام ہے۔ یہ کہ نبوت کے مرتبہ پر وہیں کئی طور پر غرض کی طرف توجہ ہے۔ اور مذاکرہ کے مرتبہ پر وہیں کئی طور پر غرض کی طرف توجہ نہیں ہے۔ جیسا کہ باطن مذکور ہے اور اس کا ظاہر مذکور نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث سے عروج کے مقام پر وہ تمام ذکر کے لئے زیادہ سے زیادہ اس کے فوق کی نگاہ پر ہم اس کی وہ نظیر ہے۔ اور غرض کی طرف کئی طور پر اس کی توجہ کی بات ہے۔ ہر خلاف صاحب نبوت کے کہ اس نے مقامات عروج کو تمام کر کے جو طوطا فرمایا ہے۔ یہ طوطا وہ کئی طور پر غرض کی طرف توجہ کر کے جو ہے۔ **لَا نَحْمَدُكَ بِأَنَّ هَذَا الْمَعْرُوفَةُ الشَّرِيفَةُ وَأَمَّا الْحَالُ فَاتَّخَذَ بِعَرَاتٍ كَشْرَةً** اور اس قسم کے وہ معارف اس قسم کے ہر ایک پہلے کسی نے بیان نہیں کئے۔

جانتا چاہئے کہ عنصر خاکدیں میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہیں۔ وہ عقد حبس نہ ہو چکا جاتا ہے۔ اور اگر نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ حبس نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ حبس نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔

اس کی مثال یہ ہیں۔ وہ عقد حبس نہ ہو چکا جاتا ہے۔ اور اگر نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ حبس نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ حبس نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔

اس کی مثال یہ ہیں۔ وہ عقد حبس نہ ہو چکا جاتا ہے۔ اور اگر نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ حبس نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ حبس نہ ہو چکا ہو تو اسے حبس کر دیا جائے گا۔

کہتے ہیں۔ اور اس نام کی جو کوئی چیز جو ان کو جو کہ توحید کی طرف ترقی کرتی رہے جس۔۔۔ اسی واسطے
 دوسروں کی طرح وہ بے دخل کے خود پر ہفتوں نہیں سوتے۔ یہ تو ان کی طبع اس واسطے جو وہ
 پر زہنت نہیں ہوتے۔ اور توحید صوفیہ پر غرض نہیں ہوتے۔ اور شیطانی مشائخہ پر غرض نہیں کہتے
 اور احدیت صرف کی طرف ترجیح میں اصرار و محنت سے ذات مقدس کے ساتھ نہیں بیگانہ
 جانے پائے کہ یہ عروج و چوڑے ذکر ہو چکا ہے۔ محمدی الشریعہ کے ساتھ مخصوص
 ہے جو تمام امتداد ہے۔ اور جو عارف اور کے جو اچھے کے کمال سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ وہ
 عالم سیر پر خود گیر۔ اور ایسے ہی بچکا۔ احوال سے جو اس عروج کے خلال میں غلطہ افرکت ہے
 اور ایسے ہی ان خلال کے مہول سے جو اس امتداد کا مقام ہے۔ برہ دور ہو گیا ہے +
 اور یہ جو کلمات کہ تمام امتداد ہو۔ وہ اس لئے کہا ہے کہ کیا اوقات ایسا ہو گیا ہے
 کہ بظاہر محمدی الشریعہ کو کمال امتداد غنی کے کہ امت سے بھی جو مراتب اور کہ نہایت ہے۔
 حد کمال ہو گیا ہے لیکن ساتھ اس غلطہ کو انجام تک نہیں پہنچا تا اس کے اخیر نقطہ تک نہیں
 نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی ابتدا واسطی میں وہ جا تا ہے۔ اور توحید غنی میں کوئی کوئی کے قوس کے لئے
 کے مطلق اس کے مہول میں بھی کوئی کرچا۔ اور کام کو انجام تک نہیں پہنچا تا۔ عالم اور کے باقی جا گیا
 مراتب میں بھی یہ نسبت ہے کہ ہر مرتبہ کی امتداد و کمال ہوتا اس کے اخیر نقطہ تک نہیں
 سے دوستانہ ہے۔ ساتھ اس واسطے نقص کی خبر دیتا ہے اگر نہایت سے ال کے برابر ہو
 فراق دوست لانا نہ کہ استاذانیت دور ہو گیا۔ اگر نہایت سے لیا راست
 جبر سے فراق یار کو تو لایا ہی ہو سیکھ نہیں تھوڑا
 برابریم ٹوٹے بھی بہت سے چشم عاشق میں

اور یہ کوئی بھی مہول اور مہول مہول میں سلطنت کر چکا ہوگی۔ اور مطلب تک پہنچنے سے روک
 دیں۔ اور یہ جو کہا ہے کہ یہ بیان محمدی الشریعہ کے مخصوص ہے۔ اس لئے کہ ہے کہ محمدی الشریعہ
 کے اس کی ایک کمال درجات و اہمیت میں سے اول درجہ تک ہی محدود ہوتا ہے۔ اور درجہ
 اول سے مراد درجہ تک ہے۔ اور دوسرے کمال درجات و اہمیت میں سے دوسرے درجہ تک
 مقام روح تک محدود ہوتا ہے۔ اور تیسرے شخص کے کمال کا عروج تیسرے درجہ تک ہو چکا ہے
 مقام شریعہ۔ اور چوتھے شخص کے کمال کا عروج چوتھے درجہ تک ہو گیا ہے جو مقام غنی ہے
 درجہ اول کی نہایت صفا نہ اہل کی تہی کے ساتھ ہے۔ اور درجہ دوم کی نہایت صفا نہ اہل کی تہی کے ساتھ ہے

کی تہذیب سے۔ اور درجہ سوم کی مناسبت شیون استباناتِ نبیہ کے ساتھ۔ اور درجہ چہارم کی مناسبت
سلیطین کے ساتھ جو تقدیسِ تنزیہ کا مقام ہے، مناسبت ہے۔ اور درجاتِ ولایت میں سے
ہر ایک درجہ میں ایسا اول العزم میں سے ایک نبی کے قدم کے نیچے ہے۔

ولایت کو بعد اہل حضرت آدم علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم کے نیچے ہے
اس کی رتبہ حضرت عیسیٰ ہے جو انصاف کے صلہ میں کائنات ہے۔ اور درجہ اول حضرت برائیم
علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام
میں شامِ مشارکت رکھتے ہیں۔ ان کا رتبہ حضرت مسلم ہے جو صفاتِ ذاتیہ میں سے حق ہے

اور درجہ سوم حضرت موسیٰ علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے۔ اس کی رتبہ تمام
شہوات سے شامِ اکرام ہے۔ اور درجہ چہارم حضرت یحییٰ علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے زیر قدم ہے۔ اس کا رتبہ صفاتِ بنیہ سے ہے جو مقامِ تقدیسِ تنزیہ ہے نہ غیرت سے۔

اور اگرچہ کلامِ اکرام میں حضرت یحییٰ علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشارکت
رکھتے ہیں۔ اور ان کو اس مقام میں شامِ عظیم حاصل ہے۔ اور درجہ پنجم قائم انزلِ باری علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے زیر قدم ہے۔ اس کا رتبہ سب کلامِ راجح ہے جو صفاتِ ثنویات و تقدیساتِ تنزیہات

جامع احوال کی کمالات کے دارِ کامر کر ہے۔ اور مرتبہ ثنویات و صفات میں اس کی رتبہ
شامِ اکرام کے ساتھ مناسبت ہے، کیونکہ یہ شامِ عظیم شامِ اکرام کی کمالات کا جامع ہے۔ یہی نسبت
کے سب سے انصاف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت

جہول و اعلان کا قبلہ ان کا قبلہ بنا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔
جانتا چاہئے کہ اقسام و ولایت کا ایک درجہ سے فضل ہو اور جس کے مقامِ نوری
ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے۔ تاکہ صاحبِ حق نے اس سے فضل ہو۔ بلکہ اصل سے قریب

و بیحد ہونے اور درجاتِ علول کی مثال کی زیادہ اور کم ملنے کے اعتبار سے ہے۔ پس چونکہ
ہر صاحبِ رتبہ اصل سے قریب ہونے کے اعتبار سے صاحبِ رتبہ سے قریب
مائل نہیں فضل ہو۔ اور کیونکہ اگرچہ نبی کی وہ ولایت ہو اور ولایت کے درجہ اول میں ہے

اس کی ولایت سے قطعاً ہر درجہ فضل ہے جو آخری درجہ میں ہے۔ چنانچہ وہ ہے کہ سلطان
کا مذکورہ بالا ترکیب بیان ہو کہ گائی میں تہذیب سے توح اور توح سے تدر و تدر سے تدر و تدر سے
انفرد ہو چنانچہ یہی امر ہے کہ شامِ اکرام کے ساتھ مناسبت ہے۔ جو ترتیبِ احوال کی نگاہ سے علم اور کمال کے

اس کا حقیقت و کثرت وہی بات ہے۔ اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی
وجہ سے کہ اس مقام کے علوم و فنون کے علم کے اعتبار سے اس میں ایک مقام
کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت ہے۔

مگر کہیں کہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ اس کے علوم و فنون کی وجہ سے تاک
اس کی حقیقت سمجھا جائے۔ تو اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو
کی آخرت پر مشابہت ہے۔ بلکہ یہ علم و فنون کے اعتبار سے اس میں ایک مقام
کی حقیقت ہوتا ہے۔ اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس سے پیدا ہوا ہے۔

اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
ہوکتی ہے۔ اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
کیا اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت

اس بیان سے معلوم ہوا کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
اور اس کو عالم اور اس کے شروع کیا ہے۔ غایت ہی بہتر اور مناسب ہے کہ اس کے
جو عالم اور اس کے شروع کیا ہے۔ غایت ہی بہتر اور مناسب ہے کہ اس کے
کی طرف۔ اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
نہم خلق کو پسند دیا ہے۔ اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت
اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی قیمت وہی ہے جو دیگر علموں کی قیمت

کے مستحق کر امت کو ملے۔

کے مستحق کر امت کو ملے۔

تو یہ

یہ ایک پس منہج جوت سے متفق ہو کہ لاوار بائیت کو اس وقت سے بہت دور چلا آتا ہے۔ انبیائے علیہ السلام نے عالم اور سے یہ شروع کیا ہے۔ اور حقیقت شریعت کی طرف آئے ہیں۔

ماں کلام یہ ہے کہ ان کا اصل اولیائے کے لئے جن کا میرا بیایے علیہ السلام سے ملتا ہے موافق ہو اس کے۔ ابتدا میں شریعت انوار سے ہے اور اس میں باقیات و حقیقت و ہدایت سے تعلق رکھتی ہیں اور عالم کے مناسب ہیں۔ اور نہیں شریعت کی حقیقت ہے جو نبوت کا ثمر ہے۔

پس ثابت ہوا کہ طریقت و حقیقت کا اصل ہوا شریعت کی حقیقت ماں ہونے کے لئے مقصد ہے۔ پس ماں اولیائے کا ان کی ہدایت اور دنیا سے میل کی ہدایت و ترقیت ہے۔ اور دوسروں کی نہایت شریعت۔ تو میں نے یہ کہہ کر اولیائے کی ہدایت انبیائے نہایت ہے۔ اور ان کی ہدایت اور انبیائے کی نہایت سے شریعت ہوا رکھی ہے۔ اس لئے کہ جسے نہیں ہیں۔ جو کہ وہ بیچارہ اصل حقیقت سے واقفیت نہ رکھتا تھا اس کی سطحی کلام کہی۔ ان حقائق کے اگر کسی نے نہیں کہا کہ ان کے برخلاف کہا ہے اور ان کے سے بعد بعد و جھٹکتے ہیں۔ لیکن یہ نصف جو انبیائے علیہ السلام کی زندگی کی طرف نظر کرے اور شریعت کی اصل حقیقت اس پر ظاہر ہو۔ یہ ہے کہ ان اسرار کا معنی کو قبول کر لیا۔ اور اس کو اپنے ایمان کی نیابت کا وسیلہ بنا دیا۔

مے فرزند جس نے کہ انبیائے علیہ السلام سے اس قدر نے دعوت کو عالم خلق پر چڑھا ہے۔ بنی الا سلام علیہم السلام کی بنیائے ہیں۔ اور جو محقق کو عالم خلق سے نزدیک تر وہ نہایت قریب سے اس کے صدیق کی دعوت فرمائی اور کتاب کے سامنے کی نسبت کہہ نہ فرمایا۔ بلکہ اس کو طریقت و حقیقت اور استہک کے کوئے کرکٹ کی طرح بچھا اور اس کو بے مطلب بنایا۔ ہاں بہشت کی نشیں اور دنیا کے چمچ اور وہ اس کی دولت و جہان کی بختی سب عالم خلق سے وابستہ ہیں۔ عالم اور کے ساتھ ان کو بچھ تعلق نہیں ہے۔ دوسرے و ممل جو بعض واجب نشیں ہیں ان کا بھلاانا قالب سے تعلق رکھتا ہے جو عالم خلق سے ہے۔ اور ان کا اصل عالم مرہ فیض ہیں۔ پس یہ قرب جو ان اعمال کے واکرے کا ثمر ہے۔ ان کے اندازہ سے موافق ہے کہ اس پر ناپا وہ قرب جو خدا تعالیٰ کے ادا کرنے کا ثمر ہے۔ عالم خلق کا نصیب ہے۔

کلمات جو متوازن جملے کے اندام کے تفاوت پر نہ گرا سبب جس کے بیان کرنے کا پہلے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہی ہے۔ اگر بعض طوائف کی بے ادبی اور بے نیکی پرستی جو کہ ولایت کے تفاوت میں مندرجہ ہے۔ **وَاللّٰهُ يُخَافُ اَنَّهُمُ يَلْعَنُوْا رَبَّ هُمْ اَشَدُّ لَعْنًا** کے ہوتے ہوئے بیان کرنے کا ہے۔

اس فقرہ مذکورہ جو کہ مہم جوئی یعنی شرائع و احکام قلب کے ساتھ زیادہ متعلق رکھتے ہیں اور انبیاء سے میرا لفظ اور اسام کو بھی علم متعلق کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔ اس کو بعض نے غمان لیا ہے کہ جو مقامات قرب تک جہت سے متعلق رکھتے ہیں۔ مروج کرنے کے بعد حق کی معرفت کے لئے نزل کرنے سے مراد ہے۔ اور نہیں سمجھے کہ نہایت عروج اور غارت قرب اسی مقام میں ہے۔ اور وہ قرب جو پہلے حال ہوا تھا اس میں قرب کے کھلنے میں سے ایک کھل ہے۔ جو بعد کی صورت میں مقصور ہو گیا ہے۔ اور وہ عروج جو اول میں ہوا تھا۔ وہ اس عروج کے عکسوں میں سے ایک عکس ہے جو بظاہر نزل لگائی دیتا ہے۔ تو نہیں دیکھتا کہ زیادہ کارزار کے بعد کی نسبت سب سے زیادہ بعید نقطہ ہے۔ حالانکہ حقیقت میں کوئی نقطہ قطع کر کے سوا ایک کے زیادہ قریب نہیں ہے۔ کیونکہ ایک اور نقطہ جہاں کی قریب ہے اور یہ نسبت کسی اور نقطہ کو سر نہیں۔ عوام ظاہر میں اس فقرہ کو نہیں دیکھتے۔ اس لئے اس فقرہ کے بعد ہونے کا علم کرتے ہیں۔ اور اس نقطہ کے ترجمے نے ہم کو بہت خوبصورت کر دیا ہے۔ اور اس حکم کے سننے والے کو باہل اور حق سمجھتے ہیں۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** انا تعالیٰ اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی وصف بیان کرتے ہو۔

بانتا چاہئے کہ ملت شرع سے حاصل ہونے کے بعد جو ولایت اپنے کے لازم سے ہے اپنے مقام سے عروج فراغت میں پروردگار ہے۔ اور وہ ان تین ولایت حاصل کر لیتا ہے۔ اور غالب قرب پر غلبہ پالیتا ہے۔ یہ حقیت حقیت میں ولایت اپنے کے عروج کے تمام مقامات سے بڑھ کر اس حقیت پر چڑھنے والے کی نظر میں بطون کی طرف نمودار کرتی ہے۔ اور غیب انیسب میں سرایت کر جاتی ہے۔ اس شخص بہت اونچے مکان پر چڑھ جائے اس کی نظر میں بہت دور تک نمودار کرتی ہے۔ اور اس مہم جوئی کے بعد عقل میں اپنے مقام سے نکلا اس سے باقی ہے اور عقل سے تمام باقی ہے۔ اور وہ نزل عقل بلکہ اتحاد سے اپنے کو کم طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

بنا تھا جس سے اس کی موت بعد از موت ہو۔ واسطیٰ کہ مصلوۃ والسلام کے بعد

جس میں اہل منصب کے کلمات سے بعد اسی کے باعث آپ کے بعد اہل کو جس کا دل
مائل ہوا ہے۔ یہ گناہ خطیہ صبیحہ میں آیا ہے۔ ماوراء النہر اور تہامین میں بھی اس دولت
نے پورے اثر کیا ہو ہے۔ اس کی بعد یہ کلمات پر مشیدہ ہو گئے ہیں بعد از موت علی کے کلمہ
بعد از موت کے ہیں۔ لیکن اس پر ہے کہ ہذا مائل گنہ گنہ کے بعد یہ واسطیٰ نہ لے کر آتا ہو۔ اور بعد از
شیخ علیہ السلام کہ۔ اور کلمات صبیحہ میں ہیں۔ اور علیہ پر مشیدہ ہو جائیں۔ اور حضرت محمد
علیہ السلام کا ہذا مائل میں اس نسبت کی وجہ سے ہے۔

میں نے مشہور اپنی مصلوۃ والسلام کا دل کا بعد از آپ کے سبب کلمات
بوتہ تمام لکھا ہے۔ تو یہ وہاں اہل منصب سے ہے کہ منصب امت سے اس کو ملا
کرتے ہیں۔ اور جب وہ امت کا جس کے کلمات کو تمام کلمات اور اہل منصب سے ہے۔ تو
اس کو منصب خلافت سے شرف کرتے ہیں۔ اور امت علی کے بعد اس کے منصب امت
کے مناسب قلب ارشاد کا منصب ہے اور منصب خلافت کے مناسب قلب کا منصب
کو اپنے کے بعد ان مقام میں ہو سکے وہ ان مقام میں مائل ہیں۔

شیخ علی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غرض میں قلب ہے کہ
تو نزدیک قرابت کا مصلوۃ مرتب نہیں ہے لیکن وہ فقیر کا مصلوۃ ہے وہ ہے کہ غرض قلب
نہیں ہے۔ بلکہ قلب اس سے بعد از امت میں ہے۔ اور اس کے واجب مقرر کرنے
میں میں اس کا دل ہے۔ ذلک فضل اللہ جو میں من فضلہ وذلک فضل اللہ جو میں
یادہ کا فضل ہے اس کو چاہتا ہے وہ ہے اور اس کے فضل اللہ ہے۔

تذیل۔ وہ علوم و معارف جو نبوت اور اس نبوت کی روایت کے
مقام کے مناسب ہیں۔ انبیاء کے مصلوۃ والسلام کے شرائع ہیں۔ اور چونکہ اقدام نبوت
میں خلافت ہے اس لئے انبیاء کے مصلوۃ والسلام کی شرائع میں بھی اس مقام کے
موافق اختلاف پیدا ہوا ہے۔ اور وہ معارف جو مقام اولیاء کے مناسب ہیں مثلاً ان کے
شعائر و علامہ و علوم ہیں جو تہذیب و تمدن کی خیریت ہے اور اہل طہ و سرایان اور قبا و بیت
پتہ جاتے ہیں۔ اور امتیاز و غنیمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور شہود و شاہد ثابت کرتے ہیں
غرض انبیاء کے معارف کتابت سنت میں۔ اور ان کے معارف موصول و مخرجات کیسے

جانتا چاہئے کہ اس طریقہ میں وہ سب کچھ مستحق اہمیت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے میرا دوس سے مناد کو ملے کیا ہو۔ اور قوت الجذب سے ان کلمات کے ساتھ ملتا ہوا ہے۔ اس کی نظروں میں اراضی کا تقاضا بخشی ہے اور اس کی توجہ باطنی دھڑکن کو دے کر اس کے دل کی بات کا صاحب اپنے وقت کا انداز اپنے زمانہ کا خلیفہ ہے انقلاب بدلنے کے مقامات کے غلال میں خوش ہیں۔ اور ان کو درجہ اس کے کلمات کے مندر سے ایک نقطہ پر قیامت کئے بیٹھے ہیں۔ اس کی حایت و شاد کا دل میں کما اور خوشی کے بیڑے انقلاب کے نور کی طرح سب پر چلتا ہے۔ میں کس طرح دیکھتا ہوں کہ وہ خود چلے۔ اگرچہ خواہش اس کے اپنے اختیار میں نہ ہو کیونکہ یہاں اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ وہ کس امر کی خواہش طلب کرتا ہے لیکن وہ خواہش اس میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی لازم نہیں کہ وہ لوگ جو اس کے فہم سے حایت مانیں اور اس کے سلیب سے ماہ راستہ پر آجائیں۔ اس بات کو جانیں۔ بلکہ انھیں یہ بتائے کہ اپنے رشد و ہدایت کے اصل کو بھی لکھا نہیں جانتے۔ مگر کچھ شے متفقہ کے کلمات سے تعلق پرتے ہیں جن کے سبب جہان کو حایت کرتے ہیں۔ کیونکہ علم سب کو نہیں دیتے اور یہ مقامات کی تفصیل کی معرفت سب کو نہیں دیتے۔ ان وہ طبع میں کے وہ دشمن ہر طریق وصول میں سے کسی خاص طریق کی بنا کا ماہ ہے۔ جس کا صاحب علم بھی انھیں سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو اسی کے علم پر کفایت کرے کہ اس کے ذہن سے مرتبہ کمال و ہمیں تک پہنچاتے ہیں۔ اختلاف سے شرف کہتے ہیں

خاص کند بندہ صحت عام ماہ

ترجمہ ہر نفس عام کرتا ہے خدا بنے کو خاص +

وہ خاص طریق میں افادہ اور استفادہ ان کا کسی اور نصیب غنی ہے۔ وہ یہ جنت کے رابطہ سے جو وہ اپنے طبع متفقہ کے ساتھ لکھا ہے وہ ہم ہم اس کا حکم پڑتا ہے تاکہ اس کے طریق پر اس کے ذہن سے سوز پڑتا ہے تاکہ اس میں صحت میں افادہ اور استفادہ میں علم کیا دے گا ہے +

خبر جو سورج کی گرمی سے دم ہم پکنا جاتا ہے اور پکڑنا ان کے بعد پکنا ہے اس کے لئے کیا ضرورت ہے کہ اس کو اپنے آپ پختہ کا علم ہو یا سورج کو اس کے پختہ کا علم ہو۔ ان جستجائی۔ نیک و نیک کے لئے جو اس کے دلوں میں رہتا ہے

اور ہمارے غرض میں جو صاحب کرامت عظیم معلوم لاجری ہے۔ سلوک و تہذیب کا کھچا کر ان میں ہے۔
 اگرچہ شیخ متقدم اس طریقہ کے بالی کی طرح جو کمال معلوم اور نور معرفت سے مشفق ہے۔ ہر تہذیب
 اس طریقہ میں نہ غصہ اور مرعہ اور بڑے اور جوان اور بچے اور زیادہ غور والے و سب کے
 کے فی میں برابر ہو گئے۔ جو صاحب دولت کی نسبت کے سبیلہ و توجہ سے اپنے بند مقصودوں
 کے لیے سمجھتے ہیں۔ **وَاللّٰهُ فَضْلُ الْغَوْثِ فِيهِ مِنْ لَيْسَ كَوْنَهُ دُوْنِ الْغَوْثِ الْعَظِيْمِ** اور اللہ فضل
 ہے جس کو ہاتھ ہے دتا ہے اور اللہ تبارک نے جسے فضل دیا ہے۔

لیکن جاننا چاہیے کہ حق اگرچہ صاحب علم نہیں ہے تاہم ایک عارف حق کے قلوب سے اس کو پہنچا
 جس پر کسی پرستار ہے کہ اس طور میں اس کا اختیار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس وقت اس کو اس طور
 کا علم نہیں ہوتا۔ وہ اس سے غرض قرار ہوتے دیکھتے ہیں لیکن اس کو ان کی اطلاع نہیں ہوتی
 اور یہ جو کہ ایسا ہے کہ حق صاحب علم نہیں ہوتا۔ اس علم سے مراد اس کا انفس میں
 نہ ہوتا ہے۔ نہ کہ طبع اور پرہیز کا نہ ہوتا۔ اس حیثیت سے کہ اپنے حال میں نہیں سمجھتا ہے۔ یہ سب
 پہنچتا اس کے بارے میں ہر جگہ۔ اور اس کی روایت کا یہ قلوب کے مریدوں میں اور سبیلہ یا ہر
 اس وقت تک جاری و ماری رہتا ہے۔ جب تک کہ اس طریق مخصوص تہذیب اور تہذیب
 کی تہذیب کے تہذیب نہ ہو بلکہ اور تہذیب اور تہذیب کے تہذیب سے غرض ہے کہ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ مَنَ يَكْفُرُوْا بِحَقِّ رَّبِّهِمْ اَوْ يَكْفُرُوْا بِالْحَدِّ اللہ تبارک کسی کی قوم کی حالت نہیں
 بدلتا جب تک کہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

بڑے تہذیب کی بات ہے کہ بعض ملک ان تبدلات کو اس قدر غلط سمجھتے ہیں کہ
 ہیں۔ اور ان کا فائدہ اس نسبت سے کہ نہ تھا تصور کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اس کی
 و تہذیب ہر سبب تمام کام نہیں ہے۔ اور اس کا حق و اختراع ہر سبب تمام کام کے لائق نہیں ہے
 ۵ **خَوَلَدُوْا بِاَيِّكُمْ رُءُوْسٌ** ہر کوئی ہر تہذیب کے تہذیب دانہ

حزیر **اِنَّ سَعْدَ الْاَيَّامِ** میں ہیں۔
 سرشت اللہ سے نہیں بنتے تہذیب

تہذیب کے تہذیب اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 ہر تہذیب کے تہذیب اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 کہ در حق لفظی کو ہے۔ یہ سب سے زیادہ تہذیب کی بات ہے۔ یہ سب کے تہذیب لفظی کو ان تہذیب

دولت پرست میں پسر مرنے میں۔ دنیا میں نال ہونے کے بعد۔ ایمان کے ساتھ سب آپ ہو۔
دولت نمازیں حاصل مرنے میں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ دنیا میں دنیا ہو۔ انصاف و انصاف
اللہ یسئلکم عنکم انما یرایہ

نیز فرمایا اقرب ما یکن فی القلوب من الیقین فی القلوب سب سے زیادہ اسے
نہایت پرستش کے ساتھ ہے ہوتا ہے وہ نہیں ہے۔

دولت پرست میں پسر مرنے میں۔ دنیا میں نال ہونے کے بعد۔ ایمان کے ساتھ سب آپ ہو۔
دولت نمازیں حاصل مرنے میں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ دنیا میں دنیا ہو۔ انصاف و انصاف
اللہ یسئلکم عنکم انما یرایہ

نیز فرمایا اقرب ما یکن فی القلوب من الیقین فی القلوب سب سے زیادہ اسے
نہایت پرستش کے ساتھ ہے ہوتا ہے وہ نہیں ہے۔

ہیں۔ اور ان کو ہر طرف سے گھیر کر اسے جو تو سنہ است کی طرف سے کسی بھی کوئی اور
بارہی طرف سے تمام دنیا کی ہر طرف سے گھیر کر وہ سب کے سب خلق کو اللہ کی طرف بلا رہے
اور اس کے لگا کر طرف ان کو ہدایت دینے والے ہیں۔

اس کردار میں سے بعض نے جن کو تو نے کی حقیقت سے آگاہ نہ کیا۔ اور اس کے
مقصود کا وہ نہ پہنچ سکے۔ انہوں نے اپنی اہم اہم کا علاج ہمارے سے کیا۔ اور
اپنی راہوں کو کھل بھلا اور ہلکا پھلکا رہا۔ بلکہ ان میں سے ایک کوہ نے نماز کو بیخود
کر دیا۔ مگر اس کی بنیاد پر اور یہ تہمت پر رکھی۔ اور تو وہ کو نماز سے غفلت کیا۔

صاحب فرما کرتا ہے کہ تو اس میں جو کچھ نے پہنے کی تک ہے۔ وہ سب
حقیقت کے حقیقی حنا ہے۔ اور ان میں جو غریب کی طرف آئے اور عابد و مجتہد
میں رہی باتیں ہیں ان کے کمال میں سے سب سے زیادہ جو ایسی باتیں ہیں جو یہی
باتوں کا ہر طرف کی حقیقت سے بہرہ ور ہونے کے سبب ہے۔ بلکہ اس علم لغز میں سے جو غیر
یعنی جنت سے لوگوں نے اپنے اضطراب و بقراری کی تسکین کے واسطے جو تو اس کو کمال
اور اپنے مطلوب کو غور سے پرہیز میں طلب کیا۔ اس واسطے کہ اس کو دیکھنا اور کمال
حال انہوں نے سنا ہے کہ کہ جَعَلَ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ ذِكْرًا لِلْعَالَمِينَ اللہ تعالیٰ نے ہمارے
شفاعتیں رکھی۔ اُن الْغُرِّ الْكَافِرِينَ الْكَافِرِينَ وَحُبِّ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ وَتُحِبُّونَ
کو بخشنے کا سارا بارہ کر دینے کی محبت انہوں نے سنا ہے کہ وہی ہے۔

اگر نماز کے کمالات کی حقیقت کچھ میں ان پر کشف ہو جاتی تو ہر سال و نماز کا
دور نام لے۔ اور وہ جواب دہ کو یاد نہ کرتے۔

چوں ندیدہ حقیقت و انسا نہ نہ

ترجمہ ۲: سب حقیقت کو پایا اور افسانہ دیا۔

شے برابر! جس قدر فرق نماز و نماز میں ہے۔ اسی قدر فرق نماز کے مقصود کا کہ
اور غور سے پہچانے ہوئے کلمات میں ہے۔ اَلْغَائِلُ الْغَائِلُ لَا يَشَارُكَ عَمَلُ كَوَيْسٍ
یہ اشارہ کافی ہے۔

یہ وہ کلمات ہیں جو ہر سال کے بندہ جو میں نے ہیں۔ اور آخرت میں جو ہر اہمیت
کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔ شاید حضرت ولی اللہ علیہ السلام نے اسی سبب سے فرمایا ہے کہ

اور یہ ہفت دن کو مستمرد نہ ہو۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ لایقہ نے جن کتابوں میں سالوں میں لکھا ہے کہ قرینیت تحقیق
دو فن علمیت کے خاتم ہیں۔ اور تہمت و قیبت سے فصل ہے۔ اگرچہ اس میں کی و قیبت ہو
اور یہ بھی لکھا ہے کہ لکھا ہے و قیبت کو لکھا ہے جو حد کے ساتھ کہ نسبت نہیں ہے۔ کاش کہ
اس کے درمیان قیود اندہ یا کی سی نسبت ہو تی۔ اس قسم کی بہت سی باتیں اس کتاب میں چھاپی گئی
ہو ان میں نہ تو کی طرف لکھا ہے خاص طور پر بھی لکھی ہیں وہاں سے خاصہ فراموش
اس شخص سے غصہ و کینہ کے قتل قاتل کی نسبت کا اعلان ہے۔ اس طریقہ کے مطابق
کو غریب ہو۔ ذہن کو دوسروں پر اپنی افضلیت و بزرگی ثابت ہو۔ غصہ و کینہ کی معرفت اس
شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو کافر تک سے بہتر جانے۔ تو یہ اس شخص کا یہ عمل جو بزرگ
دین سے اپنے آپ کو افضل جانے۔

شکوہ و شہدایہ و سخت تشنگ	نزد و گداز نام مسد ز افلاک
میں آں عالم کہ از تو ہمساری	کند از غلبہ بریں قلعہ باری
از روی از حق مسد ز بانم	جو سوسن شکر غلبہ کی تو نام
مجھے جیتا کہ سے شہنشاہا	نکست ہر ز کیں پیر او پچا پیا
و مٹی ہوں کہ در تو ہمساری	کہے رحمت سے مجھ پر نظوری
اگر ہر مال میں میرے نیاں جو	تو چہ ہویش کہ رحمت کب عیان

اس کے مطالعہ کے بعد اگر تم میں ناز کے سمجھنے اور اس کے غصہ میں نماز میں سے بعض کے
مائل کرنے کا حقوق پیدا ہو۔ اور وہ حقوق تم کو بے آرام کرے تو تمہارے بھائی کے بعد دو
کی طرف سے ملے اور اگر کچھ حصہ تمہارے کے لیے نہیں صرف کریں۔ واللہ مستحانہ الخادق
إل سینیل الرشاد اللہ تعالیٰ یہ سب سے کی طرف ہدایت فرمے اور ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ الْهَدَىٰ وَالْحَقُّ مِنْ مَّا بَيْنَ الْأَعْيُنِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى الْعَالَمِينَ وَالسَّلَامُ عَلَيْهَا وَأَسْأَلُكَ اللَّهُ اسْتِغْفَارًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
کی اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام پر جس نے ہدایت اختیار

مناجیت کو نام پکڑا

کتاب ۲۶۲

اس بی بی کو اگر ہمارا قسب یا حقیقہ دہلوی قہرستان خاص ہے اور وہ اپنے
 میں کچھ تعداد میں رکھتی ہے۔ اور اس کے مناسب بیان میں یہ کتاب منتخب عمل کی
 صادر فرمایا ہے۔

کُنْزُ الْبُیِّنَاتِ وَتَلَاذُّلُ الْعِبَادِ وَالَّذِينَ اُخْطِئُوا۔ اللہ کی حمد ہے اور اس کے
 برگزیدہ بندوں پر سلام ہو +

آپ کا سب سے شریف و اعلیٰ و توفیق سے مبرا ہوتا ہے اس کے پہنچنے سے خوشی
 حاصل ہوتی ہے۔ اور چونکہ اس میں محبت اور کمال اللہ میں سے بھائی ہوتا ہے اس میں فرحت پر فرحت
 حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے اسے سب سے زیادہ پڑھنے کے لیے لکھا ہوا تھا +

یہ سب سے قدیم و اولیٰ مشہور ہے جس میں وہ سب سے زیادہ پڑھنے کے لیے لکھا ہوا تھا +
 رشتہ محبت نہ ٹوٹتا ہے۔ بلکہ وہ جن وقت پیدا کرے۔ اور اس اشتیاق کی کچھ بھی مٹنے پر جا
 یکنہ یہ سب سے زیادہ پڑھنے کے لیے لکھا ہوا تھا + کیونکہ ہمارا یہاں حقیقی ہے۔ اور ہمارے نسبت ان کا بھی اور
 انصاف بھی اور ہر دور و یاد و طریق کے بعض خصوصیات کا علم ہونے سے ہونے کے سوا
 قریب بعد میں کچھ تعداد میں رکھتی ہے اس میں سے کچھ کی تحقیق اس کتاب کے خاتمہ سے ہونے پر غور
 ہر شخص کے نام طریق کے بیان میں لکھا ہے۔ طلب فرمائیں۔ اس کتاب کی نقل یا ادب یا یاد دہانہ
 میر محمد نعمان کے پاس سے لکھے ہیں۔ وہ اس سے منگوائیں۔ زیادہ طول کا دیکھا کہ یہ سب سے سلام

کتاب ۲۶۳

از عارف کے بیان میں وہ کثیر و باریک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور نماز کے فضائل
 اور اس کے مناسب بیان میں۔ جناب عارف آگاہ میاں قلی محمد الدین کی طرف
 صادر فرمایا ہے۔

کُنْزُ الْبُیِّنَاتِ وَتَلَاذُّلُ الْعِبَادِ وَالَّذِينَ اُخْطِئُوا۔ اللہ کی حمد ہے اور اس کے
 برگزیدہ بندوں پر سلام ہو +

آپ کے قدیم دست لکھنے میں وہ بھی لکھی ہوئی ہے۔ اور یہ سب سے زیادہ پڑھنے کے لیے لکھا ہوا تھا +

نوشی حاصل ہوئی اس بات کو دیکھنا کہ

انسان کو اسے نیک و نیک و نیک
نوشی حاصل ہوا یا نیک و نیک
نوشی حاصل ہوا یا نیک و نیک
نوشی حاصل ہوا یا نیک و نیک

جب آپ نے قدم بگذارا ہے تو جلدی تشریف لیں کیونکہ شوقِ نوح سے منتظر ہیں۔
بیت اللہ کی خبریں سننے کی آواز نہ رکھتے ہیں۔ تقریباً نزدیک جس طرح کہ کی صورت کیا ملک
کیا بشر تمام عقائد کی صورتوں کے لئے سبب الیہ ہے اس طرح اس کی حقیقت بھی ان صورتوں
الحقائق کے لئے سبب الیہ ہے۔ اس واسطے وہ حقیقت تمام عقائد سے برتر ہے اور انکو
متعلقہ نکات تمام عقائد کے متعلقہ نکات سے برتر ہے۔ گویا حقیقت عقائد کوئی اور
عقائد الہی کے درمیان برتر ہے۔ عقائد الہی سے مراد عظمت و بلایا کہ جس میں ان کے
پاک و امن کو کوئی رنگ کیفیت نہیں ہے۔ اور کسی کیفیت انسان کی طرف راہ نہیں لایا۔
دیوئی مخلوقات اور ان کے مخلوقات کی نہایت عقائد کوئی کے انتہا تک ہے۔ عقائد الہی
سے کامیاب ہونا آخرت پر فخر ہے۔ ان نمانیں جو سونے اور مساجد ہے۔ اور اس بات
میں گویا دنیا سے محلِ آخرت میں پہنچا جاتا ہے۔ اس خط میں سے جو آخرت کو نیک و نیک
مائل ہو جاتا ہے۔

یہ خیال کرنا ہوں کہ نمانیں اس بات کے حامل ہونے کا اور نیک و نیک طرف
جو عقائد الہی ہیں ان کے عقائد کا مقام ہے۔ نمانی کا توجہ کرنا ہے کہ نمانیں ایک
جو ہے جو صراط میں نمانی ہے لیکن حقیقت میں آخرت سے ہے۔ اور نمانی نہیں
اس کے سبب سے نسبت پیدا کی ہے۔ اور صورت و حقیقت میں دنیا و آخرت کے
جامع ہے۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ وہ طالت جو نمانی کے ادا کرنے کے وقت نہ رہتی ہے
ان تمام حالات سے جو نمانی کے سوا حاصل ہوں اور تر ہے۔ کیونکہ وہ حالات اگرچہ اعلیٰ ہو سکتے
ہوں۔ اور ان میں سے باہر نہیں ہیں۔ اور طالت اس سے حصہ رکھتی ہے۔ یہی حقیقت ہے کہ
درمیان فرق ہے ہر قدر ان حالات اور اس حالت کے درمیان فرق ہے۔ اور شاہد وہی ہے کہ
سے اور حالات پر شاہد ہے کہ طالت سے موت کے وقت ظاہر ہوگی۔ وہ نمانی کی

گروہوں کے شائع ہونے سے کسی نتیجے کے لئے نہ آیا۔ یہ میری صحت، بالآخر ساری رہی
نہ افسوس ہے :-

انکے بعد و سلامہ علیہ کیا وہ ملحقین، خطبے اور قلم کے کی حد سے اس کے
برگزیدہ ہندو اور مسلمان ہوں :-

آپ کو محبت سے شریف و جریزیت، انہیں مشتاق سے صادر و ایذا تھا۔ اور
جریزیت میں اس کوئی آپ اپنے کام کی طرف متوجہ رہیں :- اور مصالحت کے لئے صفحے کے بغیر ذکر
اس وقت تھکے میں شرف رہیں :- یہاں تک کہ صادر و جالت تک پہنچ جائے کہ کام جیت تک
انجام لیا جائے :- کیونکہ اس وقت کا خط و کتابت اور اس کے کام پر ہونے کا باعث اور اثر
کے صادر ہونے کا سبب ہوتا ہے :- آپ نے مسلمانوں کا کوشش و ساری میں خط و کتابت
اقبال سے اور اس مقام میں حق اعلیٰ کے ساتھ بہت ملتا ہے :-

تو وہ خود کو انہی دونوں میں گروہوں کے شائع ہونے سے ایک پہنچنے سے اس وقت کی طرف
پہنچاں پہنچا اور اپنا حال ظاہر کیا کہ قلم و تحریریت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس طرف متوجہ رہیں :-
نہیں دیکھتا ہوں :- اور زمین و آسمان کی طرف جب نکلا کر، ہوں :- اور مشعل کو کسی مل طرف جب
دیکھتا ہوں تو ان کو بھی کچھ نہیں دیکھتا ہوں :- اور اپنے آپ کو بھی جب لا متحرک ہوں کچھ نہیں دیکھتا
اور ان کی پاس پاس ہوں تو اس کو بھی کچھ نہیں دیکھتا ہوں :- اور مشعل کے لئے نہایت ہے
اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا ہے :- اور مشعل کو اس کو ان کو بھی ہے :- اگر وہی کسی کمال
جانتا ہے تو چھ نہیں طلب حق نہ لے لے تیرے پاس کس لئے آؤں :- اور اس کو اس کو اس کو اس کو
ہے تو کہ :-

تقریر نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ احوال تھکے کوئیات میں سے ہیں :- اور قلب
اس کا پہلا زمین ہے اور ان کے صاحب نے بھی مقام قلم کے ساتھ تو خاصہ کسی
لے لیا ہے تین حصے اور قلب کے اس کو لے لے پائیں :- بعد ازاں وہ سرے زیر ہر جو دونوں
سے ملتا ہے جہاں تک قلم کے لئے چاہت ہو اس کو کرنا چاہئے :-

اس اجازت سے کچھ وقت بعد فقیر کے باروں میں سے ایک نے جو طلاق لے کر کے
اپنے وطن کو گیا اور اتفاقاً یہاں پر اس کا حال معلوم ہوا کہ اس کا حال شیخ متفسر کے
مال کے ساتھ ہے :- بلکہ دوست اس مقام میں اس شیخ سے قدم اگے رکھتا ہے :- اور جب

پہنچا۔ بہت خوشی ہوا کہ ہوا

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا احسان ہے کہ مفاد حق و جہاں کے نفاذ و تائید
بہت و اعطاس و مروت و اختصاص میں کچھ تفریق نہیں کی۔ باوجود اس کے اگر آپ تفریق
نے آئے تو بہت ہی مناسب ہوتا۔ **وَمَنْ يَرْفُضْهُ فَيُفْضَحْهُ اللَّهُ تَعَالَى**۔ اور مہجوری سے
اللہ تعالیٰ کہے۔

آپ نے کوشش کی غرض سے یہی تھی۔ اس میں کوشش تھی صدیقین کی اور
ہے آپ کو مبارک ہو۔ آپ علت و ارض تھیں انصاف کریں یہیں مسلمانوں کے حقوق کی ثابت
تہ سے نہ ہوں۔

۴ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ حق المثل علی المثل یعنی
وَمَا تَلَاَوْ عِيَادَةَ الْمَرْيُومِ وَاقْبَالَ الْيَتَامَ الْيَتَامَ وَلَا جَانِبَ الدَّخُولِ وَشَيْئَاتِهَا طِبْسِ
مسلمان کے حق مسلمان پر رائج ہیں، سلام کا جواب دینا، یتیم پر کرنا، جنازہ کے پیچھے جانا،
اورت کا قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا، لیکن دعوت کے قبول کرنے میں چند شرطیں ہیں:
احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ اگر علم شریعہ یا دعوت کا سکان اور اس کا نازل
حلال ہو۔ یا وہ اس پر شریعتی اور چاندی کے رکن ہوں۔ یا ہجرت یا دیگر برائیوں کی تصویب
ہوں۔ یا باجے یا اسلام کی کوئی چیز برتر ہو۔ یا کسی قسم کی بدو سب اور کمیل کو دلائل پر یا حجت
اور بہتان اور جھوٹ کی مجلس ہو۔ تو ان سب کو نہ میں دعوت کا قبول کرنا منع ہے۔ بلکہ یہ سب
اس کی حرمت اور کفر است کا موجب ہیں۔ اور یہی ہی اگر دعوت کرنے والا کام یا ناسق یا فاسق
یا شریر یا تعسف کرنے والا یا غرض نہائت کا طالب ہے۔ تو اس دعوت میں اس میں ہرگز ہے۔
اور شرعاً الاسلام میں ہے کہ یہ علم کی دعوت قبول نہ کریں ہرگز اور ہم
کہنے سے تیار کیا گیا ہے۔

تو محض غلط ہیں۔ یہ کہ جس رابطہ پر ملو وہ سب یا سرود کا سامان ہو۔ یا لوگ غیبت
کرتے اور شہر بپتہ ہوں تو وہاں نہیں جانیے۔ جیسے کہ مطالبہ المومنین میں ہے
اگر سب ممانع موجود ہوں تو دعوت کے قبول کرنے سے چارہ نہیں ہے۔ لیکن
اس میں ان موانع کا مستفاد ہونا دشوار ہے۔ اور نیز بیان میں کہ
عزیزانہ فیما بایہ نہ زیادہ ترجمہ فرماتے ہیں کہ یہ سب نہیں

یہ نیکو نیکو لوگوں کے ساتھ صحبت حاصل فرمائی۔ چنانچہ حضرت مولانا نے فرمایا:

حضرت امام نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا وطن جنت ہے لیکن
جنت میں جنت ہے اور شہر بھی جنت ہے۔ اور محبت سے نزدیکی اور محبت کی حقیقت کی محبت
ہے۔ اور ان صاحبِ رحمت کی محبت کی وجہ سے وہ سب میں غالی ہوتا، محبت کی طرف ہے۔
جو بزرگِ امت کے مرتبہ نہیں ہوتا، اور وہ جس کی حیثیات مختلف ہے۔ اگر اس میں کوئی شخص
خبر لے کر چلا دے اس کی یاد پڑے گی کہ یہ ہے۔ اور وہ اس کی یاد پڑے گی کہ یہ ہے۔ جیسے کہ
حاشیہ شکر الکاظمین لکھا ہے۔ اور نماز گزار میں حاضر ہونے کے لئے کہ اگر نہ چاہے کہ چاہے
چنانچہ چاہئے تاکہ محبت کا حق ادا ہو جائے۔ اور مسجد جامعہ و نماز تہجد کا اور نماز عیدین میں
حاضر ہونا اور راستہ اسلام سے ہٹنے سے بچنا۔ اور باقی اور محبت کو بغض و قطع
میں نہ کریں۔ لیکن چاہئے کہ اول نیت کو درست کریں۔ اور کوشش کرنی کہ دنیا کی کسی طرف سے
آلودہ نہ کریں۔ اور حق قلم کے ذکر کے ساتھ باطنی محبت کے حامل ہونے اور کامل اور
بہائمہ و مختلف نیت غرض ہونے کے ساتھ محبت سے اور محبت کے متصور ہونے۔ اور نیت کی درست
کونے میں بڑی امتیاز کریں یہ سب ہر کام اس کے ضمن میں کوئی نقصانی غرض کم مشیہ ہو۔ اور نیت
کے وقت کہ اس میں اتنا غرض ہو مجزوء کمال محبت کریں۔ تاکہ نیت کی حقیقت یہ ہو کہ
اور سب امتحانے اور ان کے درست نیت کے ساتھ عزت اختیار کریں۔ یہ سب کہ چاہے کہ
فائدے اس پر مرتب ہونے۔ باقی محال کو طاقت پر وقوف کیا ہے۔ والسلام

کتاب

اہل سنت جماعت، خدا کی کوشتش کو شکر فرماتے، اہل علم کے موافق بعض اہل
حقاریہ کلامیہ کے بیان میں جو آپ کو از روئے الہام و فراست کے حاصل پہنچاتے
ذکر از روئے تقلید و تمحیل کے۔ جدت احوال میں حضرت شیخ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ
وہابیات کو غریب میں کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ
تو علم کلام کے مجتہدوں میں سے ہے اور اس حق کو پہنے خواجہ بدر گوار کی جوت
میں عرض کیا تھا۔ اسی دن سے مسائل کلامیہ میں ہر مسئلہ میں آپ کی طے مندر
اور حکم دیتے ہیں۔ لیکن مسائل میں شیخ ماتریدی سے موافقت رکھتے ہیں یا جو فلسفہ کے

تذکرہ مولانا عبد اللہ کی نسبت اور بڑائی سکھ بیان کرنے والی محمولوں اور تذکروں
کی تردید میں جو موصوفیہ کی مراد کو دیکھ کر اظہار ہو گئے ہیں۔ اور بعض میں تعجب و اظہار کے
بیان میں غرضائیت لکھی گئی ہے۔ مولانا کا نقشہ تفسیری کے کلمات اور اس کی عظمت
کی جہت سے کہ وہ بڑے بڑے کے بیان میں اور مصلح و سرور کے ہونے اور تقاضوں میں
کچھ نہ ہو۔ اور ان کی مجلس میں حاضر ہونے سے منع کرنے اور اس کے سبب بیان
میں کچھ نہ ہونے اور اس کی خواجہ عبد اللہ اور مولانا عبد اللہ کی نسبت
میں صاف و فراہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَقَدْ يَتَذَكَّرُ وَيَتَذَكَّرُ بِمَا خَلَقَ
لَهُ بَيْتٌ مِّنْ بَيْتٍ مِّنْ بَيْتٍ مِّنْ بَيْتٍ

محمود صلوٰۃ تعجب و اعتراف کے بدستور بزرگ محمد مزاروں کی جناب میں عرض
کر رہے ہیں کہ یہ سب سے پاؤں تک پ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے بغیر
اس طریق میں نصف و جب کا سبق انہی سے لیتا اور اس کے حروف بھی انہی سے لیتا
اور انہی کے الفاظ میں الہدایت کی دولت ان کی رحمت کی برکت سے حاصل کی ہے۔ اور
مظہور و محض کی سعادت کو ان کی خدمت کی فضیلت پایا ہے۔ ان کی شریف توجہ نے اس کو قابل
دور و زسانی ماہ کے حصر میں نسبت نقشہ بند یہ مکمل بنیاد یا۔ اور ان بزرگواروں کا حضور و محض
فرمایا۔ اور وہ تعلیمات کو ان کے احسان و احسان الہی اور بے زبانی اور بے کیفیات جو ان کی
انجیل پر عرصہ میں ہر ہر شے تفصیل سے باہر ہیں۔ اور ان کی بزرگ توجہ کی برکت سے مشاہد
توحید اور اتحاد و قرب و محبت اور اعطاء اور سران میں شاید ہی کوئی دقیقہ رہ گیا ہو گا جو اس
تغیر پر نہ لکھا ہو۔ اور اس کی حقیقت سے اطلاع نہ دی ہو۔ و صرت کا کثرت میں اور کثرت کا وقت
میں مشاہدہ کرنا ان صاحب کے مقامات اور مقامات ہی سے ہے۔

فرض جہاں نسبت نقشہ بند یا احمد بن محمد کو ان کا حضور خاص ہے وہاں ان مزاروں
تربیان کا اور اس شہر و املاک کا نشان قرار دیا جاتا ہے۔
ان بزرگواروں کا کاغذ بہت بلند ہے اور ہر ترقی اور خاص مقام اور ترقی و ترقی
کے ساتھ کوئی نسبت نہیں کرتا۔ جب اس قسم کے بلند ہے والی دولت جناب کی حضور سے

[illegible]

میں سے انکار کرتے اور اس کے انکار پر وہ اپنے بل پر کے مخالف میں غصہ اور ہوسا ہے پھر
 ہوتے ہیں۔ شاید خط کشی کے باعث اس کو منہ اور کھنکھ ہے اور خط سے اپنے ہائی ل میں
 دوست کی اس سے بڑا رکھ ہے +

شیخ محمد الدین کے قریبی اقرباء اس میں کسی سے کم اس کو منظور فرما رہے تھے۔
 مانتے تھے اور اس کے مخالف علوم کو کھانا اور سڑک دیکھتے تھے۔

میں نے غرض سے بعض لوگ شیخ طوسی کی دعوت بھی کو سنی ہیں اور اس کے علوم کو اپنا
خط پر لکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ شیخ کی عقیدہ اختیار کر کے اس کے علم کو بہتر اور سو ابھارتے
ہیں۔ اور ان علوم کی تحقیق کو داخل دشواری کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، اور شک نہیں ان
دو قول فریقوں کے افراط و تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اور متوسط حالت دور رہتا ہے۔
شیخ کو قبول ادیان میں سے سے خدا کے فضل کے باعث کس طرح رزق کیا جائے۔ اور اس کے
علوم کو جو سو ابھارتے اور اہل حق کی راہ سے کے مخالف ہیں عقیدہ سے کس طرح قبول لیتے
جائیں۔ **فَالْحَقُّ هُوَ التَّوَسُّطُ الَّذِي وَفَّقَنِيهِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اَمَّا مَنِيْعٌ وَتَرْكُهُ يَهْدِي قُلُوبًا**
بِهِ جَسَدٌ كَيُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا نے مجھے اپنے فضل و کرم سے بخیر رہا ہے +

آپ کو معلوم ہو کہ سندھ و ہندوستان میں ان گروہوں میں سے ایک جو غریب یعنی بہت سے لوگ
شیخ کے ساتھ شریک ہیں اگرچہ شیخ اس سندھ میں ہی طرز خاص کو کتابے ہیں لیکن اس بارے
میں سب کے سب باہم شریک ہیں یہ مسئلہ بھی اگرچہ بظاہر مل حق کے خلاف ہے لیکن حقیر
کے خیال اور مع کے اؤق ہے +

ہر عقیدہ شدت نامی کی حمایت سے حضرت ایشاں قدس سرہا کی ہدایت کی شرح
میں اس مسئلہ کو اہل حق کے مصلحتات کے ساتھ جمع کیا ہے اور فریقین کی نزاع کو منطقی
طرف مابین کیا ہے۔ اور دونوں طرف کے شکوک اور شبہات کو اس طرح حل کیا ہے کہ گناہ
میں کوئی شک نہ رہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ السلام فرمیں: جیسے کہ اس کے دیکھنے والے
پر مشہور نہیں ہے۔

باتنا چاہئے کہ ممکنات کیا جو کر لیا اور ارض اور کیا اجسام اور کیا عقل اور کیا نیک
اور کیا اظہار اور کیا خدا سر کے سب سے قادر و مختار کی یاد کو کی طرف متوجہ ہیں جو ان کو عدم کی
پوشیدگی سے وجود میں لایا ہے۔ اور اس طرح یہ سب چیزیں اپنے وجود میں حق تعالیٰ کی فلاح

میں اس طرح بتائیں گی اس کے تحت فائدہ اور اس نے باب اول سال کے دو دو کو اپنے فعل
 زود و شمس بنایا ہے اور حرکت کو اپنی قوت کا پرہ بنایا ہے نہیں بلکہ اسباب کو اپنے فعل
 نے حرکت کے لئے دھکیل بنایا ہے اور جمعہ کو کہ جس کے وجود کا وسیلہ فرمایا ہے۔ کیونکہ
 وہ دو ایک سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے واسطے کہ اس کے ساتھ حرکت کے سر سے نہیں
 اور بعض ہوتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اسباب سال کو اپنے دوا اور بد میں حق تسلط کے
 محتاج ہیں اور پانچ تہ وقت ہم اسی سے اس کے ساتھ رکھتے ہیں حقیقت میں ہمارے
 ہیں۔ وہ اس طرح وہ سر سے ہیں۔ وہ میں اس کی طرح ہمارے میں ہے تاہم کہتے ہیں۔ اس میں اس
 واسطے کہ اس طرح پیدا کرتے ہیں۔ ہر کوئی نہیں۔ بلکہ ان کے سر اور اس کے سر کو ایک اور
 ہمارے کے حق اور مناسب کائنات میں کو ملاحظہ فرمائیے اور جس طرح اس وقت ہمارے میں اس
 دیکھ کر اس کے قابل اور خوب کی طرف سے اس کے جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ فعل اس
 ہمارے کے حال کے مناسب نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ کوئی اور قابل ہے جس میں اس میں پیدا
 کر ہے۔ پس ہمارے کو اس وقت کے نزدیک قابل حقیقی کے فعل کا وہ پوش ثابت نہ ہوا۔ بلکہ
 اس کی باوریت کی طرف نظر کرنے کے ساتھ سے اس کا وہ فعل قابل حقیقی کے وجود پر اس کے
 میں اس کی طرح ہے۔ اس میں اس پر قوت کے فعل میں ہمارے قابل حقیقی کے فعل کا وہ پوش ہے
 جس سے اپنی کمال دانی اور برتری کے باعث ہمارے میں اس کو اس کے سبب سے کہ ہے
 اور قابل حقیقی کی طرف سے کا فرد و شکل ہوا ہے۔ جس میں یہ کثیر اور کثیر کی یہ کثیر ہوا
 بہت کو اس سے گواہ کرتا ہے اور بہت کو اس سے ہدایت دیتا ہے۔

یہ حضرت منکر بہ موت سے منتہی ہے۔ لیکن ہر ایک شخص کا فہم میں ایک نہیں ہوتا۔
 اکثر لوگ کمال کو ہر ایک رفیع کرنے میں جانتے ہیں۔ اور اشیاء کو ابتدائی سے اسباب کے ذریعہ کے
 بغیر حضرت حق کی طرف منسوب کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اسباب کے رفیع کرنے میں حرکت
 کا رفیع ہونا ہے۔ جس کے ضمن میں بہت ہی صعوبتیں نظر آئیں۔ و تبارک و تعالیٰ حضرت خدا باری
 اسباب ہائے قوت اس کو باطل پیدا نہیں کیا۔

انیسویں مسئلہ اول اسلام اسباب کو مقرر رکھتے ہیں اور ہر دو اس رعایت کے
 اپنے مواد کام کو حضرت حق بخواندہ تبارک کے سپرد کرتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام
 و علیہ السلام و اسلام نے ہر نظری کا ملاحظہ کر کے اپنے پیش کو فرمایا۔ یا یاقین لا تکتہ علی الخلق تبارک

و آجہ و ذہن و خلق و جن و جناب و ستر و قبا و است و سید و ایام و روز و ست و جن و جناب
 مختلف و انہوں سے داخل ہوتا ہے اور باوجود اس صورت کے ہر اپنے اندر حق بنی خدا کے
 پیر و کر کے قرار دیا گیا ہے۔ عاقلین و غفلة من خدا میں شمول ان کے لئے از انہ علیہ و صفات
 و علیہ فلیستو تکلیف اختیاری کے لئے اس کو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ جسے بر و انہیں
 صرف اللہ تعالیٰ ہی کہہ سکتا ہے۔ میں نے اس پر تو عمل کیا اور عمل کرنے والے اس پر تو عمل کرتے
 ہیں اور جنات حق بنی خدا تعالیٰ نے جنہوں کی اس صفت کو پسند فرمایا ہے اور ان کی طرف نسبت
 دیکر اس طرح فرمایا ہے و ابیہ لعدو و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ
 جملہ صفت ہی صاحب ہوتا ہے اس لئے کہ اس کو پسند ہوتا ہے ہم میں باقی و لیکن انہوں
 نہیں جانتے اور حضرت حق تعالیٰ نے وہ صفت ہی قرآن مجید میں جاسوسی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے
 کے توسط کی طرف اشارہ فرماتے یا ایہا النبی حسنہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ
 المؤمنین و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ و علیہ من عیشہ
 اللہ تعالیٰ بعض اوقات اسباب میں تاثیر بھی کر دے گا اور اثر بھی ہوگا اور بعض اوقات تاثیر ہوگا
 میں پیدا کرے اور کوئی اثر بھی نہ ہوگا۔ جیسے کہ ہم فرماتے ہیں اسباب میں اس امر میں کہ وہ اثر
 میں کہ کسی ان اسباب پرست بنات کے وجود پر تب ہوتے ہیں۔ اور کبھی کوئی اثر بھی نہ ہوگا۔
 نہیں ہوتا۔ اسباب کی تاثیر مطابق ان کی مکار و ماوراء و حسی ہے۔ تاثیر کو تو ہر شے
 اسی تاثیر کو اس سبب کے وجود کی طرح حضرت حق تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ ہر شے تاثیر ہے۔ تاثیر
 اس سلسلہ میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسباب کے توسط اور وسیع تر کے سبب سے تاثیر ہے۔ جیسے
 کہ ان قصوں نے گمان کی ہے۔ بلکہ اس کے توسط میں کمال حاصل ہے۔
 حضرت یعقوب علی نبینہ و علیہ السلام نے اسباب کو نکال کر اپنے امر کو
 حق میں لایا تھا کہ پیر و کر کے قرار دیا ہے۔ علیہ و علیہ و علیہ و علیہ و علیہ و علیہ و علیہ و علیہ
 انستو کلون انہیں نے اسی پر تو عمل کیا اور عمل کرنے والے اس پر تو عمل کرتے ہیں۔
 اور حق تعالیٰ نے ہر شے کا ارادہ کرنے والے اور ان دونوں کو اپنا کر لیا ہے۔ لیکن
 غیر سے کہنی ہے اور شے سے کہنی نہیں ہے۔ ارادہ و ارشاد کے ذریعہ یہ ایک بڑا دقیق
 فرق ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو ہدایت فرمائی ہے۔ باقی نام

درجہ اول

یہی دیکھا جاتا ہے کہ اس کے کلمہ کا حال ہے تاکہ وہ کہیں نہیں جی رہتا۔ ہنہ و مدہم ان قدر آ
کے جانے کے باعث کہ اب اس کی ہیئت تبدیل کر لیتیں۔ اور یہ جو خدا کے قابل نہیں ہوتے
یادہ سوا اس کا یہ جواب ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ قصیدہ و ترکیب کا حال ہونا ان مسائل صافہ کے
بجائے پر تو قفسہ ہے جو حق قفسہ کو پسند ہیں۔ اور یہ امر ہشت چہ سو قفسہ ہے یہ کہ
کہ غلط ہے۔

پس ثابت ہوا کہ ہشت کے بغیر تصدیق اور ترکیب کی حقیقت محال نہیں ہو سکتی اور
وہ صفائی جو کافروں اور منافقوں کو محال ہو تی ہے۔ وہ نفس کی صفائی ہے نہ قلب کی صفائی
اور وہ نفس سے گزری کے سوا کچھ محال نہیں ہو گا۔ اور بخار و کسور اچھا نہ خیر ہے۔ اور
بعض امر بھی کا کشف ہے صفائی کے وقت کافروں اور منافقوں کو محال ہو گا ہے۔ وہ آتلی
ہے جس سے تصور ان لوگوں کی خرابی اور فسادات ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ يُبْطِلُ أَعْيُنَ هَذِهِ الْبَلِيَّةِ وَخَرْمَهُ سَيَبْدُلُ الْمُرْسَلِينَ مَلَكًا
وَمَلَكِيَّهَا الصَّلَاةَ وَالنَّسِيئَاتِ وَعَلَى آيِهِ اَللَّهُ تَعَالَى تَعَالَى مَلَكًا مَلَكًا
کی مجلس ہم کو اس سے بچا ہے۔

اور اس حقیقت سے واضح ہوا کہ تحریف شرعی جو ہشت کی راہ سے ثابت ہوئی کہ
وہ بھی درست ہے۔ ذکر جس طرح تحریف شرعی کے منکروں یعنی محدوں اور مذہبوں کے خلاف
کیا ہے۔ اور تحریف کو کلفت سے تصور کر کے یہ معقول اور پسند ہوتا ہے۔ اور جو کہتے ہیں
کہ یہ کوئی صافائی ہے کہ بندوں کو سختی محض کی تحریف میں اور کہیں کی اگر تم اس تحریف
کے موجب مل کر مرنے کو ہشت میں یا ڈالنے اور مارنے کے برعکاس کر کے تو دوزخ میں کاؤ
ان کو ایسے امور کی کیوں تحریف جیتے ہیں ان کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ ان میں نہیں اور وہ
اور اپنے حال میں رہیں یہ ہشت اور بیوقوف نہیں جانتے کہ ستم کا شکار اور قتل کے کو سب
ہوے۔ اور یہ بیخفاات شرعی اس شکر کے بجا لانے کا بیان ہے۔ یہی تحریف قتل کی نہو سے واجب
ہے۔ اور یہ جہاں کا انتظام اس تحریف پر ضرور ہے۔ اگر ہر ایک کو اپنے اپنے حال پر چھوڑ دیا
جاتا۔ تو اسی سے سوائے شرارت اور فساد کے کچھ نظر نہ ہوتا۔ ہر ایک کو اس دوسرے کے
جان و مال میں دست و پا کرنا اور تحریف و فساد سے پیش آتا۔ اور خود بھی ضائع ہوتا۔ اور
دوسرے کو بھی ضائع کرتا۔ اَللّٰهُ شَهِيدٌ اَنَّهُ اَللّٰهُ شَهِيدٌ اَنَّهُ اَللّٰهُ شَهِيدٌ اَنَّهُ اَللّٰهُ شَهِيدٌ اَنَّهُ

مسلم نہیں اس قدر شہرت اور فساد ظاہر ہوتا۔ ورنہ فی القصاص میں حیوان یا انسان کی بابت
 بعد ازاں قصاص میں تمنا سے لے کر تکلیف ہے۔

گندہ ننگے سے دیکھ گئے اگرچہ عالم بنا شدہ نہ پئے

ترجہ اگرچہ عالم سے کمال نہ پڑتا دوستی سے کعبہ میں تھے جا کر کرتا

یا ہم یہ کہتے ہیں کہ حق تسکے اور متارامک ہے اور بندے اس کے ملک اور غلام ہیں
 ہیں وہ حکم تصرف جوہ ان میں فرات ہے میں فیوض صراح ہے۔ اور غلامی کی آمیزش سے
 شوق اور بے رغبتی ہے لا یستقل علی یقل جود کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پرچو سکتا ہے

گزار ہو اکلہ اندیم تو کشادہ زبان جز تبسمہ

ترجہ نہیں طاقت کہ کوئی تیرے دوسرے نہاں اپنی بھر تبسمہ ہوئے

اگر سب کو دوزخ میں پھیر دیوے اور ان کو ہمیشہ کا عذاب فرما دے۔ کوئی اعتراض کی جگہ
 نہیں اور غیر کے ملک میں یہ تصرف نہیں ہے جو ستر کی صحت پیدا کرے۔ برعکس ہمارے
 مالک کے جو حقیقت اس کے مالک ہیں۔ ان مالک میں ہمارے تمام تصرفات میں تم ہیں
 کیونکہ صاحب شریعت نے بعض مصنفین کے باعث ان مالک کو ہمدی طرف منسوب کیا ہے
 اور حقیقت اس کے مالک ہیں۔ پس ہمارا تصرف ان مالک میں اسی قدر جائز ہے جس قدر
 کہ اس مالک نے اپنے تصرف کو مجوز فرمایا ہے۔ اور ہمارے لئے مباح کیا ہے۔ اور چونکہ
 ان بزرگواروں نے نبی سے تسلیم و امتلاۃ دارالسلام نے حق میں ہمارے جگہ لے سے خبر دی
 ہے۔ اور جن احکام کا بیان فرمایا ہے سب صحیح اور واقع کے مطابق ہیں۔ اور اگرچہ ان بزرگواروں
 کے اجتہادی احکام میں خطا کو مجوز کیا ہے۔ لیکن خطا کی تقریر کو ان کے حق میں جائز نہیں کہا
 اور کہا ہے کہ ان کو خطا پر جلدی آگاہ کر دیتے ہیں۔ اور مواہب بہتری سے اس کا تدارک
 فرماتے ہیں۔ فلا یغنی عنہ الذی لا یلک الخطا و یسخط کسی گنتی میں نہیں ہے۔

اور تبرک عذاب کا فیروں کو اور بعض گنہگاروں کے لئے حق ہے جو مردانہ
 عدل سے آزاد و مصلوات و استیلاوات نے اس کی نسبت خبر دی ہے۔

آفتاب میں مومنوں اور کافروں سے منکر و نیک کا سوال بھی حق ہے۔ قرینہ اور
 آخرت کے درمیان ایکس بنی ہے۔ اس کا عذاب ایک وجہ سے عذاب الہی عیسیٰ سے
 مناسبت رکھتا ہے اور نقطہ فیروز ہے اور دوسری وجہ سے عذاب آخرت کے ساتھ

جہنم کا

[illegible]

اس قسم کی آیتیں قرآن مجید میں کثرت میں جو ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ صرف حضرت
کا سنہ سے بولیں اسلام میں کافی نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام چیزوں کی تفسیق نہ ہو ہی بہت جس
بجائے ان اوصاف پر عمل نہ کرنا دین کی ضروریات سے بکھریا ہے۔ اور لغو کا غرضی ہے یعنی بیڑا
ہر نامی ضروری ہے۔ تاکہ اسلام ثابت ہو جائے۔ وید و دھرم حضرت محمد ﷺ کا
ہی نہیں ہے، +

اور صاحبِ اہلِ یمن اور سواطین سے کہ کھڑا صوفی بیٹھنے والے آزادِ مصلوٰۃ و اسلام
ان کی نسبتِ جبروی ہے۔ اور نبوت کے حال سے بعض جانوں کے نزدیک ایسے امور کا
بیمعاقل عقل ہونا اعتبار سے ماقول ہے کیونکہ نبوت کی حقیقت عقل کی حقیقت سے برتر ہے
اور انبیائے عظیم مصلوٰۃ و اسلام کے ساتھ کتبِ مبارکہ کا عقل کے ساتھ موافق نہاد و حقیقت کا
ثبوت سے انکار کرنا ہے کیونکہ عقل حق سادہ و عقیدہ پر ہے۔ نہیں جانتے کہ طورِ نبوت جو عقل کے
خلاف ہے۔ بلکہ عقل انبیائے عظیم مصلوٰۃ و اسلام کی عقیدہ نہائید کے ایسے حالِ مطالب
کی طرفِ باہت نہیں پاسکتی۔ مخالفتِ اہلِ پیغمبر اور دناں تک پہنچنا اور شے۔ کیونکہ مخالفت
مطلب تک پہنچنے کے بعد تصور ہوتا ہے۔

بہشت دو دنغ سوچو دیس بقیامت کدن حساب لینے کے بعد ایک گروہ کو
بہشت میں اور ایک دنغ میں بھیج دیئے۔ اور ان ثواب کے حساب ادبی ہے جو کہیں تسم نہ ہو گا۔
میں نے قطعی اور مذکورہ خصوص اس امر پر ولایت کرتی ہیں +

تساخے بعض کتاب ہے کہ سب انعام دست سے ہے۔ ان دیکھیں و مبعث
 کل شکی امری دست سب دیاں کو گھر لے ہوئے ہے اور کتاب کے لئے و نزع کا وہ آ
 تین تہیہ کتابت کرتا ہے۔ اور بعد ان کتاب کے کہ ان کے حق میں برہ اور صلاحیت

حقائق و حواشی

مفتاح

فمن ساء سقامت ہو بروی جیسے ایضاً اس قسم کے نیستا و طبعی اختلافات، اس قسم کے
 تفریق خاصانہ کے دھبہ میں خلاف باطن کھتا ہے، مادہ کثیف ہے کہ وہاں اہل صوفی افکار
 کے پیش سے مذہب کی طرف نہیں گویا ہے۔ اس مسئلہ میں بھی وہاب سے فوج باطل ہے۔ اور
 اس نے نہیں پایا ہے کہ نہ تو اسکا ذوق نہ تو یہی رحمت کا کہیں جو صرف دنیا ہی میں
 ہے۔ اور آخرت میں نہ تو اس کو رحمت کی بھی پہچان ہے۔ جیسے کہ اللہ و اس کے رتقہ و نیکالی میں
 ذوق اللہ و رقا القوتہ انکار کیا ہے (یہی رحمت سے کانوں کے سو اور کوئی نامید نہ ہوگا)۔
 و غیر ذلک من شیعہ کے بعد و اس سے۔ قسا لکھنا لیلیدین یثیون و یثیون ان کوکرة
 و لیلیدین قسما یا یثیون ان یثیون۔ پھر میں اپنی رحمت کو اس کے لئے کھنکھوڑتے ہیں کہ
 نزلتہ یثیون۔ یہودیوں پر ایسا ہوتا ہے۔

شیخ نے ایت کے دل سے کہہ دیا ہے اور آخر صبر پر عمل کیا ہے۔ اور اللہ کا
 قرآن ہے۔ ان دنوں اللہ قریب قریب ہیں، اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے،
 اور ایت کہ یہ فلا یثیون اللہ یثیون و قیادہ دیکھنا صرف۔ وہ کی خصوصیت و اہل
 نہیں کرتی۔ ہر وقت کہ اس جگہ وہ خود ان کے نہ ہونے کا اقرار دیکھا اس سبب سے ہر
 کر رہا ہے اس جگہ اور رسولوں کی نصرت اور کفر اور ان کا غلبہ ہے۔ اور یہ بات دہرہ و دہرہ
 پر تفسیر ہے۔ یعنی رسولوں کے لئے دہرہ ہے اور کفار کے لئے دہرہ۔ اس کی تفسیر میں
 کہ میں اور نصرت میں ہی نفی ہے۔ فالایة منقشہ علیہ لاکہ۔ نیز دہرہ میں خلاف
 ہونا و دہرہ کے خلاف کی طرح کذب کا استمرار ہے۔ اور یہ بات حق شانے کی شدہ بارگاہ کے کھانا
 نہیں ہے۔ یعنی حق شانے نے ازل میں بیان کیا تھا کہ کفار کو جہنم کا عذاب دینا۔ اور پھر باوجود
 اس بات کے کہ کسی رحمت کے لئے اپنے ہم کے خلاف کھانا کھانا کو ہمیشہ کا عذاب کرونگا۔ اس پر
 کا کفر کرنا نہایت ہی برا ہے۔

میں تھا ان دنوں رقبہ اللہ و عتاب یثیون و سلاک علی الزلزلین تیرا ہی رحمت
 رہے اس بات سے برتر و پاک ہے جس کے ساتھ اس کو صوف کو لے ہیں۔ اور رسولین پر سلام
 اور کفار کے لئے دہرہ عذاب کے نہ ہونے والی کا اجماع صرف شیخ کا اپنا کشف ہے۔ اور
 کشف میں غفلت کی مثال بہت ہے۔ اور چونکہ کشف سمجھانوں کے اہل کے مخالف ہے اس لئے
 اس کا کچھ اعتبار اور شمار نہیں ہے۔

مذہب و عقائد

زشتہ طرز بتانے کے بعد میں پتہ ہوں سے معصوم و فدا و شہیدان سے کا خط
 میں: لَا يَتَّقُونَ اللَّهَ مَا أُخْرِجْتُمْ وَيَقُولُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ابوامرآن کو خط لکھتے
 ہیں میں اس کی تلافی نہیں کرتے۔ اور وہی کہتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے، وہ اسے پسند
 "ہرگز دوسروں سے پارت"۔ "ہرگز" میں۔ وقرآن مجید میں ان کے لئے عذر تیرہ رکھتا ہے
 اس قبائست ہے کہ مردوں کا کردہ و مردوں کے کردہ سے بزرگ اور عزیز نامیک ہے یہی
 وجہ ہے رفق لکھتے ہیں جو اپنی ذات کے واسطے مذکور ہوں ہا شہداء فرمایا ہے۔ اور
 حضرت قریشیہ وقت کے لئے ان میں سے بعض کو حالت کے لئے برازیہ و بے ہے۔ جس طرح
 کہ بعض نام کہیں ہیں دولت سے مشرف کیا ہے۔ اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَنْ يَشَاءُ وَيَخْتَارُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ تَأْتِ السَّحَابُ وَرِثَتُهُمْ وَرِثَتُهُمْ وَرِثَتُهُمْ وَرِثَتُهُمْ وَرِثَتُهُمْ وَرِثَتُهُمْ
 بات پر تعلق میں کہ میں نے ان میں سے بعض فرشتوں سے فضل میں۔

نام غزنی، اور امام ہیں، صاحب فتاویٰ ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ ہر ایک
 فرس انسان سے فضل میں اور جو فرس نے غیر پر غلبہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ فرشتہ کی ولایت
 نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ولایت سے فضل ہے۔ لیکن نبوت اور رسالت کے درمیان نبی کے
 لئے ایک ایسا درجہ ہے جہاں تک فرشتہ نہیں پہنچتا ہے۔ اور وہ درجہ حضرت محمد کی رو سے
 حق پر ہے۔ جو نبی کے ساتھ مقرب ہے۔ اس غیر پر یہ بھی خدا ہر کیا ہے کہ وہ نبوت و ولایت
 کے درجہ نبوت کے مقابل میں کسی کی نہیں ہیں۔ کاش کہ ان کے درمیان وہ نبوت ہی جو حق
 پر نظر کو دینے کے واسطے ہے۔ نہیں ہے۔ میں وہ نبی و حق جو وہ نبوت سے حاصل ہو
 وہ اس نبی و حق سے کسی بھی زیادہ ہوگی جو وہ ولایت سے حاصل ہو پس غلبت مطلق انبیاء علیہم
 الصلوٰۃ و السلام کا حق ہے اور فضل غزنی طائر کرم کے لئے ہے۔ جس پر وہی ہے جو جہنم ناما
 شکر اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔

اس تحقیق سے یہ ظاہر ہو گیا کہ کوئی ولی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کی
 سہا پیش اس نبی کے قدم کے نیچے ہوتا ہے۔

جانتے چاہئے کہ ان سال میں تہہ ہر ایک مسئلہ میں جن میں صوفیہ علماء کا باطل و غلط
 ہے۔ جب اچھی طرح غور اور ملاحظہ کیا جائے۔ تو حق بجانب علماء اسلام ہو جائے۔ اس کی وجہ
 یہ ہے کہ علماء کی عقل نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی قناعت سے کثرت نبوت کے کلمات اللہ

نہی کرتا کہ کسی شخص کو کسی شخص سے تو دانی غائب اس کے غیب سے خود
بانتھتے اور کسی کو کسی کے ہاتھ کے باوجود وہ دانی ہی مکتبہ ہے تو دنی کے غائب
میں جو کچھ ہو ایک اس زہریلوں کی جگہ سے، یہ ہے کہ دانی غائب سے خود کسی کو
اور دانی کو دانی سے نہت چاہیے۔

فی الواقعہ ایک شخص کی جان پر کسی کے لئے کیا میں کسا دنی کی حالت ایک چھان
تھا۔ یہ ہے کہ اس کے دل کی طرف تو خود تھا۔ تو کیا اس کے دل کی بہت سی شخصیں چھانی
ہوتی ہیں۔ ان شخصوں کو دور کرنے کا ارادہ کیا اور دیا اگر وہ شخصیں اس کے دل پر ملے اور وہاں
لیکن اس کے دل نے قبول نہ کیا بہت سی خود کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شخصیں صاف کڑے سے
پیٹا ہوتی ہیں۔ جو اس میں پریشانی تھی۔ اور وہ کفایتی کفر و دلی کر کے ساتھ دینی رکھنے
کے باعث چھان چھانی ہیں۔ تو جب کے ساتھ چھان چھانی ہو نہیں سکتیں۔ بلکہ انھوں نے اس کے
پاک ہونا و دنی کے غائب پر وقت ہے جو کوئی جڑ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ چھان
ہو سکتا ہے جس کی جگہ سے خود اس کو دنی سے چھان لیجئے۔ یہ اس میں اس کو کشتہ
کیا تو دل میں گندا آتا اس شخص پر تازہ چھان چھان۔ تو جب کے ساتھ چھان چھان چھان
کھلا ہے۔

پس مسلمان جو باوجود ایمان کے کافروں کی سب سے بڑا دے اس کی تعلیم کرتے ہیں
چھان چھان دنی چھان چھان کے ساتھ دے دے۔ یہ ہے کہ آج تک یہ عمل رابر ہوتا چلا
آ رہا ہے۔ اور یہ دے دے چھان چھان کے آخر ایمان کی جگہ سے خود سے چھان چھان چھان
میں معلوم ہوا کہ اہل کفر کے لئے حضور اور مغفرت نہیں ہے۔ واللہ لا ینفعنا من
ایشیائہم واللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا، اور اگر کوئی شخص ہے تو غائب اور ہی اس کے کفر
کی جڑ ہے۔ اور اگر دے دے چھان چھان دے دے تو اس کی چھان دنی کے غائب ہو گئی ہے۔ اور
اس کے تہم کہ یہ دے دے اللہ تعالیٰ کے نعمت یا میں ہیں چھان چھان کو کفر میں دے دے چھان
کو غائب ہے۔

لیکن کے تحریک دنی کے غائب خود وقت ہو خود دانی، اگر اور صفات کفر کے
ساتھ حضور ہے۔ چھان چھان اس کی تحقیق آگے آئی۔ اور وہ اہل کفر میں کے لئے تو یہ چھان
یا صفات احسان کے ساتھ مغفرت میں نہیں آئے یا میں کفر و کفر کا کفارہ دینا کے چھان اور

[illegible]

اور نیز کہتے ہیں کہ تصدیق یہاں سے مراد بعض کے نزدیک تصدیق منطقی ہے۔ حج
ظن اور یقین کو شامل ہے۔ اس مقدمہ پر نفس ایمان میں نہ ذات و نقصان کی تلاش ہے بلکہ صحیح
یہی ہے کہ اس مقدمہ تصدیق سے مراد ولی یقین کو ماننا ہے نہ کہ محض عامہ کی کچھ مثال پیدا
وام بفرماتے اندھیر کہتے ہیں کہ آقا مؤمنین حقاً اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ اتانمونیہ لدنۃ اللہ تعالیٰ وحقیقت الی میں نزاع فطری ہے۔ لیکن فی سبیل یا اعتبار ایمان
محتاج ہے۔ اور مذہبی فی اعتبار ایمان انجام دہ ممانعت ہے۔ لیکن مؤمن بہتہ سے
لنا مذکور ستر اور مناسب ہے۔ کما لا یخفی علی المتفحہ صیحہ کہ نصف آدمی برحق نہیں ہے۔
انسان و نیاز اللہ کی کریمیں ہی ہیں۔ اور ان سے بغیرت عرق عادات کے واقع ہونے
کے باعث اس کی ذات عدوت مستقر ہو گئی۔ اور کراست کا سرکہ علم ملوی اور ضروری کا
سکر ہے۔ جی کہ لاہر دو عوے نبوت کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور کما صحت اس باعث
سے خالی ہے۔ بلکہ اس میں ایسا جمعت کے اقرا کرنے کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ فہ لا
استقبایہ بین المیخو وکامیکر کما عتہ المکر وون پس جہزہ اور کراست کے درمیان
کوئی اشتباہ نہ رہا جیسے کہ سکروں کے گمان کیا ہے۔

۱۰ نصیحت کی ترتیب شفا سے دوا شین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔ لیکن شفیق کی نصیحت صحابہ و تابعین کے اہل سے ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ نبیؐ بڑے دقت کی ایک جماعت نے جن میں سے ایک، اہم شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اس بات کو نقل کیا ہے :-

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو الْقَاسِمِ الْأَشْعَرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي تَفْصِيلِ إِبْنِ بَكْرٍ عَنْ شَيْخِهِ الْمُرِيدِ:

کی طرف ہے ♦

اس کی ادبیت ہی بتائیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور اس کے سوا اور بہت
صحابہ سے متواتر آئی ہیں جن میں کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے، حتیٰ کہ عبد اللہ بن مسعود
میں سے ہے کہ ہے کہ **أَفْضَلُ الْفَضَائِلِ شَيْخُنَا عَلِيٌّ** ایاہما علیٰ قلیہما وایاہما
فصلہما کفراہما وادواتہما حیثہما خذنا عافیۃ من شیعین کو اس لئے فضیلت و تبارک
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود اپنے آپ پر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان کو کبھی فضیلت
نہ دیتا مگر یہی گناہ کافی ہے کہ اس کو وہ سب کھوں امام میں کی مخالفت کروں۔ **عَلِيٌّ
ذَیْلُ مُشْتَقَاتٍ مِنَ الصَّوَابِ** یہ سب کچھ صواب حق سے یا گیا ہے ♦

لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ
پر نہیں گذر سکتی اس بات پر میں کہ شیخین کے بعض فضل حضرت عثمانؓ میں حضرت علیؓ
اور امام اربعہ میں رحمۃ اللہ علیہم اجماع کا بھی یہی انداز ہے اور وہ تو وقت حضرت
عثمانؓ کی فضیلت میں امام مائدہؓ سے نقل کیا ہے۔ اس کے بارے میں مابین
نے کہا ہے کہ امام مائدہؓ نے وقت سے حضرت عثمانؓ کی فضیلت کی طرف رخ کر کے
اور شریعت سے کہا ہے کہ **هَذَا مَا أَفْضَلُ اللَّهِ تَعَالَى** میں درست ہے اور ایسے ہی وہ وقت
جو سب سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے سمجھا ہے کہ **مِنْ غَلَا مَلَائِكَةِ
وَأَجْمَاعِ الْفَضَائِلِ السَّيِّدِينَ وَخَيْرِ الْأَخْلَاقِ شَيْخُنَا عَلِيٌّ** اور شیخین کی فضیلت
و جماعت کی علامت میں سے ہے ♦

اس فقرے کے نزدیک اس عبارت کے مستند یا کہنے کا اصل اس ہے۔ چنانچہ حضرات
فقہین کی مخالفت کے زمانہ میں مستند و فساد لوگوں میں بہت تھا یہود کیا تھا۔ اس سبب ہی
لوگوں کے دلوں میں بہت کدورت آگئی تھی۔ اس لئے امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو نظر
رکھ کر ان کے حق میں محبت کا لفظ اختیار کیا ہے اور ان کی دوستی کو محبت کی علامت سے
فرا لیا ہے۔ بغیر اس امر کے کہ کسی قسم کا تو قسٹ ملحوظ ہو۔ اور یہ بھی کہ یہ محبت کو غیظ و کین میں
سے بھری ہیں کہ ان کی اہلیت ان کی مخالفت کی قریب پر ہے ♦

انفرد شیخین کی فضیلت یعنی ہے۔ اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت اس سے کمتر
ہے۔ لیکن جو یہی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی اہلیت کے منکر ملک شیخین کی فضیلت کے منکر کو

یاد خود اس امر کے نام نہ کر دے۔ غرض کہ فضیلت کا حکم کیا ہے پس معلوم ہوا کہ فضیلت کی وجہ ان فضائل و مناقب کے سوا کچھ اور ہے۔ اور اس فضیلت پر اصرار پانچ دولت میں کی ان میں شاہد کو دینے والوں کو میرے جنوں نے صریح طور پر یا قرآن سے معلوم کیا ہے۔ اور وہ صحابہ کرام و پیغمبر و علیہم الصلوٰۃ و التحیۃ ہیں۔ پس جو کچھ شان و مقام نفسی کے لحاظ سے اگر مراد فضیلت سے کثرت ثواب ہے، تو پھر وقت کی جہت سے ملاحظہ ہے۔ کیونکہ تو فضل کی یہی گنجائش ہوتی ہے۔ جب کہ اس فضیلت کو صاحب شہادت کی طرف سے صریح طور پر یاد دلانے کے طور پر معلوم نہ کیا ہو۔ اور جب معلوم ہو چکی ہو تو پھر کیوں تو لغت کریں۔ اور اس معلوم نہ کیا ہو تو پھر فضیلت کا حکم کیوں کریں۔ اور جو شخص سب کو برابر مانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا تصور نہ کرے۔ وہ یا انصاف اور حق ہے۔ وہ کیا عجب دانا تصور ہے جو اہل حق کے اجماع کو تصور نہ کرتا ہے۔ شاید فضل کا لفظ اس کو اس فتویٰ کی طرف سے لیا ہے۔ اور یہ جہاں فتوحات و مکہ نے کہا ہے کہ ان کی خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عیوں کی امت ہے۔ فضیلت میں مساوات پر دولت نہیں کرتا کیونکہ خلافت اور دیگر ہے اور فضیلت کی بحث اگر اور ازان بھی پس تو یہ بات اور اس قسم کی باتیں اس کے فضیلت کی قسم سے ہیں، جو شک کے لائق نہیں ہیں۔ اس کے اثر کشیدہ معارف و اہل سنت کے علوم سے جواہر واقع ہوئے ہیں، صاحب اور برتری سے دور ہیں۔ ایسی باتوں کی وہی شخص تباہت کو کہے جس کا دل بے یار و مددگار ہے۔

اور جو کچھ صاحب کے درمیان لڑائی جھگڑے واقع ہوئے ہیں ان کو نیکاً توجیہ پر محمول کرنا چاہئے۔ اور جو تعصب سے دور رکھنا چاہئے۔

تغذایان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جہتوں میں مفاہد کرنے کے باوجود فرمایا ہے۔ و ماؤکم من الخائفات و الخاکر بات کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما و اور جہاں لڑائی جھگڑے ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں وہ خلافت کے بار میں نزاع کے باعث نہ تھے۔ بلکہ اجتہاد میں خطا کے سبب تھے۔

اور اس کے معنی خیالی میں ہے۔ فَرَأَى مُعَاوِنَةَ وَتَحْزَانَهُ بَنُو الْمُؤْمِنِينَ
سَمِعَ اَعْلَانَهُمْ بِأَنَّهُ اَفْضَلُ اَهْلِ دِمَازِهِ اَلَا هُوَ يَا اَلَا سَمِعْتُمْ مِثْلَ هَذِهِ حُرُوفٍ
اَلْقِيَا مِنْ عِنْدِ لِقَاءِ عُمَرَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اس کے لکھنے سے اس کی خطا

سہرگئی لی بار ویدہ ہستے تھکہہ نام الی مانہ سے نہیں ہے۔ اور نیز وہ اس سے بہت
کا زیادہ مستحق ہے نہ وہ سب کے لئے اور حضرت علیؓ کے ساتھ اس کا حق و قصاص کا ملکہ ہے
اور حالانکہ مقررہ کالی قرعہ میں حضرت علیؓ ہی اللہ تعالیٰ سے بہت مستحق ہے کہ حضرت علیؓ سے
نے فرمایا ہے۔ (اِنْخَرْنَا بِمَنْفَرَاتِكُمْ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ الْوَقْفَةُ وَلَا فَتَقَاتُ بِمَا تَكْفُمُ مِنْ الشَّارِ وَبِئَالِ
الْبَلَاءِ بَعَانِي) نے ہم پر بغاوت کی عداوت کی یہ وہ کافر ہیں اور یہی قاتل ہیں کہ ان کے لئے
تاکید ہے۔ اور شک نہیں کہ خطبہ عجمی کا سب سے ذرا ہے۔ وہ اس وقت تک نہیں ہو
حضرت خیر علیہ السلام نے انصاف و اقیانیت کی سمت کے حقوق کو مقرر کرنا تمام
اصحاب کرام کو پیش سے یاد کرنا چاہئے۔ اور خیر علیہ السلام نے انصاف و اقیانیت کی سمت کے
باغض ہیں کہ دوست رکھنا چاہئے۔ مَنْ أَحَبَّنَا فَقَبِلْنَا وَ مَنْ أَبْغَضَنَا فَقَبِلْنَا
وَقَبْلُنَا مَنْ أَحَبَّنَا فَقَبِلْنَا وَ مَنْ أَبْغَضَنَا فَقَبِلْنَا وَ مَنْ أَبْغَضَنَا فَقَبِلْنَا
اس سے بغض رکھنا اس نے میرے بغض کے باعث اس سے بغض رکھا یعنی وہ بغض جو
اس کا بغض ہے وہ وہی بغض ہے جو حق سے متعلق ہے۔ اور بغض جو ان سے بغض جو ان
سے متعلق ہے۔ وہ وہی بغض ہے جو حق سے متعلق ہے۔ ہم کو حضرت امیرؓ کے ساتھ لڑائی
کرنا دلوں سے بڑا شتمالی نہیں ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ ہم ان سے پیار کریں۔ لیکن
جو لوگ سب سے بغض رکھتے ہیں ان کے ساتھ لڑنا مناسب ہے کہ ہم ان سے بغض کریں۔ لیکن
ہم ہمارے اور ان کے متعلق دیکھتے ہیں۔ اس لئے ہم حضرت خیر علیہ السلام سے بغض
و استیفاء کی دوستی کے باعث سب کو دوست رکھتے ہیں۔ اور ان کے بغض و استیفاء
و درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا بغض و استیفاء حضرت علیؓ علیہ السلام کے بغض و استیفاء
و استیفاء ہے۔ لیکن حق کو حق اور حق کو حق کہتے ہیں۔ یہی حضرت امیرؓ سے حق ہے اور ان کا بغض
خطاب اس سے زیادہ کہنا فضیل ہے۔

اس بحث کی تحقیق اس کتاب میں ہو خواجہ محمد اشرف کی طرف سے بغض و استیفاء
کا کہہ چکی ہے۔ اگر کوئی بات حق و باطل ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔
حقانہ کے درست کرنے کے بعد احکام فقہ کا یہ کتاب ضروری ہے۔ اور فرض و
واجب طاعت و رازم و سنت و مستحب و مکروہ کے جاننے سے چارہ نہیں ہے۔ اور
یہی اس نام کے موافق عمل کرنا ضروری ہے۔ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے اور

فہرست کتابی اور سولت حاصل کریں۔ اور سرکشی کو غفلت سے چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ یہ کہیں مایوس
طریقہ حریفانہ کے سلوک سے یہ منقوضہ نہیں ہے کہ فیض صورتوں اور شکلوں کا شام۔ آپس اور اوصاف
والہ اور کامنائے کریں۔ یہ بات خود لہو و لعل میں داخل ہے۔ کیا حسی صورتیں اور شکلیں نہیں کہ
دن کو چھوڑ کر یا رشتوں اور مجاہدوں کے ساتھ فیض صورتوں اور انوار کی تمنا نہیں۔ یہ صورتیں اور وہ
صورتیں اور یہ انوار اور وہ انوار سب حق جل و علینے کے مخلوق اور اس کے وجود پر ولادت کرتے ہیں
نشانات ہیں۔

آدماء صوفیہ میں سے طبعی تکیف شدہ تیرکا اختیار کا بہت مناسب اور بتر ہے
کیونکہ ان بزرگواروں نے سنت کی متابعت کو لازم و کپڑا سمجھا اور بدعت سے، جتنا بیک
سی وجہ ہے کہ اگر ان کی متابعت کی دولت حاصل ہو، احوال کچھ نہیں بدلوں تو خوش ہیں۔ اور اگر
احوال کے باوجود متابعت میں غور و نظر میں تو احوال کو پسند نہیں کرتے۔ ہیں بدعت کہ ان بزرگواروں
نے سلع و رقص کو جائز نہیں سمجھا۔ اور ان احوال کا جو ان پر تترتب ہو، تنہیں کچھ اختیار نہیں کیا
بلکہ ذکر کہہ کر یہی بدعت جانکر اس سے منع کیا ہے۔ اور وہ فاضلہ اور شریعہ، اس پر تترتب ہوتے
ہیں ان کی طرف سے اخلاقیات نہیں کی ہے۔

ایک دن میں حضرت ایماں رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں مجلس طعام میں حاضر تھا شیخ
کمال نے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے مخلص دوستوں میں تھا کیا تاثر و مع کہ حضرت
میشاں کے حضور میں سہم شدہ کہنے لگا حضور کو بہت ناخوش معلوم ہوا اور یہاں تک بیخبر ہوا
فرمایا کہ اس کو کھدو کہ بہاری مجلس طعام میں حضرت جو کمرے

آئیں گے حضرت ایضاً سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اس حدیث کو یاد کرے وہ اپنے گناہوں سے معاف ہوگا۔

جب اس طریقہ کے بزرگوار ذکر کبر سے منع کرنے میں اس قدر بالاضاحت تھے تو پھر اس
اور بعض اور چمکائی ذکر سنہ و دواحوال و مواجید جو غیر شیعہ اسباب پر مرتب ہیں فقیر کے
تذیب استدراج کی قسم سے ہیں۔ کیونکہ استدراج و الاوں کو بھی احوال و اذواق حاصل ہوئے
ہیں اور وہاں کی صورتوں کے آئینوں سے کثافت تو ہرگز اور کما شفق و معائنات کو نظر ہر سو جاتا

ہے اس بار میں کیا۔ یہاں اور ہند کے جوں اور برہمن سب سے ہیں۔ احوال کے تپا اور اذوق
ہونے کی علامت علوم شرعیہ کے ساتھ ان کا موافق ہونا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انکسار
پر ایمان ہے۔

جاننا چاہئے کہ مسلحہ و قلعہ حقیقت امر و سبب میں اصل ہے۔ آیت کریمہ
تَفْتَوُونَ عَنْ الْحَدِيثِ بَعْضُ رُكُونٍ فِي كَوْنِهِ يَدِيَا فِي الْإِتِّاقِ بِبَعْضِ وَادِيَاتِ الْإِفْتَاءِ قَسَمٌ
کہ انہیں مولیٰ علیہ السلام سے روئے کے منہ سے جوئے کے شان میں نقل ہوئی ہے۔
چنانچہ جہاں جہاں جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شمار ہے اور کہا کرتے ہیں
کہ ہے کہ کھوئے حدیث سے مراد مروی ہے۔

فَالْحَدِيثُ ذَلِكَ كَوْنُهُ حَدِيثُ النَّبِيِّ وَالْإِفْتَاءُ وَالْإِتِّاقُ بِبَعْضِ وَادِيَاتِ الْإِفْتَاءِ قَسَمٌ
يَحْتَلِفَانِ أَفْئَةُ الْإِفْتَاءِ تَفْسِيرُ مَا فِي هُوَ كَوْنُهُ حَدِيثُ سَمْعٍ مَرْدُودٍ قَسَمٌ
کہ انہیں اور مروی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حدیث کے تحت
وہ غنا اور مروی ہے۔

حضرت تاجہ اللہ تعالیٰ کے قول (يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ) اور (يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ) اور (يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ)
کی تفسیر میں فرماتے ہیں اِنَّمَا يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ اَيْ مَرْدُودٍ مِّنْ مَّوَدِّعِهِمْ اَيْ مَرْدُودٍ مِّنْ مَّوَدِّعِهِمْ
اور (يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ) اور (يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ) اور (يَكْفُرُونَ بِالْقُرْآنِ)
رُكُونَاتِ الْإِفْتَاءِ عِدَّةٌ قَرِيبَةٌ يَكْفُرُونَ بِهَا ثَلَاثُ عِدَّةٍ اِمْرَةٌ تَكْفُرُ بِالْقُرْآنِ اِنَّهُ تَكْفُرُ
حَسَنَاتِهِ جِسْمٌ بَاعْتِزَ اَذْكُرْ كَيْسَ تَكْفُرُ كَقُرْآنِ كَقُرْآنِ كَقُرْآنِ كَقُرْآنِ كَقُرْآنِ
کہ فرہوہا ہے اور اس کی صورت اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کی تمام نیکیاں دور
ہو جاتی ہیں۔

اور ابو نعیم الدیلمی سے نقل کی گئی ہے اور انہوں نے قاضی فیروز الدین خوارزمی سے
نقل کی ہے کہ مَن سَمِعَ الْإِفْتَاءَ مِنَ الْمُتَعَمِّقِ وَالْعَزِيمِ أَوْ يَرَاهُ فَعَلَا مِنْ الْخَرَابِ وَالْخَيْرِ
ذَلِكَ بِالْإِفْتَاءِ أَوْ يَرَاهُ فَعَلَا مِنْ الْخَرَابِ وَالْخَيْرِ ذَلِكَ بِالْإِفْتَاءِ أَوْ يَرَاهُ فَعَلَا مِنْ الْخَرَابِ وَالْخَيْرِ
الشَّرِيفَةِ وَمَنْ أَبْطَلَ حُكْمَ الشَّرِيفَةِ فَلَا يَكُونُ مُؤْمِنًا حَتَّى يَكُونَ مُؤْمِنًا بِحُكْمِ الشَّرِيفَةِ
اللَّهُ تَعَالَى طَاعَتُهُ فَاتَّخِذْ اللَّهُ تَعَالَى حَسَنَاتِهِ جِسْمٌ بَاعْتِزَ اَذْكُرْ كَيْسَ تَكْفُرُ كَقُرْآنِ
اور سے مروی ہے۔ یا فعل جوام کو کہا اور اس کو اچھا جانا اور وہ سے اعتقاد کے یا اچھے اعتقاد کے

میں مسلسل سے رہی تھی۔ بعد ہی اہل غریبیت۔ اور اگر مسند شریعی میں نہ ہوتی تو ہر شخص
میں صرف کسی نے امر کا پیدا کرنا تھا پھر اسے وہ کیونکر کرے نہ ہوں۔ جب کہ امر شریعی
میں اس کے ساتھ جمع ہو جائے۔ مجھے اُمید ہے کہ جناب مرزا بھی اس امر سے راضی نہ ہونگے۔
لیکن آپ کے وہ سب کہ منظر رکھ کر میری طور پر منع نہ کہتے ہوئے۔ اور باروں کو جس جیل سے
دور کئے ہوئے۔ اس فقیر نے جو کہ اپنے آنے میں کچھ وقت لیا ہے اس لئے چند فقرے
جمع کر کے لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ اس سبق کو مرزا بھی کی خدمت و ولادت میں لے جائیں۔
اور اول سے آخر تک اس کے سامنے پڑھیں۔ و السلام +

مکتوب ۲۶۶

اس بیان میں کہ وہ اسرار و دقائق کریں کے ساتھ حضرت اشفاق علیہ السلام
رحمۃ اللہ علیہ تہذیب ہو گئے ہیں۔ ان میں سے جو امر حق بھی ظہور میں نہیں لاسکتے۔ بلکہ
مردار شاہ کے ساتھ بھی ان کی نسبت نکلتی نہیں کیا سکتی۔ اور وہ اسرار و دقائق
نبوت سے متنبہ ہیں اور فائدہ غائب ہیں اس دولت میں مستغرق ہیں اور اس کے
مستحب ہیں مرزا احمد الدین اس کی طرف مائل ہے۔

محمد صلاۃ اللہ علیہ وسلم کے بعد ارفع ہو کہ آپ کا سید شریف خاں اور اسے
کرم کے اس حقیر کے نام لکھا ہوا اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ بجز اللہ تعالیٰ کا
خیر کارا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے عظمیٰ دے۔ +

اہل سلطانہ کے افسانے کیا کیا گئے اور ان کا کیا شکرا و افرے۔ وہ علوم و معارف
میں کا فیضان ہو گئے۔ خداوند جل جلالہ کی قرین سے ان میں سے اکثر نئے جلتے ہیں۔ اور
بہاؤ الدین علی بن ابی طالب کے کاؤں میں پہنچتے پہنچتے ہیں۔ لیکن وہاں اسرار و دقائق میں کے
ساتھ فقیر مختصر ہے ان کا تھوڑا سا حصہ بھی ظہور میں نہیں لاسکتا۔ بلکہ مرزا اشارہ کے ساتھ بھی
اس مقول کی نسبت لکھ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنے فرائض غریب کے ساتھ بھی جو فقیر کے سادہ کا ہوش
اور مقام اس مذکورہ قبیلہ کا ہے۔ ان اسرار و دقائق کی کوئی مرزا بیان نہیں کرتا۔ اور ان
کے پیش رو رکھنے میں جیوش کوشش کرتا ہے۔ عارفانہ فقیر جانتا ہے کہ فزادہ عزیز مرزا اور اس کے
سے سادہ و فاضل سے کمتر ہے۔ لیکن کیا کرے کہ معافی کے وقت اور ایسی ہی زبان پڑھتی ہے

اور اس کی لطافت پسوں کو نہ کہتی ہے۔ و یطین من ذری ذلک یطین یطین
بندہ جانتا ہے اور میری زبان نہیں جنتی، نقد و قوت ہے۔ اور وہ اس قسم کے نہیں ہیں
کہ قیوان کو بیان نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایسے ہیں کہ بیان میں آئے ہی نہیں جاتے۔

فراہد حافظیں ہر کفر بندہ دست ہم قصہ فریبہ دیش عجیب بہت
ترجمہ نہیں بخند حافظ کی فریاد ہے سادگی کو ناگہانی پہنچا

یہ دولت جس کے چھپانے میں ہم کوشش کرتے ہیں۔ انیسویں صدی کے عقائد و عقیدت
کے چھراغ و شہوت کے منتہی ہے۔ اور ان کے واسطے ملنے والے نئے نئے عقائد و عقیدت
جس اس دولت میں شریک ہیں۔ اور انیسویں صدی کے عقائد و عقیدت کے ساتھ ساتھ
سے میں کسی کو اس دولت سے مشرف فرائیں وہ بھی اس دولت میں شریک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دو طرح کے علم کیسے ہیں۔ ایک تو وہ علم ہے جس کو میں تمہارے واسطے منقش اور بیان کرتا ہوں
اور دوسرا وہ علم ہے کہ اگر تم اس کو تمہارے پاس لکھ کر دو تو میرا کاف کاٹ دو۔

اور یہ دوسرا علم اس واسطے کہ جس علم کو تم نہیں سمجھتے۔ ذلک فضل اللہ
یؤتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا ہے
اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

دوسرے عہد ہے کہ وہ کتب جو حضرت قاری زادگان کی خدمت میں لکھی
آپ کی نظر فرمیں سے گذرے گی۔

یہ سب کلمہ مذہب! کوئی نئی بات جو طریقت میں پیدا کریں فقیہ کے نزدیک اس میں
سے کم نہیں ہے جو دین میں پیدا کریں۔ طریقت کی برکتیں اسی وقت تک لازم ہوتی رہتی ہیں
جب تک کہ طریقت میں کوئی نئی بات پیدا نہ ہو۔ اور جب کوئی نیا اور طریقت میں پیدا ہوگا
تو اسی وقت اس طریق کے فیوض و برکات کا رستہ بند ہو جائے گا۔ پس طریقت کی حفاظت
کرنے اور طریقت کی مخالفت سے بچنا سادہ ہی ضروری ہے۔ آپ کو لازم ہے کہ جہاں کہیں نئی
طریقت کی مخالفت کسی سے دیکھیں جو وہاں سے اس کو منع فرمائیں اور طریقت کی ترویج
و تقویت میں کوشش کریں۔ والسلام و اکرام۔

نہ کہ کوئی حد کے ناکافی طرح سمجھتے اور اس طرح پر جھوٹ نہ کرتے۔ کیونکہ علم کے نزدیک یہ بات ثابت
وہ ہے کہ جو علم کے بہتر ہے۔ اور جو علم کا ہی ہے اور علم ثابت ہے۔ اس کا حقیقی ہے
اور جو علم کو حقیقت کے فضل کیا۔ اور نہ کہ اس پر ترجیح دینے کا علم ایسا ہے۔ جسے کہ کوئی کفر
کو اسلام پر ترجیح دے۔ اور جو علم کو علم کے بہتر بنے۔ کیونکہ کفر و جہل مقامِ اہمیت کے ساتھ ہے۔
اور اس پر حضرت ترمذی رحمہ اللہ کے کتاب میں لکھا ہے کہ

كَرَّيْزِي وَنَحْنُ وَالْكَفَرُ وَاجِبٌ لَدُنِّي هَذَا الْمَسْجِدُ فَيَسِّرْهُ

۱۰۰

ہر سب سے ان لوگوں کے لئے یہ کفر ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تم سب سے زیادہ اہل ایمان اور زیادہ اہل حق ہو۔ تم لوگوں کو بتاؤ کہ میں تم کو اللہ کی طرف سے بھیجتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

اگر کہیں کہ مقامِ ولایت میں جس طرح کہ مرتبہ میں ہے تو اگر جہل ثابت ہے۔ اور جہل
مرتبہ فرق ہوا۔ جس میں ہر مقام و معرفت بھی تحقق و ثابت ہے۔ تو اگر جہل کہ مقام
ولایت کے مناسب کہنا کسی شخص کے باعث ہے۔

تیس کتابوں کا مجموعہ اور مرتبہ فرق ثابت کرنا ہر جمع کی نسبت سے ہے جو سراسر
نکار و استہزاء ہے۔ وہ مناسرتہ کا مجموعی منکر کے ساتھ اور اسلام کے ساتھ اور اس کی
مہر و جہل کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اگر فیر کتاب میں تجاوش جاتا تو مرتبہ فرق کے احوال و مشاعرہ
میں منسلک ہو کر تمام اس مرتبہ میں سکر فیروز کے لئے نویسان کرتا۔ ممانا لوگ شاید اس سے منکر و مخالف
سے ہی معلوم کر لیں گے۔ البتہ سبک و شیب +

اس قدر تو کھانا چاہئے کہ نیلے سے مقلوہ و حلیات نے جس قدر بڑی بات
 جس کی مثال کی ہے تو نہایت کی رام سے مثال کی ہے۔ نہ رویت کی راہ سے۔ روایت جبر
 کے لئے خادم کی طرح ہے۔ اگر رویت کو نہت پر کچھ زیادتی جوتی تو ناگوار ہے۔ اعلیٰ جن کی رویت
 تمام روایات سے افضل ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام روایت سے افضل ہوتے۔ اور اس
 خانہ میں سے ایک گروہ ملے جب رویت کو نہت سے افضل جان کر بلا سے اہل کی رویت کو

اور قتل کی برائی کا سامنا ہے کہ اس نے ہر کس کو ہم سے تباہ کیا اس نعمت علی کے
 شکار کرنے کے بعد ان پر جنوں اور ان کے گھرنے والوں کی تحقیر اور تہیہ میں بہت کوشش
 کر لی ہے۔ خداوند کا ہر دہائی میں جس قدر کہے میں لوگوں کی بربادی میں کوشش کر لی ہے۔
 اور اس کی شیعہ اقامت پر بہت کی ہر طرح کی انتہائی ہمارے۔ یہ ہے کہ بعض شیعہ
 جو آپ سے قرع میں کی ہیں اس میں بھی عقل اور فکرمند ہوا ہے۔ یہی کی ضروری ہے
 ساری کی خدمت انگریزوں۔ وہ تہذیب و معاشرہ سے ہر اس امر کی تحقیر کرتا ہے جو اس پر
 ہے اس پر پختہ ذات۔ اور اس کی ہر خدمت کا سرمایہ جاتا ہے اس سے زیادہ کیا مبالغہ
 کیا جائے۔ وہ السلام

مکتوب ۲۴۰

اس بیان میں کہ بعض صحبتیں کو دشمنی پر ترجیح دیتی ہیں فیوضِ محمدیہ کی طرف صاف
 کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عِمَادِ الدِّیْنِ اَبْنِ اَبِی حَسَنٍ عَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَائِهِ

بندوں پر سلام ہو

شیخ فاضل محمد اپنے اور ائمہوں کو اس طرح فراموش کیے کہ سلام پر پانچ
 ہی پانچ کرتے۔ آپ کی طاعت پر شکر و شہادت کی تھی اور آپ کو تہذیب و تمدن کی ایک بیض کیسی
 صحبتیں ہیں جو کہ دشمنی اور تنالی فضیلت رکھتی ہیں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ
 کے حال پر قیاس کرنا چاہئے کہ جو کہ دشمنی اور تنالی اختیار کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 اسلام کی صحبت میں حاضر ہوئے۔ اس نے صحبت کے کلمات اس کے حیرت سے جوئے اقل میں
 میں سے ہو گیا۔ اس کے بعد کی فضیلت اور غیریت سے شکار ہو کر دوسرے درجوں میں جا پڑا۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہر روز صحبت میں ملتا ہے۔ مین استغفری فی سائر

فصوصِ مکتوب جس کے دونوں دن برابر ہیں اور نیا نکار ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی اٰلِیِّكَ وَ عَلٰی اَصْحَابِکَ وَ عَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَائِکَ اَبْنِ اَبِی حَسَنٍ عَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَائِهِ

وَعَلٰی اَوْلِیَائِکَ اَبْنِ اَبِی حَسَنٍ عَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَائِهِ
 چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلام پر آپ پانچوں سب لوگوں پر چھوڑا ہے کہ راستہ پر
 چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلام کی تائید کو لازم کرنا۔

مکتوب ۲۴۱

ایک موقع کے ہستی کے میں شیخ حسن بریل کی طرف اشارہ کیا ہے :
 مُحَمَّدٌ فَتَوَّابٌ وَلَا تَزَلْ عَلَى حَيَاتِهِ وَالَّذِينَ اسْتَغْفَرُوا
 اَنْسِ كے پڑا یہ بندوں پر سلام ہو ♦

یہ ہے عزیز بھائی لکھنؤ حسن اگر غصے سے تھکے اس کے حال کو اچھا سے دیکھ کر
 اپنے کمال تک پہنچائے گا مکتوب درجوب نوجا۔ وہ واقع برآپ پر ظاہر ہوا تھا۔ صاحب نے
 لکھا تھا اس کا حال وضع ہوا۔ آپ اسید دار ہیں۔ اور کچھ آپ کو سر کیا گیا ہے اس کے
 بھانے میں جان کے ساتھ کوشش کریں اور احکام شریعت کے بھانے سے سر جو تہا و نہ کریں
 اور ازل و انت و جہالت کے ساتھ حق کے ساتھ اپنے ظاہر و باطن کو اس سے پیراستہ رکھیں گے

لکھنؤ استغیثی بریل

کام اہل ہے جو ذاتی ہے بریل

درجہ ۲

آپ کے والدین پند گراں اور اورد و نہ گستاخی رہی ہوں۔ تو ہندوستان کے سیر کو
 نصیحت باتیں۔ والسلام ♦

مکتوب ۲۴۲

وہی انیسویں ایوان شہودی۔ اور توحید شہودی اور توحید و جہودی کے بیان میں اور
 اس بیان میں گفتا کے کمال پر نے میں جو دیکھا ہے وہ توحید شہودی ہے۔ توحید
 و جہودی کچھ کار نہیں ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے اقسام کے بیان میں اور
 اس بیان میں کہ ایوانی قریب کو ایوانی شہادت ہے۔ اور اس بیان میں کہ
 اہل اہل میں شخص نے توحید و جہودی کو ظاہر کیا ہے۔ لہذا حد تک یہ کام کیا ہے
 اور کوشش مشائخ کی جاتی ہیں اگر توحید و جہاد کی خبر دیتی ہیں لیکن توحید شہودی پر
 محمول ہیں۔ اور اس کے ساتھ سب بیان میں میو سیتا حضرت اللہ انیسویں
 کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تہا و را و فرزند و محبت اللہ کو وضع ہو کر اس کے ساتھ

کائنات پاک اور اس کی تمام صفات سے ساتھ فرستے ہیں، انبیاء و اہل بیت علیہم السلام صلوٰۃ و سلام اودان
کے صحبت و انصاف سے ہمیں اور ان کو لیا تاثر علیٰ ہر طرف سے جس حد تک ان کی نسبت
احسان و انصاف سے ہمیں کی نسبت ہے۔ اور جو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اور وہ اس کا
مستحق ہے۔ اور یہاں شہودی و عارضیہ کا نصیب ہے۔ خواہ وہ ۱۰۰ باب
مختلفہ میں کوششیں ہوں۔ خواہ وہ ۱۰۰ باب عشرت یعنی اگوں میں رہنے والے ہوں۔ اور اگر با
عشرت مگر ہر طرف میں لیکن انہوں نے جو عہدہ پر ہر طرف میں کیا ہے۔ ان کا باطن میں فوق
کی طرف گناہ ہے۔ نیز ظاہر میں حق کے ساتھ ہیں اور باطن میں حق کی طرف سے ساتھ۔ یہی واسطہ
دیہی شہودی و عارضیہ ہے۔ اور ان کے نصیب ہے۔ اور ان کے نصیب سے ہمیں صلوٰۃ و سلام جو کچھ کہہ سکتے ہیں
ہیں انصاف و باطن میں حق کو حق کہنے کی طرف عورت کرنے میں متوجہ ہیں اس لیے ان کا نصیب
ان کے نصیب ہے۔ اور اس لیے کہ انہوں نے اپنے بعض رسالوں میں اس کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا اور جو
نے فوق کا گناہ ہوا نقصان و انجام کشتہ چھان کھات ہے۔ اور اس لیے کہ انہوں نے جو کچھ کہہ سکتے ہیں
انصاف کشتہ چھان کھات ہے۔ اور ان کے نصیب ہے۔ اور ان کے نصیب سے ہمیں صلوٰۃ و سلام جو کچھ کہہ سکتے ہیں
جمع ہونے میں جانا ہے۔ اور شہید و شہید کے جامع کا میں میں سے کہہ سکتے ہیں

آن فیما بعد و من یزید

میں کیا ہوں ملیے میں نہ

۷۲

انبیاء علیہم السلام و اہل بیت علیہم السلام جو تمام وجوہ سے فوق ہر جہت ہیں۔ اور عام ہر حال
طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ہر طرف کی صحت تمام ہو جاتی ہے۔ اور ہر طرف سے ساتھ ان کی حق
الانصاف کی حد کا کلی طور پر حق کی شان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی قرب میں جو کچھ کہہ سکتے ہیں
قیسنا لا ذکاب القریبہ فیہما
و قیاسا لا ذکاب القریبہ فیہما

زیرینہ شہاد کشتہ کو اویں نصرت شہاد کشتہ کو اویں نصرت

نیر کے حریف کمال سے کہ عورت کے وقت کثرت باطل کشتہ کو اویں نصرت۔ اور اگر اس
و صفات میں لحاظ نہ ہوں اور عورت کو کشتہ کو اویں نصرت۔ اور اگر اس
اُس کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہو یا نہ ہو جو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر اس
سوا کوئی نصرت نہ ہو۔ اور اگر اس کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہو یا نہ ہو جو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر اس

چشم سے کہہ کر کہے تو عالم ہائی کہ مدح سے پہلے طرہ پر خیا ہے اس کا طرف توجہ ہوا پناخت لیت ہے
شہادت کی طرف رہا ہے وہیں مدح و کفر سے خوش گم ہوجاتا ہے۔ ذوق فضل اسوہ پختہ
من یزاکہ واللہ ذوالفضل فیہ یزاکہ یا من یزاکہ فیہ فضل جبر کو کامیاب ہے وہاں ہے اور
اللہ تعالیٰ نے فضل حاصل ہوا ہے کوئی ناقص نہیں ہو رہا ہے جو کہنے کو نقص نہیں لے کر ہے اور
توجہ باطن کو جو حق سبحانہ کی طرف ہوتی ہے تو جو بطن سے جان کی دولت تکمیل کے لئے ہوتی ہے
بستر بنانے کیونکہ صاحبِ جبر اپنے اختیار کے ساتھ مقدرہ جبر میں نہیں لگاؤ۔ بلکہ اس کو حق تعالیٰ
کی داد کے ساتھ ملنے سے جس کی طرف فعل کیسے اور فعل سے جو کے ساتھ قرار پڑتا ہے
پس صاحبِ جبر حق تعالیٰ کی مراد پر قائم رہتا ہے اور مراد سے غافل ہے اور صاحبِ جبر جو مل شود
کے ساتھ لغو خود غور قریب ہیئت کے ساتھ خوش ہے وہ

بہرے کہ جو مراد محبوب	از وصل جزا اور خوشتر
توجہ حقیقت ہوائی میں میں لبر کی بنا ہے	وہ بستر دسل سے صفا گناہ ہے
لا یزاکہ فیہ فضل جبر کو کامیاب ہے	ذوالفضل جبر کو کامیاب ہے
و شوق و التییب بطل حال	نقص الیٰ بن شوق و جلال
کہ ذوق و مل و کفر کا پل	نہ الیٰ میں غلام و لیاہوں
خیال بار ہر دم و دل میں	نکچہ بیاہرستی سے جدا

جبر کے فضائل کا وہ حق نہیں صاحبِ جبر کہ صاحبِ جبر کے ساتھ وہ ہیئت ہے جو
نظر کو وہ ریاضہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ جبر موت کے فضائل میں سے ہے اور وہ توجہ
و ہیئت کے ساتھ ہے۔ ششائے مابین تمام ادیان و دینوں میں بہت فرق ہے، لیکن شریعتِ قرآن
اس کا مل تک نہیں پہنچتا۔ ذلک لعنہ اللہ تعالیٰ من یزاکہ واللہ ذوالفضل فیہ یزاکہ
یا شہادت لے کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے حق تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نے فضل والا ہے۔

تجسید اور تجزیہ کے معنی کرنے و اول میں سے بعض کہتے ہیں کہ ایمان بہ متزیہ سے معنی
کو حاصل ہے۔ عارف وہ ہے جو ایمان تجسید کو بھی اس کے ساتھ میں کرے۔ اور ملحق کو خالق کا طور
لیکھے۔ اور کثرت کو وحدت کہ پاس ملنے۔ اور ملحق کو معنی میں ملحق کرے۔

غرض صرف تجزیہ کی طرف توجہ کا رہنا ان کے نزدیک نقص ہے۔ اور کثرت کے ساتھ
کے بغیر وحدت کا شہادہ کرنا ان کے نزدیک ہر اس وجہ سے ہے۔ یہ لوگ امدیت صرف کی طاعت

موجود ہونے والوں کو انھیں خیال کرنا چاہیے کہ انھیں اللہ عزوجل کے ہاتھ کے بیچ سے ہونے والے
کرم و تقویٰ دیکھتے ہیں۔

بعض اہل علم و فضل نے یہاں پر بھی فرمایا ہے کہ یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے
کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے

کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے
کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے
کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے
کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **عَلَنَ يَأْمُرُ الْكَافِرَ أَنْ يَكْفُرَ كَمَا كَفَرَ الْأَوَّلُ** (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
کافر کو کفر کرنے کی تلقین کرے جیسے پہلے کافر نے کفر کیا)۔ یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے
ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے
کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے

یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے
یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے
یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے
یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے

یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے
یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے
یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے
یہاں پر اللہ عزوجل کی رحمت و توفیق سے ہونے والے کرم و تقویٰ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی نے

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے اور سب کوئی شے نہیں ہے۔ اور کوئی باطن ہے۔ اور کوئی شے نہیں ہے۔
اس میں کچھ شہادت نہیں ہے۔ کیونکہ ان سب باتوں میں کمال اور ہر دو دھارے کے کمال کی بات ہے۔
نہ کہ اس وجہ کی اپنی وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز العلیّ۔
اس کو انہیں بھی کہہ کر کہ ان کے ساتھ اس طرح کے کمال کے ساتھ ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز العلیّ۔
اس کو انہیں بھی کہہ کر کہ ان کے ساتھ اس طرح کے کمال کے ساتھ ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز العلیّ۔

کتاب سنت میں اس قسم کی مثالیں بہت ہیں۔ یہ تو یہ خصوصیت کا اظہار نہیں ہے بلکہ
ان لوگوں نے گمان کیا ہے۔ بلکہ ان وقت پر خصوصیت کو مان لیا ہے۔ اور ان میں جب کسی شخص کے
اور رسالت کو ضروری اور سب کو باطن ظاہر بنا چکے ہیں۔ تو ان کے لیے اس کا اندیشہ نہیں ہے۔ اس
سے مقصود حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے یہ جو حقیقت سے خارج ہے۔ اور جب کامل سے کمال
قدرت سے اسے ایک نظام اور بندہ ہے۔ اس کے قدر و انداز سے بڑھ کر کوئی فعل صادر ہو۔ اور
اس فعل میں اس بات کو کہ ان کے ساتھ وہ قوجہ نہ نظر ہو۔ جس وقت تک کوئی بات ہے کہ یہ کہہ کر
کہ اس فعل کو میں نے ہی کیا ہے۔ یہ بات بھی نہ ہی اتنا فعل پر اور نہ ہی اتنا دقت کی بات ہے کہ
حاصلہ کو کہ بعد نظام کو فعل میں ایک مقتدر کا فعل ہو۔ یا اس کی ذات کا میں بن جائے۔

ان لوگوں نے شاید انبیاء علیہم السلام کے مذاق کو نہیں سمجھا ہے۔ کیونکہ
ان کی اصوات کا ہر کیفیت یعنی دونی اور غیر کے وجود اور غیرت پر ہے۔ ان کی عبارتوں کو
تعبیر و اتحاد پر عمل کرنا یہ وہ مختلف ہے۔ اگر حقیقت میں ایک ہی وجود ہوتا۔ اور اس کے ساتھ
اس کے طور پر ہوتا۔ اور اس کے ساتھ اس کی عبادت میں ہی عبادت ہوتی۔ جیسے کہ ان
لوگوں نے گمان کیا ہے۔ تو پھر انبیاء علیہم السلام کے مذاق کو ان کے ساتھ ان کی پرستش سے
کیوں منع کرتے۔ اور ان کی پرستش پر اپنی عبادت کیوں مترتب کرتے۔ اور ان کے ہاتھوں کو خدا
کا دشمن کیوں کہتے۔ جب تک ان لوگوں کو ان کی غلطی پر مطلق نہ بنیں۔ حقیقت کی وہ جو عبادت
سکھان میں پیدا ہوئی ہے۔ وہ نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی ان کی عبادت کو حق تسلیم کرنے کی عبادت
لاستے ہیں۔

ان لوگوں میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ خبروں نے عوام لوگوں کے تصور عام کے پیش
توجہ و توجہ کی اسرار کو پیشیدہ دے دیا ہے۔ اصنافی دعوت کی بنا پر غیرت پر مبنی ہے۔ اور سب
کو چھپا کر کثرت پلاست کی ہے۔

یہ باعث شہرہ کے تیز کی طرح منہ کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا ہے علیہ السلام
 جو کچھ کہہ کر کسی اور شخص کو رہنے کی تسلیج کے زیادہ متحرک اور متحرک رہے۔ یہاں تک کہ کسی اور شخص کو
 سوچا ہو کہ اس کا کچھ بوجہ ہو۔ جو مناسب نہیں کہ اس کو چھپا کر نفس الامر کے خلاف ظاہر کریں۔ خاص کر
 وہ احکام جو اس لیے جوہری ذات و صفات و افعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف اور
 احکام کے زیادہ متحرک رہیں۔ کہ وہ انفرادی ان کی نہیں یاد رکھیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کی آیات
 حتمیہات یا اصولیہات متضادہ جن کے کہنے سے عوام کیا غواص میں جا جڑیں۔ ان کے افعال
 کرنے سے منع نہیں ہوئے۔ اور یہی عوام کی غواصی ہو کر وہ نفسی ان کے افعال کی مانع ہوتی ہوگی
 ان شخص کو جو وجود کا قائل ہے اور اس کی عبادت سے اجتناب پر بہتر کرنا ہے۔ مشرک کہتے ہیں
 اہل شمس کو جو ایک جہ کا قائل ہے خود کہتے ہیں کہ یہ خوار بیت کی عبادت کرے۔ اس خیال سے
 کہ یہ سب حق تعالیٰ کے مقبولات ہیں۔ اور ان کی عبادت حق تعالیٰ کی عبادت ہے۔ انصاف
 کا چہرہ کہ ان دونوں گروہوں میں سے مشرک کون ہے ؟

انبیاء علیہم السلام نے وحدت و وحدی طرف و وحدت میں کی ہے۔
 نہ ہی وہ بزرگ کہنے والے کو شریک کہا ہے۔ بلکہ ان کی دعوت و دعوت سب کو کی طرف ہے۔ اور
 انہوں نے اس نے کی عبادت کو شریک کہا ہے ؟

اگر موصوفہ اوجہ و اس کو لیریت کے حق پر ذہنی جائیں۔ تو یہی مشرک کو دفع نہیں کر سکتے
 کیونکہ اس میں اسوای جائیں یا نہ جائیں۔ ان میں سے بعض حقائق میں مل کر۔ حق تعالیٰ کا نہیں نہیں
 جانتے۔ اور حقیقت سے کٹا کر کہتے ہیں۔ اور حقیقت کے قانون کو نہیں دیکھتے۔ اس لیے
 شیخ علی الدین اور اس کے تابعوں کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کو برائی سے یاد کرتے
 ہیں۔ ساتھ ہی یہ لوگ عالم کو حق تعالیٰ کا غیر بھی نہیں جانتے۔ بلکہ یہی حق تعالیٰ کا عین اور نہ کہا
 حق تعالیٰ کا غیر جانتے ہیں۔ یہ بات بھی تو اس سے دور ہے۔ الاثنان مشناران اور چیزیں
 ایک دوسرے کی غیر ہوتی ہیں۔ تفسیر یہ ہے۔ شہادت یعنی وہی کا منکر و جہل و خافت ہے۔
 ان شخصوں نے صفات و احوال میں اسطاعت کے بار میں لاھو و لا یتھو و لا یتھو کہا ہے۔ اور غیر سے
 غیر اصطلاحی مراد لے کر اس پر کوئی نظر کیا ہے کہ وہ مشاعرہ چیزوں کا یا ہر انہوں کے میں نامک ہونا یا باز
 ہے۔ کیونکہ وہ جب تعالیٰ کو تقدس کی صفات و صفات سے انکار نہیں ہیں۔ اور یہی حق تعالیٰ
 کی ذات و صفات و قدیم کے درمیان انکار کا عین نامک ہونا یا باز تصور ہو سکتا ہے۔ لیکن لاھو

و لا یخفی علی من صفا قدیر میں صادق ہے۔ بر خلاف اس کے کہ نسبت اس میں غلط ہے۔ کان
 اذہ وکثر یکن متعہ غنی و اشہی قنار اس کے ساتھ کوئی چیز جو غنی میں نہیں عالم کی فیریت کی
 نفی ان نسبت میں جو اس میں ہے جس میں صدق ہے۔ قدر ہے۔ ان لوگوں نے اپنی نارسائی کے
 باعث عالم کو صفا قدیر کی طرح سمجھا اس کے لغزش میں علم اس میں غلطی کو ہے۔ یوں کہ جب
 حیرت طلب کی گئی کہ قابل ہوئے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ فیریت عالم کے قابل ہوں۔ اور تو یہ جو دی
 و انوں کے مد سے عمل نہیں۔ اور عالم سے متعدد وجودوں کے قابل ہو جائیں۔ اور وہ جو دی
 میں ہیں کہنے سے چارہ نہیں ہے۔ جیسے کہ شیخ علی الدین اور اس کے تابعین نے کہے۔ اور
 میں کہنا ان مسؤل کے خلاف سے نہیں ہے کہ عالم اپنے صانع کے ساتھ ہے۔ ماشاء اللہ جو نزول
 کے اعتبار سے ہے کہ عالم معدوم ہے اور قابل کا وجود وہ جب جیسے کہ اس فقیر نے اپنے
 بعض بابوں میں اس امر کی تحقیق کی ہے +

سوال صوفیہ جودۃ اذہ وکثر کے لئے کہ جو شرک کہتے ہیں وہ اس اجہار سے
 کہتے ہیں کہ وہ دو تین ہیں۔ اور قدیمی طریقت کا شرک ہے؟

جواب۔ ذہنی اور طریقت کا شرک ہے۔ و حیدر شودی سے دفع ہوا ہے۔
 و حیدر جودی اس مقام میں کہتے ہیں کہ نہیں ہے۔ کیونکہ مالک کا شہود و غلو تکلیف است مقدس
 کے ساتھ کوئی امر نہیں ہے تاکہ نہ تحقیق ہو۔ اور طریقت کا شرک وہ ہوتا ہے۔ دن میں جو
 آفتاب کو نہاد کہتے ہیں۔ اور ستاروں کو نہیں دیکھتے، ذہنی، کا وغیرہ صلی ہے۔ اگرچہ ہر ایک
 شائے دن میں موجود ہوں۔ مقصود یہ ہے کہ ایک آفتاب مشہود ہو۔ خواہ مستند سے مستند ہو
 یا موجود۔ بلکہ جس کتابوں کے کمال اس صورت میں ہے کہ اشیاء موجود ہوں اور مالک کمال کتاب کے
 باعث جو پسند مطلوب حقیقی سے کہتا ہے کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔ بلکہ کسی چیز کا شائبہ
 نہ کرے۔ اور کوئی چیز اس کے دیدہ بصیرت میں نہ آئے۔ اور اگر اشیاء موجود ہوں تو ان کے
 متعلق ہر ایک عالمی کس سے ہو گا اور کس کو فراوانی کریگا؟

اول جس شخص نے توحید و جودی کی تصریح کی ہے۔ وہ شیخ علی الدین ابن عربی ہے
 اس سے گذشتہ بشارت کی مباحثیں اگرچہ توحید و جودی کی غرض میں ہیں لیکن توحید و جودی پر عمل
 کرنے کے قابل ہیں۔ بلکہ اگر حق میں شائد کے فکر کو صواب نہیں دیکھتے۔ تو بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہے
 کجبتی سوا اللہ دیر سے جہ میں سوا کے لئے کے اور کچھ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انھیں

شاید کی خدا کا نام ہے۔ اور بعض کہیں لی اللہ و غیرہ۔ دیکھا کہ ان میں اس کے سوا کوئی نہیں
 والا نہیں ہے۔ کا نام نہ لے لیں۔ یہ سب پھیل ایک ہی جگہ ہیں، کی طرح سے کھلے ہیں۔ ان
 عبارتوں میں کوئی بھی درست نہ ہو۔ یہ دولت نہیں کرتی۔ اور میں شخص جس سے سنو کہ اب اس
 تفصیل میں لکھا ہے اور صرف دیکھی طرح اس کو جمع کیا ہے۔ وہ شخص علی البیہ ہی ہے۔ اور اس
 مسئلہ کے بعض چوتھہ مصنف کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ تھے کہ اس نے کہا ہے کہ
 خاتم البیہ ہی جس طرح مصنف کو خاتم البیہ سے اکثر کہتا ہے۔ اور خاتم البیہ ہی
 اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اور اشارہ میں لے اس کی توجہ میں کہا ہے کہ پادشاہ اپنے غرضانی سے
 ان کو کوئی چیز لے کر اس میں کیا نقصان ہے۔

غرض خاتم البیہ اور خاتم البیہ کے کماقت حاصل کرنے کے لئے قیود و حدود کی
 دیکھ نہیں ہے۔ قیود و حدود کی حاصل ہونی چاہئے۔ تاکہ تحقیق ہو جائے۔ اور اس سے کیا نقصان
 حاصل ہو جائے۔

ہر مسئلہ کا کوئی ساکب ابتدا سے انتہا تک میرا کہ ہے۔ اور قیود و حدود کے
 علوم و معارف سے کوئی بھی اس پر ظاہر نہ ہو۔ بلکہ ایک ہے کہ میں ہم سے انکار کر دے
 فقیر کے نزدیک نہ مکتبہ جو ان مصنف کے لئے۔ کے بغیر سلوک کے ساتھ قیود و حدود
 وہ اس مکتبہ سے زیادہ قریب ہے۔ جس لئے ان کو تحقیق ہے۔ اور تیز اس راہ کے سالکوں میں
 سے اکثر مطلوب تک پہنچتے ہیں۔ اور اکثر راہی میں وہ جلتے ہیں۔ اور دیباچہ قیود کے ساتھ
 یہ سب ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہم میں پڑ کر ظن میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد ہم جتے
 ہیں۔ یہ امر تحریر سے معلوم ہو چکا ہے۔ **وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمَلِیْمُ بِالْمَلِیْمِ**

الذین فقیر کا کلمہ **وَاللّٰهُ** سے سلوک فترت فرما ہے۔ اور قیود و حدود کے علوم و معارف
 کے علوم و معارف سے کوئی حصہ حاصل ہوا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہونی اور یہ کلمہ ہی
 کے ساتھ راستہ کے بغیر اور میدانوں کو فضل و عنایت کی امداد سے شکوہ کیا ہو کر کمال کلمہ کے
 ساتھ قیود کے کنارہ پر اس تک پہنچا۔ اور جب سادہ ستر شد و دل میں مریدوں تک پہنچا۔ تو
 معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ ایک اور راہ ہے جو دشمن کے علاوہ قریب ہے۔ لیکن اس کے لئے
لَمْ يَسْأَلْهُ الْكَلْبُ هَذَا مَا وَثَّقَ لِيْهِ تَدْرِيْ تَوَلَّاهُ اَنْ هَذَا سَائِلُكَ فَقَدْ جَاءَكَ
وَسَلَّ يَدَا بَالِغَتِيْ اَسْتَسْأَلُكَ كَيْفَ سَبَّحْتَ میں نے تم کو اس کی ہدایت دی اگر وہ ہم کو ہدایت دیتا

تو ہم کسی حدیث پاتے، بیشک اس کے لیے یہاں قیاس بات و سند ہیں۔

تنبیہ۔ سابقہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سچ و راستہ تھوڑے دو ہیں اور

حق تھوڑے اور سوسے بھی موجود ہو۔ تو پھر بھی ہو سکتا ہے کہ فساد و تباہی کے لیے نہایت

معلوم و نامی ہو جائے۔ یہ بات باوجود غمور کے ان شرطوں پر پیش کی گئی ہے۔ پھر وہاں

کیا ذکر ہے۔ ان لوگوں نے توحید شہادی کو مبین و حج دی خیال کر کے وحدت و جبر کی کثرت

کو اس کی شرط بنا لیا ہے۔ اور وجود کئے۔ لے کھنڈل و خنڈل، لگا، لگا کر کھانا، لگا کر

اور کثرت کے تائید میں حدیث کے شامہ کو، انہما کار تھوڑا کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے

یہاں ایک تصریح کی ہے کہ ہر حدیث میں تفسیر علیہ و علیہ سبع افواہ میں اس حدیث کا تھوڑا

احادیث کا کھانا کا جبروت حاصل ہونے کے بعد تھوڑے حدیث کے کثرت کے قسم میں

ہے۔ اور آیت کریمہ اَعْظَمْتُكَ اَنْتَ وَكَذَلِكَ سَأَسْأَلُ عَنْكَ اَنْتَ وَكَذَلِكَ سَأَسْأَلُ عَنْكَ اَنْتَ

اس فائر میں اس طرح کرتے ہیں کہ تحقیق ہم نے تم کو کثرت میں حدیث کا شامہ دیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی دے کے دریاں آئے سے ہر طرف کٹ

کے دریاں ہے۔ یہ اشادات دیکھے ہیں۔ ماشارہ اس قسم کے صراف مقام تھوڑے کے

ہوں۔ کیونکہ انہی سے صبر و صلوٰۃ و سلام فعل و محن جل شانہ کی طرف دعوت کرتے ہیں۔

اور جو چیز ان کے تائید میں لکھا نہیں گئی ہے وہ بھولی سے بے غیب ہے۔ انہی کی

اور چند ہی کے داغ سے وہ انداز ہے جہت حق سبحانہ و تعالیٰ ان کو انصاف دے۔ شاید

یہ لوگ انہی سے صبر و صلوٰۃ و سلام کو اپنے کلام کے موازنہ و قیاس کرتے ہیں اور ان کے

کلام کو اپنے کلام کی طرح جانتے ہیں کہ کثرت کثرت تھوڑے میں ان کا تھوڑا ہے۔

بات ۵

جو ان کو کسے کہ در تھوڑے میں ہے زمین آسمان اور جان است

ترجمہ وہ کثرت کہ تھوڑے میں ہے زمین آسمان اور جان است

تھوڑے صلوٰۃ و سلام کی دست میں سے کثرت اور عجز اس قسم کی معرفت کہ

جو اہل اہل حاصل ہوئی تھی نہ است و استغفار کرتا ہے اور اس شہود کو نہایت کے معلوم کی

طرح اس کا کثرت سے نفی کرتا ہے۔

معرفت خواہ نقشہ تھوڑے قس مرزا کرتے ہیں کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور چاہا گیا۔

سب سے بڑا لیرہ نہ مگر لاکھ قیمت سے اس کی حق کرنی پڑے۔ اس کثرت میں مدد کا شاہد
ہی انہی کے لائق ہے۔ اس پاک بارگاہ سے حق اور نور ہے۔

حضرت امجد قدس سرہ کی اس کلام نے مجھ کو اس فنود سے محال ہو گیا۔ اور شاہد
ہو رہا تھا کہ گرفتاری سے بھارت پیش ہے۔ اور میرے کسب کا حکم سے مل کی طرف اور فوت
سے موت کی طرف لے گئی ہے۔ جِنَّا ؕ اَللّٰهُ مُبِیِّنٌ خَیْرٌ اَخْبَرْنَا ؕ اِنَّ اَشْقٰسَکَ کَیْرٌ
طرف سے جملے غیر ہے۔

میرزا محمد علی بیاضی سے شایر ہی کسی نے اس طرح کی عبارت بیان کی تھی۔ اور تمام مشاہدہ مسامحت
کی اس طرح پڑی کی ہے۔

اس غلام نے آپ کے اس فن کی حقیقت کو جہاں تک آپ نے فرمایا ہے کہ لکھنے والے کی
سرفرازی اور الدین پر رام ہے۔ اس کی بازید یا زیہ کی اتنا ہے۔ اور وہی چاہئے۔
کیونکہ بازید رحمت اللہ علیہ باوجود اس بندگی کے شہود و شاہد ہے آگے نہیں بڑھے۔ اور بظاہر
مناہضت کے خلاف کے تنگ کو جس سے قدم باہر نہیں کیا۔ بر خلاف تمام حضرت خواجہ قدس سرہ
کے کہ جنوں نے ایک ہی کلمہ سے اس کے تمام شہادت کی نفی فرمادی۔ اور سب کے حق تعالیٰ
کا غیر ثابت کر دیا۔ حضرت بازید رحمت اللہ علیہ کی نثر حضرت خواجہ قدس سرہ کے نزدیک تشبیہ ہے
اور اس کی جہاں ان کے نزدیک سرور اور کمال قص ہے۔ شاہد اس کی ہمت اور تشبیہ سے کہ جس نے
خواجہ رحمت اللہ علیہ کی ہمت اور تشبیہ سے ہے اور نہایت مضامین تشریح کے
ساتھ۔ مگر معلوم ہو کہ سب کے ہر حال میں بازید رحمت اللہ علیہ کو اس شخص پر اطمینان بخشی گئی کہ روح کی
وقت اس میں کہ تھا۔ مَا ذَکُوْکَ شَکَّ (اَلَا هُوَ مَحْفَلٌ وَمَا ذَکُوْکَ شَکَّ) اَلَا هُوَ مَحْفَلٌ قُوْیَسَ
جیسے یا نہیں کیا مگر حفاظت سے اور میں نے تیری خدمت میں کی مگر مستی سے۔

اس نے اپنے چلے حضور کو غفلت جاتا۔ کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا حضور تھا۔ بلکہ محال
میں سے ایک عقل کا حضور اور اس کے ظہور اس میں سے ایک ظہور تھا۔ میں نے چار حق تعالیٰ سے
فصل کیا۔ اور حق تعالیٰ و زوال الوداد ہے۔ محال و عورات سب کے سب مبادی اور ہمت
اور ہمت اور حقیقت میں۔ اور یہ جو حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کہ بہت
میں درج کرتے ہیں، واقع کے مطابق ہے۔ کیونکہ ابتدا ہی سے ان کی قیام اور بت۔ صرف ہے۔

نہیں کہے بلکہ اس شہد کو شہر خیال کر کے اس اثنا میں رویت جاری۔ کبھی قافل میں ہو سکتے ہیں کہ
ہم وہاں پہنچے اور وہاں سے ملنا نہ کی ذات کو دیکھتے ہیں اور نیز کہتے ہیں کہ وہ دولت جو ہمارے دین
سے ملنا ہے وہ اس کو اس طرح میں حال ہو لی تھی کہ وہ ہر مذہب سے اور ہر مذہب کے
دیکھنے میں ہے اس کو اس کی عیسیٰ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور اس کو ہر مذہب کے لغوی خیال
کرتے ہیں۔ اور وہاں سے عیسیٰ کی ہمارے اس ہر کے طور پر کہتے ہیں۔ شاق جھٹکا
تھا یقول انک یقولون عیسیٰ کبریا۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے جو قائل کہتے ہیں بہت بڑا ہے +
اور نیز حضرت حق جل شانہ کے ساتھ کار و کھار ثابت کرتے ہیں کہ وہاں سے کون قائل
تھا یا عیسیٰ ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت حق جل شانہ کی طرف سے کئی قسم کی باتیں نقل کرتے
ہیں۔ اور کبھی اپنے دوستوں کو ثابت دیتے ہیں۔ انسان میں سے بعض اس طرح کہتے ہیں کہ
کی تعالیٰ نام قائل حضرت ملک میں حق تعالیٰ کے ساتھ کار و کار۔ اور ہر طرح کی باتیں کہتے ہیں۔
اور اب یہ نہ۔ لَقَدْ اسْتَفْتَوْا اِلٰی الْفَرِیْدِ وَاسْتَفْتَوْا الْکَیْمِ۔ ان لوگوں نے اپنے
آپ میں کچھ کو کھڑی کر رکھی کی +

ان لوگوں کی باتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ لوگ اس خود صرفی کہیں حق تعالیٰ کہتے
ہیں۔ اور اس کو حق تعالیٰ کی ذات تصور کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ اس کے ظہورات میں سے کوئی عورت
اس کے کمال میں سے کوئی اہل جانتے ہیں +

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس خود حق تعالیٰ کی ذات کہنا حق الہود صرف الہود اور
ذوق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی حود و تحمل ہے کہ اس قسم کے مغربیوں کے لئے طرح طرح کے
عقائد میں جلدی نہیں کرتا۔ اور ان کی بیش کنی نہیں کرتا۔ لَقَدْ اسْتَفْتَوْا اِلٰی الْفَرِیْدِ وَاسْتَفْتَوْا الْکَیْمِ
عَفِیْکَ وَ عَلٰی عَفِیْکَ بَشَرٌ قَدْ ذَرِبَکَ۔ یا اللہ تو پاک ہے کہ ہماری برائیوں کو جان کر صاف فرما
ہے۔ اور حق تعالیٰ کے ہاں ہر صاف کرتا ہے +

حضرت مومن علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم صرف رویت میں دینا کی
طلب ہی کے باعث چاک ہو گئی۔ اور حضرت مومن علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب
رویت کے بعد ان کو ان کی قوم لایا اور بیوش ہو کر گر پڑے۔ اور اس طلب سے تائب ہونے
اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دین انھوں نے کے محبوب اور تمام
اولیٰ آخرین مومنوں میں سے بہترین ہیں۔ باوجود اس کے کہ صراج بدلی کی دولت سے

شرف ہے۔ اور عرش و کرسی سے گزرا کہ کائنات میں سے ہی ہو پر چھو گئے۔ باوجود ان کی تپاؤ
کے حضور علیہ السلام نے تمام کی تمام میں صاف کائنات کا صف ہے۔ اکثر علماء حضور علیہ السلام کے
کی تمام سیرت کے قائل ہیں۔

اما حضرت ابی بن کثیر فرماتے ہیں۔ قال انتم اقله صلوا لله تبارک وتعالیٰ ما کان
 دینا شیخا انہ لیسنا لہم جہنمی صحیح کی ہے کہ حضرت صفوانہ علیہ السلام نے صلوات
 کی بات اپنے رب کو نہیں دیکھی ہے۔ یہ ہے سو اس اہل بیت علیہ السلام میں ہر شخص کو دیکھتے
 ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یہاں میں ہی ہمارے اہل بیت ہیں۔
 قطعاً قطعاً شیخانہ (اللہ تعالیٰ سے کہہ کر) ۵

اور یہاں لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کلام کو جس کی یہ لوگ مستحق ہیں حق سبحانہ سے وہی نسبت ہے جو کلام کو اپنے حکم کے ساتھ جانتے ہیں۔ یہ میں کا مادہ ہے حالانکہ حضرت قریشیہ سے حکم کے طریق پر کسی کلام کا مادہ جس میں ترتیب ہے تقویم و تفریع و جود و ثبات میں ہے۔ شاید مشائخ کی باتوں نے اس کو غلطی میں ڈال دیا کیونکہ مشائخ نے بھی حضرت حق جل جلالہ کے ساتھ کلام و کلام کیا ہے ۔

لیکن جانتا چاہئے کہ خلائع نگہدار اس کلام کو حضرت حق سبحانہ کے ساتھ ایسی محبت نہیں
 دیتے جو کلام کو اپنے حکم کے ساتھ دیکھیں۔ بلکہ ایسی محبت ثابت کرتے ہیں جو مخلوق کو اپنے
 خالق کے ساتھ ہے اور اس میں کوئی غمخوار و تباہی نہیں ہے۔ *

حضرت مومن علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جو شیخ مبارک سے حق تعالیٰ کے
کلام کو سنا۔ تو اس کلام کو حق تعالیٰ کے ساتھ وہی حقیقت تھی جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہوتی
ہے نہ کہ وہ نسبت جو کلام کو اپنے منظم کے ساتھ ہوتی ہے۔ اولیٰ سے ہی وہ کلام جو انحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث میں نقل کیا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھی اس کلام کو بھی حق تعالیٰ
کے ساتھ وہی حقیقت تھی جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہے۔

کامل کلام ہے کہ وہ کلام بھی حق تھا لے کی کلام ہے احساس کا نثر کا کافر و نیکو ہے
گویا حق تھا لے کی کلام، کلام عقلی کلام نفسی کے درمیان مشترک ہے جس کو حق تھا لے
کسی دوسرے کے دوسرے و یکاد فرما ہے پس کلام عقلی جس حق تھا لے کی کلام ہوگی ناچار اس کا مرکزی
کافر ہوگا۔ فاعلم فان هذا التحقيق يختلف في كثير من المواضع والله سبحانه العليم

پس یہ کہ قیامت بہت جلد آئے گی۔ اور نہ تو قیامت آئے گی۔

جانتا ہے کہ وہ جو برحق ہے اس میں برائیت اس میں تو مہمات کی ہیں بلکہ نیت
 و جہ ہے۔ ملک کے علم و ادب کے علم کے مقابل میں آیا تھا ہے۔ اور قہر کے دیہ کے
 مقابل میں قہر کے دیہ کے مقابل میں ہے۔ ایسے ہی تھیں کہ وہ جو ادب کے مقابل میں
 مقابل میں آئے تھے۔ یہ کہ طرح ہو سکتا ہے کہ کچھ دھوکے و دھوکے کے
 قہار کے باعث ملک میں پڑ جائے کہ اگر وہ قہار کے مقابل میں ہو تو اس پر حقیقت کے
 طور پر ہے یا کہ وہ قہار کے مقابل میں حقیقت ہے۔ وہ دوسرے خود پر طریق مجاز یا
 نہیں جانتے کہ وہ قہار کے مقابل میں حقیقت ہے یا کہ وہ قہار کے مقابل میں
 کا اطلاق کرنا تو اس کے لئے ہے۔ اور قہار کے مقابل میں حقیقت ہے کہ وہ قہار کے
 خواص۔ خاص سے خاص ہے۔ اور اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 کی دلالت ہے۔ اور اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 تمام میں ہیں۔ جو ادب کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 جانتے ہیں۔ اور وہ اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 کو مطلق و جو اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 کے صفات اور اعتبارات کی طرف مائل رہتے ہیں۔ نہ کہ جو کی حقیقت اور ذات کی طرف۔
 تاکہ ایک حقیقت ہو اور دوسرا مجاز۔ اور اگر وہ متعلق ہو عوام کے قہر سے قہر کے مقابل میں
 اور انہیں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 ملک کے وجود پر حقیقت و جو کا اطلاق کریں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اس واقعہ
 سے جو دیکھتے ہیں کہ جو اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 تاکہ حقیقت کے طور پر ہو جو ہو۔ اس کو وہ اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 ہیں۔ اور اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 ہیں اور وہ اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 وہ جو دیکھتے ہیں کہ جو اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 اس طرح تصریح کی ہے کہ جو اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں اس کے مقابل میں
 ملک میں ہو جو ہے۔ اس عبارت سے بھی ملک کے وجود کی ہی نفی کرتے ہیں۔ غرض ملک کا وجود

عاجت اُنہی کے لئے تیار ہوئی تھی۔ تاکہ ہر قسم کے لالچ و رشوتی میں اس کو
 دیکھ سکیں۔ نیز نظامی لوگوں کو کتاب کی روشنی کے باوجود سستا دین کو دیکھتے ہیں۔
 جس کی کتنی غصہ ہوئی۔ وہ سستا دین کو نہیں دیکھ سکتے۔ پس مکتب کا جو دو دن میں سستا
 دینے کا جو دینا ہے کہ جو تیر نظامی ہے وہ دیکھ سکتا ہے۔ جو غزوہ نظامی ہے اس میں
 ہے نصیب ہے۔

الکر کوئی ہو چکے کہ حوام باوجود ضعف بغیر درگزی بصیرت کے کس طرح ممکنات کے
وجود کو دیکھ سکتے ہیں حالانکہ جو در واجب تعلق کے افور کی چمک سہ کی دیکھنے سے مانع
تو ہیں گستاخوں کہ حوام لوگ ادب اب علم میں سے ہیں نہ کہ ادب اب میں سے ہمارے منظور اب
کی نسبت ہے نہ کہ ادب اب علم کی نسبت کیونکہ ادب اب علم میں سے مانع میں خود چمکے
کے افور کا غور ان کے حق میں منع ہے۔ پس جو ممکنات کے دیکھنے سے مانع نہ ہو وہ تمام
یہ کہتے ہیں کہ افور کا غور جو ممکنات کے دیکھنے سے مانع ہے نہ درجہ ممکنات کے علم
مانع ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت اس ماہر تاجہ کی مشاہدہ کے علم مانع انقلاب سے ہی حاصل نہ ہوتا ہے
بہر حال یہ مسئلہ اس سے بھی متغیر ہو سکتا ہے جیسے کہ درجہ روشن میں آفتاب کی روشن کے باوجود
تلسلس کے وجود کو علم ضیف نظر والوں کو ہی حاصل ہے۔ اسی طرح حوام کو جو ممکنات کا علم حاصل
ہے نہ کہ جو ممکنات کا مشہد کیونکہ مشہد ممکنات بصیرت سے ہے اور ان کی بصیرت کی کچھ
گوشہ مشہد و کسہ ہو یا کموت۔ جبروت ہو یا لا بوت ۴

اے عزیز اہل ایمان! میں اس کثرت میں خواہ اس کے ساتھ شریک ہیں۔ اور کہنی باتوں میں
بھی مان کے درمیان شرکت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ نبیلہ صلی اللہ علیہ وسلم، اسلام بہت سے
اہل علم و ادب کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ وفیات ابن عباسؓ کے ساتھ بیٹے سنے میں امام
کی طرح گزارہ کرتے تھے۔ لہذا اب ایسا حال کے ساتھ حضرت عبداللہؓ و اسلام کے حسن معاشرت
کی خاطر مشورہ رہیں +

منقول ہے کہ ایک مسیحی بزرگ نے اپنے آدھار کے نام سے ایک شخص کو
 قتل کیا اور اس کے لئے ایک مسجد بنوائی۔ یہ شخص ایک مسیحی
 شخص تھا۔ یہ شخص ایک مسیحی شخص تھا۔ یہ شخص ایک مسیحی شخص تھا۔

مستحق کے وہ وہ کے ساتھ کائنات شہدی مال لے اور ہیبت ہر جگہ تو اس کے سامنے
شہدی ایمان فرسے ساتھ بدل بلے اور اس کا سامان ہر جگہ کے ساتھ ہے لیکن اس کے
غیب نے نیلے میں مسئلہ وہ اس کی متابعت کے باعث اس کا حکم ہر جگہ رہا ہے
اور نظریات سے کل نکلا ہے •

صاحب سے مراد اس کے ساتھ غریب بنی مملکت نیا کیونکہ اس نے نیا عالم میں
میں ان میں ہے اور ایمان یا غیب جو عالم میں بنی کی طرف منسوب ہے اس کے تمام میں ہے
بشر بن سمہ ایمان ہے جو نیلے میں مسئلہ وہ اسلام کی تقلید پر وابستہ ہے اور قال شد
اور قال رسول سے تعلق رکھتا ہے •

سوال : اس نے فرمایا ہے کہ ایمان کہتا ہے ایمان تقلید ہی سے بنتا ہے ۔
جتنے کہبت سے صاحب مسئلہ کہ ایمان کی شرائط میں سے مقرر کیا ہے اور ایمان
تقلید ہی کو مستحب نہیں جانتے اور تو نے ایمان تقلید ہی کو بہت کرنا ہے ؟

جواب : وہ ایمان جو دنیا کے عظیم مسئلہ وہ اسلام کی تقلید سے حاصل ہوتا ہے
وہی ایمان مسئلہ الی ہے کیونکہ صاحب تقلید و دلیل کے ساتھ بانٹتا ہے کہ ایمان مسئلہ
و اسلام تبلیغ رسالت میں صادق ہیں کیونکہ وہ شخص جس کی اشرفیہ منجات کے ساتھ
تقلید ہی کرے بیشک پتا چڑھتا ہے ۔ پس نیلے میں مسئلہ وہ اسلام میں کی تائید ہجرت کو
ساتھ ہوتی ہے ۔ سب کے سب ساق اور راست ہیں تقلید غیر مستحب ہے کہ ایمان اس میں
اور اس کی تقلید کرے اور ایمان عظیم مسئلہ وہ اسلام کی صداقت اور ایمان کے تبلیغ کی
حقیقت کو منظور نہ کرے ۔ یہ ایمان اکثر ملنا کے نزدیک مستحب نہیں ہے +

باقی ماہ مسئلہ الی جا رہا ہے نظر مطلق ، اپنے مقدمات کے ساتھ حاصل کرتے
میں اور صفحہ دیکھنے کی ترتیب سے ایمان غیر قلم کر تے ہیں ۔ یہ مسئلہ الی ایک ایسا
امر ہے جو مکان کے نزدیک و قوس سے دور ہے ۔ اور مقام مسئلہ الی میں اس کی حقانی
کے ثبات کے لئے ۔ باب تعلیم سے مولانا جلال الدین جوانی میا معلوم نہیں
اور یہی کوئی گنہگار ہو کیونکہ وہ محقق میں سے اور متاخر میں ۔ اس نے اس امر عالی کے ثبات
کو تعلیم بہت کو غرض کی ہے باوجود اس امر کے اس کے مسئلہ الی مقدمات میں سے
کوئی ایسا مقدمہ نہیں ہے جس میں اس کے مسائل کے عشق میں یا غرض کے ساتھ عشق ہے

ہوں اور یہ ہے اچھا مست اس لئے ہوں۔ میں نے سترہ مل پر قیامت ہی افسی ہے
جو ایمان کو مفلح نہ کر سکتا ہے حال کر سے اور نیا جہلم مقصدہ اسلام کی تقلید اس کی چلی
اور مدد کرے ♦

وَقَدْ نَزَّلْنَا آيَاتِنَا أَنْزَلْنَا وَأَتَيْنَا الرَّسُولَ فَالْتَمَسْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ سَلَب
ہاں سے ہم نے اس کے ساتھ ایمان لے کر لئے تانا لہذا اور اپنے رسول کی تابعداری کی
پس ہم کو شاہدین کے ساتھ کر ♦

کتب ۲۷

اس بیان میں کہ سادہ کو نہ ہے کہ اپنے شیخ کے طریق کو انہی پر سے اور دوسرے شیخ
کے طریق کی طرف التفات و توجہ کرے۔ ہمارے اس کے برعکس اجماع ہے کہ
قون کا پھر اعتبار کرے کہ وہ شیطان پر ایمان ہی دشمن ہے۔ اس کے کردار و
فائل نہ چاہئے۔ اس کے مناسب بیان میں حضرت اخصاء الدین احمد
کی طرف صاف دیکھا ہے ♦

أَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ خَلَّاهُ اللَّهُ لِيُفْتِنَهُ أَفَلَا يَتَذَكَّرُ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو گواہت دی کہ
تو ہم کو گواہت نہ چلاتے۔ بیشک ہمارے بکے رسول جی بات و سننے ہیں ♦
آپ کا بزرگ بہت نامہ جانتے ہیں کہ اس کے حق کے کام لیں ہوا تھا۔ پینہ بڑی
خوشی حاصل ہوئی۔ بخدا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو جزائے فیروزے ♦
آپ کو کھانا یا پھر شاکر سات کے منع ہونے کا بنا لہذا وہ کے منع ہونے کو چھٹی ل
ہے۔ جو تیرے نصیبوں اور غیر تیرے شعروں کے بڑھنے سے مراد ہے۔ یہیں ملاوٹ پر مشتمل نہ تھا
اور بعض اس جگہ کے ایجنہوں نے ہاتھ میں پائے تھے کہ وہ کو سلام کہ کیا ہے کس
جس کو وہ خواہی سے بہت خوش ہیں۔ ان پر وہ نہ تھا کہ بہت مشکل ہے ♦
میرے خدوہم اگر واقعات کا کچھ بتا دیتا تو نہ تھا اور ہواؤں کا کچھ جہر نہ
ہوتا۔ تو وہ یہ کہ یہ وہی کی حاجت نہ تھی۔ اور طریق میں سے کسی ایک طریق کا لازم پکڑنا
معلوم ہے۔ جو نہ کہ ایک عہد اپنے واقعات کے حقائق عمل کر لیتا۔ اور اپنی خوابوں کے

میں سے ہے صاحب آپ کے ساتھ کام دہان ہے۔ اور اگر یا فرزند آپ سے ماوراء النہر
یا ہندوستان کو یہ کہی خوش پیدا ہو جائے۔ تو وہیں آپ کا کام تمام شیخ حسن ہے۔
اس کے حق میں اپنی منکاف و توجہ کو بڑی د نظر رکھیں صاحبیت کو کشش لرز میں تاکہ فریدی
علوم این کی تکمیل سے جلدی مانع ہو جائے۔ ہندوستان کو کبیر آپ کے حق میں ہی نصرت ہے
مدرس کے حق میں بھی۔ و ذقنا اللہ شیخانہ و آیا تاکہ الاستقامۃ عقلیہ علیہ الامداد
علی صاحبینہ المصلوۃ و السلام و التحیۃ۔ اور دعا ہے ہم کو اور آپ کو مستطعمین شہادت
معاذ اللہ +

آپ نے کہا تھا کہ اس بار کے لئے چھ مہینے ہو گئے ہیں کہ ترقی واقع ہو چکی ہے
 ہرچیز اس کو نصیب اور بے شمار کی حالت اور ادوار و طبعیات سے حاصل ہوا تھا۔
 حالت پیدا کی جس کو نصیب ہے +

یہ ہے خدمتِ الہیہ و یہ ترقی پر کچھ دلالت نہیں کرتی، خود غصہ میں دیکھیں اپنے شریک
میں کچھ خدمتِ الہیہ اس سادہ میں ہے کہ حق تعالیٰ کے فیرو کو کچھ نہ دیکھیں اسادہ میں جس کے
امداد کا خیال ہے۔ اس سے متنت کہ امتیاز کو حق تعالیٰ کا فیروز دیکھے اور اس سے کہ عنوان
بہتر ملے۔ یہ نگہ بات بکواسے خود کثرت جی ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ کے فیرو کو کچھ نہ دیکھے اور
نہ مانے۔ اس حالت کو ناسے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس طو کی مسائل میں سے یہ پہلی منزل ہے
وہ کہ وہ خیر علیہ السلام۔ ورنہ فیاضہ عجیب ہے۔

[illegible]

فقیہ و فقیر تھے سلامتی تمامہ کے لئے دعا کی انتہا کرتے ہیں۔ والسلام

سینے اللہ کرتے ہیں۔ جیسے کہ سہل نسویؒ نے کہا ہے: یعنی عبادت کی انتہائی صورت
 ماس ہلے تک ہی ہے۔ بعد ازاں شخص نے یقین کے سینے اللہ مجھانہ کے کہنے میں
 اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ عبادت کی صحبت کی انتہائی حد تک کی معرفت ماس ہو جانے
 تک ہے۔ ذکر نفس عبادت کی تباہی کو نہ یہ امر احوال و ذوق تک پہنچانے والا ہے۔ اور یہ لوگ
 خیال کرتے ہیں کہ عبادت کی عبادت۔ بالی ہے۔ یعنی عارف اس واسطے عبادت کرتے ہیں کہ
 ان کے مقصدی اور پس منہ ان کی اعتقاد کریں۔ نہ یہ کہ عارف عبادت کے محتاج ہیں۔ اور اس حال
 کی تائید میں شائع سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے: جب تک یہ منافق اور منافق نہیں ہو جاتا
 وہ مرد اس سے نفع نہیں حاصل کر سکتے۔ **خَذُّهُمُ اللَّهُ بِأُخْرَىٰ فَتَلْقَاهُمْ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ** اور منافق
 ان کو خود اس سے یہ لوگ کیسے حاصل ہیں۔ عارفوں کو عبادت کی اس ضرورت حاجت ہے کہ اس کو اس
 مضبوطی جتنوں کو حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے عروج و جہالت پر ہی وابستہ ہیں۔ اور ان
 کی ترقیاں شش و شمس کے احکام کے بہاؤ سے بڑھتی ہیں۔ عبادات کے ثمرے اور ثمرے جن کی سید
 علوم کو اکل قیامت کے دن ہے۔ انہوں کو وہ ثمرات آج ہی حاصل ہیں۔ پس یہ عبادت کے
 زیادہ مستحق ہیں۔ اس لیے کہ شریعت کی زیادہ حاجت ہے۔

جانتا ہے کہ شریعت ضرورت اور حقیقت کے مجرّم سے مراد ہے۔ ضرورت
 ظاہر شریعت ہے اور حقیقت باطن شریعت۔ پس فقر و لبیبی پوست و مغز، دو ضرورت
 کے اجزاء ہیں۔ اور مکمل و قضا بہ دونوں اس کے افراد۔

علمائے کبار نے اس کے فقر و کفایت کی ہے اور علمائے باطن نے اس کے فقر و
 لب کے ساتھ مع کیا ہے۔ اور مجرّم صورت و حقیقت سے خطہ افراسل کیا ہے۔ پس
 شریعت کی اس شخص کی طرح جو صورت و حقیقت سے مرکب ہے تصور کرنا چاہئے۔ ایک حالت
 سے اس کی صورت کے ساتھ تعلق پیدا کرنا اور اس کی حقیقت سے الگ کرنا۔ اور ہدایہ
 و جود کی کے سوا اپنا پیر مقدم کسی کو نہ جانا۔ یہ لوگ علمائے فقر ہیں۔ اور دوسری جماعت
 کے لوگ اس کی حقیقت کے اقرار ہو گئے۔ لیکن اس حقیقت کو شریعت کی حقیقت نہ جانتا۔ بلکہ
 شریعت کو صورت پر محدود رکھا۔ اور فقر خیال کیا۔ اور اس کے ساتھ کو تصور کیا۔ اور باوجود
 اس کے احکام شریعت کے بھلائے نہ ہوئے۔ اور صورت کو نہ سے نہ دیا۔ اور
 احکام شریعت میں سے کسی ایک حکم کے ترک کرنے کے لئے کو بطل اور ضائع نہیں ہوا اور اگر کو بجا

یہ لوگ غلط تھے، انہیں جنوں نے حق تعالیٰ کی ہمت میں اس کے سامنے سے قطع معلق کیا ہے۔ ایک سادہ دل کے دل میں ہر شریعت کو صورت اور حقیقت پر موقوف جانتے ہیں۔ اور عقرب و ثقب کے گوندہ یقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک شریعت کی صورت کا حامل ہونا اس کی حقیقت کے حامل ہونے کے بغیر اقصیٰ سے ساقط ہے۔ اور اس کی حقیقت کا حامل ہونا صورت کی ثبات کے بغیر نام و ناقص ہے۔ بلا صورت کے حامل ہونے کو جو حقیقت کے ثبوت کے بغیر اس کو بھی معلوم ہی سے ملنے ہیں۔ وراثت و خیر تصور کرتے ہیں جیسے ملک و خاں و روم و یمن کا حامل ہے۔ اور صورت کے بغیر حقیقت کا حامل ہونا محال تصور کرتے ہیں۔ اور اس کے قائل کو نزدیک و غلط کہتے ہیں۔

غرض تعلیم ظاہری یا عقلی کمال ان بزرگواروں کے نزدیک کمال و کمال ہے جس میں معلوم و معارف فلسفیانہ ان عقاید کلاسیک پر وابستہ ہیں جو اہل سنت و جماعت کے لئے ثابت ہو چکے ہیں۔ خوار و شہداء و شہادت کو حق تعالیٰ کی جہان اور جہانوں کی ایک مسئلہ کے اور مسائل کلاسیک سے ہے۔ یا نہیں جانتے۔ اور ان احوال و مواجہات و تقابلات کا کوئی کوئی شش و شش و شش کے کسی علم کے بغیر غلط ہے۔ ہم جو کے برابر نہیں فرماتے۔ اور ایسے علم کو مستراح خیال کرتے ہیں۔ اَوَلَمْ تَرَ اَلَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فَاَتٰهُم مِّنْهُ فَيَلْمُوْنَہُ اَنۡ اَمَّا لَہُمۡ اَلْاَلۡفَیۡدُ۔ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ پس تو بھی ان کی ہدایت چیل۔ یہ لوگ اللہ سے راہیں ہیں جن کو حقیقت کا حامل و مخلص و مخلص ہے اور انہیں حقیقت کو نہ دیکھنے کی برکت سے ان کو شریعت کی حقیقت تک پہنچا دیا گیا ہے۔ برحق و برحق ہے کہ اگرچہ وہ بھی حقیقت کی طرف متوجہ ہوں اس کے ساتھ گمراہ ہیں۔ اور حق و حقیقت کو شریعت کو سمجھنے میں موقوف نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے حقیقت کو شریعت کے ساتھ جاتا ہے اور شریعت کو اس حقیقت کا پرست تصور کیا ہے۔ اس لئے اس حقیقت کے ظلال میں سے کسی غلط میں نہ پڑتے ہیں۔ اور اس حقیقت کے اصل حالت تک پہنچنے کی راہ نہیں دانی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ولایت عقلی ہے اور ان کا قرب مصفاقی۔ برخلاف فلسفہ و فہم کی ولایت کے کہ عقلی اور اصول سے اصل تک پہنچنے کا راستہ پایا ہے۔ اور ظلال کے تمام جہانوں اور پردوں سے گذر کر پہنچنے ہیں ان کی ولایت نبیائے علیہ السلام و اسلام کی ولایت ہے اور ان کی ولایت انبیاء علیہم السلام و اسلام کی ولایت کا اظہار ہے۔

ابتداء میں قریرہ بکثرت قتل کیوں نہ کریں تو مشاہدہ سے ساقیا بیان کرنے سے اس
 ایک کچھ کمال نہیں ہے۔ اور ان تلواریں اور گلاہے سفید سفید بیان کی ہیں مشاہدہ کے کثرت
 کے باعث ہے۔ کثرت قتل۔ اور ان تلواریں کو اس سلسلہ سے جو چھپانے کے قابل ہیں مخصوصہ ذکر
 قتل کیے کہیں انصاف نے نہ جمل مشاہدہ بیان قریب اول میں لکھا ہے۔

مُلحِ اَلْفِ اَلَامِ، صِحِّصِ اَلْعَمَرِ اَوَّلِ حَتَّيْزِ كِ سَنَةِ دَهْ كِ مِیْ شِیْئِشِ
وَجَبَّتْ كِ اَلْاَزْمُ بِهْ دُفِیْوْ دُفِیْوْ

آخر کار یہ حضرت حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے کتابیات کی تدوین کا تصور سامان اس فقیر پر ظاہر کیا اور اس کی کمزوری کی استعداد کی زمین میں اس بیجا غریب سے ایک چھٹی سی نہ چھوٹی تو معلوم ہوا کہ عام رہنمائی کو بھی کتابیات کی تدوینات کا بہت حصہ حاصل ہے +

مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْنَا لَا يَخْشَى الْفِتْنَةَ وَهُوَ كَافٍ فِي الْغَلَّةِ
 لَقَدْ جَاءَتْكَ رُشْدٌ وَبَيِّنَاتٌ بِالْحَقِّ - اے تھانے کی حمد ہے جس نے ہم کو ہدایت دی اور
 اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے شیک ہمارے سب کے رسول حق باطل میں
 و اما سزا کو وہ کی تیسرے آپ نے طب زانی قس میں کو حضور خود کا تھا چہ ضرر
 رکھا گیا ہے۔ اسی واسطے ان کی نسبت کچھ نہیں کہا۔ کیا کیا جانے قلم اور سی منافق کی طرف
 جاری ہو گئی۔ اور میں صاف پیش آگیا۔ اُس سب سے کہ ساقی فرما دیکھو۔

والتفكير في كل ما يورث الفجاءة والفتنة في القلب والضمير
وعلى الخواص المشورات والشيخات العظام والامام هو آية الله في العالمين
ووليته في داره او حضرت محمد طه عليه السلام في داره في كل ما يورث الفجاءة والفتنة في القلب والضمير

کتب ۲۶۶

علم یقین اور دین الیقین اور حق الیقین کے بیان میں صلاح عبد الحمید کی طرف اشارہ فرمایا ہے :-

اور یہ علوم ان علوم سابقہ میں سے ہیں جو آپ نے توسطِ علیؑ میں تحریر کئے تھے۔ ان
عرفت میں نہایت شہرہ آفاق و انفس ہے۔ اور وہ مصنف جو اخیر میں لکھے ہیں ان میں انفس کو

شہداءِ آفاق کی طرح اور اس لیے کہ ان کی شہادت کے واسطے اور شہداءِ کائنات کی مانند یہ عرض کرنا
کہ اصل کلام ازلہ جان کر اس کے علاوہ اور کلام و معارف تھے ہی۔ جیسے کہ آپ کی کتاب میں مذکور
وہاں سے یہ بات ظاہر ہے۔

پہاں از شہدائے شہداء: خدا کے واسطے کہ وہیت ہے۔ جان سلوکِ حق تھانے و نہایت
کی ذات میں مسلم یقین ان آیات و مقامات کے شہداء سے مراد ہے جو حق تھانے کی ذات
پر ولایت کرتے ہیں۔ اور ان آیات کے شہداء کو سہ آفاق کہتے ہیں لیکن ان کی شہادت اور حضور
یہ نفس کے واسطے تھانے نہیں اور وہ ساکب کے اپنے نفس میں رہتا ہے۔
ذات کی ایک ریس بدو کہ جو ہے ملک نہ در خود
خود و در سے خود کہ خود تیز تر ہے کسی جا کہ اپنے تھانے پر میر
اور جو کہ اپنے باہر میں مشاہدہ کرے سبق تھانے کی ذات پر و نال و آثار کے مشاہدہ کی
قسم سے ہے کہ حق تھانے کی ذات مشاہدہ۔

قلب المتقین سید العارفین ناصر الدین غفر عنہ عبد اللہ قدس سرہ اللہ قدس سرہ
فراموش کہ سید و قسم پر ہے۔ ایک سیر تھانے۔ دوسری سیر سیر
سیر تھانے۔ بعد و بند ہے۔ اور سیر سیر و قربت قرب
سیر تھانے۔ ہے کہ اپنا مقصد اپنے دائرہ کے باہر طلب کریں اور سیر سیر پر ہے کہ
اپنے دل کے گرد پیر یا اور اپنا مقصد اپنے ہی سے طلب کریں۔

پس وہ تجلیات جو حق یا مثالی صورتوں میں اور آثار کے پردہ میں ہوں۔ خواہ کوئی
صورت ہو اور خواہ کوئی در خواہ جو۔ وہ نور خواہ رنگین ہو یا بیرنگ اور تھانے ہو یا غیر تھانے
وہ کائنات کو محیط ہو یا نہ ہو سب علم الیقین میں اصل ہیں۔

حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں قدس سرہ اللہ تھانے لمعات
میں اس طرح فرماتے ہیں۔

انگوشتا بہر مکان مجسم ہر دم خبرتہ این تھانے مجسم
ترجمہ: ہر جگہ پھرتا تھا میں جسم و مست تھانے کو باہر
اور این تھانے سے تھانے مجسم میں پھرتا تھا

اس مقصود میں مشاہدہ آفاق کی طرف اشارہ ہے۔ جو علم الیقین کے لئے طریقہ ہے اور

یہ شہود جو تفسیر و مذاکرہ میں یا بعد سلسلہ استدل کے اس کا کچھ ضروری نہیں۔
اس نے دوسری بار بھی کے شاہد کی وجہ سے وہ ایک کی حالت پر حالت کرتا ہے پس یہ
علم کے دائرہ سے نہیں نکل سکتا۔ اور نہ ہی میں یقین کے لئے کچھ سفیدہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی
مسلکہ و خود اس سے قائل ہو سکتا ہے۔

علم الیقین حق قائل کے شہود سے مراد ہے بعد اس کے کہ علم یقین سے
معلوم کر لیں۔ اور یہ شہود سائنس کے نام کا مستلزم ہے۔ اور اس شہود کے غیر میں اس کا
یقین باطل کم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دینہ شہود میں اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ اور اس
شہود میں خالی و مستطیل یعنی مستغرق ہو جاتا ہے۔ یہ شہود اس کا تعلق قیاس سے نہیں بلکہ
اور ایک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور معرفت بھی اس کو کہتے ہیں۔ اس اور ایک میں غلطی عام
شریک ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اس کا تعلق کا شہود حق قائل کے شہود سے اپنے نہیں ہوتا
بلکہ ان کے وہ شہود میں حق بل شائد کے سوا اور کچھ شہود نہیں ہوتا۔ اور عام کو یہ شہود مانع ہو
ہیں باعث ہے کہ اس شہود سے غافل اور اس اور ایک سے خبر ہوتے ہیں۔ اور یہ یقین یقین
علم یقین کا حجاب ہے۔ جیسے کہ علم یقین میں یقین کا حجاب ہے۔ اس شہود کی حقیقت
کے وقت سراسر حقیقت قائل ہے۔ علم کی اس میں ہرگز گنجائش نہیں ہے۔
بعض لوگوں نے فرمایا ہے کہ علم یقین، یقین یقین کا حجاب ہے اور علم یقین
علم یقین کا حجاب۔

اور نیز بعض نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی علامت جس نے مشرق قائل کو جیسے کہ
اس کے پچھاننے کا حق ہے ہر چاہا لیا، یہ ہے کہ اس کے سر پر وقف ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا
اس کو علم نہیں ہو سکتا۔ ایسا شخص اس معرفت میں کامل ہے جس کے سوا اور کوئی معرفت
نہیں ہے۔

اور نیز بعض نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ اللہ قائل کا عارف و فیض ہے
جو سب سے زیادہ حیران و پریشان ہے۔

حق الیقین حق قائل کے شہود سے مراد ہے بعد اس کے کہ یقین اور
جو جائے۔ اور یقین خالی اور نادر ہو جائے لیکن یہ شہود حق قائل سے حق قائل کی طرف
ہے۔ کہ نہ کہ لا یحل العطاء الا بالذلک الا مطا یا واپاد شائد کے طریقوں کو اسی کے انوش

بہ بزرگوں نے ان بزرگواروں نے اپنی سیر کی بات عالم سے کی ہے کہ جو توبہ کے قلب کے پرچہ
 بنی حلالی طرف دیکھتے لیکن نہیں۔ انہوں نے دوسروں کی۔ یہ جنہوں نے دوسروں کے جہاں
 سنت کو لازم کیا ہے۔ اور دعوت سے کناہ کیا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہر ماطر توحید میں
 سے زیادہ قریب ہے۔ یہی سنت کو لازم کیا بہت مشکل کام ہے۔ فطرتی جن توحید
 پرستوں کو خداوند بخدا غلط نہاد میں وہ لوگ جنہوں نے ان کے ساتھ دیکھا کہ
 ان کی ہدایت کا راستہ اختیار کیا۔

مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

تشنہ تیرا محبت کا خدا لا رہا ہے	کہ ہر ناز و نہ چہاں کہہ رہا ہے
از دل ماکت۔ جہاں بھیشک	سے برو دوسرے خود شکر طبع
قاصر سے کہیں طائرانہ طبع	عاشق شد کہ بارم نیاں ہی گویا
بر شیران جہاں تیرا چل سدا ہے	دو بار تیرا چہاں کیلئے چل سدا ہے
جیسے تو خدا سے ہمیں لکھتے ہیں	کہ تیرے ہی پیش قدمی کا اثر کو
دل ماکت نہ تیری محبت انکس	شکوہ تیرے کہ ہم غفلت اور غلطی کو
اگر تیرے کوئی گئے طعن ان کو	و لعل میں کہیں تیری نیاں پس اگر کو
جہاں کہیں تیرے چہاں میں چلے گی	نہیں چلے سے وہ تو اسکی ہمدردی

ترجمہ

دوسرے دیکھ قاضی محمد شریف کا نسبت سے ہوا ہوا رشتہ پہنچا چہ کلکلا
 کی محبت سے پر تھا، کمال فاش کیا مٹ ہوا، تیرے دماغ و عظم میں کہ چلے گی۔

تیسرے دو رخ ہو کہ شیخ حبیب اللہ کا مکتوب ہر قریب پہنچا، اس کے اپنے
 والد مرحوم کے فوت ہو جانے کی نسبت لکھا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ تیرے کہ
 سے کہہ پہنچا کہ تم پر جس بھلائی میں کہہ کہ ماہ فاتحہ و صدقہ و استغفار سے اپنے والد مرحوم
 کی امداد و اعانت کریں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ تیرے کہ ماہ فاتحہ و صدقہ و استغفار سے اپنے والد مرحوم
 اُذْ اَتَاہُ اَنْجَلُ اَوْ مَلٰئِکَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ۔ مردہ غریق کی طرح ہوتا ہے جو دعا کا منتظر رہتا ہے جو اس کو پہنچے
 یا باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے بھیجتی ہے۔

چوتھے واضح ہو کہ شیخ احمد ان بزرگواروں کا طریقہ انہوں کے بہت متاثر ہوا ہے

کے کمال قدر پہنچتے ہیں۔ وہ مبتدی اور متوسط جنہوں نے اس طریق کو لازم کر لیا ہے اور اس طریق کے ختمیوں کے ساتھ کمال محبت رکھتے ہیں۔ وہ بھی سیدہ امیں۔ اکلثہ مع من اختبوا۔ انہی اسی کے ساتھ ہے جس کی جس کو محبت ہے۔ دو مائت اور اوچھوڑوں کے لئے پڑی جاری بشارت ہے۔ اس طریق میں انیس ہزار بار اور دس شخص کے جو اس طریق میں داخل ہو کر اس طریق کے ادب کو منظور کر کے اور نئے نئے مصلحتوں میں اس طریق میں پیدا کر سکیں۔ اعلیٰ محبت کے برکتوں اپنے وقت حال و خیر ہوں پر فائدہ کرے اس صورت میں طریق کا کیا کئی دوسرے۔ وہ چھپنے اور تمام دشمنات کی ہمارے ہیں۔ اپنے اختیار سے کبھی طرف سے منہ پھیر کر پاکستان کی طرف

۱۸۳
 دسم درسی کچھ بکھریا
 ہیں ہر کوئی پڑی پاکستان
 توجہ میں نہیں جانے کا ہرگز
 کہ پاکستان کو باقی ہے وہاں

یہ اچھا نہیں ہے کہ اس طریق کے یاروں کی محبت اور مطالبوں کی سہولت کے باوجود آپ کو اس جذبے سے بھاگوں۔ اس سے اول میں اگر ان حدود کی سیر کے لئے اشارہ دیا تھا کہ شرط پر شرط تمام ادب ہی انیس شرائط پر مشروط ہے۔ ان شرائط میں سے ایک شرط ہے کہ اس طریق کے قلمبند کسی اور شخص کو اپنے فائدہ کے لئے اس مقام پر آکر اس کو وضع سابق میں کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ بلکہ جلد سے ترقی و اگر اس طرف توجہ نہیں تو ہو سکتا ہے۔ اس شرائط کے مساویان کے مساویان کو درجہ برہم کریں اور مطالبوں کی محبت میں فائدہ نہ لیں۔ اس سے زیادہ سہانہ کیا گیا جائے۔ اسلام

کتب ۱۸۳

حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدیہ

امان کے کچھ اہل کے بیان میں میاں بیچ الدین کی طرف صادر ہوا ہے۔

اَنْكَلَمْ يَلَوْاْ وَسَلَامًا عَلٰى هٰذَا وَ الَّذِيْنَ اَصْنَعُوْا اَلَمْ تَرَ تَاْمَلُ كَيْ حَسْبَ اَدَا

اس کے برگزیدہ جنہوں پر سلام ہو

یادداشت سے حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال کی

نہایت حیرت انگیز کہ تھے۔ جو تھے تھے ان کے مال پر پوری پوری اطلاع نہ دینی تھی

اس لئے جو اس میں توقف کیا کرتا تھا۔ آج صبح کے وقت میں دیکھا کہ حضرت الیاس و حضرت خضر

علی بن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھ کر وہ لوگوں کی صورت میں متحیر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے
 حضرت سے عظمت و تعظیم کا اندازہ نہ کیا تھا۔ فرمایا کہ تم عالم ارواح میں سے ہیں۔ حق تعالیٰ
 تمہارے لئے ہادی و مددگار کو ایسی قدرت کا واسطہ فرمائی ہے کہ کرباسام کی صورت میں حشر
 ہو کر وہ کام جو جنوں سے قویٰ تر ہے یعنی حیاتی حرکات و سکنات اور جدید طاعت و
 عبادت باسی ارواح سے صادر ہوتی ہیں۔ اس اثنا میں پوچھا کہ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ
 علیہ کے مذہب کے موافق بنانا دوست نہیں۔ فرمایا کہ ہم شیعہ فہم کے ساتھ مطلق نہیں ہیں
 لیکن چونکہ اغلب ممالک کے امام ہمسایہ ہیں اور قطب امام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب
 پر ہے اس لئے ہم بھی اس کے پیچھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق بنانا
 چاہتے ہیں۔

اس وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی طاقت پر کوئی جرم مرتب نہیں ہے۔ مگر طاقت کے دوا کر کے اس طاقت کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں۔ اور جہاد کی صورت کو مدنظر رکھتے ہیں۔

اور میں معلوم ہوا کہ روایت کے کمال اور خیر شرف کے ساتھ مرافقت رکھتے ہیں
۱۱۔ کہ وہ صحت نبوت کی نسبت آخر حق کے ساتھ ہے۔ ابراہیمؑ اس امت میں کوئی پیغمبر
میں شہد ہوا، تو آخر شرف کے ساتھ مل کر تھا۔

اس وقت حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحب مدظلہ کے اس سخن کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی
جو انہوں نے فضول مستہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
نزل کے بعد امام اعظم وحق ائمہ تالیف کے ذمہ ب کے موافق عمل کر چکے۔

میں وقتِ دل میں گزرا کہ ان دونوں بزرگ آدموں سے کچھ سوال کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ جس شخص کے محل یا شہر تعین کی غنایت شامل ہو۔ وہاں ہمارا کیا دخل ہے۔ گویا انہوں نے اپنے آپ کو درمیان سے نکال دیا۔ موصرت ایتیس غلغلیہ بنو علیہ السلام نے اس غلط فہمی میں کوئی بات نہ فرمائی۔ وہ ہنس رہے تھے۔

اگرچہ اصل کی تفسیر نہیں کر سکتے لیکن باب میں اس کی اصل ہے۔ مگر حقیقت یہی تھی اور پھر ان کے
 فاقہ میں سارا جواں کھینچ کر تاجہ شیعہ کا کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ وقت بشیر زمانوں کے بعد ظہور کیا
 آئی ہے۔ اور ایک کس وقت سے سزاوارا لگاتے ہیں سارا دوسروں کو اس کے علم کے سوا
 کر کے اس کے فیصل بنا رہے ہیں۔ اور اگرچہ یہ صلاوات و تسبیحات میں اس میں بہت
 کے بعد بہت بڑا کرتے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک پہلے اپنے اپنے حکم تہذیب کے
 ساتھ تھیں ہوتا تھا۔ اور دوسرے دینی کے لیے مصلحت تھی۔ اور اس کی تہذیب کے ساتھ ساتھ
 ہوتے تھے۔ اور دعوت میں انہیں کے احکام پر کفایت کیا کرتے تھے

خاص کر سندھ و ہندوستان

ترجمہ خاص کر سندھ و ہندوستان ہر عام کا

مکتوب ۲۸۵

سلاطین و قسروں کے حکام اور بعض ان سادہ کے بیان میں جو حق سے غفلت
 رکھتے ہیں۔ یہ سید حبیب اللہ انکڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَللّٰهُمَّ قَدْ اَعْلٰی سُلْطٰنُکَ فِیْ عَمَلِکَ
 پر گزیدہ بن۔ وہاں پر سلام ہو

یہ اس آؤ شہد اللہ تعالیٰ طریقہ الہیہ ادا قاتلہ صراط الایمان الہیہ
 تجھ سید سے راستہ کی حمایت دی اور حمایت کے راستہ پر چلنے کے

جان کے کہ سلاطین و دوجان لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے جس کے احوال متبذرا
 اوقات قبل ہوتے رہتے ہیں۔ یعنی کسی حاضر میں اور کسی غائب میں بھی مقررہ پانچ اے
 اس۔ اور کسی قاعدہ کو کرنے والے، یہ لوگ رہا باب کلوب میں، جو تعلیم و تہذیب کے مقام
 میں ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف دوسرا ایک ہم سے دوسرے ہم کی طرف
 منتقل اور متحول ہوتے رہتے ہیں۔ سارا کاتون ان کا قاعدہ وقت ہے۔ اور اس میں وہ کاتون
 ہر زمانہ کے مقام کا حامل ہے۔ اور وہ تمام ان کے حق میں بحال ہے اور استمرار وقت ان
 کے شان میں شکل ہے۔ یہی قبض میں ہیں اور یہی بستر میں۔ یہ لوگ اپنا الوقت یعنی وقت کر

ذو النون مصری رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے سادہ پیچہ من و دہمہ ایا من
الطریق من و دہمہ لا دہمہ غیر ہرچہ کہ یہ طریق سے دور جو اصل ہو گیا وہ نہیں چلا اور
یادداشت یہ ضرور قابل ثبات کے ساتھ دو ام صورت سے مراد ہے۔ حضرت مولانا صاحب قس ہرچہ
کے طریق میں سرسبز ہے غرض دو ام وقت سے آگاہ کن کارسانی کی علامت ہے۔ اور بعض
شاخ ہرچہ وغیرہ کی اس بات کے قابل ہیں کہ وہ اس کا صفت بڑھت کی طرف ہرچہ کا
جائز ہے۔ اور اس سے وقت کا ادنیٰ نہ ہوا منہم ہوتا ہے۔ ان کا خلاف جوع کے
جائز ہرچہ و دہمہ میں کہہ کر جوع شکست افق نہیں ہے۔ ہرچہ غرض قتل اور پیچہ جیسے کہ
اس کے جانتے اور ان پر پوشیدہ نہیں ہے۔

پس شاخ کا اجراع اصل کے صم۔ جوع پر ثبات ہو گیا اور بعض کا خلاف جوع
کے ہرچہ کی طرف طرح ہوا۔

مستیوں میں سے ایک گروہ کے لوگوں کا یہ حال ہے کہ حال وصل کے درجات تک
کسی درجہ تک پہنچنے کے بعد چل ویزال کے شاہد سے ان کو قوی بردوت حال ہو جاتی ہے
اور نسبت تلافی کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے۔ جان کو شانل وصول تک جوع کرنے سے
بڑھ کر جاتی ہے۔ کہ نہ شانل وصول بھی تائے ہوتے ہیں۔ اور قرب کے حاجت نہایت تک
سے نہیں چھوڑتے لیکن اگر وہ اس بردوت کے مروج کی غرض اور حال قرب کی آئندہ رکھتے ہیں
اس صورت میں ان کے لئے صل فائدہ مند اور مست بخش ہوتا ہے۔ ہر شری صل کی مدد سے ان کو
شانل قرب کی طرف مروج میں ہوتا ہے اور نیکیوں کے بعد ان شانل سے نیچے آجاتے ہیں
لیکن اگر وہ ان مقام سے کوئی نہ کوئی شک اپنے ہوا کے آتے ہیں اور اس رنگ میں
شک جاتے ہیں۔ یہ قید۔ فقہ کے بعد نہیں ہے کہ نہ تقدیر ان کے حق میں مفقود ہے۔ بلکہ وہ ام
وصل کے باوجود یہ وہ شانل وصول کی طرف ترقی کرنے کے لئے ہے۔ مستیوں اور مدد وصول
کا تمام دو جہاں قسم سے ہے۔ لیکن بقا و بقا کے بعد ان کو اگرچہ جذبہ طاعتیت ہے لیکن چونکہ
بردوت قوی رکھتے ہیں اور جذبہ شانل مروج تک ترقی حاصل کرنے کے لئے ان کو کافی نہیں
ہوتا۔ اس لئے طاع کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور شاخ میں سے ایک گروہ کے لوگ ہرچہ کے
لغز و جذبہ کایت تک پہنچنے کے بعد مقام بندگی میں آتے ہیں۔ اور ان کے ارواح فکر
کی مراد مست کے یہ جناب قس کی طرف مروج ہوتے ہیں۔ اندر کئی نفس ملتے کے مقام سے

جو مقام بنایا میں کھنکھانے والا ہو چکا ہے۔ ان کے روح کو چھپتی رہتی ہے۔ اور ان کے روح
کو اس مادہ کے باعث طلب کے ساتھ نام نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔

ان بندوں کا تمام مبادات کے ساتھ ہے۔ انسان کی تسکین بند کی اور اس کے
حق اور اس کے میں جاتی ہے۔ جو دنیا کی خواہش ان کے غایت میں کم ہوتی ہے۔ اور ضرورت
شوق ان کے باطن میں گہرا ہوتا ہے۔ اس تکلیف کی متابعت ان کے وقت کی پیشانی ہے
ظاہر ہے۔ انسان کی ہیئت کی انکسنت کے تابع کے سر سے نہیں ہے۔ اس سطر
یہ لوگ تیز نظر والے ہیں۔ یہ لوگ فور سے اس چیز کو دیکھ لیتے ہیں۔ جس کے دیکھنے سے خود
کے لوگ عاجز ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ غریب کتب رکھتے ہیں۔ لیکن لڑائی میں۔ اور اہل دوست سے غریب
اور اسی مقام میں شانِ عظیم اور تعظیم ملنے لگتی ہیں۔ ان کو سلام دو جب کہ حاجت نہیں ہے۔ بلکہ
ان کے لئے سلام کا کام دیکھا گئے ہیں۔ اور اہل کی ذمہ داریت شروع سے کفایت بخشی ہے۔
ان ایک کو اہل تابع وہ جس کے اکثر مقتدر لوگ جو ان بندوں کے شانِ عظیم سے واقف نہیں
ہیں۔ وہ کہنے آپ کو حقائق بیان کرتے ہیں اور ان کو ناہم سمجھتے ہیں۔ گویا یہ لوگ عشق و محبت
کو قصور و جبر میں غصہ مانتے ہیں۔ اور رشتہ میں سے ایک شکر کے لوگ ہیں جن کو سب سے
کے تابع کہنے اور تقاضا کے ساتھ اتفاق کرنے کے بعد غریب قوی غایت فرماتے ہیں۔ اور غریب
عاجز کی دینی سے کشاکش کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں میں رعد و برق کا کھڑکیں ہوتا تھلی
تمام ان کے لئے ناجائز ہوتا ہے۔ یہ لوگ غرق میں اور غریب کے تعلق نہیں ہوتے۔ سلام
و قص ان کی طرح کی شکر و جبر میں غل نہیں پاتے۔ اور ہمدردی ان کے ساتھ کچھ کام نہیں ہوتا
اسی وجہ سے ان کے ساتھ نہایت انتہایت درجہ تک جہاں تک ان کو مل سکتا ہے پہنچ جاتے
ہیں۔ اور ان کے غصہ سے ملنے والے ایسا آؤ سب کے مسیو سے اس مقام سے جو ان کے غصہ سے ملنے والے
ہے۔ اس کے لئے غصہ سے ملنے والے ایسے ہیں۔ اس قسم کا وصول کردہ افراد کے ساتھ غصہ سے ملنے والے
کو بھی اس مقام سے کچھ مل نہیں ہے۔ اگر غصہ فضل ایسی ہی شان سے نہایت انتہایت کے
اس قسم کے اہل کو عالم کی طرف واپس لائیں اور مستعدوں کی حریت اس کے حوالہ کریں۔ تو اس کا
فصل تمام بندگی میں آتا ہے۔ اور اس کی معوض غصہ کی مہارت کے بغیر غریب سے اس کا اثر
متوجہ رہتا ہے۔ اس شخص کا کلام خودیہ کا جامع اور کمال کا طبع کا حامی ہوتا ہے۔ اور غریب
رہتی اور اس کی غلبہ اور اس سے زکوٰۃ دتا۔ اور تقاضا ملنے کے علم اور اس کے اہل کے ساتھ

اس کو حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر قسم میں ہوتا ہے۔ وہ اس میں داخل ہے دھل۔ دھل دھل سے
 گزرا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں کمال کمال بہت سی عزیز الوجود اور نایاب ہے۔ اگر بیمار زنا فروش کے
 بعد بھی ظہور میں آجائے، تو بھی قیمت ہے۔ ایسے شخص کے وجود سے جہان منور ہوتا ہے۔ اور
 اس کی فکر و دل پر امن کو شفا بخش ہے۔ اور اس کی قوجہ آپسندیدہ اور مدی و خلاق کو دور
 کرتی ہے۔ ایسا شخص مایہ حور و ج کو عالم کر کے تمام بندگیوں میں آخر آتے ہیں۔ اور عبادت کے ساتھ
 آخر آرام پاتا ہے۔ تمام عبادت کے ساتھ کہ جس سے بظہر تمام ولایت میں سورہ کی بند
 تمام نہیں ہے۔ اس میں انہیں سے ایسے شخص کو ختب کے مشرف فرماتے ہیں۔ اور منصب
 خیریت کی قیادت بھی اسی کو سونپ دی ہے۔ ایسا شخص رتبہ ولایت کے کلام کا جامع
 اور درجہ و عرت کے تمام مقامات کا حامی اور وایت کا حامی اور نبوت سے پرہیز ہوتا ہے
 غرض اس کی شان میں یہ صلیح صادق آ ہے ج

آنچه بایں برساند تو تہاداری

م تر جو بگو کہ مشرقی سب رکھتے ہیں تو نہای بکتاب

فندی کے لئے وہ دوسرا مسلح معز ہے اور اس کے مروج کے مافی ہے غرض
 کے مافی ہی واقع ہو۔

مسلم کی مشعل کا قریب اس حال ہے۔ اور اس کے اخیر میں کھایا گیا ہے۔ اس کا وجہ
 مسلم ہے اور اس کا حال دھل۔ اس کی حرکت طبعی ہے۔ اور اس کی حرکت فطرتی ہے۔
 اور جلدی سے میری مراد وہ شخص ہے جو باب قلوب یعنی صاحب دل میں سے ہے اور باب
 قلوب کے لوگ ہیں جو متبوعوں اور متبوعوں کے و زیان تو مسلم ہوتے ہیں۔ اور متبوع وہ ہے
 خال فی اللہ ادا فی اللہ اور دھل کمال جو۔ اور اتنا کے بہت سے درجات ہیں، ہر ایک
 وہ سرے کے اوپر ہیں۔ اور متبوع کے بھی بہت سے مراتب ہیں۔ جن کا انجاء آباد یعنی
 ہمیشہ تک قطع کن نامکن ہے۔

غرض مسلح تو مسلموں اور ایک قسم کے متبوعوں کے لئے بھی نافع اور مفید ہے۔
 جیسے کہ اوپر گزر چکا۔

لیکن باتنا ہے کہ باب قلوب کو بھی مسلح کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ الی گوں
 کے لئے جو جذب کی دلت سے مشرف نہیں ہونے۔ اور نہت یا متبوع یا متبوعوں کے

ماتہ سائنس کو قطع کرنا چاہتے ہیں اس صورت میں اس طرح وہ جو ان لوگوں کا وہ کام ہی جاتا ہے۔ اور اگر اسباب تکب مجتہدوں میں سے ہیں۔ تو ان کے یہی سائنس جہ کی ہوتی ہے۔

تبع ہر جہ کی ہے۔ ان کو بھی طبع کی حاجت نہیں ہوتی۔
 وہ نیز جانتے چاہتے کہ غیر حقیقیہ سبب اسباب تکب کے لئے اس مطلق طور پر ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے قطع کامل نہ ہونے ضرور نظر ہے۔ وہی وہاں تک کہ طبع کا وہی وہاں ہے۔

تکلیف کی شرط میں سے ایک یہ ہے کہ اس کو نہ کمال کا اعتقاد ہو۔ اور اگر کسی کمالیت کا معتقد ہے۔ تو کہیں سے نہ اس طرح اس کو ہی ایک قسم کا فوج جہت سے۔ لیکن تعلیم کے بعد اس مقام سے فکے آتا ہے۔ باقی تمام شرطیں مستقیم ہو جائیں گی۔ لیکن اس میں مشعل حواس و الحواس فی نفسی طور پر درج ہیں جن میں سے اگر اس وقت کے لوگوں میں مشغول ہیں۔ جہاں تک کہ اس وقت کے اس طرح کی مثال ہے۔ اور اس قسم کی جہت و تعلق جو اس میں متعارف ہو رہا ہے۔ یہ شک نہیں کہ بعض بعض اور انسانی حواس پر غور و ان کی کچھ سہ نہیں کھتا۔ و مشغول اس صورت میں مشغول نہیں ہے۔ اور اس طرح سے کمال کا مثال انہوں میں مشغول ہے۔ اور مشغول نہایت موجود ہے۔

تنبیہ۔ تلح و تفسیر اور بعض مشغول کے لئے بھی حکم ہے۔ لیکن ہر ایک کو بھی بہت سے مراتب و فوج کے لئے رکھتے ہیں۔ اس لئے اس میں سے ہیں۔ اور جب تک غور و تعلق کو جہاں تک کہ ان کا حال چاہتا ہے۔ ہوتے ہوئے طور پر ہے۔ کہ ان میں اتھار کی حقیقت ان سے مشغول ہے۔ اور اس کو نہایت کناسیر کے لئے ان کے نہایت تک ہے۔ اور اس میں کی نہایت اس میں تک ہے۔ جس کا مظهر تک ہے اس کے بعد اس میں اس کے مشغول مشغول میں ہوتے ہیں۔ اور جب اس میں اس کے مشغولات سے جو حاصل ہوتے ہیں انکشاف ہوتے ہیں۔ اگر کہ مشغول حقیقی تک پہنچ جاتے۔ اور ان کا بقا حاصل کرنے تو اس وقت اس کو مشغول حقیقی کہتے ہیں۔ اور وہ مشغول میرا ان کی حقیقت اس صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ نہایت اول کو ہی جو ہم تک ہی ہے میرا ان کی نہایت اعتبار کیا ہے۔ اور اس کا بقا کے اعتبار سے اس میں مشغول حاصل ہوتا ہے۔ نہایت کا اس میں پلاطون کیا ہے۔ اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ فی ان کی نہایت نہیں ہے۔ یہ سیرت کے وقت میں ہے۔

ہم کہیں (ہریت پاتے) جو کونوع لاکھائی چھوڑ چکے، ان کی صورتیں مخلوق ہے اس لئے آیتوں کا عمل ہو جائے۔ **وَاللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ** (مخلوق کی مشیت اور اختیار سے کونوع پیدا ہوتا ہے)۔

ان میں سے ایک گروہ میں فوق العرش روح کے ذکر کو براہ کے کچھ آیتیں اور اس کے ساتھ بقا حاصل کرتے ہیں۔ ماحول کے آپ کو تشبیہ اور تنزیہ کا جامع ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کو روک لیتے آپ سے جدا پاتے ہیں۔ تو فرق بعد الجمع کا تمام تصور کرتے ہیں۔ اس قسم کے مخالف صورتوں کو سمجھنا پڑتا ہے۔ **وَهُوَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ** (مخلوق کی مشیت اور اختیار سے کونوع پیدا ہوتا ہے)۔

جانتا چاہئے کہ کونوع اگرچہ عالم ہوں کے ساتھ نسبت رکھتا ہے لیکن اس کی حقیقت وہ نہ جن میں داخل ہے۔ گویا عالم جن اور بارگاہ حقیقی کے درمیان بیخبر ہے۔ اور دونوں طرف گت رکھتا ہے۔ اور ہر دو امت باہم میں صیغ ہیں۔ یہ غلط فہمی جو حقیقی کے کچھ کو ہر گز اس کی طرف مائل نہیں ہے۔ یہی جب تک اس کے تمام مقامات سے مرصع و کیوں اس کا کم نہیں پہنچتے۔ پس اول آسمان سے لیکر فرش تک کے تمام مقامات سے گزرنا چاہئے اور لازم مکان سے پورے طور پر نکلنا چاہئے۔ بعد ازاں علم و ادب کے تمام مکمل مراتب تک بھی گزرنا چاہئے۔ ہر اس نام تک پہنچتے ہیں۔

خواجه پندارہ کرد و اولیٰ اہل
عیال کرنا ہے خواجه کرد و اولیٰ
سولہ خیال کے خواجه کو کچھ نہیں حاصل

حق تعالیٰ و عالم اور اس کے اس عالم حق کے آگے عالم ہے اور عالم اور کے آگے عالم حق کے نقل اور اسلی اور باطنی اور تفصیلی ہر ایک میں اس عالمی اور باطنی اور تفصیلی مراتب کے بعد مطالعہ حقیقی کو دھڑکا چاہئے۔ یہ بھی اس جستجو سے کہ کونوع ازلی فرشتے ہیں یا کہ اس صاحب قدرت کو اس سعادت سے شرف کرتے ہیں۔ **ذَاقْ فَضْلَ اللّٰهِ يَوْمَ تَرَىٰ ذُكُوفًا** (اور ذائقہ بڑے فضل اللہ سے) ہرمت کو بند رکھنا چاہئے اور جو کچھ کہہ میں آئے اس پر امانت نہ کرنا چاہئے اور اس کو دراء اللہ اور میں تصور نہ کرنا چاہئے۔

ہم کس پرست شہانے کو خوش و خوشی ہے اور چوگان کی صورتیں مخلوق ہے اس لئے تعجباً
کہ اصل پرست ہے۔ وَاللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ فَخُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَشَرِبُوا
وَلَا تُسْرِفُوا سَيُفْسِدُ سُرْفُكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

ان میں سے ایک کہ اس فرق العرش نوع کے ذکر ہوا ہے کہ چنے آجانیوں
اور اس کے ساتھ جامل کر تے ہیں۔ اور اس نے آپ کو شبیہ اور تنزیہ کا جامع جانتے ہیں۔ اور
اگر اس کو کہ اس نے آپ سے جدا پائے ہیں۔ تو فرق بعد الجمع کا مقام تو ذکر کرتے ہیں اس لیے کہ
منازلے صوفیوں کو بہت بڑھاتے ہیں۔ وَهُوَ شَهِيدٌ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ غَافِلٌ لِّمَا يَفْعَلُونَ
الْاِخْتِصَارُ اِذَا لَمْ تَعْلَمْ يَمْشِي عَلَىٰ مَوْجٍ مِّنَ الْمَاءِ

جانتا چلتے کہ جس طرح اگرچہ عالم ہوں کہ ساتھ نبوت رکھتا ہے لیکن وہ جھکت
وہ نہ چون میں داخل ہے۔ گو یا عالم چون اور بارگاہ حق کے درمیان پہنچ ہے۔ اور دونوں
طرف کے لئے کتاب ہے۔ اور ہر دو امتبار اس میں صحیح ہیں۔ یہ اختلاف بیچون حقیقی کے کہہ کر
ہر گز اس کی طرف راہ نہیں ہے بلکہ یہ تسمی کے تسمی کے ساتھ سے صریح دیکھیں کہ
تسمی کے خلیفے ہیں اول آسمان سے ٹیکہ فرش کے تسمی کے ساتھ سے گذرنا چاہئے۔ اور
تو ازماکان سے پورے طور پر نکلتا ہے۔ بعد ازاں عالم اصل کے تمام فضائل مراہب
یہی سطر کے لئے ہے۔ ہر اس ہم تک پہنچتے ہیں

فواج پرستہ کردہ اول است
معیال کرتا ہے خواجہ کردہ اول
سلسلہ خیال کے خواجہ کو کچھ نہیں مل

حق تعالیٰ و راہ الدار ہے۔ اس عالم حق کے آگے عالم اور ہے اور عالم ار کے آگے ہاں شہرت
کے ظلی اور علی اور عالمی اور تفصیلی مراتب میں۔ علی ظلی اور علی اور عالمی اور تفصیلی مراتب کے
بعد مطلب حقیقی کو وہ نہ چاہئے یہ کہیں اس جہت سے کہ کو نوازش فرماتے ہیں۔ اور کس
مناجبت و کس سعادت سے مشرف کرتے ہیں۔ ذِی الْقُدْرَةِ الْعَظِيمِ وَهُوَ يَرْفَعُ مَنْ يَشَاءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَسْلُكُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ غَافِلٌ لِّمَا يَفْعَلُونَ
بِرُؤُسِهِمْ اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّهُمْ اِنَّمَا يَلْعَبُونَ اَلَمْ يَعْلَمُوا اَنَّهُمْ اِنَّمَا يَلْعَبُونَ
اور اس کو راہ الدار میں فرمودہ جانتا ہے

يَكْفُلُ الْمُسْلِمُونَ اِيْنَ مَسْلَاةٍ دُونَكَ فَكُلُّ اِيْحِبَّ اِلَى دَوْلَةٍ هِيَ تَكُونُ

ترجمہ: مسلمانوں کو کس طرح میں یا تک

راہ میں دیکھ کر قطعہ کو اور غار

تنبیہ: دینی حال اور استقامت ہی وقت اس شخص کے لئے مسلم ہے۔ جو
نہ سے مطلق سے تحقق ہونے کے بعد بقا اللہ سے مشروط ہوا ہو۔ اور اس کا علم حصول
علم حضور ہی سے تبدیل ہو گیا ہو۔ اس کو کفر و زیادہ کفر کے ساتھ بیان کو نہیں
بانتا چاہئے کہ وہ ہم حال کو اپنی ذات کی ماسوئے سے مائل ہو تا ہے۔ اس کے
حال سے کفری عالم کے ذہن میں معلوم کی صورت حال ہوتا ہے۔ اور جس علم میں صورت
کے حصول کی طرف متوجہ نہ ہوں وہ اپنی فاسد کا علم ہے۔ اور ہی علم حضور ہی سے۔ کیونکہ
ذات نبیہ میں حاضر ہے۔ اور علم حصول میں جب تک معلوم کی صورت نہ ہو تو اس میں حاصل ہوتی
ہے۔ جب تک معلوم کی طرف متوجہ رہتی ہے تو جب وہ صورت ذہن سے نازل ہو جاتا ہے
وہ ذہنی تو جیسی نازل ہو جاتی ہے۔ پس علم حصول میں تو جبکہ دینی ہونا حال مادی یعنی نہ ہونے
وہ حال ہے۔ بنیاد علم حضور ہی کے کہ اس میں معلوم سے غافل ہونا ضرور تصور ہے۔ کیونکہ اس علم کے
ثبوت ہونے کا نشان علم کی ذات کا حضور ہے اور چلے حضور نہ ہوتی ہے۔ اس لئے ذات کا
علم ہی وہی ہو گا۔ پس یہی ذات سے تو یہ نازل ہو تا کہ نہیں ہے اور بقا اللہ میں علم حصول
ہے۔ جس کے اندال تصور میں ہے۔ لوگوں کو کہنے کہ بقا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ تو اپنے آپ
کو حق قرار دے گا میں معلوم آپ سے جس طرح کہ اس گرد میں سے بعض نے اس کی تفسیر کی ہے
سے کی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بقا اللہ جو فناء سے مطلق کے بعد حاصل ہو تا ہے اس
قسم کے علوم کے ساتھ کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ اور یہ حق یقین کہ جس کو بعض نے کہا ہے
اس جہا کے مناسب ہے۔ جو جذبہ میں حاصل ہو تا ہے اور وہ بقا جو اصل مقصود ہے۔ وہ

اور سہج

ذوقی اس لٹنسی نسخہ انچھی

ترجمہ: ۲ فرقہ کو نہ آئے گا جب تک کہ کو کھاتا

پس استمرار تو خدا و دوام حضور بقا اللہ کی صورت میں ثابت ہوا۔ بقا اللہ کے ساتھ تحقق
ہونے سے پہلے وہ ام حضور ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ بہت لوگوں کو اس مقام تک پہنچنے

جانتا پائے کہ سولہ کے مستندات اظہار یعنی منازل سلوک کے طے کرنے اور ولایت کے اظہار دعوات تک پہنچنے کے بعد علمائے اہل حق کے یہی مستندات ہیں۔ علمائے نقل و استدلال سے حاصل کرتے ہیں اور یہ ایک شفت و اسام سے اگرچہ بعض صوفیہ کو اشتیاع میں شکر وقت اور طلبہ اہل کے باطل ان مستندات کے مخالف اور ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو ان مقامات سے گزر کر حاکمیت کا ایک پناہ نہیں۔ تو وہ امور کی طرح اٹھاتے ہیں اور اگر اس مخالفت پر ہیں۔ تو تو یہی امید ہے کہ اس مخالفت پر ان کو مواخذہ نہ کرے بلکہ حکم پر قید ملنے کا حکم ہے۔ یعنی قید نے ہستی میں غلطی اور صوفیہ نے کشف میں ۔

صوفیہ کی مخالفت میں سے ایک سرحد جو دارا اعلیٰ اور قرب اور ہمت فائزہ کا حکم ہے جیسے کہ دوسرے رکھنا اور جسے ہی صفا سے کسب و یحسانہ کے درجہ سے ان کی اپنی ہے جو ذات باری تعالیٰ پر درجہ و نامہ کے ساتھ خارج میں موجود ہیں۔ کہ نہ ملنے بلکہ ہمت و جماعت صفت کو حق تعالیٰ کی ذات پر درجہ و نامہ کے ساتھ خارج میں موجود جانتے ہیں۔ ان کا کام اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت ان صفت کے توفیق میں ان کو حق تعالیٰ کی قاضی شہود ہوتی ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ کچھ ملنے کی نظر سے آئینہ پر مشید رہتا ہے پس اس افتخار کے باعث خارج میں ان کے عدم و کمال کو کہتے ہیں۔ اور ان کو کہتے ہیں کہ اگر خارج میں موجود ہوتی و شہود ہوتی۔ تحقیق کا شہود کا شہود و شہود ہوتی اس لئے موجود بھی نہیں اور ظاہر اس سبب کہ انہوں نے صفت کے جو وہ حکم کیا ہے طعن کرتے ہیں بلکہ کفر و شر تو یہ یعنی دینی کا حکم کرتے ہیں۔ اَعَاذَ اللّٰہِ بِخُفَاۃِ الْعِیْنِ الْخَفِیۃِ وَ بِالْطَّہْرِیۃِ اَوَّلَہِ تَعَالٰی ہم کو طعن کی جرات سے بچائے، اگر ان کو اس مقام سے ترقی ہو جاتی اور ان کا شہود اس پر وہ سے نکل آتا اور میرا تہ کا علم نال ہو جاتا۔ وہ صفت کو جہاد بخیر تو ان کا حکم کرتے اور ان کی تربیت صفت بزرگوار کے طعن تک پہنچتی ۔

اگر ان کے خلاف مخالفت میں سے دوسری یہ ہے کہ یہ لوگ بھی ایسے امور کا حکم کرتے ہیں جو وہ جب تعالیٰ کے دیباچہ کو مستلزم ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ دیباچہ کے قطع کا اطلاق نہیں کرتے اور ارادہ کو ثابت کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت ارادہ کی نفی کرتے ہیں۔ اس حکم میں یہ لوگ تمام اہل حق کے مخالف ہیں۔ ان باور میں سے ایک یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات کا حکم کرتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ قدرت کے ساتھ تاور ہے ان معنی میں کہ ان شاء تعالیٰ

یہ ایچہ جزائے کثرت ہے۔ سوار و راج بھی جیلہ عالم میں ہے ہیں۔ کہو کہ تمام اس سے اس قدر
کام تمام ہے۔ فافرم۔

[illegible]

مثلاً اگر تانہی و عزت اور عید و مناسبت کو فرض کتبہاں نیت کے بغیر منہ دکر کر
اور ایسے ہی ترتیب و احسان کے دعوے اور قواعد کو بھی لازم جانتے ہیں۔ ترتیب و اولاد ترکی
محلی حمایت کرنی چاہئے۔

امام اکبرؑ نے اصرار کیا کہ وہ کسی بی بی کو فرض کہتے ہیں عیناً
کوئی بھی چاہئے •

ایسے ہی مسلمان اور مسلمانوں کے حقوق کا تعین یعنی طوئے والا کہتے ہیں۔ مسلمان اور مسلمانوں کے فرائض جو نے کی ضرورت ہیں ان سے مراد منکر ہے۔ علیٰ ہذا التماس +

ہاں وہ اعتقاد ہی وہ عملی پردوں کے حاصل ہونے کے بعد قریب نزدیکی میں شانہ کے
خارج ہو کر جگہ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اور متوازن کلمہ فانی اور ساکب و زلالی کے قلعہ کوٹنے کے
طالب ہو کر چلے۔

کیس جانتا ہا ہے کہ وہی مسائل کا قطع کرنا۔ اہل طبع پر عروج کے تخیل کا دل محل
ماہ و ماہ میں اور انہی کو جو وہ تعریف پر اہستہ ہے جس کی نظر امر امن قبی کو تشناہ جھٹنے
وانی ہے اور اس کی توجہ نا پسندیدہ مدنی افلاق کو ڈر کوٹنے والا ہے۔ یہی طالب کو چاہئے
کہ اول شیخ کی عیب کہے۔ اگر بعض فضل خداوندی سے اس کو شیخ کا پتہ بتلا دیں۔ تو شیخ کی
سرسخت کائنات عقلی تصور کر کے اپنے آپ کو اس کا ملامت بنائے۔ اور بعد ازاں اس کے تعریف
کے تاج پہنائے۔

شیخ الاسلام محمد امجد علی قادری صاحب مدظلہ العالی نے کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں
کو اٹھکایا ہے کہ جس نے ان کو چھانا اس نے تم کو پایا۔ اور جب تک تم کو نہ پایا ان کو نہ چھانا
اور نہ اختیار کو عملی طور پر شیخ کے اختیار میں آکر کرے۔ اور اپنے آپ کو تمام مرد اول سے
خالی کر کے حرمت کو اس کی خدمت میں باندھے۔ اور جو شیخ اس کو فرمائے اس کو اپنی سرتو
کا سر نہ جاتا کہ اس کے بچاؤ میں جان سے کوشش کرے شیخ مقتدا کو تو اس کی طرف شاد
کرے۔ اور اگر صرف محبت ہی میں رہا اس کے لئے کافی دیکھ کر تو اس کا امر کرے گا۔

غرض شیخ کی محبت کے حال ہونے کے باوجود اگر حدیث نہ اندازہ میں سے کسی خط
کی حاجت نہیں ہے۔ جو کہ طالب کے حال کے مناسب دیکھ کر فراہم کرے۔ اور اگر راستہ کی بعض
شرائط میں تعمیر واقع ہوگی۔ تو شیخ کی محبت اس کا تدارک کر دے گی۔ اور اس کی توجہ اس کی کمی کو
کر دے گی۔ اور اگر ایسے شیخ مقتدا کی طرف محبت سے مشفق نہ ہو۔ تو پھر مرد اول میں سے بہت
تو اس کو اپنی طرف جذبہ کیلئے۔ اور بعض عنایت بیانیہ سے اس کا کام کر دینگے۔ اور جو خط
و ادب کہ اس کے لئے دیکھا ہو گا۔ اس کو قلم و لکھنے اور منانہ سلوک کے قطع کرنے میں بعض
بزرگواروں کی۔ وہ ممانعت کہ اس کے۔ اس کا سید بنائے گی۔ کیونکہ عادت اسی طرح جاری ہے
کہ ماہ سلوک کے طے کرنے میں مثل لکھنے کی رو ممانعت کا وسیلہ کا ہے۔ اور اگر مردوں
میں سے ہے تو اس کا کام شیخ مقتدا کے وسیلہ کے بغیر مشکل ہے۔ جب شیخ مقتدا نہ لے۔
جو مقتدا قلم کی بارگاہ میں اجماع و فاری کہ ہے تاکہ اس کو شیخ مقتدا تک پہنچا دیں اور
یہ مطلب ہے کہ شرف راہ کی حمایت کو لازم جانے۔ فخر و شایع کی کتبوں میں مفصل طور پر بیان
ہو چکی ہیں۔ وہاں سے ملاحظہ کر کے ان کو مد نظر رکھیں۔

شمار انطباع میں سے لے لیا اور ہر شے طہری کی مخالفت ہے۔ اور وہ مقام
 صبح و شام کی رعایت پر موقوف ہے جو عام بیوج سے اہم سے بہت جگہ سے مراد ہے
 اور حرمت و حرام سے نہیں نکال سکتے۔ جب تک فضول بیانات سے پرہیز کریں گے تو نہ ہمارا
 کے ارتکاب میں نفس کی ہلک کا ذمہ لگا کر اشتباہ نہ پھیلے گا۔ اور اشتباہ و حرام کے
 نزدیک ہے۔ اور حرام میں گنہگار کا انتقال تو یہ ہے۔ من حائز حق کی کلمہ و شفاء آن یقع
 فیہ او شخص چھوگا، کہ کر دھارہ، شکلا میں یا پڑ جائے پس حرمت سے بہت فضول بیانات
 کیجئے۔ پر ہر وقت ہوا۔ ہمیں مع میں فضول بیانات سے بچنا ہی ہو۔ یہی ہمارا رتل و حرام میں
 وابستہ ہے۔

اس کا بیان یہ ہے کہ مسائل کے دو جز ہیں۔ ایک مثال اور دوسری امر کہ بھلا یا بگا
 اتنا اڑنا ہی اپنی نہایت سے بچا۔ مثال میں ہی میں ذرا شے ہی شامل ہیں۔ اگر مثال امر
 میں ترقی واقع ہوتی۔ تو قدیموں کو بھی اتنے ہول۔ اور شای سے بچ رہا تہ سبوں میں نہیں ہے
 کیونکہ وہ بالذات معصوم ہیں اور مخالفت کی جہل نہیں رکھتے تاکہ اس سے حق کی جانے پنا
 معلوم ہو کہ ترقی ہی جزو ہوا ہے۔ اور یہ جہت تہاب مرا مفسر کی مخالفت ہے۔ کیونکہ
 شریعت ہر لمحہ فضائل اور سود ظہانی کے دفع کرنے اور شائے کے لئے دار ہوتی ہے۔ نہ
 نفس کی طبیعت و اثرش ہم کا ارتکاب یا فضول امر کا ارتکاب ہے۔ و حرام کے ارتکاب یا فضول
 و تہاب ہے۔ اس لئے حرام و فضول کے اجتہاد میں نفس کی حق مخالفت ہے۔

اگر سوال کریں کہ مثال امر میں ہی نفس کی مخالفت ہے۔ کیونکہ نفس میں چاہتا کہ بگا
 میں مشغول ہو پس ہر مثال ہی ترقی کا مستلزم ہو گا۔ اور چونکہ لاکھ میں مثال کی مخالفت معقولہ
 ہے۔ اس لئے ان کی ترقی کا سبب نہیں ہے۔ پس قیاس مع الفارق ہے۔ تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ بیانات میں نفس کا رنج نہ ہو تا اس سبب سے ہے کہ وہ اپنی فراغت و آرام کا حال
 ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو کسی چیز سے مقید کرے۔ اور یہ فراغت اور عدم قید ہی حرام
 میں افضل ہے یا فضول میں پس مثال و امر میں نفس اتار کی مخالفت اس حرام یا فضول سے
 بچنا ہے۔ باعث ہے نہ صرف اداے ادا کے باعث جو کہ لاکھ کو بھی حاصل ہے پس
 قیاس صحیح ہے۔ ہمیں جس میں نفس کی مخالفت زیادہ تر ہے۔ وہی سب طریقوں سے قرا
 اور زیادہ نزدیک ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تمام طریقوں میں سے طریقہ لکھتے تہ میں نفس کی

خداوند کو یاد ہر لمحہ کرتے ہیں۔ کیونکہ ان بزرگواروں نے کل طریقت پر اختیار کیا ہے۔
 رخصت سے اجتناب فرمایا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ رخصت میں حرم و اہل کے، جناب کے
 وہاں جو وہ نظر کرتے ہیں۔ یہ رخصت رخصت کے کفہ حرم کا جتن سنبھالے۔ اگر کوئی ایک
 کہہ سکتا ہے کہ انی طریقوں نے جو حریت کو اختیار کیا جو۔ تو میں کہتا ہوں کہ ان طریقوں میں عام
 وہ جس ہے۔ بڑے اہل کے بعد کام رخصت تک پہنچا ہے۔ طریقت کی اس میں کیا جال ہے
 ایسے ہی ذکر ہے جس میں رخصت سے زیادہ نصیب ہے۔

تو نیز وہ سب عملوں کے شیخ نے اپنے اپنے طریقوں میں بعض متانی فتنوں کے
 باعث اور خود بھی نئے نئے امور پیدا کئے ہیں جن میں نہایت صحت و تحقیق کے بعد
 ہی کا حکم ہے۔ یہ خلاف اس سلسلہ میں کے بزرگواروں کے جو نہ رخصت کی مخالفت پسند نہیں
 کرتے۔ اور اجماع و احادیث یعنی کسی نے ام کا پیدا کرنا دلائل رکھتے ہیں اس طریق میں غرض
 کی مخالفت چھوڑ رہے۔ اس نے ہی طریق سب طریقوں سے اور یہ ہے جو طلب
 کے لئے اس طریق کا اختیار کرنا نہایت ہی بجا و مناسب ہے۔ کیونکہ یہ راہ نہایت اقرب ہے
 اور طلب کمال رخصت میں ہے۔ لیکن ان کے شانہ بہ شانہ کی ایک جماعت نے ان بزرگواروں
 کے مواضع و اطوار کو ترک کر کے اس طریق میں بعض نئے نئے امور پیدا کئے ہیں۔ اور سلسلہ
 و قصہ دو گروہ کو اختیار کیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس شانہ ان بزرگواروں کے
 کی غیروں کی اصل حقیقت تک نہیں پہنچے۔ یہ لوگ اپنے زعم میں خیال کرتے ہیں کہ ان جماعت
 اور رسالت میں نئے امور اور بدعتوں سے اس طریق کی ہمیں اور تنہا کرتے ہیں اور نہیں جانتے
 کہ اس کی بربادی اور غرقابی میں کوشش کر رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ لَیْلُ الْحَقِّ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْ شَیْءٍ
 وَہو قسطنطین بات کو پسند کرنا چھوڑ دیں یہ سے راستگی وایت دیتا ہے۔

مکتوب ۲۸۷

ہندو اور ملوک اور ان سادات کے بیان میں جو ان دونوں مقاموں کے مناسب
 ہیں۔ اپنے ہاتھ میں حقائق آگاہ و مایاں غلام محمد کی طرف صاف فرمایا ہے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِحَقِّکَ اَوْ شَیْءًا مِّنْکَ اَوْ لَوْ کَانَ اَنْتَ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَفَعَدَّ جَآئِزَکَ

[illegible]

بغلب اندر کوئی شے نرسد

خواب میں ہوش بگلیا اُتر

انہوں نے بحرِ مہرق سے قطرہ جہاں قطری کی صورت پر اور دریائے عمان سے ٹوندہ جگہ و نذر کی صورت پر قلعہ کی ہے۔ اور عمان کو چونکہ تصور کر کے یمن سے تمام مائل کیا ہے۔ اور اس کے کو بیابانہ خیالی کر کے بیان نہ کر چھوڑ کر مانند کے ساتھ گرفتار چھوڑنے ہیں۔ ان سالکوں کے احوال سے جنہوں نے بھی سلوک کو تمام نہیں کیا۔ اور ان پاسبانوں کے حالات سے جنہوں نے سرباب کے ساتھ آرام مائل کیا جو اسے۔ ان لوگوں کے احوال پر تقلید کے ساتھ یمن پانیاں اسے ہیں۔ اور بیان نہ کر کے گرفتاریں۔ مگر درجے بہتر ہے۔ حق اور بطل ایسی چٹے اور جھوٹے اور مصیب اور غلطی (یعنی باصواب اور غلط کار) کے درمیان بہت فرق ہے۔ ان طلبہ کو اگر ایسی طلبہ تک نہیں پہنچے۔ اور عادت کو قدیم جانتے ہیں۔ اور چونکہ یمن تک پہنچتے ہیں۔ اگر غیر صحیح کشف پر مستور نہ رکھیں اور اس غلط اور غلط پروانہ کریں۔ تو ان کا حال

ثابت ہی ہوس کے قابل ہے۔ **ثُمَّ لَا تَرْجِعُهُ فَإِنَّ طَرَفًا أَوْ لَفْظًا ثَابِتًا** یا اللہ تو مجھ کی
بجول چکر رہا مگر اسے اذکار

شکل ایک شخص کو کہ طلب ہو۔ اور شوق سے اس کی طرف پہنچنے کے لئے غریب
ہو اس قدر کا شوق ہے کہ وہ میں غائب ہو گیا ایک اور طرف سے اس کے سامنے آیا اور بہت سی
مشابہت کے باعث اس شخص نے غیب کیا کہ یہ ہے۔ اور وہیں محکف ہو کر بیٹھ گیا۔ اور
دوسرے شخص نے کبر کے غرور کو کہہ کے۔ اس سے معلوم کہ کہ کبر کی تصدیق کی اس
شخص نے کبر طلب سے کبر کا وہ میں قدم نہیں کیا لیکن اس نے کبر کو کہہ نہیں جاتا اور
یہ شخص اپنی تصدیق میں حق نہیں تھا ہے۔ اور اس کا حال طلب کا کارنگہ کو کہہ بہتر ہے
لیکن اس طلب کا حال جو چند مقصد تک نہیں پہنچتا ہے۔ لیکن اس نے یہ طلب کبر طلب
نہیں سمجھا ہے۔ اس عقل حق کے حال سے جس نے اس کا مطلب میں قدم نہیں کیا بہتر ہے
کیونکہ اس نے طلب کے تصدیق کی حقیقت کے ادھر و طلب کے ساتھ کی مسافت کو
محل طور پر قطع کیا ہے۔ پس زیادہ مہرزی اس کے لئے محقق ثابت ہوئی۔ اور ان میں
ایک گروہ کے لوگ اپنے اس خیالی کمال اور ہی وصال سے غی میں اور عقل کی امتداد کی سند پر
بے شک ہیں اپنی نسبت کے باعث کی بات کے بہت سے مستعدوں کی استعداد کو ضائع
کر دیا ہے۔ اور اپنی صحبت کی مادی کی شوی سے طلبوں کی حوصلہ کو ہر کر دیا ہے
مَنْ لَوْ كَانَ مَعَهُ مَالٌ مَّا كَانَ يَدْرِي لَوْ كَانَ يَدْرِي لَوْ كَانَ يَدْرِي لَوْ كَانَ يَدْرِي
اور آپ میں ضائع ہوئے اور دوسروں کو بھی ضائع کیا ان کا لاف کا اس قسم کا تحقیق اور وصال کفریم
ساکن بنندہ باریک کی نسبت بندہ ہاں سلوک ناگروہ میں زیادہ تر ہے۔ کیونکہ بندہ ہی اور
فنی جذب کی صورت میں ایک دوسرے کے شاپہ اور شوق و محبت میں بٹھا ہوا ایک دوسرے
کے مادی ہیں مگر حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں رکھتے اور
ایک دوسرے کے احوال بنایا ہوا

چھت خاک ابا عالم پاک
بجہ ایں جو کچھ ہے معلوم ہے اور مرض پر محمول ہے اور مانتا ہی حق کے ساتھ ہے سب سے
حق کے لئے ہے۔ اس سخن کی تفصیل لکھنا اللہ عزوجل سے کہہ رہی۔ یہ موری مشابہت اور غلطی
مشابہت اس تینوں باعث ہوئی ہے۔ اور چونکہ طریقہ حقیت نسبت میں جذب سلوک پر مقام

ہے۔ اس لئے اس طریق کے مہذبوں کو ہر ملک کی حدوت سے شرف نہیں ہونے۔ اس قسم کا تخیل اور اس طرح ہر مستحید ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک اور جہات کے لوگوں کا مقام جذبہ میں قلب حاصل ہوتا ہے اور ایک حال سے دوسرے حال میں جلتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ سائل ہر ملک قطع ہو گئیں اور یہ سائل اللہ کے راستے میں ہونگے ہیں اور ان تعذبات سے اپنے آپ کو مجذوب ساکب جانتے ہیں۔ اس لئے غافلہ قریب آئے کہ چند لغت کے لئے طائیں جن میں غیب اور ہر ملک کی حقیقت اسان ہر وہ مقام کے درمیان فرق ظاہر ہو۔ اور ایک کے غم اس کی بیان کیا جائے جن کے سبب ایک دوسرے سے حق ہو سکے۔ اور جذبہ قہمدی اور جذبہ قہمدی کے درمیان فرق اور مقام تکمیل اور شاد و اس مقام کے مناسب علوم کی حقیقت معلوم ہر یقینی انھوں نے بیان کیا ہے کہ کوئی کوئی انھوں نے کہ حق حق ثابت ہو اور باطل باطل ثابت ہو۔ اگرچہ ہر ملک اس کو ناپسند کریں۔

فَلَمَّا كُنْتُ فِيهَا رَأَيْتُ عِزًّا مِّنْ قَوْمٍ مِّنْهَا وَكُنْتُ مِّنْهَا رَأَيْتُ عِزًّا مِّنْ قَوْمٍ مِّنْهَا وَكُنْتُ مِّنْهَا رَأَيْتُ عِزًّا مِّنْ قَوْمٍ مِّنْهَا
کہا ہوں۔ اور وہی سید سے راستہ کی جاہت دیتا ہے اور میری اچھا لگتا ہے بہتر و کہیں ہے۔
یہ کہتے ہیں کہ مقصدوں اس کا کائنات کر رہا ہے۔

مقصد اول میں ان معارف کا بیان ہے جو مقام جذبہ کے متعلق ہیں۔ اور مقصد ثانی میں ان معارف کا بیان ہے جو مقام ہر ملک سے متعلق رکھتے ہیں۔ اور حقائقہ میں بعض ان علوم و معارف متفرقہ کا بیان ہے جن کا جہان ظاہروں کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔

مقصد اول

جانتا چاہئے کہ وہ مجذوب جنوں نے ابھی ہر ملک کو تمام نہیں کیا۔ اگرچہ جو کچھ کہتے ہیں۔ اور خواہ کسی راہ سے مجذوب ہوں۔ اور اب سب طلب کے گروہ میں داخل ہیں ہر ملک اور مزید نفس کے بغیر مقام قلب سے نہیں گذر سکتے تاکہ مقرب قلب یعنی دل کے پیرے والے تک پہنچ جائیں۔ ان کا اندازہ قلبی ہے اور ان کی محبت عینی ہے عذبات۔ اور نفی ہے نہ اہل۔ کیونکہ اس مقام میں نفس روح کے ساتھ ظاہر ہے۔ اور لغت کے ساتھ غلط

اس عبارت کے سنیے میں کہ وہ انجذاب محبت و مستیوں کو نہایت کم تر
ہوتی ہے۔ اس طریق میں وہ انجذاب محبت و مستی میں پیدا ہوا جاتی ہے۔ مندرجہ سے کہ
مستی کا جذبہ دوسری توجہ ہے اور توجہ ہی کا جذبہ قلبی۔ اور جو غلبہ میں ہے۔ نفس کے درجہ میں
رہا ہے۔ اس لئے جذبہ قلبی کے ضمن میں جذبہ دوسری میں مستر ہوا جاتا ہے۔ اور اس اندراج
کو اس طریق کے ساتھ خاص کرنا اگرچہ یہ مطلب تمام جذبات میں حاصل ہے۔ اس سبب سے جو
کہ اس خاصہ میں کے بزرگواروں نے اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ایک خاص طریقہ وضع
کیا ہے۔ اس مطلب تک پہنچنے کے لئے ایک خاص حکم بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ
مطلب اتفاق کے طور پر حاصل ہوتا ہے۔ ان کے ان کوئی خاص ضابطہ اور خاصہ مقرر نہیں ہے
اور نیز ان بزرگواروں کے لئے مقام جذبی میں شاق خاص ہوتا ہے۔ جو انہوں کے لئے نہیں ہے
اگرچہ اس میں سب سے توشہ و تدارک ہوتا ہے۔ اسی واسطے ان میں سے بعض کو اس مقام میں بغیر ہر
کے کو تامل سلوک کو قطع کریں۔ اور باب سلوک کے فنا و بقا کا زمانہ فنا و بقا حاصل ہوا جاتا ہے
اور مقام تکمیل کا سرچشمہ مقام سیر عارفانہ کے مشابہ ہے۔ رستہ ہوتا ہے جس کے ساتھ یہ
لوگ مستعدوں کی تربیت کرتے ہیں۔ اس بحث کی تحقیق ان شاء اللہ مقرب علی جانگی میں
ایک مقدمہ میں بیان کرنا ضروری ہے۔

جانتے پہنچنے کے ذریعہ کو بدن کے قلوب سے چھٹے ایک قسم کی توجہ پہنچنے متعلقہ کو
حاصل ہوتی ہے جب یہ تعلق بدن کے ساتھ ہوا۔ تو وہ توجہ نال ہو گئی۔

۵۔ اس طریقہ قلب کے بزرگواروں نے اس سبب توجہ کے طور کے لئے اس خاص طریقہ
وضع کیا ہے۔ لیکن چونکہ روح بدن کے ساتھ متعلق ہے اس واسطے توجہ قلبی حاصل ہوتی ہے
جو توجہ روح و نفس کی جامع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ توجہ روحی میں مستر رہا ہے۔
لیکن توجہ روحی جو غشیوں کے لئے ہے۔ روح کے فنا اور وجود و بقا کے ساتھ اس کے
بقا کے بعد ہے جس کو تھا باللہ سے تیسرے تھے۔ اور توجہ روحی جو توجہ قلبی کے ضمن میں ہے
بلکہ روح کا بعد توجہ روحی تعلق سے پہلے تھی۔ وہ وہ توجہ ہے جو باوجود ہستی روح کے
ہے جس کی طرف تامل و تاملتہ نہیں پایا۔ اور نہ اس کی اس توجہ میں جو باوجود ہستی روح کے
ہے۔ اور اس میں جو توجہ کے فنا ہونے کے باوجود ہے۔ بہت فرق ہے۔ پس اس توجہ
مندرجہ کو نہایت گناہ اس اعتبار سے ہے کہ روح کی توجہ ہے نہ کہ نہایت میں صاف یہی

مستحق ہے۔ ایسی باتیں میری غایت کے اندر آج سے یہ ملا ہے کہ غایت کی سمت ہدایت
میں مذہب سے نہ کہ غایت کی حقیقت کیونکہ اس لامریت میں مذہب ہر حال میں ہے۔ اور ملن ہے
کہ صورت کے لفظ کو جس واسطے کہ اسے میں تو اس طریق کی غلبہ میں غیبت شوق پیدا ہو
وَأَشْفَقْنَا مَا كَفَرْتُمْ بِتُورِ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقِيقَتِمْ بِسْ ہے جو اللہ کی حد سے جس نے تحقیق
کی اور وہ سابقین اس سے آگے بڑھنے والے، جن کا بھلا ہے جس لیے کب ہے
انہیں کو کسی عمل یا کب کی حاجت نہیں محض اللہ کی غایت ان کو کھینچا لی ہے، بلکہ جو
وہ طور کے ساتھ کہنے ہیں۔ ان کا یہ اختلاف بھی قطعی ہے۔ اور معنی کی اس مابعد توجہ اور
ہے۔ جو نہ ہی حقیقت کے باعث اس مابعد توجہ کو فروغ دے گا۔ تو یہ کب اس توجہ سابقہ کی
آگے کے لئے اور اس گمراہ دوست کے یا وہ لانے کے لئے ہے۔ یہ توجہ سابقہ کے جو لئے
والے باقیان مکرر سے لطیف و مستعد ہیں۔ کہ مکرر توجہ الیہ کی طرف سے توجہ سابقہ کا قطعی توجہ
فانی اور گہرے نے کی جو تیسرے اور توجہ کا مدہم مسلمان مہمان ہے۔ فوہل سابقین میں وہ
توجہ مکرر پر مشمول و سران پیدا کرتی ہے اور ان کا جملہ میں ان کے موعر کا حکم حاصل کرتی ہے۔
تو تھو شانی الخیرین المذہب دیکھئے کہ جو تین مزاجوں کا مل ہے، لیکن جو تین کے اس
شمول اور سابقین کے شمول میں وہی فرق ہوتا ہے جو کسی شے کی حقیقت اور صورت میں ہوتا
ہے۔ تاہو ان الفاظ میں غلطی آگیا یا دیکھئے کہ اس کے ہاں تقاضا کا یہ تین ان تینوں میں اور وہ تینوں
کے لئے بھی اس قسم کا شمول ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن یہ شمول برقی کی طرح ہوتا ہے۔ وہی نہیں ہوتا
شمول وہی جو تینوں کا خاصہ ہے۔

معرفت

مجددین اور باب الملک جب مقام قلب میں تکلیف شروع
پیدا کر لیتے ہیں اور وہ معرفت و مروج اس مقام کے مناسب ہے ان کو حاصل ہو جاتا ہے۔ تو
اس وقت طالبوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اور ان کی محبت میں طالبوں کو قلبی و جذباتی محبت
حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن ان سے کمال تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ یہ خود مدد حاصل تک نہیں پہنچ
ہیں۔ اس واسطے کہ دوسروں کے لئے کمال حاصل کرنے کا واسطہ نہیں بن سکتے۔ یہ بات مشہور
ہے کہ ناقص سے کوئی کام نہیں بنتا البتہ ان کا افادہ جتنا ہی ہو اور باب الملک کے افادہ
زیادہ ہوتا ہے۔ اگرچہ باب الملک غایت سلف تک پہنچتا ہے اور متاخرین کا یہ سبب
پیدا کر لیں لیکن مقام غلبہ میں ان کے عین اللہ کے عین پر نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ان کے

اس نام کی طرف رجوع نہیں کیا۔ کیونکہ افادہ کا واسطہ نہیں ملتا۔ کہ علامہ کے یہ حصہ کو کوئی وقت
اور نسبت نہیں ملتی۔ تاکہ فریاد افادہ کر سکے شیخ۔ قتادہ بنو فکرت ہیں اس اعتبار سے کہتے
ہیں کہ وہ معتبر روایت میں اس کو مقدم قسب کہتے ہیں تاکہ اچھا ہو سکے۔ اور چونکہ انہیں
برادرِ حجت سے حکمِ فارغ حاصل کیا ہوا ہے۔ ان کی حجت کے پہلے فرقہ سے پہلے سے متفق
یعنی فارغ حاصل کرتا ہے۔ انہیں کی حجت سے پہلے سے اولیٰ وقت کو مقدم دیتا ہے
کیونکہ اس کے لئے حق تعالیٰ کی وجہ و خلق کی وجہ و خلق میں ہوتی ہیں اور ایک دوسرے
مقابل نہیں ہوتیں۔ پس افادہ۔ استفادہ میں کو ایک ہی وقت میں حاصل ہوتے ہیں۔ بعض
مسلح اس برزخیت سے برزخیت میں الحاق و اطلاق اور حق کے در بیان برزخیت
مردور رکھتے ہیں۔ اور شیخ برزخ و تشبیہ و تمثیل کا باج کہتے ہیں۔

پیشہ ذہنیت کے لیے اس قسم کی بند تہ جو سر پر مٹی ہے مقام میں اس جو سر پر مٹی
مٹی ہے، کے قافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس مقام میں ان کاغذوں روحانی اوزار کے غیروں میں
چھٹا ہوتا ہے۔ اور میں اس کے باعث ہوتا ہے۔ اور مقام بند تہ میں قلب انش
و نہج ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ پس ناپہ رس کی کھجور دہائی۔ بکہ وہاں تو صوفی
صوفی نے جو مقام دعوت کے مناسب ہے۔ اور شیخ کمال کو جو مقام قلب میں سے آتے ہیں
تو ذہنیت کے باعث عالم کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے۔ اور مستعدوں کے لئے
کہادت حاصل کرنے کا وہ طریق ہوتا ہے۔ اور مجذوب ممکن ہیں جو کہ مقام قلب میں ہے
وہیں عالم کے ساتھ مناسبت کھاتا ہے۔ اور توجہ کو ان سے دریغ نہیں کرتا۔ اور اختلاف
و محبت سے اگر چہ یہی ہو۔ بہت سے احادیث اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے افادہ کا راستہ اس
پر عمل کیا جاتا ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ مجذوب ممکن کے افادہ کی کیفیت یعنی مقدار مٹی پر مٹی
کے افادہ کی مقدار سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور مٹی کے افادہ کی کیفیت مجذوب کے افادہ کی
کیلیت سے زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ مٹی پر مٹی اگرچہ عالم کے ساتھ مناسبت پیدا کرتا ہے۔
لیکن حقیقت میں مجذوب ہے۔ اور اس کے ساتھ روحانہ اور اس کے ساتھ باقی ہے۔ اور یہ
مجذوب حقیقت میں عالم کے ساتھ مناسبت کھاتا ہے۔ اور مجذوب افادہ عالم کے ہوتا ہے۔ اور اس کے
سے ساتھ باقی ہوتا ہے جس سے عالم باقی ہے۔ یہ ظاہر حقیقت مناسبت کے باعث مٹی پر مٹی
کی نسبت مجذوب نے یا وہ نہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کا لٹ لٹ لٹ کے مزاج کھانا وہ مٹی کے

ماتہ خصوص ہے۔ پس اس ملک سے شعی کا افادہ کیفیت میں مائع ہو گا۔ اور نیز شعی کے لئے
در حقیقت بہت دور توجہ نہیں ہوتی۔ اور نیز وہ صاحب بہت توجہ ہوتا ہے۔ بہت دور توجہ کے
ساتھ طلبہ کا عمل ہے۔ ہمارے ہر کمال تک نہیں پہنچتا۔ اور نیز نہایت توجہ طلبہ
کو جذبہ میں سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ وہی سابقہ توجہ ہے جو انہوں نے فاضل شعی کی حق
ان کی محبت میں ان کو یاد آجاتی ہے۔ اور بطریق اخراج توجہ بھی میں حاصل کر لیتے ہیں۔ برکت
اس کو توجہ کے جو غنیمتوں کی محبت میں حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ توجہ حادثہ ہے جو پہلے حاصل
شعی۔ اور روح کے خالی ہونے بعد وہ وحدت الی کے ساتھ اس کے باقی ہونے پر توجہ شعی میں
توجہ حاصل حصول یعنی حاصل ہونے میں مان ہر کسی۔ اور توجہ ثانی مستور اور غائبی شکل سے حاصل
ہونے والی ہوگی۔ اور نیز زیادہ آسان ہوتی ہے۔ زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اور جو شیخ شک ہوتی
ہے۔ کمتر حاصل ہوتی ہے۔ اس بہت توجہ کوں نے کیا ہے کہ بہت جذبہ کے حاصل کر نہیں شیخ
مقتدا کا واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نسبت اس کو اصل ہی حاصل حق طرف نہیں کے واسطہ توجہ
و تہمیر کا مسئلہ ہے۔ اسی واسطہ میں شیخ کو شیخ تہمیر و شیخ حریت کہتے ہیں۔ اور بہت
سلوک میں مثال سلوک کے قطع کرنے کے لئے شیخ مستند اور صاحب ہمارے اس کی حریت
ضروری ہے۔

شیخ مستند اور زم سے اس قسم کے مجاز و بھگن کو علم کے اندر کے لئے اجازت ہے
اور ہم کمال اور شیخ میں جگہ ہے۔ کیونکہ بعض طالب ایسے ہوتے ہیں جن کی استعداد بلند ہوتی ہے
اور کمال تکمیل کی قابلیت ان میں کمال طور پر ہوتی ہے۔ ایسے طالب اگر ایسے جنب کی محبت میں
آجائیں کہ اقبال ہے کہ ان کی وہ استعداد ضائع ہو جائے۔ اور ان کی وہ قابلیت بر طرف ہو جائے
مقتدا وہ زمین میں گندم ہونے کی جھڑ جیت ہو۔ اگر اس میں گندم کا اچھا بیج بویا جائے۔ تو
استعداد کے موافق اچھا پھل پائی ہے۔ اور اگر اس زمین میں گندم کا بد بیج یا چوں کا بیج ڈالا
جائے۔ تو ظاہر ہے کہ خیل تو تھا اس کی قابلیت۔ بھی سلوک ضائع ہو جائیگی۔

اور اگر ان میں شیخ مستند اس کی بہتری اجازت میں دیکھے اور افادہ کے سمجھے اس میں
معلوم کرے۔ تو چاہئے کہ اس کے افادہ کو بعض فیو دہ بر شہر انط کے ساتھ مقید کرے۔ مثلاً اس کے
افادہ کے طریق پر طالب کی مسابقت کا ظاہر ہوتا اور اس کی محبت میں اس کی کشتی اور کا ضائع
نہ ہوتا۔ اس واسطے میں اس کے نفس کا سرکش نہ ہو۔ کیونکہ اگر کسی شخص ہونے کے باعث اس سے

جو ہے تعالیٰ کی امتداد میں جس کو وہ دیکھ کر اس کا سبب اس سے اس کے غایت
 اتحاد تک پہنچ گیا ہے۔ اور حاصل مستند اس میں ترقی کی قابلیت ہے تو اس کو چاہئے
 کہ یہ بات میں نظر رکھے۔ اور اس کو نصرت کے لئے ذکر و لہجہ کاملاً اور ہر سطح سے
 کامل تمام کرے۔ اور اپنے آپ کو تقویٰ نہ کرے۔ اور اس ہیئت کو کون کی برتری نہ کرے اور
 اس قسم کی شرائط ہوں کہ طالب مناسب جاتے اس کے سامنے ذکر کرے اور ان کی نصرت
 کو کے نصرت بابت پیشہ لیکن مثنیٰ مرفوع اور ان کے اہل و عیال کو کمال کا محتاج
 نہیں ہے بلکہ اس کو جاسیت کے باعث تمام طریق اور مستندوں کے ساتھ مشابہت
 برتی ہے۔ نیز جس باطنی اور مستند و متاسیبت کے موافق اس سے فائدہ حاصل کر لیا ہے۔
 اگرچہ شاخ و نور امتدادوں کی نسبت میں مشابہت کے کوئی یا ضعیف ہونے کے باعث مست
 و بطور بھی ہو رہی ہو جلد ہی میں تفاوت ہے لیکن اصل امتداد میں تمام ہی اوقاف میں رہتی ہیں
 میں شیخ متد اور ان کے کہ کمال ہے امتداد کے وقت حق شہادت کی بارگاہ میں تھا کہ اس سے ان
 اس کے میل میں بھی مضبوطی سے چربا ہے کہ مباد اس اشتہار کے ضمن میں کہہ سکتا ہے
 پوشیدہ ہو۔ اور یہ تھا جس میں کیا بنی تمام امور میں ہر وقت حق شہادت و اتھانے نے اس کو کمال
 فرمائی برتی ہے۔ اور کسی فعل میں کسی وقت اس سے خبر نہیں ہوتی۔ ذلک افضل و افضل
 من قیاد و اللہ ذو الفضل العظیم۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے و جانتا
 اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

ایک سہ ماہیہ جو زیادہ دیر نہ کرنا، اور بقایا باقی رکھنا، اور تلیش اچھا کرنا، اور تزیین و رنگ دینا، اور آٹھا زائد کرنا، و آٹھ دہائی، وغیرہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

دوسری قسم ہے جو ایمان و معرفت اور مراتبِ اہیت و نبوت کے تمام لوازمات سے متعلق ہے۔

پہلی قسم کا فیض صفات کے ذریعے سے آتا ہے اور بعض کو ثبوت کے واسطے سے اور صفات اور ثبوتات کے درمیان بہت دقیق فرق ہے۔ لایط حوالہ علی الحداد میں اذینا و الخمد فی المشوریک لکم یقللکم انما نکلمہ بہ احدی الشریکین کے سوا اور کسی پر ظہر نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی اور نے اس کی نسبت کلام کی ہے۔

لوگوں سمیت حق تعالیٰ کی ذات پر جو کون اندک سناقت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور
فیہیات حق تعالیٰ کی ذات پر مجدد ہستی ہیں۔ اس بیان کو ہم اس مثال سے مدلل کرتے
ہیں۔ مثلاً پانی، ابلج اور سے بچنے کو آتے ہے۔ یہی فعل اس میں صحت و عدم و قدرت و عجز و
کا اعتبار یہ کرتا ہے۔ کیونکہ صاحبان علم نے عقل کے باعث بقصد علم پر سے بچنے کو آتے
ہیں۔ اور غرض کی طرف توجہ نہیں کرتے، اور مسلم حیات کے تہ تیغ ہیں۔ اور الموت ہم کے تہ تیغ
ہے۔ اور قوت مستوی ثابت ہے۔ کیونکہ صلا اللہ تعالیٰ کی حق تعالیٰ ہے +

یہ حضرات اپنی ذات میں ثابت لئے جتے ہیں، مگر لائبریات کے جس پران عبارت کے باوجود اپنی ذات میں صفات ناممکنیت کے جانیں، خود جو زندہ کے ساتھ ساتھ جو کی طرح ہوتے۔ پانی کو پتے استبارات کے لحاظ سے ہی وقادد و مرید نہیں کہتے ہیں اس کے ثابت کرنے کے لئے صفات ناممکن ثابت کرنا ضروری ہے۔

ہیں جو پھر بعض مسلح کی حمایت میں اپنی کالے مذکورہ بالا اصول کے تحت مکرانے کے طور پر برآمد ہوتے۔ وائٹون و صفاغ کے درمیان فرق کے نہ ہونے پر مبنی ہے۔ یہ بھی صفاغ کے دور کی فنی کا کچھ بھی اس فرق کے نہ ہونے پر مبنی ہے۔

اور صرف غلوں و صفات کے درمیان یہ ہے کہ تمام شیوں میں غلوں کا جوہر ہے اور جوہر ہے۔ اور تمام صفات ایسا نہیں ہے۔

حضرت شہید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان دیا کہ جو آپ کے

پر وہ نہیں ہو سکتا۔ اور جو خدا ہی کے درمیان موجود خارجی پر وہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس کو تسلیم
ہو کر اس کو بعض معارف کے حامل ہونے سے محال ہو جائے گا اور یہاں سے اٹھ جانا ممکن ہے۔
بعض خارجی کے کرا کر نازل ہونا ممکن نہیں۔

جب یہ مقدار معلوم ہو گئی تو چھڑانا پانا بنے کہ اگر محمدی مشرب ہے تو اس کی
میراثہ میراثی اللہ سے معلوم ہے اس شان کے ظل تک ہے جو اس کا اسم ہے۔ اور
اس اسم میں فنا ہونے کے بعد فنا فی اللہ سے شرف ہوتا ہے۔ اور اگر اس اسم کے ساتھ
باقی ہو جائے تو بقا باقی میں اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس واسطے بقا و بقا سے وہیت خاصہ
مرد تیسے صاحب امتیاز اور اس قدر اختیار کے پچھلے مرتبہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اگر محمدی
مشرب نہیں ہے تو صرف صفت کی قابلیت یا نقص صفت تک جو اس کا نسبت پہنچتا ہے
اور اگر اس اسم میں فنا ہو جائے گا فنا فی اللہ کا اطلاق اس پر نہ کیا جائے۔ اور ایسے ہی کہ
اسم کے ساتھ باقی ہونے پر باقی باقی اطلاق میں نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اسم اللہ اس مرتبہ سے
مراد ہے جو تمام شیئوں صلاحت کا جامع ہے۔ وہ جو کہ شیئوں کی نسبت میں باقی کا امتیاز
نہیں ہے۔ اس لئے نسبت کے میں اور ایک نہ ہو سکے ہیں۔ پس ایک امتیاز میں باقی
ہونا تو تمام اعتبارات میں بلکہ ذات حق قائلے میں باقی ہونا ہے۔ ایسے ہی ایک اعتبار
کے ساتھ باقی ہونا تمام اعتبارات کے ساتھ باقی ہونا ہے۔ پس اس صورت میں فنا فی اللہ
اور فنا فی اللہ کن و نسبت ہے۔ بلکہ صفت صفت کی جانب کے جو ذات حق قائلے پر جو
تمامہ کے ساتھ موجود ہیں۔ اور حق قائلے کی ذات کے ساتھ ہر ایک میں ایک وہ صورت کے
ساتھ ان کی صفات تحقیقی ہے۔ پس ایک میں باقی ہونا عام میں باقی ہونے کو مستلزم نہیں
وہ جو حال بقا میں ہے۔ پس اس خالی کو خالی فی اللہ و خالی کو باقی باقی نہ کہنا چاہئے۔ بلکہ
مطلق باقی باقی نہ کہنا چاہئے۔ یا کسی صفت کے ساتھ متبرکنا چاہئے۔ یعنی باقی و صفت علم
یا باقی ہیئت علم پس محمدی کی نسبت اس سے علم کی بقا اکل ہے۔ اور نیز محمدی کا عروج چونکہ
شیئوں کی جانب ہے اور شیئوں کی عالم کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ کیونکہ عالم
صفت کا مطلق ہے نہ کہ شیئوں کا مطلق۔ پس اس کا کوئی شان میں باقی ہونا اس کے مطلق
حق کو مستلزم ہوگا۔ اس طرح ہر کہ اس کا جو وہ اس کا کچھ اثر باقی نہ رہیگا۔ اور ایسے ہی اس
شان کے ساتھ کمال پر باقی ہو جائے پراقی ہو جاتا ہے۔ بلکہ باقی و صفت کے جو

پوسٹ پر اپنے تپ سے نہیں اٹھتا اور اس کا اثر زائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ سائیکہ وجودی
 صفت کا اثر اہل عقل ہے۔ پس اہل عقلہ عقل کے وجود کو عقلی طور پر نہیں کرتا۔ اور بقا کے آثار
 کے موافق ہوتا ہے۔ پس محمدی الشرب صفت بشریت کی طرف سے نوع کرنے سے بے غم
 اور اس کے خوف سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ وہ عقلی طور پر اپنے آپ کے عقلی حقائق سے متعلق
 کے ساتھ باقی ہوتا ہے۔ اس مقام میں جو کن نوع ہوتا ہے۔ برعکس صفت عقل کی صورت
 کے کراس میں جو دو سائیکہ کے اثرات ہوتے ہیں۔ باعث جو کن ممکن ہے۔ بعد ممکن ہے
 کہ وہ اختلاف پر مشابہت کے درمیان اہل کی طرف سے جمع کرنے کے لئے یا عدم جائز ہے
 اسی سبب سے ہو۔ لیکن حق یہ ہے کہ محمدی ہے جو خود سے محفوظ ہے۔ وہ سادہ نظر تاک
 ہے۔ اور ایسے ہی وہ اختلاف ہے جو فنا ہونے کے بعد وجود سائیکہ کے اثرات زائل ہونے میں ہے
 بعض ائمہ عقیدت کے زوال کے قابل ہیں۔ اور بعض اثر کے زوال کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ اس پر
 میں بھی تردید ہے کہ اگر محمدی ہے تو یقیناً آثار وہ دونوں کو کم کر دیتا ہے۔ اور اس کے غیر کا اثر
 زائل نہیں ہوتا کیونکہ اصل صفت محمدی اثر ہے باقی ہے۔ پس اس کے عقل کا باطل زائل ہونا
 ممکن نہیں۔ یہاں ایک دقیق بیان کرنے کے قابل ہے۔

جتنا چاہتے ہیں۔ آثار کے زوال سے زوال شروع ہوا ہے نہ وجودی۔ کیونکہ
 وجودی زوال قابل ہونا کا وجودی زوال کو مستلزم ہے۔ اور اس کے بعد میں سے بعض نے زوال
 وجودی تصور کیا ہے۔ اور اثر ممکن کے زوال سے انکار کیا ہے۔ احساس کا کا وجودی نہ تھا ہے
 فاعلم انما عرفت باخلاصہ نبیہا تاتذہ حق ہی ہے جو میں نے اسے قلم کے بتواتر سے
 ثابت کیا ہے۔

بڑے تجسس کی بات ہے کہ زوال وجودی کے قابل ہونے کے بعد زوال میں
 کے میں قابل ہونے ہیں۔ کیونکہ میں وجود کے زوال کا حکم کرتا۔ آخر کے زوال کے حکم کی طرح مخلوق
 و زوال کو مستلزم ہے۔

اصل کلام یہ ہے کہ زوال وجودی میں اثر میں شامل ہے۔ اور شروع ہوا ہے۔ وہوں میں ممکن
 بلکہ واقعہ ہے۔ لیکن محمدی الشرب کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس محمدی جو باطل قلب سے نکلے
 متقلب قلب تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس حال کے لئے سے محفوظ ہیں۔ اور اس سے سائنس کی غلطی
 سے باطل آتا ہے۔ اور دوسروں کو جو کہ وجودی آثار ہائیکہ ہیں اور قلب احوال ان کا نقد و قلم

ہے۔ اس لئے مقام قلب سے غصہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود شام اور قلب احوال قلب کی
حقیقت بات کی شافوں میں سے ہیں۔ پس وہ سرور کا شہود ہمیشہ پردہ ہوا کیونکہ وہ خود
ساک کا جس پر حقیقت ثابت ہے۔ اسی قدر مطلوب کا پردہ ہے۔ جب اثر باقی ہے۔ وہی اثر
پردہ ہے۔

معرفت۔ اگر سادہ متعارف ملوک کے راستہ سے اس نام کے
مراتب کے فوق سے جو اس کا دب ہے۔ کسی مرتبہ میں پہنچ جائے۔ اور نیز اس بات کے
کا اس نام میں پہنچے۔ اس مرتبہ میں غالی و مستحکم ہو جائے۔ تو اس صورت میں غالی اللہ
کننا درست ہے۔ اور اس مرتبہ کے ساتھ بقا کا مل ہوا بھی اسی طرح ہے۔ پس غالی اللہ
اس نام کے ساتھ غصہ میں کن اس مرتبہ سے ہے کہ مراتب غالی اللہ میں سے وہ پہلا ہے۔

معرفت۔ ملوک کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض کا ملوک جذبہ پر مقدم ہے بعض
جذبہ ملوک پر مقدم ہے۔ اور بعض کو منازل ملوک کے قطع کرنے کے شامیں جذبہ پر مل جاتا
ہے۔ اور بعض کو منازل ملوک کا طے کرنا میسر ہوتا ہے۔ لیکن وہ جذبہ تک نہیں پہنچتے۔
جذبہ پر مقدم ہونا مجربوں کے لئے ہے۔ اور باقی اقسام اسی طرح قیوں کے ملوک سے قیوں
رکھتے ہیں۔ جو مقامات عشر و مشورہ کو ترتیب و تفصیل کے ساتھ طے کرنے سے مراد ہے۔ اور
مجربوں کے ملوک میں مقامات عشر و کاغذ مدد مل جاتا ہے۔ ترتیب تفصیل کے ساتھ
کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ وحدت و خود اور احوال و سران و حقیقت ذاتیہ کا علم جذبہ پر مقدم یا متوسط
پردہ درست ہے۔ قیوں کے ملوک غاص اور جذبہ پر کاس قسم کے علوم سے کچھ مناسبت نہیں ہے
جیسے کہ اوپر ذکر کیا۔ اور غصہ کے حق یقین کی بھی توجید و توحی کے مناسب علوم کے ساتھ
کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اور جہاں کہیں تمام جذبوں کے حق یقین کو توجید و توحی لوں
کے تمام کے مناسب بیان کیا ہے۔ وہ توحی یا متوسط جذبوں کا حق یقین ہے۔

معرفت۔ بعض شافع نے فرمایا ہے کہ جب طالب کے کام جذبہ پر مل جاتا ہے
جائے۔ بعد ازاں اس کا بیرونی جذبہ ہے یعنی اس کو کسی اور بیرونی حاجت نہیں ہے وہی
جذبہ کافی ہے۔ اگر اس جذبہ سے یعنی اللہ کا جذبہ مراد ہے تو بیشک کافی ہے۔ لیکن محقق
ہر اس مرادہ کے منافی ہے۔ کیونکہ یہی اللہ کے بعد کوئی مسافت نہیں ہے جس کے قطع
کرنے میں سیر کے محتاج ہوں۔ اور ایسے ہی جذبہ پر مقدم بھی مراد نہیں ہے جیسے کہ عبارت

مستطاب رہے ہیں چار جذبہ خواہ گوار و مطلوب تک پہنچنے میں یہ جذبہ کافی نہیں معلوم ہوتا
کیونکہ بہت سے حوصلہ اس جذبہ کے قابل ہونے کے وقت فرق کی طرف رجوع کر دیتے
رہ جاتے ہیں۔ اور اسی جذبہ کو جذبہ نہایت کہہ لیتے ہیں۔ اگر یہ جذبہ کافی ہوتا، تو آدمی نہ
چمکوتا۔ اس جذبہ قدیم جو مجنوںوں سے تعلق رکھتا ہے، اگر کافی ہو سکے تو ہو سکتا ہے مجنوںوں
کو بعض عنایت سے اپنی طرف مینجی لیتے ہیں۔ اور راستہ کے درمیان نہیں چھوڑتے۔
لیکن یہ کفایت تمام جذبات قدیم کے حق میں کمزور ہے۔ وہ جذبہ میں کا انجام کا مسلک تک
پہنچے کافی ہے۔ اور اگر مسلک تک نہ آئے تو جذبہ بے اثر ہے۔ وہ مجنوںوں میں سر نہیں ہے۔

ختم

شیخ قدس سرہم میں سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ تجلی ذاتی شعور کو قابل کرنا ہی
وہ جس کو یکبار کرنے والا ہے۔ اور بعض نے اپنے خیال کی نسبت اس طرح بیان کیا ہے کہ اس
تجلی ذاتی کے شعور کے وقت دست بخت عیسوی حرکت پڑے ہے۔ اور لوگوں نے خود
خیال کیا۔ اور بعض نے تجلی ذاتی میں ظلم کرنے سے منع کیا ہے۔ اس سخن کی حقیقت یہ ہے کہ تجلی
ذاتی اس میں سے ایک اسم کے پردہ میں ہے۔ اور یہ وہکا باقی رہنا صاحب تجلی کے وجود کے
بقیہ اثر کے باعث ہے۔ اور وہ بے شعوری اس بقیت کے سبب ہے۔ اگر تمام کا تمام غلط ہوتا
اور بقا بائد سے ختم ہوتا تو وہ تجلی ہرگز اس کو بے شعور نہ کرتی۔

بِخَرِّقِ الْبَاقِیْنَ شَکْرُ مَنْ یَسْتَعِیْذُ بِہِ مِنْ خَوَالِکَ اَوْ کَیْفَ یُخَفِّیْ

ترجمہ جلال آگ ہے اس کو جو افسوس کو گھٹائے

جو خود ہی آگ ہو شعلہ اسے کو نہ گھٹائے

میں کتابوں کو وہ تجلی جو پردہ میں ہے۔ تجلی ذاتی نہیں ہے۔ وہ تجلی صفات میں
داخل ہے۔ کیونکہ تجلی ذاتی جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ظہور میں ہے وہ تجلی بی پردہ
ہے۔ اور وہ کی علامت بے شعوری ہے۔ اور بے شعوری احمی کا نشان ہے۔ اور یہی دلیل
کی دلیل شعور ہے۔ اور شعور کا نشان ہے۔

ایک بزرگ اس تجلی والے کے محل سے جو صالت اور استقلال کے ساتھ ہے
اس طرح فرمادیا اور کہتا ہے۔

حالی فی القلوب و کما فی قلوب القلوب و اما حال نازعین ہی ہوتا ہے جو نئے نئے ہوتے ہیں +
 مادہ شداد نفس مذکورہ مساوات اور استمرار کی نفی کرتی ہیں +

جان چاہتے کہ استمرار وقت کے تحقق ہے لیکن گفتگو اس امر میں ہے کہ باوجود
 استمرار کے حالت آدرہ بھی واقع ہے یا نہیں۔ وہ لوگ جن کو وقت کے نہ ہونے پر اطلاع
 نہیں ملی۔ وہ اس کی نفی کے قائل ہیں۔ اگرچہ لوگوں کو اس مقام سے حصر حاصل ہے۔ انہوں
 نے اس کا اثر کیا ہے۔ اور وہی وہ لوگ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیل نماز
 میں جہت دینی ہے۔ اور قرآن کی دولت سے حسان کو حل کیا گیا ہے۔ بہت ہی تھوڑے
 ہیں۔ وَذَرْنَا اللَّهَ شَرُّهُمَا نَارَ عَمَالٍ كَرِيمٍ فَصِيحًا مِّنْ هَذَا الْمَقَامِ بِمَنْحَرَةِ الْبَيْتِ مُحَمَّدٍ
 وَغَنَى الْإِلَهَاقْلُوعُ وَالْأَلَمُ وَالْحَيَاتَةُ (اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام کو اس
 اپنے حال کرم سے ہم کو بھی اس مقام سے محروم نہ کرے) +

معرفت۔ باب صفات کے فنی منہم و صانف میں مجذوبوں کے
 نزدیک ہیں۔ اور شہود میں بھی دونوں یک ٹک ہیں۔ کیونکہ دونوں باب محب میں سے
 ہیں۔ غرض کہ باب صفات تفصیلوں سے مطلع ہوتے ہیں۔ برصوف مجذوبوں کے۔ اور نیز آقا
 صفات کو فوق کی طرف سلوک و مروج کرنے کے باعث غرض ہا کر وہ مجذوبوں کی جست و خیز
 زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اصل جہت ان کے دیکھ رہی ہے۔ اگرچہ محب و ریلین ہوتے
 ہیں۔ اَلَا لَمْ يَكُنْ يَتَقَرَّرْ مِنْ أَحَبِّ آدَمَ اُس کے ساتھ ہے جس کی اس کو محبت ہے اس کے موافق
 مجذوبوں میں بھی جہل قریب بہت کا اعتبار کیا جائے۔ تو کیا محب ہے۔ پس مجذوب محبت
 میں ان فنیوں کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ قریب ذاتی اگرچہ محاب و ریلین ہیں مجذوب
 میں بھی تحقق و ثابت ہے +

معرفت۔ اس گروہ میں سے بعض کی عبارت میں واقع ہے کہ اقطاب
 کے لئے جہلی صفات ہے۔ اور افراد کے لئے جمعی ذات۔ اس میں تاں کی محال ہے۔
 کیونکہ قطب ہمدی مشرب ہے۔ اور محرمی کو جہلی ذات ہے۔ تاں اس جہلی میں بھی بہت
 تفاوت ہے۔ وہ قریب و افراد کے لئے ہے اقطاب کے لئے نہیں ہے۔ لیکن ہر جہلی
 ذات سے محض حاصل ہے۔ تاں اگر قطب سے مراد قطب اہل برج حضرت اسرافیل ع
 کے قدم پر ہے نہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر، تو جہلیات درست ہے +

معرفت - اِنَّ مَّا عَلَّمَ خَلْقًا اَوْ ذَرَعًا عَلًّا مَّحْذُورًا۔ اشد تعلق نے آدم کو اپنی

صورت پر پیدا کیا ہے۔ اشد تعلق نے بیچون و بیچگون سے۔ آدم علیہ السلام کی بیچ کو جو ہر گز
نہا ہے۔ بیچونی اور بیچونگی کی صورت پر پیدا کیا۔ پس ہر طرح حق سمجھنا کہ مکانی ہے روح
بھی مکانی ہے۔ اور روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو حق تعلق کے عالم کے ساتھ
ہے۔ و داخل ہے ذرائع نہ متصل ہے و منفصل۔ اور قربیت سے زیادہ اور کوئی نسبت مقوم
نہیں ہوتی۔ اور بدن کے ذات میں سے ہر ذرہ کا قیوم روح ہے۔ جیسے کہ اشد تعلق عالم کا
قیوم ہے۔ بدن کے لئے حق تعلق کی قیومت روح کی قیومت کے سبب سے ہے۔ فوضی
وارد ہوتا ہے، اس فیض کے وارد ہونے کا عمل ہے۔ روح ہے۔ اور پھر روح کے ذریعے وہ
فیض بدن کو پہنچتا ہے۔ اور چونکہ روح بیچونی اور بیچونگی کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے اس
لئے حقیقی بیچون و بیچونگی اس میں گنجائش ہوتی۔ لَا یَسْتَعِیْنُ اَوْ مَخِیْذًا سَائِلًا وَلَا یَسْتَعِیْنُ
یَسْتَعِیْنُ قَلْبٌ یَعْبُدُ مَوْحِیْنَ اِیْمَانِیْ زَمِیْنِ وَاَسْمَانِ میں نہیں ساسکتا۔ لیکن مومن آدمی کے
دل میں ساسکتا ہوں کیونکہ آسمان و زمین باوجود دست فراخی کے چونکہ دارہ امکان میں
داخل نہیں۔ اور چونی اور چگونگی کے نشان سے واقف ہیں اس لئے مکانی کی جو چندی اور
چونی سے مقدس پاک ہے۔ گنجائش نہیں رکھتے کیونکہ مکانی مکان میں گنجائش نہیں رکھتا۔ اور
بیچون چون کہ ہم نہیں جانتا۔ میں ناچار مومن آدمی کے دل میں روح مکانی ہے۔ اور چندی باوجود
چونی سے نہ ہوتا ہے۔ گنجائش ثابت ہو گئی۔

مومن آدمی کے دل کی تخصیص اس لئے ہے کہ غیر مومن آدمی کا دل مکانی کی بندہ
سے نیچا تر تھا ہوتا ہے۔ اور چندی و چونی میں گرفتار ہو کر اسی کا حکم حاصل کئے ہوتا ہے۔ پس
خود دل و گرفتاری کے باعث چونکہ دانہ امکان میں داخل ہو گیا ہے۔ اور چونی کا حکم حاصل کر لیا
ہے۔ اس لئے اس نے اس کائنات کو ضائع کر دیا ہے۔ اَوْ قَلْبٌ یَعْبُدُ مَوْحِیْنَ اِیْمَانِیْ زَمِیْنِ وَاَسْمَانِ
یہ لوگ چاہتا ہوں کہ میں جگہ ان سے بھی زیادہ مرگواں ہوں۔

آتش فشاں میں سے جس کسی نے اپنے دل کی وسعت کی نسبت خبر دی ہے اس
کی ہر اقسام کی مکانیت ہے۔ کیونکہ مکان خواہ کتنا ہی وسیع ہو پھر بھی تنگ ہی ہے۔
عرش اپنی فراخی و عظمت کے باوجود چونکہ مکانی ہے اس لئے مکانی کے مقابلہ
میں جو روح ہے۔ دائرہ مافی کا حکم رکھتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کم معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں

کہ سب یہ سبب انوار قدس کی قبلہ کا محل ہے۔ اس قدیم کے ساتھ بقا حاصل رہتا ہے۔ تو حق تعالیٰ فرمایا کہ اگر اس میں ذال ہی تو نحو و ستلاش ہو جائے اور ان میں سے کچھ باقی نہ رہے۔ جیسے کہ سیدہ طہرہ نے اس مقام کے بارہ میں فرمایا ہے **بِأَنَّ أَهْلَ ذَاتِ إِذَا أَخَذُوا بِالْقَدِيمِ لَكِنَّهُنَّ لَمْ يَكُنْ كَرِجِبِ طَهْرَةٍ قَدِيمٍ كَسَاطَةِ جِبَالٍ نَوَاسِ كُوفِي** اثر باقی نہیں رہتا۔
یہاں سبب کا لباس ہے جو خاص روح کی جو پرسیا ہر سہ ہے۔ بلکہ وہ بھی بصر و سمیت حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بھی دائرہ امکان میں داخل ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے ادب سے جو نوم ہیں۔ اسی واسطے انسان غیضہ و عنایت میں خاندان بن گیا۔ جس کی صورت اس شے کا غیضہ ہوتی ہے۔ اور جب تک شے کی صورت پر غفلت نہ ہو، شے کی تفاوت کے فائق نہیں ہوتا۔ لہذا پہلے پہلی راست کے پوچھ کو نہیں آتا۔ **لَا يَحْجُلُ عَنَّا يَا أَلْمَلِكُ إِلَّا مَطْلَاؤُهُ** بادشاہ کے سیرت کو اس کے اونٹ اٹھائے ہیں۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ شَكُورًا ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے پیش کیا لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ و اتحقی علیہ السلام اور حامل ہے۔

پہلے نفس پر غور کرنے والا اس حیثیت سے ہے کہ اس کے وجود اور قیام و وجود کو کوئی اثر اور حکم باقی نہیں رہتا۔ اور زیادہ تاوان و جانی اس لئے ہے کہ اس کو اتنا اور اس میں ہوتا کہ تصور کو پاس کے اور نہ ہی اس قدر علم ہو کہ اس کے مطلوب کو معلوم کر سکے۔ بلکہ اس مقام میں اور اس سے عاجز ہونا اور اس کے۔ اور محالیت کا اقرار کرنا معرفت ہے۔ اسی واسطے ہر گز نہیں فرمایا ہے کہ جراثیم تلے کا زیادہ عارف ہے وہ سب سے زیادہ حیوان پریشان ہے۔

تنبیہ اگر کسی عبارت میں ایسا لفظ واقع ہو جائے جس سے حق تعالیٰ کی شان میں تعریف منظور ہونے کا وہم گذرتا ہو۔ تو اس کو میدان عبارت کی شکل پر تحمل کرنا چاہئے۔ اور کلام کی راہ کو الٰہی سنت جماعت کی آراء کے موافق سمجھنا چاہئے۔

معرفت عالم کی صفیہ اور کیا کبریا کی صفیہ کے اسما و صفات کے عقرب اور اس کے ذاتیہ شیرازات و کمالات کے کہنے ہیں۔ حق تعالیٰ ایک نعمت و منفی اور پوشیدہ برحق۔ جب اس نے جان کر پوشیدگی سے ظہور میں آنے اور محال سے تفصیل میں ملنے کو عالم

کو پہاں کر کے پہل پہاں کر کے۔ اور اپنی حقیقت پر کمال پر پس عالم کو اپنے مبالغہ پر
کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ مگر کہ عالم کا مطلق ہے اور حق تعالیٰ کے ہستی و کلمات
پر دلیل ہے۔ اس حکم کے ساتھ دیکھئے حکم میں یعنی اتحاد و حقیقت و اعطاء و حقیقت و غیر ہر
وقت اور غیر ملل پر مبنی ہیں۔ سبقت اور حال و زمرہ جنہوں نے صحت کے پاس سے پالی نسبت
ان علوم سے پیدا ہوتے۔ اور توہ کر کے ہیں۔ اگرچہ اس میں سے بعض کو اٹھائے اور میں یہ علوم
مائل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو گزرتا ہے۔ اور علوم شہادت کے حقائق ان پر علوم اعلیٰ
اور فروغ دے ہیں۔

اس بحث کی تحقیق کے لئے ہم ایک شکل بیان کرتے ہیں۔ شکل کوئی نام و شکل
سے فہم جانتا ہے۔ اس نے چاہا کہ اپنے ہستی و کلمات کو ظاہر کرے۔ اور اپنے خفیہ کو
روکل کے سامنے جلوہ دے۔ تو اس نے حروف و کلمات کو ایجاد کیا اور ان حروف و
اصوات کے پر ادیس ان کلمات اور حروف کو ظاہر کرے پس اس صورت میں یہ حروف
و اصوات اس کے ہستی و معانی پر کلمات رکھنے والے ہوتے۔ بلکہ ان حروف و اصوات
کو اس پر بعد عالم کے ساتھ جوہر اس کے اور کوئی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ ان کو اس کا
ہے۔ اور یہ اس کے کلمات خفیہ پر کلمات رکھنے والے ہیں۔ ان حروف و اصوات کو اس عالم
جوہر کا میں ان معانی کا میں کہنا کچھ سمجھ نہیں سکتا۔ اسی طرح اعطاء و حقیقت کا حکم کہ اس
خود پر غیر واقع ہونا سب سے معانی اسی ہستی و صراحت پر ہی ہیں۔ چنانچہ معانی
و اصوات معانی اور حروف و اصوات کے درمیان دلالت و دلالت کی نسبت ثابت
ہے۔ اس لئے بعض زمانہ و غیر واقع معانی خیال میں آتے ہیں۔ لیکن حقیقت وہ عالم اور
اس کے معانی و حروف و اصوات سے منزہ و غیر ہیں۔ اور یہ حروف و اصوات خارج
میں موجود ہیں۔ نیز کہ وہ عالم اور معانی موجود ہیں۔ اور وہ حروف و اصوات نہ کہ ہم خیال
ہیں۔ پس عالم جو اس سے مراد ہے وہی وہی اور کون تھی کے ساتھ خارج میں موجود ہے
نیز کہ عالم صرف ہم خیال ہے۔ یہ سفسطائی کا نہ ہے۔ جو عالم کو ہم خیال جانتا ہے
اور کہتا ہے کہ عالم مع حقیقت کو ثابت کرتا عالم کو ہم خیال سے نہیں نکالنا۔ اور حقیقت
سورج و ستارہ عالم کی حقیقت کے ساتھ معروض ہے۔

تنبیہ۔ عالم کے تصور اور آیت ہونے سے ماویہ ہے کہ وہ اسما و صفات

کی صورتوں کا حکم دیتا ہے نہ کہ بیعت اسلام و غنا کا کیونکہ ہم اپنے کئے کی طرح کسی چیز کو
 احاطہ میں نہیں آ سکتا اور حضرت اپنے موصوف کی طرح کسی غنہ سے متبذیب نہیں رہ سکتی ہے
 و تعلق سے صورت معنی چکر و غلبہ و کجی کہ یاں سبک سا چکھتا
 ترجمہ ۵ صورت کی رنگت میں معنی نہیں ملتے
 گھر میں گناہ کے مٹا دیاں ہرگز نہیں ملتے

معرفت۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعہ اول کو گورچ
 آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تہا کے باعث تحقیق فہم سے جو اسی طور پر حضرت
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ کچھ حصہ حاصل ہے۔ اور باقی تمام دنیا سے ملے بغیر
 الصلوٰۃ والسلام کے لئے تحقیقات معنات ہیں۔ اور تحقیقات انجلی معنات کو شرف ہے
 لیکن جانتا چاہئے کہ نبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تہذیب معنات میں قریب
 وہ مراتب حاصل ہیں جو اس امت کے کامل تابعہ اول کو حاصل نہیں ہے اگرچہ بیعت کے
 طور پر تحقیقات سے محقق ہیں۔ مثلاً ایک شخص مجال آفتاب کی محبت سے خارج حرج کو
 ملے کہ آفتاب تک پہنچ جائے اور آفتاب اور اس کے درمیان حاصل کے مسا کوئی وقت نہ
 ہے۔ اور ایک شخص ہے جو آفتاب کی ذالی محبت کے باوجود ان مراتب تک خارج کرنے
 میں عاجز ہے۔ اگرچہ آفتاب اور اس کے درمیان کوئی حاصل درمیان نہیں ہے۔ تو کچھ
 شک نہیں کہ یہ شخص آفتاب کے زیادہ قریب ہے۔ اور اس کے کلمات قید کو زیادہ
 جانتے والا ہے۔ پس میں قریب معرفت زیادہ تر ہے وہی خاصہ ہے

پس اس امت کے (جو خیر الہم ہے) اور یا میں سے کوئی ولی اپنے پیغمبر کے فضل
 ہونے کے باوجود انبیاء میں سے کسی نبی کے مرتب تک نہیں پہنچتا مگر جو اس کو اپنے پیغمبر کی
 متابعت کے باعث اس مقام سے جس کے ساتھ اس کو فضیلت حاصل ہے۔ کچھ حصہ حاصل ہے
 کیونکہ تحقیقات فضیلت نبیائے کے لئے ہے اور اولیاء ان کے فضیلتی ہیں۔ و ذلک فضلنا ابھر
 انکلاہ ہم ہی مضمون پر اپنے کلام کو ختم کرتے ہیں

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَّمَ ذٰلِكَ وَ عَلَّمَ جَمِيعَ نَعَايِمِ وَالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ وَالْاَدَبِ
 الْفَضْلِ الْاَعْلٰی وَ عَلَّمَ جَمِيعَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ
 وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمُرْسَلِينَ

انبیاء سے متصل ہی اور تمام نبیوں اور مرسلین اور حاکم قہر میں اور شہداء اور عسکریں
 پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ آمین +

مکتوب ۲۸۸

اس بیان میں کہ عاشورا اور شبِ برات میں نوافل کو حاجت کے ساتھ ادا
 ذکر چاہئے۔ اور اس کے مناسب بیان میں مستند امروں اور اچھواری کی نظر
 صاف دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا بِمُنَاقَبَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَجَعَلَنَا عِنْدَ اَوَّلِ
 الْمُبْتَدِیَّاتِ فِي الْمَدِیْنَةِ وَالْمَقْلُوۃِ وَالْمَلَامَةِ عَلٰی قَدَمِ بَنِي اَنَامٍ لَّوْكَ وَرَفَعَ اَعْلَامَ
 الْاَكْبَادِ عَلٰی اِلَیۡهِ الْاَعْزَادِ وَتَحْقِیۡقِ الْاَخْبَارِ اَمَّا تَعَالٰی اَلِیَّ یَا اَدْرَا اَمْرًا
 نَبِیِّ الْمُرْسَلِیْنَ كِی جَمَاعَتِ سے شرف فرمایا اور دین کی بدعتوں سے بچایا اور انحضرت صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم پر جنوں نے کراہی کی بنیاد کو اکھڑا اور ہدایت کے جھنڈوں کو بند کیا۔ اور اگلی
 آیت یا ادرادر صاحبِ نبی پر صلوٰۃ و سلام ہو +

جانتا چاہئے کہ اکثر خاص عام لوگ اس زمانہ میں نوافل کے ادا کرنے میں بڑا اہتمام کرتے
 ہیں۔ اور مکتوبات یعنی فرضی نمازوں میں مستحی کرتے ہیں۔ اور ان میں سنتوں اور سنتوں کی رعایت
 کم کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں۔ اور فرض کو ذلیل و خوار۔ فرض کو اوقات مستحب میں
 بشکل ادا کرتے ہیں۔ اور جماعت مستثنیٰ کی تکثیر کے فرض حاجت میں کوئی تفتیش نہیں کرتے۔
 فرض فرض کو غفلت و ہستی سے ادا کرنا نہیں سمجھتے ہیں۔ اور روز عاشورا اور شبِ برات
 اور ماہِ رجب کی ستائشوں سے اتنا بڑا رجب کے اہل جمعہ کی رات کو جس کا نام انہوں نے
 لیلۃ الزمان کہہ ہے بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ اور نوافل کو ٹی جیبت کے ساتھ حاجت
 سے ادا کرتے ہیں۔ اور اس کو نیک و تحسن خیال کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ یہ شیطان
 کے تسبیحات یعنی گورہیب ہیں جو تسبیحات کو سنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے +

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی شرح وقایہ کے حاشیہ میں فرماتے
 ہیں کہ نوافل کو حاجت سے ادا کرنا اور فرض کی حاجت کو ترک کرنا شیطان کا مکر و فریب ہے

جانتا چاہئے کہ نوافل کو محبت تمام کے ساتھ ہوا کرے، ان کو صاۓ صاۓ میں
سے بہرے برکت میں حضرت، مانت چناہ سے اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ میں نے
ان دینیتانہذاً فخرتہم فیہ میں نے ہاں میں میں ہی بات نکال دی۔ وہ ہے۔

جانتا چاہئے کہ نوافل کو محبت کے ساتھ ادا کرے فقہ کی بعض آیات میں مطلق طور
پر مکرہ ہے۔ اور بعض آیات میں کراہت تعاملی اور تجویز دینی بکالتی اور محبت پر مشروط
ہے۔ پس اگر بیخبر آدمی کے ایک وہ آدمی سمجھے کہ گوشت میں نفل کو محبت سے ادا کرے تو بیخبر آدمی
کے وہ ہے۔ اور بین آدمیوں میں مثل اختلاف ہے۔ اور بعض رعایات میں چارہ آدمیوں کی
محبت بالاتفاق مکرہ نہیں اور بعض آیات میں صحیح ہے کہ مکرہ ہے۔

فما جہنم سرا جہنم ہے کہ تواجہ کد کوف کی نماز کے سوا اور نوافل کو محبت
ہوا کرنا مکرہ ہے۔

اور نماز کے بغیر میں ہے کہ شیخ امام سرخسی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ
کس نوافل کو محبت سے ہوا کرنا جب کہ تعاملی کے طریق پر ہو، مکرہ ہے۔ لیکن جب بکالتی
اقتدا کریں تو مکرہ نہیں۔ اور تین میں اختلاف ہے اور چار میں باخلاف کراہت ہے۔

اور نماز میں ہے کہ نفل کی محبت جب تعاملی کے طریق پر ہو، تو مکرہ ہے۔
لیکن جب اذان اقامت کے بعد کوفہ مسجد میں ادا کئے جائیں تو مکرہ نہیں۔

اور شمس اور طوائف نے کہا ہے کہ جب علم کے سوا تین آدمی ہوں تو بالاتفاق مکرہ
ہے۔ اور چار میں اختلاف ہے۔ اصح یہی ہے کہ مکرہ ہے۔

اور نماز کے شافعی میں ہے کہ نہ رمضان کے سوا نوافل کو محبت سے ادا کریں

اور نوافل کو تعاملی کے طور پر یعنی اذان اقامت کے ساتھ ادا کرنا مکرہ ہے۔ لیکن اگر ایک یا دو
اقتدا کریں تعاملی کے طور پر نہ ہو تو مکرہ نہیں۔ اور اگر تین اقتدا کریں تو اس میں مثل اختلاف
ہے۔ اور اگر چنانچہ اقتدا کریں تو بالاتفاق مکرہ ہے۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں
اور فقہان کثرت میں ان سے بھری ہوئی ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی روایت پیدا ہو جائے جو عدد
کے ذکر سے سکتا ہو۔ اور اس سے مطلق طور پر نفل کو محبت سے ادا کرنا جائز ہو تاہو

اس کو مقید ہو کر نفل کرنا چاہئے جو دوسری روایات میں واقع ہے۔ اور مطلق سے مقید ہونا
لینا چاہئے۔ اور جو مکرہ یا تین پانچ کرنا چاہئے۔ کیونکہ علم بخیر اگرچہ مہول میں مطلق کو مقید پر

محل نہیں کرتے۔ لیکن وہ ایسا ہے جس میں مطلق کو مقید پر محل کرنا ہر جگہ نام جائز ہے۔ اور اگر فرار پر محل
محل نہ کریں۔ اور اگر مطلق کو ہی نہیں ہے۔ تو یہ مطلق اس مقید کا ساتھ میں ہو گا۔ اگرچہ قوت میں برابر
ہوں۔ اور ساتھ ساتھ مطلق ہے۔ کیونکہ اگر است کی روایتیں اور جو اکثریت کے تحت روایتیں
ہیں۔ یہ خلاف است کی روایتوں کے۔ اور اگر سلوات کو ان میں سے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر است
و بائیں کے اصل مستارض ہونے کی صورت میں اگر است کی جانب کو ترجیح ہے۔ کیونکہ احتیاط
کی رعایت ہی میں ہے۔ جیسے کہ اصل فقہ کے جاننے والوں کے نزدیک مقرر ہے۔

پھر نماز جو نماز شورا اور شب پر است۔ لیکن اگر قاضی میں جماعت کے ساتھ
ادا کرتے ہیں۔ اور وہ وہ سو یا تین سو یا اس سے زیادہ آدمی کہہ دیں میں جمع ہوتے ہیں۔
اور اس نماز اور اجتماع اور امت کو تخریج خیال کر لے ہیں۔ ایسے لوگ فقہاء کے اتفاق سے
ام کر دے کے ترک ہیں۔ اور کہہ دے کہ تخریج جائز ہمارے گناہ ہے۔ کیونکہ حرام کو بیع جاننا
کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اور کہہ دے کہ تخریج جائز ہمارے گناہ ہے۔ اس فعل کی بڑائی کا
ابھی طرح ملاحظہ کرنا چاہئے۔ اور اگر است کے دفع کوئی نہیں مان کے پاس سند ہم نہ دے
مان ہم قاضی بعض روایات میں اگر است کو دفع کرتی ہے۔ لیکن ایک یا دو کے ساتھ مخصوص
ہے۔ اور وہ بھی اس شرط پر کہ کوئی مسجد میں ہو۔ و پند فہم لفظ الفتاویٰ۔ اس کے علاوہ
بیضاویہ ترجیح ہے۔

تمامی سے مراد ہے نماز نفل کے ادا کرنے لئے ایک دو سرے کو فرودینا۔ اور پہنچنے
اس جماعت میں تخریج ہیں۔ کیونکہ قبیلہ قبیلہ یا شورا کے ان ایک دو سرے کو فرود کرتے ہو جاتے
ہیں کہ ان میں شیخ یا فاضل عالم کی مسجد میں جانا چاہئے۔ بعد نماز کو جمعیت سے ملو کر چاہئے۔ اور اس
فصل کو مستحب جانتے ہیں۔ اس قسم کا اعلام اذان اقامت سے بھی دفع ہے۔ پس نہ اہی بھی ثابت
رہیگی۔ اگر داعی کو اذان و اقامت پہنچانے میں رکھیں۔ جیسے کہ بعض روایات میں واقع ہے
اور اس سے اذان اقامت کی حقیقت مراد لیں تو یہ بھی جواب ہی ہے جو اوپر لکھا گیا کہ ایک
یا دو کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا دوسری شرط کے ساتھ جو اوپر نہ لکھی گئی۔

جانتا چاہئے کہ ادا سے داخل کی بنیاد خط و کثر یعنی پوشیدہ کی ہے۔ تاکہ شہادت
کا گمان گزرتے اور جماعت میں کی شافی ہے۔ اور فراموشی کے ادا کرنے میں اظہار و اعلان
مطلوب ہے۔ کیونکہ یہ یا دوسرے کے پیش سے پاک ہے۔ پس ان کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا

مناسب ہے۔ یا ہم یہ کہتے ہیں کہ ثروت انبیاء فقہ پیدا ہونے کا طریق ہے۔ یہ وجہ ہو سکتا ہے
جو کہ انکار کرنے کے لئے ماحول یا اس کے نائب کا ماحول ہو تا تو جسے تا وقتہ کے پیدا ہونا
سے اس سے ہے۔ اور ان کو ہر جامعیت میں ہم فقہ پیدا ہونے کا قوی قائل ہے۔ یہی وہ اتباع
یہی شروع نہ ہوگا۔ بلکہ ہوگا۔

حدیث نبوی میں ہے **أَفْسَنَةُ نَائِمَةٍ نَعْرَسٌ اللَّهُ مَنَ الْفَقْهَاءِ**۔ فقہ سوا یہ ہو سکتا
جو اس کو چکا ہے اس پر اللہ قلم کی منت ہے۔

پہل اسلام کے راجیوں اور قاضیوں اور قاضیوں کو لازم ہے کہ اس جمیع سے مشغ
کیں۔ اور اس بارہ میں جست ہی جہر تہا کیں۔ تاکہ یہ جست جس سے فقہ پر پا ہو جہت مکر تہا
واللہ یحیی الحق و یموت الباطل اللہ تعالیٰ عن ثابت کر سب سے وہی سید سے رہتی
ہدایت دیا ہے۔

مکتوب ۲۸۹

قضا و قدر کے سر اور اس کے مناسب بیان میں مولانا ابوالدین کی معرفت
صلوات فرمائیے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے قضا و قدر کے اسرار کو اپنے خاص بقدر پکا دیا۔ اور عوام سے
اس شے چھپا رکھا کہ وہ راہ راست سے گمراہ نہ ہو جائیں۔ اور سید سے رہ سہ سے بگڑ جائیں
اور غفلت سے اپنے اذنی و سم پر کون کے ساتھ جنت اللہ کو ال ہوئی ماحول تا فرما کر اور اس کے
باطل ہند قتل ہونے۔ اور ان کے نیکی کا آل اور پرینہ۔ اوجب پر ہوتہ کے ساتھ ایمان سے اور قضا
سے راہی ہونے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسئلہ و سلام ہو۔

اس کے بعد واضح ہو کہ مسئلہ قضا و قدر میں اکثر لوگ حیران اور گمراہ ہو سکتے ہیں۔ اور
اس مسئلہ کے اکثر دیکھنے والوں پر اس قسم کے باطل دہم و خیال غالب ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے اپنے
اختیار سے صادر ہوتا ہے۔ اس میں جبر کے کمال ہیں۔ اور بعض پیشہ کے فعل کو حق قضا کی
طرف متوسل ہوتے ہیں۔ اور بعض نے طرق و مداخل اختیار کیا ہے جس کو ماحول مستقیم یا راست
کہا جا سکتا ہے۔ اور اس ماحول مستقیم کی توفیق حق تعالیٰ نے فوق تاجہ کو عطا فرمائی ہے۔ جن کو

اہل سنت جماعت انبیاء و ائمہ کے عقیدہ و مذہب کو اختیار کیا ہے۔
 کو چھوڑ کر ان کے مذہب و عقیدہ کو اختیار کیا ہے۔

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن
 محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے
 کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی امر اپنے بندوں کے لئے فرمایا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ اس بات سے ترستہ کہ اپنی برکت اپنے بندوں کے لئے فرمادے۔
 پھر عرض کیا کہ ان کو خبر نہ ہو فرمایا کہ یہ بات جی اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔
 ہے کہ اپنے کسی بات پر مجبور نہ کرے اور پھر اس پر جواب دے۔

چند چیزیں ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے لئے کوئی
 ہے یعنی نہیں کرتا ہے اور نہ ہی دیکھتا ہے۔ اور نہ ہی دیکھتا ہے۔ ایسی ہی چیزیں اور کچھ ہیں
 کام پر لگتا ہے۔

اسی واسطے اہل سنت جماعت کے لوگ فرماتے ہیں کہ بندوں کے اختیار میں فعل
 و ایجاد کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کسب و اتساب کی کوشش اس کے
 متعلق ہے باعث بندوں کی طرف منسوب ہیں۔ بندوں کی حرکت کو حق تعالیٰ کی قدرت کی
 طرف منسوب کرنے کے اعتبار سے حق تعالیٰ کہتے ہیں۔ اور بندے کی تدبیر کی طرف منسوب کرنے کی
 اعتبار سے اس کا نام کسب کہتے ہیں۔ بطور مثال اشعری کے کہ وہ اس طرف غلط ہے کہ بندوں
 کو اپنے افعال میں ہرگز کوئی اختیار نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے بطریق جمعی اخلاوت ایسی
 عادت اللہ تعالیٰ طبع جاری ہے بندوں کے اختیار کے بعد افعال کو دیکھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ جو
 حادثہ کے لئے کوئی تاخیر نہیں جانتا یہ مذہب بھی چیر کی طرف اصح ہے۔ اسی واسطے اس کو
 جبر التوسط کہتے ہیں۔

استاد ابو اسحاق اصغرانی اصل فعل میں قدرت کا وہ فعل کا اور دونوں قدرتوں
 کے مجزوعہ فعل کے حامل ہونے کا قائل ہے۔ اور اس نے اثر و امر و دو مختلف جہتوں کے
 نام سے دونوں کو جمع ہونا جائز قرار دیا ہے۔

قاضی ابوبکر باقلانی و فصل فعل میں قدرت کا وہ فعل کا قائل ہے۔ اس طرح
 کہ فصل کا طاعت یا معصیت کے ماقدم صرف کیا جائے۔

اس کا کہ بندہ ضعیف کے نزدیک محنت اور سہ کے اصل اور نصف فصل دونوں میں ہے۔
 حادثاتی تاثر ہے۔ کیونکہ اصل اثر کے بغیر نصف کی تاثیر کچھ سمجھنے نہیں میں۔ اور نصف
 اس کا اثر ہے جو اسی پر متعلق ہے یعنی اسی سے نکلا ہوا ہے۔ لیکن اصل فصل کی تاثیر پر حادثاتی
 کی مستند ہے کیونکہ اس کا وجود اصل کے بعد پرانا ہے۔ اور تاثیر کا اصل ہونے کی مستند نہیں ہے۔
 اگرچہ یہ بات اشعری پر ناگوار ہے۔ کیونکہ قدرت میں تاثیر کا ہونا بھی حق قائل
 کی کیا بات ہے۔ جیسے کہ نفس قدرت حق قائل کی روکا جاتا ہے۔ اور قدرت کی تاثیر کا قائل ہونا
 بھی صواب اور بہتری کے زیادہ قریب ہے۔ اور اشعری کا نہ سبب حقیقت اور نہ میر میں اصل
 کیونکہ اس کے نزدیک ہرگز اختیار نہیں ہے اور نہ ہی قدرت کو کوئی تاثیر ہے۔ سوائے اس کے
 کہ اصل اختیار ہی چیز کے نزدیک اصل کی طرف حقیقی طور پر مشرب نہیں کیا جاتا۔ بلکہ لازمی طور پر اور
 اشعری کے نزدیک حقیقی طور پر اصل کی طرف مشرب کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے لئے حقیقی طور پر
 اختیار ثابت نہیں۔ کیونکہ اصل حقیقی طور پر بندہ کی قدرت کی طرف مشرب کیا جاتا ہے۔ خواہ قدرت
 اصل طور پر مؤثر ہو۔ جیسے کہ اشعری کے سوا اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ یا حاکم عقل
 جیسے کہ اشعری کا مذہب ہے۔ اور اسی فرق سے اہل حق کا مذہب اہل باطل کے مذہب سے
 جدا ہوا جاتا ہے۔ فصل کے اصل کی طرف سے حقیقی طور پر نہ کرنی اور لازمی طور پر اس کے مشرب
 نہ کیا جیسے کہ جبر کا مذہب ہے۔ نفس کفر کا مذہب قدرت کا انکار ہے۔

اور صاحب قیود نے کہا ہے کہ جبر میں سے جو اس بات کا قائل ہے کہ بندہ سے
 فعل کا صادر ہونا ظاہری اور باطنی ہے۔ لیکن حقیقت میں اس کے لئے کوئی قسطلت و قضا
 نہیں۔ جیسے کہ وقت جو ہوا کے لئے سے قضا ہے۔ اسی طرح بندہ بھی وقت کی طرح مجبور ہے۔
 یہ بات کفر ہے۔ اور جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ کافر ہے۔

اور نیز مذہب میر میں اس بات کے قائل ہیں کہ افعال خواہ ظہریں خواہ باطنی حقیقی طور پر بندہ
 کے نہیں ہیں۔ بندہ سے جو کچھ کرتے ہیں۔ ان کا اصل اثر تعلق ہی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ جب بندہ کی قدرت کو افعال میں کچھ تاثیر نہیں۔ اور نہ حقیقت
 میں اس کا کچھ اختیار ہے۔ تو پھر اشعری کے نزدیک افعال کو بندوں کی طرف حقیقی طور پر مشرب
 کرنے کے کیا معنی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قدرت کی اگرچہ افعال میں تاثیر نہیں ہے۔ مگر
 افعال کے اس کو وجود افعال کا مارتا ہے اس طرح کہ اگر اندہ طریق جری عبادت بندوں کو افعال

جن کے لئے کوئی قدرت نہیں ہے نہ تھنا نہ اکتیا نہ تیرا انہوں نے یہ کہا کہ ایک ہے کہ نہیں
 کو غیر پر تو اب ایک اور شرط مذات ہو۔ کافر وہی مسخر میں ان سے کہ نہ پوچھا جائیگا۔
 کیونکہ افعال سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور بندہ ان میں مجبور ہے۔ یہ جو بلا
 ہے۔ یہ مجبوریت کو کہتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ نصیحت مرز نہیں دیتی۔ اس کے مذاق یا بیاد
 بنی صفت اللہ علیہ السلام سے۔ قدرت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ لعلہ صفت
 اللہ صفت علیٰ لسان سبعین یعنی۔ مرید کو شری کی زبان پخت کی گئی ہے۔ اور انہ
 مذہب باطل ہے۔ اس لئے کہ حرکت بطن اور ذات، تعاش میں فرق تھا ہوتا ہے۔ اور کس رسوم
 ہے اور ہر جی جانتے ہیں کہ حرکت اول اس کے متعلق ہے اور دوسری نہیں اور خصوصاً
 اس مذہب کی نقل کر لی ہیں۔

اور تھے لفظ ہے جبراً نہ ہنا کا لفظ لکھو۔ یہ اس کی جبریت پر کہتے ہیں۔
 ہذا تا ہے۔ قُرْنٌ شَاؤَ فَلْيُفْعِنِ وَحَمْنٌ شَاؤَ فَلْيُكْفِرْ۔ جو پہلے میں تھا
 اور جبر چاہے کافر بن جائے۔

جانتا چاہئے کہ اکثر لوگ کہتی کہ ہستی اور بدعتی کے باعث مذہب باطل کرتے
 ہیں اور باطنی جانوں سے سوال کو طرح کرتے ہیں اور کبھی مذہب اشعری کی طرف دیکھی
 مذہب جبوری کی طرف بڑھ کر کہتے ہیں کہ اس طرح کہتے ہیں کہ بندہ وہ حقیقت کوئی اختیار
 نہیں ہے اور اس کی طرف فعل کی نسبت جاتی ہے۔ اور کبھی صنف امتیاز کے قائل ہوتے ہیں جو
 اجماعاً مستلزم ہے۔

اس کے علاوہ اس مقام میں بعض صوفیہ کے کلام کو سنتے ہیں کہ فاعل ایک ہی ہے۔
 اس کے سوا اور کوئی فعل نہیں ہے۔ اور بندہ کی قدرت کو افعال میں کوئی اثر نہیں۔ اور
 اس کے حرکات و سوانح کے حرکات کی طرح ہیں۔ بلکہ بندہ کا وجود ذات و صفت میں
 جمل کے سبب کی طرح ہے جس کو پیا سا پانی کھ کر جب اس کے نزدیک آتا ہے تو اس کو
 کچھ نہیں پاتا۔ اس قسم کی باتیں مان کر اقوال و افعال میں صحت اور سستی پر زیادہ دیر کرتی ہیں
 پس ہم اس مقام کی تحقیق میں کہتے ہیں کہ حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اگر امتیاز
 حقیقی طور پر بندہ کے لئے ثابت نہ ہوتا۔ جیسے کہ اشعری کا مذہب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ
 علم کو بندوں کی طرف فروغ کرتا۔ کیونکہ اشعری کے نزدیک ہی بندوں کا اختیار ہے۔

اور وہی ان کی قدرت کی تاثیر ہے۔ مگر قدرت اس کے نزدیک بعض خاص ہے۔ حالانکہ قدرت کا
 پہلا پتہ کسی بے محدود کو بندوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور تیسرے کسے بعض خاص
 ہونا ظاہر کر دیا جب نہیں کہ۔ ان حق تعالیٰ کا بندوں کو کچھ عذاب یا عذاب یا اس امر کے لئے ان
 کے لئے عذاب نہ تھا۔ ہرگز ظلم نہیں ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے خود مختار پادشاہی ہے
 وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے حکم میں تصرف کرتا ہے۔ لیکن ظلم کی نسبت ان کے اختیار کے
 ثبوت کو مستلزم ہے۔ اور اس نسبت میں مجاز کا استعمال خلاف قیاد ہے جس کو بلا ضرورت اختیار
 نہیں کیا جاتا۔ لیکن ضعف اختیار کا قائل ہونا، حالانکہ خالی نہیں۔ اگر ضعف سے مراد یہ ہے
 کہ حق تعالیٰ کے اختیار کی نسبت بندہ کا اختیار ضعیف ہے۔ قوی بات سب سے اور اس میں
 کسی نوع کو نزاع نہیں ہے۔ اور اگر ضعف کے یہ معنی ہیں کہ افعال کے صادر ہونے میں بندہ
 کا استقلال نہیں۔ تو یہی سبب ہے لیکن اگر ضعف سے یہ مراد ہو کہ افعال میں بندہ کے اختیار
 کو ہرگز دخل نہیں۔ تو مستلزم ہے محدود ہی پہلا مسئلہ ہے۔ موضوع کی منہ مضل گزیر چکی ہے
 اس بات کو ماننا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی طاقت اور مطلقہ قدرت کے
 موافق تخلیق ہی ہے۔ مگر ان کے ضعف و محنت کے موافق تحریف میں تخفیف کی ہے۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰرَبِّیْذَلِّلْنٰہُ وَیُخَفِّفْ عَنْکَ وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
 اللہ تعالیٰ اس سے تخفیف کرنا چاہتا ہے اور انسان ضعیف پیدا کیا ہے اور اگر وہ تخفیف
 دے گا تو جب کہ اللہ تعالیٰ حکم دے۔ روف اور رحم ہے۔ اس کی حکمت اور رحمت اور رحمت
 کے موافق نہیں کہ بندے کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تحریف دے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بندوں کو
 ایسے ایسے مجامع پر آفرینے کی تعلیم نہیں دی جن کے اٹھانے کی ان میں طاقت نہیں ہے۔
 ایسی چیزوں سے محنت کیا ہے جو بندے پر نہایت ہی آسان ہیں۔ مثلاً نماز و قیام و رکوع و سجود
 قرائت و ستر و پوشاک ہے۔ یہ سب کے سب نہایت ہی آسان ہیں۔ اور ایسے ہی روزوں کا حال
 ہے کہ نہایت سہولیت میں ہیں۔ اور ایسے ہی زکوٰۃ ہے کہ چالیسواں حصہ مقرر ہے اور آدھا
 یا اگلے مقرر نہیں کیا۔ اگر بندوں کو گراں معلوم نہ ہو۔ یہ اس کی کمال رحمت و مہربانی ہے۔ اور انہوں
 کے لئے فیض بنایا اور اصل دھارہ یعنی دھنوں کے لئے تحیم کو فیض بنایا۔ اور ایسے ہی حکم کیا ہے
 کہ جو قیام و طاقت د رکھتا ہو۔ وہ بندہ کر پڑے۔ اور جو بیٹھے کی طاقت د رکھتا ہو۔ وہ بیٹھ کر
 اور کھڑے۔ ایسے ہی جو رکوع و سجود کی طاقت د رکھتا ہو۔ وہ ساجد ہے۔ اور اگر کسی کو غیر و غیر

ہوا حکام شریعت میں اعتبار و انصاف کی نظر سے دیکھنے والے کو بھی نہیں چسپاں تمام شریعتی احکام
 کی حد نہایت آسانی اور سہولت میں ہے۔ اور ان حدیث کے مفسرین میں اس حدیث کے کمال کا
 کمال بعد ہوتا ہے۔ ان تحقیقات کی تحقیق کا مصداق عام لوگوں کی خواہش اور منہ ہے۔ جو ان
 امور و تحقیقات کے زیادہ ہونے میں کہتے ہیں یعنی بعض کہتے ہیں کہ فرض ہونے زیادہ ہوتے
 اور بعض کہتے ہیں کہ فرض نمازیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اس کا اسی قسم کی مثال تحقیق کی
 باعث ہے۔ اور بعض لوگوں کو اس کا حکم عام کی سبب نہ ہوتا۔ اس سبب سے ہے کہ
 ان پر نفسانی ظلمات اور طبی کوئی غلبہ نہیں جو غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور
 نفس نامہ اس حدیث کے جنسی میں قائم ہے۔ کثیر عقل الشیخ کلین مائتہ غرضات فی
 مشرکوں پر وہ بات مست ہی جاری ہے جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے۔ اور اس حدیث کی روایت
 ہے۔ **وَأَنَّهَا لَكَيْفَ تَرَوْنَ أَنَّهَا تَحْتَ طَوْعِ الْفَاضِلِينَ** کے ساتھ اس سبب جاری ہے۔
 جس طرح ظاہری مرض احکام کو مشکل اور کرنے کا سبب ہے۔ اسی طرح باطنی مرض بھی اس دشواری
 کا باعث ہے۔ اور شرع شریف نفس نامہ کی روش کو مٹانے اور اس کی خواہشات کو دھوکہ
 دینے اور دھوکہ دینے کے لیے۔ گویا ہر نفس اور شریعت کی متابعت وہ طریق ہیں جو ایک دوسرے
 کی نقص ہیں۔ پس اس دشواری کا وہ جو دوسرے نفس کے جو وہ بدالت کہتے ہیں۔ اور جس قدر وہ
 نفس زیادہ ہوگی۔ اور یہ دشواری زیادہ ہوگی۔ میں جیسے وہ نفس بالکل دور ہو جائیگی۔ پھر اس کی
 بھی بالکل دور ہو جائیگی۔ لیکن بعض صوفیوں کی کلام میں اختیار کی نفی یا اس کے ضعف کی ایسی شکر ہو جاتی ہے
 تو جانتا چاہئے کہ اگر ان کا کلام احکام شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ تو اس کا ہرگز اعتبار نہیں ہے
 اور نہ ہی محبت کے لائق ہے کیونکہ بہت اور تقلید کے لائق معاملات سنت و جماعت کے
 اقوال ہیں۔ پس صوفیہ کا جو کلام معاملات سنت و جماعت کے اقوال کے موافق ہے وہ قبول ہے
 اور جو ان کے اقوال کے خلاف ہے وہ مردود اور ناقبول ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہ بھی کہتے ہیں
 کہ مستقیم لہا حال صوفیہ حال و حال اور علوم معارف میں ہرگز شریعت سے توجہ دے نہیں سکتے۔ اور
 جانتے ہیں کہ شریعت کا بقیہ غلاف عالی کی ضروری اور درست سے پیدا ہے۔ اگر حال درست مطابق
 ہو تو شریعت حق کے خلاف نہیں ہوتا۔ مگر خلاف شریعت زندگی کی قبول اور عادی کی علامت
 ہے۔ حال کلام یہ کہ اگر کوئی غلام یا لشکر دست میں اپنے کشف سے کوئی ایسا حکام کو سہو شریعت
 کے خلاف ہو۔ تو وہ معتد بہ ہے۔ اور اس کا کشف غیر صحیح ہے اور اس کی تقلید ناجائز اور درست

ہوئی اور کمال شوق سے گریہ شروع ہوا۔ ایک روز کے بعد خود ہی فی نیست جان چڑھا کر اس کے
 نزدیک پہنچا اور نصیحت سے موصوم ہے، طاری ہوئی اور اس بخود کی حالت میں اس نے
 ایک سیلے خط کو دکھا جس میں نام کی صورت اور شکلیں ہاکی طرح معلوم ہوئیں۔ یہ بخود ہی رفتہ رفتہ
 غالب ہوئی گئی اور اس قدر بڑھ گئی کہ کبھی پھر وہ رنگ ہستی ہو گئی وہ ہر رنگ۔ اور بعض اوقات
 تمام رات طاری ہوتی۔ جب اس وقت کہ حضرت ایشاں قدس منہ کی حضور میں عرض کیا تو آپ نے
 فرمایا کہ حضور ہی کی ہی حاصل ہو گئی ہے۔ اور ذکر کئے۔ سے منہ فرمایا اور اس کا ہی کی گشت کا
 اور فرمایا۔ اور روز کے بعد مجھے فلسفہ معلوم ہو گئی۔ پر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنے
 کام میں مشغول رہ۔ بعد ازاں فلسفہ حاصل ہوئی۔ پر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمام کام کو ایک
 دیکھتا ہے جسے حاصل واحد ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ فلسفہ فنا میں مشغول
 رہے کہ اس اتصال کی دید کے باوجود بے شعوری حاصل ہو۔ اسی رات کو اس قسم کی فنا حاصل ہو گئی
 اس کو بھی عرض کیا اور وہ حالت عرفا کے بعد حاصل ہوئی، وہ بھی عرض کی اور کہا کہ میں اپنے علم کو
 حق سمجھتا کہ نسبت حضور ہی ہوتا ہوں اور میں اوصاف کو جو میری طرف منسوب تھے حق سمجھتا
 کہ طرف منسوب ہوتا ہوں۔ بعد ازاں وہ فوراً تمام شیا کو محبط ہے ظاہر ہوا اور میں نے اس کو
 حق سمجھا تو خدا کا اس کو رنگ مٹا دیا۔ میں نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ حق میں مشغول
 پر وہ تو میں مشغول ہے۔ اور نیز فرمایا کہ یہ بساط اور پھیلاؤ جو اس بوزیر میں دکھائی دیتا ہے، علم میں ہے
 حق تھا اس کی ذات کا شیا تھا۔ وہ کے ساتھ جو جندی دیتی میں واقع ہیں حق ہونے کے پیش
 شیطا اور پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے، اس کی میں نفی کرنی چاہئے۔ بعد ازاں وہ پھیلا ہوا شیا تو کم
 اور رنگ ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ایک نقطہ بن گیا۔ فرمایا کہ اس نقطہ کی میں نفی کرنی چاہئے۔ بلکہ حیرت
 آجائے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور وہ نقطہ جو ہم میں درمیان سے دور ہو گیا۔ اور حیرت تک پہنچا
 کہ جس مقام میں حق تھا نے کا شہود نمودار ہو رہا ہے۔ جب میں نے عرض کیا تو فرمایا کہ میں حضور نقش بند یہ
 کا حضور ہے۔ اور نسبت نقش بند یہ اسی حضور سے ماوا ہے۔ اور اس حضور کو حضور بے نصیب ہی
 کہتے ہیں اور ہدایت میں نہایت کامدراج ہوتا اس مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اس طریق میں طے
 کہ اس نسبت کا حاصل ہونا و مابھی ہے جیسے کہ دوسرے سلسلوں میں طالب مادی کا روادار اپنے
 بیروں سے افتاد کرتے ہیں تا کہ ان پٹیل کے کے مقصود تک پہنچیں ۴

قیاس کن نگاہتیں بن ہمارا ترجمہ ۴ مری بار کا کہ قیاس ہوتا ہے

یہ عزیز الوجود نسبت اگر سمجھئے تو وہ نامور چند مذہب بعد حاصل ہو گئی تھی۔ اس نسبت کے ثبات
ہونے کے بعد کوسا حد تک اس کو فائدہ پہنچتی تھیں۔ حاصل ہوتی۔ اور ان کی اس قدر محنت پیدا
ہوئی کہ عرض سے کہ کر کہ زمین تک تمام عالم کو اس کے مقابلہ میں عقل کے وہ جتنا بھی قدر دقا۔
بھلا ناں لپٹے آپ کو کہ ہر روز عالم کو جگہ ہر روز کوئی قتلے دیکھتے تھے۔ اس کے بعد ہر روزہ عالم کو گام
اگستہا میں ہر لپٹے آپ کو ان سب کام میں معلوم کرنے تھے۔ حشر کو تمام عالم کو ایک بار میں کم
ایا۔ بعد ازاں لپٹے آپ کو کہ ہر روزہ کو اس قدر ضبط و کسر مع دیکھا کہ تمام عالم کو اس سے کئی گنا
معلوم اس میں سہاکیں۔ بلکہ لپٹے آپ کو کہ ہر روزہ کو ایسا ہیسا تھا تو معلوم کیا کہ ہر روزہ میں ساری
ہے۔ اور عالم کی صورتیں اور شکلیں اس کو میں منسلک اور تلاش ہیں۔ بعد ازاں لپٹے آپ کو کہ ہر روزہ
کو تمام عالم کا معلوم (جس کے ساتھ کسی چیز کا تمام ہو) معلوم کیا۔ بہت نہیں نے عرض کیا تو فرمایا کہ
تو حید میں مرتبہ فن انجینیر ہی ہے۔ اور جمع مع اسی مقام سے مراد ہے۔ بعد ازاں عالم کی صورتوں
اور شکلوں کو کہ جن کی اصل عقل معلوم کرتا تھا۔ اس وقت ہر روزہ معلوم کیا کہ ہر روزہ کو کہ جنہیں پختہ تھا
میں بغیر عقل پختہ تھا ان کو بھی جو ہر روزہ پایا۔ اور نہایت حیرت اس میں ہوتی۔

معلوم کیا کہ خارجہ میں کیفیات کے ساتھ کچھ موج و نہ دنیا جیب میں حالت کو قدرت شریف
میں عرض کیا تو فرمایا کہ تیرے فرق پیدا ہو گیا ہے۔ اور کسی کوشش کی نہایت میں تک ہے
اس کے آنے پر کچھ کسی کے خلاف کا استدعا میں نکلا ہے۔ ظاہر ہوا ہے اس نے بیکو شائع
طریقیت نے مقام میں کیا ہے ۵

باتنا چاہئے کہ اس میں پیش کی جیب اول مرتبہ میں ملکر سے محرم ملے۔ اور قلعے
بتا کے ساتھ خوف نہ آیا تو جیب اپنے دلو کے ذات میں سے ہر ذرہ میں نکلی۔ تو قلعے
کے سوا دیا۔ اور ہر ذرہ کو اس کے شہر کا تیرہ معلوم کیا اس مقام سے پھر حیرت میں لے گئے
جب ہمیشہ سی میں وئے تیرے وجود کے ذات میں سے ہر ذرہ کے ساتھ حق قلعے کو
پایا۔ نہ ہر ذرہ میں۔ اور پھر مقام اس وہ سب مقام کی نسبت بہت غیب نظر آیا۔ پھر حیرت
میں لے گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو اس مرتبہ میں حق مجاہد کا عالم کے متصل نہ اس کے
منفصل اور نہ عالم میں اصل اور نہ اس سے خارج معلوم کیا۔ اور معیت اور اعطاء اور مہمانی
کی نسبت میں علی کہ اول بات کا باطل متنی ہو گئی۔ اور جو اس کے ہی کیفیت پر مشہور ہوا۔
بلکہ اس طرح پر گروا ہو گئے۔ اور عالم بھی اس وقت مشہور تھا لیکن حق قلعے کے ساتھ
یہ نسبت مذکور کو نہ رکھتا۔ پھر حیرت میں بیگنے جب محرم ملے تو معلوم ہوا کہ حق قلعے کے
عالم کے ساتھ اس نسبت مذکور کے سوا ایک نسبت بہ طور وہ نسبت مجہول کیفیت سے
حق قلعے مجہول کیفیت نسبت سے مشہور ہوا۔ پھر حیرت میں لے گئے۔ اور جب اس وقت
میں واقعہ حاصل ہوا۔ اور ہوش میں آئے۔ تو حق قلعے اس مجہول کیفیت نسبت کے بغیر اس
طرح مشہور ہوا کہ عالم نے ساتھ کوئی نسبت نہیں کہتا۔ یہ معلوم کیفیت یہ مجہول کیفیت۔ اور
اس وقت عالم ہی خصوصیت سے مشہور تھا۔ اس وقت ایک خاص علم غایت ہوا جس کے
باعض ہر ذرہ مشہور کے حاصل ہونے کے باوجود خلق اور حق قلعے کے درمیان کوئی نہایت
درمی اس وقت دیکھے جیسا کہ اس صفت کا مشہور ذات حق کی تریہ نہیں ہے حق قلعے
اس سے برتر ہے۔ بلکہ اس کے کہیں کے خلق کی صورت شال ہے کیونکہ حق قلعے تعلقات
کوئی کے دوا اور انشاء ہے۔ خواہ وہ خلق معلوم کیفیت ہو یا مجہول کیفیت۔ ہستیات

ہستیات ہے

کیف الوجود والعدم و دوہا قل الیٰ الٰہ و دوہا خیر

جس کے لئے بارگاہِ نبویؐ میں پڑھو شفاءِ جبال
 شہرِ ناز، اگر قوم کو احوال کی تکمیل اور سعادت کے بیان کرنے میں مدد کی کہوں تو
 سخنِ ناز ہو جائے۔ خاص کر جو حید و جود کی اور عظمتِ اشیاء کے عالم کے معارفِ کلیان کے
 جانیں۔ تو جن لوگوں نے اپنی عمریں توحید و جود میں نہائی ہیں۔ معلوم کریں کہ وہی اس
 وسیلے سے نہایت سے غور بھی حاصل نہیں کیا۔ پر توحید و جود کی بات ہے کہ وہ لوگ
 اس موضوع کو توحید و جود ہی والوں سے نہیں جانتے۔ اور توحید کے متعلقین ملت سے سمجھتے ہیں
 یہ لوگ اپنی کوتاہ فہمی سے یہ سمجھتے ہیں کہ توحید ہی معارف پر اصرار کا ہی کمال ہے۔ اور
 اس مقام سے ترقی کرنا سراسر نقصان ہے۔

یہ غرض ہے چند زخموں پر
 جو یہ کہیں کہ سنیں اپنی کچھ خبر
 کہ توحید و جود کی خبر
 کہ توحید و جود کی خبر
 یہ لوگ اس امر میں لگے ہیں کہ مشائخِ کرام احوال کو جو توحید و جود میں واقع ہیں۔ بطور شہادہ پیش
 کرتے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ ان کو انصاف ہے۔ انہوں نے کہاں سے معلوم کیا
 ہے کہ ان مشائخ کو ان مقام سے ترقی واقع نہیں ہوئی۔ اور اس مقام میں مجبوس ہے۔ اس لئے
 توحید کے نفس حصول میں کوئی کام نہیں کیونکہ وہ تو پیشِ وقت ہے۔ بلکہ ان کو اس مقام سے
 ترقی کے بارے میں ہے۔ اگر صاحبِ ترقی کو توحید کا مسئلہ کہیں۔ اور اس پر اصطلاح پانچویں
 تو کیا بات ہے؟

اہم ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو قلیل کثیر پر دلالت کر لے
 اور قطعہ مجرہ پر کی خبر دیتا ہے۔ اس لئے قلیل پر غور نہ کرنا اور قطعہ پر غور نہ کرنا
 مسطورہ وجہ حضرت خواجہ نے محکمہ کمال کمال جا کر تیسیم طریقہ کی اجازت فرمائی۔
 اور طالبوں کی ایک جماعت کو میرے حوالہ کیا۔ تو مجھ کو اس وقت اپنی محال تکمیل میں توجہ
 آپ نے فرمایا کہ ترقی کوئی چیز نہیں کیونکہ مشائخ و علماء نے اس مقام کو مقام کمال تکمیل فرمایا
 ہے۔ مگر اس مقام میں ترقی کو ان مشائخ کی کمالت میں توجہ لازم آتا ہے۔ حسبِ الامر
 طریقت کی تعمیر کو شروع کیا۔ اور طالبوں کے حق میں توجہ کو مد نظر رکھا۔ اور طالبوں میں اس کا
 بڑا اثر محسوس ہوا۔ اس لئے کہ سالکوں کا کام گفتگوں میں ہونے لگا۔ کچھ مدت تک اس کام کو
 بری سرکاری دستبرد سے کوٹا رہا۔ آخر کار اپنے نقصان کو علم پیدا ہوا۔ اور ظاہر ہوا کہ

میں اس کا ظہار میں طور پر حاصل ہے اس نسبت نے جو کہ فتنے میں شمول اور موم صریح کیا تھا
 اس لئے وہ نسبت اس کی زوجانیت اور جہانیت میں حاصل ہو چکی ہوئی ہے۔ اور جو وہ مذہبی
 نہ تھا کسب ہر صورت میں ہے۔ *وَلَا تَزِنُ أَرْحَامَكَ* ذوق کائنات غفلتیں لایا غفلتیں لایا
 اور اجمال کے طور پر یہ، اسی واسطے فتنے میں مقصود ہے۔ اور مضافاً بنائید کہ اس طرف اس طرف
 کہ متعین ہے کیونکہ اس نسبت نے اس کے تمام مراتب بنائید میں مزیت کر کے اس کے
 سے نکال دیا ہے استقلال کو دیا ہے۔ اور یہ نکال ہو بہت محض یعنی ماضی قتلے کی بخشش ہے۔ اور
 مزیت محض ہے جو کہ اس حق قتلے کی پاک و دھم کے فوق نہیں ہے۔ برفلاف و جرائم
 مانے کے کہ یہ مراتب اس کے حق میں مغفروہ ہے۔ چونکہ یہ مراتب قلب کے تابع ہیں اس
 لئے وہ نسبت جہیت کے طور پر ان میں بھی لی، مجدد ساری ہے۔ اور صورت سے بناؤ ماضی
 کر دیا تھا ہے۔ لیکن فن اور مذاہل تک نہیں پہنچا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے رجوع کن فتنے
 کیونکہ مغلوب کبھی بعض مواضع کے پیش آنے اور بعض مواقع کے ملاقا ہونے سے مغفروہ کیا
 ہے۔ اور اس میں وہ نہیں کرتا جیسے کہ گذر چکا

جانتا چاہئے کہ اس مسئلہ فیہ کے بعض خلافِ قدس سرہ نے مذکورہ بالا مسئلہ کا جواب
 دو اس بقا پر اس پر ترتیب ہے نہ بقا نہ اطلاق کیا ہے۔ اور جنہی ذاتی اور شہود ذاتی اور
 مرتبہ میں ثابت کیا ہے۔ اور اس ذاتی کو اصل کہا ہے۔ اور یادداشت میں جو حق تعالیٰ کی یاد
 کے ساتھ دوام نامگی سے مراد ہے اسی مقام میں تحقق جانتے ہیں۔ یہ سب کچھ جلیجیں
 سائیت مروج ہونے کے اعتبار سے ہے۔ درذات و بقا حقہ و اصل کے سوا کسی کو نہیں ہوتی اور
 جنہی ذاتی میں اس سے مشروط ہے۔ اور دوام ضروری و اصل حقہ کے لئے جو تفسیر ہے۔ کیونکہ
 اس کے لئے ہرگز خارج نہیں ہوتا لیکن پہلا اطلاق ہی مذکورہ بالا اعتبار سے صحیح ہے اور جب
 وجہ پر مبنی ہے۔ اور اصل کی تنا و بقا اور جنہی ذاتی اور شہود ذاتی اور یادداشت جو کتاب
 فقرات حضرات خواجہ احمد رائے سرمدین واقع ہیں۔ اسی قسم سے ہیں +

ایک سبب گفتم کہ اگر کسی نے جو کتاب اور کتبہ است و رسائل جو بعض شخصوں کی طرف
لکھے ہیں۔ مکتوبہ الیہ کی حمایت و معرفت پر مبنی ہیں۔ اور کہتے ہیں انھوں نے خدا و عنقریب
ان کوں کے ساتھ ان کی عقل کے موافق کلام کر دیا۔ ان میں سے نظر ہے۔ اور یہ سلسلہ الاحرار
جو نظر سے نوازا۔ حوالہ قدس سرہ کے طرق پر واضح ہے۔ اور یہاں عیادت مشرع جو حضرت خواجہ

پسندیدہ ہیں کی تائید کرنے والے ہائے شیخ و مرید محمد باقی قدس سرہ نے لکھی ہیں۔ اسی قسم سے ہیں۔ اور اس جہاں تک ہر ایک سے بقا کا جو جذبہ پیدا ہو۔ اس کا رخ تو حیدر و خودی میں ہے اسی واسطے جس طرح شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن میں کہ اس طرح پر بیان کیا ہے کہ جس کا انجام تمہید و توحید کی طرف ہے۔ اور بعض لوگوں کو اسی بیان نے اشتباہ میں ڈال دیا کہ حق تعالیٰ بیان کے نزدیک عقلی سواری ملو ہے۔ اور شیخ شمس الملک نویت بنیاد میں اور حق یہ ہے کہ ان کا یہ حق تعالیٰ بہت ہند میں پیدا ہوا ہے۔ اور یہ عزت اس مقام کے لائق ہے۔ اور عقلی سواری چیز دیگر ہے۔ غافلانہ عقلی آؤ کیا ہوا جیسے کہ اس کا سامان پر واضح ہے۔ اور کثرت کے آثار میں ہر ایک اس طرح پر شاہد کرنا کہ نہ باطن پر مشید ہو چلے اور نہ صحت کے ساتھ اور کچھ مشہور نہ ہو۔ اس مقام کو یادداشت کے مناسب ہاں اس پر یادداشت کا اطلاق کیا ہے۔ اور ایک کو عقلی ذاتی اور سند ذاتی میں کہتے ہیں۔ اور اس مقام کو مقام معلوم فرماتے ہیں۔ اور اس علم کو جو کو اصل سے تیر کر کے ہیں مع

تو دور و گم شود وصال الہی شہدیں

مرید م واصل نام ہے اس کا کہ ہو تو علم اس میں

یہ مطلق حضرت خواجه ناصر الدین عروجی علیہ السلام اسرار قدس سرہ سے فرماتے ہیں کہ اس سے ہے اس سلسلہ کے خلائق متقدّمین سے کسی نے نہیں اس مطلق کی نسبت نہیں کی مع ہر چیز چاہے کہ مستند ہو یا نہ

مرید م خوب صورت ہو کریں۔ خوب ہے

ان کے کلمات قدسی ہوتے ہیں کہ زبان ال کا آیت ہے۔ اور دل لوح کا ہر نوع حقیقت اور حقیقت انسانی حق تعالیٰ کا آیت ہے۔ حقائق غیبیہ غیبیہ ذات سے مسافت پیدا ہو کر عقل کر زبان پر آتے ہیں۔ اور وہاں صورت عقلی قبول کر کے مستندوں کے کافوں میں پہنچتے ہیں۔

اور نیز حضرت خواجہ کدوس سرزاد اپنے کہ بعض بزرگواروں نے جن کی میں نے ملاقات کی اور جن میں کچھ کہتے ہیں۔ ایک کہ جو کچھ کہوں جو یہ کہوں نہ قدیم۔ دوسرے کہ جو کچھ کہوں کہل ہو گا نہ مراد۔ ان کی بزرگی اور ان کے مسافت کی بلند می ان کلمات کلمہ سے کبھی جاتی ہے۔ اور واضح ہوتا ہے کہ آپ ان باتوں کے در بیان نہیں ہیں۔ اور آیت سے زیادہ نہیں ہیں۔ واللہ شہدانا انکھ حقیقتہ الحقائق وما یتحد کا میں ملو درجہ و تمیز کہ بحالہ ان کی حقیقت

ملفوظات، ج ۱

۲۷۷

از دور و پیش کی نشست از راه من
هر کس که زغن خود شد یار من
لیکست چه در گوش این زینست
سر من نه ازین دور نیست
هر زینست که راز کا و لطف مرا
یار میا بر کوفی غنست بهنا
پوشید آن آتش من بر گزین خود
نزدیک چه نید یافت خود دور

ہاں کے علوم و سائنس کے تھسا ساریاں اس کتاب کی فیوض و بھیر سے سوائے ہر
و ان کے فائدہ مند

[illegible]

ملوک کا تمنا سیرالی اللہ کی نایابت شک ہے جس کو فنا سے مخلوق سے تعبیر کرتے ہیں
یعنی ازل سے قائم ہند ہے جس کو فنا اللہ اور بقا اللہ کی سیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ سیر اللہ اللہ
اسی ہم تک سیر کرنے سے مراد ہے جس کا لفظ بالک ہے اور یہی فنا اس ہم میں یہ ہوتے
کیونکہ ہر ایک ہم سے نایابت اس کا جتن ہے۔ پہلی میں میں سیر میں بے نایابت ہو گا۔ اللہ اس
وہ پیش کو اس مقام میں معرفت خاص حاصل ہے جس کا بیان اجماعاً اللہ کیا گیا ہے۔ یہ ہم تک
روح میں نایابت کے فوق میں ہے۔ کیونکہ رابطہ کا میں ثابت ہے اسی ہم کا دل اور اس کی معرفت
صلیہ ہے۔ وہ لوگ کہ محض فضل الہی میں شانائے ساتھ غمزدہ ہیں۔ اس ہم سے بھی روح فنا
میں۔ اور حال شک خدا کو غمزدہ رہنے نایابت تر قیوں کرتے ہیں ۷

مِنْ قَبْلِ هَذَا مَا يَدْرُغُ فِيهِ أَهْلُ
وَلَقَدْ أَخْطَأَ لَدَيْهِ وَاجْتَمَلَ

ترجمہ بعد ازاں دو چیزیں جس کا نہیں دستاویز تھا

اس کا پوشیدہ ہی رکھنا اور بچانا ہے۔

اگر بہت جسامان سلوک کے پہل بہت کافی ہیں ان کے ساتھ طریقہ میں اور ترقی یافتہ انسان کے ساتھ متعلق ہیں لیکن مسافت جو صامان سلوک و فتنوں اور بوجہاں سے قطع کیے ہیں۔

اور یہی دماغ و فتنوں میں اس کی جتنی تک پہنچتے ہیں۔ اس بزرگ ماننا کہ بزرگ دولت شناسی لذت اور تصور کیا لینے کے ذوق سے اس نسبت و ترقی کی بات میں قطع فرماتے ہیں اور کہ یہ تصور و کپ شہجہ جاتے ہیں۔ اور اس بنیاد پر بہت فرقیں کرتے ہیں کہ ارباب سلوک کے فتنوں اس ترقی و قرب سے بہت غریب ہیں۔ کیونکہ سلوک پر یہ کھنڈہ ہونا ایک قسم کی محبتیت کے سمجھا جاتا ہے۔ جب تک قرآن و حدیث میں جذب نہیں کرتے۔ اور جب جذب کرتے ہیں تو بہت ہی نزدیک ہو جاتے ہیں اور قرب یہ اور قربیہ اور قربیہ کرتے ہیں تو بہت ہی غریب ہو جاتے ہیں۔ اور قربیہ یا وہ تعلق کرتے ہیں۔ جو سب سے پہلے اور سب سے پہلے میں بہت فرق ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

یاد نہ تھائے کہ فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور ان تھائے بڑے فضل اللہ ہے مثنوی

حسرت مشرق و شامی سب سے تیر	حسرت مشرق و شامی سب سے تیر
یکے مشق و شامی تو نہ کند	یکے مشق و شامی تو نہ کند
حسرت مشق و شامی سب سے تیر	حسرت مشق و شامی سب سے تیر
حسرت مشق و شامی سب سے تیر	حسرت مشق و شامی سب سے تیر

مگر یہیں کہ ہر سب سے سلوک کی قرآن میں اس ترقی اور قرب میں شریک ہیں۔ کیونکہ جذبہ ان کے سلوک پر بھی مقدم ہے۔ پس دوسرے طریقوں پر اس طریق کی زیادتی کیا ہے۔ اور اس کا فرق طریقوں کا کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دوسرے طریق اس طریق کے مقابل ہونے کے لئے موضوع نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض کو دولت الہیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور طریق اس دولت کے حاصل ہونے کے لئے موضوع ہے۔ اور یا تو دولت الہیہ کے حصول کے لئے موضوع ہے۔ اور اس کو نہایت اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ مراتب شہ و دافہی کا نہایت ہے۔ ورنہ نہایت طبع و دماغ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شہ و دافہی صورت کے تہذیب میں بہت ہی صحت میں یا صورت سمجھنے کے اور اس ہے۔ اس شہ و دافہی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ شہ و دافہی کی طرح حاصل ہوتا ہے۔ چہرہ پر دماغ ہو جاتا ہے۔ یہ شہ و دافہی کی ترقی سے دماغ ہو جاتا ہے اور

پسے طور پر وہوں کی شکل سے نقل کیے۔ دوس کی تیسرا داشت سے کرتے ہیں جس کو حضرت
بے نسبت کہتے ہیں کیونکہ جس وقت شہود پہاڑ اور بیت میں تعلق تھا۔ تو جب تک اسی طرح
سے نہ دی پہاڑ کو ہے۔ اس پر یاد داشت کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ یاں ایک قیاس ہے جس
کا تاخوری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی اصل کو دوس نہیں ہوتا کیونکہ اس کی آگاہی وہی ہے
لیکن اس نسبت کا سوال اس کے کلیہ میں برقی کی طرح ہے۔ برہنہ ہونے کی وجہ سے
پر مقدم ہے۔ اس کے حق میں یہ سوال اسی ہے۔ اصناف کی کثرت نے سزا علم حاصل کر دیا ہے۔
اور نہ کا کام کرتا ہے۔ جیسے کہ پہلے اس کی طرف اشارہ ہو چکا۔ یعنی ان کے ہمہ اہل کے نہ ہونے
کی طرح نرم ہو جاتے ہیں جسے ان کے ظاہر باطن کی طرح اور باطن ظاہر کی طرح ہر حالت میں یہی
ہو جاتا ہے کہ ان کی آگاہی میں نسبت کی کج کش فیس پس یہ نسبت تمام نسبتوں سے زیادہ ہے
اصناف جنات کی کتابوں اور سالوں میں وہ جہالت انہی سنوں میں شائع ہے۔ کیونکہ نسبت انہی
سے ملتا ہے۔ اور ان کی کتاب کی نہایت یہ ہے کہ پھر وہ یہ سزا۔ اور ان کی سزا اس
طریق کے شائع ہوں نسبت کو اپنے ساتھ حضور کرتے ہیں تو اس قباحت سے کہ یہ اپنی
اس وقت کے حاصل ہونے کے لئے موضوع ہے۔ جیسے کہ کو چلا۔ درندہ و سرسطنوں کے
بنگاہوں کو بھی اگر تیرہ ہوتے تو ہاں ہے جگہ ان سے ہے۔

ابراہیم اللہ کے سرگرم شیخ ابو سعید ابو یوسف سزا میں درگاہوں کی نسبت
ایک فرمایا فرماتے ہیں اور اپنے استاد سے اس کی تحقیق کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کیا ہے
حدیث دہائی ہوتی ہے۔ استاد جواب میں فرماتے ہیں کہ نہیں ہوتی شیخ پھر اس مسئلہ کا تکرار کرتے
ہیں۔ اور وہی جواب پاتے ہیں۔ اور تیسری بار پھر وہی سوال کا تکرار کرتے ہیں۔ اور استاد جواب میں
فرماتے ہیں کہ اگر ہوتی ہے تو شاید وہ اور ہوتی ہے۔ شیخ رخص کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ میں ان
کا دورہ میرے ہے۔

اور یہ جو میں نے بیان کیا تھا کہ نہایت مطلق و ادا اور اس ہے۔ اس کا بیان یہ ہے
کہ اس آگاہی کے ثابت ہونے کے بعد اگر عروج واقع ہو۔ تو حیرت کے حضور میں جا چکے ہیں
اور اس آگاہی کو ذاتی مراتب عروج کی طرح نیچے چھوڑ جاتے ہیں۔ یہی حیرت ہے جس کی وجہ سے
سے سوئم کرتے ہیں جو بنگاہوں کے ساتھ حضور ہے۔ جیسے کہ ان لوگوں کی کتابوں میں
واقع ہے۔ ایک ننگ اس مقام میں فرماتے ہیں۔

خبردار کہ ہستیاں نہ رہیں
خبر نہ سن کیا محک ایسا نہ ہو
کیر نہ لگ نہ لگ نہ لگ نہ لگ
ایک اور بزرگ فرماتے ہیں

عشق ہے کہ دوسری دیم
کفر دین و یقین شک ہے
چوں کہ شتر و عقل مد عالم
ہرچہ ہستند سب را و تو اند
عشق ہے دین و کفر کے اوپر
کفر شک و یقین دین دین
جب کہ کفر و عقل سے گزرا
ہے جو سب کو ہے تہ و تیرا
ایک اور بزرگ فرماتے ہیں

لا وہو ان سرتہ روزی
لا وہو دین و کفر سے
بارگشت و عیب کیست
جیبت کیست ذوال بیکہ کمر سے

اس عبارت کے حامل ہونے کے بعد مقام معرفت ہے۔ زمین اس کو اس وقت سے شرف
کرتے ہیں۔ اور کفر حقیقی کے بعد وہ مقام حیرت ہے۔ ایمان حقیقی سے کس کی نوازش فرماتے
ہیں۔ یقین کے مطلب کا نہایت اسی ایمان میں ہے۔ اور حضرت صاحب شریعت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت اور کس مناجات کا مقام کہ اذ غزا الی اند علیٰ یصیر ق
انا و من ابغض الی اللہ تعالیٰ کی طرف بڑا ہوں انہی اور میرے تابعدار بصرہ میں
میر اس کی طرف اشارہ ہے۔ اسی مقام میں ہے۔ اور دین و دنیا کے سرو علیہ السلام
اسی ایمان کو طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ یزنا صا و قادیقہ الی اللہ تعالیٰ کفر
دینا تو جسے وہ ایمان صادق اور یقین مطلق کے بعد کفر نہیں اور کفر حقیقی سے وہ مقام
سے پناہ مانگتے تھے۔ اذ غزا الی اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ میں خیر و کفر سے پناہ مانگتا ہوں
یہ ترتیبی باتیں کہ نہایت ہے اس مقام میں علم و عین ایک دوسرے کا محبوب نہیں ہیں
فیہا لا یابا الی اللہ تعالیٰ فیہا
و لہذا فیہا الی اللہ تعالیٰ

ترجمہ مبارک منہوں کو اپنی نیست سہارک عاشقوں کو درد گفت
ایسا درد تھا کہ جاہل نہ تھے۔ جن کے کان عزیز کی جذبہ قسم ہے۔
پہلا وہ جذبہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تھا ہے۔ اور اسی اعتبار سے
ان کا طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ اور یہ جذبہ ایک قسم کی
توجہ کے ساتھ جو تمام موجودات کی قیوم ہے۔ اور اس میں استغلاک و استغلال یعنی تقاضا و استغناء
کے ساتھ کامل ہوتا ہے۔

دوسری قسم جذبہ کی وہ ہے جس کے ظہور کا سبب اس طریق میں حضرت خواجہ
نقشبند قادس اللہ سرہ میں۔ اور یہ جذبہ پرستش و اتقہ کی راہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ جذبہ
خواجہ قدس سرہ سے اس کے پیچھے نیند خواجہ علاء الدین قدس سرہ کو نہ چلا۔ اور چونکہ اپنے
وقت کے قطب ثابت تھے اس لئے انہوں نے اس جذبہ کے حامل ہونے کے لئے ایک
خاص طریقہ وضع کیا۔ وہ طریقہ ان کے خدائے ان کے خلف میں طریقہ علانیہ کے نام سے
مشہور ہے۔ اور ان کی عبارت میں اس طرح واقع ہے کہ سب طریقوں سے اقرب طریقہ
علانیہ ہے۔ اس جذبہ کی اصل اگرچہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے ہے لیکن اس
مائل ہونے کے لئے طریق کا وضع کرنا خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔
یہ طریقہ بہت کثیر البرکت ہے۔ اس طریق پر تھوڑا سا چلنا دوسرے طریقوں پر بہت چلنا
زیادہ فائدہ مند ہے۔ اب تک خانوادہ علانیہ و احرار کے مشائخ کے خدائے ان دولت علیہ سے
بہرہ مند ہیں۔ اور اسی راہ سے طلبوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ
کو یہ دولت بخشے تھے کہ جتنا توبہ چرخی قدس سرہ سے جو حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہ کے
خلف میں سے میں پہنچی ہے۔

اولیٰ قسم کا جذبہ جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ اس کے حامل
ہونے کے لئے خدا طریقہ برحق ہے۔ اور وہ طریق و قوت محدود ہے۔ اور وہ سلوک میں
جو اس جذبہ کے حامل ہونے کے بعد تحقق ہوتا ہے۔ دو قسم ہے۔ پہلا اس کی کلی قسمیں ہیں۔
ایک قسم ہے جس کی طریق سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تقصود و تکلف نہیں ہیں۔ اور دوسری
رسالت غایت سے صابغہ الصلوٰۃ و السلام و اتحیتہ بھی اسی جذبہ اور اسی طریق سے مطلب
مکسب نہیں ہیں۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کمال اخلاص کے باعث جو حضرت

جسے اللہ تعالیٰ آدھم کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور اس میں نالی تھی۔ باقی تمام ہوا پھر ان میں سے تھیں۔
 علیہم السلام میں سے اسی خاص طریق کے ساتھ منحصر ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ سلوک کی نسبت
 اسی خاص صفت کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی ہے۔ اور یہ کہ
 حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا
 سے تھیں۔ اس لئے ان دونوں بہت سی باتوں کے لحاظ سے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ ذلک ذی ابوبکر شریکین ائمہ حضرت ابو بکرؓ نے دو باجنا، اور یہ کہ حضرت امام
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بزرگ آباؤ اجداد کی طرف سے جہانیت حاصل تھی۔ اس لئے ان
 دونوں طریقوں کے جامع ہونے میں۔ اور اس بہت بڑے ان کے سلوک کے ساتھ ہی کیا اور اس
 سلوک سے مقصود تک پہنچنے۔

ان دونوں سلوک کے درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
 سلوک سبب نفاذ سے قطع ہوتا ہے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلوک انسانی
 سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

ان کے سلوک کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے غائبہ سے نقیب کھڑے ہو کر
 پہنچا دیں۔

سلوک اول میں معارف کی تحصیل ہے۔ اور سلوک ثانی میں غلبہ حقیت۔ یہی وجہ ہے کہ
 حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر تم کا دروازہ بن گئے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے حضرت علیہ السلام کی حقیت میں دوستی کی جاہلیت حاصل کی۔
 انحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کو کنت مستخداً أخذت خیراً
 لا تخذت آناً بکلی خیر لا اگر ہم کو کوئی ایسا نہیں بنا تا حضرت ابو بکرؓ کو بنا تا
 اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبہ اگر جس کی بنیاد حقیت پر ہے پھر
 سلوک ثانی اگر جس کا فضا عدم و معارف ہیں اس کے جامع ہونے کے متبانی سے حقیت و حقیقت
 سے بہت ماحصل کیا۔

بعد ازاں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نسبت مرتبہ کو ذات کے طور پر سلطان
 انصاف میں حضرت بائیں بیضاوی قدس سرہ کے حوالہ کیا گیا یہ بار اس نسبت ان کی پشت پر ہوا تو
 تار تیرے جانتا ان کو نہ چاہیں۔ ورنہ ان کی توجہ کا رخ دوسری طرف ہے۔ اور یہ کہ

امت کے قتل سے زیادہ کوئی نسبت اس نسبت کے ساتھ نہیں کہتے۔ اور اس قتل میں
 کسی کوئی حکمتیں ہیں۔ اگرچہ اس نسبت کے اٹھانے والے کو نصیب ہیں لیکن اس نسبت کو ان
 بزرگواروں کے انوار سے وہ خاصہ حاصل ہے۔ مثلاً ایک قسم کے شکوہ اس نسبت میں ملا تھا۔
 سلطان العارضین کے انوار کا شبہ۔ وہ منکر تہیوں کو اس سے غائب اور بیوقوف کر دیتے ہیں
 بعد از ان نسبت اور نہ سمجھتا جاتا ہے۔ اور اس نسبت کے غلبہ سے اس کے باطن میں اس کی
 جاسوس ہے۔ گویا ظاہر میں صوفی اور باطن میں منکر یہ بیت ان کے عمل کے خلاف ہے۔
 اندرون شفا و تہیوں کا شہر
 اندر سے ہو تو اشتباہا ہر سے ہو بیگانہ تو

ایسی ذلیل طرز کا ملنا نہیں ہے خوب

عقہ نذر القیاس ہر بزرگ سے فوراً کمال کر کے وہ نسبت اپنے اہل کی پہنچ گئی۔ اور وہ عارف
 ربانی خواجہ شمس الدین عظیمی قادیان سے مراد ہیں۔ جو حضرت خواجہ گمان قدس سرہم کے سلسلے کے
 سرعہ میں سالن کے زمانہ میں یہ نسبت پھلنے سے قوت پزیر ہو گئی۔ ان کے بعد اس سلسلے میں
 سلوک آقا کی نسبت پھر مرقی ہوئی۔ اور جدیہ کے حاصل ہونے کے بعد دوسری راہ سے سلوک کیا
 اور عروج پیدا کیا۔ اور اس زمانہ تک کہ حضرت خواجہ شمس الدین سرہرہ کی تہیوں میں آئے۔ نسبت
 پھر جدیہ اور سلوک آقا کی کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ اور ان پر دو نسبت کے ساتھ حال صرفت نسبت
 کی جاسوس ہوئی۔ اور اس تہیوں کی ایک خاص قسم کے علاوہ ایک اور جدیہ بھی جو حقیقت کی راہ سے پیدا
 ہوتا ہے ان کو عطا فرمایا۔ جیسے کہ اوپر لکھ چکا۔ اور ان کلاس میں سے بہت صاحبان کے
 قائم مقام حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہرہ کو حاصل ہوا۔ اور جدیہ اور سلوک آقا کی کی تہیوں
 دونوں سے ختم ہوئے۔ اور طلب ارشاد کے مقام تک پہنچ گئے۔

ایسے ہی حضرت خواجہ محمد پیر ساقدس سرہرہ نے ان کلمات سے کامل حصہ حاصل کیا۔ اور
 حضرت خواجہ قدس سرہرہ بنی زنگی کے امیران کے قریب فرمایا کرتے تھے کہ میں کو مجھے دیکھنے
 کی خواہش ہو اور محمد کو دیکھنے +

اور نیران کے حق میں منقول ہے کہ فرستہ لکھتے تھے کہ بھائی الدین کے درجہ
 سے مقصود محمد کا تلو ہے۔ اور حضرت خواجہ محمد پیر ساقدس سرہرہ کو باوجود ان کلمات
 نے مولانا خواجہ محمد عارف ریوڑی قدس سرہرہ کی فرودیت کی نسبت بھی حاصل تھی۔ جو اخیر

زندگی میں ان کو خط فرائی تھی۔ اور اسی نسبت کہ ملکدان کو بھی دو طالبان کی تھیں۔ اور نہ
کمال تکمیل پر ان کو بڑا غلط درجہ حاصل تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ ان کے قریب فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ خود کے
تمام جہان میں سے منور ہو جاتے۔ اور مولانا عارف قدس سرہ نے اس نسبت فرودیت کو اپنے
والد بزرگوار مولانا جہاں الدین قدس سرہ سے حاصل کیا تھا۔

جانتا چاہئے کہ نسبت فرودیت کی ترقی پر سے جو پر حق تقاضے کی طرف ہوتی
ہے۔ اور بھی نامکمل ہو۔ دعوت کے ساتھ اس کا کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ نسبت قلبی شہاد
کی نسبت کے ساتھ خلق کی دعوت، انکسیر کا مقام ہے۔ جس سے ہوتا ہے۔ تو چہ کہنا چاہئے کہ اگر
فرودیت کی نسبت غالب ہے۔ تو ارشاد تکمیل اس صورت میں نہیں ہے۔ ورنہ ان نسبتوں کا
مستلزم اس میں ہے۔ اس کا ظاہر سبک مسیحی کے ساتھ ہے۔ اور اس کا باطن بالکل حق تعالیٰ
کے ساتھ۔ دعوت خلق کے تمام میں اپنے درجہ انہی دونوں نسبتوں کے لئے کو حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ
قلب ارشاد کی نسبت تنہا ہی دعوت میں کافی ہوتی ہے۔ مگر ان بزرگواروں کو اس مقام میں ترقی
دیکھ کر حاصل ہوتا ہے۔ ان کی نظروں اور اس کو شفا بخشی ہے۔ اور ان کی صحبت سے اپنے پستانہ
کو فائدہ کرتی ہے۔

یہود اللہ حضرت جہنم بندہ دی قدس سرہ اس ملک اور اس مرتبہ سے شرف
ہوئے تھے۔ قلبیت کی نسبت ان کو شیخ موی مقلی قدس سرہ سے حاصل ہوئی تھی۔ اور
فرودیت کی نسبت شیخ محمد قصاب قدس سرہ سے۔

ان کے پانچواں کلاموں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ جانتے ہیں کہ میں موی مقلی
قدس سرہ کا مرید ہوں۔ انہیں میں محمد قصاب قدس سرہ کا مرید ہوں۔ مگر یا نسبت فرودیت کو
غالب کر کے نسبت قلبیت کو اس کے مقابل میں ہندو بھکت ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کے خلفاء کے بعد ان خاندان بزرگ کے
چار اہل شرف حضرت خواجہ احمد اقدس سرہ تھے۔ جو خواجگان قدس سرہ کے جذبہ کو تمام کر کے
سیل فانی کی طرف توجہ ہوئے۔ اور اسم تک میر کو چھپا کر بغیر اس بات کے کہ اسم میں اس میں تھیں
اور شہید کریں۔ پھر فاضلہ بدین آئے۔ اور خاص ہستہاک و شمول یعنی استغراق و فنا ہی
جہت میں پیدا کی۔ اور بقا ہی اسی جہت میں حاصل کی۔ غرض اس جہت میں شان مظہر لکھتے تھے۔

اور وہ علوم و معارف جو فنا و بقا سے حاصل ہوتے ہیں ان کو اسی مقام میں حاصل ہو گئے تھے۔ اگرچہ جنہوں کے متنازعہ ہونے کے باعث علوم میں تفاوت پیدا ہو گیا۔ ان تفاوتوں میں سے ایک توحید و وجودی کا اثبات اور عدم اثبات ہے۔ اور ایسے ہی ان امور کا اثبات کہ ہے جو توحید و وجودی کے مناسب ہیں مثلاً اعادہ و سرانجام و سریت ذاتیہ و کثرت میں وحدت اس طرح پرشاد ہو کر ثابت ہوا کہ حق ہو چکے۔ اور مابک کی زبان پر کھڑا کا ہرگز نہ لے پانچ و غیرہ برخلاف ان علوم کے جو اس اعتبار سے ثابت ہوتے ہیں جو فنا کے مطلق کے بعد ہے کیونکہ وہ اس طرح نہیں۔ بلکہ ان کے علوم سرشت و سریت حق کے علوم کے موافق ہیں۔ اور اس قسم کے جیلے ہر مسئلہ اور مشکلات اور سوال و جواب کے مستلح نہیں ہیں +

غرض وہ بقا و جذبہ کی جہت میں ہے خواہ کسی قسم کا جذبہ ہو۔ نہ کہ سے نہیں نکالنا اور صوم میں نہیں ۲۵۔ اسی واسطے باوجود بقا کے آثار پر جو علم نہیں کرتا اور اس کی طرف اشارہ نہیں کرتا کیونکہ جذبہ میں غلبہ جہت ہوتا ہے۔ اور غلبہ جہت کو نہ کہ لازم ہے۔ اور نہ کسی طرح اس سے جدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے علوم میں نہ کہ آمیز ہوتے ہیں۔ مثلاً وحدت و وجود کا قائل نہ ہو نہ کہ وہ جذبہ جہت پر مبنی ہے۔ اس طرح پر کہ غلبہ کی تعلیم میں سب کوئی چیز باقی نہیں رہتی جس لئے وہ اس لئے جذبہ کے سب کی نفی کا حکم کر دیتا ہے۔ اور اگر صوم میں توحید و جذبہ کا شہود اس کے اس لئے کے شہود سے ملتا نہ ہوتا۔ اور وحدت و جذبہ کا علم نہ کرتا۔ اور وہ بقا پر قائل مطلق کہ ہے نہ کہ ملوک کا نہایت ہے۔ اس کا اثبات اور سبب و موصوفات ہے نہ کہ اس مطلق میں کچھ دخل نہیں جو کچھ ثنائی حالت میں مابک سے نہ کہ ہوتا ہے۔ سبب و جوع کرنا ہے۔ لیکن اصل کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے۔ اور فنا کے بعد بقا کے ہی معنی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے صوم میں نہ کہی محال نہیں ہوتی۔ ان کے علوم انبیاء علیہم السلام و انتظام کے علوم کے مطابق ہوتے ہیں +

نیز میں نے ایک عزیز سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنی والدہ کے باپ و اول یعنی شمال کی طرف سے بھی جو بہت ہی عجیب و غریب احوال اور قوی جذبہ رکھتے تھے۔ ایک نسبت حاصل کی تھی۔ اور اثبات و اثبات یعنی دعا و دعا کے قطع کے مقام سے جس کے ساتھ دین کی تائید و استیسا ہے۔ اور محبت میں شان عظیم رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کو اور حضرت صاحب قلم اور اسی عجیب حضرت خواجہ قدس سرہ شریعت کی تائید اور دین کی دیکھا کرتے تھے۔

ان کے سوال نامی کا ذکر ہو چکا ہے۔

اس کے بعد ایشیائی مسافہ لکھی میڈیون الرضی شریک درویش محمد باقی
سلفیات تعالیٰ کے نزدیک کی برکت سے ان پر گزروں کا طریق علی الخصوص ماکتبیہ عمان
میں جن کے لئے ان کمالات سے بے بہرہ تھے، اور سر زندہ ہیں۔ اور ان عزیزوں کے
آداب شائع ہوئے۔

اس حق پر پانچ اس مکتوب میں ان کے بھی تحریر سے کلمات ایچ کے بائیں پنج
اس میں اس کی چاندی مندرجہ ہوئی اس کے اس: وہیں خلاصہ کی۔

مکتوب ۲۹۱

توحید و نبوی و توحید شریک کے ماحب اور ان کے متعلقہ معارف کے بیان میں
مولانا عبدالمعین کی طرف سے ارسال ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ
وَتَلْمِذِهِ

خدا مجھے ہدایت دے، تجھے ماننا چاہئے کہ بعض کے لئے توحید و نبوی کا باعث یہ
ہو کہ وہ توحید کے ملاحقوں کی کثرت سے شوق کر سکیں۔ اور کہ توحید لا الہ الا اللہ کے
سننے کو کامیاب کر دے اللہ تعالیٰ سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی توحید تمام آل و اصحاب کے بعد سلطان ایشیائی کے
کے غلبہ کے باعث ظاہر ہوتی ہے کہ وہ توحید کے کثرت شوق سے اس معرفت کا نقش
تو تھیلے میں بندھا جاتا ہے۔ چونکہ یہ توحید صاحب توحید کی اپنی بنائی ہوئی ہوئی ہے اس لئے
معلوم ہے کہ اس توحید والا باب احوال میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر باب احوال وہ لوگ، جب
یہ باب توحید میں بندھا جاتا ہے۔ اور اس توحید طلوع کو بھی تمام قلب کی پٹھان نہیں ہے۔ بلکہ صرف
علم ہی علم ہے۔ بلکہ علم کے بھی کئی درجے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ بعض کے لئے توحید
و نبوی کا فطری انجذاب ہے تو ہوتی ہے کہ اول ان اوقات و مرتبہ میں کہ توحید
کے شوق سے خالی ہو تھیں۔ ہشتال کہتے ہیں۔ اور پھر اپنی کوشش یا توحید یا توحید
مستحق قلب تک پہنچ جاتے ہیں اور ہمدرد پیدا کرتے ہیں۔ اس تمام میں اگر توحید و نبوی

از کشف ذوق کے ہے۔ نہ ان کے قلبی انقلاب کے اور نہ صاف آدمی و بعض ادیبان
سے بظاہر ظاہر ہونے ہیں۔ وہ تمام قلب ہی میں سرزد ہونے لگے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے
کوئی نفس لائق نہیں ہوتا۔

اس غیر نے جس میں وقت صاف آدمی میں رہت سے ملے لکھے ہیں۔ اور چک
بعض ایسے نے ان مجریوں کو اس طرح پراگندہ کر دیا تھا کہ ان کا جمع کرنا دشوار تھا۔ اس لیے انھیں کہ
اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ نفس اس وقت لازم آتا ہے جب کہ اس مقام سے اوپر نہ بچائیں۔

اب تو یہ میں سے ایک گروہ ہو گیا ہے۔ جو اپنے مشہور میں ہلاک کا شکار
یعنی فنا کا شکار کا لہر پر پھینکا جیتے ہیں۔ اور ان کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ اپنے شہر میں
مستعمل مصدوم رہیں۔ اس واسطے کہ وجود کے لایم سے کوئی فرط ظاہر نہ ہو۔ یہ ملک آنا کے وقوع
کو اپنے آپ پر بھرتے ہیں۔ اور شہریت کا ان کے نزدیک فنا و نیستی ہے۔ شاہدہ کو بھی گرفتاری
جانتے ہیں۔ ان میں سے بعض اس طرح فراموش ہیں کہ آشتی عذما لا آخوذاً آہنگ میں
ایسا دم چاہتا ہوں کہ ہر جہاں کو جو نہ ہو۔ یہی لوگ جنت کے مقبول ہیں۔ اور حدیث قدسی
مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَاتَّاعِدَ بَيْتًا مِنْ كُوفٍ قَتَلَ كُوفًا عَمِيْرِي میں کا خون بیاہوں، ان کی خانہ میں
نہایت ہے۔ ہمیشہ وجود کے زیر بار رہتے ہیں۔ اور ایک لمحہ آرام نہیں پاتے۔ یہ کہ کوئی آرام غفلت
میں رہتا ہے۔ وہ اس شغف کے برائے غفلت کی تلاش میں ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ہر وہی فتنے میں کہ جو شخص مجھ کو ایک ساعت کے لئے حق تعالیٰ سے
خائف کرے۔ امید ہے کہ حق تعالیٰ اس کے ن ہوں کو بخش دے۔ اور جو بشریت کی غفلت
دیکھا ہے۔ حق تعالیٰ کو تم نے اپنے کمال کم سے ان میں سے ہر ایک کے ظاہر کر ان کی تہذیب
کے برافق ان امور میں غفلت کو مسترد میں مشغول کیا ہے۔ تاکہ وہ با۔ اور وہ ان سے بے تکلفیت
پائے بعض کو طاع و برقص کی الفت ہی ہے۔ اور ایک گروہ کو کنوئوں کی تعریف اور مہم و متار
کی تحریر میں لگا دیا ہے۔ اور کسی گروہ کو بعض امور سبیل میں مشغول کر دیا ہے۔ عباد اللہ! صغریٰ
سنگناؤں کے ہر وہ بھل میں چلے جایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے ایک خزانے اس کی دیو پوچی
تو اس نے فرمایا کہ اس لئے تاکہ نفس بار و جو دے سے خاص ہو جائے۔ بعض کو توحید و جود کے علوم
اور صحت میں کثرت کے شاہدہ سے آرام دیا تاکہ اس با سے ایک ساعت کے لئے آرام پائیں
اور وہ توحید و شایع تشبہ کے بزرگ اور ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی قسم سے ہے۔ ان

فراوان کی نسبت شریف کی طرف بجاتی ہے اور عالم اور عالم کے ساتھ کچھ نہیں کہتے
 اور وہ معارف اور شاربین متواتر و معارف و مستطاب ناصر الدین خواجہ عبید اللہ دکن
 نے لکھیں۔ توحید کی یہ قسم ہے میں۔ ان کی کتاب فقرات جو بعض علوم توحیدی پر مشتمل ہے
 اس کتاب کے علوم کا خلاصہ ان معارف کا مختصر و عام کے ساتھ ان کا اردو لغت ہے۔
 اور چاہے خواجہ قدس سرہ کے معارف جو بعض علوم میں کتاب فقرات کے لیے لکھے ہیں۔
 اسی قسم سے ہیں۔ ان علوم توحیدی کا مشاہدہ بندہ سے غلبہ جنت۔ اور ان کے مشاہدہ کا عالم کے ساتھ
 کچھ نسبت نہیں ہے۔ ان کو کچھ عالم میں دکھاتے ہیں۔ ان کے مشاہدہ حقیقی کا مشاہدہ دیکھ لیں۔
 مشاہدہ ایک شخص حال آفتاب کے کرتا رہے۔ اور کمال جنت سے اپنے آپ کو اس نے آفتاب میں
 گرم کیا ہے۔ اور پناہ نام نشان کچھ نہیں چھوڑا۔ لیکن ہم نے ہونے کو کرپا ہے کہ چلے کر نہیں ہیں
 اور اس سے آفتاب کے ساتھ اس کی آتش و آفت پیدا کرے۔ کیسا مت تک اور آفتاب
 کی چمک سے اس کو باہر نکالتے ہیں۔ تاکہ ایک دم کے لئے آرام سے۔ چرات آفتاب کچھ
 عالم کے مخلوق میں دکھاتے ہیں۔ اور اس علاقہ سے اس کا اردو لغت اس عالم کے ساتھ پیدا
 کرتے ہیں۔ اور کچھ اس کو بتاتے ہیں کہ عالم میں آفتاب ہے۔ اور آفتاب کے ساتھ کچھ نہیں۔
 اور کچھ ذات عالم کے آئینہ میں آفتاب کا جمال دکھاتے ہیں۔ اس بلکہ کوئی یہ سوال کرے کہ جب عالم
 غرض اللہ میں آفتاب کچھ نہیں ہے۔ تو پھر اس کو آفتاب جتنا نواز دے ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں
 کہ آفتاب عالم کو دوسرے کے ساتھ بعض امور میں اثر کر رہے ہیں اور بعض امور میں پیدا کر
 ستا تیار جھڑپ حق تعالیٰ کا تھانے اپنی کمال قدرت سے وہ امور جو مستیہ کا باعث ہیں بعض
 حکمتوں کو بعضوں کے باعث ان کی نظروں میں پوشیدہ کر دیتا ہے۔ اور عرفا جملہ مشاہدہ
 ان کو مشاہدہ کرتا ہے۔ اس لئے ایک دوسرے کے احکام کو نہ کرتے ہیں۔ یہ آفتاب کچھ ہی اس علاقہ
 سے عالم پلستے ہیں۔ لیکن یہی حق بجا از و تہذیب کو عالم کے ساتھ اگرچہ حقیقت کوئی مہمست نہیں۔
 لیکن مشاہدہ ہی اس احمد کو سمجھ دو دست کر دیتی ہے۔ شفا حق تعالیٰ کو دے۔ اگرچہ حق جنت
 میں دعوتوں کو ان کے حیاں کچھ مہمست نہیں۔ لیکن یہی حق تعالیٰ کے سمیع و علیم و بیدار و قادر و مدبر
 اور عالم کے بعض افراد بھی ان صفات سے مصطف ہیں۔ اگرچہ ایک دوسرے کے صفات خلیفہ دوسرے
 سے جدا ہیں لیکن جو کچھ وہ انسانی کی خصوصیت اور صفات بھشت کے نقصوں کو ان کی نظروں
 میں پوشیدہ کر دیتا ہے۔ اس لئے اگر اتحاد کا حکم کریں تو گناہ ہے۔

توبہ کی بنا پر توبہ کی تمام قسم سے الگ ہے۔ بعد از حقیقت اس معرفت سے
لوگ اس امر کے مضبوط نہیں ہیں۔ بلکہ اس پر وہ کوئی پرکشی مصمت کے لئے لائے ہیں اور
چاہتے ہیں کہ اس معرفت کے وسیع سے ان کو سزا سے سوسا لائیں اور تسلیم کریں۔ جیسے کہ بعض
مسلحہ و قرض سے اور بعض کو اور مباح کے اہتمام سے توبہ دی ہے۔

جاننا چاہئے کہ ان لوگوں میں سے تہہ لوگ بعض ایسے امور میں جو ان کے خیر کے
مقابلے میں اشتغال کرتے ہیں اور کمالی باتیں ہیں۔ برصغیر ان بزرگواروں کے کہ اپنے شہرہ کے
مقابلے کی طرف التفات نہیں کرتے۔ وہ یہی اس کے ملحق ہوتے ہیں۔ یہی ملحقہ ان کے شہرہ کے
مقابلے میں سامد اس کے گرفتار نہ ملحق ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں شہرہ دکھاؤں
یا عالم کے آئینہ میں اس کو جلوہ دیتے ہیں۔ تاکہ کوئی سامت اس پر نہ خفیف پائیں +

توحید کی اس غیر فخر کا نشانہ اس حیرت انگیز کشف و ذوق کے طریق پر معلوم ہوتا تھا۔ ان وہیں دیکھ لیا
ہی کو جانتا تھا۔ البتہ اس قسم کے ساتھ محض کھتا تھا۔ اسی واسطے اپنے رسائل اور فتووں میں کسی حد
بہوں کو بلند جو دم کو کھتا ہے۔ اور توحید و جدی کو اسی میں ختم کیا ہے لیکن جب یہ شاد پناہی
قبضہ گاہی کے حالت فراموشی کے بعد دراز شریف کی زیادت کی قریب سے بلند و محدود نہ ہی
میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اس طرح کے روزانہ کی زیادت خریف کے لئے لیا۔ تو زار نہاں کی کٹ
توحید کرنے کے نشان میں ان کی روحانیت مقدس سے پوری پوری توجہ ظاہر ہوئی۔ اور کمال
غریب و نازی سے اپنی نسبت خاصہ کو جو حضرت خواجہ احمد اراق دس سوسے شخصوں میں تھی
محبت فرمایا۔ جب اس نسبت کو اپنے آپ میں معلوم کیا۔ تو ان علوم و سلف کی تقیت کو جلتا
ذوق پایا۔ اور معلوم ہوا کہ ان میں توحید و جدی کا نشانہ مذہب بھی اور غلبہ محبت نہیں بلکہ اس
معرفت سے تصور اس نیت کی تحقیق ہے۔ سخت بلکہ اس سنے کے انکار کو نہ سنے دیکھا
لیکن چونکہ بعض رسائل میں ہی سابقہ وہیں مذکور ہوئی تھیں۔ جن سے بعض بے کلمہ گوں کو دم ہوا
کہ اس بیان سے ان دو بزرگواروں کی شان میں نقص لازم آتا ہے کہ از باب توحید کا طریق ہے۔ اور
اس سلسلے سے انہوں نے غلط پر داری کی بنیاد و ساز کی جسے کہ یہ جرم میں قلیل امداد ملے
میں ان کے احوال کے فتوہ کا باعث ہوا۔ اس لئے توحید کی اس قسم کا انکار کرنا بہتر دیکھا۔ اور اس
واقعہ کا ذکر بھی بطریق شہادت و تقریر کا مناسب تھا۔ +

ہمارے فواج حق سرزمین کے مفصلوں میں سے ایک وسیع نے نقل کی کہ انہیں یا لیا کرتے

کہ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے باب توحید کی کتابوں سے نسبت حال کرتے ہیں مایا نہیں ہے بلکہ
مقصود یہ ہے کہ ایک مانت اپنے آپ کو غافل کریں۔ یہ کام مایا کا کام کی تائید کرتی ہے +
فضیلت پناہی شیخ عبدالحق نے جو ہر ایک خواجہ قدس متروہ کے فہموں میں
سنہ نقل کی کہ حضرت خواجہ قدس سرہ ایام جلست سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ ہم کہیں لکھتے ہیں
سے معلوم ہو کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ شاہ راہ ہے +
مگر اس سے پہلے ہی ہم جانتے تھے لیکن اس قسم کا یقین اب لہو ویرانہ ہے کہ
بات سے ہی منہم ہوتا ہے کہ آخر کو یہ ایک مشرب توحید کے ساتھ کچھ مانت بہت نہ کہتا تھا
اس کو ابتدا میں اس قسم کی توحید نظر نہ آتی تھی۔ کو کچھ دشمنی۔ بلکہ بہت شایع کے لئے ابتدا
میں اس قسم کی توحید نظر نہ آتی تھی۔ لیکن یہ طرز اس سے عمل گئے ہیں۔ اور نیز ہذا تشبہ کے
مقام تک پہنچنے کے بعد حضرت خواجہ تشبہ قدس متروہ اور حضرت خواجہ عارف قدس متروہ کا
ایک دوسرے سے ہوا ہے +

بعد اس حضرت خواجہ احمد قدس سرہ کی توحید کا طلبہ نے والدہ کے باوا اہلاد کی باطنی نسبت
ہے جو پشت پرست بزرگ ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ تناقضاتی حوالہ دیا ہو چکا ہے اس
بزرگ اہل کی نسبت کے لوازم سے ہے۔ اس غیر نے اس وقت کے لوگوں کی سمجھت کو نظر
رکھ کر طالبوں کی تربیت کے لئے حضرت خواجہ تشبہ قدس متروہ کے طریق کو اختیار کیا ہے۔
اور اس طریق کے علوم و معارف کا اور نظام شریعت کے علوم سے زیادہ تر مانت بہت سمجھتے ہیں
ایسے خاص مانت ہیں۔ جب کہ ان کا شریعت کے ساتھ کرنے میں کوئی شکست ہو گئی نہیں۔ نظام کرنا
مناسب دیکھ کر انہوں نے طلبہ کے لئے اسی طریق کو اختیار کیا۔ اس فرق بھانہ تو قائلے اس غیر کے
ذہنی طریق حوالہ کو دواج و روق دینا چاہتا تو حمان کو اس کے انوار سے منور کرتا کیونکہ ان
دو بزرگ آدمیوں کے انوار کو کمال طور پر مل کر آیا ہے اور دونوں بزرگ آدمیوں کی شکل کا طریقہ ظاہر
کر دیا ہے۔ اِنْ فَضَّلَ بَيْنَهُمَا فَانْصَرَفْ إِلَى اللَّهِ وَانْصَرَفْ إِلَى اللَّهِ وَانْصَرَفْ إِلَى اللَّهِ
فضل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم سے ہیں کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فضل والا

ہے

پادشاہیت کو غنیمت قرار دینا	ہر دو عالم پر ایک گدگد
نہ پادشاہ سے کیا کہہ سکتے	گلا فریب کو وہ توں جہاں ملے

اس وقت اس طرف ان کی زندگی کر لیجئے۔ غرض قحط خانے کی حمایت ذوق ان بزرگواروں کے شان حال ہوئی ہے۔ یہ سبیل بے سبب ان کا کام بنائیے میں۔ واللہ یجیب عن قضاہ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے برکات دے کر دیتا ہے، ♦

در اگر ترمیم تو کامل ہو کر کے اسیل کے بنیان کا کام دشوار ہے۔ یہ ایسا ہونا چاہئے جو تہذیب اور سلوک کی دولت سے شرف ہوا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سلامت سے بہرہ ور ہو اور اس کا تہذیب اور تہذیب سے شرف ہوا ہو اور اس کی اصلاح اور تہذیب کا انجام بہت ہیچ ہو۔ اور اس کا تہذیب کے سلوک چھوڑ دیا ہے۔ اور ترمیم کی تربیت سے تربیت یافتہ ہے۔ قس لا وجود میں لائے کہ کیا اس کی حالت ہے۔ اس کی کام ہوا اور اس کی نظر شتاب سے ترمیم ملے اس کی توجہ شریف سے تہذیب ہو گئی ہے۔ اور مرجعانی ہوتی ہائیں اس کلیت اتفاق سے آواز ہوتی ہیں۔ اور اس قریب صاحب امتیاز ہے۔ تو اس ملک تہذیب ہی تربیت ہے۔ وہ ہی تہذیب کی تربیت کر سکتا ہے۔

تہذیب و تہذیب کی تربیت کر سکتا ہے

اسماں نسبت بر سرش آمد فرد
ورز ہم عالمی است پیش خاک تو
شوش سے نیچے ہے گرچہ آسماں
نہاں ہے جہت میں ترسے ہو

اور اللہ تعالیٰ کی حمایت سے کسی طالب کو اس قدر کام کی تعلیم چاہئے تو چاہئے کہ اس کے ہوش و تربیت چاہئے۔ اور اپنے آپ کو ہوش اس کے والد کر دے۔ اور اپنی سعادت اس کی رضا مندی میں اور اپنی تربیتی اس کی تادم مندی میں جوئے غرض اپنی خواہش کو اس کی رضا کے تابع بنائے ♦

حیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ کن یؤمن اخذ کذا حتی یؤکد
تبعاً لہذا حیث ہر ترمیم سے کوئی یا غافل ہوگا جب تک اس کی خواہش اس میں کے تابع ہو
جس کو نہیں آیا ہوں ♦

چنانچہ چاہئے کہ صحبت کے واسطہ سے لڑکھٹا کو مد نظر رکھنا اس کی ضروریات ہے
ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے۔ ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور نتیجہ
کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بعض ضروری آداب شرائط رکھے جاتے ہیں۔ گوش ہوش سے سنتے چاہئیں۔
طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پیر کر اپنے پیکی طرف متوجہ کرے۔ و
یہ کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر داخل ہونا کار میں شغول ہو۔ اور اس کے حضور میں اس کے

میں اس طرف توجہ نہ کرے۔ اور اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا نہ ہو۔ ستھ کہ جب تک ہاتھ لڑو
 اور میں ہر شے اپنے صبر اور اس کی صورت میں ناز و غضب کے ساتھ بھلا دے کر رہے۔
 کسی بادشاہ کی نقل کہتے ہیں کہ اس کا وزیر اس کے ملنے کو، خدا تعالیٰ کا وزیر کی نگاہ اس کے
 اپنے کپڑے پر جان پڑی اور اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا۔ اس حال میں حبیب پوشا
 اس کو کہنا کہ میرے سوا ذی کی طرف متوجہ ہے۔ تو بھڑک کر فرمایا کہ میں یہ بروہشت نہیں کر سکتا
 تو یہاں پر نہ ہو کر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے۔ تو سوچنا چاہئے
 بے نیائگی کے مسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے دایہ فراموشی میں۔ تو حصول الہی اللہ کے
 اس کے لئے ان آداب کی رعایت نہایت ہی قابل محبت و جود ہی ہوگی۔ اور جہاں تک ہر شے
 کی جگہ پر کھڑا نہ ہو کہ اس کا ساتھ دینے کے کپڑے یا خلیہ پر پڑے۔ اور اس کے مصنف پر ہوش رہے۔
 اس کے وضو کی بند میں طہارت نہ کرے۔ اور اس کے خاص باتوں کو متحمل نہ کرے۔ اور
 اس کے حضور میں اپنی نہ پئے۔ کھانا نہ کھائے۔ اور کسی سے گفتگو نہ کرے۔ جس کی آمد کی طرف متوجہ
 نہ ہو۔ اور یہی محبت یعنی عدم موجودگی میں جہاں کہہ رہتا ہے اس طرف چوں دراز نہ کرے۔
 تنہا ہی اس طرف چھینکے۔ اور جو کچھ یہ سے ضرور ہو۔ اس کو صاحب بستر بنانے یا اگرچہ بھلا ہر
 درجہ ہو۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہتا ہے تمام سے کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انون سے کام کرتا ہے
 ہر شے پر غور میں کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگرچہ بعض صورتوں میں اس کے سامنے غصا کا کچھ نکلیں ہے
 انصاف کے انسانی غصے اجتہادی کی طرح ہے اور طاقت اور امن اس پر چاند نہیں۔ وغیرہ
 اس کو اپنے پیر سے محبت ہے۔ توجہ کچھ محبوب سے صادر ہوتا ہے۔ محبت کی نگاہوں کا
 یہ ہی دکھائی دیتا ہے۔ پھر قرائن کی کیا ہی ہے۔ اور کئی نے اپنے اپنے لئے اور طاعت کے
 لئے بڑے کاموں میں پیر کی اقتدار کی چاہئے۔ اور نہ کہ جو اسی طریقہ پر آکر نہ چاہئے۔ اور
 فی اسی کے طریق عمل سے یقینی چاہئے۔

اگر ان کے سہلے نگاہیت فانی بہت انبار و بہستان و قاشاے دارنار
 سے دشمن جس کے گھر میں گھرا غور ہو غریب کے اندر دیکھتے بہت نہیں ہو سکو
 جس کے حکم سے مسکنات میں کسی قسم کا احترام نہ کرے۔ اگرچہ وہ اقوام میں رہائی کے لئے جتنا
 اعتراف سے سولہ ایسی کے کچھ حال نہیں ہوتا۔ اور تمام ضرورتوں میں سے بہت دشمن ہے
 لئے کہ عیب بین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلا سے عظیم سے بچائے۔ اور اپنے سے

خواجہ دکر است طلب کرے۔ اگرچہ وہ طلب خطرات و مآوس کے معنی پر ہو۔ کیا نہ غریب
 کو کسی دوسرے سے بغیر سے مجوز طلب نہیں کیا۔ مجوز طلب کرنا کا ذوق اور سکون کا وہ ہے جس سے
 مجوزات از بہرہ دشمن بہت ہوئے ضمیمہ چنے ل برکت
 موجب یاں نافذ مجزات ہوئے ضمیمہ کندہ منجات
 قردشمن کے لئے ہیں مجزات ہوئے ضمیمہ ایں لکھنے سے
 موجب یاں نہیں ہیں مجزات ہوئے ضمیمہ مننتہ لکھنے سے

ادول میں کوئی خبر پیدا ہو، بے توقف عرض کرے۔ اگر اہل نہ ہو اپنی نقیبہ لکھے۔ اور اگر اہل
 کسی قسم کی کتابی ذمیت کرے۔ اور جو واقع ظاہر ہو، پیر سے پوشیدہ نہ کرے۔ اور عاشق
 تعبیل سے دیانت کرے۔ اور چہ تیریل لب پر ظاہر ہو، وہ بھی عرض کرے۔ اور ہم اپنی
 کو کسی سے طلب کرے۔ اور چہ کشف پر ہر از ہر سہ نہ کرے۔ کہ تو اس جہان میں جس کا
 ساتھ کو خط صواب کے ساتھ ملا جلا ہے۔ اور بے ضرورت و بے اذیت اس کے ساتھ ہوگا
 اس کے فکر کو اس کے گناہ پر اختیار کرنا ارادت کے برخلاف ہے۔ اور اپنی آواز کو اس کی تعداد
 بلند نہ کرے۔ اور ہند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے۔ اور
 جو فیض و فتوح اس کو پہنچے، اس کو اپنے پر کے ذریعے لکھے۔ اور اگر واقع میں نیچے رہیں اور
 مشائخ سے نہیں ہے۔ اس کو بھی اپنے پر سے ہانے۔ اور ہانے کے جب پر ہوں اور ہانے
 کا مباح ہے۔ یہ کہ خاص فیض پر کی خاص استفادہ کے مناسب اس شیخ کے کمال کے مطابق ہے۔
 یہ نسبت اور ملاحظہ ہونی ہے۔ مرید کو چاہئے کہ اس کے لطائف میں سے ایک لطیفہ
 جس کے مناسب فیض رکھتا ہے۔ اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ محبت سے غلو
 باعث مرید خاص کو درمیان خیال کیا ہے۔ اور فیض اس سے جانا ہے۔ یہ بڑا بے ادب ہے۔ اور
 اشد تقاضا لغزش سے گھاڑ رکھے۔ اور سیر البشریت سے اشد عدیہ اور مسلم کی طغیانی پر کافرانہ
 پر شہادت قدم رکھے۔ غرض انکسار و انکسار شہوت ہے۔ کوئی بے ادب تھا کہ اس میں
 اور اگر مرید اپنے ادب کے بچانے میں اپنے آپ کو غلو کرے۔ اور جانے اور اس کو کا حق ادا کرے۔
 کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برتاؤ ہو سکے تو صحافت ہے۔ لیکن اس کو اپنے تصور کا
 کرنا ضروری ہے۔ اور اگر نہ وہ اشد ادب کی رعایت میں نہ کرے۔ اور اپنے آپ کو نہ
 میں نہ جانتے تو وہ ان خبر گواروں کے روکات سے عوام رہتا ہے

ہر کام میں برہمرو نہ داشت دین شہ بنی ہو نہ داشت

دین شہ بنی ہو نہ داشت دین شہ بنی ہو نہ داشت

ان روچہ کی توجہ کی بکست سے نہ جتا کے تر تک پہنچ جانے اور سلام و دست مبارک سے
اس پر کھل جانے اور پیرائیں کو رسم رکھنے اس کے کھل کر اسی شے۔ اس پر بیکاف ہے کہ
بعض سلامی امور میں پیر کے بکسات سے نہ جتا کے تر تک پہنچ جانے اور سلام و دست مبارک سے
تو بکسات ہو گیا کہ وہ روچہ اس وقت تعلق سے نہ جتا ہے۔ یہ تعلق اس کے حق میں تعلق ہے
کیا نہیں بلکہ کہ صاحب کبار و شریفانہ تعلق سے نہ جتا ہے۔ بعض اور اجنبی اور کفار و کفر
میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق کیا ہے۔ اور بعض اور کفار و کفر
ظاہر ہوئے۔ مثلاً لا یخفی علی الذی یبغی اللہ اے اللہ کے پیغمبر پر تعلق نہیں ہے۔
میں معلوم ہوا کہ ترقی حال تک پہنچنے کے بعد وہ کوئی بکسات نہ جتا ہے۔ اور
بے ادبی سے دور ہے۔ بلکہ وہ ہے۔ اور وہ تعلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب خوں
کلمہ تھا۔ پیغمبر حسین کمال ادب کے ساتھ جواب دہ ہوئے ہیں۔ تو تعلق کے سوا اور کوئی تعلق
کیا ہے۔ اور وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو حنیف و حق اللہ علیہ کی
تعلق تعلق ہے۔ اس کے لئے بتری بھی تعلق میں ہے۔ ذکر ابو حنیفہ رحمہ اللہ
علیہ کی تلعین ہے۔

ام یوسف من اللہ علیہ قیل شہ سے کہ نازفت اری حنیفہ و حق اللہ علیہ
خلق انشأ و سیفہ انشأ میں نے یوسف کے ساتھ آن کے مخلوق ہونے کے مسئلہ
میں چھ مہینے تک جھگڑا کیا تو نے مٹا ہوا کہ برکت بہت سے مخلوق کے لئے مثال
ہوتی ہے۔ اس کا ایک ہی ٹکڑا رہتی۔ کو کچھ زیادتی مال نہ کرتی۔ وہ جو بی بیویہ کے زمانہ میں
تھا۔ آج وہ مختلف آؤں ہو بہت سی فطوں اور ملکوں کے شہ سے کئی نیا زیادہ ہو گیا ہے۔
چونکہ زیادتی نے رکھی ہے۔ اس لئے تعینت اس کے لئے ہے۔ کیونکہ تعینت تعین
کے لئے ہے۔

دریغ نبوی میں ہے۔ مثلاً اسی کفیل المکر لا یندوی کو لکم حق و انکروا
سیری امت کی مثل بابش کی طرح ہے میں معلوم کہ اس کا اقل چاہت یا خیر ہے۔

تذییل

بعض مہمیں ایک شبہ رفع کرنے کو بیاں میں

جاتا چاہئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اَلْشَّيْءُ يُخْفَى وَ يُكْتَمُ وَ يُخْفَى زَوْجُ مَا لَا يَسِيءُ
اور مارتا ہے، احیاء و امانت تمام شے کے لئے لازم ہے۔ اس احیاء و امانت سے مراد
روحانی احیاء و امانت ہے نہ جسمانی۔ اور اس حیات و موت سے مراد فنا و بقا ہے۔ جو متواتر
و کمال تک پہنچا ہے۔ اور شیخ معتزہ اللہ تعالیٰ کے ذہن سے ہون و مار کا مکمل ہے۔ پس
شیخ کے لئے یا احیاء و امانت ضروری ہے۔ اور کُفٍّ وَ كَيْفِيَّتِ کے معنی یقینی و یقینی یعنی باقی
رکھنا اور فنا کرنا ہیں۔ جسمانی احیاء و امانت کہ مرتبہ نفسی سے کچھ اور سطح نہیں شیخ معتزہ اللہ تعالیٰ کا علم
رکتا ہے۔ اور میں کسی کو اس سے مناسبت ہوتی ہے۔ جس غلطی کی طرح اس کچھ کچھ ہوتا
چلا آتا ہے۔ اور اپنا حد اس سے لے لیتا ہے۔ غرض و کرامات مریدوں کے جذب کرنے کے
لئے نہیں ہیں۔ مریدو عقل اور باطنی مشابہت سے کچھ پے آتے ہیں۔ اور شخص ان بزرگوں
سے نہمت نہیں کرتا۔ وہ ان کے کلام کی دولت سے محروم رہتا ہے اگرچہ ہزار بار سہرے
اور خواص و کرامات دیکھے۔ ابو جہل و ابولسب کے مثل اس بات کا ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں فرمایا ہے۔ وَ اِنْ يَرَوْكَ كَلَّا اَيُّكُمْ لَا يُؤْمِنُوْا اِنْ جَاءَ حَقُّكُمْ
جَاءَ اَوْ لَا يَجَاءُ كَذَلِكَ يَقُوْلُ الْقٰدِرِيْنَ كَقُرْاٰنِ هٰذَا اِلَّا اَنْتَ اَجِلُوْا اَلَا قٰدِرِيْنَ غٰوِبِ
لوگ کہتے ہیں یا اسے و ہجرات نہ کچھ ان پر ایمان نہیں لائے۔ مگر جب دیر سے پہلے
میں جو جگہ تھے ہیں اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو چھ لوگوں کے لئے کہانیاں ہیں۔ وہ ہلکا +

مکتوب ۲۹۳

پندہ اول کے جواب میں شیخ محمد غیری کی طرف مامور فرمایا ہے۔ سوال اول
پوچھا گیا تھا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جی جمع آمد وقت آیا ہے۔
اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ اس کی وجہ
کیا ہے۔ سوال دوم پوچھا گیا تھا کہ حضرت شیخ عبد اللہ القادر رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے۔ كَلِّمْ هٰذَا عَلٰى ذَنْبِهِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ مَرَاتِمُ تَمَامِ اَوْبَالِ كُلِّ

ہے۔ اور ایک اور شیخ نے بھی یہی کہا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ سوال کو
پوچھا گیا تھا کہ ان ادویہ سے جن کی گردنوں پر رقم لکھا تھا مراد اسی وقت کے ادویہ ہیں
یا سلطان اور عالم اور مراد ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي شِقَاقٍ بَيْنَهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ أَجْرُهُمْ يَوْمَ هُمْ كَانُوا
يُكْفَرُونَ

برگزیدہ بندوں پر سلام ہو +
صحیفہ شریف جو آپ نے احوال کیا تھا اس کے آئینے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی یہ کہ حق
اپنے وقت ہے کہ حق تعالیٰ کے دوست و رفقاء دوں کو بلا کریں +

آپ نے لکھا تھا کہ حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے علی سالت
وَلَقَدْ أَمَرَ أَنَّهُمْ يَكُونُ قَتْلُهُمْ ۚ وَأَمْرُهُمْ قَتْلُهُمْ ۚ وَأَمْرُهُمْ قَتْلُهُمْ ۚ وَأَمْرُهُمْ قَتْلُهُمْ ۚ
یہی ہو گیا ہے۔ اور حضرت میراں علی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میراں اور تمام لوگوں کی زندگی
پر ہے۔ آئندہ شیخ نے بھی یہی کہا ہے کہ یہی کہیں ان دونوں نسلوں پر بڑا طوفان مچا رہا ہے۔
میراں کے فراموش کر کہ ان دونوں کلاموں کے کیا سمجھیں۔ احوال دونوں میں کیا فرق ہے۔
خود کے ساتھ سب کو واضح کر کے جو اس فریب کے قہم کے موافق ہو کر احوال فرمائیں +

میرے خدام! اس قدر نے اپنے ملازمین لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
باد و جوہر استوار وقت کے ایک خاص اہم قدر وقت بھی حاصل تھا اور وہ وقت اگلے نماز کو وقت
تھا۔ اَلْعَصَا وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ وَالْمِزَابُ
یَا بَنَاتِی دیکھو یہ غم سے آزاد کی اس مطلب کے ثبوت کے لئے عادل گوہر ہے اور
یہ وہ غماری بھی وراثت اور بیعت کے طور پر اس وقت سے مشرف ہوا جو کہ ایک کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کان یا بعد ازاں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کلمات
سے وراثت کے طور پر حاصل ہوتا ہے +

اور یہ جو حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ قَدَرُیْ هَبْ بِنَا
عَلَى رُحْبَةٍ یَّکْفِیْ وَفِی اللّٰهِ اَوْجُوعُ اَوَّلِیَّاءِ اَمِیْرَاتِمْ تَمَامُ لَوِیْنِیْ کَرْدِیْ پڑے +

عوامات الملعا دفت والا جو شیخ ابو الخبیب سرمدی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ
شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے محرم اور بھائیوں سے ہے، کار یا اور تربیت یافتہ ہے
اس کلمہ کو ان کلمات سے بیان کرتا ہے جو عجب پر مشتمل ہے۔ جو تندرست احوال میں تندرست شکر کے

باعث شایع سے سزا دیتے ہیں۔ یہ نجات میں شیخ حماد دہاس سے جو حضرت شیخ کے
 مشعل میں سے ہیں، منقول ہے کہ انہوں نے بطریق فرستہ فرمایا تھا کہ اس مجلس کو ایک لیا نام
 ہے کہ اس کے وقت میں تمام ادبیائی گردنوں پر ہوگا۔ اور اس بات کے کہنے پر اس پر ہر ایک قدیم
 ہذا عقل ذوق و کمال علیہ السلام۔ اور میں گت۔ بات کیلئے کام لیا اپنی گردنیں خفاہ دیتے
 برصورت شیخ اس کلام میں پہنچے ہیں۔ خواہ یہ کلام ان سے بغیر سکر کے باعث سزا دیا جاتا ہو۔
 اس کلام کے منظر پر اس پر ہونے ہوں۔ کیونکہ ان کا قدم اس وقت کے تمام ادبیائی گردنوں پر ہوتا
 ہے۔ اور اس وقت کے تمام ادبیان کے قدم کے نیچے ہونے میں لیکن جانتا چاہئے کہ یہ کلام
 وقت کے ادبیان کے ساتھ ہی مفہوم ہے۔ اور یہاں سے تقدیم اور تاخیر اس حکم سے خارج
 ہیں۔ جیسے کہ شیخ حماد کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس کا قدم اس کے وقت میں تمام ادبیان
 گردنوں پر ہوگا۔

قدیر ایک نوٹ نے جو ہذا میں ہوا ہے، اور حضرت شیخ عبدالمعز، اور اس مقام
 اور عبدالمعز رحمہ اللہ علیہم جیسے اس کی زیارت کے لئے گئے تھے۔ بطریق فرستہ شیخ رحمہ اللہ
 علیہ کے قدموں کا تھا کہ اس دیکھتا ہوں کہ وہ ہذا میں نیز پڑھا ہوا ہے اور لکھا ہے۔ قدیر
 ہذا عقل ذوق و کمال علیہ السلام دیکھتا ہوں کہ اس وقت کے تمام ادبیان نے
 تیرے جلال و اکرام کے باعث اپنی گردنوں کو بہت کیا ہوا ہے۔

اس درجہ کے کلام سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اس وقت کے ادبیان کے ساتھ ہی
 تمام اس وقت بھی اگر خطہ قلعہ کسی کو ختم بعیرت طافیہ تو دیکھ سکتا ہے۔ جیسے کہ انوش
 نے دیکھا تھا کہ اس وقت کے ادبیان کی گفٹ اس کے قدم کے نیچے ہیں۔ اور یہ حکم اس وقت کے ہذا
 اور وقت کے ادبیان تک نہیں پہنچا۔ اور یہاں سے تقدیم کے قدموں پر حکم سے جانور ہو سکتا ہے جن
 میں صاحب کرام نہ بھی شامل ہیں۔ جو یقیناً حضرت شیخ سے نہیں ہیں۔ اور ادبیان سے تاخیر میں
 بھی کیسے جاؤ ہو سکتا ہے جن میں حضرت صدیق شامل ہیں۔ جن کے لئے کہ نسبت حضرت
 صلوات اللہ علیہما وسلم نے جانا ہدی ہے۔ اور امت کا ان کے وجود کی خوشخبری دی ہے۔
 اور ان کے حق میں لایقہ اللہ فرمایا ہے۔ ایسے ہی حضرت جیسے علیہ السلام اور ان کے حق میں
 ہیں ان کے اصحاب سابقین میں سے ہیں۔ اور اس شریعت کی ثابت کے باعث حضرت
 خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ملتی ہیں۔ متاخرین کی اس بزرگی کے باعث ممکن ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایذا کسی آدمی کو پہنچے اور وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ اس سے انتقام لے لے گا۔
 ان کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی قسم

غرض حضرت شیخ عبدالقادر دقن رحمہ اللہ نے اس حدیث میں شیخ عظیم دہلوی سے فرمایا کہ
 میں نے اس حدیث کو اپنے شاگرد صاحبزادہ احمد علی دہلوی سے سنا ہے اور ان کے ہاں اس حدیث کے ساتھ روایت ہے۔

اس بیان سے کوئی یہ سوچ نہ کرے کہ جب حضرت شیخ قادریہ دہلوی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے تو پہلے کسب اولیاء سے نقل ہوں گیونکہ وہ حدیث محمدی نامہ انبیاء کی روایت سے ہے۔
 جب کہ کوئی کہیں کہتا ہوں کہ اس حدیث محمدی کے سرعہ میں وارد ہونے سے محال ہوئی ہے جسکو
 آپ گزشتہ باب میں اس حدیث کے سرعہ میں جس سے بحقیقت ثابت ہے۔ یاد فرمائیے کہ
 جواب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث محمدی کا سرعہ ہونا بحقیقت کو تسلیم نہیں ہے
 کیونکہ یہ حدیث ہے کہ کوئی آدمی اس حدیث میں جو حدیث محمدی میں جو حدیث محمدی کے طریق پر قدم نہ
 رکھتا ہو۔ ہمارا کہنا تھا کہ اس حدیث سے فضیلت اس کے لئے ثابت ہو۔

حضرت شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے نقل میں بہت فخر کرتے ہیں اور
 محبت کی جانب سے فرماتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے وقت میں ان کی
 محبت میں اذیاء کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کام سے منہ مٹا دیا کہ یہ حدیث شیخ کو نام لگ جائے
 اور اس سے نفرت ہو جائے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ سلام نہیں کر سکتے اور حضرت شیخ سے
 فضل جانتے ہیں۔ یہ کلام اذیاء محبت سے ہے۔

اگر کہیں کہیں اذیاء واقع ہو کر اس حدیث سے ظہور ہوئے ہیں اور کوئی اس سے ظاہر نہیں ہے
 اس لحاظ سے فضیلت انہی کے لئے ہے۔ جو اس حدیث میں ذکر اذیاء کا بکثرت ظاہر ہو
 فضیلت پر دلالت نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص اس سے کوئی بھی غرض کا دیکھتا ہو کہ وہی
 اس شخص سے کس سے خواہ ذکر اذیاء بکثرت ظاہر ہونے ہوں۔ انہی میں ہو۔

شیخ الشیخ نے عموماً اس حدیث میں خواہ ذکر اذیاء کے ذکر کے بعد فرمایا ہے کہ یہ حدیث
 اللہ تعالیٰ کی بخششیں اور مہربانیاں ہیں جو بعض لوگوں کو عطا فرماتا ہے ہمارا کہنا ہے کہ
 ان کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو تہمید اور فضیلت میں ان سے بڑھ کر
 ہوتے ہیں۔ لیکن ان کرامات میں سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ کرامات یقین کی توثیق

کا باعث ہیں۔ اور جس کو صرف یقین ملا کیا گیا ہو اس کو ذکر بھی اور کو ذات کے سوال اور ذات
کی پر حاجت نہیں ہے۔ خالق کے بخت ظاہر ہونے کو امتیاز کی دلیل بنانا ایسا ہے جس کو
صفت میں کرنا اور جوہر کے بکثرت فضل و مناقب کو حضرت صبیق بنی آدم و علیہ السلام کی اولیٰ علیہ السلام
کی دلیل بنائی۔ کیونکہ حضرت صبیق بنی آدم و علیہ السلام سے ہر قدر فضل و مناقب ظہور میں نہیں کئے جتنے کہ
کو حضرت کم آدم و علیہ السلام سے۔

۱۔ براہِ باخبر۔ جس میں کہ خرقِ عبادت و قہم پر ہیں۔

فروع اول۔ وہ موصوفہ نامی ہیں جو حق تعالیٰ کی ذات و صفاتِ ثانیہ
سے ساقی تعلق رکھتے ہیں اور جو عقل کے اس واسطے اور صفاتِ متساویہ کے برعکس ہیں جن کے
ماتہ لہذا خاص بندوں کو متذکر ہے۔

فروع دوم۔ مخلوقات کی صورتوں کو کشف ہونا یا وہ شہیدہ چیزوں پر اظہار پانا
اور ان کی خبر دینا جو اس علم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

فروع اول۔ ان حق اور اباب معرفت کے ساتھ مخصوص ہے۔ یا صرف ذاتی عقل پر
مطلوبہ میں چھوٹے اور بچے میں شامل ہے۔ کیونکہ استعداد ان والوں کو میں ہی کافی ہے۔ اگرچہ وہ
فروع اول حق تعالیٰ کے نزدیک شرف و اعتبار رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کو نہایت
دوستوں ہی سے مخصوص کیا ہے اور دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا۔ اور فروع دوم عام مخلوقات
کے نزدیک معتبر ہے۔ اور ان کی نظروں میں بہت سزاوارتہ و محترم ہے۔ یہی باتیں اگر استعدادِ باخبر
سے ظاہر ہوں تو عجیب نہیں کہ توالی کے باعث اس کی پرستش کرنے تک جائیں یا اور طب و
یائیں پر کہ ان کو تکلیف دے اس کے طبع اور فرائض و اسرار جائیں۔ بلکہ اگرچہ فروع اول کو فرائض
و کرامات سے نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک خالق فروع دوم میں منحصر ہیں۔ اور کرامات ان کو بول
کے خیال میں مخلوقات کی صورتوں کے کشف اور شہیدہ چیزوں کی خبر دینے پر مخصوص ہیں۔
یہ لوگ عجیب پر وقت ہیں۔ اتنا نہیں جانتے کہ وہ علم جو دنیا و ثانیہ مخلوقات کے احوال
تعلق رکھتا ہے جس میں کوئی شرافت و کرامت حاصل ہے۔ بلکہ یہ علم تو اس بات کے متعلق ہے
کہ حالت سے جل جانے تاکہ مخلوقات اور ان کے احوال پر عمل جائیں۔ وہ حق تعالیٰ کی معرفت
ہی ہے جو شرافت و کرامت اور اعزاز و اقرام کے فائق ہے۔

پہلی نشستہ و دیود کر شہر و تازہ بیعت عقل و حیرت اس میں ہوگی است

پہنچنے کو پس اور پناہ دینا ہے۔ اور توحید کے لئے ہر شے کی توحید ہے۔

خبر الاملا و ہر وی اور اما ملا لفظی ہے مابین اور مابین کی مثال اور

تے بلوں جو کچھ نہ پایا ہے۔ ہاے خدا کہ وہ بیان کے قریب قریب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو

سے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ اہل معرفت کی فرستادہ ہوئی ہے کہ یہ لوگ نیز کہتے ہیں

کہ اگر نفس حق قائلے کہ بارہ دہے تو حق جہاں کو نہائیں۔ انہیں خدا اور سبحان ہیچ نہیں

ہو اللہ قائلے کے ساتھ احتمال کہتے ہیں۔ اور حق قائلے کہ بارہ کی طرف اہل ہوتے ہیں۔ یا

اہل معرفت کی فرستادہ ہے لیکن اہل معرفت کی فرستادہ ہوئی ہے کہ وہ فرستادہ ہوئی ہے

ہوئی ہے۔ نیز اس کے کہ کتاب حق قائلے کہ اہل ہر۔ یہ لوگ خود قائلے کہ وہ قائلے

کہتے اور ہر شے کی خبر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ حق قائلے کی طرف سے کہتے ہیں۔

اور ہر کمال اہل معرفت حق قائلے کے ان علوم و معارف میں مشغول رہتے ہیں جو ان کے لئے ہوتے

ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ جو خبر دیتے ہیں اللہ قائلے ہی کی طرف سے کہتے ہیں۔ اور چنانچہ

اہل عام اکثر حق قائلے سے اکابر و دنیا میں بہترین مشغول رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے اہل

لوگوں کی طرف جلدی ہوتی ہے۔ جو مخلوق کی صورتوں کو ظاہر کریں۔ اور مخلوقات کو ظاہر

انہوں کی خبریں کریں۔ یہ لوگ ان کو ظاہر نہ جانتے ہیں اور انہوں کو ظاہر نہ جانتے ہیں۔ یہ لوگ

ہیں۔ اور اہل حقیقت کے کشف سے عواض کرتے ہیں۔ اور اللہ قائلے کی طرف سے خبر دینے کے

باعث ان پر تیسرے جگہ ہیں۔ اور اس میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی اہل حق اور علی ہوتے تو ہم کو

ہم سے اور مخلوقات کے احوال کی نسبت خبریں دیتے۔ اور یہ مخلوقات کے احوال کا کشف ہے

قدرت نہیں رکھتے۔ تو اس سے بڑھ کر اظہار اور کشف پر کیے وقت کہتے ہیں۔ اور اس میں

فاسد سے ان کی نگاہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ خود نہیں سمجھتے۔ نہ سے کہتے ہیں۔ اور

نہیں جانتے کہ اہل حق کو اللہ قائلے نے خلق کے لحاظ سے محفوظ رکھا ہے۔ اور ان کو لینے

لئے خاص کر لیا ہے اور اس سے ان کو بشار رکھا ہے۔ اور اگر یہ لوگوں میں سے جو

جو خلق کے احوال کے ورہے ہوتے ہیں۔ تو بارگاہ حق کے لائق نہ ہوتے۔ اور ہم نے انہیں اہل حق کو

دیکھا ہے کہ جب وہ کشف صوری کی طرف اپنے توجہ کرتے تھے تو اس فرستادہ میں کو اہل معرفت

حیات کرتے ہیں اور یہ فرستادہ ہے جو حق قائلے اور اس کے قرب سے تعلق رکھتی ہے جس

معلوم کر لیا کرتے تھے۔ جن کے اوٹ پر ان کے غیر طاقت نہ رکھتے تھے لیکن اہل صفا جو اس

ہر نسبت تقدس و تقدیم کا مستند بہت ہی جزئیات رکھتی ہے۔ جیسے (توحید) اس
 نسبت سے تقدیم کے اعتبار سے تقییس پیدا کرنا اور تفریق ادا کرنا اور حیاد ادا کرنا اور
 اور بارگاہ جانیہ میں ہونا۔ اس لئے یہ جزئیات بھی اپنے تعلیمات کی حق تعلیمات کے
 نسبتات کی مبادی ہیں۔ اور میں شخص کا کہہ دو تفریق رکھتی ہے۔ وہ اسے تینت کرچ کر کیا کر
 اس نکل کے جزئیات ہیں۔ اس شخص کے تابع ہو جاتی۔ اس کے قدم کے نیچے زندگی بسر کرنا جیسی
 سبب سے کہتے ہیں کہ ان حضرات محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان حضرات
 میں علیہ السلام کے زیر قدم اور ان حضرات کو سے علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے اور جب ان
 جزئیات کو جبری ملک ترقی واقع ہو تو اپنی تعلیمات سے حق ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا شوق تعلیمات
 کا شوق ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف اس وقت تک ہے کہ جیسا ہے۔ اور کیا صرف تو اس کا وہ
 نقطہ سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تابع کو کچھ پتا ہے اور جو کچھ اخصاب اس کے وسیع کے بیرون نہیں
 کچھ لیا ہوتا ہے کہ تابع اپنے قصور سے اس کو توبہ نہیں جانتا۔ نہیں فی الحقیقت اصل جیسا کہ اس کے
 شوق و شہوان حاصل ہوتا ہے۔ دیکھا جائے کہ شوق و شہوان جو جیسا کہ اس کے شوق و شہوان
 ہوتا ہے۔ اور ان حضرات کو ایک نکل کی جزئیات ترقی کر کے سمجھنے کی سے غور کر کے دوسرے نکل
 کے مانتے آجائیں۔ اور ان کا شوق اس دوسری نکل کا شوق ہو۔ مثلاً وہ اُنسہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہیں، ان کا حال کہ حضرت جیسے کے قدم کے نیچے دلی نہیں ہو سکتے
 ان یہ ہر سلسلہ کے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے زیر قدم آجائیں۔ باوجود آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے قدم کے نیچے ہیں۔ کیونکہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام کا وہ علم و ہر تہ اور باب ہے
 اور ان تمام تعلیمات کا اصل ہے۔ میں وہ ان جزئیات کے لئے اصل اصل ہو گا اور یہ ترقی گویا
 اصل اصل کی طرف ہوگی۔ مگر اصل کی طرف قرآن کے اصل کے مباحث اور برکات ہے۔ اس قدر
 فرق جزئیات اور تعلیمات کے درمیان رہیگا کہ جزلی کے دو اصل ہیں۔ ایک اس کا پنا اصل اور اس
 کی نکل ہے۔ اور دوسرا اصل اصل اصل۔ اور اس کی نکل کے لئے کتاب اصل اصل ہے پس یہاں سے
 معلوم ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق دے پردہ تینت ہے۔ اور دوسرا
 کا شوق پردہ تینت میں ہے یا پردہ تینت تہی میں۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ حق ذات حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص ہے اور دوسروں کی حق پردہ منافع میں ہے یا
 پردہ۔ یہاں سے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے جو اس کے تحت تعلیمات

سے بہت کم کر دیتے ہیں۔ اس کے سوا کہ پیمانہ کا شہدہ نہیں بنا۔ اور تمام کثرتیں ان کی نظر سے ہوتی ہیں۔ برخلاف یعنی اور۔ ان میں ہر ایک سے ہے۔

یہ لوگ شاید اس سے ہیں کہ دیکھتے نہیں کہ کسی کو اس سے مجز و نقص و حیلان نام نہیں مانی
پھر مدت کی طرف توجہ اجماعی کے عیاں سے ہیں۔ اور اگر وہ محکم ہوتا تو اس سے اجماعی کے
برخیل کیا ہے تو کافہ تفریق میں کہ مذہب آخرت سے۔ نکال کر تھے ہیں۔ اور انہیں جہنم سے نکال دیا۔
کو باطل سمجھتے ہیں۔

سوال۔ تو سنئے بعض بابوں میں کھاسے کو کھاسے لکھنے وایت محمدی کے
ساتھ منسوب ہے۔ اس سے کیا کہتے ہیں؟

جواب۔ کہ نہایت تحقیق سے معلوم ہو چکا کہ اصل حدیث حدیث محمدی سے لکھی گئی ہے۔
وہ علم کے ساتھ منسوب ہے۔ اور دوسروں کے لئے جواباً کہ جو تعلق ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہاں
شعور کی مانند حیلان سے جو حقیقت محمدی سے لکھی گئی ہے۔ اور اس کے توسط کی راہ سے حاصل ہوتے
پانہ نہیں ہوتا۔ بیسے کو نہ چکا۔ ہیں لکھنے سے جو اس کتاب انسانی کا نہایت ہے۔ اس حدیث کے
انہ اور کے موافق ہند میں ہے۔ وہاں اس سے کہ اس کے کافہ سے نقل و طبع کا اطلاق ہوتا ہے۔
ہو تا اس بقیہ کے لکھنے میں کسی کے سوا اور کوئی نہیں معلوم کر سکتا۔ ہزاروں محمدی مشرعیں سے کہ
کسی کو اس میں نہایت نظر حاصل ہو جائے۔ جو بھی غیرت ہے۔ شل و طہانت میں سے لکھنے سے جو کہ
ہو لکھو کی ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا ہو گا جس نے غرض کا سر بیان کیا ہو۔ تو جو لکھنے کی نسبت کسی
طرح بیان کر سکے۔ اور جس شخص نے وہ لکھنے میں غلط لکھا ہو۔ اور اس کے غلط میں سے غیر
کے متنبہ ہو۔ اور اس کا اطلاق پانی ہو۔ وہ کیریت امر ہے۔ ذلک فضل اللہ علیہ من یشاہد
وأنشأ ذوالفضل العظیم۔ یا اللہ فضل کا فضل ہے جس کو ہم بنا ہے۔

سوال۔ تو اس امر کا مستند ہے کہ کالات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کامل ہوا ہے
اس کے کامل ہوا ہوا ہوا کو حقیقت کے طور پر ان کالات سے حاصل ہو گیا ہے۔ پس لازم آتا ہے
کہ ان کو کامل ہونے سے بھی حاصل ہو گا۔ علامہ کی مثال و بیان ہے؟

جواب۔ جو اصل عربی میں نبی کا حیلان ہوا نہیں لکھا۔ کہ نہ وہ اصل حقیقت کے طور پر
ہے نہ اصالت کے طور پر۔ پس حیلان حقیقت کا وہ کہ ہو گا نہ کسی کے مثالی کیو حقیقت کے
سے نہ صرف حاصل ہو گیا ہے نہ کہ وہ اس کا رفع ہو گا نہ وہ تمام اصالت کے مناسب ہے۔ پس حیلان

ہی ہوتا اور اس کی جہالت کے لئے یہ فیصلہ کیا۔

سوال کیا سبب ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بعدوں کے حق میں اس
وہابی اور حقانی کہ طلاق کہتے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں طلاق
جوڑ نہیں کرتے۔ حالانکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جیلوہ دوسرے کے حق میں حاصل ہے؟

جواب۔ کامل یا بعدوں کے حق میں اس طلاق پر تو بڑا تعینت کے اعتبار
سے ہے کہ نبی کا تو سراسر طلاق کے منافی نہیں ہے۔ جیسے کہ چلے۔ اور دوسرے انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اگر یہ طلاق جوڑی جائے تو اصالت کے اعتبار سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ
یہ بڑا راسخات کے طور پر مائل کو قطع کہنے ذات حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو یہ حکم نہیں
کہ اصالت یا موت میں توسط کا حاصل تھا اس طلاق کے منافی ہو کہ پس فرق واضح ہو گیا۔

یاد رہے کہ اگر مشق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس امت کے کامل یا بعدوں
کے درمیان اصالت و تعینت کا فرق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کا موجب ہے بلکہ
اسلئے مفسر وی سہلہ تاج فیضی اگرچہ تاہم ادوں پر عمل عرفانی اور تحقیقی ذات کا طلاق صحیح ہے
اور جہتوں میں یا طلاق جائز نہیں۔ لیکن فیضی کی کیا طاقت ہے کہ مفسر وی سہلہ تاج کو یہ
کہے۔ اور کس طرح بڑی کہے۔ جب کہ اس میں دولت آدم و اس کا مور پر ہے۔ اور کس طرح
اسم و رسم کے طور پر لیکن اس قدر رعایت نسبت کو درست کرتی ہے۔ اور تاج کو جنوع کی طرح ترقی
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صفی اللہ علیہ السلام نے اپنی امت کے عدا کو بھی اس منزل کی مانند
فرمایا ہے۔

اس بیان سے واضح ہوا کہ اس امت کے ادب یا کو تحقیقی ذات کا حاصل ہونا۔ ان انبیاء
ہر جن کو تحقیقی ذات حاصل نہیں، فضیلت کا باعث نہیں ہے۔ اس بات کو غور سے سوچنا چاہئے
کیونکہ یہ مقام لغزش ہے۔ اور انصاف کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اپنے علوم کے ساتھ اس ضعیف نبی کے کو حق فرمایا ہے۔

سوال۔ یہ اثر امت و مقرر ہے کہ پیدائش سے مفسر و حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ
و السلام ہیں۔ دوسرے نفس جزو اور حصول کمالات میں ان کے فیض ہیں۔ اور انہی کی تعینت
ہند و جل تک پہنچتے ہیں۔ اسی واسطے قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام وغیرہ سب
حضرت صفی اللہ علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے ہونے اور کہنے اور کہنے کے تمام انبیاء

عید مصفوءہ اسلام کو وصول کی دولت بطریق ہدایت حاصل ہے یا بطریق حقیقت۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اور جیسے کہ حضرت خذرجی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر علم کے لئے اپنی حقیقت کی جستجو ہے۔ عزت حاصل کرنے کی طرف راستہ ہے۔ اور اس وصول میں حقیقت نہیں۔ بلکہ غلطیوں کے گویا عید مصفوءہ اسلام کی حقیقت سے ان کے عقائد کی راہ سے اپنی اپنی استعداد کے مناسب مطلب تک پہنچ جاتے ہیں اور اس صاف ان کے حق میں موقوف ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ رسول کا اصل اگرچہ اصالت کے طور پر ہر دماغ میں قائم ہے۔ کیونکہ قائم الاول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت مطلوب کا پہلا مرحلہ ہے۔ پس اول فیض کرتا ہے اس حقیقت کے ساتھ تعامل پاتا ہے۔ بعد ازاں اس کے وسیلہ سے دوسرے کو پہنچاتا ہے۔ اور حقیقت کے سب سے بھی توسط کا حاصل ہوتا ہے۔ پس وہ اصالت اس حقیقت کے خلاف نہیں۔ اور اچھی طرح مسلم کرنا چاہئے کہ وہ حقیقت جو اس کے حق میں گئی ہے۔ وہ اس حقیقت کے ساتھ جو حقیقت کے متعلق ہے۔ جیسے کہ کسی بار ذکر ہو چکا ہے۔ پس وہ اصل کے دریا فرق نظر ہو گیا۔

سوال: اگر کہیں کہ کلام کو اس طرف میں مرتبہ حقیقت نامیات سے بھی مختصر ہوتا ہے یا نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اصل ہوتا ہے اور اگر کہیں کہ چاند کو رو چکا ہے کہ اس صفت کے نہایت کو حضرت ذات تعالیٰ میں اشعاع تلاش ہے۔ اور جو تلاش سے کلاموں کا کیا نصیب ہو۔ حالانکہ تو کہہ بیان کیا ہے کہ لغتات عقائد کے لئے اشعاع معنی نہیں ہے اور اگر ہے تو نظری ہے۔ کیونکہ اشعاع معنی کا دورہ تو کہہ چکا ہے۔

جواب: اشعاع معنی کی کیا ضرورت ہے۔ اشعاع نظری کافی ہے۔ اگرچہ اس میں اشعاع سے مراتب تقاربت میں غافم۔ وائے نکات العلم حقیقۃً حاصل ہیں۔ کبھی اشعاع صحت کا اشارہ تعالیٰ ہی پاتا ہے۔

وَاللَّادُّعَىٰ يَرْجُو أَفْجَىٰ الْمَدَايِ وَالشَّرَّ مَنَاجِزَ الْمَصْلُكَةِ عَلَيْهِ وَكُلَّ
إِلَهِ الْقُلُوبِ وَالْغَلِيظَاتِ أَمَّا وَأَعْلَمُ
سلام ہر اس شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑا۔

مکتبہ ۲۹۵

نظر قدم و پیش قدم و مفرد و مل و خلوت و غیر کے بیان میں جو طریقہ عید
تشریفاتیہ تدوین شدہ تھیں اسرار شامکس اول تحریر ہیں۔ حاجی یوسف کشمیری
کراچی کا فرمایا ہے۔

جو بنا چاہئے کہ طریقہ عید تشریفاتیہ کے اہل ترقی میں سے ایک نظر قدم ہے
نظر قدم سے مراد نہیں کہ نظر قدم ہے جو درجہ کسے اور قدم سے زیادہ بندی کی خواہش نہ کریں
یہ نہ کہ ریات غفلت واقع ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ نظر ہمیشہ قدم سے بندی کی طرف ہر سے۔ اور
قدم کو اپنا مدینہ بنائے۔ کیونکہ بندی کے ذریعہ پر پہلے نظر قدم میں ہے۔ اس کے بعد قدم نمود
کرتا ہے۔ اور جب قدم مرتبہ نظر میں پہنچتا ہے۔ نفاس سے اوپر کے ذریعہ باقی ہے۔ اور قدم ہی
اس کی جہت میں اس میں یہ پڑھ آتا ہے۔ بعد ازاں نظر اس مقام سے ترقی کرتی ہے۔ طے
ہذا القیاس۔ اور اگر اوج ہے کہ نقاس مقام تک ترقی کرے جس قدم کی گنجائش نہ ہو۔ یہ ریات
میں پیدا فرم ہے۔ کیونکہ قدم کے تمام ہونے کے بعد نظر نما ہو۔ اور بہت سے مراتب فوت
ہو جاتے ہیں۔

اس کا بیان یہ ہے کہ قدم کی نہایت مالک کی استعداد کے مراتب کی نہایت تک
مالکس نبی کی استعداد کے نہایت تک جس کے قدم پر وہ مالک۔ لیکن قدم و اولیٰ
ہے اور وہ قدم میں نبی کی تہیت سے اور اس استعداد کے مراتب سے اوپر اس قدم میں
لیکن نظر ہے۔ اور یہ نظر حسب تہی حال کرے۔ تو اس کا تہ اس نبی کی نظر کے مراتب کی نہایت
ہے۔ جس کے قدم پر وہ مالک ہے۔ کیونکہ نبی کے دل تابعداروں کو جس تمام کلمات سے
مصلحت حاصل ہو تھیں۔ لیکن یہ تہی استعداد کی نہایت تک جو مالک کی مصلحت اور تہیت ہی
ہے۔ قدم و نظر و اہت رکھتے ہیں۔ بعد ازاں قدم کو تہی کرتا ہے۔ اور نظر تہی نمود کرتی ہے
اور اس نبی کے مراتب نظر کی نہایت تک ترقیاں کرتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انجیل علیہ السلام
والسلام کی نظر میں ان کے قدم پر نمود کرتی ہے۔ اور ان بزرگوں کے دل تابعداروں کو
میں ان کے نظر کے مقام سے حصہ حاصل ہے۔ جیسے زمان کے قدم کے مقام سے تہی حاصل
ہے۔ اور حضرت قائم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم کے اوپر مقام رویت ہے۔ میں کا وہ

دوسروں کو آخرت پر دیا گیا ہے جو کچھ دوسروں کے لئے اوصاف ہے، حضرت صفی اللہ علیہ السلام
 و سلم کے لئے لکھا ہے۔ اور حضرت صفی اللہ علیہ السلام کے کمال باوجود اس کو اس تمام
 بھی حاصل ہے اگرچہ دیت نہیں ہے۔

فرماؤ حافط ایس ہمہ آخر ہر نہ نیست
 ہم تفرغ فرمیں ہمہ مدیت عجیب است

حرف نہیں بیفائدہ ماحول کسی اور بہت عمدہ ہے اس کا باب

اس پر اس بات کو بیان کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر نظر قدم سے مراد یہ ہو کہ وہ نظر سے
 تخلیق کے اس میں پاک کسی وقت تمام تمام گشتہ ہوتے۔ تو ایک ہے۔ کیونکہ یہ معنی حق کے
 مانع ہیں۔ ایسے ہی اگر نظر قدم سے مراد ظاہری نظر قدم سے مراد تو یہی معنی ہے۔ کیونکہ یہ
 میں چلنے کے وقت نظر پائے ہو جاتی ہے۔ اور ہر طرح کے مشاہدات کی طرف متوجہ ہے۔
 اگر نظر کو قدم پر چلایا جائے تو بصیرت کے ادب ہے۔ اور یہ مراد وہ سب کے سب کے لئے ہے۔
 ہے جو اس کا قریب ہے اور وہ کھڑے ہو جاتا ہے۔ غرض اس میں نفس قہر کے دل کو کرنے کے لئے
 ہے۔ جو آفاق ہے اور گہرا اور سرانفس کے تفرق کو دل کو ہے۔ اور کھڑے ہو جاتا ہے۔
 کھڑے ہو جاتا ہے۔ اور وہ نفس میں سیر کرنے سے مراد ہے جو اندر ان کے لئے ہے۔
 فی البدیہہ کے عامل ہونے کا باعث ہے۔ جو اس طریقہ علیہ کے ساتھ نفس میں ہے۔ اور یہی
 تمام طریقوں میں ہے لیکن یہ آفاق کے وصول کے بعد ہے۔ اور اس طریق میں اس سے شروع کرتے
 ہیں۔ اور یہ آفاق اسی سیر کے میں مندرج ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی کہیں اس طریقہ علیہ
 میں تماریت۔ بڑا ہے میں مندرج ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ اور یہی حال ہے جو ان دونوں کاموں کے ساتھ ہے
 غفلت و رنج ہے۔ جب مغرور و غافل ہو جائے۔ تو ان میں بھی غفلت غرور و غفلت میں مغرور
 اور آفاق کا تفرق نفس کے جوہر میں۔ اور نہیں پاتا۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ جوہر کے دور اور
 اور وہ دونوں کو بند کر لیں۔ پس پانچ ہے کہ ان میں سے ایک وہی ہے۔ اور کسی کی طرف توجہ
 نہ ہو۔ یہ سب محققان اور سچے ہلے ہلے ابتدا اور وسط ہی میں ہیں۔ اور انتہا میں ان میں سے
 کچھ بھی درکار نہیں ہیں۔ نفس میں بصیرت کے ساتھ اور نفس غفلت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس
 سے کوئی یہ جان نہ کرے کہ بصیرت میں تفرق وہ نفس قہر متی کے حق میں مطلق طور پر سادگی
 بلکہ مراد یہ ہے کہ تفرق اور عدم تفرق اس کی اطن کی بصیرت میں برابر ہیں۔ اس کے باوجود اگر

لہذا حق کے ساتھ میں کرے اور توفیق اللہ سے میری نفع کو ملے۔ ثابت رہی میرا وہ صاحب
 ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو اس کے واسطے کہ وہ اس کے مستحقین کو بخشا
 بخیر بلا لاپس۔ لہذا ہم پر اور اس کے ساتھ ہوا۔

جانتا چاہئے کہ بعض اوقات تمام حق تلف نہ ہو۔ نہیں ہوتا۔ اگر حق کے حقوق
 ہوں۔ پس فرقہ کا بھی بعض اوقات تھا ہوتا ہے۔ پس فرقہ کا بھی حق ہے۔ اور حق
 کی طرف سے حق تلفی کے لئے ہے۔ پس عبادت سے حق سے حق تلفی کے لئے
 سفر ہوئے۔ بالحق سب کتب اور عقاید کا نصف حق۔ اور عقاید کا نصف حق کے حقوق
 اور ان کے لئے راجح کما حق کے اور ان میں حق تلفی کے حکم کی یاد دہانی ہے
 اس لئے ظاہر ہوا کہ نصف حق کی طرف سے حق تلفی کے لئے یہ ہے۔ اور یہ حق تلفی
 کا عین ہے۔ علم اور اس کی طرف سے جمع کرتے ہیں۔ پس اس کی عبادت اور

مکتوب ۲۹۶

حق تلفی کے خلاف بیٹھ رہے اور شیعہ کے ساتھ تعلق کی نفی کرنے کے
 بیان میں حضرت محمد نامہ خواجہ محمد سعید ترمذی صاحب کی طرف سے لکھا ہوا
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور ان کی آل پاک پر
 سلام و سلام ہو۔

ضمائم کے ساتھ قرآن کے ساتھ جانتا چاہئے کہ اس میں حب اور حق کے صفات اس کی
 ذات کی طرح ہیں۔ اور یہاں حقیقت سے ہیں۔ مثلاً علم ایک بیٹھ اکتشاف
 ہے جس کے ساتھ تمام ازل و اب کے معلومات منکشف ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی قدرت کا
 بیٹھ ہے جس کے وسیلے سے تمام اولین آخرین کے مقدرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور
 ایک کلام بیٹھ ہے جس کے ساتھ ازل سے اب تک کو ایک ہی علیٰ قیاس تمام صفات
 کا ہی حال ہے۔ اور وہ قدرت بھی جو معلومات اور مقدرات کے ساتھ تعلق حاصل کرنے کے
 اختیار سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں جو چیزیں منقوبہ ہیں۔ تمام شایعہ حق تلفی کے معلوم و مقدر ہیں۔
 لیکن مسند علم و قدرت کا شیعہ کے ساتھ تعلق نہیں۔ یہ صرف تفرق و حق کے احاطے سے ہے۔

یہ تہذیب یعنی اہل فلسفہ ہر اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ وہ اس بات کو محال سمجھتے ہیں
 کہ شیخ حق تعالیٰ کے معلوم ہوں۔ اور حق تعالیٰ کے علم کا ان سے تعلق نہ ہو۔ اور شیخ حق تعالیٰ
 حق تعالیٰ کی وحدانیت ہوں۔ اور قدرت ان سے متعلق نہ ہو۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اس پر حسب
 میں اسل و اب آتی و اصدیں۔ بلکہ ان میں کچھ انش نہیں رکھتے۔ اور قریب سے اور اولیٰ سے ان
 کچھ غائب نہیں کرتا۔ اور ان اہل اہد کے موجودات ہی ان اصد میں شکست ہیں۔ مثلاً ان کی آ
 میں یہ کہ وہ دم اور جو باہر میں نہیں ہیں جتنی ہیں جو ان میں ہیں۔ یہاں بھی نہ وہ ہیں نہ ان میں
 ہی جو خاصہ میں ہیں جو خاصہ میں ہیں۔ اور معلوم ہے کہ اس کا ان اصد ان اصد اور ان
 کے ساتھ کچھ متعلق نہیں کیونکہ اگر تعلق پیدا کرے گا آئینت سے عمل جائیگا اور زمانہ نامہ پایا
 اور اصلی و مستقیم بن جائیگا۔ پس یہ موجودات اسی ان اصد میں شہادت ہیں اور غیر ثابت ہیں
 پس اگر انکشاف سے ثابت کیا جائے کہ بسیدہ حقیقی کو معلوم است میں سے کسی معلوم کے ساتھ
 تعلق نہیں اور تمام معلومات اسی انکشاف سے معلوم ہوتے ہیں۔ تو کیا محسوس ہے۔ کیونکہ
 میں ضامن اس بقدر محال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اتحاد زمانہ اور اتحاد جہت کے ساتھ تعلق نہیں
 اور اس جگہ ان کی تباہی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر زمانہ کا حکم جاری نہیں ہو سکتا
 اور اتحاد جہت بھی مفقود ہے۔ کیونکہ جہل و فہم کا فرق ہے جس طرح کھڑے ہیں کوئی شخص
 کہہ سکے کہ اہم فعل و معرف کہ ایک دوسرے کی قسم میں سب کو اس مرتبہ میں ان اصد میں
 دیکھتا ہوں۔ اور متصرف کہ میں غیر متصرف ہوتا ہوں۔ اور میں کو میں معرب جانتا ہوں۔ اور
 کہہ سکے کہ باوجود اس باعینت کے کہ ان اقسام میں سے کسی کے ساتھ کچھ متعلق نہیں۔ اور
 ان سب سے مستغنی ہے۔ تو کوئی دانا اس شخص کی بات کا انکار نہ کرے گا۔ اور اس کو دور از حد و تباہی
 نہ جائیگا۔ تو پھر اس میں میں میں بیان کرتے ہیں معنی وقتہ الحثل الحثلہ انش علیہ اللہ ہی
 کے لئے ہے۔ میں کیوں تجب کرتے ہیں اور کیوں توقف کرتے ہیں۔ اور میں کو دور از حد و تباہی
 کیوں سمجھتے ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ اس قسم کی بات کسی نے نہیں کہی۔ تو یہ کہہ کر ہوا۔ جب کہ وہ اس
 کی کام کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی مرتبہ و جہ کے نام سب سے صحیح

مترجمہ

مترجمہ

وہ مثال و مخلوقات میں کی جاسکتے ہیں۔ اس معرفت کی توضیح کے لئے ہے جو انہوں نے کہی ہے

اپنے معنی پر اولت کر۔ اور اس میں اضافہ تعلق ہی ہو۔ تو اس کو نسل کہتے ہیں۔ اور جو باقی
اپنے معنی پر اولت کرے۔ اور اس میں اضافہ تعلق نہ ہو۔ وہ دوسرے درجہ کہتے ہیں۔
باقی معنی پر اولت نہ کرے۔ اس کو حرف کہتے ہیں۔ اسی طرح جو میں گزشتہ زمانہ پایا جائے۔
اس کو نسل ماضی کہتے ہیں۔ اور میں میں ماضی حال مستقبل پایا جائے۔ اس کو مضارع کہتے ہیں۔
اور جس میں نہ شہر مضارع میں سے۔ وعلتیں پایا جائیں اس کو غیر مضارع کہتے ہیں۔ ورنہ مضارع
یہی ہی حرف کا حال ہے کہ جو ہر حال میں کرتے ہیں۔ ان کو ہاء کہتے ہیں۔ اور جن کا عمل مضارع
ان کو نائبہ کہتے ہیں۔

پس ایک مرتبہ کے ہم ہاء سے مرتبہ کے ہم پر اطلاق کرنا ایک کے اعتبار سے
دوسرے پر جاری کرنا ایسا ہے جیسے نسل ماضی کو مضارع پر اور مضارع کو غیر مضارع پر اور ہاء کو نائبہ
پر اطلاق کریں۔ حالانکہ سب کو اپنے اپنے مرتبہ میں لے کر لیتے ہیں۔ پس ایک مقام کو دوسرے پر جاری
کرنا نسل کو ہی اور ہاء راست سے خارج ہونا ہے۔

پس ہم کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے کہ منزل جو خدا تعالیٰ کے مرتبہ
میں سے ہر مرتبہ کے لئے خاص خاص نام اور خاص خاص حکام ہیں جو اس کے ہر کسی اور مرتبہ
پائے نہیں جاتے۔ پس ہر مرتبہ ذاتی اور استثنائی مرتبہ ہیں۔ اور ہر مرتبہ کے ساتھ تعلق ہیں
اور امکان ذاتی اور افتقار ذاتی مرتبہ کو نسل و فساد کے ساتھ مخصوص ہیں۔

مرتبہ اعلیٰ اور کوہیت اور نہ نیت کا مرتبہ ہے۔ اور مرتبہ دوم کوہیت اور کوہیت
کا مرتبہ ہے۔ پس اگر ایک کے اسم کو دوسرے پر اطلاق کریں ایک مرتبہ کے مفقود احکام کو
دوسرے مرتبہ پر جاری کریں تو یہ نہ صرف اور نہ صرف ہے۔

پھر حق تعالیٰ کی بات ہے کہ بعض احوال و زینت کس طرح مراتب کو طاعت ہے اور
ایک مرتبہ کے احکام کو دوسرے مرتبہ پر جاری کرتے ہیں۔ اور ممکن کو واجب کی صفات سے اور
واجب کو ممکن کی صفات سے موصوف کرتے اور ملاتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ممکن
ایک ہی مرتبہ ہے اس کے صفات ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ اور ان کے احکام
مختلف ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ مرتبہ کوئی نہیں باہم متحد ہونے کے اور جو وہی ان کا باہمی تعلق
اور ان کے احکام کا اختلاف ہرگز زائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ یہی ہوا پر جانتے ہیں کہ مشا
اور اختراق یعنی گرمی اور علوانا آگ کی صفات میں سے ہے۔ جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اور ان میں سے کوئی جی نشت پانڈنا نہیں ہوا جو ان کا پناہ سے محفوظ رہے
 ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہاں مستحق سہو ہوا کے ساتھ تفسیر کے مقابل میں ہو کہ نہیں۔
 جو سب ان کے ذریعہ۔ اور افسانہ معنی افسانہ میں ان کے فرق کو کہتے ہیں۔ اور ان کے
 ان کے رہا ہوا ہونے کا نام کرتے ہیں۔ واللہ سبحانہ العالیٰ الیٰ سبیل ارتقا و لغت
 ہی راہ راست کی ہدایت دیتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

مکتوب ۲۸۸

نہایت کہ تک پہنچنے کے بیان میں، اشارہ نہیں۔ عبارت طیبہ کے طور پر
 میں محبت اللہ و اللہ کی طرف اشارہ فرمائی ہے۔ اور اس میں کجی سے متعلق
 کلام طیبہ ارتقا و لغت کے سوا باقی میں سے کوئی بار مطلع نہیں ہوا۔
 ضابطہ ہدایت ہے۔ جسے داغ ہو کہ توں تک جب کہ یہ قول میں لکھا تھا۔
 جس کے وصول میں میں کہ حصول نہ تھا۔ اس میں کہ نہیں بہتر ہوا ہے۔ سوا سفل کے
 کہ یہ سفل نہیں تھا۔ جیسے کہ آیت میں جس شخص کے اہل میں ہو۔ جو اس آیت کی طرف پہنچنے والا ہے
 اور اس آیت میں کہ جس شخص سے سولہ نکاح کا درجہ حاصل نہیں۔ فاقہم فان صلا سفل
 دہا جو نہ کہ یہ کہ ہادی تمام اشارہ ہوتی ہے بیان کے مناسب۔ عبارت و درجہ اشارہ
 کے طریقہ بھی گئی ہے۔ اس تمام کے مناسب باکلاس مکتوب میں بھی درج کر دی ہے۔ اس کے
 تکمیل میں عبارت یہ ہے:-

و کہ جنہاں انفرادی ہر ماہ دوں دعاوستہ ان بارگشت فضیل حضرت رحمان رسول

باقی ہر حسابان:
 یہ فی الیٰ ہر ماہ دوں دعاوستہ ان بارگشت فضیل حضرت رحمان رسول
 آگاہی کے فضل و کمال ہے تاکہ اس میں عوامی نصیب ہو۔ میں تصدیق میں ہے باقی سب
 وہم و گمان ہے۔

یہاں پر پیشہ کرتے ہیں کہ ان کے ہر ماہ دوں دعاوستہ ان بارگشت فضیل حضرت رحمان رسول
 ہادی حقیقت معلوم ہو جائے کہ ان کے ہر ماہ دوں دعاوستہ ان بارگشت فضیل حضرت رحمان رسول
 ہادی حقیقت معلوم ہو جائے کہ ان کے ہر ماہ دوں دعاوستہ ان بارگشت فضیل حضرت رحمان رسول

وَأَقَامَ عَلَيْهِمْ نَزْلَ مِيقَاتِ الْحَجِّ وَالْأُضْحَىٰ سَائِمَةً مُّسْتَهْفِوْنَ عَلَيْهِمْ عِلْمُ الْإِسْلَامِ
مِنْ أَفْكَوْا حَتَّىٰ أَتَوْا مِيقَاتَ الْفُجْيَاءِ أَتَوْهُمْ بِإِسْلَامٍ وَأَمْرٍ مُّخْتَصِرٍ بِرَأْيِ كِبَرِهِمْ
وَبِصَرَفِ مَحَلِّهِمْ وَتَمَّ بِهَذَا نَزْلُ الْحَجِّ وَتَمَّ بِهَذَا نَزْلُ الْإِسْلَامِ ۝

۲۹۹

حسبیت کی تقریبی تاریخوں کے ساتھ صبرِ جناب و ولایت کے ساتھ ملک طابعوں کی
تغیبات میں اس بیان میں کلاموں کی زمین سے جانتا تھا و کبریا ہے۔ جیسے کہ
یومِ زلفِ بی بی نقار کے جنگ سے جانتا تھا ہے۔ شیخ فرید راہبوں کی طرف
صادقہ امست ہے۔

آپ نے جیوتوں کا حال کیا ہوا۔۔۔ وضع ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِیْہِ رَاجِعُوْنَ مَعْبُودٌ
ہائے ہر قسم پرانی ہونا چاہئے۔

کے لئے تو یہ ہے کہ ہم جیسا کہ ہم
 خواہ کہتا ہوں کہ ہر ایک
 کہہ رہی ہوں کہ ہر ایک

۱۰۰
۱۱۰
۱۲۰
۱۳۰
۱۴۰
۱۵۰
۱۶۰
۱۷۰
۱۸۰
۱۹۰
۲۰۰
۲۱۰
۲۲۰
۲۳۰
۲۴۰
۲۵۰
۲۶۰
۲۷۰
۲۸۰
۲۹۰
۳۰۰
۳۱۰
۳۲۰
۳۳۰
۳۴۰
۳۵۰
۳۶۰
۳۷۰
۳۸۰
۳۹۰
۴۰۰
۴۱۰
۴۲۰
۴۳۰
۴۴۰
۴۵۰
۴۶۰
۴۷۰
۴۸۰
۴۹۰
۵۰۰
۵۱۰
۵۲۰
۵۳۰
۵۴۰
۵۵۰
۵۶۰
۵۷۰
۵۸۰
۵۹۰
۶۰۰
۶۱۰
۶۲۰
۶۳۰
۶۴۰
۶۵۰
۶۶۰
۶۷۰
۶۸۰
۶۹۰
۷۰۰
۷۱۰
۷۲۰
۷۳۰
۷۴۰
۷۵۰
۷۶۰
۷۷۰
۷۸۰
۷۹۰
۸۰۰
۸۱۰
۸۲۰
۸۳۰
۸۴۰
۸۵۰
۸۶۰
۸۷۰
۸۸۰
۸۹۰
۹۰۰
۹۱۰
۹۲۰
۹۳۰
۹۴۰
۹۵۰
۹۶۰
۹۷۰
۹۸۰
۹۹۰
۱۰۰۰

”میرا ہے ظہر القساؤ فی التبرقاج“ جرمِ کبیرت کی بدنامی۔ بدنامی
لوگوں کے اعلان کے باعث فنا ہو گیا۔

اس ملک میں ہمارے احلال کی شہادی سے اول جو ہے ہر ایک ہوئے جو ہم سے زیادہ
اختیار رکھتے تھے۔ اور چوتھیں جن نے جو پر نفع انسانی کی نسل و بقا کا ہمارے، مردوں
کی نسبت زیادہ تر گھٹیں اور جو کوئی اس میں اسے بھانپنے سے بھاگا اور سلامت ہے اس نے اپنی
نزدکی پرناک، مالی اور جو شخص نہ جانے اور گریا۔ اس کو موت شہادت کی مبارک باد دی باد
خوشخبری ہے +

شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ کے اہل خانہ یہاں پہنچا اور ان کو قاضی بنایا
میں حضرت سے کتابت کی جو شخص کو ان سے ملے وہ اپنے اس کے قاضی ہوا میں نے جو کہ یہ خبر دیا
ہے یہ کسی نے نہیں سنا تھا اس کو جو شخص کو ان سے ملے وہ اپنے اس کے قاضی ہوا میں نے جو کہ یہ خبر دیا
کہ جس نے یہ خبر پہنچی وہ میرے لئے اس کے قاضی بنایا اور ان کو قاضی بنایا
اس کی اور میری سے بھی کتابت کی تو اس صورت میں میں اس کو اپنے قاضی بنایا
اپنی حالت کے مستعد ہوتا رہا شہر کی آمد ہے ۔

اسی طرح شیخ میوعلی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب غرر القندود نے
حلال الخمر والقبول میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی اس لئے حرام ہے اور یہ شخص کہ نہ
بجائے اور نہ مراد و غرض اور نہ ہمدان اور صابریں اور بلائوں میں سے ہے۔ کیونکہ اگر شخص کے
لئے اہل حق ہے جو ہرگز آگے پیچھے نہیں ہو سکتی اور اکثر بھانجے والے جو سلامت یہ ہیں
اسی واسطے کہ میں کہی ان کی اجل نہ آئی تھی۔ نہ کہ یہ جاگ کر مرگے سے بچ گئے۔ اور اکثر
مسلموں کو جو ہلاک ہو گئے۔ وہی اپنی اہل ہی سے ہلاک ہونے میں اپنی ہی بھانجی بھائی
سے اور نہ ہی ٹھیکہ ہلاک کر دیتا ہے۔ یہ پلاروں سے بھانجی بھائی ہفت گنا کفار کہ جانتے
کہ اہل حق سے اور گناہ کیو ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکر کہ مستہ راج ہے کہ بھانجے والے
سلامت رہتے ہیں اور صبر کر لیں اے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یعنی ہم کہتے تو کہتے ہیں ہم کہتے
والہ کو گمراہ کہتا ہے اور اکثر کہادت و تبلیغ ہے۔

اچھے جو خوش اور مسلمانوں کے ساتھ آپ کی امداد و اعانت کی نسبت مستحکم رہے
 اور تمہارے آپ کو اس کام پر جڑے بغیر سے بخیر کی سمیت اور ان کی تحفہ برداشت کرنے
 سے دل شکست ہوں یہ کوئی حقیقت سے باہر کی بیاد ہی پر مقرر ہے۔ اس سے زیادہ کیا
 لکھا جائے۔ والسلام

کتاب

پوشیدہ اسرار اور غیر حریف کو فروشاہانہ کی زبان کے ساتھ بیان کرنے اور مقام
قائم قوسین اور آء فی کی نسبت اشارہ کرنے کے بیان میں جامع علوم عقل نقلی
مقدم زادہ عبداللہ بن محمد منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرقوم ہے :-

کتابخانه

قرب نبوت اور قربائیت اور ان میں ہوں کے بیان میں جو قرب نبوت ہے۔
 پہنچنے والے ہیں۔ سو تو اے اللہ کی طرف اشارہ فرما دے :-

نہد حلقہ کے بعد میرے فتنہ سولستان مانٹھ کو واضح ہو کر ہوتے تھے
اور وہ قریب ملتی ہے جس میں غنیمت کی آمیزش نہیں ہے۔ اور اس کا عروج حق تعالیٰ کی دولت
میلان کرتا ہے۔ اور اس کا زوال خلق کی طرف بیدار و اصلاحات فیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف
کے نصیب ہے۔ اور یہ نصیب ان بزرگواروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور یہ نصیب ہوتے
معتد کیا ہے بشریہ ملنے والا نصیب اور اسلام پر ختم ہو چکا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے
والسلام تعالیٰ کے بعد حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے کتب جو نذر
مائل کا وہ کہ تا بعد ازیں اور غلاموں کو اپنے مظلوم لوہا میں کی دولت اور
میں خود وہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پس انبیا علیہم السلام کے قرب سے ان کے کامل و ناقص
کو بھی حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس مقام کے علوم و حقائق اور کلمات میں بطریق ہدایت و حق
تا بعد ازیں کو نصیب ہوتے ہیں۔

فاحر کشف بندہ محضیت فاحر را

ترجمہ ۲

پس خاتمہ اس میں یسوع مسیح وہ سلام کی نبیوت کے بعد اس کے کامل تائید کاروں کو بطریق نبیوت
وہ راستہ کے کہ اس وقت نبوت کا نام ہوتا اس کی خاتمت کے ضابطی نہیں ہے۔ فلاں
قرن المائین۔ کچھ شک ہے کہ

لئے فرزندِ اِختیار لے آئے تھے سعادت بخشے تھے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سے
 جو کہادتِ نبوت کی طرف پہنچا نے ملے ہیں۔ وہ ہیں۔ ایک وہ راستہ جو مقامِ ولایت
 کے متصل کہادت کے طے کرنے پر موقوف ہے۔ اور ان قبلیہ علیہ اور عارفِ مکرّم
 کے حاصل ہونے پر وابستہ ہے جو قربِ ولایت کے مناسب ہیں۔ ان کہادات کے طے کرنے
 اور ان قبلیہ سے کہ حاصل ہونے کے بعد کہادتِ نزّہتیں قدم بکھاتا ہے۔ اس مقام
 وصول میں غلبت کی طرف اِشتیاق نہیں ہوتی۔

دوسرا ہے یہ کہ روایت کے ان لواحق میں سے کسی ایک کے کلمات نہ
میں پہنچا میرا ہوتا ہے۔ اور یہ دوسرا کہ مستند شواہد سے اور کلمات نہایت تک پہنچنے
نے کے زیادہ قریب ہے۔

ایسا ہے کہ اہم طبع القدرہ و القدرہ ان کے احباب میں سے بہت کم ہوتے ہیں
وہ راستہ اس ہے کہ وہ نہایت تک پہنچنے میں پہلا راستہ بہت دور دور
ہے۔ اور اس کا حاصل ہوتا ہے شواہد اس کا وصول ناممکن ہے۔

بعض ان لوگوں نے یہ تصور کیا ہے کہ غرت و غرور سے شرف ہونے میں ان
کلمات کو جو مقام نزول سے قطع رکھتے ہیں۔ کہ وہ نہایت نیکی کیلئے سارے غفلت کی نظر
تہہ ہونے کو جو مقام و غرت کے مناسب ہے۔ یہ مقام نہایت کی غفلتوں میں سے
بکھا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ نزول و غرور کی طرف سے ہے۔ اور
وہ غرور و غرور جو مقام نہایت سے قطع رکھتا ہے۔ اور وہ نہایت مقام نہایت سے برتر
ہے۔ اور وہ جو غفلت جو مقام کے مناسب ہے اس کو جو غفلت کے سوا اسے غفلت
ان غرت سے پہلے میں کو انہوں نے کلمات نہایت سے بکھا ہے۔

یہ لوگ کیا کریں۔ انہوں نے دائرہ روایت سے باہر قدم بکھا ہی نہیں بلکہ
نہایت کی حقیقت کو بکھا ہی نہیں۔ انہوں نے روایت کے نصف حصہ کو اس کے غرور
کی باقی تمام روایت خیال کیا ہے۔ دوسرے نصف حصے کو غرور کی باقی تمام نہایت
نہایت ہے کہ اس کے کہ یہ غرور نہایت زمین اس بنا دیا ہے۔
نہایت وہ بکھا ہے کہ یہ غرور نہایت ہے۔ زمین اس زمین و آسمان ہے
اور ممکن ہے کہ کوئی شخص اسے اول سے وصول پیدا کرے۔ اور روایت نہایت کے مفصل کلمات
کو جمع کرے۔ بلکہ ان دونوں مقاموں کے کہت کے درمیان کی حد نیز حاصل کرے۔ اور نہایت
کے نزول و غرور کو قبول کرے۔ اور اس بات کا علم کرے کہ ان کی نہایت اس کی روایت سے
بتر ہے۔

جانتا چاہئے کہ وہ دوم کے وصول کے بعد اگرچہ مقام نہایت کے مفصل کلمات حاصل
نہیں ہوئے بلکہ نہایت کا تہہ وہ وہ نہایت کی نہایت۔ تو اس کا تہہ کر سکتے ہیں کہ ان کی روایت
کو ان کی نہایت کو بہت حد تک ہے۔ اور اس میں اس کے مفصل حاصل کیا ہے۔ اس

بعض ان علوم کو تیار و آلات ظنی سے جو بجا بجا کرتے ہیں۔ وہ وہ اصل بنیادیں ہیں۔
 لیکن یاہر میں زیادتی یا برتری کا باعث نہیں ہے۔ کیونکہ اس اصل کو ان علوم و کلمات سے
 نکلنے کا قاتی ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ وہ ان کو اپنے حق میں لے آوے اور سوا وہ جانے۔
 اس کا اصل اس کے فعل سے بھاگتا اور پڑتا۔ بالکل ہے عقل کی گرفت۔ یہی وجہ ہے کہ جب
 جب تک اس سے کامل و حود عقل حاصل ہے اور عقل کی طرف توجہ کر لیا جاتا ہے۔
 اسے فرزند و لکھا و متذکرہ کہ کامل بنانا اشد تعالیٰ کی محسن بخشش و احسان کے فضل

کرم کا مستحق ہے۔ کسب و عمل کو اس وقت کے کامل ہونے میں کچھ دخل نہیں۔
 بلکہ کسب و عمل کو اس کے کرنے سے یہ دولت عطا ہے پیدا ہو۔ وہ کوئی
 ریاضت یا محنت یا کوشش نہیں۔ جن سے یہ منت اعلیٰ حاصل ہو۔ یہ خلاف کلام و کلامیت کے کہ
 کی و مقدمات کسب ہے۔ اور ان کا حاصل ہوتا ریاضت یا محنت یا محنت پر منحصر ہے۔ اگرچہ ہو سکتا ہے
 کہ بعض کسب و عمل کی محنت کے بغیر بھی اس وقت کی طرف توجہ کر لیں۔ اور کلام و کلامیت
 کہ جس سے مراد ولایت ہے۔ اشد تعالیٰ کی بخشش ہے۔ اور مقدمات کسب کے لئے
 فضل کرم سے جس کو پہنچتے ہیں قیاد و تقاضا کی دولت سے مشرف کرتے ہیں۔

انھیں شرف علیہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 امین القنوا و التبیانات کی ریاضتیں اور محنتیں سے اول یا پہلے اس وقت
 حاصل کرنے کے لئے تھے۔ بلکہ ان سے کوئی قسم کا فائدہ نہیں اور فتنے و فتنوں پر
 کی تھیں۔ اور بشریت کی خوشیوں کا کثرہ اور دوا و علاج کا بلند ہوتا۔ اور مذمت و نعل کی محنت
 کا نہ نکر نہ ہو کھانے پینے سے پاک ہے۔ اور مذاق کا اکثر کام ہونا جو مقام ہے جس کے
 مناسب ہے و غیرہ وغیرہ۔

ہاتھ چاہتے کہ انبیاء علیہم السلام کے قریب اس مہربانیت و بخشش کو حاصل
 ہے تو شرط یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ کے قریب ہی رہتے
 وہ مختلف کلمہ و اس طاعت سے مشرف ہوئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ

انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگرچہ جائز ہے کہ نسبتاً اور درشت کر
 و کجبت کرامت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگرچہ جائز ہے کہ نسبتاً اور درشت کر

طوبہ دوسری کہیں اس وقت سے سفوف فراموش

فیض نوح القدس بزمہ قرآنہ ویکان یہاں سننا پڑھنا کیا

زوریت فیض نوح القدس بزمہ قرآنہ کو کاشی بزمہ کو کاشی کیا

یہ خیال کرتا ہوں کہ اس وقت نے تاجین بزمہ کو کاشی پڑھنا پڑھنا تو ہر جیسے
در تیج تاجین بزمہ کو کاشی پڑھنا پڑھنا ہے۔ بعد ازاں یہ دولت بزمہ کو کاشی پڑھنا ہے
جسے کہ اسودیدہ العتقہ و السلام کی پشت سے اس وقت کی اور ہزار سال تک بزمہ کو کاشی
اور اس وقت چرودہ دولت بزمہ کو کاشی کے طور پر ظاہر ہوگی عتقہ کو کاشی سے
خدا بزمہ کو کاشی

اگر پادشہ بزمہ کو کاشی پڑھنا

یہاں تو کاشی پڑھنا

وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَالِفِينَ وَالْخَالِفِينَ وَالْخَالِفِينَ وَالْخَالِفِينَ وَالْخَالِفِينَ
الْوَالِدَاتِ وَالْخَالِفَاتِ وَالْخَالِفَاتِ وَالْخَالِفَاتِ وَالْخَالِفَاتِ
اختیار کی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کا لازم کیا

مکتوبات

دائیت شہ کا ذمہ داریت لویا اور داریت انبیاء داریت دار لعلہ و ذوق
لویا اس بیان میں کہ جو داریت سے تعلق ہے۔ در بعض اوقات خاص ہاں
کے بیان میں جو داریت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص کے بیان میں ہاں
اور باطنی امور و داریت کے جامع محذوم ناوہ ہاں الہی حجت معصومہ و آخر
تلاش کی طرف مبادی فرمایا ہے۔

خدا تجھے داریت سے تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ داریت سے مراد وہ قربانی
ہے جس میں تخلیق کی تائید و داریت ہے۔ اور ہاں اور ہاں کے ہاں کے ہاں
دہرہ اگر داریت کی داریت ہے۔ خود مراد تخلیق کے طرف سے ہاں ہے۔ اور ہاں
مصلوہ و اسلام کی داریت کی تخلیق سے کل ہو گیا ہے۔ لیکن اس وقت کے ہاں
ہونے کے نتیجے میں ہاں داریت کی داریت ہے۔ اس وقت کے ہاں سے ہاں

[illegible]

شیخ بنی مریضہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی مریضہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کوئی
 مادہ ہے اور مزید بنو متوسم جو عدہ لی ہوا کہ نہیں اس واسطے نقل مادہ کا حال
 مطلوب نہیں اور کس طرح مطلوب ہو جبکہ مادہ فی حد ذاتہ ایک ہی صفت ہے اگر
 کوئی نفع اس میں پایا جاسکے تو اس کے متعلق کیفیت کے باعث ہے پس چاہئے کہ اس کا
 متعلق کوئی نام مناسب ہو تا کہ مستویہ واحد ہو۔ پس اس کی تمام حالتیں حق تو کئے نزدیک بنی
 ہوں اور ایسے ہی مقام و اہمیت میں ہم صفت بشریت کی نفی میں کوشتش کوستہ ہیں۔ اور
 مزید بنو متوسم ان صفات کے بڑے متعلق بنی نفی کوستہ ہیں۔ کہ ان صفات کی اصل کی
 نفی جاتی ضرورت ہے۔ اس میں بنو صفت صحتی حد ذاتہ ایک ہی صفت ہے۔ اگر اس میں کوئی نقص
 آئیے تو اس کے بڑے متعلق کے وصف ہے۔ پس اس صفت کے بڑے متعلق کی نفی ضروری
 ہے کہ اس صفت کے اصل کی نفی دینے پڑے گی اس ۔

پس بنو صفت جو اہمیت کی راہ سے تمام بنو صفت میں آئے ہیں اس کے متعلق مادہ
 میں اصل صفات کی نفی سے ہمارے نہیں۔ اور بنو صفت جو اہمیت کی راہ کے بغیر بنو صفت میں آئے ہیں
 اس کے اصل صفات کی نفی ضروری نہیں۔ اس کو صفت بنو صفت کے بڑے متعلق کی نفی
 کوئی پڑتی ہے ۔

جاننا چاہئے کہ اس روایت سے جو ذکر ہوئی ہے مراد عقل و اہمیت ہے جس کو روایت
 صفت سے اور روایت ادب سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن انسانی روایت جو عقل سے گذر گئی ہے۔ وہ
 اور ہے۔ وہ ان صفت بشریت کے بڑے متعلق کی نفی ہے۔ کہ ان صفت کے اس
 کی نفی۔ اور جب صفات کے بڑے متعلق کی نفی مائل ہو گئی۔ تو تو انبیاء علیہم السلام
 کی روایت مائل ہو گئی۔ اس کے بعد جو صحت واقع ہوگا۔ وہ کہ روایت بنو صفت کے متعلق ہوگا۔
 اس بیان سے واضح ہوا کہ بنو صفت کے لئے اصل روایت کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ
 روایت اس کے بنو صفت اور صفت مائل میں سے ہے۔ لیکن کہا کہ بنو صفت کے بڑے متعلق کی نفی
 کا حال ہونا ضروری نہیں۔ بعض کے لئے اس کا اتفاق پڑا ہے۔ اور بعض کے لئے ہرگز اس
 میں عجز واقع نہیں ہوتا۔ فیہم ۔

پس اس میں کچھ شک نہیں کہ اصل صفات کا ذکر ان صفات کے بڑے متعلق کے
 ذکر کرنے کی نسبت بہت مشکل ہے۔ پس کہا کہ بنو صفت کا حال ہونا کہ روایت مائل ہے

کی نسبت زیاد آسان اور قریب کا۔ اور میں جو پہلے اہل کے ساتھ مل کر رہتا تھا۔
 اور قریب کی نسبت ہے۔ بخلاف اہل حرم کے جو اپنی اہل سے جدا ہیں کیا نہیں کرتا اور میں نے یہ کیا
 تمام اہل کے قریب سے اٹھایا۔ یہ قریب طریق سے حاصل ہے۔ اور وہ اہل سے جدا ہے
 وہ نسبت میں ہے۔ اور تمام عرصے کے حال کہنے میں غلطی کرتا ہے۔ چھوٹی عرصہ میں اور
 عرصہ میں ہے۔ اور وہ چیز اس کو بڑی کو خوشی کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس سال کے شہر
 اور ساتھ میں ہے۔ اور یہ حالات سے مدد میں کل خیانت اس سے دور ہوتی ہے۔ اور یہ
 اہل کی طرف سے کھاتی ہے۔ صکوہ و غلبہ سے ہوتی ہے۔ بخلاف اہل کے کہ اہل کے
 اہل کی سال اور راہ کی ذریعہ کے کو وہ سے غلبہ ہے۔ اس راہ کے بعض ممالک جو غلبہ
 اور غلبہ میں ہے۔ اور یہ حالات میں سے کسی غلبہ میں ہوتے ہیں۔ گمان کرتے ہیں کہ غلبہ
 نہیں ہوتا۔ یعنی یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 پرندہ کرنے کا راستہ ہے۔ جو غلبہ میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اختیار کیا ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 کے اہل قریب میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔

تمام دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ جہاد کے راستہ پہلے ہی مسلمان کے ساتھ
 نسبت سے اہل کے ساتھ جہاد کے راستہ پہلے ہی مسلمان کے ساتھ
 شکار کرنے کے لئے ہیں۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔

اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔
 اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔ اور یہ حالات میں ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ غلبہ میں غلبہ میں ہے۔

اور اس کے مناجات کے فوٹ کئے ہیں، امدادیت کریمہ الکریمہ بخشنون و تقبلون
 و من القاعہ ملکوتیہ اپنے اللہ تعالیٰ سے طلب کے ساتھ وقت میں اور اس کے
 ذریعے کو چاہیں، اس تمام والوں کے لئے نقد وقت ہے۔ ان کا کارہ کریمہ اور اس کے
 یاد کرنے سے ہے۔ اور ان کا اہم نامہ و احوال قیامت کے ذریعے ہے۔ ہمیشہ قیامت کے
 اور دوزخ کے خطاب سے ہے۔ اس لئے ہر زاری کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا اور اس کے
 و رفا خیرت ہے۔ اور ان کا شوق و تہفہ آخرت کا شوق و تہمت ہے۔ کیونکہ ہمیشہ
 اربع و صد ہی آخرت پہ ہے۔ اور اگر نسبت تمام کمال میں آخرت پر تہمت ہے۔ اور اس میں
 کی معقولہ صورت آخرت قیامت کے کی مرضیا اور پسند ہے۔ یہ مرضیہ و مرضیہ کے ساتھ کی
 میں پر مرضیہ کر سکتے۔ کیونکہ مرضیہ کی طرف سے منہ نہیں لینا چاہئے۔ اور مرضیہ کی طرف
 سے بڑھنا چاہئے۔ مرضیہ کی طرف سے منہ نہیں بکرا۔ حق تعالیٰ کے مرضیہ کو مرضیہ
 ہے تہمت کریمہ و اللہ یذکر عوالمی قیامت کے لئے قیامت کے لئے قیامت کے لئے قیامت کے لئے
 ان عوالمی پر شاہد ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے بڑے مہالہ و تہمت کے ساتھ تہمت
 کی تہمت ہے۔ اس پر آخرت کی طرف سے منہ نہیں لینا چاہئے۔ حق تعالیٰ کے لئے
 یعنی طاعتی کے لئے اس کی مرضیہ کے لئے میں کو بخش کر رہا ہے۔
 امام داؤد طالی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس برکتی کے کہ روایت میں قدم نہیں لگتے
 تھے۔ ترک آخرت کو کرامت کہا۔ مگر باوجود اس کے کہ اسباب کرام کے سبب اس کو تہمت
 جلا تھے۔ اور آخرت کے خطاب سے ڈرتے تھے۔
 ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر سوار ہوئے ایک کچھ
 میں سے لڑ رہے تھے کہ ان کا یہی ہے اس بات کو کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر سوار
 میں کافی ایک تہمت ہے۔ اس کے ساتھ اس کو کوئی تہمت ہے۔ اور اس کے لئے
 اس بات کے ہوش بڑھتے ہیں اور انہیں سے خود کو زمین پر گر پڑے۔ وہاں سے اُٹھ کر
 کو کھڑے ہوئے۔ اور اس کے ایک اور سے بیمار رہے۔ اور نوک ان کی زیادہ تر کھلتے
 ہے۔ ان کے دوسرے ان تمام میں نیا۔ آخرت کا سبب ان میں سے ہوتا ہے۔ اور
 آخرت کی گرفتاری کو تہمت کی تہمت ہے۔ لیکن یہ سبب سے شرف ہو جائیں اور کرامت کو
 یہ تہمت ہے۔ اور اس تہمت پاتا پر تو اہلین۔ تو یہ سبب سے آخرت اور دوزخ کے خطاب سے

پناہ اللہ واقع حال ہوتا ہے بہشت مدارس کے درختوں سے بہت دور ہوں گے۔ یہ وہاں کو ان کی دنیا
 کے ساتھ کہ نسبت نہیں ہے۔ بلکہ وہاں ایک دوسرے کے قیام میں جیسے کہ غضب
 و شاکہ دوسرے کے قیام میں۔ اشیاء و اشیاء و غیرہ بہشت میں ہیں سب حال حال کے
 شائع اور شائع ہیں۔

حضرت خیر علیہ السلام نے فرمایا کہ بہشت میں کوئی وقت نہیں ہے
 جس میں خود بہشت کا نور یا دوسرے نے جس طرح کہ ہر طرح وقت نہیں۔ خدا کریم اور
 حمید اور قیام کے ساتھ یعنی ہوں اور کہہ کہ بہشت میں ایک وقت تھامے لئے تھامے
 ہیں بہشت کا وقت تسبیح کا وقت ہے۔ اور جس طرح اس طرح وقت ہر وقت کے لباس میں
 مکمل تشریف پسند ہے۔ اس طرح ان کو اس وقت کہ بہشت میں وقت کے لباس میں پوشیدہ
 فرمایا ہے۔ لہذا قیام کو کہ بہشت میں ہے۔ عمل صالح کا نتیجہ ہے۔ اور جو کدورت و غری
 کہ نہایت قیام میں ہے اور کدورت و غری کے لباس میں نہایت ہے بہشت میں ہی کدورت
 و غری کے قیام کے پرہیز میں نہایت ہے۔ لہذا وقت خود حق تعالیٰ کی پسندیدہ
 اور قبول اور بقا و قبول کے لئے وسیع ہے۔

راہبہ سے پیچاری اگر اس میں سے آگاہ سوتی بہتر بہشت کے جاننے کا فکر نہ
 کرتی۔ اور اس کی گرفتاری کو حق تعالیٰ کی گرفتاری کے سامنے بانی پر ہوشیاری کی لڑائی
 اور غریبوں کے جن کا تعلق بہشت میں ہے۔ اور ان کا انجام آخرت میں ایسی اور نہایت
 ہے۔ اے خداوند اللہ منہ۔ یہ نصیب و نصیب اگر خیر فرمائی ہے۔ تو عاقل و عاقل ہے
 اگر اللہ تعالیٰ کہ بہشت میں نہایت ہے۔ تو پھر غریب و غریب اور اگر خیر فرمائی
 نہیں تو وہید کا حق ہے۔

وَبَيْنَا كُنَّا الْفَسْنَا وَالْوَلِيَّةُ تَكْفِيْلًا لَّنَا وَتَكْفِيْلًا لَّنَا مِنَ الْغَايِبَةِ۔ یا
 اللہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم پر برائی اور بخشش نہ کرے۔ تو ہم خسارہ والوں میں
 سے ہونگے۔

پس یہاں اس نصیب کے ساتھ کیا نسبت کہتی ہے۔ یہ نصیب ہر حال ہے اور
 وہ نصیب تریاق مانع۔ بہر فرمت کا درد یا علم ہر منوں کو طیبیت یا تحصیل ان کے غضب
 غم میں اور ہر چیز کہتے ہیں اور کدورت و غری کی اس کے خلاف میں کہتے ہیں۔ ع۔

ہیں ایسا سند و من چھینیم یا ریب

یہ ایسے ہیں نہیں ایسا ہوں خدا

ترجمہ

والسلام والا کریم

کتاب ۳۰

طہی رؤف کشمیری کی طرف صاوریہ شریفہ

محرم طہی رؤف کے بعد جانا چاہئے کہ ان کے کلمات میں اللہ اکبر اللہ اکبر
یعنی اس کو کسی عباد کی عبادت کی کج حاجت نہیں ہے۔ منی ہم سب کے لئے یہ عبادت
مہول و انجیا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ
ہی کبریائی و عبادت کے مستحق ہیں نہ کسی کے بارہ و عبادت کا مستحق میں ہی حق تعالیٰ
ہے۔ اس کے بارہ اور کوئی فائق عبادت نہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہ
یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور اس
کی طرف سے طریق عبادت کے نبی تھے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کی پاک باریہ کے فائق ہیں
عبادت ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی ہمت سے کمال ہوئی ہے۔ عَنِ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللہ عَنْہُ عَنِ النَّبِيِّ يَرْوِي عَنْ رَسُوْلِهِ يَرْوِي عَنْ رَسُوْلِهِ يَرْوِي عَنْ رَسُوْلِهِ
کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللہ یعنی اس کی عبادت اس کی پاک باریہ کے
فائق نہیں ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ یعنی ہی حق تعالیٰ عبادت کا مستحق ہے اور ہم سب کے
کی جانب پاک کے حق عبادت ہو نہیں سکتی۔ شانِ نماز کی بزرگی ان کلمات کی طرف سے
ہونا نہ کہ خدا کے لئے عرض ہیں۔ بکھنٹی ہوئے ع

ماتے کہ کو مست از بارشش پیدا ہو

یہاں یہی ہر دیا ہی حال ہوتا ہے

اللہُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ
وَعَلَيْكُمْ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَا اَشَدَّ تَوْبَةً لِّلْمُسْلِمِينَ صَلَّيْ اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
ظاہر پائے لئے نمازیوں میں سے بن

۱۰ اس امر کی رموز و اشارت ہیں کہ یہ رکن بڑا بڑا ہے۔ حق تعالیٰ کی پالیساہ گاہ کی عمارت کے لائق نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی تسبیح میں چونکہ تکبیر کے سنے سے گھڑتیں اس لئے آخر رکوع میں تکبیر کئے کا حکم فرمایا یہ خلاف سونوں سمجھیں گے کہ وہ ان کی تسبیحوں کے اہل آخر تکبیر کئے کا یہ کیا ہے تاکہ کسی کو یقین نہ ہو کہ جو دس غایت غرور تھی اور ہستی اور نہایت ذلت و انکسارت حق عبادت پر جاتا ہے۔ اور اسی وہم کے دور کرنے کے لئے بعد کی تسبیح میں فقہاء نے کوشش کیا ہے تاکہ یہ یقین نہ ہو کہ وہ غرور و غرور میں کامیاب ہے۔ اس لئے آخر نماز میں ان کا اس کے پڑھنے کا حکم فرمایا جن کے ساتھ حضرت علیؓ علیہ السلام اور ان کے غلام غلام میں شہادت ہونے لگے۔ یہی نمازی کو چاہئے کہ نماز کو اپنا سواج بنائے اور غایت قرب نماز میں حاصل کرے۔

وَمَنْ أَشَدَّ مَعَاذَ اللَّهِ مِنْهُ لَا يَدْرِي لَمْ يَفْزَحْ بِهِ - أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْغَيْبُ مَعَهُ
الزَّيْبُ فِي الْعَلَوِّ سَبَّحَ نِيَادُ قَرَبِ جُودِهِ الْإِلَهَ لَدُنْ كَيْفَ مَعَهُ مَعْلُومٌ
وہ نماز میں کہے۔

اور نمازی چونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ جات کر آ رہے اور نماز کے ادا کرتے وقت حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا شاہدہ کر کے حق تعالیٰ کا دھبہ بہت اس پر چھا جاتا ہے اس لئے اس کی تسبیح کے واسطے نماز کو دو سلاسون پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔
"یہ جو حدیث نبوی میں ہر فرض کے بعد سو دفعہ تسبیح اور تہجد اور قیام کا حکم ہے، فقیر کے علم میں اس کا بھید یہ ہے کہ اسے نماز میں جو قصور و کوتاہی واقع ہوتی ہے۔ اس کی کوئی تسبیح و تکبیر کے ساتھ کی جائے اور اپنی عبادت کے تمام امور متعلق ہونے کا اقرار کر لیا اور جب حق تعالیٰ کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہو جائے۔ تو اس نعمت کی حمد و ثناء کا ادا چاہئے۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو عبادت کا مستحق نہ بنانا چاہئے۔

جسٹنا اس میں لغو و لغو و لغو کے ساتھ ادا ہو جائے اور بعد ازاں وہ ملحق شان کا کام طلبہ کے ساتھ تفسیر و توحید کی تکلف کی جائے۔ اور اور توفیق عبادت کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو حق عبادت نہ بنایا جائے تو امید ہے کہ وہ نماز حق تعالیٰ کے نزدیک قبول کے لائق ہوگی۔ اور وہ نمازی غراب سے نجات پائے گا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ الْمُتَّقِينَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقُلْ لِلَّهِ الْمُلْكُ وَلِلَّهِ الْغَنَاءُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِذِكْرِ اللَّهِ عَسَىٰ أَنْ يَمُنَّ بِكُمْ لِيُجْزِيَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا
ایسا لکھی جانے والے تاریخ میں ہے جاہ

کتبہ ۳۰۵

نماز کے لیے اس وقت میں ہونا چاہیے کہ قیام کی نماز کے بعد صبح کی اور اس کے بعد
یا اذان میں صبح کی نماز کے بعد صبح کی اور اس کے بعد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ الَّذِیْنَ اَخْلَصُوْا
برگزیدہ بندوں پر سلام ہو +

نماز کے لیے اس وقت میں ہونا چاہیے کہ قیام کی نماز کے بعد صبح کی اور اس کے بعد
یا اذان میں صبح کی نماز کے بعد صبح کی اور اس کے بعد
یا اذان میں صبح کی نماز کے بعد صبح کی اور اس کے بعد
یا اذان میں صبح کی نماز کے بعد صبح کی اور اس کے بعد

بعض لوگ ان امور کے خلاف جان پینے کو کافی سمجھتے ہیں اور اس میں مستی ہو کر لگ جاتے ہیں
کرتے ہیں اس لیے نماز کے کلمات سے بے غیب ہوتے ہیں +

بعض لوگ حق قائل کے ساتھ حضور قلب میں رہا کرتے ہیں لیکن حال اور یہ
جہاں میں کم مشغول ہوتے ہیں اور صرف سنتوں اور فرضوں پر مشغول ہوتے ہیں۔ یہ لوگ
میں نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ نماز کے کمال کو غیر نماز سے منہ مٹاتے ہیں
لیکن حضور قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ لا تسبوا
اَلْاَوْصِیَّوْا الْعَلَمَہُ نَمَازِ حَضْرَتِ قَلْبِ کے سوا کمال نہیں ہوتا +

مکن ہے کہ اس حضور قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امور اور جہاں کے ادا کرنے میں دل کو نماز
رکھا جائے تاکہ ان امور میں سے کسی امر کے بھولنے میں فتور واقع نہ ہو مادہ اس حضور کے سوا اور
کوئی حضور اس یقینی سمجھ میں نہیں آتا +

سوال جب نماز تمام اور کمال ہو جائے اور اس کے بعد لائف پر موقوف ہے

اور ان کے ساتھ کوئی امر نماز کے حال کو نہیں مٹا نہیں ہے۔ تو پھر جلدی اور ہمتی اور ہمتی کی
نماز میں جیب کر ان سر کو محظ رکھ کر ادا کی جائے۔ کیا فوق بہت؟

جواب۔ فرق مال کی محبت سے ہے و کمال کی محبت سے ایک ہی ہے
اجر مال کے تقاضا کے لیے یہ تفادیت ہوتا ہے۔ مثلاً وہ مال جو کسی قبول اور محبت سے
اقوع میں آئے۔ اس اجار سے اس کے لیے ان زیادہ ہو گا جو اس مال کے سوا کسی غیر
اسی مال پر ترجیح ہو۔ کیونکہ جس قدر مال کا قدر عظیم ہوگا اسی قدر اس کے مال بھی اجزا اور
ہوگا۔ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ عارف کو مالی عمل مرد کے فروع کے عمل سے بہتر ہے اور
پھر اس طرح بہتر ہو جبکہ عارف کا مال بر اس انداز سے بھرا ہوا ہو جی وہ جب کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مضرب فیہ طیلہ لصلوۃ والسلام کے سوا کہ اپنے سوا سب سے بہتر
بنا کر حضور طیلہ لصلوۃ والسلام کے سوا کہ زندہ کرتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ**
طیلہ لصلوۃ والسلام سو ہی ہو جائے گا اگر ان کی نماز وہی تھی کہ ہر جن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سو ہو جائیں۔ پس اپنے تمام احوال و اعمال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے
کم جانتے ہیں۔ اور زندہ کرتے اور چاہتے ہیں کہ وہی تمام نیکیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ہی کے برابر ہو جائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوا عمل یہ تھا کہ ایک
وہ حضور طیلہ لصلوۃ والسلام نے چارگانہ فرض نماز کی دو رکعتوں پر ہر رکعت سلام دینے کی ہر رکعت
مردی ہے۔

پس ہمتی کی نماز پر دنیاوی نتائج و ثمرات کے باوجود آخرت کا بڑا ہماری اجاڑی
ترتیب ہے۔ ہذا نماز جلدی اصحابی کے مع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

نماز کی چند خصوصیتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ان سے قیاس کریں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہمتی نماز
میں قنوں کے پڑھنے اور تمجیحات و تکیہ است کے کہنے کے وقت اپنی زبان شجرہ موسیٰ
کی طرح معلوم کرنا ہے۔ اور اپنے قوسے اور ہذا کرات اور وسائل جانتا ہے۔ اور کہیں ایسا
ہوتا ہے کہ نماز کے ادا کرتے وقت باطن حقیقت کا ہر صوفی سے چھٹے طور تعلق
توڑ کر عالم فریب کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں۔ اور عیب کے ساتھ محمول کیفیت نسبت حاصل کیے

کی حکایات اور شہر و شرف کے قصے بیان سے باہر ہیں۔ آپ کے معلوم ہے کہ ان کی عمریں ہر قسم سے مختلف ہوں گی۔ کہ جس سے حضرت امیر خسروؒ ان کے حال کی تسکین کے لئے بازار میں طعام سے جو شلوک کھینچتے ہیں ان سے معاف کیا کرتے تھے۔ یہ غلام اگر تھے کہ جو محبت کے لئے فرما دیا کہ ساتھ ہے۔ اور کسی کے ساتھ نہیں رہا۔ ایسے ہی جو محبت میں کر رہے ہوتے تھے۔ کسی کے ساتھ نہیں۔ اس حکام سے اس کی زندگی کو ختم کرنا چاہئے۔ روایت برسی کو نقطہ آخر تک پہنچایا۔ اور اس کی بات طلب کی جائے۔ خوب بیان کیا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ قاضی کو شائع دیتی اور تفسیر اور تہلیل اور تفسیر کرتا تھا۔ اور تاکہ ہر ایک کی رائے سے ایک ایک چیز طلب کی۔ اور میں نے اس کا اور تفسیر طلب کی ہے۔

مرد فرخ کی نسبت کیا کہا جائے۔ کیا یہ بال کی عمر میں طلب علم اور کافہ ظاہر ہو گیا تھا۔ اور بڑی کجی سے سبق نہ لے کر تھا۔ اور ہمیشہ آخرت کے خدا سے ڈرتا تھا۔ اور کافہ ظاہر تھا۔ اور وہ مالیک کا تھا کہ میں ہی میں نیلے کہیں کو چہرہ بنے۔ یہ کذاب تہوت سے ملے ہوئے ہیں۔ مرض موت میں جو یا اس کے بیمار پری کو کہتے تھے۔ بہت عجائب غرائب اس سے شاہد کرتے تھے۔ اور ہمیشہ اس کے آسمان کی عمریں لوگوں نے اس قدر ترقی کی کہ ان کے دیکھے کہ بیان سے باہر ہیں۔ غرض قسمی موقی تھے جو ان کی حالت کے طور پر چلے۔ یہ کہتے تھے تھے۔ ساتھ ساتھ ان کی عمر اور اس کا احسان ہے کہ باوجود اگر کائنات ان کی حالت ان کو دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ ولا تفتننا بآخرہم ولا تفتننا بآخرہم ولا تفتننا بآخرہم۔ علیہ وسلم علیہ وسلم۔ اور ان کے بعد تشریف لائے۔ اور ہمیشہ سید المرسلین علیہم السلام علیہم السلام۔

اور ہر جو میر و سخن دوست خوشتر بہت

تمام باتوں سے بہتر ہیں یا رک باتیں

ترجمہ۔

جاننا چاہئے کہ ظاہر اس لئے حق کے نسب میں سے مراد ہے۔ اس لئے مقصود ہے کہ اس لئے حق کی محبت کو گرفتاری اور بھٹانے۔ کیونکہ حسب شادی و تہنہ و مستحق اور فعال و بد و دہش سے اہل ہر جانیں گے۔ ان کی محبت اگر تھا۔ ہی میں مثال ہو جائے گی۔ طریق یہ تھا۔ میں اسوی اللہ کا نسب میں ضروری ہے تاکہ اس لئے حق کی گرفتاری اور ہر جوئے لیکن تہنہ

دیش ہی کہ ساتھ حضور ہے اور کئی دینے اس کی نسبت کوئی حکم نہیں کیا ہے۔
 تَقْتَدِرُ بِمَا تَوَلَّى قَدْرًا لِّدُنَا وَمَا لَنَا لِمَنْ تَدْعُو لَوْلَا اَنْ قُلْنَا تَاْتَانَهُ لَقَدْ
 جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ
 وہ ہم کو ہدایت دیتا وہ ہم کو ہدایت پاتے۔ بیشک ہر ایک کے رسول حق اور سچ
 آئے ہیں۔

کتاب ۳۰

کھڑے بیٹھا حق تعالیٰ اور اس کے مناسب بیان میں دانا عبد اللہ
 اور اس کی طرف سے کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرد و عورت کے بعد واضح ہو کہ عبادت کے اور کتنے وقت جو میں میں اس
 اپنی عبادت میں محرم کرتا ہے وہ سب حق تعالیٰ کی توفیق کی طرف راجع ہے۔ اور اس میں
 تربیت اور جان سے ہے۔ اور جو نقص و کمزوری اپنی عبادت میں رہا کرتا ہے۔ وہ سب
 اس کے اپنے نفس کی طرف راجع ہے۔ احساس کی یہ باتی غرات سے پیدا ہوئی ہے
 حق تعالیٰ کی پاک بناس کی طرف گئی قسم کو نقص و نقص راجع نہیں ہے۔ وہاں سبیل
 کمال ہی ہے۔ اس طرح جو کچھ عالم میں آتی ہو سکتی ہے۔ اس کا من کمال حق تعالیٰ کی پاک بناس
 کی طرف راجع ہے۔ احساس کا شروع نقص انہ غنات کی طرف راجع ہو سکتا ہے۔ جو عدم میں کہہ
 شروع نقص کمال ہے۔ کھڑے بیٹھا حق تعالیٰ اور اس کے مناسب بیان میں دانا عبد اللہ
 ان و اہل و عیال کے لئے کرتا ہے۔ اور ان امور سے جو حق تعالیٰ کی پاک بناس کے لائق نہیں ہیں
 میں شروع و نقص سے حق تعالیٰ کی کمال تشریف تہ میں ظاہر کرتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے
 فرمان میں اور اس کے احکامات و احکامات عزیز پر شکر کہ حمد کی عبادت میں جو ہر شے کی
 اس سے۔ اور کرتا ہے۔

اسی ہی ہے حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آیا ہے کہ جو کوئی اس کھڑے
 دن میں رہا است میں نہ ہو کہ کوئی عمل کا یا رات کا اس کے باوجود نہیں رہتا۔ مگر کہ جس
 یا اسی کھڑے کہ گئے۔ اور کہ اس طرح برابر ہو سکے جب کہ ہر ایک عمل عبادت میں حق تعالیٰ نے

کتاب ۳۰۸

حریث بنی سے منہ کر کے کھڑے ہو کر کہیں کہیں علی بن ابی طالب سے کہیں کہیں
 جینے والے خدا کے لئے کھڑے ہو کر کہیں کہیں اللہ و محمد و شیخان اہل بیت علیہم السلام
 میں جو زبان پر خفیہ ہیں اور زبان میں جہد میں اور اللہ کے نزدیک محبوب ہیں
 وہ شیخان اللہ و محمد و شیخان اللہ و محمد ہیں (کے سامنے کے بیان میں
 مولانا فیض اللہ پانی پتی کی طرف سے فرمایا ہے۔)

خدا تعالیٰ جنت میں ہے۔ جہنم چاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ہو
 کہ وہ کہیں میں جو زبان پر کہیں کہیں اور زبان میں جہد میں اور اللہ کے نزدیک بہت
 پیارے اور محبوب ہیں وہ شیخان اللہ و محمد و شیخان اللہ و محمد ہیں +
 زبان پر ان کے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ہر دہانہ میں اور زبان میں جہد
 میں اور اللہ کے نزدیک محبوب ہیں اور زبان میں جہد میں اور اللہ کے نزدیک بہت
 حق تعالیٰ ان تمام باتوں سے جو اس کی پاکسازگاری کے لئے ہیں وہ سب سہ ماہی
 جناب کبریا تعالیٰ کے صفات اور عروس زوال کے تمام صفات سے ہرگز پاکساز
 اور اسی کلمہ کا دوسرا جزو ثابت کر کے کہ تمام صفات کمال و شہادت جلال حق تعالیٰ ہی
 کے لئے ہیں بخلاف وہ صفات و شہادت و صفات سے ہوں یا نہیں ہے۔ اور وہ زبانوں
 میں اضافت استعظاف کے لئے ہے۔ تاکہ تمام تقدیرات و تزیینات و تمام صفات
 کمال حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہونے کا افادہ ہے۔ اور دوسرے کلمہ کا تعلق
 کہ عظمت کبریا حق تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کرنے کے باوجود تمام تزیینات و تقدیرات
 اسی کی طرف متوجہ ہیں اور اس میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ تمام کمال حق تعالیٰ ہی
 عظمت کبریا ہی کے ساتھ ملوث ہیں اور ہی ہے کہ یہ کلمہ میرزا میں جہد اور اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک محبوب ہیں +

اور نیز تیسری توبہ کی کئی کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے کہ میں نے اپنے بعض
 مکتوبوں میں تحریر کیا ہے۔ گویا تیسری کتب کو چھنے اور باغیوں کے معاف چھنے کا
 وسیلہ ہے۔ تو اس صورت میں بھی کہ میرزا میں تیسرا اور تیسریوں والے جو کہ جگہ جگہ

کتاب ہے اور حق تعالیٰ کہ ایک بار کلام ان باتوں سے جن کے باعث ان باتوں کا رد و رد
ہے۔ نیز وہ برتر انکار کرتا ہے۔ کہ کوئی برائیوں کے لئے نہ کہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایک بار کلام کی حکمت و کبریا ملحوظ اور۔ نظر ہوتی تو حق تعالیٰ کے امر کے خلاف کرنے میں
برگزار دیر ہی کرتا۔ اور جب اس نے بے کام ڈیر کی تو معلوم ہوا کہ تکلیف کے لئے ایک حق تعالیٰ
کے درباری کا پتہ ہوتا اور شانہ تھا۔ اعلیٰ اللہ سبحانہ۔ پس اس کلمہ تشریف کے لئے
اس تقصیر کی معافی کرتا ہے۔

چنانچہ ہے کہ مستغفر میں کیا کہنے مانگنے کی طلب پائی جاتی ہے۔ اور
تشریف کے کلام میں کہ ہیں کی جگہ کی طلب ہے۔ تاکون هذا من ذلک (یہ اس کلمہ
کس طرح ہو سکتا ہے) متفقاً اللہ ایک بار کلام ہے کہ اس کے الفاظ نہایت ہی کم ہیں۔
لیکن اس کے معانی اور نتائج کثرت میں۔ اور کلمہ تشریف کے کلام سے اس امر کی طرف اشارہ ہے
کہ اس کی ایک بار کلام بات سے بہت ہی بڑے ہے کی حد خواہی اور بیشک اس کے
فاق ہو کیونکہ اس کی عذر خواہی اور مستغفر بہت سی عذر خواہی اور مستغفر کی مستجاب ہے
اور اس کی محاسن کے لئے نفس کی طرف رجوع ہے۔ متفقاً وذلک قریب فیہ وذلک
تیسرے وقت وذلک علی الذمیلین وذلک علی الذمیلین وذلک علی الذمیلین وذلک علی الذمیلین
جو بڑی عزت والا ہے۔ لوگوں کی توبہ سے۔ اور سلام ہے پر زمین کے اور محمد ہے اللہ
رب العالمین کے لئے۔

ماسر کرنے والے اور مستغفر پر کفایت کرتے ہیں لیکن ان کلمات توبہ
مستغفر کا کام بھی ہو جاتا ہے۔ اور شکر بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اور نیز مستغفر اور شکر کے انشراح
انما میسر ہو جاتا ہے۔ رَبَّنَا قَبْلِ صَلَاتِنا آتِ الْتَّيْمَةَ الْعَلِيَّةَ (اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں
قبول کر تو شرف اعلیٰ دے) وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَلَّى عَلٰی اٰلِہٖ
وَحَبِہٖ الطَّاهِرِیْنَ وَآوَالَہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ۔

کتاب ۱۰

انسان کی جامعیت اور بعض ان پر شدید ہراس کے بیان جو اس مقام سے متعلق تھے
ہیں اور اس کے مناسب بیان میں جو محمد ہاشم کی طرف سے فرمایا ہے۔

اس کی تائید کو سارا خدا تعالیٰ کے امر کو فی نہیں جانتا۔ پس معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک
 تشبیہیں تائید پر محمول ہر جگہ سے موقوف ہیں۔ اور جو تشبیہیں کبھی ہوتی ہیں وہ محض توفیق
 ہے جس طرح کہ جو تشبیہ پر ہی کے ساتھ نہیں ہے۔ اپنے نفس میں کبھی کو طبع کتبنا ہے۔
 ہر تائید کو تو اس طرح خیال کرے جس طرح کہ یہ کی تائید قدرت بخدا ہر ایک تائیدات کو کہتے
 ہیں۔ عاقل و کما کہ وہ تائید ان اسرار میں سے ہے جس میں کام نہیں جس کو مطلقاً تائید ہے +
 جتنا چاہتا ہے کہ قدرت کی تائید اس کے تائید میں کے تائید میں ہے کہ اس کے تائید میں
 وجہ تائید کی صفات میں قیاس نہیں۔ یہی وجہ تائید بھی تائید اس کے تائید میں ہے۔
 خدا جس طرح کہ میں قیاس ہے۔ اسی طرح میں قدرت اور میں تائیدات اور میں سارا میں تائید
 میں ہے باقی صفات کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔ یہاں بھی فقیر کے نزدیک اب کر
 دوسرے کیونکہ اس بات سے صفات تائید کے جو کی تائید تائید ہے جو اس تائید تائید
 کے تائید کے خلاف ہے کہ جو تائید تائید یا سبب اس تائید تائید کی تائید کے تائید تائید
 میں ہیں۔ معلوم ہو کہ تائید تائید کی ذات صفات کی حیثیت کہ ہم ان کو اس
 سے پیدا ہوا ہے کہ انہوں نے اس مقام کے تائید تائید کو اس مقام کے تائید تائید کی تائید
 کیا ہے۔ اور جس تائید تائید کو اس تائید تائید کی تائید جو ہماری ذات صفات میں ہے۔
 یا یہ سبب اس مقام کے تائید تائید کے تائید کے تائید تائید۔ تو اس تائید تائید کی
 نفی کر دی اور ایک سرے کے حیثیت کے قابل ہو گئے۔ بعد از جانا کہ اس مقام کے تائید تائید
 وجہ تائید کی ذات صفات کی تائید تائید تائید ہے۔ اور اس تائید تائید تائید کے تائید
 دوسرے کے سوا اور کوئی نسبت نہیں جس تائید تائید مقام میں ثابت ہے لیکن اس کے
 ادراک سے عاجز ہیں۔ یہ نہیں کہ جس چیز کا ہم ادراک کر لیں اس کی نفی کر دیں اور اصل حق کے
 مخالف ہو جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ واللہ تعالیٰ بستر کا معلوم کرنے

۱۱

۱۱

اور ہر غاصد اور متعلق تائید کو ہر تائید کے طور پر بیان کرنے میں متعلق فیض الہی
 اور شیخ ہر تائید تائید تائید تائید کی طرف تائید اور فرمایا ہے۔
 یہ ہر معروف مقدمات کے ساتھ تائید رکھتے ہیں۔ جو قرآن کی آیات مشابہت

میں نہیں جن کی دلت سے صبر نہیں، اجماع وی ہے۔ اللہ تعالیٰ میں بیت

آ۔ دو چشمی است رہا ہے آفتاب جیست

قام ربی فی سبیل اللہ ہے تمیز زہد و تقیر اللہ ہے

نفس و شہوات کو بند ہے جیسے آفتاب جیست

قام ہے بخل اللہ کا نیم ہے سب کیم اللہ کا

حضرت محمد علیہ السلام صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کا بارگاہ ہے بخل حقیقت ہے

اور اس تہذیب کے سلسلہ کا بندہ ہی تعینت و رشت کے طور پر ہی اللہ کی حقیقت ہے۔ لیکن

حضرت عیسیٰ اللہ کی بازگشت نیم کی حقیقت کی طرف ہے۔ اور اس حقیقت کی بازگشت ہے

وہ شہوات ہے۔ اب یہ نرمی و مقام ہی بخل حقیقت ہے۔ حقیقت ہی ہے جس کے

غیب ہوتے سے تہذیب کہتے ہیں۔ اور حقیقت محض کا لفظ ہے جو دنیا میں فراغ کیا

ہوا ہے اور نہایت محض رہنے کے جو آخرت کے لئے ذخیرہ بنے ہوئے ہیں۔ ان سب کا

استقرار استقامت ہی حقیقت ہے۔ گویا اس کی ایک چشمہ دنیا کی رحمت کا ذخیرہ ہے۔ اور

اس کا دوسرا چشمہ آخرت کی رحمت کا ذخیرہ ہے۔ اور آخرت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی حقیقت

سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس مقام میں جہاں ہرگز تلوار ہے جس میں بخل کی ذرہ ملاوٹ نہیں

دوستوں کو دنیا میں رحمت مند وہ دیتے ہیں یہ بخل تو یہ ہے۔ یہ بخل کی رحمت میں

ظاہر ہوتی ہے۔ اور دشمنوں کو دنیا میں رحمت درد دیتے ہیں۔ یہ بخل کا قہر ہے۔

جو بخل کی رحمت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا کرہ ہے۔ یعنی یہ بخلیہ اور آخرت

یہ بخلیہ اور آخرت کو اس سے گرا کر رہا ہے اور اگر کسی پر ہدایت دیتا ہے۔

اور حضرت خاتم الانبیا علیہم السلام و قبلات کے کاہ بارگاہ ہے حقیقت ہے

جو اللہ کی حقیقت سے برتر ہے۔ اور ایسی ہی حضرت خلیل علیہ السلام و علیہم السلام و ہمام

کا بندہ ہی حقیقت فرمان ہے۔

مال کام یہ کہ حضرت خاتم الانبیا کی حقیقت اس حقیقت کا جمال ہے۔ اور حضرت

خلیل کے صبر کی حقیقت اس حقیقت کی تفصیل ہے۔ اور حضرت خاتم الانبیا کی بازگشت اللہ

کی حقیقت ہے۔ اور حضرت خلیل کی بازگشت اللہ کی حقیقت ہے۔ چونکہ جمال کی رحمت

کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے اس لئے اللہ کی نظر رحمت میں ہوتی ہے و رحمت کے

قرب ہے اور تفصیل کو چونکہ کثرت کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔ اس واسطے ہم کی تحریر
بارگشتہ حال پر ہی جو کثرت کے نزدیک ہے۔

پس حضرت براہیم علیہ السلام و علیہ السلام میں کی کثیر البرکت ہیں اور معاً
درج میں بھی یہی وجہ ہے کہ حضرت سید البشر علیہ السلام و علیہ السلام وہ صلوٰۃ و برکت
جو حضرت خلیل علیہ السلام و علیہ السلام کی صلوٰۃ و برکت کی مانند و شامل ہے۔ سوال کرتے ہیں
اور اس کا سارا انداز میں کہ جن کا ترتیب صفات کے رتبہ سے ہے۔ حضرت خاتم المرسلین علیہ السلام
و علیہ السلام کہ ہم مبارک اللہ ہے۔ اور اس حقیقہ کا سبب ہم مبارک و مخلص ہے۔ چہ کہ
اس حقیقہ کو بلحاظ زمانہ کے حضرت حکیم کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔ اس لئے بہت سی
برکتیں اس حضرت سے اس حقیقہ کو پہنچی ہیں۔ اگرچہ اس فقیر کی ہدایت و ہدایت ہوسنی ہدایت نہیں
لیکن اس ہدایت کی برکات سے ہماری ہوتی ہے۔ اور اس اہ سے بہت سی برکات کی
ہیں۔ اور وہ استفادہ جو اس فقیر نے ہدایت سے کیا ہے۔ اس ہدایت کے جہل کی راہ
سے ہے۔ اور میرے فرزند علیہ السلام کا استفادہ اس ہدایت کے جہل کی راہ سے
ہے۔ فقیر کی ہدایت جو ہدایت ہوسنی سے استفادہ اس ہوسنی کی ہدایت
شاید ہے جو آل فرعون سے تھا۔ اور میرے فرزند علیہ السلام کی ہدایت فرعون کے کاٹنے
کی ہدایت کے مانند ہے۔ جو ان لائے تھے۔

مکتوب ۳۱۲

چند سوالوں کے جواب اور اشارہ سبب کی تحقیق اور جو کچھ کہ اس بارہ میں ملازمین
کے نزدیک تھا کہ ہے۔ اس کے بیان میں فقیر محمد نعمان کی طرف سے اور فرمایا ہے۔
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَآلِهِ
وَاَصْحَابِهِ مِنْ آلِ الْكَافَّةِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ
آپ کے معجزہ فریقہ جو حضرت کے ساتھ ارسال کیا تھا۔ پھر بڑی خوشی حال ہوئی آپ نے
جو تھا کہ ملا کہتے ہیں کہ وہ فقیر کی مدینہ علیہ السلام و علیہ السلام کی زمین کو مطلق
بزرگتر ہے حالانکہ کہ بعض کی مٹنے کی حقیقت، مٹنے کی حقیقت کے لئے جو ہے۔ پھر وہ بزرگتر
کی زمین کس طرح بزرگتر ہوگی۔

میرے خدوم۔ جو کچھ فقیر کے نزدیک اس بارہ میں ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ تمام
جائے بہتر ہو کہ جہانگیر سے۔ بعد از ان و حضرت درین بعد ان حضرت کہ مرہما اللہ من
آفات کے مرہم کی زمین جن علماء نے دوزخ میں گر کر کہ سطر سے بہتر کہا ہے ان کی مراد کہ
مغفلت کہ یہ قدر کے سعادہ سرور میں ہوگی +

نیز آپ نے اشارہ مسباب کے جو اس کے بارہ میں پوچھا تھا اس بارہ میں لانا
استقامت اللہ مرہم کا رسالہ لکھا ہوا ۱۱ سال کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق کل میں دین +

میرے خدوم۔ اشارہ مسباب کے جو اس کے بارہ میں عادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
بہت وارد ہیں۔ اور فقہ حنفی کی بعض روایات میں اس بارہ میں آئی ہیں۔ جیسے کہ مرہم ۱۱
رسالہ میں لکھا ہے۔ اور فقہ حنفی کی کتابوں میں بھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ
اشارہ کے جو ان کے روایتیں رسول کی روایتوں اور نظام مذہب کے برخلاف ہیں +

اور یہ جانم جو شیبانی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کیا کرتے تھے
اس سطر میں اشارہ کرتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں اس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے
تھے۔ پھر اس نے کہا ہے کہ یہ میرا اور ابو حنیفہ کا قول ہے امام جو شیبانی کا قول روایات
خوار سے ہے نہ روایات اصول سے۔ جیسے کہ نقل و غرائب میں ہے مگر محیط میں
اس طرح آیا ہے۔ کہ حائلی تھ کی مسباب غلطی سے اشارہ کریں یاد کریں۔ اس میں امام محمد نے اشارہ
کو ذکر ہی نہیں کیا۔ البتہ مشایخ کا اس میں اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ اشارہ کیا
اور بعض نے کہا ہے کہ اشارہ کریں۔ مگر امام محمد نے روایت اصول کے ساتھ اور روایت میں
ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ
کرتے تھے پھر امام محمد نے کہا ہے کہ یہ میرا اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور ابن
نے کہا ہے کہ یہ فقیر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے صحیح ہے۔ پھر کہا ہے کہ فقیر نے ہی طرح
ذکر کیا ہے +

۱۱ صحیح یہ ہے کہ اشارہ ظام ہے اور سبہ جبر میں اس طرح ہے کہ نمازیں امام
ان کلام اللہ کے وقت مسباب کا اشارہ کر دے۔ پھر اس میں حتما ہے۔ اور کبیر میں ہے
بھی ہی صحیح روایت ہے اور اسی پر تو اسے کہہ دیا کہ نماز کی بنا سکون اور وقار پر ہے اور
تساوی غیاث میں ہے کہ اشارہ کے وقت مسباب سے اشارہ نہ کرے یہی مختار ہے اور

اسی پر مشتمل ہے۔ اور جامع علوم میں ہے کہ اشارہ کر کے اور منقذ کر کے اور پھر یہاں تک کہ
ظاہر موصول ہے۔ جیسے کہ زامی میں ہے اور اسی پر مشتمل ہے جیسے کہ مضمرات اور لہجی و لغوی
وغیرہ میں ہے۔ اور جانے کے بعد کہ روایت ہے کہ آثار غایت سے خرم و احوال و احوال میں ہوا ہے
کہ جب تشدد میں لالہ لالہ اللہ پر پہنچے تائیں اٹھ کی سپرہ بھل سے اٹھ کر کے لیکن نام لینے
اس میں اس کو ذکر نہیں کیا۔ اور مشایخ کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کر کے
اور اسی طرح کہیں ہے اور اسی پر توی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کر کے اور غایت سے
روایت ہے کہ تشدد کے وقت سپاہ سے اشارہ کر کے یہی ممکن ہے +

جب مقامات معتبرہ میں اشارہ کی حرمت واقع ہوتی ہو اور اس کی کوئی استثناء
ہو یا ہو اور اشارہ عقد سے منع کرتے ہیں اور اس کو ہمارے ظاہر موصول کہتے ہیں۔ تیسرے
معتقد ہیں کہ مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کر کے میں حرمت کریں۔
اور اسی قدر علیٰ حد میں کے قوس کے ساتھ امر حرم اور مکروہ اور منہی کے مترکیب میں خیر
میں سے اس امر کا ترکتہ بحال سے خالی نہیں ہے۔ یا جانتا ہے کہ علامہ جہتین کو معروضہ اشارہ
کا حکم تھا جہن سے اشارہ کا جواز ثابت ہو سکے یا نہ کہ ان کو ان احادیث کا حال معلوم
لیکن ان بزرگواروں کے حق میں ان احادیث کے موافق عمل پسند نہیں کرتا۔ اور خیال کرتا ہے
کہ انہوں نے احادیث کے برخلاف اپنی آراء کے موافق حرمت ذکر بہت کا حکم کیا ہے۔
یہ دو شک فاسد ہیں۔ ان کو سمجھنے پر قوس یا جن سے تصدیق کے طور کوئی پسند نہیں کرتا۔ اور یہ
ترکیب بقولہ میں کہا ہے کہ تشدد میں ملکیت و حرمت کا اٹھانا علماء عقیدہ کی سنت سے نہیں
علماء متاخرین سے منع کیا ہے اس واسطے کہ جب یہ دفعیوں نے اس میں مبالغہ کیا تو سنیں سے اشارہ
کر دیا جیسی ہے دفعی کی تمت کا دور کرنا روایات معتبرہ کے خلاف ہے کیونکہ یہاں تک
ظاہر موصول عدم اشارہ اور عدم مقدم ہے پس عدم اشارہ علماء و مقدم کی سنت ہے۔ اور ترک کی
و حرمت کی نفی کا باعث نہیں ہے۔ ان کا ردین کے ساتھ ہمارا ایمان تک حق ظن ہے کہ
جب تک اس بارہ میں حرمت یا حرمت کی دلیل ان پر ظاہر نہیں ہوتی۔ جب تک انہوں نے
حرمت ذکر بہت کا حکم نہیں کیا۔ جب سنت و احباب کے ذکر کے بعد کہتے ہیں کہ یہاں تک
ذکر کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اشارہ حرام ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگواروں کے نزدیک
اس کی سنت اور احباب صحت کو نہیں پہنچا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف ان کے نزدیک صحیح ہے

پہا

محل کلام یہ کہ ہم کو منہ لیل کا علم نہیں ہے اور یہ ان بزرگواروں کی حق میں مع و قبح
 کا موجب نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ ہم منہ لیل کے برخلاف علم کہتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے
 کہ منہ لیل حیرت کے اثبات میں عقیدہ کا علم مستبر نہیں ہے۔ اس بارہ میں بحث کا منہ مستبر ہے
 بحثیں کے مائل حکایت یعنی کڑی کی تار سے زیادہ سماعت کہتا بڑی حیرت پیری کا ہم
 ہے۔ اور اپنے علم کو ان بزرگواروں کے علم پر ترجیح دینا خفیفہ کے نظام ارسال کو باطل کرنا اور
 روایات مستبرہ منقہ بنانا کو ہم پر ہم کرنا اور شاؤ ذوا در کنا ہے۔ یہ بزرگوار علم کے قریب
 اور علم و عقل و تقویٰ کے زیادہ مائل ہونے کے باعث احادیث کو بہرہ و نہایت احسان کی
 نسبت بہتر سمجھتے تھے۔ اور ان کے سماعت و تقویٰ اور مدد مٹا کر ہم سے زیادہ پہنچتے
 تھے۔ اور ان احادیث کے موافق عمل کے ترک کرنے میں کوئی نہ کوئی وجہ ضرور سمجھتے ہرگز
 اس قدر ہم کو مانع ہی سمجھتے ہیں کہ احادیث کی روایتیں اشدہ عقیدہ کی کیفیت میں بہت اختلاف
 رکھتے ہیں۔ انوش اشارہ میں بھی حکایت اختلاف ظاہر ہے۔ بعض روایات سے منہ ہو سکے
 کہ عقیدہ کے بغیر اشارہ کا حکم فرمایا ہے۔ اور وہ جو عقیدہ کے ساتھ اشارہ کے قائل ہیں۔ ان کے
 نزدیک بعض روایات میں تہن کا عقیدہ تھا اور بعض دوسری روایات میں تہن کا عقیدہ ہے اور بعض
 نے خندہ اور بعض کے قبضہ کرنے اور بہام کو وسطی کے ساتھ حلقہ کرنے سے اشارہ سبب کر دیا ہے کیا
 ہے۔ اور بعض روایتیں صرف بہام کو وسطی پر رکھ کر اشارہ کا حکم فرمایا ہے۔ اور ایک روایت
 میں اس طرح آیا ہے کہ ان میں ہاتھ کو بائیں ان پر رکھ کر اور بائیں ہاتھ کو دائیں پاؤں پر رکھ کر اشارہ
 کیا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اور
 کہنے کو کہنے پر بازو بازو پر رکھ کر اشارہ کرتے تھے۔ اور بعض روایت میں آیا ہے کہ ہم
 انھیں کو تہن کر کے اشارہ کرتے تھے۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سبب کے
 ہٹنے کے بغیر اشارہ کا حکم ہے۔ اور بعض دوسری روایات میں واقع ہے کہ تہن کے پڑھنے وقت تہن
 اشارہ کرتے تھے۔ اور بعض روایتیں کھڑکھوت کے پڑھنے وقت اشارہ کا حکم ہے۔ اور
 روایات میں اشارہ کو اس کے وقت سے مفید کیا ہے۔ کہ اس طرح فرمایا کرتے تھے۔ یا اقلیت
 اقلوہ یحیث قلبی علی ذیلہ۔ ایسے لوگوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین
 پر ثابت رکھ۔

بجسب سفید نے اشارہ کیا بجاہ نے میں ایوں کا اضطراب و متکلفیہ میں تو
 نفس اند کو قیاس کے بر خلاف نماز میں کثرت کیا۔ کیونکہ نماز کی بنا سکون و تقاریر ہے نہ بیزاری
 ہر سکے انگلیوں کا قبل کی طرف سے ہر کثرت سنت ہے جیسے کہ رسول علیہ صلوٰۃ و سلم نے فرمایا
 ہے *فقیو جفونہن اغضاضہن فی اللیلۃ ما استکام* وہاں تک کہ اپنے آنکھوں کو
 کی طرف سے بند کر کے) مگر کہیں کہ کثرت متکلف اس وقت مضطرب کرتے ہیں جب کہ روایات
 در بیان روایت ممکن ہو نہ اس سبب میں کہ اگر ذکر ہے جس میں روایت ممکن ہے۔
 کیونکہ جو کہتا ہے کہ تمام روایات کے مختلف اوقات میں کیا جو میں کہتا ہوں کہ بہت سی
 روایات میں مختلف اوقات واقع ہوا ہے جو منقطعوں کے نزدیک مستلزمات کلیہ میں ہے
 اس محنت میں توفیق و راحت ممکن ہے۔

یہ تمام علم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کوئی حدیث میرے قول کے بر خلاف
 پاتو میرے قول کو ترک کر دے اور حدیث پر عمل کر دے اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے
 جو حضرت امام عظیم علیہ السلام نے فرمائی ہے *ما رواہ ابن عمر* کا علم نہ مجھے کے باعث میں نے
 بر خلاف حکم کیا ہے لیکن اشارہ سبب کی حدیثیں اس قسم کی نہیں ہیں۔ یہ حدیثیں مشہور
 حدیث میں ملدے یا نہ ملن۔ کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان روایات کا علم نہ ہو اگر کہیں کہ
 علم مستغنیہ نہیں اشارہ کے جو ان پر فتوے دئے ہیں۔ اور فتوے سے متعارف کے موافق ہیں علم علی
 کیا چلے جائے۔ تو اس کا جواب یہ کہ اگرچہ انہ عدم ہوا اور اصل حرمت میں تفسیر واقع ہو
 تو عدم جواز اور حرمت کی جانب ترجیح ہوگی۔

نیز شیخ ابن ہمام نے رفع یدین کے بارہ میں کہا ہے کہ رفع اور عدم رفع کی حدیث متعارض
 ہیں۔ ہم قیاس کے ساتھ عدم رفع کی حدیثوں کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ نماز کی بنا سکون و خستہ
 جو جماع کے نزدیک مطلوب ہر خوب ہے۔ اور شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے
 کہ بہت شائع سے عدم اشارہ مروی ہے اور یہ خلاف روایت ہے۔ ہنس ہے کہ اس نے
 کس طرح ہماست اور عدم علم کو علم مجتہدین کی طرف منسوب کیا ہے۔ قیاس پر جو شرع کا اہل فہم
 ہے۔ عمل کرنے والے میں اور حنفیہ کے نزدیک یہی ظاہر مذہب ہے ظاہر روایت ہے۔ اور
 اسی شیخ نے روایوں کے بکثرت اختلاف متکلف کے باعث تقلید میں کی حدیث کو ضعیف
 بیان کیا ہے۔ فرزند ارشد محمد سعید اس بارہ میں سال لکھ لایا ہے۔ جب تک ہو جائے کہ روا

کیا ہے؟ - انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اور نیز آپ نے پوچھا تھا کہ طالع طریقہ ہر طرف سے ہیں۔ کسی جگہ ایسی نہیں
ہے کہ نہ کسی کو کہہ سقے کہ حقہ جو میں ملے گا اشارہ ہو اور جس کو مناسب جائیں فرمائیں تاکہ جہت
کا حرب تقریباً ملے ۔

میرے محترم - نیز آپ کی صبح پر سرفروز ہے بہت مبارکباد ہے جو کہ عمل و زاد
فراموش - والسلام علیکم وعلیٰ آئینہ من اللہ بکرمہ ۔

مکتوب ۳۱۳

منقولہ ذیل سوالوں کے حل جواب میں خواجہ محمد حاشم کی طرف لکھا ہے ۔
سوال اول - ہمارے کرام کے کلمات نہایت بکا اور ملک جندیہ پر قوف میں ہائیں
سوال دوم - طریقہ نقشبندیہ میں ریاضتوں سے متعلق تھے ہیں اور میں کو سفر ملتا
ہے۔ مگر آنحضرت علیہ السلام کی ریاضت یا فستق ریاضت کی ہیں ۔

سوال سوم - طریقہ حضرت صدیق اکبر کی طرف کیوں منسوب ہے ؟
سوال چہارم - آپ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ طالع کو روایت مادی سے
تصرف کے ساتھ روایت محمدی میں نہیں لے جاسکتے ۔ اور دوسرے مکتوب میں لکھا ہے کہ ہم کو
روایت مادی سے روایت محمدی میں لے سکتے ۔ میں دونوں باتوں میں موافقت کی جگہ ہے ۔
سوال پنجم - پیران میں چاک پینا چاہئے یا پیران میں صبر کرنا ؟
سوال ششم - نفی ثبات کے ذکر کے وقت جہول سے گنا جاتا ہے یا کو آپ کی
طرح اور آواز کو میں طرف کیوں لے جاتے ہیں اور اس مکتوب کے آخر میں داب پر کیا بیٹا
فرمایا ہے ؟

اور نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں مکاتبات کے ذکر کو اسی مکتوب پر ختم کریں اور
مذہب میں سویرہ کی رعایت کریں کہ پیران میں صبر کرنا اور صبر کرنا اور صبر کرنا اور صبر کرنا
تخلیۃ الضمیر کے بعد اس کے موافق ہیں ۔
نیز آپ نے فرمایا ہے کہ اس مکتوب کے خاتمہ میں موضوع اشقیاء جو حضرت محمدؐ کی
طرح اور آواز کے موافق ہیں ۔ لکھیں تاکہ پیران کے ساتھ ان کو یاد کریں ۔

مرد و عورت اور تبلیغ و دعوات کے بعد اعلیٰ حضرت، علامہ کی خدمت میں تشریف لائے
 کہ تمہارے کہ وہاں جن کا محل پر سیدہ عائشہؓ کے کتب میں طلبہ فرمایا تھا۔ اس کا جواب
 لکھ کر بھیجا گیا ہے۔

سوال اول کا محل یہ ہے کہ قرب نفس بل شائستگی اللہ اور بقا اللہ اور جہاد و ملک
 کے تمام مقامات کے طے کرنے پر موقوف ہے۔ اور محاکمہ ام جو حضرت خیر المومنین علیؓ کے ہاں
 کی ایک ہی تحقیق سے تمام ادیان سے افضل ہو گئے۔ کیا یہ میر سلوک اور فناء بقا
 جوں کی ایک سری سببت میں حاصل ہوا۔ وہ دوسرے تمام میر سلوک سے افضل تھا۔ کیا اسلام
 لائے کے ساتھ ہی حضرت علیؓ کے لیے تمام کی توجہ و تصرف سے محاکمہ ہو گیا تھا۔ کیا محاکمہ
 ہو جاتا تھا۔ اور نیز ان کو سلوک جہاد کا علم ملنا و مقامات حاصل تھا یا نہیں۔ اور اگر محاکمہ تھا تو اس سے
 میلان کرتے تھے۔ اور اگر سلوک و تصرف کا طریقہ تھا تو ان کو بدست مستحق کیوں تھا۔

جانتا چاہئے کہ اس شکل کا محل ہوتا صحبت اور خدمت پر موقوف ہے۔ و بات جو
 اتنی مدت تک کسی نے نہیں کی۔ وہ ایک نہ کہنے میں کس طرح آپ کی سجدہ میں آجائے گی
 لیکن چونکہ اپنے سوال کیا ہے۔ اس واسطے جو ایک لکھنا ضروری ہے۔ پس محاکمہ کے بعد پر کس
 حل کیا جاتا ہے۔ غور کیے نہیں۔ وہ قریب فناء بقا و ملک جہاد پر موقوف ہے۔ اور قریب
 ہے۔ جس کے ساتھ ایسا نیست مشرف مجھے ہیں اور قریب جو حضرت خیر المومنین علیؓ کے ساتھ اور اس کی صحبت
 محاکمہ کے لیے مستحق تھا۔ و قریب ذوت تھا جو نیست اور ذلت کا وہ پر کس محاکمہ تھا اس قریب میں آتا ہے۔
 بقا نہ جہاد ہے۔ سلوک۔ اور یہ قریب کئی وجہ قریب لائیت سے ملے و افضل ہے۔ کیونکہ
 یہ قریب قریب محاکمہ ہے اور وہ قریب قریب غلیت۔ فہمائت مابین تھا مابین وہ نہیں
 بہت فرق ہے۔ لیکن ہر شخص کا فہم اس معرفت کے مذاق تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ وہ
 لوگ اس معرفت کے سمجھنے میں حاکم کے ساتھ شریک ہوں۔

گر وہ علیؓ ذوات غلست نہ فرماتے

مرونی جے بہر تہذیب عالم غلست

گر وہ علیؓ بجا غلست در کی پائندی

بن چلتے مرونی سار غلست جہان کے

وہ

اس اگر قریب لائیت کی راہ سے کلمات نبوت کی لائیت ہی پر مروج واقع ہو
 تو یہ فناء بقا جہاد و سلوک ضروری ہیں۔ کیونکہ سب اس قریب کے مبادی اور مقدمات ہیں

ہیں۔ اور اگر اس سبقت پر نہیں اور قریبِ نبوت کشادہ ہو، کو اختیار کریں۔ اور فناء بقا
بدلتی حرکت کی کچھ حاجت نہیں۔ تاہم صاحبِ کرام یعنی علامہ شمس قریب بہت کی شاہراہ
پست ہیں جس میں چند سلوک فناء بقا اور کار نہیں۔ اس معرفت کا بیان اس کتاب سے جو
مولا امامان اللہ کی طرف لکھا گیا ہے معلوم کریں۔

اس فیوض ہر جگہ اپنے کتب است در سائل میں لکھا ہے کہ میرا سلوک حضرت کے
سوا اور تعلیمات و حکومات کے لئے ہے۔ اس سے عبادی قریب ہیں اپنے
قدس سرور کی خدمت و ملازمت میں غرق ہو کر دوست مجھ پر غلام ہوئی تھی اور میں نے
اس عبادت میں آپ کی خدمت میں عرض لیا تھا کہ مجھ پر ایسا غلام ہر روز ہے کہ میری نفسی
کو اس امر کے ساتھ وہ نسبت ہے جو برفانی کو سیر نفس کے ساتھ ہے۔ اور میں نے
اپنے آپ میں اس سے زیادہ طاقت و قدرت پائی کہ اس عبادت کے سوا کچھ اور میرے
میں اس دست کی تعمیر کر سکوں۔ چند سال کے بعد جب میانہ مجھ پر صاف غور پڑھا اور میں نے
ہوا۔ تو مجد عبادت میں تحریر کیا گیا۔ *لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَاءَ بِشَهِيدٍ عَلَى نَفْسِهِ*
وَقَدْ جَاءَ بِشَهِيدٍ عَلَى نَفْسِهِ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے
ہم کو عبادت ہی اور گروہ ہمیں عبادت نہ دیا تو ہم کبھی عبادت نہ پاتے۔ مشک جامع
ارشاد کے رسول ہے ہیں۔

پس فناء بقا اور جہاد و سلوک کی عبادت حدیث اور شائع کی مختصرات سے
بہرگی۔ مولوی جامی علیہ الرحمۃ نفحات میں لکھتے ہیں کہ اول جس شخص نے فناء بقا کا وہ کام کیا
مفسریت اور سعید خراز قدس سرفہ ہیں۔

دوسرے سوال کا حاصل یہ ہے کہ طریقہ طریقت بندہ میں سنت کی حاجت کو کام
جاتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب غریب بیعتیں اور سنتیں
پیس کی تکلیفیں بعد از سنت کی ہیں اور اس طریقہ میں یا سنتوں سے منع کرتے ہیں۔ بلکہ
سنتوں کی کشف کے باعث یا سنتوں کو مضر جانتے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ
سنت کی حاجت میں ہمارا کمال خیال نہیں تصور ہو سکتا ہے۔

لے محبت کے نشان والے کس نے کہا ہے کہ اس طریق میں یا سنتوں سے منع
کرتے ہیں اور کہاں سے کہنا ہے کہ یا سنتوں کو مضر جانتے ہیں۔ اس طریق میں نسبت کی انہی

مخالفت کرنا، رست کی متابعت کو لازم کرنا اور اپنا حال کے چھپانے میں کوشش کرنا اور توسط حال اور درمیانی چلنے کا اختیار کرنا اور کئے پینا اور پینے میں حد اعتدال کا نظر کرنا سخت یا خفوت اور شکل مجاہدوں سے جانتے ہیں +

حاصل کا یہ کہ جو ختم کا نام انسان اس کو ریاضت مجاہدہ نہیں جانتے مان کے نزدیک ریاضت مجاہدہ صرف مجاہدہ کا یہاں ہی ہے بلکہ مان کی نظر میں بہت جھوک رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان چاروں کے نزدیک کھانا، خیریت، فردوسی اور اعلیٰ مقصد ہے جس کا ترک کرنا ان کے نزدیک سخت ریاضت اور شوق مجاہدہ ہے اور نسبت کی اور مخالفت اور رست کی متابعت کا التزام وغیرہ عوام کی نظر میں کچھ قدر عقیدہ نہیں رکھتا۔ تاکہ ان کے ترک کو سہولت سے جائیں اور ان اور کے حاصل کرنے کو ریاضت سے پہچانیں پس اس طریق کے رگواروں کا لازم ہے کہ اپنے حال کے چھپانے میں کوشش کرنا اور ایسی ریاضت کو ترک کر دیں جو عوام کی نظروں میں عظیم الشان و فطرت کی قبولیت اور شہرت یا مشہور ہو کیونکہ شہرت میرا فتنہ اور شہرت ہے +

رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یحییٰ بن علیؑ ان یشتاؤا لیساکہا لیساکہ فی حقہ او ذنبا لآلہم فی حقہ اللہ تعالیٰ آدمی کے لئے یہی شرک ہے کہ وہ دنیا و دنیا میں گشت نہا جو جس کو اللہ تعالیٰ عفو کا رکھے +

فقیر کے نزدیک ان کو اس میں کھانے پینے کی چیزوں میں حد اعتدال کو مد نظر کی نسبت دور دراز جھوک پیاس کا برداشت کرنا آسان ہے۔ لیکن حد اعتدال کو مد نظر رکھنے کی ریاضت کثرت جھوک کی ریاضت سے زیادہ مفید ہے +

حضرت ابو بکرؓ اور قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے علم ملک میں ایک سوال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ کلمات میں اعتدال اور حد واسطہ کو گاہ کہنا مطلب کس پر پہنچنے کو کافی ہے۔ اس غایت کے ہوتے زیادہ ذکر و فکر کی حاجت نہیں۔ واقعی کھانے پینے اور پہننے جگہ تمام امور میں توسط حال اور میانہ روی بہت ہی زیادہ اور مفید ہے۔ چونکہ بجز کلمات و شہرت پر آید زچہ انکار از ضعف جانتہ آید

دلکھا اتنا کہ صحنہ سے باہر
تو کم تھا کہ تن سے جان نکلے

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو پامیں کی دولت عطا فرمائی
 تہ جس کے سبب کتبہ کو زیارت کیا کرتے تھے اور صاحب کرام بھی حضرت خیر بشر
 علیہ السلام کی صحبت کی دولت سے اس کو جھکا تھا کہ اس نے اس کے مجال فضل میں
 کسی کم تر راہ چلنے کی آقا اور صاحب کی حالت میں نہیں کی لڑائی اور قہ طاعت کہتے تھے
 کہ شکر کہ اس کا وہاں سے بھی نصیب تھی یہی باعث تھا کہ میں سارا آدمی بدو کا ذوق
 غالب کرتے تھے اور سوائی ہزار پر غیب چاہتا تھا۔ اور صاحب کے سوا اور کو صاحب کی رحمت
 کرنے والی کو حال ہے کہ وہ اب کہن کے بچا لانے سے صبر کر کے کہا دھات فراموش کر
 رہی ہیں اور کہتے ہیں۔ بغیر طاعت کے اس امر میں صاحب کرام کی تقلید کرنا کو افراط و تفریط کے
 اور اس نے اس چنے آپ کے صاحب کرنا ہے۔

مناقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کی
 تقلید کے مجال کی مدنی خستہ کی اور شمعے تاقی سے نور کو زمین پر کر پڑے اور
 علیہ السلام علیہ وسلم نے ہزاروں کھار پر نشہ کیا کہ تم میں سے کون ہے جو میری مانند ہو میرا
 کو اپنے رکے پاس ہوتا ہوں اور وہی بھگتا تھا آج ہے۔ پس انہوں نے طاعت کے بغیر تقلید
 کرنا بہتر اور پسند نہ جانا۔

اور نیز صاحب کرام حضرت خیر بشر علیہ السلام کی صحبت کی برکت و کرم
 جہ کی پوشیدہ تعلیموں کے علاوہ اس میں تھے اور وہ ان کو حفظ اس میں نہیں۔ اس کو کیا
 یہ ہے کہ زیادہ ایک اہل صفائی بخشی ہے بعض کے دل کو اور بعض کے نفس کو صفائی بخشی
 ہے کہ صفائی سے وایت برہتی اور نور زیادہ ہو کہ بعض کی صفائی سے گرا ہی زیادہ
 ہوئی اور سب سے برہتی ہے۔ یہ ان کے کلاس اور برہنوں اور جوگیوں کو صاحب کی ریاضت
 نے صفائی بخش کر گرا ہی اور خاصہ میں ال لہ۔ انہوں نے اپنے نفس کی صفائی پر پھر
 کیا اور اپنی خیالی مشغولوں کو اپنا مقصد بنا کر غور ہو اور حضرت جیسے سے نیماہ علیہ السلام
 و استاد میں جو اس نامہ میں دعوت ہو تو قیام علیہ السلام اور یہ کہ کہ تھو تھو تھو تھو
 حاجت بنا اور تھو تھو تھو تھو ہم وایت یافتہ لوگ ہیں کسی وایت دینے والے کی حاجت
 نہیں۔ اگر اس میں نصرت بر لہ والی صفائی نہ ہو تو اس کی غیب کی کئی صفات میں اس کا کمال
 سے نہ کہیں اور مطلب کے پانے سے اس کو مانع نہ ہوتیں۔ اس نے اسی صفائی کے گمان پر

اپنے آپ کو ذرا خیال کیا، اس نے نہ جاننا کہ یہ صفائی اس کے نفس اور اس کے جسم سے آگے نہیں گزری۔ اور اس کا نفس اور اپنی پہلی غیبت و نجاست پر ہے۔ اس کی مثال صیغہ صلیبی ہے جس طرح صہارت غفلت کو رفیق غلاف کی شکل میں ظہور کو کی میں قیام جوئی مدد دیتا ہے اور کوئی ہے نفس ظہانی کی خوشنیتی سے جو زخم اس پر آجائے تو اسے تصفیہ کے ساتھ اپنی اہل حالت پر آجاتا ہے۔ جو زنی جو با کس ہے۔ بر خلاف نفس کے جوئی حد ذاتہ ہمیشہ ہے اور ظہارت اس کی ذاتی صفت ہے۔ جب تک قلب کی سیاست سنت کی متابعت اور شریعت کی تامل و فکر نفس خداوندی سے پاک صاف رہتا ہے اور اس کا غیبت ذاتی دور نہ ہو جائے۔ تب تک اس سے نجاست اور ہتری شہوات نہیں انظاروں نے اپنی کمال تباہی سے اپنی صفائی کو جو اس کے نفس مبارک سے تعلق رکھتی تھی حضرت عیسیٰ کے قلب کی صفائی کی طرح خلیل کیا اور اپنے آپ کے جہان کو تباہی اور خطرناک کہ نہان کی متابعت کی دولت سے محروم نہ ہو۔ اور ہمیشہ کے سار و میلان ہتھکڑاؤں سے محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے بچائے۔

جب اس قسم کے خطرے سے بھوک میں پٹے بنتے تھے۔ اس سلسلے میں طویل و کثرت نے بھوک کی ریاضت کو ترک کیا۔ اور کھانسنے چہینے میں ہستال کی ریاضت اور سیدہ روی کے مجاہدہ کی طاقت ہتھالی کی اور بھوک کے انشوں اور فائدوں کو اس سے شریعت کے احتمال پر ترک کر دیا اور دوسروں نے بھوک کے منافع کا ملاحظہ کر کے اس کے ترک کو نظر نہ دیکھا۔ اور بھوک کی طاقت غیبت ہی۔ اور عقلمندوں کے نزدیک بات ثابت اور مستور ہے کہ ضرر کے احتمال پر بہت سے منافع کو چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اسی کلام کے قریب قریب جو علمائے فرائض ہے کہ اگر کوئی امر سنت اور بدعت کے درمیان اتر ہو۔ تو سنت کی بالائی کی نسبت بدعت کو ترک کر دینا بہتر ہے۔ یعنی بدعت میں ضرر کا احتمال ہے اور سنت میں نفع کی امید۔ پس ضرر کے احتمال کو نفع کی امید پر ترجیح دے کر بدعت کو ترک کر دینا چاہئے تاکہ جہان نہ ہو کہ سنت کے بے بالائے میں دوسری طرف سے ضرر پیدا ہو۔ اس سخن کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سنت کو یا اسی زمانہ پر موقوف ہے۔ بعض نے چونکہ وقت و خطا کے باعث اس کے ضرر سے بچنے کو معلوم نہ کیا۔ اس لئے اس کی تعلیم میں لیری اور جلدی کی اور بعض نے اس کو ضرر سے جان کر اس کی تعلیم ہتھکڑاؤں کی۔ واللہ بخلافہ انکھتہ تحقیقہ الخصال

حقیقتِ حال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

قیمتِ سوال: کہ جس طرف طہیٰ کتبوں میں لکھا ہے کہ اس طرف کی نسبت حضرت
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔ یہ خلافِ ہر سبب و طریقوں کے لکھا گیا ہے کہ
اگر طریقِ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منسوب پہنچتے ہیں، اور حضرت امام جعفر صادق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے، پھر وہ کسی سے حضرت عیسیٰ
کی طرف کیوں منسوب ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عیسیٰ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت رکھتے ہیں، اور حضرت امیرِ مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی، اور حضرت امامِ مہدی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبتوں کے جمع ہونے کے باوجود ہر ایک نسبت کے کلمات جدا جدا ہیں، اور
سے تمیز ہیں۔ بعض نے صدیقی ماسبیت کے باعث حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
نسبتِ صدیقیہ حاصل کی، اور حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب ہوئی، اور بعض نے
امیرِ مومنین کی نسبتِ امیریہ حاصل کی، اور حضرت امیرِ مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہو گئے۔
یہ تو ایک خدشہ ہے کہ ہر ایک کا ہونا تھا۔ جہاں کہہ دیتے گنگا، جہاں ہم سے
میں سواں، دو پانیوں کے ٹھکانے کے باوجود سوس بوتل کے گنگا کا پانی ٹپ ہے اور
جہاں کا پانی جدا، دو گنگا میں مل جاتا ہے، دو پانیوں کو آپس میں سے نہیں دیتا۔ اور
لوگ دیکھنے لگے کہ پانی کی طرف میں وہ اس جمع ہونے سے گنگا کا پانی پیتے ہیں۔ اور
بوتل دیکھتے ہیں کہ پانی کی طرف میں وہ دیکھتے ہیں کہ پانی پیتے ہیں؟

مذکورہ کی وجہ کو پادشاهِ بڑے ولایت میں ترقی کی سبب حضرت امیرِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تاریخِ مہدی علیہ السلام سے ترقی پاتی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
پالی سے ہیں حضرت امیرِ مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت، بعد حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت
پھر ان میں کیا فرق ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ نسبت کے متعلق ہونے کے باوجود عملِ مقام کے
تقدیم کی خصوصیت اپنے حال پر ہیں، ایک ہی پانی مختلف مکانات کے باعث الگ الگ
خصوصیت پیدا کر لیتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک کی خصوصیت کی طرف نظر کر کے ہر ایک
طریقہ اس کی طرف منسوب ہے۔

سوال چارم کا حاصل یہ ہے کہ امام محمد صدیق کے کتب میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہدایت

موسوی کی استدعا کرتا ہے اس کو فی صاحب تصرف ولایت محمدی کی استدعا نہیں
 نہیں لکھتا اور رویش نادہ کلاں نہ اس کے لئے کہتے ہست میں لکھا ہے کہ تم کو ولایت
 موسوی سے ولایت محمدی میں لے آیا۔ ان دونوں میں موافقت کس طرح ہے
 اس کا جواب یہ کہ یہ دو مرد حق کے کتبہ میں واقع ہے کہ اسلام میں ولایت
 موسوی سے ولایت محمدی میں لے جا سکیں۔ اس وقت اس امر کے اعلان ہو چکا علم تھا
 اس کے بعد اس امر کا علم اور تفریق بدل کی قدرت عطا فرمادی اور پھر لکھا ہے کہ تم کو اس
 ولایت سے ولایت محمدی میں لے گئے۔ نادہ محمد نہیں ہے کہ تم تصدیق ہو۔

سئل خیرک حاصل یہ ہے کہ اس جگہ کے صوفی چارین پیش چاک پہنتے ہیں۔
 کہتے ہیں کہ یہی سنت ہے۔ اور حضرت امیر مہدی علیہ السلام کے ہندوگان حلقہ کے طریق
 پر بناتے ہیں اس کی تحقیق کیا ہے۔

جواب۔ جانتا چاہئے کہ ہم بھی اس بارہ میں متروک ہیں۔ اہل عرب پر ان
 پیش چاک پہنتے ہیں اس کو سنت جانتے ہیں اور بعض کتب معتبرہ فقہیہ سے مسلم ہوتا
 ہے کہ پیران میں چاک اردوں کو پہنتا چاہئے کہ عورت کا لباس ہے۔

امام احمد علیہ السلام ابو داؤد و ترمذی علیہما السلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ولایت
 کرتے ہیں کہ سفیر طیلانی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس مرد پر جو سنت کا لباس پہنتے ہیں اس
 عورت پر مرد کا لباس پہننا سنت ہے۔ اور مطالبہ المؤمنین میں ہے کہ عورت مرد کی
 مشابہت نہ کرے اور مرد عورت کی مشابہت نہ کرے۔ کیونکہ وہ دونوں سنت ہوتی ہے۔

بلکہ مقرر ہوتا ہے کہ پیران میں چاک اہل علم اور اہل ایمان کا شعار نہیں ہے۔ اہل علم
 اہل فتنہ کے لئے یہ لباس محمود کیا گیا ہے۔ جامع الامور اور محیط میں منقول ہے کہ وہ لباس جو
 اہل علم اور اہل ایمان کے ساتھ مخصوص ہے یعنی ردا اور سارسل فہمہ پائیں بلکہ جو کچھ
 کی قمیص پائیں جس کے سینے پر عورتوں کی طرح چاک ہو۔

اور نیز بعض علماء کے قول کے موافق میں چاک قمیص نہیں ہے بلکہ ردا ہے۔ ان کے
 نزدیک قمیص جس کے دو دکند ہوں پر چاک ہوں۔ جامع الامور اور بدایہ میں جب اس
 عورت کے کفن کا بیان ہے لکھا ہے کہ قمیص کے بدلے ردا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان
 فرق یہ ہے کہ ردا کا چاک سینے میں ہوتا ہے اور قمیص کا چاک دو دکندوں کی طرف

و از آن سبب تو پیرہد کو پر ک طرف او۔ اللہ کو دین طرف کیوں پیرتے ہیں ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نصب اگر تمام ذکر کلمہ تو کیا نقصان پیدا ہوگا اور اگر کسی طرف اور اللہ کو دین طرف پیرتے ہیں اور اگر اللہ کو دین طرف کیسے ہیں۔ اس طرف میں معنی نبی نبات کو تحسین میں اور کرتے ہیں اور کام و زبان سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ یہاں پر کچھ کہتے ہیں دل اس کو بخوبی قبول کر لے۔

آپ کے یہ دانیہ کے سوال غور رازی کی تشکیلات کی تسکیم میں ہے۔ آپ ان سوالوں کی طرف بولا ہے تو میرے لئے قاعدہ ہی آپ کا شکریہ ہو جاتا۔

باقی تقریر یہ ہے کہ وہاں کے بعض یادوں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ میر محمد عثمان ان دونوں میں طالبوں کے احوال پر کچھ غور و پورہ دست نہیں کرتے۔ اور مہارت کے لئے میں ملتا ہوں۔ اور فترت مہارت کا وہ پیر مہارت پر غور کر رہے ہیں جس سے فترت مہارت رہ جاتے ہیں۔ یہ دونوں نے ان مہارت کو اس طرح لکھا تھا کہ ان سے جڑا من اور راز ان کی آمیزش غم غم ہوتی تھی۔ اور انکار کی باقی تھی۔ آپ بخوبی سمجھیں کہ اس گردہ یعنی ہذا کا انکار زبرد قائل ہے اور بزرگوں کے احوال پر اعتراض کرتا زبرد قائل ہے جو بیشکی موت اور دانی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ خاص کر جب کہ یہ اعتراض انکار پیر کی طرقت ہے۔ ہذا پیر کی ایذا کا سبب ہو۔ اس گردہ کا منکر ان کی دولت سے محروم ہے۔ اور ان کے اعتراض کرنے والا ہمیشہ کا امیدوار زیا انکار رہتا ہے۔ جب تک پیر کے تمام کلمات سن کر میری نظروں پر یاد اور مجرب ہوں۔ تب تک پیر کے کلمات سے اس کو کچھ نہیں ملتا۔ اگر کچھ کمال حاصل ہی کر لے تو یہ مستدراج ہے جس کا انجام غرابی و رسوائی ہے۔ اس پیر کی کمال بہت تھوڑا خلاص کے یا جو اگر اپنے آپ میں بال بھر بھی اعتراض کی گنجائش دیکھے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اس میں اس کی غرابی بجاوردہ پیر کے کلمات سے ہے۔ اگر انفرادی پیر کے کسی فعل میں شبہ پیدا ہو جائے تو کسی طرح دفع نہ ہو سکے۔ تو اس کو اس طرح دیرانت کرے۔ کہ اعتراض کی آمیزش سے پاک اور انکار کے گمان سے متا ہو کہ انکار اس جہان میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اگر پیر سے کسی وقت خلاف شریعت برصا درج ہوئے۔ تو مرید کو چاہئے کہ اس میں مرید پیر کی تقلید نہ کرے۔ اور جہاں تک ممکن ہو حسن ظن کے ساتھ اس کو نیکی پر مائل کرے۔ اس امر کی صورت و ذی کی جو تلاش کیا

احسن کی وجہ سے دیا ہے کہ اس کے لئے اس میں حق تعالیٰ ہزاروں
 سال تک رہے اور اگر کسی بھی چیز کی صورت میں کسی کو
 فی الواقع کے اسباب کے باعث کوئی شے پیدا ہو تو اس میں
 ہر ایک کے وجود میں شائد نے ایمان کے تحت رکھنے سے منع نہیں کیا۔ وہ کوئی شخص
 نہیں دیا تو خود دوسرے کا حق ہے کہ اپنے پیش جہز میں رہے۔ بلکہ کائنات میں ہر شے
 کے بجا ہونے کے اس کا ترک کرنا ہی نہ ہوتا ہے۔

محدث نبوی سے ان کے اسباب سے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے
 یحییٰ ان یوفی بالحق حقیقہ کہ ان کے لئے اس طرح غریب کو بھلا دوست لکھتے
 اس طرح نصرت پر عمل کرنا ہی پسند کرتے۔

حضرت پیر کے شاہ فیض حاصل میں ان کے لئے وہاں میں مریدوں کے احوال
 پر غور بھی کریں اور بعض سو سب احسن سے لیں تو کوئی غلطی نہ ہوگی جس سے
 ایسے حال میں عید اللہ سطر میں تسمیہ کے لئے سب کو ان کے ہوا میں ان کے لئے
 چھ یا کر رہتے تھے۔ اور بعض مشائخ ایسے حال میں سحر و فر سے اپنی تسمیہ لیا کرتے تھے۔
 وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ الْمُنَافِقُ وَالْمُنَافِقَاتُ هُنَّ لَبِيسٌ لِّلَّذِیْنَ
 اَلْبَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اَلَّذِیْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ يَمُرُّوْنَ بِالْحَبِیْرِ
 اَلَّذِیْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ يَمُرُّوْنَ بِالْحَبِیْرِ اَلَّذِیْنَ يَتَّبِعُوْنَكَ يَمُرُّوْنَ بِالْحَبِیْرِ

عرضِ شتِ ازل

جو مغفرت بنا و مخدوم اور کمال قدس مرفقہ لکھی تھی

حضرت کا کثرین قلام محمد صادق عرض کرتا ہے کہ اس حرف کے احوال و مشاعر
 حضور کی عالی توہد کی رکعت سے ظاہری یا محض جمیعت کے ساتھ گذر رہے ہیں۔ مدت گذری
 ہے کہ حضور کے خادموں کی طرف سے اس قدر غور و برپائش تھی۔ آج عظیمہ لکھنے کے ان میں
 بد حالوں و قیام اور اس نے حضور کی کامل خیر و عافیت کا حال سنایا۔ یہ عجیب و غریب
 فرجست و فرشی حاصل ہوئی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم

تبدیل ہو گا۔ یہ لفظ اولاد کے تیرہ ہیں اس کو قرآن مجید میں ۱۰ چودھریں ہیں۔
 مرقا غوثی نے شرح کیا ہے۔ یعنی باغی سیارہ ہواست کہو ستا ہے۔ قریبوں است و غیر
 کر کے کا عشرہ ماخیز میں قرآن مجید رقم لگاتے کے لئے حافظ جلال الدین نے بتا دیا ہے۔
 حضرت علامہ سے۔ اہل بیت کا ترانہ میں فقط قرآن مجید اور کواکبات
 وسیع اور فی مقام نظر ہوتا ہے یا حقیقت قرآن کا مقام تھا۔ وہ ایک معلومہ کو حقیقت
 محمدی علیہ السلام کا مقام اور ہمارے مقام کا ہمارا ہے کہ یاد رہے عظیمہ کو قرآن مجید نے
 یہ مقام حقیقت محمدی کی تکمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اور کامل اولیائے اپنے اپنے قدر کے ہیں
 اس مقام کے کچھ مثال یہ ہے۔ زمین اس نام کا کامل۔ تمام حصہ جسے غیر علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے سوا اور کسی کو حاصل معلوم نہیں ہوتا۔ اس حقیر آدمی اس مقام سے تھوڑا سا حاصل کیا۔
 اوش قلعہ حضرت کی توجہ مال سے مل چکا ہے کہ۔ ابھی تک یہ مقام ہم طرح واضح نہیں
 ہوا۔ باقی ہر مال سمیت سے لے کر۔ اس کا منظر میں رہی ہو گئی ہو تو ہے
 اسی محمد سعید کے احوال و احوال بہت اچھے ہیں اور اس کے اوقات جمعیت ذریعے
 اندر رہے ہیں۔ شہر کے یا بھی بڑے فائق سے ملنے جاتے ہیں۔
 تیرنے ابھی تک یہ سیارہ سنکھو پر چڑھا گیا ہے۔ میدان کے دن تک اس پر
 کہ باغی سیارہ ہواست کہو ستا ہے۔ والعبودیت۔ اداس بندگ۔

عرضِ اشتوم

کترین بندگان عند مخلوق عرض کرتا ہے کہ اس طرح کے احوال و احوال شکر کے
 باقی ہیں۔ اور اس کی کبریاوت کی نیریت اور فائدوں اور فائدوں کے مطلوب اور
 سوال ہے۔

حضرت سرور کا مراد بزرگ سمیع و جہیں کے ہزارہا رسال فرمایا تھا۔ عبادہ چڑا۔
 اس کے مطالعہ سے نماز سے پہلے شامی ہوتی۔ حق قلعہ اپنے نبی اقی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ان کی آل بزرگوار رضی اللہ عنہ کی فطرت اس سبب عالمیان کی ہدایتی کا سارا تمام اہل اسلام
 کے سر پر اپنی ذمہ دہ لگ گئے۔

قبل کا تیر اپنے خواہشات ال کی لکھے۔ اپنے ماضی حال کے مدد ہوئے ہوئے حال

اور نہ ہی جسے اپنے احوال پر بڑی سرکھڑائی ہے۔ اور نہ تو کسی بھی سے کہ
کئی نذر اور کوئی راحت حق تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا
اور جس کے خادموں کی توجہ وہ ہرگز نہیں دے گا۔ تو بڑی دقت نہیں ہے۔

اور میری کار و شواہد نیست

گزینوں پر نہیں یہ کام و شواہد

ترجمہ۔

اللہ کا اسے شک و شبہ نہ ہو کہ تو پرستہ خیل کی برکت سے جس طرح اوپر اٹھنے
فرماتا ہے۔ ہر حالت حاصل ہے۔ اور اسی کتاب میں کہ کوئی نذر نہیں آیا۔ بعد از ذوق
و ذوق کا حید واد ہے۔ فخر و ظہر و حشر کے بعد حلقہ بیستہ ہے۔ اور یہاں ظہر و حشر
سے فرستہ ہوا قرآن مجید پر جاتا ہے۔ یعنی بعض ذوقیات بعض میں ہے۔ اور بعض ذوقیات
بعض میں۔ اور بعض بعض اور ذوق و ذوق کا آرام و غیرہ جان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سے
آگے تو نہیں کر سکتا۔ اور طائفہ کامل سے کہ وہ متوجہ میں نہ ہو۔ اگر تو میں تو ان کی
توجہ ظہر و حشر کی مانند ہو جس کا میں ہے۔ اور توجہ اور ذوق و غیرہ کو کمال میں رہا جاتا
ہے۔ اور ظہر و حشر سے متجاہد معلوم نہیں کرتا۔ طائفہ اول اول جان کے ماحول سے کہتے
ہوئے ظہر و حشر میں بدن کے سوا اور کوئی امر مفہوم نہ ہوتا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابو خروشد کی
نذر میں عرض کیا گیا تھا۔ اب بدن سے متنازع اور ایک کھائی جیتے ہیں۔ یہ تمام بقا کا
مقام ہے۔ بقا کے بعد پھر ایک قسم کی قضا و طائفہ ریاضی ہوتی۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ اس
بقا کے بغیر بقا کے بعد ہے۔ کام کا کام ہو ہمیشہ نہیں ہوتا +

اس بعد چند روز سے پر تبصر کی حالت میں ہے اور باطنی ماحول میں ہے۔ یہ کہیں
کیا ظاہر ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی تک تم کی طرف توجہ نہیں آئی۔ یہ کہ حوالہ کا عرض کرنا ضروری
تھیں۔ لیکن چند کمالات کے لکھنے پر جرات کی +

قبل کا :- فقیر ہر ات حضرت کو خواہ میں دیکھتا ہے۔ یا کہ یا شاہد اللہ علیہ
سے زیادہ کیا کہ جانے کے شغلات و سیر میں نہیں ہے۔ والہ تعالیٰ و شہادۃ آداب بندگی +

عرض و اشتیاق

کچھ میں بندگان عہد شاق عرض کرتا ہے کہ یہ غیر دلت سے مقبول اور مفہوم تھا۔

ت منما یکن و یا شریف امامی فی محبة الفانی مترادف صلیه و قر اول

سید محمد

[illegible][illegible][illegible]

کتوبہ تینوں کے پاس ہے اور نہ اس وقت تک کہ میرا جیل بفر کرنے کے پاس میں۔ یہ بھی اپنے میر
بزرگوں کی خدمت میں لکھا ہے۔

غلام کے ایک خاص مقصد پر لگ جانے اور بعض باروں کے اس مقام سے گزرنے اور قابل ذائقہ کے امتحانات تک پہنچنے کے بیان میں بھی اپنے پیرزادہ کو اس سرفروشی خدمت میں لکھا ہے۔

مکتوب کے جواب والے سینے کا مرقعہ کی حقیقت کو بھی پر عمل کو مصداقہ ہوتا ہے

انھیں یہاں سے پھر انھیں زور دے کر وہاں الیحدی کی سفارش انھیں کے احوال کے یہ ہیں

تفسیر: اور سادہ کے محل جو نے اور چالی و چالی صدیوں مسلمانوں کے ساتھ تربیت پائے اور انھیں بچا کر
 نیکو تعلقات اور محبت نشانی و فروغ دینے کے بیان میں۔ یہی نہ ہرگز گوارہ کی نہایت میں لکھا ہے۔

ان اولیاء کیلئے جو اس وقت تک حلقہ حقیقی میں بھی اپنے عزیز گاہک کی خدمت میں لکھا ہے۔

اس سوال کے سامان میں جو نیچے کے مقام میں مقامِ قریب سے مناسبت دیکھتے ہیں۔ یہ بھی

خوشنود و حسن میں قرطب و ہند و یونان کے مابین جوئے انسان کے مناسب بعض علوم

بعض کشتوں اور اپنے طور پر کھینے اور نام چلنے والوں میں اپنے آپ کو فخر پرست مانتے ہیں کہ
انعام حاصل ہوئے ہیں۔ لیکن ان کے لیے کوئی نفع نہیں ہے۔ ان کے لیے یہ سب کچھ توڑنے کے لیے ہے۔ ان کے لیے یہ سب کچھ توڑنے کے لیے ہے۔ ان کے لیے یہ سب کچھ توڑنے کے لیے ہے۔

اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے لوگوں کو روک کر ان کے پاس لے جاتے ہیں اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے لوگوں کو روک کر ان کے پاس لے جاتے ہیں۔

[illegible]

تفصیل مضامین

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
۹۸	اس بیان میں دل طینت کی طرف سے تھوڑا سا مستقل رہی ہوگی کہ اس کی طرف لکھا ہے۔۔۔	۹۸
۹۹	اس بیان میں کہ تمام اوقات اور اسی میں مشغول ہونا چاہئے کہ اس کی طرف سے	۹۹
۱۰۰	اس بیان میں کہ آدمی کو عقاید کی درستی اور اہل علم کے جاننے سے ہمارے منہ پر ہونا کہ اس میں	۱۰۰
۱۰۱	پہلے کیساتھ عالم حقیقت کی طرف اشارے۔ خصوصاً اس کی طرف لکھا ہے۔۔۔	۱۰۱
۱۰۲	اس میں میں کہ آدمی کو جو اس میں ہے اور اس میں بھی حقیقت کی صفت پر بیان کیا ہے اور بعض میں	۱۰۲
۱۰۳	ہو قال جو کہ اس میں اس کی صفت فیوض کا پڑنے میں ذرا مختلف قیاموں پر مشتمل ہیں اس میں	۱۰۳
۱۰۴	سورہ میں ہے کہ اس میں اس کی صفت فیوض میں۔ سید احمد جو اس کی طرف لکھا ہے۔۔۔	۱۰۴
۱۰۵	تسویف اور تخریج سے منع کرنے اور شریعت پر تفسیر دینے اور اس کے ساتھ سب بیان میں	۱۰۵
۱۰۶	کھانا شریعت کی طرف سے اور فرمایا ہے۔۔۔	۱۰۶
۱۰۷	اس بیان میں کہ عبادات اور اس کے مقصود میں کمال کرنے پر شیخ و روایت کی طرف لکھا ہے۔۔۔	۱۰۷
۱۰۸	نہی کرنا کی تفسیر اور اس کی کوئی کہنے کے بیان میں اور اس کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۰۸
۱۰۹	یا مصلوۃ والسلام کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۰۹
۱۱۰	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۰
۱۱۱	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۱
۱۱۲	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۲
۱۱۳	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۳
۱۱۴	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۴
۱۱۵	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۵
۱۱۶	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۶
۱۱۷	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۷
۱۱۸	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۸
۱۱۹	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۱۹
۱۲۰	اس میں شیخ و روایت کے کہنے میں شیخ و روایت کے ساتھ سب روایت میں بھی	۱۲۰

۱۴۰۰ مکتوب ۱۴۰۰
۱۴۰۱ مکتوب ۱۴۰۱
۱۴۰۲ مکتوب ۱۴۰۲
۱۴۰۳ مکتوب ۱۴۰۳
۱۴۰۴ مکتوب ۱۴۰۴
۱۴۰۵ مکتوب ۱۴۰۵
۱۴۰۶ مکتوب ۱۴۰۶
۱۴۰۷ مکتوب ۱۴۰۷
۱۴۰۸ مکتوب ۱۴۰۸
۱۴۰۹ مکتوب ۱۴۰۹
۱۴۱۰ مکتوب ۱۴۱۰
۱۴۱۱ مکتوب ۱۴۱۱
۱۴۱۲ مکتوب ۱۴۱۲
۱۴۱۳ مکتوب ۱۴۱۳
۱۴۱۴ مکتوب ۱۴۱۴
۱۴۱۵ مکتوب ۱۴۱۵
۱۴۱۶ مکتوب ۱۴۱۶
۱۴۱۷ مکتوب ۱۴۱۷
۱۴۱۸ مکتوب ۱۴۱۸
۱۴۱۹ مکتوب ۱۴۱۹
۱۴۲۰ مکتوب ۱۴۲۰
۱۴۲۱ مکتوب ۱۴۲۱
۱۴۲۲ مکتوب ۱۴۲۲
۱۴۲۳ مکتوب ۱۴۲۳
۱۴۲۴ مکتوب ۱۴۲۴
۱۴۲۵ مکتوب ۱۴۲۵
۱۴۲۶ مکتوب ۱۴۲۶
۱۴۲۷ مکتوب ۱۴۲۷
۱۴۲۸ مکتوب ۱۴۲۸
۱۴۲۹ مکتوب ۱۴۲۹
۱۴۳۰ مکتوب ۱۴۳۰
۱۴۳۱ مکتوب ۱۴۳۱
۱۴۳۲ مکتوب ۱۴۳۲
۱۴۳۳ مکتوب ۱۴۳۳
۱۴۳۴ مکتوب ۱۴۳۴
۱۴۳۵ مکتوب ۱۴۳۵
۱۴۳۶ مکتوب ۱۴۳۶
۱۴۳۷ مکتوب ۱۴۳۷
۱۴۳۸ مکتوب ۱۴۳۸
۱۴۳۹ مکتوب ۱۴۳۹
۱۴۴۰ مکتوب ۱۴۴۰
۱۴۴۱ مکتوب ۱۴۴۱
۱۴۴۲ مکتوب ۱۴۴۲
۱۴۴۳ مکتوب ۱۴۴۳
۱۴۴۴ مکتوب ۱۴۴۴
۱۴۴۵ مکتوب ۱۴۴۵
۱۴۴۶ مکتوب ۱۴۴۶
۱۴۴۷ مکتوب ۱۴۴۷
۱۴۴۸ مکتوب ۱۴۴۸
۱۴۴۹ مکتوب ۱۴۴۹
۱۴۵۰ مکتوب ۱۴۵۰
۱۴۵۱ مکتوب ۱۴۵۱
۱۴۵۲ مکتوب ۱۴۵۲
۱۴۵۳ مکتوب ۱۴۵۳
۱۴۵۴ مکتوب ۱۴۵۴
۱۴۵۵ مکتوب ۱۴۵۵
۱۴۵۶ مکتوب ۱۴۵۶
۱۴۵۷ مکتوب ۱۴۵۷
۱۴۵۸ مکتوب ۱۴۵۸
۱۴۵۹ مکتوب ۱۴۵۹
۱۴۶۰ مکتوب ۱۴۶۰
۱۴۶۱ مکتوب ۱۴۶۱
۱۴۶۲ مکتوب ۱۴۶۲
۱۴۶۳ مکتوب ۱۴۶۳
۱۴۶۴ مکتوب ۱۴۶۴
۱۴۶۵ مکتوب ۱۴۶۵
۱۴۶۶ مکتوب ۱۴۶۶
۱۴۶۷ مکتوب ۱۴۶۷
۱۴۶۸ مکتوب ۱۴۶۸
۱۴۶۹ مکتوب ۱۴۶۹
۱۴۷۰ مکتوب ۱۴۷۰
۱۴۷۱ مکتوب ۱۴۷۱
۱۴۷۲ مکتوب ۱۴۷۲
۱۴۷۳ مکتوب ۱۴۷۳
۱۴۷۴ مکتوب ۱۴۷۴
۱۴۷۵ مکتوب ۱۴۷۵
۱۴۷۶ مکتوب ۱۴۷۶
۱۴۷۷ مکتوب ۱۴۷۷
۱۴۷۸ مکتوب ۱۴۷۸
۱۴۷۹ مکتوب ۱۴۷۹
۱۴۸۰ مکتوب ۱۴۸۰
۱۴۸۱ مکتوب ۱۴۸۱
۱۴۸۲ مکتوب ۱۴۸۲
۱۴۸۳ مکتوب ۱۴۸۳
۱۴۸۴ مکتوب ۱۴۸۴
۱۴۸۵ مکتوب ۱۴۸۵
۱۴۸۶ مکتوب ۱۴۸۶
۱۴۸۷ مکتوب ۱۴۸۷
۱۴۸۸ مکتوب ۱۴۸۸
۱۴۸۹ مکتوب ۱۴۸۹
۱۴۹۰ مکتوب ۱۴۹۰
۱۴۹۱ مکتوب ۱۴۹۱
۱۴۹۲ مکتوب ۱۴۹۲
۱۴۹۳ مکتوب ۱۴۹۳
۱۴۹۴ مکتوب ۱۴۹۴
۱۴۹۵ مکتوب ۱۴۹۵
۱۴۹۶ مکتوب ۱۴۹۶
۱۴۹۷ مکتوب ۱۴۹۷
۱۴۹۸ مکتوب ۱۴۹۸
۱۴۹۹ مکتوب ۱۴۹۹
۱۵۰۰ مکتوب ۱۵۰۰

۲۵۱ کتاب
۲۵۲ کتاب
۲۵۳ کتاب
۲۵۴ کتاب
۲۵۵ کتاب
۲۵۶ کتاب
۲۵۷ کتاب
۲۵۸ کتاب
۲۵۹ کتاب
۲۶۰ کتاب
۲۶۱ کتاب
۲۶۲ کتاب
۲۶۳ کتاب
۲۶۴ کتاب
۲۶۵ کتاب
۲۶۶ کتاب
۲۶۷ کتاب
۲۶۸ کتاب
۲۶۹ کتاب
۲۷۰ کتاب
۲۷۱ کتاب
۲۷۲ کتاب
۲۷۳ کتاب
۲۷۴ کتاب
۲۷۵ کتاب
۲۷۶ کتاب
۲۷۷ کتاب
۲۷۸ کتاب
۲۷۹ کتاب
۲۸۰ کتاب
۲۸۱ کتاب
۲۸۲ کتاب
۲۸۳ کتاب
۲۸۴ کتاب
۲۸۵ کتاب
۲۸۶ کتاب
۲۸۷ کتاب
۲۸۸ کتاب
۲۸۹ کتاب
۲۹۰ کتاب
۲۹۱ کتاب
۲۹۲ کتاب
۲۹۳ کتاب
۲۹۴ کتاب
۲۹۵ کتاب
۲۹۶ کتاب
۲۹۷ کتاب
۲۹۸ کتاب
۲۹۹ کتاب
۳۰۰ کتاب

کتاب ۱۰۰
 کتاب ۱۰۱
 کتاب ۱۰۲
 کتاب ۱۰۳
 کتاب ۱۰۴
 کتاب ۱۰۵
 کتاب ۱۰۶
 کتاب ۱۰۷
 کتاب ۱۰۸
 کتاب ۱۰۹
 کتاب ۱۱۰
 کتاب ۱۱۱
 کتاب ۱۱۲
 کتاب ۱۱۳
 کتاب ۱۱۴
 کتاب ۱۱۵
 کتاب ۱۱۶
 کتاب ۱۱۷
 کتاب ۱۱۸
 کتاب ۱۱۹
 کتاب ۱۲۰
 کتاب ۱۲۱
 کتاب ۱۲۲
 کتاب ۱۲۳
 کتاب ۱۲۴
 کتاب ۱۲۵
 کتاب ۱۲۶
 کتاب ۱۲۷
 کتاب ۱۲۸
 کتاب ۱۲۹
 کتاب ۱۳۰
 کتاب ۱۳۱
 کتاب ۱۳۲
 کتاب ۱۳۳
 کتاب ۱۳۴
 کتاب ۱۳۵
 کتاب ۱۳۶
 کتاب ۱۳۷
 کتاب ۱۳۸
 کتاب ۱۳۹
 کتاب ۱۴۰
 کتاب ۱۴۱
 کتاب ۱۴۲
 کتاب ۱۴۳
 کتاب ۱۴۴
 کتاب ۱۴۵
 کتاب ۱۴۶
 کتاب ۱۴۷
 کتاب ۱۴۸
 کتاب ۱۴۹
 کتاب ۱۵۰
 کتاب ۱۵۱
 کتاب ۱۵۲
 کتاب ۱۵۳
 کتاب ۱۵۴
 کتاب ۱۵۵
 کتاب ۱۵۶
 کتاب ۱۵۷
 کتاب ۱۵۸
 کتاب ۱۵۹
 کتاب ۱۶۰
 کتاب ۱۶۱
 کتاب ۱۶۲
 کتاب ۱۶۳
 کتاب ۱۶۴
 کتاب ۱۶۵
 کتاب ۱۶۶
 کتاب ۱۶۷
 کتاب ۱۶۸
 کتاب ۱۶۹
 کتاب ۱۷۰
 کتاب ۱۷۱
 کتاب ۱۷۲
 کتاب ۱۷۳
 کتاب ۱۷۴
 کتاب ۱۷۵
 کتاب ۱۷۶
 کتاب ۱۷۷
 کتاب ۱۷۸
 کتاب ۱۷۹
 کتاب ۱۸۰
 کتاب ۱۸۱
 کتاب ۱۸۲
 کتاب ۱۸۳
 کتاب ۱۸۴
 کتاب ۱۸۵
 کتاب ۱۸۶
 کتاب ۱۸۷
 کتاب ۱۸۸
 کتاب ۱۸۹
 کتاب ۱۹۰
 کتاب ۱۹۱
 کتاب ۱۹۲
 کتاب ۱۹۳
 کتاب ۱۹۴
 کتاب ۱۹۵
 کتاب ۱۹۶
 کتاب ۱۹۷
 کتاب ۱۹۸
 کتاب ۱۹۹
 کتاب ۲۰۰

فصل میں

۲۶۹ مکتوب ۲۶۹
۲۷۰ مکتوب ۲۷۰
۲۷۱ مکتوب ۲۷۱
۲۷۲ مکتوب ۲۷۲
۲۷۳ مکتوب ۲۷۳
۲۷۴ مکتوب ۲۷۴
۲۷۵ مکتوب ۲۷۵
۲۷۶ مکتوب ۲۷۶
۲۷۷ مکتوب ۲۷۷
۲۷۸ مکتوب ۲۷۸
۲۷۹ مکتوب ۲۷۹
۲۸۰ مکتوب ۲۸۰
۲۸۱ مکتوب ۲۸۱
۲۸۲ مکتوب ۲۸۲
۲۸۳ مکتوب ۲۸۳
۲۸۴ مکتوب ۲۸۴
۲۸۵ مکتوب ۲۸۵
۲۸۶ مکتوب ۲۸۶
۲۸۷ مکتوب ۲۸۷
۲۸۸ مکتوب ۲۸۸
۲۸۹ مکتوب ۲۸۹
۲۹۰ مکتوب ۲۹۰
۲۹۱ مکتوب ۲۹۱
۲۹۲ مکتوب ۲۹۲
۲۹۳ مکتوب ۲۹۳
۲۹۴ مکتوب ۲۹۴
۲۹۵ مکتوب ۲۹۵
۲۹۶ مکتوب ۲۹۶
۲۹۷ مکتوب ۲۹۷
۲۹۸ مکتوب ۲۹۸
۲۹۹ مکتوب ۲۹۹
۳۰۰ مکتوب ۳۰۰

تفصیل مضامین

۳۰	کتوب	۳۰	ولایت شہزادہ علیہ السلام کی ولایت اور ولایت دارالعلوم کے فرق اور اس بیان میں کہ
۳۱	کتوب	۳۱	نہایت ولایت سے افضل ہے اور بعض اسی خاص صفت کے بیان میں جو نبوت سے تعلق
۳۲	کتوب	۳۲	رہے ہیں اور ان کے خاتمہ میں بیان ہے۔ ظاہری علوم اور باطنی امور و صفت کے بیان میں
۳۳	کتوب	۳۳	مباحثہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۳۴	کتوب	۳۴	ماہی ہوسٹ کثیری کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۳۵	کتوب	۳۵	من احاط علی کے بیان میں کہ کثیری قرآنی میں بہشت میں داخل ہونا ان پر موقوف تھا ہے اور
۳۶	کتوب	۳۶	شک کے دوا کرنے کے بیان میں۔ سند تواتر کے بعض امور اور معانی کے بیان میں مرقا بن ابی
۳۷	کتوب	۳۷	کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۳۸	کتوب	۳۸	تاریخ کے سزا اور بددی و افسانہ کی روشنی کی تازہ کے معانی لائق اور اس کے مناسب بیان میں
۳۹	کتوب	۳۹	میرحمت اللہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۴۰	کتوب	۴۰	حقائق آگاہ صفت و شکوہ خرد و ذہن کھن خوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیہ السلام اور حضرت
۴۱	کتوب	۴۱	مروم مفتوح محمد قریح و محمد علی علیہ وسلم رحمت اللہ علیہ کے معنی و مقابہ کی بات کے ذکر میں اور
۴۲	کتوب	۴۲	اور اس کتب کے تار میں اسباب ولایت کی تمنا کا بیان ہے۔ اور اس بیان میں قریمہ حسن علی
۴۳	کتوب	۴۳	محمد کا ذکر ہے اور ان کے مناسب بیان میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۴۴	کتوب	۴۴	محبوب سبحان اللہ و بکلیا اور اس کے مناسب بیان میں۔ مولا محمد ابوالواحد اچوی
۴۵	کتوب	۴۵	کی طرف اشارہ کیا ہے۔
۴۶	کتوب	۴۶	نبی نہی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابت تفسیر تفسیر علی اللہ تعالیٰ فی القرآن
۴۷	کتوب	۴۷	کی تفسیر تفسیر سبحان اللہ و بکلیا اور سبحان اللہ العظیم اور
۴۸	کتوب	۴۸	اس بیان میں حضرت علیہ السلام میں جاری ہیں۔ اور ان کے نزدیک محبوب ہیں۔
۴۹	کتوب	۴۹	سبحان اللہ و بکلیا اور سبحان اللہ العظیم اور ان کے سنے کے بیان میں اور
۵۰	کتوب	۵۰	فیض اللہ پانی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۵۱	کتوب	۵۱	رات اور دن کے حساب کے بیان میں ہے کہ مارہ ہوا ہے۔ حساب و میزان ان کتابتوں
۵۲	کتوب	۵۲	و میزان کے کرم سے حساب کیا ہے اپنا حساب کر لو اور ان کا جانی محمد لکھی کی طرف
۵۳	کتوب	۵۳	ساز فرمایا ہے۔
۵۴	کتوب	۵۴	انسان کی ماضیت اور بعض اہل برکت اور اس کے بیان جو اس مقام سے تعلق رکھتے ہیں اور
۵۵	کتوب	۵۵	اس کے مناسب بیان میں۔ مولا محمد علی ہاشمی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۵۶	کتوب	۵۶	اسرار و معانی و حقائق اور وہ کو رہنما اشارہ کے طور پر بیان کرنے میں ملاحظہ فرمائی اور شیخ
۵۷	کتوب	۵۷	اسرار و معانی اور وہ کو رہنما اشارہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۵۸	کتوب	۵۸	چند سوالوں کے جواب اور اشارہ سیاح کی تحقیق اور جو کہ اس بارہ میں علماء و فقیہ کے
۵۹	کتوب	۵۹	تذریک تھا ہے۔ اس کے بیان میں۔ میر محمد نعمان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔
۶۰	کتوب	۶۰	مفسدات و احوال و باب میں خوار محمد ہاشمی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ سوال اول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان دعاؤ
۶۱	کتوب	۶۱	سورہ فاتحہ پڑھنے میں یا نہیں سوال دوم طریقہ دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال سوم دعا پڑھنے میں یا نہیں
۶۲	کتوب	۶۲	سوال چہارم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال پنجم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال ششم دعا پڑھنے میں یا نہیں
۶۳	کتوب	۶۳	سوال ہفتم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال ہشتم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال نہم دعا پڑھنے میں یا نہیں
۶۴	کتوب	۶۴	سوال دہم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال یازدہم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال سولہم دعا پڑھنے میں یا نہیں
۶۵	کتوب	۶۵	سوال سولہم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال سولہم دعا پڑھنے میں یا نہیں سوال سولہم دعا پڑھنے میں یا نہیں

اردو ترجمہ کتاب مقامات احمدیہ ملفوظ خواست معلومیت

یہ ترجمہ کتاب مقامات احمدیہ کی تصنیف ہے اس کے مصنف حضرت خواجہ محمد امجد علی صاحب دہلوی مجددی علیہ السلام ہیں جو حضرت امام باقی برکات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایمان حاصل کرنے میں سے ہیں اس کتاب میں ۱۰ مطالبہ ۱۰ باب ایک مقدمہ اور خاتمہ ہے جو دیکھنے سے نظریں کھینچے ہوئے ہیں۔

اردو ترجمہ کتاب مقامات نظری

اس ترجمہ کتاب کے مؤلفین تھے وہ اسلمیہ برکات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا مصنف علامہ علی صاحب برکات اللہ تعالیٰ مقامات ملفوظات کتبہ ہر وقت حضرت شمس الدین حبیبیہ صاحب زما ہیں جو ان میں سے ہیں شیدائے حق ہیں جناب حضرت مولوی محمد شمس الدین صاحب کی کتاب کے دیکھنے سے یادداشت سے ترجمہ کیا گیا کہ نام مقامات نظری لکھا ہے حضرت علامہ علی شاہ صاحب قس سے حضرت قلم مرزا جان مانتوں نے علامہ علیہ السلام کے فیض سے حاصل کیا ہے اس کتاب میں ۱۰ فصل ہیں جو قلم مرزا کی کتاب سے قیمت ۱۰۰ روپے

مثنوی محکمہ عاشقین مع تحفۃ العارفین

یہ دو کتابیں ایک ہی پرستار اور ایک ہی قبول الگام حضرت شاہ عبدالحمید قدس سرہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی تصنیف عظیم میں سے ہے اور وہ زبان میں برابری اور محبت ہیں چنانچہ مثنوی ہے کہ حضرت معنی کو ان کتاب کی تصنیف کے لئے خواب میں جناب سے کائنات سے علامہ علیہ السلام سے شاعرانہ عقائد ہیں ان کے قبول عام مقامہ سند ہونے کے لئے یہ دو کتابیں تیار کی گئیں کہ ان کے لئے جو چاہیں ان کی قیمت ۱۰۰ روپے

اردو ترجمہ کتاب مقصد الاقصیٰ

عظیم غیر کتاب عظیم مقصد الاقصیٰ میں تصنیف حضرت خواجہ عزیز الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اس کتاب میں حضرت علیہ السلام نے باریک مسائل تصوف جو حقیقی سے لکھے ہیں اس کی نسبت یہ کہنا بہت ہے کہ گویا یاد رکھو کہ ہندو سے چنانچہ حضرت علیہ السلام جو باریک ہیں کہ بعض روایتوں اور دوستوں کی درخواست پر بعض مسائل تصوف اور عقل کو مل کر کے تصوف کے طالبوں پر احسان عظیم فرمایا ہے قیمت ۱۰۰ روپے

حیات سادہ

یہ کتاب حضرت محمد بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زندگی پر مبنی ہے۔
 یہ کتاب ایک ستر غوث صوفی قطبانی میاں سید شیخ عبد القادر گیلانی کے آثار
 و کرامات کے منتخب مجموعہ ہے۔ عربی کتاب کا قلم کار مولانا سید محمد عبد القادر
 مدظلہ العالی ہیں۔ اس کتاب میں حضرت صوفی کے
 سچے پیروں کے حالات مع کرامات کا ایسا بیان ہے کہ ساتھ درج ہیں
 آپ کے علم و فضل کے آثار آپ کے سچے پیروں کی کیفیت آپ کے یارانِ صحبت کے سوانح
 اور ان بزرگوں کے حالات جو آپ کے زمانہ میں اویسے کرامتوں سے تھے نیز آپ
 کے شاگردوں کے حالات اور ان لوگوں کا ذکر جن کو جناب علی مقام سے فیض الہی
 نصیب ہوا۔ آپ کے فرزند علی مقام کے حالات اور شجرہ نسب اس کے علاوہ کیا گیا
 ہے۔ اس سے پہلے آج کل اردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں تھی۔ لہذا
 یہاں مولانا عاشقان جناب غوث الاعظم و طالبانِ جمال محبوب بانی غوثِ اعلیٰ
 سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں شریک کتاب کو عربی سے اردو میں بصرف
 ہر کثیر تر کر دیا گیا ہے۔ قیمت
 المشتہر عند الناس